



قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

تألیف

آیت اللہ

الحاج شیخ رضا توحیدی علیہ الرحمہ

بیش گفتار

مؤلف کا مختصر تذکرہ:

کتاب کا واقعہ اور صاحب کتاب پر مولا کی عنایت

نجات بخش

قرآن اور عترت کو ثقلین کہے جانے کی وجہ تسمیہ:

حضرت امام مہدی کے بارے میں اہل سنت سے مروی احادیث

حضرت مہدی - پیغمبر اسلام کے بارہویں جانشین ہیں۔

۲۔ تازگی

۱۔ نور / ۲

۲۔ چراغ / ۲

۳۔ دریا / ۲

۴۔ شاہراہ / ۲

۵۔ روشنی / ۲

۶۔ باطل کو حق سے جدا کرنے والا / ۲

۷۔ محکم اساس / ۲

۸۔ شفاء / ۲

۹۔ عزت / ۲

۱۰۔ حقیقت / ۲

۱۱۔ خزانہ / ۲

۱۲۔ علم کا سمندر / ۲

۲۔ عدالت کا گلستان / ۱۳

۲۔ اسلام کی بنیاد / ۱۴

۲۔ وادی حق / ۱۵

۲۔ بے کراں سمندر / ۱۶

۲۔ چشم / ۱۷

۲۔ ہدایت کا چشمہ / ۱۸

۲۔ منزل ہدایت / ۱۹

۲۔ نورانی نشان / ۲۰

۲۔ سرحد ہدایت / ۲۱

۲۔ گوارا پائی / ۲۲

۲۔ دلوں کی بہار / ۲۳

۲۔ مستقیم راستہ / ۲۴

۲۔ اکسیر شفاء / ۲۵

۲۔ نور / ۲۶

۲۔ ریسمان الہی / ۲۷

۲۔ پناہ گاہ / ۲۸

۲۔ شرافت / ۲۹

۲۔ سلامتی / ۳۰

۲۔ کامیابی / ۳۱

۲۔ پاور / ۳۲

- ۲۔ برہان / ۳۳
- ۲۔ شاہد / ۳۴
- ۲۔ فتح و ظفر / ۳۵
- ۲۔ حافظ / ۳۶
- ۲۔ پر پرواز / ۳۷
- ۲۔ روشنی کی علامت / ۳۸
- ۲۔ بہترین سیر / ۳۹
- ۲۔ علم و دانش / ۴۰
- ۴۱۔ بہترین کلام / ۲
- ۲۔ بہترین / ۴۲
- ۳۔ نزول آسمانی
- ۴۔ جاوداں
- ۵۔ دائمی حیات
- ۶۔ خاتم
- حضرت موسیٰ - کی ولادت اور نزول توریت
- حضرت عیسیٰ علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی ولادت اور صلیب
- حضرت عیسیٰ - کے مصلوب ہونے کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ
- قرآن مجید کے نزول کی کیفیت
- ۷۔ وسیع عبادت
- ۸۔ درجات تک پرواز
- ۹۔ تمام حقائق کا بیان کرنے وال
- ۱۰۔ ہمراہی
- ۱۱۔ کامل اور جامع ایمان کا اعتراف
- ۱۲۔ الہی و آسمانی ہدیہ
- ۱۳۔ مومنین کے لیے شف
- ۱۴۔ مخالفین کا انحطاط
- ۱۵۔ نجات
- ۱۶۔ شفاعت
- شفاعت کا معنی
- ۱۷۔ نور درخشاں
- ۱۸۔ میثاق الہی
- ۱۹۔ طہارت
- ۲۰۔ خدا کی حفاظت
- ۲۱۔ غیبت
- ۲۲۔ عمومی ہدایت
- ۱۔ یہودی کا اسلام قبول کرن
- ۲۔ ہجرت کے تیسویں سال حویصہ کا اسلام قبول کرن
- ۳۔ دعوتور کا اسلام قبول کرن
- ۴۔ اولاد ہارون میں سے ایک شخص کا ایمان قبول کرن
- ۲۳۔ جنت کا حکم اور جہنم سے منع کرن
- غدير اور اس کی جغرافیائی حیثیت
- ۲۴۔ ناموس الہی

انسانی اجتماع کی اساس کیا ہے؟

سرفت اور اس کی سزا کی کیفیت

”جوری کس طریقے سے ثابت ہوتی ہے“

”ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اس کے حدود“

۲۵ - ظہور حق

نبی اکرم (ص) اور ائمہ کے سامنے اعمال کا پیش کرن

ائمہ ، خدا کی مخلوق پر اس کے گواہ ہیں

۲۶ - آسمانی پیشو

پیغمبر (ص) اور ائمہ اطہار کے نزدیک مقدار کی شخصیت

۲۷ - خستگی ناپذیر

۲۸ - ہمہ گیر ضرورت

”فضل قرآن:“

”فضیلت حامل قرآن:“

قرآن کریم کی تعلیم و تعلّم

فضیلت قرائت قرآن کریم

”وہ گھر جن میں قرآن پڑھا جاتا ہے“

”قرآن کو ترتیل اور خوش الحانی سے پڑھنا“

”قرآن مجید روز قیامت شفیع ہے“

۲۹ - خزانہ

”معادن وحی و تنزیل سے وارد شدہ روایات“

”پیغمبر اکرم (ص) کاسفر حجة الوداع اور واقعہ غدیر خم“

۳۰ - روح و جسم کی شف

خود شیطان کنارہ کشی اختیار کرے گ

قرآن پیغمبر اکرم (ص) کا معجزہ ہے۔

۳۲ - بدبخت مخالفین

۳۳ - مہربان ناصح

۳۴ - دلوں کی روشنی

امانت اور عدالت اسلام کی نظر میں

اسلام میں امانت اور عدالت کی اہمیت

۳۵ - احتجاج

علم کا ان کے اہل سے مخفی رکھنے کی سزا

۳۶ - بادی

۳۷ - سچ بولنے وال

۳۸ - برکت

۳۹ - عزت

۴۰ - آب حیات

خاتمہ

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

تالیف: آیت اللہ الحاج شیخ رضا توحیدی علیہ الرحمہ
ترجمہ: حجة الاسلام و المسلمین فیروز حیدر فیضی

پیش گفتار بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین، و صَلَّى الله على سيدنا محمد وآله اجمعین، سيما الامام الحجة القائم المنتظر المهدي (عجل الله تعالى فرجه الشريف).
(يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنًا وَأَبِلًّا نَا الضُّرُّ وَجُنُودًا بِيضَاعَةً مُزَجَّاةً) (يوسف/ ۸۸)
اے عزیز فاطمہ! اے یوسف زہرا! جان لیوا درد نے مجھ کو اور مجھ جیسے انسان کو گھیر لیا ہے اور اب ہم اپنی ہی بضاعتی کے ساتھ آپ کی طرف آئے ہیں۔
اب تک حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداء کے متعلق تین ہزار سے زائد ہمارے درمیان گراں قدر کتابیں تحریر کی جاچکی ہیں، جس میں حضرت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں، عظمت، شخصیت، سیرت، اوصاف، شبائیں، ملاقاتیں، انتظار، اشتیاق دیدار، اظہار عقیدت، لائحہ عمل، عدل و انصاف وغیرہ جیسے دوسرے مسائل جو الہی حجتوں کا بقیۃ اللہ، مصلح عالم، یوسف زہرا، حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداء ہے اس کے بارے میں تحقیق ہوچکی ہے۔
ان مطالب کے درمیان بہت سے ناگفتہ مطالب اور جدید موتیاں مل جائیں گی جو سلف صالح کی مورد توجہ نہیں قرار پائیں، از باب ”کم ترک الاول للآخر“ یعنی پہلے زمانہ کے لوگوں نے آخری زمانہ والوں کے لیے کتنی باتیں چھوڑ دیں۔ انہیں آئندہ نسلوں کے سپرد کیا ہے۔ منجملہ ان ناگفتہ مطالب میں سے قرآن اور حجت زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے درمیان موجودہ شبائیں ہیں کہ اس اہم اور گراں قدر بحث کی تنظیم و ترتیب کی توفیق ایک بزرگ عالم اور عظیم فقیہ جو ناموس دہر حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کے آستانہ مقدس کے دل دادہ اور عاشق دلہاختہ کو نصیب ہوئی ہے۔
ان عالم بزرگوار نے دراز مدت تک بہت ہی صبر و حوصلہ کے ساتھ اس بحث کی تحقیق و جستجو کی دسیوں شبابت اور نزدیکی و قرابت قرآن کریم اور اس کے ہم پلہ شریک حضرت صاحب الزمان کے درمیان تلاش کی، ان میں سے ہر ایک کی قرآنی آیات اور ائمہ معصومین کے عظیم اقوال سے استناد کرتے ہوئے تفصیلی تحقیق کی اور ان کے درمیان جدید اور گراں قدر نکات پیش کیے ہیں۔

مؤلف کا مختصر تذکرہ:

اس مقام پر قارئین کرام کو مؤلف بزرگوار کی زندگی سے آشنائی کے لیے استاد گراں قدر آیت اللہ الحاج مرزا عمران علی زادہ (۱) صاحب کی تحریر کو یہاں ذکر کر رہے ہیں: آیت اللہ آقائے الحاج شیخ رضا توحیدی، فرزند محمد علی ابن عبد الحسین، تبریز کے مشہور علماء میں سے تھے جو صفات جمیلہ اور اخلاق حمیدہ کے حامل اور تقویٰ و اخلاص سے متصف تھے۔
موصوف ۱۳۳۲ ھ ق میں ایک متدین اور پاکیزہ گھرانے میں تبریز میں پیدا ہوئے۔

(۱) آیت اللہ الحاج مرزا عمران علی زادہ (متولد ۱۳۵۰ ھ ق = ۱۳۱۰ ش) ایک عالم فرزانه،

دانشمند، ممتاز فقیہ شائستہ استاد اور تعلقات کی قید سے آزاد انسان تھے، جو روشن ستارہ کی طرح آسمان علم و فضیلت میں چمک رہے تھے اور مکتب حضرت امام جعفر صادق - کو معارف اہل بیت کے صاف و شفاف چشمے سے سیراب کر رہے تھے۔ یہ خدمت گزار عالم ۵۰ سال سے مسند تدریس پر فائز تھے اور حوزہ علمیہ تبریز میں تقریباً نصف صدی میں بہت سے فاضل طلاب کی تربیت کی، انہیں مختلف حوزہ ہای علمیہ میں روانہ کیا اور حوزہ ہای علمیہ کی ادبیات کو مزید رونق بخشی اس گراں قدر استاد کی دسیوں اہم کتابیں جو تحریر کی گئیں ہیں ان میں سے

ایک پُر ثمر کتاب “نامداران تاریخ” ہے کہ اس کے آخری حصہ میں آذر بائیجان کے ہم عصر بعض بزرگوں کا منجملہ آیت اللہ توحیدی (رہ) کا بغیر کسی مبالغہ آرائی کے تعارف کرایا ہے۔ دوران طفولیت ایک حکومتی مدرسہ میں جو علماء کی نظارت میں ادارہ ہوتا تھا وہاں آٹھویں کلاس تک گزارا، پھر مقدمات اور سطوح عالیہ کے بعض حصہ کو تبریز میں مندرجہ ذیل اساتید عظام کے پاس حاصل کیا:

۱ (فاضل دانیارانی، ۲) الحاج سید اسماعیل سجادی، ۳) الحاج میر عبد اللہ کماری (رضوان اللہ علیہم) سے پڑھا۔ ۱۳۶۳ نہ میں تحصیلات عالیہ کی تکمیل کی غرض سے حوزہ نجف اشرف کی طرف ہجرت کی اور ۲۵ سال تک مقدس آستانہ علوی میں سکونت حاصل کی نیز مندرجہ ذیل آیات عظام سے استفادہ کیا:

۱ (مکمل درس خارج صلاة الحاج آقائے رضا ہمدانی، عروہ کی بحث اجارہ اور حج کو آیت اللہ سید محمود شاہرودی سے حاصل کیا۔ ۲ (فقہ و اصول اور اخلاق کی بہت سی بحثوں کو آیت اللہ سید محمد ہادی میلانی سے کسب کیا۔ ۳ (آیت اللہ نائینی کی تقریرات کو آیت اللہ شیخ حسین حلی کے پاس پڑھا۔ ۴ (پھر آیت اللہ الحاج سید ابو القاسم الخوئی، آیت اللہ سید محسن حکیم، آیت اللہ سید حسین حمادی اور آیت اللہ سید ابراہیم اصطہباناتی سے کسب فیض کیا۔ آیت اللہ توحیدی (رہ) ۱۶ سال کی مدت تک نجف اشرف کی مساجد میں سے ایک مسجد مینماز جماعت اور دینی تعلیمات کے فرائض انجام دیتے رہے۔

موصوف ۱۳۸۹ء ہ ق (۱۳۴۸ ش) میں اپنے آبائی وطن تبریز واپس آئے اور خیابان نادری (اول کوچہ باغ) میں قیام پذیر ہوئے، راتوں کو مسجد توحید اور ظہرین میں مسجد (باد کوہ ای) بازار کفاشان میں نماز جماعت اور مومنین کی ہدایت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ آیت اللہ توحیدی (رہ) کو الحاج سید محمد ہادی میلانی، الحاج سید محمود شاہرودی، سید عبد الہادی شیرازی، سید محسن حکیم، الحاج سید کاظم شریعت مداری اور الحاج سید (ابو القاسم خوئی (رضوان اللہ علیہم) کا اجازہ حاصل ہے۔ (۱) قارئین کرام کی مزید اطلاع کے لیے آیت اللہ توحیدی کی حیات کے دوسرے پہلوؤں کے بعض نکات بطور اختصار ذکر کیے جا رہے ہیں:

۱۔ مذکورہ اساتید کے علاوہ، آیت اللہ توحیدی نے قدیمی حوزہ نجف اشرف کے ابتدائی دنوں میں دو سال تک عالم تشیع کے عظیم زعیم مرحوم آیت اللہ الحاج سید ابو الحسن اصفہانی جو صفحات تاریخ کے لیے باعث افتخار ہیں ان کے درس سے استفادہ کیا۔ ۲۔ مولف کے نجف اشرف میں دوسرے اساتید، آیت اللہ مرزا احمد اہری، آیت اللہ الحاج مرزا محمد علی علمی اردبیلی اور آیت اللہ الحاج مرزا باقر نعیمی خرازی بھی قابل ذکر ہیں۔ ۳۔ مولف کی منجملہ سعادتوں میں سے ایک یہ تھی کہ ایک چوتھائی صدی (۲۵ سال) کی مدت تک اپنی صدی کی بے نظیر شخصیت خادم الحجہ مرحوم الحاج شیخ محمد کوفی کی مصاحبت کا شرف حاصل کیا اور ان سے عقد اخوت منعقد کیا تھا۔ اس طریقہ سے حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی بارگاہ میں ہمیشہ ان کے دل کے سیاہ نقطہ میں عشق تپاں شعلہ ور رہتا ہے اور اپنے محبوب کی یاد سے شب و روز دل کو مانوس اور مصروف بنا رکھا ہے جیسا کہ اس کتاب کے درمیان بھی آپ اس بات کا مشاہدہ کریں گے۔

۴۔ آیت اللہ الحاج شیخ محمد شوشتری، جو “کوفی” کے نام سے مشہور اور نہر کوفہ کے نزدیک قیام پذیر تھے نیز حضرت بقیۃ اللہ ارواحناہ فداء کے متعلق اپنے زمانے کے خوش بخت ترین انسانوں میں سے تھے کیونکہ متعدد مرتبہ امامت کے روشن آفتاب کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تھے اور آپ کے متعلق

۱) (نامداران تاریخ، عمران علی زادہ، مطبوعہ تبریز، ۱۳۸۰ء ش ج ۲، ص ۳۰۷)۔

(اس سلسلہ میں یہ بات تمام شیعہ بزرگوں نے تسلیم کی ہے۔ (۱۵)۔ شیخ محمد کوفی وہی سعادت مند انسان تھے جو حضرت ولی عصر عجل اللہ فرجہ (الشریف کی طرف سے آیت اللہ اصفہانی کا پیغام بھیجنے کے لیے مامور کیے گئے تھے۔ (۲۶)۔ ایک دن حضرت آیت اللہ مرزا کاظم تبریزی صاحب (متوفی، ۱۴۱۶ء ہ ق) کی خدمت اقدس میں مرحوم شیخ محمد کوفی صاحب کے متعلق میں نے دریافت کیا تو کہا: ایک دن ہم نجف اشرف سے مسجد سہلہ کوفہ کی طرف جا رہے تھے، گاڑی کھڑی تھی یہ انتظار کر رہے تھے کہ وہ بھر جائے، شیخ کوفی کو علماء میں سے ایک عالم جو ابھی مشہد مقدس میں رہتے ہیں انہیں ان کے ساتھ دیکھا کہ پاپیادہ مسجد سہلہ کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کے دوستوں میں سے ایک شخص نے خواہش ظاہر کی کہ وہ گاڑی پر سوار ہوجائیں لیکن شیخ کوفی نے کہا: ہم پیل جائیں گے۔

جب گاڑی بھر گئی تو ہم چلنے لگے اور ان دونوں بزرگواروں کی طرف سے گزرے لیکن جب مسجد سہلہ پہنچے تو ہم نے انہیں تعجب اور حیرت سے دیکھا کہ وہ لوگ ہم سے پہلے غیر عادی اور فوق العادت طریقے سے وہاں موجود ہیں اور مسجد سہلہ کے بہت سے اعمال بھی انجام دے چکے ہیں!!
آیت اللہ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کے لیے مثال دی جاتی ہے کہ وہ زود باور نہیں ہیں وہ اس بات سے مطمئن تھے کہ انہوں نے اس راستہ کو طی الارض کے ذریعے طے کیا تھا۔ (۳)

۱) اس قسم کے متعدد شرف حضور کو اجمالاً فصل نامہ انتظار، شمار ۶، (زمستان، ۱۳۸۱) ۳۵۰ میں ہم نے ذکر کیا ہے۔
(ش) ص ۳۴۸
۲) پیغام کے متن کے حصول کے لیے رجوع کریں: آیت اللہ الحاج شیخ مرتضیٰ حائری، سر (دلبران، ص ۲۷۳، الامام المہدی، ج ۱، ص ۵۶۴، حسن شیرازی، آثار الحجۃ، مرحوم شریف رازی، ج ۱، ص ۱۳۴، گنجینہ دانشمندان، مرحوم شریف رازی، ج ۱، ص ۲۲۲، مولف، فصل نامہ انتظار، شمارہ ۶، ص ۳۴۹۔
۳) سینای معرفت، ص ۱۲۹۔ از قول مولف۔)

۷۔ ان کے ہمراہ حضرت آیت اللہ الحاج شیخ محمد رضا بخارانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (۷ شعبان ۱۴۲۴ھ) ق بھی تھے۔
(۱)

مولف کہتے ہیں: بخارانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے چند مہینے پہلے مشہد مقدس میں ان کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور ان سے اس واقعہ کے متعلق میں نے دریافت کیا تو انہوں نے کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح کی وہ طی الارض جانتے تھے لیکن تواضع اور انکساری کی وجہ سے اپنے لیے انکار کرتے تھے! ۸۔ مؤلف بزرگوار، ایک نامور فقیہ، ایک خدمت گزار عالم، ایک بے قرار عاشق، ایک ارزش مند محقق، ایک پربیز گار عالم، ایک عالی قدر دانشور ہیں جو آسمانِ تبریز کے علم و فضیلت کے سب سے زیادہ درخشاں ستارے اور محکم ترین علمی بلند پایہ عالم شمار ہوتے ہیں۔

وہ آج بھی اس پیرانہ سالی اور ضعیفی میں دو مورچہ محراب اور منبر میں ایک جانباز سپاہی کی طرح، جوانوں کی تعلیم و تربیت، نونہالوں کی ہدایت و رہنمائی، ائمہ معصومین کے علوم و معارف کی تبلیغ و ترویج اور تمام لوگوں کی علمی سطح کو بلند کرنے نیز انہیں جانِ جانان تمام عالم کے سید و سردار حضرت ولی عصر امام زمانہ - روحی و ارواح العالمین لہ الفداء سے آشناء کرانے کے لیے شب و روز مصروف و منہمک ہیں۔

۹۔ شہادتِ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دن کہ جس سال پہلی مرتبہ عمومی عزاداری اور لوگوں کو پابریہ شارع عام پر چلنے کا دو عظیم مراجع حضرت آیت اللہ الحاج شیخ حسین وحید خراسانی حفظہ اللہ اور آیت اللہ الحاج مرزا جواد تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تھا (۲) اسی طرح اُس دن انجمنوں کے افراد آیت اللہ توحیدی حفظہ اللہ کے اشارہ سے تبریز میں کافی شان و شوکت کے ساتھ سرگرم عمل ہو کر

۱) آپ کی سوانح حیات، مجلہ نگاہ مشہد، ج ۹۸ - ۹۹ میں، ”مشاہیر خراسان“ کے عنوان کے (تحت نقل ہوئی ہے۔
۲) سال ۱۴۳۰ نہ ق (۱۳۷۸ ش) سے یہ عمومی عزاداری جو قم کے گرم روڈ پر شہزادی حضرت (فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے زخمی سینے کے مصائب و آلام کو محسوس کرنے کے لیے تمام مراجع کرام کے گھروں سے آغاز ہو کر حرم مطہر حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

(عمومی عزاداری مناتے ہیں۔ (۱۰۱ - آیت اللہ توحیدی حفظہ اللہ مذہبی شعائر کی تعظیم و تکریم کے لیے خاص اہتمام کرتے ہیں، ایام عید میں رسمی طور پر جشن سرور منعقد کرتے ہیں جس میں شعرائے اہل بیت اشعار پڑھتے ہیں اور محفل میں شرکت کرنے والوں کی تبریز کی بہترین مٹھائیوں اور بہترین موسمی پھلوں سے پذیرائی اور مہمان نوازی ہوتی ہے۔

ایام عزا بالخصوص ایام فاطمیہ میں بھی آپ کے حسینہ میں شان و شوکت کے ساتھ مجالس منعقد ہوتی ہیں اور شہر کے بعض مشہور خطبائے کرام حاضرین کو اپنے بیانات سے مستفیض کرتے ہیں۔

۱۱۔ مولف عالی قدر ہمیشہ اعتقادی انحرافات سے شدت سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس راستہ میں اپنے لیے ہر خطرے کو مول لیتے ہیں۔ چند سال پہلے ان دنوں میں کہ جب کسی ایک ہاسپیٹل میں داخل تھے، ان کے ڈاکٹروں کی ٹیم کا

ایک شخص جو صوفیوں کا سربراہ تھا ان کے مخصوص کمرے میں داخل ہوتا ہے اور ان سے تصوف کے بارے میں سوال کرتا ہے، موصوف کسی کی پروا کیے بغیر صوفیوں کے انحرافات کو ایسے یاد دلاتے ہیں، یہ نشست تقریباً نصف شب تک چلتی رہی لیکن اسی رات صوفیوں کی طرف سے آپ کے لیے مشکلات درپیش ہوتے ہیں کہ افسوس اب بھی چند برس گزر جانے کے بعد بھی اس کے منفی نتائج کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

۱۲۔ یہ مشہور دانشمند عالم ہنر میں یدِ طولیٰ اور نمایاں شخصیت کے مالک ہیں اس طرح سے کہ بہترین خط و کتابت میں اپنی مثال آپ ہیں اور اپنے ہم عصر افراد میں خطاطی کے ہنر میں سرمایہٴ افتخار ہیں، نہایت نفیس اور عمدہ طغریٰ تحریر کیے بہترین سونے کے پانی سے مزین کیا، کہ جس کے لیے مناسب ہے کہ مختلف ممالک کے میوزیم میں اسلامی ہنر کے شیعوں کو غنی اور سر بلند بنانے کے لیے استفادہ کیا جائے۔

۲۔ ۱۔ (اس سیاسی اور اعتقادی پروگرام سے آشنائی کے لیے رجوع کریں۔ نہضتِ فاطمہ، ج ۱) (کرامات و عنایاتِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، مولف علامہ سید حجت موحّد ابطحی، مطبوعہ اصفہان۔

۱۳۔ آیت اللہ توحیدی پیرانہ سالی کے باوجود اسلامی آداب کی رعایت کرنے میں بہت زیادہ کوشاں ہیں: جو شخص بھی ان کی بزم میں تشریف لاتا ہے تو وہ سر و پا بلند ہوتے ہیں، گھنٹوں مہمان کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتے ہیں۔ (کبیرا لسن ہونے کی صورت میں اگرچہ لوگوں کی طبیعت ناساز ہوا کرتی ہے لہذا موصوف بھی اس سے بے بہرہ نہیں ہیں) ہمیشہ لوگوں کے احترام میں دو زانو ہو کر بیٹھتے ہیں اور حاضرین میں سے ایک ایک فرد کی مزاج پرسی کرتے ہیں۔

۱۴۔ آیت اللہ توحیدی اس مشہور و معروف حدیث کے منجملہ مصادیق میں سے ایک ہیں :

(عِلْمُكُمْ مَنْطِقُهُ، وَ يَرْغَبُكُمْ فِي الْآخِرَةِ عَمَلُهُ) (۱ ذی "مَنْ يَذْكُرُكُمْ اللَّهُ رُوِيَتْهُ، وَيَزِي" یعنی ایسے افراد کی ہم نشینی اختیار کرنے کا حضرت عیسیٰ کی تعلیم میں ذکر ہوا ہے کہ) جس کی ملاقات سے خدا یاد آجائے، جن کے انداز گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور خود اس کا عمل آخرت کی طرف شوق و رغبت دلائے۔ ایک جملہ میں یوں کہا جائے: وہ مرد خدا تھے۔ جو شخص آپ کی خدمت میں شرف یاب ہوتا تھا ان کی بزم کو ترک نہیں کرتا تھا مگر یہ کہ وہ امام زمانہ - کا عشق اپنے دل میں احساس کرتا ہوا واپس جاتا تھا۔ مزید خاندان عصمت و طہارت کا عقیدت مند اور دنیوی رعنائی اور دل کشی سے اس کے دل میں بے رغبتی پیدا ہوجاتی تھی۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ اس فرزانہ عالم نے بصیرت افروز نگاہ اور عمیق موثر نفس اور ولائے امام زمانہ - کی عشق کی آگ میں خود کو پگھلا دیا تھا، جب بھی حضرت کا مقدس اسم گرامی ان کی زبان پر جاری ہوتا

۱۔ (حضرت عیسیٰ - سے کسی نے سوال کیا: یا عیسیٰ روح اللہ! ہم کو کس کی ہم نشینی (اختیار کرنی چاہیے؟ فرمایا: جس کی ملاقات سے خدا یاد آجائے، جس کے انداز گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور خود اس کا عمل آخرت کی طرف شوق و رغبت دلائے۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۷۰، ص ۳۲۲۔

تھا آنکھوں سے قطرات اشک آپ کے چہرہٴ انور پر ان کے صیقل شدہ دل سے زیادہ سے زیادہ نمایاں اور روشن ہوجاتے تھے اور حاضرین اس کشش سے اپنے دل میں ایک نورانی نقطہ اور روشن شمع کا احساس کرتے تھے کہ جس کی وجہ سے بعض ہدایت یافتہ اور ان کے دل میں ہمیشہ ہدایت کا چراغ شعلہ ور رہتا تھا۔

کتاب حاضر آپ کی منجملہ گراں قدر تالیفات میں سے ایک ہے جو قرآن کریم اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداه کے مقدس وجود کے مشترکات کے بارے میں تحریر کی ہے۔ مولف گرامی نے اس کتاب میں بدیع و جدت پسند اور ارزش مند نکات کو قرآن کے روشن حقائق حجت زمان ناموس دہر، امام عصر حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداه کے وجودی کردار کے بارے میں سپرد قلم کیا ہے جو عصر حاضر کی دوسری کتابوں میں ناپید ہیں۔

کتاب کا واقعہ اور صاحب کتاب پر مولا کی عنایت اس کتاب کی دو سال قبل تیریز میں کتابت ہوئی اور طباعت کے لیے آمادہ کی گئی، تو میں (علی اکبر مہدی پور) نے مولف کی خدمت میں اس بات کی گزارش کی اور تقاضا کیا کہ اس کتاب کو قم میں زیور طبع سے آراستہ ہونے کی اجازت مرحمت کریں، آپ نے خاص بزرگواری کے ساتھ اس گزارش کو قبول کیا۔

حقیر کی کوشش یہ تھی کہ یہ کتاب گزشتہ سال ۱۵ شعبان کے موقع پر ہی طباعت اور نشر و اشاعت کے مرحلے کو طے کر لے، لیکن عملی طور پر ممکن نہیں ہوسکا، اس طریقے صفحات میں ”القرآن و الحجة“ کے عنوان (A) سے اس کا بعض حصہ آمادہ ہوا جو ۲۸۰ وزیری (4 کے تحت منتشر ہوا۔

قابل توجہ نکتہ اور دقت کے شایان شان یہ ہے کہ یہاں اس بات کی یاد آوری مناسب ہے کہ گزشتہ سال کتاب کی تنظیم و ترتیب کا مرحلہ ۱۵ شعبان کے نزدیک پہنچ گیا شعبان کی دسویں تاریخ کہ جس میں یہ چاہیے تھا کہ وہ میٹنگ جو ”عشرئہ مہدویت“ کی مناسبت سے اصفہان میں ہر سال منعقد ہوتی تھی وہاں جاؤں، ابھی کتاب کی تنظیم و ترتیب ختم نہیں ہو پائی تھی لہذا اس وجہ سے شعبان کی دسویں رات میں سحر تک کتاب کی تنظیم و ترتیب میں مشغول تھا۔

اذان صبح کے کچھ لمحات کے بعد ایک مومنہ نے جو ہماری عقیدت مند تھی اس نے مجھے ٹیلیفون کر کے کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ سے بیان کروں، ابھی ابھی میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک بہت ہی وسیع فضا میں دسیوں ہزار خواتین کے درمیان ہوں اور سب ہی حضرت ولی عصر - سے توسل اختیار کیے ہوئے ہیں اور تمام خواتین بہت ہی بلند آواز میں ”یا صاحب الزمان“ کہہ کر فریاد کر رہی ہیں۔ ہم سب کے بدن پر لباس احرام تھا میرے خیال میں ہم لوگ صحرائے عرفات میں تھے، تمام خواتین اس طرح دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آواز دے رہی تھیں کہ کسی کو کسی دوسرے کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

ایک لمحہ میں میری آنکھ بالا خانہ پر پڑی جو مساجد اور حسینیہ میں خواتین کے حصہ کی شکل کی تھی، وہاں کچھ حضرات بھی کھڑے ہوئے تھے جو سب ہی لباس احرام اپنے دوش پر رکھے ہوئے تھے اور ایک بزرگوار آقا کو انگوٹھی کے نگینہ کی طرح درمیان میں حلقہ بنائے ہوئے تھے۔

آپ اس حالت میں ان حضرت کی طرف اشارہ کر کے میری طرف متوجہ ہو کر کہتے تھے کہ اس مقدس شخصیت کے احترام میں خاموش رہوں۔ امام - کا چہرہ مبارک مجھ سے پوشیدہ تھا لیکن آپ نے ایک لمحہ کے لیے اس حائل شدہ چیز کو ہٹایا تاکہ میں حضرت کے جمالِ جہان آراء کا دیدار کروں۔ میں صرف ایک لمحہ ان کے بے مثال جمال کی زیارت کرسکا اور بغیر فاصلہ کے میں خواب سے بیدار ہوا۔ جمعہ کے دن ۱۵ شعبان ۱۴۲۵ ھ ق ایک محفل میں حضرت حجة الاسلام والمسلمین آقای شیخ حسن صدیقین جو آیت اللہ شیخ محمد باقر رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے یادگار فرزند تھے ان کی خدمت میں شرف یاب ہوا، میں نے خواب کے واقعہ کو ان کی خدمت میں نقل کیا، اپنے مخصوص تواضع و انکساری کے ساتھ جو انہیں والد مرحوم سے ارث میں ملا انہوں نے میرے اور صاحب خواب کے بارے میں بہت سے نکات کی یاد دہانی کی منجملہ ان میں سے کہا :

آپ اس وقت ایک کتاب کی تنظیم و ترتیب میں مشغول تھے جو حضرت حجّت - کے بارے میں آیات قرآن کی بنیاد پر تحریر کی گئی ہے ، اس کتاب کی حضرت نے تائید کی ہے!!! قابل توجہ بات یہ ہے کہ آقائے صدیقین کتاب کے موضوع سے آگاہ نہ تھے، اس کے علاوہ فطری طور پر اذان صبح کے لمحات میں بھی تالیف و تحقیق کا وقت نہیں ہے دوسرے نکتہ کی بات یہ ہے کہ یہ نہیں کہا کہ تالیف یا تحقیق میں مشغول تھے، بلکہ کہا: ”ایک کتاب کی تنظیم و ترتیب میں مشغول تھے“ اور یہ تعبیر بھی کہ ”حضرت حجّت کے بارے میں آیات قرآن کی بنیاد پر تحریر کی گئی ہے“ بہت اہمیت کی حامل ہے اور مکمل طور پر کتاب کے موضوع پر منطبق ہو رہی تھی۔

اس دن جب حضرت آیت اللہ توحیدی کی خدمت میں میں نے فون کیا تاکہ خواب کا واقعہ الحاج آقائے صدیقین کی تعبیر کو عرض کروں تو کچھ دیر تک فون پر روتے رہے۔ مولا کی اس خاص عنایت کے بعد یہ طے کیا کہ کتاب کے مکمل متن کو بہترین کیفیت کے ساتھ اس سال ۱۵ شعبان تک نشر کریں۔

اپنے گراں قدر دوست، توان مند محقق حضرت حجة الاسلام آقائے محمد رضا فوادیان جو مہدویت کے متعلق کامیاب محقق ہیں ان سے درخواست کی کہ کتاب کی تصحیح انجام دیں اور اس کے منابع کا استخراج کریں۔ انہوں نے خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اپنی گرمیوں کی تعطیلات کے پروگراموں کو اس کام کے لیے معطل کیا اور اس ارزش مند تالیف کو جس شکل میں آپ ملاحظہ کر رہے ہیں آمادہ کیا اور حضرت صاحب الزمان - کے آستانہ کے عقیدت مندوں اور مولا کے عاشقین کی خدمت میں پیش کیا۔

پھر ہمارے نورچشم آقائے محمد جواد اسلامی سلمہ نے اپنی ذمہ داری اور حسن سلیقہ اور سرشار ذوق و شوق کے ساتھ کتاب کو منظم کر کے مرحلہ طباعت کے لیے آمادہ کیا۔

ہم خداوند مَنان سے مولف محترم کی عزت و سرفرازی کے ساتھ طول عمر اور تمام طباعت و اشاعت کے مراحل میں معاونین کے لیے مزید توفیقات کے طالب ہیں۔ یوسف زہرا - کے دیدار کی آرزو کے ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں

اور تمام دنیا کے شیعوں کے ساتھ یگانہ مصلح کائنات اور اللہ تعالیٰ کی آخری حجت کے امر فرج کی تعجیل کے لیے بارگاہ خداوند منان میں عاجزانہ طور پر دعا گو ہیں۔
عید سعید مبعث رسول اکرم

علی اکبر مہدی پور

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

نجات بخش

بسمہ تعالیٰ و انہ ولی التوفیق

اَلْقُرْآنُ خَبَلٌ اَللّٰهُ وَ عِصْمَةٌ مِّنَ الْهَلٰكَةِ۔

قرآن رشتہ اتصال الہی ہے اور انسانوں کو ہلاکتوں سے نجات بخشنے والا ہے۔ و كذلك الحجة القائم۔ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف۔

اسی طرح حضرت حجت قائم اور آپ کے آباء و اجداد کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین بھی تمام انسانوں کو ہر قسم کی ہلاکتوں سے بچانے اور حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن : (۱)

”تم سب اللہ کی رسی (قرآن و اسلام اور ہر قسم کے دوسرے ارتباط کے ذریعہ) کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ کی نصیحت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔“

۱۔ (سورہ آل عمران، آیہ ۱۰۳۔)

آیت کریمہ تمام لوگوں کو اتحاد کی طرف دعوت دے رہی ہے۔

آیت کریمہ کی شان نزول میں ذکر ہوا ہے کہ مدینہ میں جاہلیت کے زمانہ میں دو بڑے قبیلے ”اوس“ اور ”خزرج“ نامی موجود تھے، کہ جن کے درمیان ایک سو سال سے زائد ان کے درمیان اختلافات اور جنگ و خون ریزی موجود تھی کبھی کبھی تو ایک دوسرے کی جان پر آپڑتے تھے اور ایک دوسرے کو جانی اور مالی نقصان پہنچاتے تھے۔

رسول خدا (ص) کی مدینہ ہجرت کے بعد منجملہ کامیابیوں میں سے ایک کامیابی یہ تھی کہ اسلام کے ذریعہ صلح و محبت ان دونوں قبیلوں کے درمیان ایجاد کی، اختلافات کو برطرف کیا اور دونوں قبیلوں کے اتحاد کے ساتھ مدینہ میں طاقت ور گروہ سامنے آیا۔ لیکن جہاں جاہلانہ تعصبات اور شیطانی وسوسے لوگوں کے ذہنوں سے عام طور پر ختم نہیں ہوتے وہاں اختلافات کو دوسرے قالب میں رونما کرتے ہیں۔

کہتے ہیں: ایک دن قبیلہ اوس و خزرج کے دو لوگ جن کا نام ثعلبہ ابن غم اور اسعد ابن زرارہ تھا ایک دوسرے کے دمقابل ہوئے اور اُن افتخارات کو شمار کرنا شروع کیا جو انہیں اسلام قبول کرنے کے بعد نصیب ہوا تھا۔ ثعلبہ نے کہا: خزیمہ ابن ثابت ذو الشہادتین اور حنظلہ غسیل الملائکہ ہم میں سے ہیں نیز اسی طرح عاصم ابن ثابت اور سعد ابن معاذ کا نام ذکر کیا۔ اسعد ابن زرارہ جو قبیلہ خزرج میں سے تھا اس نے ابی ابن کعب، معاذ ابن جبل، زید ابن ثابت، ابو زید اور اس کے علاوہ مسعود ابن عبادہ جو مدینہ کا سردار اور مشہور خطیب تھا افتخار کیا۔

رفتہ رفتہ یہ مسئلہ نہایت سنگین ہو گیا یہاں تک کہ دونوں قبیلوں کے لوگوں کو اس واقعہ سے اطلاع ہوئی ہاتھ میں اسلحہ

لے کر ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑے ہو گئے، قریب تھا کہ دوبارہ آتش جنگ شعلہ ور ہو اور ان سب کو خاکستر کر کے وہیں بٹھا دے۔ جب یہ خبر رسول اسلام (ص) تک پہنچی تو اُن حضرت فوراً اس واقعہ کے مقام پر پہنچے اور اپنے بہترین بیان اور خاص تدبیر سے اس خطرناک حالت کو ختم کرا کے ان کے درمیان صلح و محبت برقرار کی اور مذکورہ آیات اس سلسلہ میں نازل ہوئیں۔ اُن حضرت نہ صرف یہ کہ ان دونوں قبیلوں کو بلکہ ایک عمومی حکم کی صورت میں تمام مسلمانوں کو اپنے بہترین بیانات اور ایک موثر طریقہ سے اتحاد کی دعوت دی :

(وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا) (۱)

”تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو“ اس سلسلہ میں کہ حبل اللہ (ریسمان الہی) سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کے کلمات میں بہت سے مختلف احتمالات پائے جاتے ہیں، بعض کہتے ہیں: اس سے مراد قرآن ہے، بعض توحید اور ولایت، بعض اسلام اور بعض نے خاندان پیغمبر اور ائمہ معصومین کی ذوات مقدسہ سے تفسیر کی ہے۔

معادن وحی و تنزیل قرآن سے وارد شدہ روایات میں بھی یہی مختلف تعبیریں مشاہدہ میں آتی ہیں:

دَوَالِیْ لَاۃُ (۲) حبل سے مراد توحید ولایت ہے۔ ۱۔ تفسیر قمی میں: ”الْحَبْلُ التَّوْحِی

۷۔ ۲۔ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر - سے وارد ہوا ہے: ”اَلْ مُحَمَّدِ هُمْ حَبْلُ اللَّهِ الَّذِیْ اَمَرَ بِالْاِعْتِصَامِ بِهٖ فَ اَقْلَ“ ()

(۳)۔ ”اَلْمُتَّی“ ”اَلْ مُحَمَّد وَه ذَوَاتِ مَقْدَسِهٖ هِیْ جُو حَبْلِ اللَّهِ الْمَتِّیْنِ هِیْ جِنِّ سَے مَتَمَسِّکِ رَہْنِے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور فرمایا: تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔“

ن” (۴)۔ ”طَالِبِ حَبْلِ اللَّهِ الْمُتَّی“ ۳۔ امام موسیٰ کاظم - سے منقول ہے: ”عَلٰی بَنِ اَبِی

”حبل اللہ المتین ذات گرامی علی ابن ابی طالب ہیں۔“

۱۔ (گزشتہ حوالہ (۲) تفسیر قمی، ج ۱، ص ۱۰۸۔ (۳) تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۳۳۴ (حدیث ۷۲۶) (۴) تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۳۳۴ (حدیث ۷۶۱)

۴۔ امالی میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے: ”تَحْنُ الْحَبْلُ“ (۱) ”ہم حبل الہی ہیں۔“

۵۔ تفسیر سیوطی میں پیغمبر اکرم (ص) سے اور معانی الاخبار میں امام سجاد - سے نقل ہوا ہے کہ فرمایا: ”اَلْ اُمُّ مَنَا لَا یَكُونُ اِلَّا مَعْصُومًا وَلَیْسَ تِ الْعَصْمَةُ فِی ظَاهِرِ الْخَلْقِ لَقَدْ فَعَّرَ فُبْ هَال لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللَّهِ (ص) فَ مَا مَعْنٰی الْمَعْصُومُومَ : اَقْلَ هُوَ الْمَعْصُومُ لَ لَ ذِکَ لَا یَكُوْنُ اِلَّا مَنَّصًّ وَصَافًّی بِحَبْلِ اللَّهِ وَحَبْلُ اللَّهِ هُوَ الْقُرْآنُ وَالْقُرْآنُ یَهْدِیْ اِلٰی الْاَمِّ وَلِذٰلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَا عَلٰی“ (۲)

لوگوں کا امام اور سرپرست ہم میں سے نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ معصوم ہوگا اور عصمت ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا خارجی وجود پایا جاتا ہے اور خلقت انسانی کے ظاہر سے نمایاں ہو اور وہ پہچانی جائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین اور منصوص ہونا چاہیے۔ ”کہا گیا: اے رسول خدا (ص)! معصوم کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور ریسمان الہی وہی قرآن ہے اور قرآن بھی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے اور آیہ کریمہ کا معنی یہی ہے: ”یقیناً یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو (بالکل سیدھا ہے“ (۳)

البتہ یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ احادیث اور تفاسیر کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اس لیے کہ ریسمان الہی سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے وہ ہر قسم کے ارتباط کا ذریعہ ہے، خواہ اسلام ہو یا قرآن یا پیغمبر (ص) اور اہل بیت پیغمبر، دوسری تعبیر میں جو کچھ ذکر ہوا ہے خدا سے ارتباط پیدا کرنے کے وسیع مفہوم میں حبل اللہ کے معنی سے نشاۃ پانا موجود ہے۔

(۱)۔ امالی شیخ طوسی، ص ۲۷۲ (مجلس نمبر ۱۰، حدیث ۵۱۰)

(۲)۔ معانی الاخبار، ص ۱۳۲۔

(۳)۔ (سورہ اسراء، آیت ۹)۔

عَا وَ لَا ۶۔ تفسیر الدر المنثور میں آیہ کریمہ کے ذیل میں ابن ابی شیبہ اور ابن جریر ابن سعید خدری سے رسول اکرم (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ اُن حضرت (ص) نے فرمایا: ”کِ اَتَبُّ اللّٰهُ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَذْمُوْدُ مِنْ السَّامِ اِلٰی الْاَرْضِ“

”کتاب خدا وہی اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف کھنچی ہوئی ہے۔“ (۱)

۷۔ انہوں نے اس طرح ابن ابی شیبہ اور ابی شریح خزاعی سے نقل کیا ہے کہ حضرت کُم فتمسکوا بہ فإِنَّکُمْ رسول خدا نے فرمایا: ”إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ سَبَبُ طَرَفِهِ بِيَدِ اللَّهِ وَطَرَفُهُ بِأَيْدِي لَنْ تَضِلُّوا وَلَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا“

”یقیناً یہ قرآن ایک سبب اور وسیلہ ہے جس کا ایک حصہ خدا کے ہاتھ (قدرت) میں ہے اور اس کا دوسرا حصہ تمہارے ہاتھ میں ہے لہذا اسے مضبوطی سے پکڑے رہو تاکہ ثابت اور (پابرجا رہو اور اس کے بعد کبھی بھی گمراہ نہ ہو۔“ (۲)

۸۔ حضرت سجاد امام زین العابدین - نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ”وَحَبْلُ اللَّهِ هُوَ الْقُرْآنُ“۔ ”رسمان الہی وہی قرآن ہے۔“ (۳)

۹۔ تفسیر الدر المنثور میں طبرانی سے انہوں نے زید ابن ارقم سے اور انہوں نے پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ”إِنِّي لَكُمْ فَرَطٌ وَإِنَّكُمْ وَارِدُونَ عَلَى الْحَوْضِ“، ل : وَمَا التَّقُّ لَانِ أَيْ رَسُولُ اللَّهِ ؟ أَقْل : أَلَا كَبُرُ كِتَابُ اللَّهِ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِي الثَّقَلَيْنِ“ ”قی کُم ، فتمسکوا بہ لَنْ عَزُوجَلْ ، سَبَبُ طَرَفِهِ بِيَدِ اللَّهِ ، وَ طَرَفُهُ بِأَيْدِي“

- ۱۔ تفسیر الدر المنثور، ج ۴، ص ۶۰۔
 ۲۔ تفسیر الدر المنثور، ج ۴، ص ۶۰۔
 ۳۔ معانی الاخبار ص ۱۳۲۔

تَ أَزِلْ وَلَنْ تَضِلُّوا ، وَالْأَصْعَرُ عِزَّتِي ، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرَا قَ حَتَّى يَرَا دَ عَلَى الْحَوْضِ ، وَسَأَلْتُ لَهُ مَا ذَكَ (فَلَا تُقَدِّمُوهُمَا فَتُهْلِكُوا وَلَا تَعْلَمُوهُمَا فَإِنَّهُمَا أَعْلَمُ مِنْكُمْ“ : (۱) ، رَبِّي

”جب تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے تو میں تم میں سے دو سنگین امانت کے بارے میں دقت سے حفاظت کرنے کا مطالبہ کروں گا؟

دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ وہ سنگین شے کیا ہے؟ فرمایا: ”ان دونوں میں بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے جس کا ایک گوشہ اور کنارہ اللہ کے ہاتھ (قدرت و اختیار) میں ہے اور اس کا دوسرا گوشہ تمہارے ہاتھ میں ہے، لہذا اس سے متمسک رہو تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے اور ان دونوں میں چھوٹی چیز میری عزت اور اہل بیت ہیں اور وہ دونوں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ اور اس بات کا میں نے اپنے پروردگار سے ان دونوں کے بارے میں سوال کیا تھا، لہذا ان دونوں سے آگے نہ بڑھو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ انہیں تعلیم دو کیونکہ وہ دونوں تم سے علم میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔“

۱۰۔ ینابیع المودة میں نوادر الاصول سے اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ حذیفہ ابن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ: جب رسول خدا (ص) حجة الوداع اور آخری حج سے واپس رُ إِنَّهُ فَالْحَبْيُ تَشْرِيفَ لَائِي تُو خطبہ پڑھا پھر ارشاد فرمایا: ”أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ قَدْ أَنْبَأَنِي اللَّطِي هِ مِنْ قَبْلُ ، وَإِنِّي أَظُنُّ أَنِّي بُوْشِكُ أَنْ أَدْعَى لَمْ يَعْمُرْ نَبِيَّ الْأُمْلَى نَصْفُ عُمَرُ النَّبِيِّ الَّذِي يَلِي نَ تَرْدُونَ عَلَى عَنِ الثَّقَلَيْنِ ، فَانْظُرُوا بَ ، وَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنِّي سَأَلْتُكُمْ حَى فَاجِي هِ مَا ، أَلْتَقُلُّ الْأَكْبَرُ كَ أَنْتَبَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ سَبَبُ طَرَفِهِ بِيَدِ اللَّهِ تَا عَلَى وَ كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِي“

- ۱۔ تفسیر الدر المنثور، ج ۴، ص ۶۰۔

كُم فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ وَلَا تَضِلُّوا وَلَا تُبْذَلُوا وَ عِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي فَإِنَّهُ قَدْ أَنْبَأَنِي اللَّطِيفُ طَرَفُ بَايْدِي (الْخَبِيرُ أَنََّّهُمَا لَنْ يَفْتَرَا قَ ، حَتَّى يَرَا دَ عَلَى الْحَوْضِ“ : (۱)

”اے لوگو! مجھے (خدائے) لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ ہر نبی کو اپنے سے گزشتہ نبی کے مقابلہ میں نصف زندگی عطا ہوتی ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آجائے تو میں اس پر لبیک کہوں گا میں حوض کوثر پر (قیامت کے دن) تم سے پہلے موجود ہوں گا جب وہاں تم میرے پاس وارد ہوگے تو میں تم سے دو چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا دیکھو! میرے بعد ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو ان دونوں میں بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اس کا ایک گوشہ اور حصہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور اس (کتاب خدا) کو دوسری چیزوں سے تبدیل نہ کرو اس طرح ہماری عزت اور میرے اہل بیت سے بھی، مجھے خدائے لطیف و خبیر نے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں برگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض

کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔“

۱۱۔ قندوزی نے ابن عفہ سے، عروہ ابن خارجہ سے انہوں نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت کی ہے کہ : میں نے اپنے پدر گرامی کو آپ کی اس بیماری کے دوران جس میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا فرماتے ہوئے سنا جب کہ آن حضرت کا حجرہ مبارک ان کے اصحاب سے پُر تھا فرما رہے تھے:

”إِيَّهَا النَّاسُ يَوْشُ كُ أَنْ أَقْبَضَ قَبْضًا سَرِيعًا وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ الْقَوْلَ مَعْدِرَةً إِلَيْكُمْ أَلَا وَإِنِّي ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: أَهْلَ بَيْتِي عَزَّوَجَلَّ وَ عِترَتِي يَكُمُ كِ اتَّبِ رَبِّي مُخَلَّفٌ فَ “ هَذَا عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا

۱)۔ (ينابيع المودة، ج ۱، ص ۱۰۰، المعجم الكبير، طبرانی، ج ۳، ص ۱۸۰، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۶۴)۔

(و ما ” : (۱ فی یَفْتَرِ اَقْنِ حَتَّى یَرِ اِد عَلَیِّ الْحَ وَضَ ، فَاسِئَلُكُمْ اَم تُخَلَّفُونِی ” اے لوگو! قریب ہے کہ میرا دنیا سے عنقریب انتقال ہو جائے عذر اور حجت تمام کرنے کے لیے تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ میں تم میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں چھوڑنے والا ہوں۔ پھر آنحضرت نے حضرت علی - کا دست مبارک پکڑ کر فرمایا: یہ علی - قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی - کے ساتھ ہے یہ دونوں کبھی بھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے (روز قیامت) میں تم سے باز پرس کروں گا کہ تم نے ان کے بارے میں میرا کیا خیال رکھا تھا۔“

۱۲۔ انہوں نے اسی طرح جابر ابن انصاری سے روایت کی ہے کہ : میں رسول اکرم (ص) کے آخری حج کے موقع پر ان کے ہمراہ تھا۔ وہاں سے واپسی کے وقت جب آپ جحفہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں اتر پڑے پھر ایک خطبہ پڑھا اور فرمایا : ”إِيَّهَا النَّاسُ إِنِّي مَسِيٌّ وَلَوْ وَأَنْتُمْ مَسِيٌّ وَلَوْ ، فَ مَا أَنْتُمْ أَقْبَلُونَ ؟ أَقْبَلُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ بَلَّغْتَ وَ كُمْ التَّقْلِيلُ ، إِنْ نَصَحْتَ وَ أَدَيْتَ . أَقْلَ : إِنِّي لَكُمْ فَرَطٌ وَأَنْتُمْ أَوْرُدُونَ عَلَی الْحَ وَضَ ، وَإِنِّي مُخَلَّفٌ فِي وَائِهِ مَا لَنْ يَفْتَرِ اِق حَتَّى یَرِ اِد عَلَی الْحَ وَضَ ، تَمَسَّكَتُمْ بِهِ مَا لَنْ تَضِلُّوا ، كِ اتَّبِ اللّٰهُ وَ عِترَتِي أَهْلَ بَيْتِي ثُمَّ قَالَ: أَلَسْتُ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوَّلُ یَ بِكُمْ مِنْ أَنْفِ سِبْكُمْ ؟“ فَأَلَوْ: بَلِ یَ فِ اَقْلَ اِ خِذْا بِيَدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: “مَنْ كُنْتُ مُؤْ لَاهُ فَعَلِيٌّ مُؤْ لَهْ ” ثُمَّ قَالَ: “اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ أَوْلَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَهُ ” (۲ اے لوگو! مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی باز پرس ہوگی، لہذا تم لوگ کون سی بات کہتے ہو؟

لوگوں نے عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کی نصیحت کی اور مکمل طور پر ان چیزوں کو ادا

۱)۔ (ينابيع المودة، ج ۱، ص ۱۲۴۔ جواہر العقیدین، ج ۲، ص ۱۷۴)۔
۲)۔ (ينابيع المودة، ج ۱، ص ۱۲۶، جواہر العقیدین، ج ۲، ص ۱۶۹)۔

فرمایا۔ پھر فرمایا: ”میں تم سے پہلے حوض کوثر پر موجود رہوں گا اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے، میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اگر ان دونوں کے دامن سے متمسک رہو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا ہے دوسری میری عترت، جو میرے اہل بیت ہیں جو کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔“

پھر فرمایا: ”کیا تم لوگ نہیں جانتے ہو کہ میں تمہارا سرپرست اور تمہاری جانوں پر اولیٰ بالتصرف ہوں؟“ تمام لوگوں نے عرض کیا: ہاں ایسا ہی ہے اس کے بعد حضرت امیر المومنین علی (علیہ السلام) کا دست مبارک پکڑ کر فرمایا: ”جس کا میں مولا اور سرپرست ہوں یہ علی بھی اس کے مولا اور سرپرست ہیں“ پھر فرمایا: ”اے خدا! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔“

۱۳۔ خوارزمی سلیمان اعمش سے، حبیب ابن ثابت سے، ابو طفیل (۱) سے انہوں نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ : جب رسول اللہ (ص) آخری حج سے واپس تشریف لائے تو غدیر خم پر قیام فرمایا اور منبر بنانے کا حکم دیا پھر فرمایا: ”كَأَنِّي قَدْ دُعِيتُ فَأَجَبْتُ ، إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ التَّقْلِيلَ ، أَخَذَهُ مَا أَكْبَرَ مِنَ الْآخِرِ ، كِ اتَّبِ اللّٰهُ وَ عِترَتِي ، أَهْلَ بَيْتِي فَإِنَّا نُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِی هَذَا فَإِنَّهُ مَا لَنْ يَفْتَرِ اِق حَتَّى یَرِ اِد عَلَی الْحَ وَضَ“ فِی ” ثُمَّ قَالَ“ إِنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُؤْ لَائِي وَأَنَا وَلِيٌّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ“ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ أَوْلَاهُ ، فَ هَذَا وَلِيَّةٌ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَ اَقْلَ: “ مَنْ كُنْتُ وَلِيَّةً وَ عَادِ مَنْ

عَا اَدَهٗ ”فَقُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَ لِذِكِّ مِّن رَّسُولِ اللّٰهِ (ص) ؟ فَ اَقْلَ :

۱۔ (ینابیع المودة کے نسخہ میں “ابو الفضیل” ہے (ج ۱، ص ۱۰۵)۔
(نعم وَاَم اَكُنْ فِی الدُّوْحَاتِ (۱) اَحَدًا اِلَّا قَدْ رَاَهُ بِغَیْنِہِ وَ سَمِعَہُ بِاُذُنِہِ” (۲)

”گویا میرا پروردگار کی طرف سے بلاوا آگیا اور میں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا، یقیناً میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں، ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے، ایک کتاب خدا (قرآن کریم) اور دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں، دیکھو تم ان کے بارے میں میرا کیا لحاظ رکھتے ہو یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پروار ہوں“

پھر فرمایا: خداوند متعال میرا مولا ہے اور میں ہر مومن اور مومنہ کا مولا و سرپرست ہوں۔“
پھر رسول خدا (ص) نے حضرت علی کا دست مبارک پکڑ کر فرمایا: “میں جس جس کا ولی اور سرپرست ہوں یہ علی بھی اس کا ولی اور سرپرست ہے، اے خدا! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔“ پھر میں (ابو الفضیل) نے کہا تم نے رسول خدا (ص) کی اس حدیث کو سنا؟ زید نے کہا: “ہاں جو شخص بھی وہاں موجود تھا اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کان سے سنا تھا۔“

۱۴۔ قندوزی نے ینابیع المودة میں کتاب مودة القربیٰ سے جبر بن مطعم سے روایت کی کُم بَ ، وَاِنِّیْ اَتْرَکُ فِیْہِے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: “ اِنِّیْ اَوْشَکُ اَنْ اَدْعٰی فَاُجٰی) ہ ما ” : (۳ فِی الثَّقَلِیْنِ کِ اَتَبَ رَبُّ اَنْ وَّعٰتَرٰ تِیْ اَہْلَ بَیْتِیْ ، فَاَنْظُرُوا کَیْفَ تَحْفَظُوْنِیْ ” عنقریب ” مجھے بلایا جائے گا اور میں لبیک کہوں گا میں تم میں دو گراں قدر امانت چھوڑنے والا ہوں ایک اپنے پروردگار کی کتاب جو قرآن ہے اور دوسری میرے عترت جو میرے اہل بیت ہیں،

۱۔ “دوحہ” کی جمع ہے جس کا معنی بڑے درخت کے ہیں، سائبان، خیمہ اور بڑی چادر (لسان) العرب، ج ۴، ص ۴۳۷
۲۔ مناقب ابن خوارزمی، ص ۱۵۴، مناقب ابن مغزلی، ص ۱۶، مستدرک الصحیحین، ج ۳، ص ۱۰۹۔
۳۔ ینابیع المودة، ج ۱، ص ۱۰۲، مودة القربی، ص ۱۴۔

دیکھو ان کے بارے میں میرا کیا پاس و لحاظ رکھتے ہو۔“ ۱۵۔ ابن مغزلی نے اپنی سند کے ساتھ زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ: پیغمبر اکرم (ص) آخری حج کے موقع پر مکہ مکرمہ سے تشریف لائے اور حنفہ کے تالاب (غدیر خم) کے کنارے نزول اجلال فرمایا اور ایک خطبہ پڑھا اور اس کے ضمن میں فرمایا: “اَیُّہَا النَّاسُ اَسَیْ لَکُمْ عَنْ ثِقْلَیْ کَیْفَ خَلَفْتُ مُوْنِیْ فِیْہِ مَا ؟“ کُم فَتَمَسَّکُوا بِہِ ، وَ لَا ”الاکْبَرُ مِنْہُ“ مَا کِ اَتَبَ اللّٰہُ سَبَبُ طَرَفُہُ بِیْدِ اللّٰہِ تَا عَلٰی وَ طَرَفُہُ بِاِیْدِیْ تَضَلُّوْا وَ الْاٰخَرُ مِنْہُ“ مَا عِتَرٰ تِیْ“
”تُم اَحْذَ بَیْدَ عَلِی عَلَیہ السلام فَ رَفَعْہَا ، فَ اَقْلَ : مَن کُنْتُ مَوْ اَلْہُ فَعَلِیْ مَوْ اَلْہُ ، اَللّٰہُمَّ اَوَّلِ) مَن وَالِاَہُ وَ عَادِ مَن غَاذَہُ ”قَالَ ہَا ثَ لَاثًا“۔“ (۱)

”اے لوگو! میں تم سے اپنی دو گراں قدر امانت کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا، ان میں سے سب سے بڑی کتاب جو قرآن کریم ہے وہ ایسا وسیلہ ہے کہ جس کا ایک گوشہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے لہذا اس سے تمسک اختیار کرو تو گمراہ نہ ہو گے اور دوسرے میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔“

پھر حضرت علی کا دست مبارک پکڑ کر بلند کر کے فرمایا: “اے خدا! جس جس کا میں مولا اور سرپرست ہوں یہ علی بھی اس کا ولی اور سرپرست ہے، تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔“ اس جملہ کو تین مرتبہ فرمایا۔

۱۶۔ سلیم ابن قیس کا بیان ہے: حضرت علی - نے فرمایا: رسول اکرم (ص) نے عرفہ کے دن اپنی قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہو کر مسجد خیف میں جو بات بیان فرمائی تھی وہ غدیر کے دن فرمائی تھی اور جس

۱) (منابع ابن مغزلی، ص ۱۶ (حدیث ۲۳) ینابیع المودة، ج ۱، ص ۱۰۴)۔

کُمْ تَرَكْتُ فِي دَنِّ آفٍ كَا اِنْتَقَالِ بَوَا تَهَا اِيك مِفْصَلِ خُطْبَةٍ كِي دَرْمِيَانِ فَرْمَايَا: “اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي هِ مَا، الْاَكْبَرُ مِنْهُ مَا كِتَابُ اللّٰهِ وَالْاَصْغَرُ عِنْتَرُ تِي اَهْلُ بِيْتِي، وَانَّ النَّفْلَيْنِ لَنْ تَصِلُوْا اَمَّ اِنْ تَمَسَّكَتُمْ بِفِ الْخَبِيْرِ عَهْدِ اِلَيَّ اَنَّهُ مَا لَنْ يَفْتَرِ اَقَّ حَتَّى يَرَادَ عَلَيَّ الْخَوْضُ كَهَاتَيْنِ” اَشَارَ بِالسَّبَابِيْتَيْنِ “فَاِنَّ اللّٰطِي اَحَدَهُ مَا اَقْدَمُ مِنَ الْاٰخَرِ، فَتَمَسَّكُوا بِهٖ مَا لَنْ تَصِلُوْا، وَ لَا تُقَدِّمُوْا مِنْهُ وَلَا تَخْلُفُوْا عَنْهُ وَلَا تُعْلَمُوْهُمُ (فَاِنَّهُمْ اَعْلَمُ مِنْكُمْ) ” (۱)

”اے لوگو! ميں تم ميں دو گراں قدر امانت چھوڑے جارہا ہوں اگر ان دونوں کے دامن سے وابستہ رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان ميں سب سے بڑی کتاب خدا (قرآن مجيد) ہے اور چھوٹی میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں، خدائے لطيف و خبير نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے” اور اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا کہ ان ميں سے ایک دوسرے پر مقدم ہے لہذا اگر ان دونوں سے متمسک رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان کے آگے نہ بڑھو اور نہ ہی ان کو کسی چیز کی تعليم دو کیونکہ وہ تم لوگوں سے زيادہ جاننے والے ہیں۔“

۱۷ - صاحب کتاب نظم در السمطين کہتے ہیں: زيد ابن ارقم نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اکرم (ص) نے آخری حج ميں ہماری طرف رخ کرکے فرمایا: ”اِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَيَّ الْخَوْضُ فَاتَّكُمُ تَبْعِي وَاَنْتُمْ تُشْكُونُ اَنْ تَرْتَدُّوا عَلَيَّ الْخَوْضُ فَاسِيَ لَكُمْ عَنْ هِ مَا“ تَقْلُ تَيَّ كَيْفَ خَلَفْتُ مُوْنِي فِي نَ، فَ اَقْلَ: مَا التَّقُّ لَانِ؟ اَقْلَ: ”الْاَكْبَرُ مِنْهُ مَا كِ اَتَبُ اللّٰهُ، سَبَبُ طَرَفُهُ يَدِ فَ اَقَمَ رَجُلٌ مِنَ الْمُ هَاجِرِي كُمْ، وَالْاَصْغَرُ عِنْتَرُ تِي فَتَمَسَّكُوا بِهٖ مَا، فَمَنْ اللّٰهُ وَطَرَفُهُ يَأْيُذِي

۱) (کتاب سليم ابن قيس، ص ۸۴، ینابیع المودة، ج ۱، ص ۱۰۹، غایۃ المرام، ج ۱، ص ۲۲۶)۔

اَسْتُ قَبْلَ قَبْلَ تِي وَ اَجَابَ دَعْوَتِي فَلَيَّ سَتَّ وَصَ بَعْتَرَتِي خَيْرًا، فَ لَا تَقْتُ لَوْهُمْ وَلَا تَقْتَهُ رُوْهُمْ وَلَا تَقْصُرُوْا عَنْهُ مَا فَ الْخَبِيْرَ، فَاعْ طَانِي اَنْ يَرَادَ عَلَيَّ الْخَوْضُ كَهَاتَيْنِ، وَ اَشَارَ وَاِنِّي قَدْ سَلَّلْتُ لَهُمَا اللّٰطِي (بِالْمُ سَبْحَتَيْنِ، اَنْصِرُهُ مَا لِي اَنْصِرُ وَ خَازِلُهُمَا لِي خَازِلٌ وَلِيَّهِ مَا لِي وَلِيَّ وَعَدُوُّهُ مَا لِي عَدُوٌّ) (۱)

(اے لوگو!) (ميں يقيناً حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا اور تم میرے بعد آؤ گے، تم عنقریب میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے ميں تم سے اپنی دونوں گراں قدر امانتوں کے بارے ميں سوال کروں گا کہ تم نے ان سے کیسا سلوک کیا؟) پھر مہاجرین ميں سے ایک شخص نے کھڑے ہوکر دريافت کیا: وہ دونوں گراں قدر امانتیں کیا ہیں؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا ”ان ميں سب سے بڑی کتاب خدا (قرآن کریم) جو ایسا وسیلہ ہے کہ جس کا ایک گوشہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت ميں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھ ميں ہے ان ميں چھوٹی میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں لہذا ان سے متمسک رہو تاکہ گمراہ نہ ہو، جس نے قبلہ کو تسليم کیا اور میری دعوت کو قبول کر لیا تو وہ میری عترت اور میرے اہل بیت کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے، ان کو قتل نہ کرنا ان پر ظلم و ستم نہ کرنا ان کے حق ميں کوتاہی نہ کرنا ميں نے ان دونوں کو خدائے لطيف و خبير سے طلب کیا ہے یہ دونوں میرے پاس اس طرح حوض کوثر پر وارد ہوں گے آنحضرت (ص) نے دونوں تسبیح پڑھنے والی انگلیوں سے اشارہ فرمایا ان دونوں کا ناصر و مددگار میرا ناصر و مددگار ہے ان کو دوست رکھنے والا مجھے دوست رکھنے والا ہے ان سے دشمنی رکھنے والا مجھ سے دشمنی رکھنے والا ہے۔“

۱۸ - قندوزی رقم طراز ہیں: حنیفہ ابن اسيد غفاری کا بيان ہے: جب پیغمبر اکرم (ص) آخری حج

۱) (نظم در السمطين، ص ۲۳۳، ینابیع المودة، ج ۱، ص ۱۱۶، کنز العمال، ج ۱، ص ۱۸۸، جواہر (العقدين، ج ۲، ص ۱۶۸)۔

سے واپس آئے تو منبر کے اوپر تشریف لے جا کر فرمایا: ”يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي مَسْئُولٌ وَاَنْتُمْ مَسْئُولُونَ، فَ مَا اَنْتُمْ اَقْبَلُونَ؟“ اَقْلُوا نَشْءَهُ اِنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَجَّهْتَ وَنَصَحْتَ فَجَ اَرْكَ اللّٰهُ خَيْرًا“ فَ اَقْلَ: ”اَلَيْسَ نَشْءُهُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَاَنَّ جَنَّتَهُ حَقٌّ وَ اَنْزَهُ حَقٌّ وَالْبَعْثُ حَقٌّ الْمَوْتُ حَقٌّ؟“ قَالُوا: ”بَلَى نَشْءُهُ دَبْلُ ذِكْ“ اَقْلَ: ”اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ نَسَمًا قَالَا: ”يَا اَوْلَىٰ يَ بَهِمٍ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ كُنْتُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهُ مَوْلَايَ وَاَنَا مَوْلَى الْمَوْلَى وَمَوْلَا مَوْلَا فَ هَا اَذِ عَلَيَّ مَوْلَا لَهِمَّ اَوْلَىٰ مِنْ اَوْلَاہِ وَ غَايَ مِنْ غَا اَدُهُ“ ثُمَّ قَالَ: ”ه اِنِّي فَرَطُكُمْ وَاَنْتُمْ اَوْرِدُونَ عَلَيَّ الْخَوْضُ حَوْضُ“

أَعْرَضُ مِنْ أَمِّ بَيْنَ بَصْرَى إِلَى صَنْ أَعَى فِي نَ تَرْدُونَ عَلَيَّ عَنِ النَّقْلِينَ ، فَانْظُرُوا كَيْفَ عَدَدَ النَّجُومِ قَدْ خَانَ مِنْ فَضَّةٍ ، وَإِنِّي سَأَلْتُكُمْ حَيْثُ كُمْ ، وَعَتَرْتَنِي أَبْلَ مَا ، أَلْتَقَلُّ الْأَكْبَرُ كِ اتَّبَ اللَّهُ ، سَبَبَ طَرَفُهُ بِيَدِ اللَّهِ وَ طَرَفُهُ بِأَيْدِي تَخْلُفُونِي فِي بَيْتِي فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ مَا ، فَ لَا تَضِلُّوا ، إِنَّهُ نَبَأِي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَنَّهُ مَا لَنْ يَفْتَرَأَقَ حَتَّى يَرَأِدَ عَلَيَّ (الْحَوْضُ) : (١)

”اے لوگو! مجھ سے سوال کیا جانے گا اور تم سے بھی باز پرس ہوگی لہذا تم کس بات کے قائل ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کی راہ میں تبلیغ رسالت کی کوشش فرمائی اور آپ نے اپنے نفس اور دشمن کے ساتھ جہاد کیا اور لوگوں کو راہ راست کی نصیحت اور خیر خواہی فرمائی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ” پھر دریافت فرمایا:

”کیا تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ خدائے یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے

۱۔ (۱۱۷ ص ، معجم کبیر ، طبرانی ، ج ۳ ، ص ۱۸۰ ، مجمع الزوائد ، ج ۹ ، ص ۱۶۴)

بندے اور اس کے رسول ہیں، اس کی جنت حق ہے، اس کی جہنم حق ہے اور موت کے بعد دوبارہ اُٹھنا حق ہے؟ ” لوگوں نے عرض کیا: ہاں اس بات کی ہم لوگ گواہی دیتے ہیں۔ آنحضرت (ص) نے فرمایا: ”اے خدا! تو بھی گواہ رہنا“ پھر فرمایا: ”اے لوگو! یقیناً خداوند متعال ہمارا مولا اور سرپرست ہے اور میں مومنوں کا مولا اور سرپرست ہوں اور میں مومنین کے نفسوں پر اولیٰ بالتصرف ہوں لہذا جس جس کا میں مولا اور سرپرست ہوں یہ علی ابن ابی طالب - بھی اس کے مولا اور سرپرست ہیں، اے خدا! تو اس سے دوستی رکھ جو اس سے دوستی رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے ” پھر فرمایا: ”میں تم سے پہلے حوض کوثر پر موجود رہوں گا اور تم لوگ بھی میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے ایسا حوض جو بصری سے لے کر صنعا تک کے علاقے سے زیادہ وسیع و عریض ہے اس میں چاندی کے پیالوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے۔“

جب تم لوگ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے تو میں تم سے دو گراں قدر امانتوں کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اب دیکھو تمہارے پاس اس کا کیا جواب موجود ہے؟ اور کیسا سلوک کیا ہے؟ بڑی گراں قدر امانت کتاب خدا (قرآن کریم) ہے جو ایسا وسیلہ ہے کہ جس کا ایک سرا خداوند متعال کے دست قدرت میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے (اور اس کی چھوٹی گراں قدر امانت) میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں لہذا ان دونوں کا دامن پکڑے رہو تاکہ گمراہ نہ ہو خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز اور کبھی بھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔“

۱۹۔ حاکم نے مستدرک میں اپنی سند کے ساتھ سلمہ ابن کہیل سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوظیفیل سے انہوں نے ابن وائلہ سے سنا ہے کہ زید ابن ارقم کہتے تھے: حضرت رسول اکرم (ص) نے مکہ و مدینہ کے درمیان پانچ بڑے درختوں کے نزدیک نزول اجلال فرمایا، پھر لوگوں نے درخت کے نیچے سے خار اور خس و خاشاک کو صاف کیا اس کے بعد رسول خدا (ص) نماز عصر بجالائے خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے: حمدو ثنائے پروردگار بجالائے، موعظہ و نصیحت فرمائی جو کچھ چاہتے تھے بیان کیا پھر فرمایا: ”أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَارِكٌ كُمْ أَمْرَيْنِ ۖ لَنْ تَضِلُّوا إِنْ اتَّبَعْتُمُوهُ مَا ، وَهُمَا كِ اتَّبَ اللَّهُ وَ أَهْلُ بَيْتِي عَتَرْتَنِي (ثُمَّ قَالَ) أَتَعْلَمُونَ أَنِّي فِي أَوَّلِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ؟ قَالُوا بَلَى ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) “ مَنْ كُنْتُ مَوْ لَاهُ (فَعَلَيْ مَوْ لَاهُ ” (۱)

”اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو اہم امانتیں چھوڑ رہا ہوں، اگر ان دونوں اہم امانتوں کی پیروی کرو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے، ان میں سے ایک کتاب خدا (قرآن کریم) ہے اور دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔“ پھر فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمام مومنین کے نفسوں پر اولیٰ بالتصرف اور ان کا سرپرست ہوں“ اس جملہ کی تین مرتبہ تکرار کی، سب نے کہا: ہاں، پھر رسول خدا (ص) نے فرمایا: ”میں جس جس کے نفس پر اولیٰ بالتصرف اور ان کا سرپرست ہوں، یہ علی بھی اس اس کے نفس پر اولیٰ بالتصرف اور ان کے سرپرست ہیں۔“ ۲۰۔ مسند احمد حنبل میں زید ابن ثابت سے روایت نقل ہوئی ہے کہ رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

فَتَيْنِ ۖ كِ اتَّبَ اللَّهُ ، حَبْلٌ مَمْدُودٌ أَم بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (أَوْ أَم بَيْنَ كُمْ خَلَى ”إِنِّي تَارِكٌ فِي (السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ) وَعَتَرْتَنِي أَهْلُ بَيْتِي ، وَإِنَّهُ مَا لَنْ يَفْتَرَأَقَ حَتَّى يَرَأِدَ عَلَيَّ الْحَوْضُ ” : (۲)

۱) (مستدرک صحیحین، ج ۳ ص ۱۰۹، مسند احمد، ج ۳، ص ۱۷، الصواعق المحرقة، ص ۱۵۰ (جواب العقیدین، ج ۲، ص ۱۶۷، ینابیع المودة، ج ۱، ص ۱۱۵۔
۲) (مسند احمد، ج ۵، ص ۱۸۲، کتاب الولاية، ابن عقیلہ، ص ۲۰۹، ینابیع المودة، ج ۱، ص ۱۱۹۔)

”میں تمہارے درمیان دو خلیفہ بطور یادگار چھوڑنے والا ہوں، ایک کتاب خدا ہے جو رسی کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان کھنچی ہوئی ہے (یا آسمان اور زمین کے درمیان ہے) دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں جب تک میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچ جائیں جدا نہ ہوں گے۔“

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

قرآن اور عترت کو ثقلین کہے جانے کی وجہ تسمیہ:
اس کی وجہ تسمیہ میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں: لغت کے اعتبار سے ”ثَقْلٌ“ ثاء پر زیر اور قاف پر سکون کے ساتھ، اکثر اوزان میں سنگین چیز کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، قرآن مجید اور اہل بیت پیغمبر (ص) کو اس اعتبار سے ثقلین کہا جاتا ہے چونکہ ان کا عمل سنگین ہے۔

لیکن ”ثَقْلٌ“ دونوں (ثاء اور قاف) پر زبر کے ساتھ گراں قدر چیز اور عمدہ سامان کے معنی میں ہے قرآن اور عترت کو ”ثَقْلَینِ“ اس اعتبار سے کہا جاتا ہے چونکہ ان کی جلالت و منزلت عظیم اور گراں قدر ہے۔
ابن ابی الحدید کہتے ہیں: جب پیغمبر اکرم (ص) نے خود کو جوار رحمت پروردگار کی طرف انتقال ہونے کے قریب پایا جیسے ایک مسافر ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف منتقل ہوتا ہے، تو کتاب خدا (قرآن) اور عترت کو اپنی متاع حیات اور جاہ و حشم کی جگہ قرار دیا اس لیے کہ وہ آنحضرت (ص) کی مخصوص ترین اشیاء تھیں اسی لیے امت کو ان کی سفارش اور وصیت کی۔

صاحب منہاج البراءة کہتے ہیں: اظہر یہ ہے کہ ”ثَقْلٌ“ عمدہ سامان کا معنی کیا جائے کیونکہ جلالت و منزلت کے لحاظ سے عظیم اور گراں قدر ہے۔ یہاں مناسب یہ ہے کہ نہج البلاغہ کے خطبات میں سے ایک خطبہ کی طرف اشارہ کیا جائے وہ خطبہ جس کا آغاز اس عبارت سے ہوتا ہے: ۲۱۔ ”عَ ابْدَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ اَحَبِّ عَ ابْدِ اللّٰهِ اِلَيْهِ عَبْدٌ اَعَانَهُ اللّٰهُ عَلٰی نَفْسٍ ۝“

... ”بندگان خدا! اللہ کی نگاہ میں سب سے محبوب بندہ وہ ہے جس کی خدا نے اس کے نفس کے خلاف مدد کی ہے ...“ خطبہ کے آخری حصے میں رسول اکرم (ص) کے قول پر عمل کرنے کی لوگوں کو یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا:
”اِنَّهُ يَمُوتُ مَنْ اَمَتْ مِنَّا وَلَيْسَ بِمَيِّتٍ (۱) وَيَبْلَى مَنْ بَلَى مِنَّا وَلَيْسَ بِاَبْلٍ“ ”فَ لَا تَقُولُوا بَلْ مَا لَا تُعْرِفُونَ“، فَإِنْ أَكْثَرَ الْحَقِّ فِي مَا تُنْكِرُونَ وَأَعْذِرُوا مَنْ لَا حُجَّةَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَأَنَا هُوَ۔“ كُمْ بِالثَّقَلِ الْأَكْبَرِ وَأَتْرُكُ فِيكُمْ الثَّقَلَ الْأَصْغَرَ، قَدْ رَكَزْتُ فِيكُمْ أَرِيَّةَ الْإِلَهِ مَا نَ ”أَلَمْ أَعْمَلْ فِي (وَوَقَفْتُكُمْ عَلَى خُنُودِ الْحَقِّ لَالِ وَالْحَقِّ أَرَمَ (۲)۔“

یعنی ”اے لوگو! پیغمبر خاتم النبیین (ص) کے اس قول کو ان کی اولاد طاہرین کے بارے میں قبول کرو، کیا گمان کرتے ہو کہ ہمارا مرنے والا میت ہوتا ہے حالانکہ ہم میں سے کوئی مرور زمانہ سے مردہ نہیں ہوتا اور اس طرح کیا خیال کرتے ہو کہ ہم میں سے جانے والا بوسیدہ ہوجاتا ہے حالانکہ ہم میں سے کوئی بھی مرور زمانہ سے بوسیدہ نہیں ہوتا۔“ ”اے لوگو! جو تم نہیں جانتے ہو وہ نہ کہو، اس لیے کہ بسا اوقات حق اسی میں ہوتا ہے جسے تم نہیں پہچانتے ہو اور جس کے خلاف تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، لہذا اس کے عذر کو قبول کرلو اور اس کی مذمت نہ کرو جس کے بارے میں تمہیں کوئی دلیل نہ ملی ہو۔ اور وہ میں ہوں، میں نے تمہیں راہ راست

۱) (آیہ کریمہ> وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَا عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ< (طرف اشارہ ہے۔“ اور خبردار راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پارہے ہیں۔ آل عمران، ۱۶۹

کی طرف ہدایت کی اور میں نے تمہارے لیے عذر کی کوئی راہ نہیں چھوڑی لیکن تم نے میری پیروی نہیں کی۔ کیا میں نے تمہارے درمیان ثقل اکبر (قرآن مجید) پر عمل نہیں کیا ہے اور کیا ثقل اصغر اپنے اہل بیت کو تمہارے درمیان نہیں رکھا ہے، میں نے تمہارے درمیان ایمان کے پرچم کو نصب کر دیا ہے اور تمہیں حلال و حرام کے حدود سے آگاہ کر دیا ہے۔“ شیعہ امامیہ کے اعتقاد کے مطابق عترت قرآن سے افضل ہے، اور وہ لوگ قرآن کے محافظ و سرپرست ہیں لیکن قرآن کا اکبر ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن اصل ہے اور (تمام لوگ اس کی پیروی اور اقتدا کرتے ہیں۔ (۱) علامہ خوئی رحمۃ اللہ علیہ شارح نہج البلاغہ رقم طراز ہیں: “عترت بھی اصل ہے اور اس کی تمام لوگ پیروی اور اقتدا کرتے ہیں۔“

اور یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ قرآن کا اکبر سے متصف ہونا اس جہت سے ہے کہ معجزہ رسالت اور رسالت و ولایت کی سند شرع مبین اور دین اسلام کی اصل و اساس ہے اگر قرآن نہ ہوتا تو نہ رسالت ہوتی نہ ہی شریعت اور ولایت، نہ ہی امن و ایمان ثابت ہوتا لہذا بڑے ہونے سے قرآن توصیف کیا گیا ہے۔

ممکن ہے کہ عظیم صحابی (ابو سعید خدری) کی روایت سے بھی اس بات کا استنبہار کیا جائے وہ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: کُمُ النَّفْلُ أَخَذَهُ مَا أَكْبَرُ مِنَ الْأَخْرِ كَ أَتَبَ اللَّهُ حَبْلًا مَمْدُودًا مِنَ السَّمَاءِ ۲۲۔ “اِنِّی تَارِکُ فِی (اِلَى الْأَرْضِ وَعِزَّتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ ، لَنْ یَقْتَرِ اَق حَتَّیْ یَرَا د عَلَی الْحَوْضِ ”۔ (۲) ”یقیناً میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سے ایک، دوسری سے

۱۔ (شرح نہج البلاغہ ابن میثم، ج ۲، ص ۳۰۳۔)
۲۔ (پنابیع المودۃ، ج ۱، ص ۴۶۰، غایۃ المرام، ج ۲، ص ۳۱۴۔)

بڑی ہے، (جو بڑی ہے) وہ کتاب خدا قرآن مجید ہے جو ایسی رسی ہے کہ زمین سے آسمان تک کھنچی ہوئی ہے (اور جو چھوٹی ہے) میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔“ اس سے زیادہ واضح امام محمد باقر - کی روایت ہے جسے جابر ابن عبد اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا:

کُمُ النَّفْلُ ۱، النَّفْلُ الْأَكْبَرُ وَالنَّفْلُ الْأَصْغَرُ، اِنْ تَمَسَّكَتُمْ ۲۳۔ “لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، اِنِّی تَارِکُ فِی رَ لَا یَقْتَرِ اَق حَتَّیْ یَرَا د عَلَی فَ الْخَبِیْ بِهَ مَا لَنْ تَضِلُّوْا وَلَنْ تُبَدِّلُوْا ، فَاِنِّی سَأَلْتُ اللّٰهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ فَاعْطٰی

لَ : فَمَا النَّفْلُ الْأَكْبَرُ وَمَا النَّفْلُ الْأَصْغَرُ ؟ فَ اَقْلَ : النَّفْلُ الْأَكْبَرُ كَ أَتَبَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ، ”فَقَی (کُمُ وَالنَّفْلُ الْأَصْغَرُ عِزَّتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ ”۔ (۱) سَبَبُ طَرَفُهُ بِیَدِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَطَرَفُ بَیْزِی ”اے لوگو! یقیناً میں تمہارے درمیان دو گراں قدر امانتیں چھوڑ رہا ہوں، جب بھی ان سے متمسک رہو گے اور مضبوطی سے پکڑے رہو گے، گمراہ نہ ہو گے اور ان کو دوسری چیز سے تبدیل نہ کرو لہذا میں نے مہربان خدائے لطیف و خبیر سے درخواست کی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں، پس خداوند متعال نے مجھے عطا فرمایا۔“

سوال کیا گیا: وہ بڑی امانت کون سی ہے اور چھوٹی امانت کیا ہے؟ فرمایا: “بڑی امانت کتاب خدا قرآن مجید ہے جو ایسا وسیلہ ہے کہ اس کا ایک سرا خداوند متعال کے دست قدرت میں ہے اور دوسرا سرا تم لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور چھوٹی امانت میری عترت اور میرے اہل بیت ہیں۔“

۱۔ (مختصر البصائر، ص ۹۰، غایۃ المرام، ج ۲، ص ۳۳۹۔)

۲۴۔ جو کچھ تفسیر علی ابن ابراہیم قمی میں انہوں نے اپنے باپ سے، صفوان ابن یحییٰ سے، ابی جارد سے، عمران ابن میثم سے، مالک ابن حمزہ سے انہوں نے ابوذر سے روایت کی ہے، وہ جابر کی روایت کی مزید وضاحت بیان کرتی ہے۔ ابوذر کہتے ہیں: جب آیت (۱) ”قیامت کے دن جب بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے“ نازل ہوئی تو پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا:

”تَرُدُّ عَلَيَّ أَمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيَّ خَمْسِينَ أَرَأَيْتَ: فَتَأْتِيهِ مَعَ عِجَلٍ هَذِهِ الْأُمَّةُ فَاسْأَلُوهُمْ أَمْ فَعَلْتُمْ بِالْثَّقَلَيْنِ مِنْ بَعْدِي؟ فَيَقُولُونَ أَمَّا الْأَكْبَرُ فَقَرَفَ أَنْهُ وَنَبَذَ أَنْهُ وَارْءَ ظُهُورِ أَنْ، وَأَمَّا الْأَصْغَرُ فَتَأْتِيهِ أَعْدَى أَنْهُ وَأَبْعَضَ أَنْهُ وَظَلَمَ أَنْهُ، فَأَقُولُ: رُدُّوا إِلَى النَّارِ ضَمَاءَ نَسُودَةً وَجُوهَكُمْ. ثُمَّ تَرُدُّ عَلَيَّ أَرِيَّةً مَعَ فِرْعَوْنَ هَذِهِ الْأُمَّةُ فَأَقُولُ لَهُمْ: أَمْ فَعَلْتُمْ بِالْثَّقَلَيْنِ، مِنْ بَعْدِي؟ فَيَقُولُونَ: أَمَّا الْأَكْبَرُ فَقَرَفَ أَنْهُ وَمَزَّقَ أَنْهُ وَخَالَفَ أَنْهُ، وَأَمَّا الْأَصْغَرُ فَتَأْتِيهِ أَعْدَى أَنْهُ وَأَقْتُلَ أَنْهُ، فَأَقُولُ: رُدُّوا إِلَى النَّارِ ضَمَاءَ مَضْمُومِي ثُمَّ تَرُدُّ عَلَيَّ أَرِيَّةً مَعَ سَلَامِرِي هَذِهِ الْأُمَّةُ فَأَقُولُ لَهُمْ: أَمْ فَعَلْتُمْ بِالْثَّقَلَيْنِ مِنْ بَعْدِي؟ فَيَقُولُونَ: أَمَّا الْأَكْبَرُ فَقَعَصَى أَنْهُ وَتَرَكَ أَنْهُ وَأَمَّا الْأَصْغَرُ فَقَحَّلَ أَنْهُ وَضَيَّعَ أَنْهُ فَأَقُولُ: رُدُّوا إِلَى النَّارِ ضَمَاءَ مَضْمُومِي ثُمَّ تَرُدُّ عَلَيَّ أَرِيَّةً ذِي اللَّتْدِيَةِ مَعَ أَوَّلِ الْخِزْرِ أَوْ رَجِ وَأَخْرِجْهُمْ وَأَسْئَلُهُمْ أَمْ فَعَلْتُمْ بِالْثَّقَلَيْنِ مِنْ بَعْدِي؟ فَيَقُولُونَ: أَمَّا الْأَكْبَرُ فَقَرَفَ أَنْهُ وَبَرَّى أَنْ مِنْهُ وَأَمَّا الْأَصْغَرُ فَتَأْتِيهِ أَعْدَى أَنْهُ وَبَعْدِي

۱) (سورہ آل عمران، آیت ۱۰۶۔)

نَسُودَةً وَجُوهَكُمْ. ثُمَّ تَرُدُّ عَلَيَّ أَرِيَّةً مَعَ سَلَامِرِي هَذِهِ الْأُمَّةُ فَأَقُولُ لَهُمْ: أَمْ فَعَلْتُمْ بِالْثَّقَلَيْنِ مِنْ بَعْدِي؟ فَيَقُولُونَ: أَمَّا الْأَكْبَرُ فَقَرَفَ أَنْهُ وَنَبَذَ أَنْهُ وَارْءَ ظُهُورِ أَنْ، وَأَمَّا الْأَصْغَرُ فَتَأْتِيهِ أَعْدَى أَنْهُ وَأَبْعَضَ أَنْهُ وَظَلَمَ أَنْهُ، فَأَقُولُ: رُدُّوا إِلَى النَّارِ ضَمَاءَ نَسُودَةً وَجُوهَكُمْ. ثُمَّ تَرُدُّ عَلَيَّ أَرِيَّةً مَعَ فِرْعَوْنَ هَذِهِ الْأُمَّةُ فَأَقُولُ لَهُمْ: أَمْ فَعَلْتُمْ بِالْثَّقَلَيْنِ، مِنْ بَعْدِي؟ فَيَقُولُونَ: أَمَّا الْأَكْبَرُ فَقَرَفَ أَنْهُ وَمَزَّقَ أَنْهُ وَخَالَفَ أَنْهُ، وَأَمَّا الْأَصْغَرُ فَتَأْتِيهِ أَعْدَى أَنْهُ وَأَقْتُلَ أَنْهُ، فَأَقُولُ: رُدُّوا إِلَى النَّارِ ضَمَاءَ مَضْمُومِي ثُمَّ تَرُدُّ عَلَيَّ أَرِيَّةً مَعَ سَلَامِرِي هَذِهِ الْأُمَّةُ فَأَقُولُ لَهُمْ: أَمْ فَعَلْتُمْ بِالْثَّقَلَيْنِ مِنْ بَعْدِي؟ فَيَقُولُونَ: أَمَّا الْأَكْبَرُ فَقَعَصَى أَنْهُ وَتَرَكَ أَنْهُ وَأَمَّا الْأَصْغَرُ فَقَحَّلَ أَنْهُ وَضَيَّعَ أَنْهُ فَأَقُولُ: رُدُّوا إِلَى النَّارِ ضَمَاءَ مَضْمُومِي ثُمَّ تَرُدُّ عَلَيَّ أَرِيَّةً ذِي اللَّتْدِيَةِ مَعَ أَوَّلِ الْخِزْرِ أَوْ رَجِ وَأَخْرِجْهُمْ وَأَسْئَلُهُمْ أَمْ فَعَلْتُمْ بِالْثَّقَلَيْنِ مِنْ بَعْدِي؟ فَيَقُولُونَ: أَمَّا الْأَكْبَرُ فَقَرَفَ أَنْهُ وَبَرَّى أَنْ مِنْهُ وَأَمَّا الْأَصْغَرُ فَتَأْتِيهِ أَعْدَى أَنْهُ وَبَعْدِي

جب سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ نازل ہوئی تو حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: میری امت بروز محشر پانچ علم لے کر میرے پاس پہنچے گی: ۱) پہلا علم میری اس امت کے گوسالہ (بچھڑے) کا ہوگا ان سے دو گراں قدر امانتوں کے بارے میں سوال کروں گا؟ تو وہ کہیں گے: لیکن جوان میں سے بڑی امانت کتاب خدا تھی اس کی ہم نے تحریف کی تھی اور اس کو پس پشت ڈال دیا تھا (اس پر عمل نہیں کیا) لیکن جو چھوٹی امانت عترت تھی اس کو اپنی دشمنی اور بغض و حسد کا نشانہ بنایا اور اس پر ظلم و ستم کیا تھا، لہذا میں کہوں گا: روسیہ اور پیاسے ہوکر جہنم کی طرف چلے جاؤ۔ ۲) (پھر میرے پاس میری اس امت کے فرعون کا دوسرا علم وارد ہوگا، پھر ان سے دو گراں قدر امانت کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ تو وہ کہیں

۱) (تفسیر قمی، ج ۱، ص ۱۰۹، تفسیر برہان، ج ۱، ص ۴۷۴، غایۃ المرام، ج ۲، ص ۳۴۶۔)

گئے: لیکن جو ان میں سے بڑی امانت کتاب خدا تھی اسے ہم نے بدل ڈالا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اس کے برخلاف عمل کیا، لیکن جو چھوٹی امانت عترت تھی اس سے لڑائی اور دشمنی کی تھی، تو میں ان سے کہوں گا: روسیہ اور نہایت تشنگی کے عالم میں جہنم کی طرف چلے جاؤ۔

۳) (اس کے بعد میرے پاس میری اس امت کے سامری کا تیسرا علم وارد ہوگا، پھر میں ان سے سوال کروں گا کہ تم نے ان دونوں گراں قدر امانتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ لوگ کہیں گے: لیکن جوان میں سے بڑی امانت (قرآن) تھی اس کی نافرمانی کی تھی اسے پس پشت ڈال دیا تھا اسے چھوڑ دیا تھا اور جو چھوٹی امانت (عترت) تھی اس کو ذلیل و رسوا کیا تھا اسے ضایع کردیا تھا پھر انہیں بھی روسیہ اور تشنگی کے عالم میں جہنم کی طرف بھیجوں گا۔

۴) (اس کے بعد میرے پاس اس امت کا چوتھا علم تمام خوارج کی ہمرابی میں وارد ہوگا ان میں اول سے آخر تک کی ہر ایک فرد سے دریافت کروں گا: تم نے میرے بعد ان دو گراں قدر امانتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ وہ کہیں گے: لیکن جو ان میں سے بڑی امانت کتاب خدا تھی اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اس سے بیزار ہوگئے تھے کنارہ کشی کی تھی لیکن ان میں سے جو چھوٹی امانت (عترت) تھی ان سے لڑے اور ان سب کو قتل کیا تھا پھر انہیں بھی روسیہ اور تشنگی کے عالم میں جہنم کی طرف بھیجوں گا۔

۵) (پھر (سب سے آخر میں) امام المتقین، سید الوصیین قائد غرّ المحجلین حضرت علی ابن ابی طالب۔ کا پرچم وارد ہوگا، پھر

ان سے بھی سوال کروں گا کہ میرے بعد ان دونوں گراں قدر امانتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ وہ کہیں گے: لیکن جو ان میں سے بڑی امانت کتاب خدا تھی اس کی پیروی کی اور اس کے احکام پر عمل کیا اس کی اطاعت کی تھی لیکن جو ان میں سے چھوٹی امانت (عترت) تھی ان سے محبت کرتے تھے ان کو اپنا سرپرست قرار دیا، ان کی زیارت کی ان کی نصرت و مدد کی یہاں تک کہ ہم نے اپنے خون کا آخری قطرہ ان کی نصرت میں قربان کر دیا تھا، پھر میں ان سے کہوں گا: حوض کوثر سے سیراب ہو کر نورانی اور سفید چہروں کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ۔ اس کے بعد حضرت رسول اکرم (ص) نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی: ”قیامت کے دن بعض چہرے سفید اور نورانی ہوں گے۔“

ان روایات سے نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ: ریسمان الہی سے متمسک رہنا خواہ وہ قرآن مجید ہو یا اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام ہوں اختلافات رفع کرنے کے لیے بہت قوی عامل ہیں جو دنیا میں ملتوں کے درمیان اور امتوں کے مابین مادی، معنوی، اعتقادی، اخلاقی دنیا اور آخرت کے متعلق رونما ہوتے ہیں۔ اب اس سلسلے میں چند آیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱ < (وَمَا أُنْزِلَ إِلَّا عَلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَبُدَىٰ وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ > (۱)
”اور ہم نے آپ پر کتاب (قرآن کریم) صرف اس لیے نازل کی ہے کہ آپ ان مسائل کی وضاحت کر دیں جن میں یہ اختلاف کیے ہوئے ہیں (وہ امور جو مبدأ و معاد، حلال و حرام سے مربوط ہیں) اور یہ کتاب صاحبان ایمان کے لیے مجسمہ ہدایت اور رحمت ہے۔“ ۲ < (وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ > (۲)

”اور تم لوگ کس طرح کافر ہو جاؤ گے جب کہ تمہارے سامنے آیات الہیہ کی تلاوت ہو رہی ہے اور تمہارے درمیان رسول (پیغمبر اکرم ص) موجود ہے اور جو خدا سے وابستہ ہو جائے سمجھو کہ اسے سیدھے راستہ کی ہدایت کردی گئی۔“
انکار اور اظہار تعجب ان کے کفر کی وجہ سے ہے حالانکہ ان کے لیے تمام مقتضی ایمان کے اسباب اور کفر کے مواقع جمع ہو گئے تھے۔ خداوند متعال کی آیات اور نشانیاں اللہ کی معرفت کے لیے قوی ترین

۱ (سورہ نحل، آیت ۶۴)۔
۲ (سورہ آل عمران، آیت ۱۰۱)۔

عامل ہے، اس کے علاوہ پیغمبر اکرم (ص) کا مقدس وجود جو تمام کا تمام نور اور ہدایت کا حامل ہے ان کے درمیان موجود تھا، اس بنا پر جو شخص ان کے دین سے متمسک ہو اور تمام امور میں ان سے التجا کرے تو یقیناً وہ راہ راست کی طرف ہدایت پاگیا ہے۔ جملہ > وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ < اس بات کو گوش گزار کر رہا ہے کہ تمہیں کتاب الہی کی تلاوت اور اس میں تدبیر و تفکر کی طاقت موجود تھی اور ان امور میں جو تم پر مخفی تھے رسول خدا کی طرف رجوع کرنے یا ان امور میں بھی جو یہودی لوگ تمہیں یاد دلاتے تھے،

اور سے مراد: وہی راستہ ہے کہ جس میں اختلاف نہیں ہے اور نہ ہی (اختلاف ہوسکتا ہے اور اس وادی پر چلنے والے افراد کبھی بھی گمراہ نہیں ہوں گے۔) (۳۱ < (وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَآخِذْهُ لِفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَفُضِّبَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ > (۲) ”اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں بھی اختلاف پیدا کر دیا گیا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے بات نہ ہو گئی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور یہ لوگ اس عذاب کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔“

جملہ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ: یعنی: جس وقت ہم نے حضرت موسیٰ - کو کتاب (توریت) دی تو ان کی قوم کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا، بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر اختیار کیا، جس طرح ان لوگوں نے قرآن میں بھی اختلاف ایجاد کیا۔
۲۵۔ روضہ کافی میں امام محمد باقر - سے روایت ہوئی ہے کہ حضرت نے فرمایا: -----

۱ (تفسیر المیزان، ج ۳، ص ۳۶۵)۔
۲ (سورہ بود، آیت ۱۱۰)۔

”اِخْتَلَفُوا كَمَا اخْتَلَفَ هَذِهِ الْأُمَمُ فِي الْكِتَابِ اَتَّبِعُوا الَّذِي مَعَ الْاَقِيمَ عَلَيْهِ هِم بِه حَتَّىٰ يَنْكُرَهُ اَنْسَ مِنْهُ ثُمَّ فَيَقْدُمُهُمْ فَيَضْرِبُ اَعَانَهُمْ: “ لسلام الَّذِي يَأْتِي

(”یہودیوں نے) اختلاف کیا جس طرح اس امت نے کتاب“ قرآن ” میں اختلاف کیا اور عنقریب اس قرآن میں بھی اختلاف کریں گے جب حضرت قائم آل محمد - اسے لے کر آئیں گے، یہاں تک کہ اس کا بعض لوگ انکار کریں گے پھر حضرت (اتمام حجت کے بعد) ان کی گردنوں کو کاٹ دیں گے۔“

آیہ کریمہ کے اس فقرہ میں موسیٰ - کے بعد توریت میں یہودیوں کے اختلاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے لوگوں کے دنیوی امور میں اختلاف کو متعدد مرتبہ ذکر کیا ہے جو ایک فطری امر ہے لیکن ان کا اختلاف جو ظلم اور تجاوز کے علاوہ ہے وہ بھی علم و یقین کی وجہ سے تھا اس کا کوئی منشا نہیں پایا جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۱) (سارے انسان فطرتاً ایک امت تھے پھر سب آپس میں الگ الگ ہو گئے)۔ فرماتا ہے: (۲) (اور اہل کتاب نے علم آنے کے بعد ہی جھگڑا شروع کیا ہے صرف آپس کی شرارتوں کی بنا پر) فرماتا ہے: (۳)

۱۔ (سورہ یونس، آیت ۱۹)۔

۲۔ (سورہ آل عمران، آیت ۱۹)۔

۳۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۱۳)۔

(فطری اعتبار سے) (سارے انسان ایک قوم تھے پھر اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کریں اور اصل اختلاف انہیں لوگوں نے کیا ہے جنہیں کتاب مل گئی ہے اور ان پر آیات واضح ہو گئیں صرف بغاوت اور تعدی و تجاوز کی بنا پر)۔

مذکورہ آیات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ : جنہوں نے اختلاف ایجاد کیا باوجودیکہ انبیائے الہی نے ان کے لیے دین کو واضح و روشن طور پر بیان فرما دیا ہے، جان بوجہ کر تعدی اور ظلم و ستم کی وجہ سے اختلاف کیا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسا مقدر فرمایا ہے کہ ہر وہ عمل جو لوگ انجام دیتے ہیں اس کا انہیں اجر و ثواب عطا کرے اور یہی تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اسی اختلاف میں حکم اور فیصلہ کرے لیکن حکمت الہی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بھی روئے زمین پر لطف اندوز ہوں تاکہ قیامت اور ان کی دنیا آباد ہو اور اپنے لیے زاد آخرت مہیا کریں، جیسا کہ فرمایا: > وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ < (۱) ”زمین میں تمہارے لیے ایک مدت تک ٹھکانا اور سامان زندگانی ہے۔“

ان دونوں قضاو قدر کا تقاضا یہ ہے کہ جن لوگوں نے دین الہی اور کتاب خدا (قرآن) میں تعدی اور ظلم و ستم کی وجہ سے اختلاف ایجاد کیا ہے ان کا عذاب قیامت کے دن تک ملتوی (کردیا جائے۔) (۲)

۴ < (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَٰهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) > (۳)

۱۔ (سورہ اعراف، آیت ۲۴)۔

۲۔ (المیزان، ج ۱، ص ۴۵)۔

۳۔ (سورہ نساء، آیت ۶۵)۔

”پس آپ کے پروردگار کی قسم! کہ یہ ہرگز صاحبِ ایمان نہ بن سکیں گے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں حکم نہ بنائیں اور پھر جب آپ فیصلہ کردیں تو اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی کا احساس نہ کریں اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سرایا تسلیم ہو جائیں۔“ ۲۶ (کافی میں حضرت امام محمد باقر - سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: یقیناً خداوند متعال نے امیر المومنین - کو اپنی کتاب کی اس آیت میں مورد خطاب قرار دیا اَمْ تَأْمُرُوْنَ عَلَيْهِ لَئِنْ اَمَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا (ص) لَا اَقْل : فِي اَمْ قَضَيْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْقَوْلِ تَلْ اَوْ يَزِدُّوا هَذَا الْاَمْرَ فِي بَنِي هَاشِمٍ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا فِي) مَا ” (۱)

”فرمایا: جو کچھ اس کے بارے میں عہد و پیمان کیا تھا یہ تھا اگر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مار دے تو اس امر (رسالت و امامت کو بنی ہاشم میں نہ آنے دیں گے پھر اس سے اپنے نفسوں میں کوئی تنگی نہ پائیں گے اس امر میں کہ جو تو نے ان کے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے قتل یا عفو کرنے کا اور یہ کہ تیرے حکم کو مکمل طور پر تسلیم کریں۔“

و قوله تعالى: (۲)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تمہیں میں سے ہیں پھر اگر آپس میں کسی

بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے خدا اور رسول کی طرف پلٹادو اگر تم اللہ اور روز آخرت (قیامت) پر ایمان رکھنے والے ہو یہی تمہارے حق میں خیر اور انجام کے اعتبار سے بہترین

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۳۹۱، تفسیر برہان، ج ۲، ص ۱۵۸)۔
۲) (سورنہ نساء، آیت ۵۹)۔

بات ہے۔ ”یہ آیہ کریمہ اور چند بعد والی دوسری آیات ایک اہم ترین اسلامی مسائل میں سے یعنی مسئلہ قیامت اور واقعی اماموں کی راہ کو مختلف دینی اور سماجی مسائل کے بارے میں معین کرتی ہے۔ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے انہیں حکم دیتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت کریں یہ ظاہر ہے کہ ایک بالایمان فرد کے لیے تمام اطاعتیں اطاعت پروردگار تک اختتام پذیر ہوں اور ہر قسم کی رہبری اور قیادت اس کی ذات پاک سے نشاۃ پاتی ہو اور اسی کے تابع فرماں ہو چونکہ جہان ہستی کا حاکم اور تکوینی (تخلیقی) مالک خداوند سبحان ہے اور ہر طرح کی حاکمیت اور مالکیت بھی اسی کے حکم سے ہونی چاہیے: (۱) بعد والے مرحلے میں پیغمبر اکرم (ص) کی پیروی کا حکم دیتا ہے وہ پیغمبر (ص) جو معصوم ہے اور کبھی بھی ہوا و ہوس کی بنا پر کلام نہیں کرتا۔ ایسا پیغمبر جو لوگوں کے درمیان خدا کا نمائندہ ہے اور اس کا قول خدا کا قول ہے: (۲) اس موقعیت اور منصب کو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے اس بنا پر خداوند متعال کی (اطاعت اس کی خالقیت اور حاکمیت کی ذات کے تقاضے کے مطابق ہے، لیکن پیغمبر اکرم (ص) کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ دوسری تعبیر میں یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ واجب الاطاعت بالذات ہے پیغمبر واجب الاطاعت بالغیر ہیں اور شاید اس آیت میں ”اطیعوا“ کی تکرار اسی موضوع کی طرف اشارہ ہو کہ فرمایا: اطیعوا الرسول۔ تیسرے مرحلے میں اولو الامر کی اطاعت کا حکم دیتا ہے جو اسلامی معاشرہ کے (درمیان سے نکلا اور لوگوں کے دین و دنیا کا محافظ ہے۔ (۳)

۱) (سورنہ نساء، آیت ۵۹)۔
۱) (سورنہ نجم، آیت ۵)۔
۲) (تفسیر نمونہ، ج ۳، ص ۴۳۵)۔

اس سلسلے میں کہ اولو الامر کون لوگ ہیں؟ مفسرین کے درمیان بہت سے مختلف نظریات پائے جاتے ہیں، ان سب کی وضاحت کو اگر مدنظر رکھا جائے تو اس کتاب کے دائرہ سے خارج ہے، ہم اولو الامر کو معادن وحی و قرآن سے ذکر ہونے والی آیات و روایات جو سب کے لیے تسکین بخش اور مومنین کے قلوب کو نورانی بنانے والی ہے۔ ۲۷ - تفسیر عیاشی میں جابر جعفی سے روایت نقل ہوئی ہے کہ انہوں نے امام محمد باقر - سے آیہ کے متعلق دریافت کیا، تو فرمایا: (”اس سے مراد اوصیاء ہیں۔“ (۱ - ۲۸ - ابن شہر آشوب نے حسن ابن صالح سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق - سے اس مذکورہ آیت کے بارے میں، میں نے دریافت کیا تو فرمایا: ”الْاِئِمَّةُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ (ص)“ (۲) ”اہل بیت رسول خدا (ص) کے ائمہ مراد ہیں۔“

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس جیسی حدیث ابو بصیر سے امام محمد باقر - سے نقل کی ہے اور وہاں یہ فقرہ ذکر ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا: ”الْاِئِمَّةُ مِنْ وَلَدِ عَلِيٍّ وَ اَفْطَمَةُ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ:“ (”اس سے روز قیامت تک اولاد علی و فاطمہ علیہما السلام سے ائمہ مراد ہیں۔“ (۳ - ۲۹ - مشہور و معروف اسلامی مفسر ابو حیان اندلسی مغربی (متوفی ۷۵۶ھ ق) تفسیر بحر المحيط میں رقم طراز ہیں کہ یہ آیت علی - اور ائمہ اہل بیت کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ (۴)

۱) (تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۴۰۷) (حدیث ۱۶۹) (تفسیر برہان، ج ۳، ص ۱۴۵) (حدیث ۱۱۷) (بحار، ج ۲۳، ص ۳۰۰) (حدیث ۵۲)۔
۲) (مناقب ابن شہر آشوب ج ۳، ص ۲۰)۔
۳) (کمال الدین، ج ۱، ص ۲۲) (حدیث ۸) (تفسیر البرہان، ج ۳، ص ۱۴۱) (حدیث ۱۰)

۳۰۔ تفسیر برہان میں شیخ صدوق نے اپنے اسناد کے ساتھ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب خداوند متعال نے اپنے پیغمبر حضرت محمد (ص) پر آیہ نازل فرمائی تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! خدا اور اس کے رسول کی معرفت حاصل کر لی، پس اولو الامر کون سے افراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت کو آپ کی اطاعت کے ساتھ قرار دیا ہے؟ تو آنحضرت نے فرمایا: ”ہُمْ خُلَفَائِي يَا جَابِرُ وَائِمَةُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ بَعْدِي : أَوْلَهُمْ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، ثُمَّ الْحَسَنُ ، ثُمَّ الْحُسَيْنُ ، ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ، ثُمَّ مُحَمَّدٌ بْنُ عَلِيٍّ الْمَعْرُوفُ فِي الثَّوْرَةِ بِالْبَاقِرِ ، سَتَدْرِكُهُ يَا نَهْ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ ، ثُمَّ الصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، ثُمَّ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ ، ثُمَّ جَابِرُ ، فَإِذَا لَقِيَ عَلِيٌّ بْنُ مُوسَى ، ثُمَّ مُحَمَّدٌ بْنُ عَلِيٍّ ، ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ، ثُمَّ سَمِيَّ حِجَّةَ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ وَبَقِيَّتُهُ فِي عِبَادِهِ ، ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، ذَاكَ الَّذِي يَفْتَحُ (مُحَمَّدٌ) وَكَيْتِي اللَّهُ تَعَالَى ذَكَرُهُ عَلِيٌّ يَدِيهِ مَشَارِقُ الْأَرْضِ وَمَغَارِبُهَا ، ذَاكَ الَّذِي يَغِيبُ عَنْ شِيعَتِهِ وَأَوْلِيَائِهِ غَيْبَةً لَا يَنْتَبِثُ فِيهِ عَلَى الْقَوْلِ بِأَمَامَتِهِ إِلَّا مَنْ إِمْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ .“ وَالَّذِي يَعْتَنِي قَالَ جَابِرُ : فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلْ يَفْعَلُ لِشِيعَتِهِ الْإِنْتِفَاعَ بِهِ فِي غَيْبَتِهِ ؟ فَقَالَ : ”أَيُّ النَّبِيِّينَ أَنَّهُمْ يَسْتَضِيئُونَ بِنُورِهِ وَيَنْتَفِعُونَ بِوَلَايَتِهِ فِي غَيْبَتِهِ كَانْتِفَاعَ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَإِنْ تَجَلَّاهَا (سَحَابٌ) ، يَا جَابِرُ هَذَا مِنْ مَكُونِ سِرِّ اللَّهِ ، وَمَخْرُوجِ عِلْمِ اللَّهِ فَالْكُتْمَةُ الْأَعْنَ ابْلِهِ“ : (۱) ”اے جابر ! وہ میرے خلفاء و اوصیاء اور مسلمانوں کے امام ہوں گے، ان میں سے اول علی ابن ابی

۱ (کمال الدین، ج ۱، ص ۲۵۳ (حدیث، ۳) تفسیر برہان، ج ۳، ص ۱۳۴)۔

طالب، پھر حسن، پھر حسین، پھر علی ابن الحسین، پھر محمد ابن علی کہ جن کا نام توریت میں باقر مشہور ہے، اے جابر! تم عنقریب ان کو پاؤ گے جب تم ان سے ملاقات کرنا تو ان کو میرا سلام کہنا، پھر جعفر ابن محمد الصادق، پھر موسیٰ ابن جعفر، پھر علی ابن موسیٰ، پھر محمد ابن علی، پھر علی ابن محمد، پھر حسن ابن علی ہوں گے، ان کے بعد میرے ہم نام (محمد) اور میری ہم کنیت حجت خدا، بقیۃ اللہ روئے زمین میں اللہ کے بندوں کے درمیان حسن ابن علی علیہم السلام کے فرزند ہوں گے۔

وہ ایسی فرد ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے دست مبارک سے زمین کے تمام مشرق و مغرب کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے گا۔ وہ وہی بزرگوار ہیں جو اپنے شیعوں اور چاہنے والوں کی نظروں سے ایک عرصہ تک غائب ہوجائیں گے آپ کی امت میں سے وہ لوگ اپنے عقیدہ امامت پر ثابت قدم رہیں گے کہ جس کے قلب کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ذریعے لے لیا ہوگا۔ جابر نے عرض کیا: اے رسول خدا! کیا حضرت کے شیعوں کو ان کی غیبت کے زمانہ میں کوئی فائدہ حاصل ہوگا؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: ہاں، ”قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت (و رسالت) کے ساتھ مبعوث کیا! وہ لوگ آپ کی غیبت میں آپ کی ولایت کے نور کی وضو سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج بادل کو چھپالینا ہے تو لوگ سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اے جابر! یہ بات اللہ تعالیٰ کے راز میں پوشیدہ ہے، علم الہی کے خزانہ میں مخفی ہے، لہذا (اس راز کو) اس کے اہل کے سوا دوسروں سے پوشیدہ رکھو۔“ ۳۱۔ اہل سنت کے مشہور و معروف علماء میں سے شیخ سلیمان حنفی قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں کتاب مناقب سے سلیم ابن قیس ہلالی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن ایک شخص امیر المومنین حضرت علی - کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا: وہ کون سی مختصر شے ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ مومنین میں شامل ہوجاتا ہے؟ اور وہ کون سی مختصر شے ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ کافروں یا گمراہوں میں شامل ہوجاتا ہے؟ تو امام علی - نے فرمایا: جب تم نے سوال کر ہی لیا ہے تو جواب کو سنو اور سمجھو : ”أَمَّا أَدْنَى مَا يَكُونُ بِهِ الْعَبْدُ مُؤْمِنًا أَنْ يَعْرِفَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نَفْسَهُ فَيَقْرَأَهُ بِالطَّاعَةِ وَيَعْرِفَهُ نَبِيَّهُ (ص) فَيَقْرَأَهُ بِالطَّاعَةِ وَيَعْرِفَهُ إِمَامَهُ وَحِجَّتَهُ فِي أَرْضِهِ وَشَاهِدَهُ عَلَى خَلْقِهِ فَيَقْرَأَهُ بِالطَّاعَةِ۔

قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ جَهَلَ جَمِيعَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا مَا وَصَفْتَ ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا أَمَرَ اطَاعَ وَإِذَا نَهَى انْتَهَى۔ وَادْنَى مَا يَكُونُ الْعَبْدُ بِهِ كَافِرًا مَنْ زَعَمَ أَنَّ شَيْئًا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَهُ بِهِ وَنَصَبَهُ دِينًا يَتَوَلَّى عَلَيْهِ ، وَيَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَمَرَ بِهِ وَمَا يَعْبُدُ إِلَّا الشَّيْطَانَ۔ وَأَمَّا مَا يَكُونُ الْعَبْدُ بِهِ ضَالًّا أَنْ لَا يَعْرِفَ حِجَّةَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَشَاهِدَهُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عِبَادَهُ بِطَاعَتِهِ وَفَرَضَ وَلَايَتَهُ۔

Presented by <http://www.alhassanain.com> & <http://www.islamicblessings.com>

۲۔ (سورنہ شوریٰ، آیت ۲۳۔)

نَفْسَكَ تَلَا وَأُظْنَهُ قَالَ: صُمْ وَ اغْتَسِلْ وَ ابرز أنت وهو الى الجَبَان ، فَشَبَّكَ أَصَابِعَكَ مِنْ يَدِكَ الْيُمْنَى فِي أَصَابِعِهِ ، فَابْدَأَ بِنَفْسِكَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبَّ الْأَرْضِينَ السَّبْعِ ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ إِنْ كَانَ أَبُو مَسْرُوقٍ جَحَدَ حَقًّا وَادَّعَى بَاطِلًا فَأَنْزِلْ عَلَيْهِ حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ أَوْ عَذَابًا يَمُومًا ، ثُمَّ رَدَّ الدَّعْوَةَ عَلَيْهِ فَقُلْ وَإِنْ كَانَ فُلَانٌ جَحَدَ حَقًّا وَادَّعَى بَاطِلًا فَأَنْزِلْ عَلَيْهِ حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ أَوْ عَذَابًا يَمُومًا. (فَأَيْتُكَ لَا تَلْبِثُ أَنْ تَرَى ذَلِكَ فِيهِ ، فَوَا اللَّهُ مَا وَجَدْتَ خَلْقًا يَجِئُنِي عَلَيْهِ ” (۱) : ثُمَّ قَالَ لِي

”جب ایسی صورت درپیش ہو تو ان کو مباہلہ کی دعوت دینا میں نے دریافت کیا: کیسے مباہلہ کروں، فرمایا: پہلے تین دن اپنے پاکیزگی نفس اور اصلاح کو عبادت کے ذریعہ انجام دو اور روزہ رکھو، غسل انجام دو اور اس کے بعد تم اور تمہارا مخالف دونوں ایک پہاڑ پر جاؤ اس کے بعد اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیاں اس کی انگلیوں میں ڈال دو پھر انصاف سے کام لو یعنی پہلے اپنی طرف سے آغاز کرو اور کہو: اے خدا! اے سات آسمان اور سات زمین کے پروردگار! اے ظاہر و غائب کے جاننے والے! اے رحمن و رحیم! اگر ابو مسروق نے حق سے انکار کیا ہے اور باطل کا مدعی ہے تو اس کے لیے آسمان سے بلائے عظیم اور دردناک عذاب نازل فرما پھر یہی الفاظ اپنے مخالف سے کہلو، اگر (فلاں شخص نے) حق سے انکار کیا اور باطل کا مدعی ہے تو اس کے لیے آسمان سے بلائے عظیم اور دردناک عذاب نازل فرما۔“

۳۳۔ عیاشی نے ابو بصیر سے امام محمد باقر - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: آیہ حضرت علی ابن ابی طالب - کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۵۱۳، وسائل الشیعہ، ج ۷، ص ۱۳۔)

میں نے عرض کیا: وہ لوگ کہتے ہیں: کون سی رکاوٹ تھی کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی - اور اہل بیت علیہم السلام کا نام اپنی کتاب میں ذکر کرتا؟

تو امام محمد باقر - نے فرمایا: ”قُولُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عَلَى رَسُولِهِ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُسَمِّ بِهِ ثَلَاثًا وَلَا أَرْبَعًا حَتَّى كَانَ رَسُولُ قَسَرٍ ذَلِكَ لَهُمْ . وَأَنْزَلَ الْحَجَّ وَلَمْ يُنْزِلْ طُوفُوا أُسْبُوعًا حَتَّى قَسَرَ ذَلِكَ لَهُمْ اللَّهُ (ص) هُوَ الَّذِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَأَنْزَلَ ۚ فَتَزَلَّتْ فِي عَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .

وَقَالَ فِي عَلِيٍّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَوْصِيكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَاهْلِ بَيْتِي ، أَنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ لَا يَفْرُقَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يورَدَهُمَا عَلَى الْحَوْضِ ، فَأَعْطَانِي ذَلِكَ ، وَقَالَ فَلَا تَعْلَمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ ، إِنَّهُمْ لَنْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ بَابِ هُدًى وَلَنْ يُدْخِلُوكُمْ فِي بَابِ ضَلَالٍ ، وَلَوْ سَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ أَهْلَهَا لَا دَعَاها آلُ عَبَّاسٍ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ فُلَانٍ وَلَكِنْ أَنْزَلَ (اللَّهُ فِي كِتَابِهِ > إِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكَ الْمُؤْمِنُ الرِّجْسَ ۚ أَهْلُ الْبَيْتِ ۚ وَيُطَهِّرَ كُفْرَهُمْ طَهْرًا) ، (۱) فَكَانَ عَلِيٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَفَاطِمَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تَأْوِيلُ بَذِهِ الْآيَةِ ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) بِيَدِي عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ ، فَأَدْخَلَهُمْ تَحْتَ الْكِسَاءِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ ثَقَلًا وَاهْلًا ،

۱۔ (سورنہ احزاب، آیت ۳۳۔)

فَهُوَ لَأَعْلَى ثَقَلِي وَاهْلِي. ” وَأَهْلِي وَقَالَتْ: أُمُّ سَلَمَةَ: أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِكَ ؟ قَالَ إِنَّكَ إِلَى خَيْرٍ ، وَلَكِنْ هُوَ لَأَعْلَى ثَقَلِي (۱)

”تم ان سے کہو: اللہ تعالیٰ نے نماز کو حضرت رسول خدا (ص) پر نازل کیا لیکن یہ نہیں بتایا کہ تین رکعت یا چار رکعت یہاں تک کہ اُس کی تفسیر و توضیح رسول خدا (ص) نے بیان کی، اللہ تعالیٰ نے آیہ حج نازل کی لیکن یہ نہیں بتایا کہ سات طواف کرو یہاں تک کہ رسول خدا (ص) نے اس کی تفسیر و تشریح کی اور اللہ تعالیٰ نے آیہ علی، حسن اور حسین علیہم السلام کے حق میں نازل فرمائی۔ اور حضرت علی - کے بارے میں فرمایا: اے لوگو! جس جس کا میں مولا اور سرپرست ہوں یہ علی بھی اس کے مولا اور سرپرست ہیں۔

اور رسول خدا (ص) نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں اللہ کی کتاب اور اپنے اہل بیت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی بھی جدا نہ ہوں یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد

ہوں اللہ تعالیٰ نے میری یہ حاجت قبول کی۔

مزید فرمایا: تم ان کو تعلیم نہ دو کیونکہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں اور وہ تم کو باب ہدایت سے نہیں نکلنے دیں گے اور کبھی بھی تمہارے لیے گمراہی کا راستہ ہموار نہیں کریں گے۔

اگر رسول خدا (ص) خاموش ہوجاتے اور اپنے اہل بیت کو نہ بتاتے تو یقیناً آل عباس، آل عقیل اور فلاں خاندان والے اہل بیت ہونے کا دعویٰ کر بیٹھتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب میں ان کے بارے میں آیہ تطہیر اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

۱۔ (تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۴۰۸ (حدیث ۱۷۰) اصول کافی، ج ۱، ص ۲۸۶ (حدیث ۱) تفسیر (فرات، ج ۱، ص ۱۱۰) (حدیث ۱۱۲)۔

تَطَهِّرُہُمْ نازل فرمائی کہ: اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہل بیت! ہر قسم کے رجس کو تم سے دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ لہذا علی، حسن، حسین، اور فاطمہ علیہم السلام اس آیت کے مصداق ہیں۔

پھر رسول خدا (ص) نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کا دست مبارک پکڑا اور خانہ ام سلمہ میں چادر کے اندر داخل کر کے فرمایا: بار الہا! (اے میرے پروردگار!) ہر نبی کے کچھ اہل اور گراں قدر ذاتیں اور اہل بیت ہوا کرتے ہیں میرے اہل بیت اور گراں قدر عزیز یہ ہیں۔ ام سلمہ نے عرض کیا: کیا میں آپ کے اہل بیت میں شامل نہیں ہوں؟ تو حضرت نے فرمایا: تم ہمیشہ خیر پر ہو لیکن میرے گراں قدر عزیز اور اہل بیت یہ ہیں۔ ۳۴۔ تفسیر صافی میں امام جعفر صادق سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت سے دریافت کیا گیا کہ اسلام کی بنیادیں کن چیزوں پر قائم ہیں کہ اگر انسان انہیں حاصل کر لے تو اس کا عمل پاک و پاکیزہ ہوجائے گا اور اس کے علاوہ جہل نقصان نہیں پہنچا سکتا؟ حضرت نے فرمایا: ”شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ والاقرار بما جاء بہ من عند اللہ وحق فی الاموال الزکاة، والولایۃ الّٰی امر اللہ بہا ولایۃ آل محمد فان رسول اللہ (ص) قال: من مات ولم یعرف امامہ مات میتۃ جاہلیۃ قال اللہ تعالیٰ فکان علی علیہ السلام ثم صار من بعدہ الحسن، ثم من بعدہ الحسین، ثم من بعدہ علی بن الحسین، ثم من بعدہ محمد بن علی، ثم ہکذا یكون الامر، ان الارض لا تصلح الا بامام (۱)“

اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان تمام

۱۔ (تفسیر صافی، ج ۱، ص ۴۲۸)۔

باتوں کا اقرار کرنا جو آنحضرت (ص) خدا کی طرف سے لائے اور اپنے مال میں زکوٰۃ کا ہونا حق ہے اور وہ ولایت کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ آل محمد ہے اور رسول خدا (ص) نے فرمایا: جو شخص مرگیا اور اس نے اپنے امام کو نہ پہچانا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی جو تم میں سے ہوں لہذا وہ علی (علیہ السلام) ہیں پھر ان کے بعد حسن پھر حسین پھر علی ابن الحسین پھر محمد ابن علی، پھر اسی طرح یہ امر جاری رہے گا، روئے زمین کی اصلاح نہیں ہوسکتی مگر امام کے ذریعہ۔

۳۵۔ سلیم ابن قیس ہلالی نقل کرتے ہیں: حضرت امیر المومنین سے دریافت کیا گیا: کم ترین شے جو انسان کو گمراہ کرتی ہے وہ کیا ہے؟ فرمایا: ”ان لا یعرف من امر اللہ بطاعۃ وفرض ولا یتہ وجعل حجتہ فی ارضہ وشاہدہ علی خلقہ، قال ومن ثم یا امیر المؤمنین؟ قال: الذین قرنہم اللہ بنفسہ ونبیہ فقال: یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول وأولی الامر منکم۔“ قال: فقبلت رأسہ وقلت: اوضحت لی وفرجت عنی واذہبت کل شی کان فی قلبی۔“ (۱)

یہ ہے کہ وہ انسان حجت خدا کی محبت اور اس کے بندوں کے گواہ کی معرفت نہیں رکھتا کہ جس کی اطاعت اور ولایت کو اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! وہ کون افراد ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبی کی ذات کے ساتھ کیا ذکر کیا اور فرمایا: ”(اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں۔“

۱) (سليم ابن قيس، ص ۵۹ ، تفسير صافي، ج ۱، ص ۴۲۹)۔

راوی کا بیان ہے : میں نے حضرت کے سر مبارک کا بوسہ دیا اور عرض کیا: میرے لیے آپ نے مسئلہ واضح کر دیا اور میرے دل کے تمام ہم و غم کو ختم کر دیا۔

حضرت امام مہدی کے بارے میں اہل سنت سے مروی احادیث

۳۶۔ خواجہ کلان ، شیخ سلیمان بلخی حنفی اپنی گراں قدر کتاب ”ینابیع المودة“ میں علامہ سمہودی شافعی اپنی کتاب ”جوابر العقدين“ میں ، ابن ہبتمی اپنی کتاب (صواعق محرقة) میں اور طبرانی اپنی کتاب ”اوسط“ میں ابو ایوب انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا رسول اکرم (ص) کی خدمت میں آپ کے مرض الموت کے موقع پر حاضر ہوئیں اور رو پڑیں، تو رسول اکرم (ص) نے فرمایا: ”إِنَّ لِكْرَامَةِ اللَّهِ إِيَّاكَ زَوْجَكَ مَنْ هُوَ أَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَأَكْثَرُهُمْ (عِلْمًا) : (۱)“ آپ کے بارے میں پروردگار کی منجملہ کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ کی شادی ایسے شخص سے کی جو اسلام لانے میں سب سے پہلے اور علم و دانش کے لحاظ سے سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔“ پھر فرمایا: خداوند متعال نے اہل زمین پر نظر ڈالی تو مجھے منتخب کیا، پھر دوبارہ نظر ڈالی تو تمہارے شوہر کو منتخب کیا پھر مجھے وحی کی کہ تمہاری شادی اس سے کردوں اور اسے اپنا وصی قرار دوں۔

”يَافَاطِمَةُ مَنْ أَحَبَّ الْإِنْبِيَاءَ وَهُوَ أَبُوكَ وَمَنْ أَحَبَّ الْأَوْصِيَاءَ وَهُوَ بَعْلُكَ وَمَنْ أَحَبَّ الشُّهَدَاءَ وَهُوَ حِمَاةُ عَمِّ إِيَّاكَ وَمَنْ أَحَبَّ لَهْ جَنَاحَانِ يَطِيرُ بِهِمَا فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ وَهُوَ جَعْفَرُ ابْنِ عَمِّ إِيَّاكَ وَمَنْ سَبَّطَا هَذِهِ الْأُمَّةَ وَسَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ، وَهَما ابناك

۱) (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۲۶۹ ، مناقب ابن مغازلی، ص ۱۰۱ (حدیث ۱۴۴) ، فراند السمطین، (ج ۱، ص ۹۲ (حدیث ۶۱)۔

(وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، مَنْ مَهَّدِيْ بِهَذِهِ الْأُمَّةِ وَهُوَ مِنْ وَلَدِيْكَ : (۱) اے بیٹی فاطمہ! بہترین انبیاء ہم میں سے ہے اور اور وہ تمہارے باپ ہیں اور ہم میں سے بہترین اوصیاء ہیں اور وہ تمہارے شوہر ہیں اور ہم میں سے بہترین شہداء ہیں اور وہ تمہارے باپ کے چچا حمزہ ہیں اور ہم میں سے وہ شخص موجود ہے کہ جس کو دو پر عطا ہوئے ہیں جن کے ذریعے جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں اور وہ جعفر ہیں تمہارے باپ کے پسر عم اور ہم میں سے اس امت کے دو سبط ہیں اور اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، وہ حسن و حسین ہیں جو تمہارے فرزند ارجمند ہیں۔

اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم میں سے اس امت کا مہدی ہے جو تمہاری اولاد میں سے ہے۔“

۳۷۔ اسی کتاب میں سعید ابن جبیر سے ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: وَمِنْ وَلَدِهِ الْقَائِمُ الْمُنْتَظَرُ الَّذِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا ، ”إِنَّ عَلِيًّا إِمَامُ أُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ كَمَا مَلَأْتُ جَوْرًا وَظُلْمًا وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا إِنَّ الثَّابِتِينَ عَلَى الْقَوْلِ بِإِمَامَتِيْ فِي زَمَانِ غَيْبٍ ۖ تِلْكَ لِأَعَزِّ مِنَ الْكَبْرِيبِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ إِلَيْهِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ (ص) وَلِلَّهِ أَقْبَمُ مِنْ وَلَدِكَ غَيْبٌ ۖ ؟ قَالَ (ص) إِي وَرَبِّي (۲) ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ هَذَا أَمْرٌ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ (هَ فَانَ الشُّكَّ فِي أَمْرِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ كُفْرٌ “ (۱) وَسِرٌّ مِنْ سِرِّ اللَّهِ فَإِيَّاكَ وَالشُّكَّ فِي

۱) (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۲۶۹ ، صواعق محرقة، ص ۱۶۵)۔

۲) (سورہ آل عمران، آیت ۱۴۱)۔

”یقیناً علی میرے بعد میری امت کے امام ہیں آپ کے فرزندوں میں قائم المنتظر ہوں گے جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی، قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا! وہ لوگ جو آپ کی غیبت کے زمانہ میں آپ کی امامت کے عقیدہ پر ثابت قدم رہیں گے وہ آپ سے زیادہ عزت والے اور کم یاب ہوں گے۔

جابر نے اپنے مقام پر کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ کے فرزندوں میں سے قائم کے لیے کوئی غیبت ہے؟ فرمایا: ہاں میرے رب کی قسم! ”تاکہ اللہ مومنین کو پاک و پاکیزہ بنائے اور کافروں کو نیست و نابود کرے“ پھر فرمایا: یہ

اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، اور اسرار رب میں سے ایک مخفی بات ہے اس میں کبھی بھی شک نہ کرنا کیونکہ پروردگار کی ذات میں شک کرنا کفر کا باعث ہے۔

۳۸۔ حسن ابن خالد کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن موسیٰ الرضا - نے فرمایا: ”لَا دِينَ لِمَنْ لَا وَرَعَ لَهُ (۲) اِیْ اَعْمَلُكُمْ بِالْقَوَى ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرَّابِعَ مِنْ وَلَدِیْ ابْنُ سَيِّدَةِ الْاِمَاءِ يُطَهِّرُ اللّٰهُ بِهٖ الْاَرْضَ مِنْ كُلِّ جَوْرٍ وَظَلَمٍ وَهُوَ الَّذِیْ یَشْكُ النَّاسَ فِیْ وَلَادَتِهِ وَهُوَ صَاحِبُ الْغِیْبَةِ ، فَاِذَا خَرَجَ اَشْرَقَتْ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا ، وَوَضَعَ مِيزَانَ الْعَدْلِ بَیْنَ النَّاسِ فَلَا یُظْلَمُ اَحَدٌ اَحَدًا وَهُوَ الَّذِیْ تُطَوَّى لَهُ الْاَرْضُ وَلَا یَكُوْنُ لَهُ ظِلٌّ

۱۔ (فراند السمطین، ج ۲، ص ۳۳۶، ینابیع المودة، ج ۳، ص ۳۹۷، احقاق الحق، ج ۱۳، ص ۱۵۶ (کمال الدین، ج ۱، ص ۲۸۷ (باب ۲۵، حدیث ۷)۔
۲۔ (سورہ حجرات، آیت ۱۳۔)

وَهُوَ الَّذِیْ یُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ یَسْمَعُهُ جَمِیْعُ اَهْلِ الْاَرْضِ : اَلَا اِنْ حُجَّۃُ اللّٰهِ قَدْ ظَهَرَ عِنْدَ بَیْتِ اللّٰهِ فَاتَّبِعُوْهُ ، فَاِنَّ الْحَقَّ فِیْهِ وَمَعَهُ ، وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (۱) وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (۲) اَیْ خُرُوجُ وَلَدِیْ الْقَائِمِ الْمُهْدِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ ” (۳) ”اس شخص کے لیے دین نہیں ہے جس کے پاس پرہیزگاری نہیں ہے یقیناً اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ تقوا اور پرہیزگاری کے ساتھ زیادہ عمل کرنے والا ہو۔ پھر فرمایا: یقیناً میرے فرزندوں میں سے جو چوتھا کنیزوں کی ملکہ (سیدۃ الاماء) سے ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ زمین کو ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک کرے گا۔ وہ وہی شخص ہے کہ جس کی ولادت کے بارے میں لوگ شک و شبہ کریں گے۔ اس کے لیے غیبت کبریٰ ہے، جب ظہور کرے گا تو زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کی میزان قائم کرے گا کوئی شخص کسی شخص پر ظلم نہیں کرے گا آپ وہ ہیں کہ جس کے لیے زمین سمٹ جائے گی (طی الارض کا حامل ہوگا) آپ کا کبھی بھی سایہ نہیں ہوگا۔ آپ وہ بزرگوار ہیں جن کی خاطر آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا جس کی آواز کو تمام زمین والے سنیں گے: “(اے لوگو!) خبردار! یقیناً اللہ کے گھر کے پاس حجت خدا ظاہر ہوگئے ہیں لہذا ان کی پیروی کرو، کیونکہ وہ خود حق ہے اور حق بھی ان کے ساتھ ہے” اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنی یہی

۱۔ (سورہ شعراء، آیت ۴)۔
۲۔ (سورہ ق، آیت ۴۱)۔
۳۔ (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۲۹۶، فراند السمطین، ج ۲، ص ۳۳۶)۔

ہے: “اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایسی آیت نازل کر دیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کے ساتھ جھک جائیں” مزید فرماتا ہے: “اور اس دن غور سے سنو جس دن قدرت کا منادی (اسرافیل) قریب ہی کی جگہ آواز دے گا جس دن خدائے آسمان کو سب بخوبی سن لیں گے اور وہی دن قبروں سے نکلنے کا دن ہے” فرمایا: یعنی میرے فرزند قائم مہدی کے ظاہر ہونے کا دن ہوگا۔ ۴۰۔ عبایۃ ابن ربیع جابر (ابن عبد اللہ انصاری) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: “اَنَا سَيِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَ عَلِیٌّ سَيِّدُ الْوَصِیِّیْنَ وَ اَنْ اَوْصِیَّائِیْ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ ، اَوَّلُهُمْ عَلِیٌّ (وَ اَخْرَجَهُمُ الْقَائِمُ الْمُهْدِیُّ - عَجَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَرَجَ الشَّرِیْفِ ” (۱)

”میں انبیاء کا سردار ہوں اور علی تمام اوصیاء کے سردار ہیں” میرے بعد میرے اوصیاء بارہ افراد ہیں، ان سب میں اول علی ہیں اور ان میں آخری قائم (آل محمد) مہدی ہیں۔ ۴۱۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اَنْ لَا یُصْلِحَهُ اِلَّا الْمُهْدِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَ بَعْلِیْ ، وَاِذَا قُتِلَ فَسَدَ الدِّیْنُ ” اِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ ہَذَا الدِّیْنَ (۲) ” یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس دین کو حضرت علی - کے ذریعہ فتح کیا اور جس زمانے میں وہ قتل کر دیے جائیں گے تو دین اسلام تباہ و برباد ہو جائے گا اس کو سوائے حضرت مہدی کے کوئی درست نہیں کرے گا۔ ۴۲۔ ابو نعیم اصفہانی اپنی کتاب “صفة المہدی” میں حذیفہ ابن یمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: ” هَذِهِ الْاُمَّةُ مِنْ مُلُوكِ حَبَابِرَةٍ کَیْفَ یَقْتُلُوْنَ وَ یَطْرُدُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا مَنْ اَظْهَرَ

- ۱) (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۲۹۱، مودة القربی، ص ۲۹)۔
 ۲) (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۳۹۴، مودة القربی، ص ۱۲۰)۔

طَاعَتُهُمُ قَالُمُؤْمِنُ النَّقِيُّ يُصَلِّعُهُمْ بِلِسَانِهِ وَيَفْرُ مِنْهُمْ بِقَلْبِهِ فَإِذَا ارَادَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ يُعِيدَ الْإِسْلَامَ عَزِيزًا قَصَمَ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ، وَهُوَ الْقَادِرُ عَلَى مَا يَشَاءُ ، وَاصْلَحَ الْأَمَّةَ ، بَعْدَ فَسَادِهَا يَا حَذِيفَةَ ، لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ ، حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ

(أَهْلُ بَيْتِي ، يَظْهَرُ الْإِسْلَامَ ، وَاللَّهُ لَا يَخْلِفُ وَعْدَهُ ، وَهُوَ عَلَى وَعْدِهِ قَدِيرٌ ” : (۱) اس امت مسلمہ کے ظالم و جابر بادشاہوں پر وای ہو وہ کس طرح مسلمانوں کا قتل کریں گے اور انہیں شہر بدر کریں گے سوائے ان افراد کے جو ان کی اطاعت و فرمان برداری کرے گا، پرہیز گار مومن ان سے زبانی طور پر بنائے رکھے گا اور قلبی طور پر ان سے دور بھاگے گا۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ اسلام کی عزت کو دوبارہ واپس کرنا چاہے گا تو تمام ظالم اور شریکوں کو تباہ و برباد کرے گا وہ اس اسلام کو غلبہ عطا کرے گا، خدا کی قسم! اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اے حذیفہ! اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہے تو خداوند متعال اس کو طولانی کر دے گا یہاں تک کہ ایک شخص میرے اہل بیت میں سے اس کائنات کا مالک ہوگا اور اسلام کو آشکار کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔“

- ۱) (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۲۹۸ ، عقد الدرر، ص ۶۲)۔

قرآن اور آخری حجت مشرکات قرآن اور حجت زمان

حضرت مہدی - پیغمبر اسلام کے بارہویں جانشین ہیں۔

۳۹ - شیخ الاسلام حموی نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا: ”إِنَّ خُلَفَائِي أَوْصِيَانِي خُجَّجَ اللَّهُ عَلَى الْخَلْقِ بَعْدِي الْإِثْنَا عَشَرَ ، أَوَّلُهُمْ عَلَى وَآخِرُهُمْ وَلَدِي خُلَفَ الْمَهْدِيُّ ، وَتَشْرُقُ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَيَبْلُغُ الْمَهْدِيُّ ، فَيَنْزِلُ رُوحُ اللَّهِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ فَيُصَلِّي (سُلْطَانُهُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ” (۱)

”یقیناً میرے خلفاء اور میرے اوصیاء میرے بعد مخلوق پر خدا کی حجت ہیں جو بارہ افراد ہیں، ان میں سے پہلا حضرت علی ابن ابی طالب - ہے اور ان میں کا آخری میرا بیٹا مہدی ہے کہ روح اللہ حضرت عیسیٰ ابن مریم جب آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے، تو زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی حضرت مہدی کی سلطنت مشرق اور مغرب میں ہوگی۔“

۴۰ - حموی نے اسی طرح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا:

”أَنَا سَيِّدُ النَّبِيِّينَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْوَصِيِّينَ وَأَنَّ أَوْصِيَانِي بَعْدِي إِثْنَا عَشَرَ ، أَوَّلُهُمْ عَلَى وَآخِرُهُمْ (الْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَام ” (۲)

”میں تمام انبیاء کا سید و سردار ہوں اور حضرت علی - تمام اوصیاء کے سردار ہیں میرے بعد میرے بارہ اوصیاء ہیں ان میں سے پہلا علی اور ان میں سے آخری مہدی ہے۔“ ۴۱ - ابو المؤید احمد ابن محمد اخطب خوارزم حضرت علی ابن موسیٰ الرضا - سے بطور مسند اپنے آبائے

- ۱) (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۲۹۵ ، فراند السمطين، ج ۲، ص ۳۱۲)۔
 ۲) (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۲۹۶ ، فراند السمطين، ج ۲، ص ۳۱۳)۔

کرام سے حضرت رسول اکرم (ص) سے اس ایک حدیث میں کہ جس میں اپنے اہل بیت گرامی کی فضیلت و عظمت اور حدیث کے بعض حصے میں اپنی معراج کے بارے میں گفتگو کی ہے فرمایا:

”فَقُلْتُ يَا رَبِّي وَمَنْ أَوْصِيَانِي؟ فَتَوَدَّعْتُ: يَا مُحَمَّدُ أَوْصِيَانُكَ الْمَكْتُوبُونَ عَلَى سُرَادِقِ عَرْشِي، فَتَطَرْتُ فَرَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ نَوْراً، وَفِي كُلِّ نَوْارٍ سَطْرٌ أَخْضَرٌ، عَلَيْهِ إِسْمٌ وَصِيٌّ مِنْ (أَوْصِيَانِي أَوْلَهُمْ عَلَى وَآخِرُهُمُ الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ) (۱) ”میں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میرے اوصیاء کون ہیں؟ آواز قدرت آئی: اے محمد! تیرے اوصیاء کے نام میرے عرش کے سرورق پر لکھے ہوئے ہیں میں نے نظر کی تو بارہ انوار کا مشاہدہ کیا ہر ایک نور مینایک سبز سطر موجود ہے کہ جس میں میرے اوصیاء میں سے ایک وصی کا اسم گرامی تحریر ہے ان میں سے پہلے علی اور ان کے آخر میں قائم مہدی (آل محمد) ہیں۔“

۴۲۔ ابو موید موفق ابن احمد خوارزمی اپنی سند کے ساتھ ابو سلیمان رسول خدا کے چوپان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اکرم (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اِلَى السَّمَاءِ (وَسَاقِ الْحَدِيثِ اِلَى اَنْ قَالَ:) قَالَ اللهُ تَعَالَى: يَا مُحَمَّدُ ”لَيْلَةُ اُسْرِي بِي تَحِبُّ اَنْ تَرَاهُمْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَبِّ، قَالَ لِي: اَنْظُرْ اِلَى عَيْنِ الْعَرْشِ، فَتَطَرْتُ فَاِذَا عَلِيٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَجَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُوسَى وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمَهْدِيِّ، ابْنُ الْحَسَنِ، كَاَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ بَيْنَهُمْ (وَقَالَ تَعَالَى: يَا مُحَمَّدُ هَؤُلَاءِ حَجَجِي عَلَى عِبَادِي وَهُمْ اَوْصِيَانُكَ) (۲) ”جس رات مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! تم

- ۱۔ (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۳۷۹)۔
۲۔ (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۳۸۰، فراند السمطين، ج ۲، ص ۳۱۹، غایة المرام، ج ۲، ص ۲۵۶)۔

انہیں دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں اے پروردگار! تو اللہ نے مجھ سے کہا: عرش کے داہنی جانب دیکھو میں نے نظر کی تو اس وقت ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ (حضرات) علی، فاطمہ، حسن، حسین، علی ابن الحسین، محمد ابن علی، جعفر ابن محمد، موسیٰ ابن جعفر، علی ابن موسیٰ، محمد ابن علی، علی ابن محمد، حسن ابن علی اور محمد مہدی ابن حسن علیہم السلام موجود ہیں جو گویا ان کے درمیان روشن (ستارے) کی طرح ہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! یہ روئے زمین پر میرے حجج ہیں اور لوگوں کے درمیان تیرے جانشین ہیں۔“

۴۳۔ حموی نے سعید ابن حبیب سے، ابن عباس سے انہوں نے نبی اکرم (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: ”اَنْ اَوْصِيَانِي وَحَجَّجَ اللهُ عَلَيَّ الْخَلْقَ بَعْدِي الْاِثْنَيْ عَشَرَ اَوْلَهُمْ اَخِي وَآخِرُهُمْ وَلَدِي قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ (ص) مَنْ اَخْوَكُ؟ قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ: مَنْ وَلَدَكَ؟ قَالَ: الْمَهْدِيُّ الَّذِي يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطاً وَ عَدْلًا كَمَا مُلِئْتُ جَوْرًا وَظُلْماً وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ بَشِيراً وَنَذِيراً لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَخْرُجَ فِيهِ وَلَدِي الْمَهْدِيُّ فَيَنْزِلُ رَوْحُ اللهِ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ (فَيُصَلِّيْ خَلْفَ وَلَدِي وَتَشْرِقُ الْاَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَيَبْلُغُ سُلْطَانُهُ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ) (۱) میرے خلفاء اور اوصیاء میرے بعد مخلوق پر خدا کی حجت ہیں جو بارہ ہیں ان میں کا پہلا علی - ہے اور ان میں کا آخری میرا بیٹا ہے، دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ کے بھائی کون ہیں؟ فرمایا: علی۔۔ آپ کا بیٹا کون ہے؟ فرمایا: مہدی، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور

- ۱۔ (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۴۸۶)۔

سے بھر چکی ہوگی قسم ہے مجھے اس خدا کی! کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا مبعوث کیا اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طولانی کر دے گا یہاں تک کہ اس میں میرا بیٹا مہدی ظہور کرے گا اور عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے، زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائے گی حضرت مہدی کی سلطنت مشرق و مغرب میں ہوگی (انشاء اللہ)۔ ۴۴۔ ”وفيه عن مناقب الخوارزمي باسناده عن أبي حمزة الثمالي عن محمد الباقر عن أبيه علي بن الحسين عن أبيه الحسين بن علي (سلام الله عليهم) قال دخلت على جدي رسول الله (ص) فاجلسني على فخذه وقال لي: إن الله اختار من صلبك يا حسين تسعة أئمة (تاسعهم قائمهم وكلهم في الفضل والمنزلة عند الله سواء) (۱)“

٤٥ - "وفيه عن مناقب الخوارزمي بسنده عن سليم بن قيس الهلالي عن سلمان الفارسي قال دخلت على رسول الله (ص) وإذا الحسين بن علي ، على فخذه وهو يقبل عينيه ويلثم فاه وهو يقول انت سيد ابن سيد اخو سيد انت امام ابن امام اخو

(امام انت حجة ابن حجة اخو حجة وانت ابو حجة تسعة تاسعهم قائمهم) ” (۱) پھر اسی کتاب میں سلیم ابن قیس ہلالی سے وہ سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم (ص) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو ناگاہ میں نے دیکھا کہ حضرت حسین ابن علی - آنحضرت کے زانوئے مبارک پر تشریف فرما ہیں اور آنحضرت (ص) آپ کی دونوں آنکھوں کو بوسہ دے رہے تھے، ان کے دہن مبارک کو چوم رہے تھے اور فرماتے تھے: تم سید و سردار ہو، سید و سردار کے فرزند ہو، سید و سردار کے بھائی ہو، تم امام ہو امام کے فرزند ہو، امام کے بھائی ہو تم خود حجت ہو حجت کے بھائی ہو اور تم نو حجتوں کے باپ ہو ان میں نواں ان کا قائم (مہدی فاطمہ سلام اللہ علیہا) ہے۔ ” ۴۶ - “وفیه عن المناقب الخوارزمی عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال قال لی رسول اللہ (ص) یا جابر ان اوصیائی وائمة المسلمین من بعدی، واولہم علی ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف بالباقر، سدرک یا جابر، فاذا لقیته فاقراءه منی السلام ثم جعفر بن محمد ثم موسی بن جعفر ثم علی بن موسی ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم القائم، اسمہ اسمی وکنیہ کنیتی ابن الحسن بن علی، ذلک الذی یتفتح اللہ تبارک و تعالیٰ علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا، ذلک الذی یغیب عن اولیائہ غیبہ لا ینبئ علی القول بامامتہ الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان: قال جابر فقلت: یا رسول اللہ فهل للناس الانتفاع بہ فی غیبۃ؟ فقال: ای والذی بعثنی بالنبوۃ انہم یتستنبیون نبور ولایتہ فی غیبۃ کانتفاع الناس بالشمس وان سترھا سحباً، ہذا

(من مکتون سِرِّ اللہ و مخزون علم اللہ فاکتمةً إلاَّ عن اہلہ ” (۱) اسی کتاب میں مناقب خوارزمی سے جابر ابن عبد اللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا (ص) نے مجھ سے فرمایا: اے جابر ! یقیناً میرے اوصیاء جو میرے بعد ائمہ مسلمین ہیں ان میں سے جو پہلے ہیں علی پھر حسن پھر علی ابن الحسین پھر محمد ابن علی جو باقر کے نام سے مشہور ہیں اے جابر ! عنقریب تم ان کا دیدار کرو گے جب تم ان سے ملاقات کرنا تو ان کو میرا سلام کہنا، پھر جعفر ابن محمد پھر موسیٰ ابن جعفر پھر علی ابن موسیٰ، پھر محمد ابن علی پھر علی ابن محمد پھر حسن ابن علی پھر قائم (آل محمد) ہوں گے کہ جو میرے ہم نام ہوں گے اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی وہ محمد ابن حسن ابن علی ہوں گے، یہ وہ ہیں کہ جن کے دست مبارک سے خداوند تبارک و تعالیٰ زمین کے تمام مشرق و مغرب کو فتح کرے گا، یہ وہ ہیں جو اپنے اولیاء سے ایک عرصہ تک ایسا غائب ہوں گے کہ ان کی امامت پر صرف وہی لوگ ثابت قدم رہیں گے جن کے دل کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لے لیا ہوگا۔

جابر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ! کیا آپ کی غیبت کے زمانہ میں لوگ فائدہ اٹھائیں گے؟ فرمایا: ہاں قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے مجھے نبوت ے ساتھ مبعوث کیا! وہ لوگ آپ کی غیبت میں آپ کی ولایت کے نور کی وضو سے اس طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج کو بادل پنہاں کر لیتا ہے مگر لوگ پھر بھی سورج کی روشنی سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، یہ بات تمام لوگوں کے لیے اسرار الہی میں سے ہے اور اللہ کے علم میں مخزون ہے اس کو اس کے غیر اہل سے مخفی رکھو۔

٤٧ - "وفي نهج البلاغة: قَالَ عَلِيٌّ امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : بَلَى لَا تَخْلُوا الْأَرْضَ مِنْ (قَائِمٍ لِلَّهِ بِحُجَّةٍ أَمَّا ظَاهِرٌ مَشْهُورٌ أَوْ خَائِفٌ مَغْمُورٌ) (٢) وَعَنْ التَّنَافُزَانِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ لَا تَخْلُوا أَرْضَ مَنْ أَمَامَ قَائِمٍ لِلَّهِ

۱) (گزشتہ حوالہ، ص ۴۹۵)۔

۲) (نہج البلاغہ، خطبہ ۷)۔

(بحجة إِمَامِ ظَاهِرٍ مشہورٌ او خَائِفٌ مضمودٌ انتہی۔ ” (۱ نہج البلاغہ میں مولا حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - فرماتے ہیں: ہاں روئے زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی جو دین خدا کو قائم رکھتی ہے، خواہ وہ امام اور حجت یا ہر ایک گیارہ اماموں کی طرح ظاہر اور مشہور ہو یا امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرح خوف زدہ اور پوشیدہ ہو۔

تفتازانی نے بھی اس حدیث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسی مضمون کی طرح الفاظ کے مختصر فرق کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۴۸ - ”وفی کتاب المہدی لآیۃ اللہ السید صدر الدین المعروف بالصدر (۲) بِإِسْنَادِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ (ص) يَا رَسُولَ اللَّهِ ارْشِدْنِي إِلَى النِّجَاةِ فَقَالَ يَا بَنَ سَمُرَةَ إِذَا اخْتَلَفَ الْاَهْوَاءُ وَتَفَرَّقَتِ الْآرَاءُ فَعَلَيْكَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَإِنَّهُ أَمَامُ أُمَّتِي وَخَلِيفَتِي عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدِي، إِلَى أَنْ قَالَ: وَأَنَّ مِنْهُمْ أَمَامًا أُمَّتِي وَسَيِّدِي شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَتَسَعَةُ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ تَأْسِعُهُمْ قَائِمُ أُمَّتِي۔“ (۳)

آیت اللہ صدر رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ عبد الرحمن ابن کمرہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: میں نے پیغمبر اکرم (ص) سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے راہ نجات کی طرف رہنمائی فرمائیں۔ تو فرمایا: اے کمرہ کے بیٹے! جب لوگوں کی ہوائے نفس مختلف ہو جائے اور لوگوں کی رائیں متعدد

۱) (المہدی، سید صدر، ص ۱۰۱)۔

۲) (حضرت آیت اللہ العظمی سید صدرالدین صدر منجملہ مراجع تقلید عظام میں سے ایک ہیں (جو حضرت آیت اللہ العظمیٰ حائری رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رحلت کے بعد تین آیات عظام میں سے تھے۔

۳) (المہدی سید صدر، ص ۱۰۱)۔

ہو جائیں تو تمہارے لیے لازم ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب - کے دامن سے متمسک رہو کیونکہ وہ میری امت کا امام اور میرے بعد ان کے لیے میرا جانشین ہے (یہاں تک کہ فرمایا): اس سے میری امت کے دو امام ایسے ہیں جو جو انان اہل بہشت کے سید و سردار حسن و حسین ہیں اور اولاد حسین میں سے دوسرے نو افراد ہیں کہ جن میں سے نواں میری امت کا قائم، حضرت مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) ہے۔

۴۹ - ”وفیہ باسنادہ عن ابن مغزالی عن ابی امامۃ عن النبی (ص) وَإِنَّهُ قَالَ الْاِئِمَّةُ بَعْدِي (إِثْنَا عَشَرَ كُلُّهُمْ مِنْ قَرِيشٍ تَسَعَةُ مِنْ صُلْبِ الْحُسَيْنِ وَالْمَهْدِيُّ مِنْهُمْ) (۱)

اسی کتاب میں ابو امامہ نے نبی اکرم (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ”میرے بعد بارہ ائمہ ہیں جو سب کے سب قریش سے ہیں ان میں سے نو افراد اولاد حسین میں سے ہیں اور مہدی بھی ان میں سے ہے۔“

۵۰ - ”وفیہ باسنادہ عن ابی صالح عن زید بن ثابت عن النبی (ص) إِنَّهُ قَالَ لَا يَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَقُومَ بِأَمْرَائِي رَجُلٌ مِنْ صُلْبِ الْحُسَيْنِ يَمْلَأُهَا (عَدْلًا) كَمَا مَلَأْتُ جَوْراً قُلْنَا: مَنْ هُوَ؟ قَالَ هُوَ (الْإِمَامُ التَّاسِعُ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ) (۲)

اسی کتاب میں ابو صالح سے وہ زید ابن ثابت سے وہ رسول اکرم (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: ”دنیا ختم نہیں ہوگی اور اپنی آخری مدت تک نہیں پہنچے گی یہاں تک کہ ایک شخص حسین - کی صلب سے میری امت کے امر کے لیے قیام کرے گا اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، میں نے عرض کیا: وہ کون (بزرگوار) ہیں؟ فرمایا: اولاد حسین سے نواں امام ہے۔

۱) (المہدی، سید صدر، ص ۱۰۴)۔

۲) (گزشتہ حوالہ)۔

۵۱۔ "وفی تذکرۃ الأئمة فی بیانِ اولادِ ابی محمدِ الحسنِ العسکری قال: مِنْهُمْ مُحَمَّدُ الْإِمَامِ هُوَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَكُنْيَتُهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَأَبُو الْقَاسِمِ وَهُوَ الْخَلْفُ الْحُجَّةُ (صاحبُ) الزَّمانِ القائمِ والمنتظرِ والتَّالِي وَهُوَ آخِرُ الْأَئِمَّةِ" (۱)

صاحب تذکرۃ الأئمة حضرت ابو محمد حسن عسکری کی اولاد کے بیان میں رقم طراز ہیں: ان میں سے محمد امام ہے اور وہ محمد ابن حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن الحسن ابن علی ابن ابی طالب (علیہم السلام) ہیں ان کی کنیت ابو عبدالله اور ابو القاسم ہے ان کا خلف صالح حجت، صاحب الزمان، قائم، منتظر اور قائم ان کے ائمہ میں سے آخری امام ہے۔

۵۲۔ "وفی صحیحۃ ابی داؤد عَنْ عَلِيٍّ (سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهِ) عَنِ النَّبِيِّ (ص) أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَبْقَ (مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَأُهَا غَدًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا الْحَدِيثُ" (۲) کتاب صحیح ابو داؤد میں حضرت علی - نے انہوں نے رسول خدا (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: "اگر زمانہ ایک ہی دن باقی رہے تو اس دن یقیناً خداوند متعال میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔"

۵۳۔ "محمد بن یوسف الکنجی فی کتاب البیان ومحمد بن طلحة الشافعی فی کتاب مطالب السؤل وسبط بن الجوزی فی کتاب تذکرۃ الأئمة والشعرانی

۱۔ (گزشتہ حوالہ، ص ۱۱۶۔ ۲)۔ (گزشتہ حوالہ، ص ۷۷، صحیح ابن داؤد، ج ۴، ص ۸۷۔)

فی البیواقیت والجواب قال: المهدی من ولد الامام الحسن العسکری مولد لیلۃ النصف من شعبان (سنۃ خمس وخمسين و مائتين وهو باقی الی ان یجتمع لعیسی بن مریم علیہ السلام " (۱) محمد ابن یوسف گنجی اپنی کتاب البیان میں، محمد ابن طلحة شافعی اپنی کتاب مطالب السؤل میں سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرۃ الأئمة میں اور شعرانی نے اپنی کتاب البیواقیت و الجواب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت مہدی حضرت امام حسن عسکری کی اولاد میں سے ہیں ان کی ولادت باسعادت شب نیمہ شعبان سن دو سو پچپن ہجری میں واقع ہوگی وہ زندہ و پائندہ ہیں یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم امام زمانہ کے ظہور کے وقت باہم جمع ہوں گے۔ ۵۴۔ "عن کتاب فصل الخطاب قال ومن ائمة اہل البیت الطیبین ابو محمد الحسن العسکری الی ان قال: ولم یُخلف ولداً غیر ابی القاسم محمد المنتظر المسمی بالقائم والحجة والمهدی وصاحب الزمان وخاتم الأئمة الاثنا عشر (عند الامامية) وكان مولد المنتظر لیلۃ النصف من شعبان سنۃ خمس وخمسين و مائتين امه ولد یقال لأنها نرجس توقی ابوہ و هو ابن خمس سنین فاخفی الی الان، وابو محمد الحسن العسکری، ولده محمد المنتظر المهدی (رضی اللہ عنہما" (۲)

صاحب کتاب فصل الخطاب کہتے ہیں: ائمہ اہل بیت طیبین و طاہرین میں سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ہیں یہاں تک کہتے ہیں کہ: ان کا کوئی فرزند خلف موجود نہیں ہے سوائے ابو القاسم محمد منتظر کے کہ جن کا نام قائم، حجت، مہدی اور صاحب الزمان ہے، اور بارہ اماموں میں سے آخری امام

۱۔ (دانشمندان عامہ و مہدی موعود کی طرف رجوع کریں، ص ۶۸، ص ۱۲۱۔ ۲)۔ (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۴۵۱۔)

کی ولادت شب نیمہ شعبان میں دو سو پچپن ہجری میں واقع ہوئی، ان کی مادر گرامی کنیز تھیں جن کا اسم گرامی نرجس خاتون تھا وہ صرف پانچ سال کے تھے کہ ان کے پدر بزرگوار دنیا سے رحلت فرما گئے اور فردوس اعلیٰ کی طرف چلے گئے حضرت اس وقت سے اب تک لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں اور وہ ابو محمد امام حسن عسکری - کے فرزند ارجمند حضرت محمد منتظر مہدی (سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ہیں۔

۵۵۔ "وفی عقد الدرر فی الباب الثانی عن الحافظ ابی نعیم فی کتابہ صفة المہدی والامام ابی عمر المقرئ فی سننہ عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخرج رجلاً من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی وخلقہ خلقی یملاء الارض قسطاً وعدلاً الحدیث" (۱)

کتاب عقد الدرر کے دوسرے باب میں حافظ ابو نعیم سے اپنی کتاب صفة المہدی میں اور امام ابو عمر مقرئ اپنی کتاب سنن میں عبد اللہ بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا: ایک شخص میرے اہل بیت میں سے جس کا نام میرے نام

پر ہوگا اور اس کا اخلاق میرا اخلاق ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔
 ۵۶۔ ”وفیه فی الباب المذكور عن الحافظ ابی نعیم فی کتابہ صفة المہدی عن حذیفہ بن یمان قال قال رسول اللہ (ص) : لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لبعث اللہ رجلاً اسمہ اسمی) وَخُلِقَ خُلُقِیْ یُکْنِیْ اَبُو عَبْدِ اللّٰہِ ” (۲)
 اس کتاب میں حافظ ابو نعیم سے اپنی کتاب صفة المہدی میں حذیفہ ابن یمان سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہے تو اس دن یقیناً خداوند متعال ایک شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کا اخلاق میرا اخلاق ہوگا اس کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔

۱۔) عقد الدرر، ص ۳۱۔ (۲)۔ گزشتہ حوالہ۔)

۵۷۔ ”فی ینابیع المودۃ : فی سورة الدخان حم وَالکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلِ مُبَارَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْہَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ : عن عبد اللہ بن مسکان عَنِ الْبَاقِرِ وَالصَّادِقِ وَالْكَاطِمِ (سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْہِم) قَالُوا: اَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی الْقُرْآنَ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارَکَةٍ وَہِیْ لَیْلَةُ الْقَدْرِ اَنْزَلَ الْقُرْآنَ فِیْہَا اِلَى الْبَیْتِ الْمَعْمُورِ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ اَنْزَلَ مِنَ الْبَیْتِ الْمَعْمُورِ ، عَلِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) فِی طَوْلِ ثَلَاثٍ وَ عَشْرِیْنَ سَنَةً یَقْدُرُ اللّٰہُ کُلَّ اَمْرٍ مِنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَمَا یَكُوْنُ فِیْ تِلْکَ السَّنَةِ وَلَهُ فِیْہَا الْبَدَآءُ وَالْمَشِیْئَةُ یُقَدِّمُ مَا یَشَآءُ وَیُؤَخِّرُ مَا یَشَآءُ مِنَ الْاَجَالِ وَالْاَرْزَاقِ وَالْاَمْنِ وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِیَةِ وَغَیْرِ لَذِکَ ، وَیُلْقِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) اِلَى امِیرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیْہِ السَّلَامُ وَهُوَ اِلَى الْاِثْمَةِ مِنَ الْاُولَادِہِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ حَتّٰی یَنْتَہِیَ اِلٰی صَاحِبِ (الزَّمَانِ الْمَہْدِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ ” (۱)
 ینابیع المودۃ میں نقل ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول سورہ دخان میں ذکر ہوا ”واو“ قسم کے لیے ہے روشن کتاب کی قسم ہے ہم نے اس قرآن کو ایک مبارک رات میں جو شب قدر ہے نازل کیا ہے ہم نے شک ہمیشہ عذاب سے ڈرانے والے تھے اس رات میں تمام حکمت و مصلحت کے امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔
 عبد اللہ ابن مسکان امام محمد باقر ، امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم (علیہم السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا اور وہ شب قدر ہے اللہ تعالیٰ نے اس رات تمام قرآن کو بیت المعمور (چوتھے آسمان) پر ایک دفعہ نازل کیا، پھر اسے اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور سے رسول اکرم (ص) پر تینیس سال کی طویل مدت میں (ضرورت

۲۔) ینابیع المودۃ، ج ۳، ص ۴۲۸۔)

کے مطابق تدریجی طور پر) نازل فرمایا اس سال میں جو امر حق اور باطل واقع ہونے والا ہے اللہ ان کو مقدر فرماتا ہے۔
 اللہ تعالیٰ اس سال کے اندر بدا اور مشیت الہی کے ذریعہ زندگی، رزق، امن و سلامتی اور عافیت وغیرہ کے متعلق جس کے لیے چاہتا ہے تقدیم اور تاخیر کرتا رہتا ہے۔ اور ان مقدرات کو حضرت رسول اکرم کو عطا کرتا ہے وہ حضرت امیر المومنین کے حوالے کرتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کے ائمہ کے سپرد کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ حضرت صاحب الزمان مہدی آل محمد علیہم السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تک پہنچتا ہے۔
 سورئہ دخان کی پہلی آیت جو حروف مقطعات میں سے شروع ہوتی ہے بعض سوروں کے آغاز میں ذکر ہوئے ہیں مفسرین میں سے قدماء اور متاخرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے شیخ جلیل طبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع البیان (۱) میں گیارہ اقوال ذکر کیے ہیں اور اس کے بارے میں مطالب بیان کیے ہیں علامہ طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر المیزان میں سورہ شوریٰ کی تفسیر میں ضروری تحقیقات کو انجام دیا ہے کہ ان سب کی طرف اشارہ کرنا اس مختصر کتاب کے دائرہ سے خارج ہے، صرف اس قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان حروف مقطعات اور دوسرے سوروں کے مضامین میں جن کا اسی سے آغاز ہوتا ہے ایک خاص ربط پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ حروف حضرت رسول اسلام (ص) اور خداوند سبحان کے درمیان مخفی اسرار میں سے ہیں کہ جسے عام عقول نہیں درک کرسکتیں۔
 ۵۸۔ ”وفی قوله تعالیٰ : وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ عَنِ الْاَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) : اَنَا السَّمَاءُ وَاَمَّا الْبُرُوجُ فَالْاِثْمَةُ مِنَ اَهْلِ بَیْتِیْ وَعِزَّتِیْ ، اَوَّلُہُمْ عَلِیٌّ

۱) (مجمع البيان، ج ۱، ص ۴۰)۔

(واخرهم المهدي وهم اثنا عشر عليهم السلام) ” (۱ قوله تعالى: ”واو“ قسم ہے، قسم ہے اس آسمان کی جس کے متعدد برج ہیں۔

اصبح ابن نباتہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا: آسمان سے مراد میں ہوں اور بروج میرے اہل بیت اور میری عترت کے بارہ ائمہ ہیں ان میں سے پہلے حضرت علی اور ان میں سے آخری حضرت مہدی جو بارہویں بزرگوار ہیں۔

۵۹۔ وفيه نقلاً عن فرائد السمطين بسنده عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قدم يهودي يقال له نعتل فقال: يا محمد اسئلك عن اشياء تلج في صدري منذ حين فان اجابتي عنها اسلمت على يدك، قال: سل يا ابا عمارة فقال: يا محمد اصف لي ربك فقال (ص) لا يوصف الا بما وصف به نفسه وكيف يوصف الخالق الذي تعجز العقول ان تدركه والاوهام ان تناله والخطرات ان تجده والابصار ان تحيط به جل وعلا عما يصفه الواصفون ناي في قريبه وقريب في نايه، هو كيف وكيف الين، فلا يقال له: اين هو وهو منفع الكيفية والاينونية هو الاخذ الصمد كما وصف نفسه والواصفون لا يبلغون نعته، قال: صدقت يا محمد (ص) فاخبرني عن قولك انه واحد لا شبيه له، ليس الله واحد والانسان واحد؟ فقال (ص) الله عزو علا واحد حقيقي احدى المعنى، اي لا جزء له ولا تركب له والانسان واحد ثنائى المعنى مركب من روح وبدن، قال: صدقت، فاخبرني

۱) (ينابيع المودة، ج ۳، ص ۴۳۰)۔

عن وصيک من هو؟ فما من بنی الا وله وصی وان نبينا موسى بن عمران اوصى يوشع بن نون، فقال: ان وصي على بن ابي طالب وبعده سبطاي الحسن والحسين، تتلوه تسعة ائمة من صلب الحسين، قال: يا محمد فسميهم له، قال اذا مضى الحسين فابنه علي، فاذا مضى علي فابنه محمد، فاذا مضى محمد فابنه جعفر، فاذا مضى جعفر فابنه موسى، فاذا مضى موسى فابنه علي، فاذا مضى علي فابنه محمد، فاذا مضى محمد فابنه علي، فاذا مضى علي فابنه الحسن، فاذا مضى الحسن فابنه الحجة محمد المهدي، فهو لاء اثنا عشر

قال اخبرني كيفية موت علي والحسن والحسين؟ قال (ص): يقتل علي بضربة من قرن والحسن يقتل بالسهم والحسين بالذبح قال فابن مكانهم؟ قال في الجنة في درجتي، قال اشهد ان لا اله الا الله وانت رسول الله واشهد انهم الاوصياء بعدك ولقد وجدت في كتب الانبياء المتقدمة وفيما عهد الينا موسى بن عمران عليه السلام انه اذا كان آخر الزمان يخرج نبي يقال له احمد ومحمد، هو خاتم الانبياء لا نبي بعده فيكون اوصيائه بعده اثنا عشر، اولهم ابن عمه وختنه والثاني والثالث كانا اخوين من ولده ويقتل ائمة النبي الاول بالسيف والثاني بسهم والثالث مع جماعة من اهل بيته بالسيف وبالعض في موضع الغرية فهو كولد الغنم يذبح ويصبر على القتل لرفع درجاته ودرجات اهل بيته ودرجته ولا خراج محبيه واتباعه من النار وتسعة الاوصياء منهم من اولاد الثالث فهو لاء اثنا عشر عدد الاسباط قال (ص): اتعرف الاسباط قال نعم كانوا اثنا عشر اولهم لاري بن برخيا وهو الذي غاب عن بني اسرائيل غيبة ثم عاد فاطهر الله به شريعته بعد اندراسها وقاتل فرسطينا الملك حتى قتل الملك قال (ص) كائن في امتي ما كان في بني اسرائيل حذر النعل بالنعل والقذة بالقذة وان الثاني عشر من ولدي يغيب حتى لا يرى ويأتي علي امتي بزمن لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا رسمه فحينئذ ياذن الله تبارك وتعالى له بالخروج فيظهر الله الاسلام به ويجدده، طوبى لمن احبهم وتبعهم والويل لمن ابغضهم وخالفهم وطوبى لمن تمسك بهذاهم” (۱)

صاحب فرائد السمطين اپنی سند کے ساتھ مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس ناقل ہیں: ایک یہودی پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت اقدس میں وارد ہوا جس کا نام نعتل تھا عرض کیا: اے محمد! میں آپ سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں جو دراز مدت سے میرے سینے میں محفوظ ہے اگر آپ اس کا جواب دیں گے تو میں اسلام قبول کروں گا تو آنحضرت نے فرمایا: اے ابو عمارہ! سوال کرو عرض کیا: اے محمد! مجھے اپنے رب کی صفت بیان فرمائیے تو آنحضرت نے فرمایا: اس کی صفت صرف اتنی بیان ہوسکتی ہے جس قدر خود اس نے اپنی صفت بیان کی ہے، وہ پیدا کرنے والے کی توصیف سے کیسے بیان ہوسکتی ہے جس کو پانے سے تمام عقلیں عاجز اور خیالات اس کو حاصل کرنے سے قاصر ہیں نیز تمام قلبی خطورات اس کو محدود یا اس کی تعریف نہیں کرسکتے نہ ہی آنکھیں اس کا احاطہ کرسکتی ہیں جس قدر اس کی صفت بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں وہ اس سے بزرگ و برتر ہے، وہ دور ہونے کے باوجود قریب ہے قریب ہونے کے باوجود دور ہے کیف کیف اور این الاین ہے اس نے کیف کو کیف بنایا اور کہاں کو کہاں اس نے بنایا، اللہ تعالیٰ واحد

حقیقی احدی المعنی ہے وہ ہر جگہ ہے اور تمام چیزوں پر احاطہ کیے ہوئے ہے جس طرح اس نے اپنی توصیف کی ہے
وصف بیان کرنے والے اس

۱) (فراند السمطین، ج ۲، ص ۳۱۸)۔

کی صفت کی کنہ اور حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ”اس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ ہی والد اور نہ اس کا کوئی کفو و ہمسر ہے“ یہودی نے عرض کیا: اے محمد! آپ نے سچ فرمایا اب مجھے اپنے اس فرمان سے باخبر کیجیے کہ جس میں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یکہ و تنہا ہے اس کا کوئی شبیہ و نظیر نہیں ہے کیا اللہ ایک نہیں اور انسان بھی ایک نہیں؟ تو آنحضرت نے فرمایا: خدائے عزوجل ۱ حد حقیقی ہے ایک سے زیادہ معنی نہیں ہے یعنی نہ اس کے لیے کوئی جزء ہے اور نہ ہی اس کے لیے مرکب ہوتا ہے۔ انسان کا ایک ہونا ثنائی المعنی کے اعتبار سے ہے جو روح اور بدن سے مرکب ہے۔ عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا: اے محمد! مجھے اپنے وصی کے بارے میں آگاہ فرمائیے وہ کون ہے؟ کیونکہ ہر آنے والے نبی کا ایک وصی ہوا کرتا ہے ہمارے نبی موسیٰ بن عمران نے یوشع بن نون کو اپنا وصی قرار دیا تھا آنحضرت نے فرمایا: میرے وصی علی ابن ابی طالب - ہیں آپ کے بعد میرے دو سبط ہیں وہ حسن - و حسین - ہیں آپ کے ساتھ ساتھ نو امام، حسین - کے صلب سے پیدا ہوں گے۔

عرض کیا: اے محمد! مجھے ان کے اسمائے گرامی سے آگاہ فرمائیے؟ تو آنحضرت نے فرمایا: جب حسین دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو آپ کے فرزند علی - امام ہوں گے جب آپ رخصت ہو جائیں گے تو آپ کے فرزند محمد - ہوں گے جب محمد - تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند جعفر - ہوں گے جب جعفر - تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند موسیٰ - ہوں گے جب موسیٰ - تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند علی - ہوں گے جب علی - تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند محمد - ہوں گے جب محمد - تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند علی - ہوں گے جب علی - تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند حسن - ہوں گے جب حسن - تشریف لے جائیں گے تو آپ کے فرزند حجت خدا محمد مہدی - (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) ہوں گے پس میری امت کے یہ میرے بارہ اوصیاء اور ائمہ ہیں۔ عرض کیا: مجھے علی - ، حسن - اور حسین - کی موت کے بارے میں آگاہ فرمائیے؟ تو آنحضرت نے فرمایا: علی - ایک (زہر آلود) شمشیر کی ضربت سے اور سر مبارک شکافتہ شدہ قتل اور شہید کیے جائیں گے حسن - کو زہر سے قتل کیا جائے گا اور حسین - کو ذبح کر کے ان کا سر بدن سے جدا کر کے شہید کیا جائے گا۔

یہودی نے عرض کیا: ان کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آنحضرت نے فرمایا: جنت میں میرے درجے میں ہوں گے تو پھر یہودی نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی خدا نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حضرات آپ کے بعد آپ کے اوصیاء ہیں۔

خدا کی قسم! ان سب کا ذکر گزشتہ انبیاء کی کتابوں میں موجود ہے اور ہم لوگوں سے اس بات کا موسیٰ ابن عمران نے بھی عہد لیا تھا کہ جب آخری زمانہ آئے گا تو ایک نبی تشریف لائیں گے کہ جن کا نام احمد اور محمد ہوگا۔ وہ انبیاء کے خاتم ہوں گے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا آپ کے بعد بارہ اوصیاء ہوں گے پہلا وصی آپ کے چچا کا بیٹا ہوگا جو آپ کا داماد بھی ہوگا۔ دوسرا اور تیسرا وصی دو بھائی ہوں گے جو آپ کے فرزند ہوں گے پہلے کو یعنی علی ابن ابی طالب کو نبی کی امت تلوار سے دوسرے کو زہر سے تیسرے کو آپ کے اہل بیت کی ایک جماعت کے ساتھ تلوار سے پیاس کے حالت میں عالم مسافرت میں گوسفند کے بچے کی طرح ذبح کرے گی۔ (اس کے باوجود) آپ قتل پر صبر کریں گے تاکہ آپ کے اہل بیت کی اولاد کے درجات بلند ہوں اور اپنے دوستوں اور اتباع کرنے والوں کو آتش جہنم سے نجات دے سکیں۔ نو امام اس تیرے (امام حسین -) کی اولاد سے پیدا ہوں گے جو اسباط کی عدد کے برابر مجموعی طور پر بارہ ہیں۔ پھر حضرت رسول اکرم (ص) نے دریافت فرمایا: کیا تم اسباط کو جانتے ہو؟ عرض کیا: ہاں وہ بارہ حضرات تھے ان میں سے پہلا شخص لاوی بن برخیا تھا۔ یہ وہ شخص ہیں جو ایک عرصہ تک بنی اسرائیل سے غائب تھے پھر واپس تشریف لائے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کے مٹ جانے کے بعد ان کے ذریعہ ظاہر کیا تھا اس نے قسطنطین بادشاہ کو قتل کیا تھا۔ آنحضرت (ص) نے فرمایا: میری امت میں ہوبہو ایسا ہونے والا ہے جس طرح بنی اسرائیل میں جو کچھ واقع ہوا تھا۔ اور یہ کہ میرے فرزندوں میں سے گیارہواں فرزند غائب ہو جائے گا اور دکھائی نہیں دے گا۔

میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام کا صرف نام (یعنی اس کے دستورات و احکام پر عمل نہیں کیا جائے گا) باقی رہ جائے گا اور قرآن صرف رسمی طور پر باقی رہے گا (یعنی اس کی جلد سونے کے پانی سے کتابت اور اس کے

رسم الخط کو لوگ اہمیت دیں گے لیکن اس کے مضمون ، دستورات زندگی اور احکام و قوانین کی کسی بھی حیثیت سے کوئی خبر نہ ہوگی۔

اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے زمانہ کے ولی اعظم امام عصر (سلام اللہ علیہ) کو خروج کے لیے اجازت دے گا، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کو (تمام دنیا میں) ظاہر اور غائب کرے گا اور ظلم و جور کا روئے زمین سے خاتمہ ہوگا اور عدل و انصاف پھیل جائے گا آنحضرت نے فرمایا: اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جس نے ان حضرات کو دوست رکھا اور ہر حالت میں ان کا تابع فرما رہا۔

اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جس نے ان سے دشمنی رکھی اور ان کی مخالفت کی اور اس شخص کے لیے خوش خبری ہے کہ جس نے ان کے دامن سے وابستگی رکھی اور ان کی راہ ہدایت پر گامزن رہا۔
اللہمَّ وَفَّقْنَا لِمَا تَحَبُّ وَتَرْضَى وَثَبِّتْنَا عَلَىٰ وَلايَتِهِمْ وَهَادِيَتِهِمْ وَاحْشَرْنَا مَعَهُم فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِفَضْلِكَ وَاحْسَانِكَ يَا كَرِيمُ
اے خدا! ہمیں ان چیزوں کی توفیق دے جس کو تو دوست رکھتا ہے اور اس سے راضی ہے اور ہمیں ان کی ولایت اور راہ ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں اپنے فضل اور احسان کے ذریعہ دنیا اور آخرت میں ان کے ساتھ محشور فرما اے رب کریم! آمین۔ ۶۰۔“ وفیہ : عن جابر بن یزید الجعفی قال قُلْتُ لِلْبَاقِرِ (سَلَامُ اللّٰهِ عَلَیْهِ) یَا بَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ قَوْمًا یَقُولُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ الْاِمَامَةَ فِی عَقِبِ الْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ الْاِثْمَةَ هُمُ الَّذِیْنَ نَصَّ عَلَیْہِمُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) بِاِمَامَتِهِمْ وَہُمْ اِثْنَا عَشَرَ وَقَالَ لَمَّا اسْرٰی بٰی اِلٰی السَّمَآءِ وَجَدْتُ اَسْمَائُہُمْ مَّکْتُوبَةً عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ بِالنَّوْرِ ، اِثْنَا عَشَرَ اِسْمًا اَوَّلُہُمْ عَلٰی وَسِیطَہٗ وَ عَلٰی وَحَمْدُ وَ جَعْفَرُ وَ مُوسٰی وَ عَلٰی وَحَمْدُ وَ عَلٰی وَ الْحَسَنُ وَ مُحَمَّدٌ الْقَانِمُ الْحَجَّةُ (الْمَہْدٰی عَلَیْہِمُ السَّلَام۔ ” (۱)

اسی کتاب میں جابر ابن یزید جعفی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر - سے عرض کیا: اے رسول خدا (ص) کے فرزند! ایک قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امامت کو امام حسین - کے عقب (نسل) میں قرار دیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا: اے جابر! یقیناً ائمہ وہ لوگ ہیں جن کی امامت کی رسول خدا (ص) نے تصریح کی ہے اور معین فرمایا ہے وہ بارہ حضرات ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا: جب مجھے آسمان (معراج) پر لے جایا گیا تو میں نے ان حضرات کے ناموں کو ساق عرش پر نور سے لکھا ہوا دیکھا وہ بارہ نام تھے ان میں پہلا نام علی کا تھا اور آپ کے دونوں فرزندوں کا تھا، علی، محمد، جعفر، موسیٰ، علی، حسن اور محمد قائم حجت مہدی علیہم السلام کے اسمائے گرامی تھے۔

۶۱۔“ و فیہ نقلًا عَنِ الْمَنَاقِبِ عَنِ وَاثِلَہٗ بْنِ الْاِسْقَعِ بْنِ فَرَخَابٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ دَخَلَ جُنْدَلُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ جُبَيْرِ الْیَہُوْدِیِّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (ص) فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ (ص) اَخْبِرْنِیْ عَمَّا لَیْسَ لِلّٰهِ وَ عَمَّا لَیْسَ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَمَّا لَا یَعْلَمُہُ اللّٰهُ ؟ فَقَالَ (ص) اَمَّا مَا لَیْسَ لِلّٰهِ لَیْسَ لِلّٰهِ شَرِیْکٌ وَاَمَّا مَا لَیْسَ عِنْدَ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ ظَلَمٌ لِلْعِبَادِ وَاَمَّا مَا لَا یَعْلَمُہُ اللّٰهُ فَذٰلِکَ قَوْلُکُمْ یَا مَعْشَرَ الْیَہُوْدِ اَنْ عَزِیزَ ابْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا یَعْلَمُ اَنْ لَّہٗ وَلَدًا بَلْ یَعْلَمُ اَنَّہٗ مَخْلُوْقٌ وَ عَبْدُہٗ ، فَقَالَ: اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ

۱) (ینابیع المودۃ، ج ۳، ص ۴۲۷۔)

وَ اَنْتَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَ صِدْقًا ”۔ ثُمَّ قَالَ اَنْیَ رَاِیْتُ الْبَارِحَةَ فِی النَّوْمِ مُوسٰی بْنُ عِمْرَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ یَا جُنْدَلُ اَسْلَمَ عَلٰی یَدِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَ اسْتَمْسَکَ اَوْصِیَآئَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ ، فَقُلْتُ اَسْلَمَ ، فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اسْلَمْتُ وَ هَدَانِیْ بِکَ ثُمَّ قَالَ اَخْبِرْنِیْ یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ اَوْصِیَآئِکَ مِنْ بَعْدِکَ لَا تَمْسِکُ بِہُمْ قَالَ اَوْصِیَآئِی الْاِثْنَا عَشَرَ قَالَ جُنْدَلُ هٰکِذَا وَجَدْنَاہُمْ فِی التَّوْرَةِ وَ قَالَ : یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ سَمِّہُمْ لِی ، فَقَالَ : اَوَّلُہُمْ سَیِّدُ الْاَوْصِیَآءِ اَبُو الْاِثْمَةِ عَلٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ اِبْنَاہُ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ فَاسْتَمْسَکَ بِہُمْ وَلَا یُغَرِّکَ جَہْلُ الْجَاہِلِیْنَ ، فَاِذَا وَلَدُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ زَیْنُ الْعَابِدِیْنِ یَقْضٰی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَ یَکُوْنُ اَخِرُ زَادِکَ مِنْ الدُّنْیَا شَرِبَہٗ لَبِیْنُ تَشْرُبُہٗ فَقَالَ جُنْدَلُ وَجَدْنَا فِی التَّوْرَةِ وَ فِی کُتُبِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اِبِلٰیآ وَ شَبِیْرًا وَ شَبِیْرًا ، فَہٰذِہٗ اِسْمُ عَلِیٍّ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ ، فَمَنْ بَعْدَ الْحُسَیْنِ ؟ فَمَا سَمِیْہُمْ ؟ قَالَ اِذَا انْقَضَتْ مَدَہُ الْحُسَیْنِ فَالْاِمَامُ ابْنُ عَلِیٍّ وَ یَلْقَبُ بِزَیْنِ الْعَابِدِیْنِ فَبَعْدَہٗ ابْنُ مُحَمَّدٍ یَلْقَبُ بِالْبَاقِرِ ، فَبَعْدَہٗ ابْنُ جَعْفَرٍ یُدْعٰی بِالْصَّادِقِ فَبَعْدَہٗ ابْنُ مُوسٰی یُدْعٰی بِالْكَاطِمِ فَبَعْدَہٗ ابْنُ عَلِیٍّ یُدْعٰی بِالرَّضَا فَبَعْدَہٗ ابْنُ مُحَمَّدٍ یُدْعٰی بِالتَّقِیِّ وَ الزَّکَیِّ فَبَعْدَہٗ ابْنُ عَلِیٍّ یُدْعٰی بِالنَّقِیِّ وَ الْہَادِیِّ فَبَعْدَہٗ ابْنُ الْحَسَنِ یُدْعٰی بِالْعَسْکَرِیِّ ، فَبَعْدَہٗ ابْنُ مُحَمَّدٍ یُدْعٰی بِالْمَہْدِیِّ وَ الْقَائِمِ وَ الْحَجَّۃُ فَبَعْدَہٗ ثُمَّ یَخْرُجُ فَاِذَا خَرَجَ بِمَلَأَ الْاَرْضَ قِسْطًا وَ غَدَاً کَمَا مَلَنْتَ جَوْرًا وَ ظَلَمًا طُوبٰی لِلصَّابِرِیْنَ فِی غَیْبَتِہٖ طُوبٰی لِلْمُقِیْمِیْنَ عَلٰی حُجَّتِہِمُ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ وَصَفَہُمُ اللّٰهُ فِی کِتَابِہٖ وَ قَالَ : ثُمَّ قَالَ تَعَالٰی : فَقَالَ جُنْدَلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَنِ) بِمَعْرِفَتِہُمْ ” (۱)

اسی کتاب میں مناقب سے واثلہ ابن اسقع بن فرخاب جابر ابن عبد اللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ جندب ابن جنادة ابن جبیر نامی یہودی حضرت رسول خدا (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے محمد! مجھے خبر دیجیے کہ وہ کون سی چیز ہے جو اللہ کے لیے نہیں ہے؟ اور وہ کون سی شے ہے جو اللہ کے پاس نہیں ہے اور وہ کون سے چیز ہے

جس کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا؟ تو رسول خدا (ص) نے فرمایا: وہ چیز جو اللہ کے لیے نہیں ہے تو خدا کے لیے شریک نہیں ہے اور جو شے خدا کے پاس نہیں ہے تو وہ ظلم نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا وہ یہ ہے کہ اے گروہ یہود! وہ تمہارا قول ہے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے البتہ اللہ تعالیٰ نہیں جانتا کہ اس کے لیے کوئی فرزند ہو بلکہ اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہے کہ عزیر اس کی مخلوق اور اس کا بندہ ہے۔ یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اور آپ اللہ کے برحق اور سچے رسول ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا: میں نے کل رات موسیٰ ابن عمران کو عالم خواب میں دیکھا تھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے جندل! تم محمد خاتم الانبیاء کے دست مبارک پر اسلام لاؤ اور ان کے بعد ہونے والے اوصیاء کے دامن سے متمسک رہو، میں نے عرض کیا: اللہ کا شکر ہے کہ میں اسلام لایا ہوں اور آپ کے ذریعہ مجھے ہدایت دی گئی۔

پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے اوصیاء کے بارے میں آگاہ فرمائیے تاکہ میں ان سے تمسک اختیار کر سکوں، آنحضرت نے فرمایا: میرے اوصیاء بارہ ہیں، جندل نے عرض کیا: اسی طرح ہم لوگوں نے توریت میں دیکھا ہے جس طرح آپ نے فرمایا۔ اور عرض کیا: اے رسول خدا (ص)! ان حضرات کے ناموں سے مجھے آگاہ فرمائیے۔ تو فرمایا: ان

۱۔ (گزشتہ حوالہ، ج ۳، ص ۲۸۴۔)

میں سے پہلے اوصیاء کے سید و سردار ہیں اور تمام ائمہ کے باپ علی (ابن ابی طالب) ہیں پھر آپ کے دونوں فرزند حسن و حسین - ہیں۔ لہذا ان کے دامن سے وابستگی اختیار کرو کہیں تم کو جابلوں کی جہالت مغرور و گمراہ نہ کر دے، جب علی ابن الحسن زین العابدین پیدا ہوں گے اللہ تعالیٰ مجھے موت دے گا تیری دنیا کی آخری خوراک دودھ کا ایک گھونٹ ہوگا جس کو تو پیے گا۔

اس کے بعد جندل نے عرض کیا: ہم لوگوں نے توریت اور انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں اسی طرح ایلیا، شبر و شبیر کا نام دیکھا ہے یہ نام علی -، حسن -، حسین - کے ہیں۔ حسین - کے بعد کون حضرات ہوں گے؟ ان کے نام کیا ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا: جب حسین - کی زندگی ختم ہو جائے گی تو ان کے فرزند علی - امام ہوں گے جن کا لقب زین العابدین - ہے آپ کے بعد آپ کے فرزند محمد - امام ہوں گے جن کا لقب باقر - ہے آپ کے بعد آپ کے فرزند جعفر - امام ہوں گے کہ جن کا لقب صادق - ہے آپ کے بعد آپ کے فرزند موسیٰ - امام ہوں گے جن کو کاظم کہا جاتا ہے، آپ کے بعد آپ کے فرزند علی - ہوں گے کہ جن کو رضا - کہا جاتا ہے آپ کے بعد آپ کے فرزند محمد - امام ہوں گے جن کو تقی اور ذکی - کہا جاتا ہے، آپ کے بعد آپ کے فرزند علی - ہوں گے جن کو نقی اور ہادی - کہا جاتا ہے آپ کے بعد آپ کے فرزند حسن - ہوں گے جن کو عسکری - کہا جاتا ہے، آپ کے بعد آپ کے فرزند محمد - ہوں گے جن کو مہدی، قائم اور حجت - کہا جاتا ہے پھر لوگوں کی نظروں سے جب تک خدا چاہے گا غائب ہوں گے پھر اپنے پروردگار کی اجازت سے خروج فرمائیں گے جب خروج فرمائیں گے تو جس طرح زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اسی طرح اس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ آپ کی غیبت میں صبر کرنے والوں کے لیے خوش خبری ہے ان حضرات سے محبت کرنے والے پرہیز گاروں کے لیے خوش خبری ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی تعریف اللہ نے اپنی کتاب میں کی ہے اور کہا ہے: ”قرآن صاحبان تقویٰ اور پرہیز گاروں کے لیے مجسمہ ہدایت ہے جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں“ پھر فرمایا: یہی خدا کا گروہ ہے اور جان لو کہ خدا کا گروہ ہمیشہ غالب ہے ”پھر جندل نے کہا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ان حضرات کی (معرفت کی توفیق مرحمت فرمائی۔) (۱)

۶۲۔ ”و فی الدرر الموسویۃ (۲) قال محمد بن محمد بن محمود الحافظ البخاری المعروف بخواجه پارسا فی حاشیئہ علی ہامش کتابہ فصل الخطاب عند ذکرہ ولا دة المہدی (علیہ السلام) ما لفظہ : انّ الاحادیث فی هذا الباب فوق حدّ الاحصاء و مناقب المہدی رضی اللہ عنہ صاحب الزمان الغائب عن العیان الموجود فی کلّ الأزمان كثيرة متظافرة والخبار فی ظہورہ و شوارق نورہ وتجديد الشریعة المحمّدیة و مجاہدنتہ فی اللہ حق جہادہ و تطہیر الاقطار من سائر الادناس مقطوع بہ و اصحابہ قد خلصوا من الریب و سلموا من العیب و اخذوا طریق الهدایة و سلکوا من طریق الحق الی التحقیق و بہ ختمت الخلافة و الإمامة و هو امام منذ وفاة ابيہ الی یوم القيامة) و عیسیٰ علیہ السلام یصلی خلفہ و یصدقہ و یدعوا الناس الی ملتہ و ہی ملتہ النبی (ص)۔“ (۳)

صاحب الدرر الموسویہ کہتے ہیں : محمد ابن محمود حافظ بخاری جو خواجه پارسا کے نام سے مشہور ہیں اپنی کتاب فصل الخطاب میں اپنی برہان نامی کتاب کے حاشیہ میں حضرت مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف)

۱) وہ اس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین - کی (ولادت ہوئی پھر وہ طائف گیا اور وہاں وہی دودھ پیا اور کہا: پیغمبر خدا (ص) نے مجھ سے فرمایا تھا کہ زندگی میں تمہاری آخری خوراک دودھ کا ایک گھونٹ ہوگا وہاں اس کا انتقال ہوا اور طائف کے زارہ نامی مشہور محلہ میں دفن ہوا اور رحمت و رضوان خدا سے جاملا۔

۲) الدرر الموسویہ فی شرح الجعفریۃ۔ (

۳) المہدی، سید صدر رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۰۶۔)

کی ولادت کے متعلق گفتگو کرتے ہیں اس بیان سے کہ اس باب میں موجودہ احادیث بے حد و حصر ہیں اور حضرت مہدی صاحب الزمان کے فضائل و مناقب ہر زمانہ میں بہت زیادہ ہیں وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں ان کے ظہور کے بارے میں ان کے نور کے چمکنے اور شریعت محمدیہ کی تجدید کرنے نیز ان کی راہ خدا میں خدمات انجام دینے اور وہ تمام دنیا کی ناپاکیوں کو بلا شک و شبہ یقیناً پاک کریں گے اور ان کے اصحاب کرام ہر شک و شبہ سے خلاص اور تمام عیوب سے سالم ہیں انہوں نے راہ ہدایت کو اپنایا ہے اور راہ حق سے تحقیق و یقین کی منزل تک پہنچے ہیں ان بزرگوار کے ذریعے خلافت و امامت کا سلسلہ ختم ہوا ہے اور وہ اپنے والد گرامی کی وفات کے وقت سے صبح قیامت تک امام زمانہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ ان کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے ان کی تصدیق کریں گے اور تمام لوگوں کو ان کی قوم و ملت کی طرف دعوت دیں گے اور وہ قوم و ملت نبی اکرم (ص) کی قوم و ملت ہے۔ محمد ابن محمد ابن محمود حافظ بخاری جو خواجہ پارسا کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے کتاب فصل الخطاب کے اپنے حاشیے میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم مہدی موعود (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے بارے میں بعض مطالب ذکر کیے ہیں ضمنی طور پر ان کے ظہور نیز ان کے نور کے چمکنے اور شریعت محمدیہ کی تجدید و غیرہ کے بارے میں اشارہ کیا ہے، مولف بعنوان حسن اختتام ان میں ہر ایک سے دو حدیث بطور تبرک نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور یہ کہ پہلی فصل میں جو عنوان ذکر ہوا ہے کہ جس طرح قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عجل اللہ فرجہ الشریف) بھی آخری اوصیاء میں سے ہیں ہم اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں۔

۶۳۔ ”و فی عقد الدرر فی الباب الثانی عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ (ص) : یُخْرُجُ جُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رَجُلٌ مِنْ وَلَدِي اسْمُهُ كَاسِمِي وَكُنْيَتُهُ كُكْنِي تَتِي يَمَلُ الْأَرْضَ عَدْلًا كَمَا مَلَيْتَ جَوْرًا“۔ (۱)

عبد اللہ ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: ایک شخص آخری زمانہ میں میری اولاد میں سے خروج کرے گا اس کا نام میرے نام پر ہوگا (محمد) اور اس کی کنیت (ابو القاسم) ہے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

۶۴۔ ”و فی ینابیع المودة عن مشکوة المصابیح عن صحيح مسلم ومُسْنَدِ أَحْمَدَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) : يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يُقَسِّمُ الْمَالَ وَلَا يَعْدُهُ وَفِي) رَوَايَةُ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يُحْتِ الْمَالَ حَتَّى لَا يَعْدَهُ عَدًا“ (۲) جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک خلیفہ آئے گا جو مال کو تقسیم کرے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔ اور دوسری روایت میں ذکر ہوا ہے کہ میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال مٹھی بھر بھر کے تقسیم کرے گا اور کو شمار نہیں کرے گا۔ یعنی امام زمانہ - کے مقدس اور بابرکت وجود سے اتنی فراوانی ہوگی کہ عطا و بخشش بے شمار ہوگی۔ ۶۵۔ ”وفیه : عن فرائد السمطين عن الحسن بن خالد عن أبي الحسن علي بن موسى الرضا عليه السلام في حديث ذكر فيه المهدي وعيبت وأنه الرابع من ولده إلى ان قال وهو الذي ينادي من السماء يسمعه جميع أهل الأرض : ألا إن حجة الله قد ظهرت عند بيت الله فاتبعوه) فإن الحق فيه ومع الحديث“ (۳)

اسی کتاب میں فرائد السمطين سے حسن ابن خالد سے ایک روایت حضرت ابو الحسن علی ابن موسی

۱) المہدی، سید صدر، ص ۲۰۶۔)

۲) ینابیع المودة، ج ۳، ص ۴۳۰۔)

۳) ینابیع المودة، ج ۳، ص ۴۴۸۔)

الرضا سے ذکر ہوئی ہے جس میں ایک حدیث کے ضمن میں حضرت مہدی اور ان کی غیبت کے بارے میں گفتگو ہوئی

ہے اور یہ کہ وہ حضرت امام رضا - کے چوتھے فرزند ہیں یہاں تک کہ فرمایا: آپ وہ ہیں جن کے لیے آسمان سے ایک آواز دینے والا اس طرح آواز دے گا کہ جس کی آواز کو تمام زمین و والے سنیں گے: اے لوگو! خبردار ہوجاؤ اللہ کے گھر کے پاس حجت اللہ ظاہر ہو گئے ہیں لہذا ان کی پیروی کرو یقیناً حق ان میں ہے اور ان کے ساتھ ہے۔ ۶۶۔ ”فی ینابیع المودة: عن فرائد السمطين عن سعيد بن جبیر عن ابن عباس قال: قال رسول الله (ص): ”إِنَّ خُلَفَائِي أَوْصِيَانِي حُجَّجٌ اللَّهُ عَلَى الْخَلْقِ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ، أَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ وَآخِرُهُمْ وَلَدِي الْمَهْدِيُّ، فَيَنْزِلُ رُوحُ اللَّهِ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَصْلِي خَلْفَ الْمَهْدِيِّ، وَتَشْرِقُ الْأَرْضُ (بِنُورِ رَبِّهَا وَيَبْلُغُ سُلْطَانُهُ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ“ (۱)

ینابیع المودة میں فرائد السمطين سے سعید ابن جبیر سے وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: یقیناً میرے خلفاء اور اوصیاء میرے بعد مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہیں جو بارہ ہیں ان میں کا پہلا علی - ہے اور ان میں کا آخر میرا بیٹا مہدی ہے کہ روح اللہ حضرت عیسیٰ ابن مریم جب آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کے پیچھے ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی حضرت مہدی کی سلطنت مشرق اور مغرب میں ہوگی۔

۶۷۔ ”وما رواه الشيخ الجليل علي بن ابراهيم القميش في تفسيره مستنداً عن الفضل بن عمر بن ابي عبد الله عليه السلام يقول في قول الله تعالى قال رب الارض يعني امام الارض، قلت فاذا؟

۱)۔ گزشتہ حوالہ، ص ۴۴۷۔

خَرَجَ يَكُونُ مَاذَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَذَا اسْتَغْنَى النَّاسُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَنُورِ الْقَمَرِ وَيَجْتَزُونَ بِنُورِ (الإمام) ” (۱)

شیخ جلیل علی ابن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں مفصل ابن عمر سے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر صادق - کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: کلام خدا اور (واشرقت الارض بنور ربها) (اور جب زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائے گی) کی تفسیر میں فرمایا: رب الارض یعنی روئے زمین پر امام مراد ہیں، میں نے عرض کیا: جس زمانہ میں وہ خروج کریں گے تو کیا ہوگا؟ فرمایا: اس وقت لوگوں کو آفتاب کی روشنی اور نور مابتاب کی ضرورت نہ رہے گی اور لوگ نور امام پر اکتفا کریں گے۔ ۶۸۔ ”وما رواه العالم الكامل المجلسي في البحار عن الفضل أيضاً قال: سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول: ”ان قائمنا اذا قام اشرفت الارض بنور ربها واستغنى العباد عن ضوء (الشمس و ذهبت الظلامه“ (۲)

اس حدیث کو عالم کامل علامہ مجلسی نے بحار میں مفصل طور سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر صادق - کو یہ کہتے ہوئے سنا: یقیناً جب میرا قائم ظہور کرے گا تو زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن و منور ہو جائے گی اور بندگان خدا کو آفتاب کی روشنی کی ضرورت نہ رہے گی نیز تمام تاریکیاں ختم ہو جائیں گی۔ ۶۹۔ ”منها مارواه ثقة الاسلام محمد بن يعقوب الكليني في اصول الكافي عن ابي خالد الكابلي عن ابي جعفر عليه السلام قال: يا ابا خالد لئور الامام في قلوب المؤمنين انور من الشمس المضئية بالنهار وهم والله ينورون قلوب المؤمنين،

۱)۔ تفسیر قمی، ج ۲، ص ۲۵۳، تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص ۵۱۳۔

۲)۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۳۷۔

وَيَحْبِبُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نُورَهُمْ عَمَّنْ يَشَاءُ فَتَظَلَمُ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ يَا أَبَا خَالِدٍ لَا يُحِبُّنَا عَبْدٌ وَ يَتَوَلَّانَا حَتَّى يُطَهِّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ وَلَا يُطَهِّرَ اللَّهُ قَلْبَ عَبْدٍ حَتَّى يَسْلَمَ لَنَا وَ يَكُونَ سَلَاماً لَنَا فَإِذَا كَانَ مُسْلِماً لَنَا سَلَمَ (اللَّهُ مِنْ شَدِيدِ الْحِسَابِ وَأَمَنَهُ مِنْ فَرَعِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَكْبَرِ) ” (۱)

الثقة الاسلام محمد ابن يعقوب كليني نے اصول کافی میں نقل کیا ہے کہ ابو خالد کابلی کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر - نے فرمایا: اے ابو خالد! خدا کی قسم! جو نور امام قلوب مومنین میں ہے وہ نصف النہار کے سورج سے زیادہ روشن ہوتا ہے اور وہ (ائمہ) قلوب مومنین کو منور کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے نور کو جس سے چاہتا ہے چھپاتا ہے تو ان کے قلوب تاریک ہوجاتے ہیں خدا کی قسم! اے ابو خالد! ہم سے کوئی بندہ محبت نہیں کرتا اور نہ ہی ہم کو دوست رکھتا ہے مگر یہ کہ اللہ اس کے قلب کو پاک و پاکیزہ کرتا ہے اور کسی بندہ کا دل پاک نہیں کرتا جب تک وہ ہم کو تسلیم نہ کرے اور ہم سے صلح و مصالحت سے پیش نہ آئے لہذا جب وہ ہم سے صلح و مصالحت سے پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت

کے دن سخت حساب اور عظیم خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

۷۰۔ ”وما فی البحار عن السید علی بن عبد الحمید فی کتاب السلطان المفرج عن اهل الایمان عند ذکر من را القائم علیہ السلام قال: فمن ذلک ما شتهر وذاع وملاء البقاع وشهد بالعیان ابناء الزمان وهو قصه ابي راجح الحمّامی بالحلة وقد حکى ذلک جماعة من الاعیان الامثال وأهل الصدق الافاضل منهم الشیخ الزاید العابد المحقق شمس الدین محمد بن قارون سلمه الله

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۴)

تعالیٰ قال: کان الحاکم بالحلة شخصاً یُدعی مرجان الصغیر فرفع الیه أنّ ابا راجح هذا یسب الصحابة فاحضره وأمر بضربه ، فضرِب ضرباً شديداً مهلكاً علی جمیع بدنہ ، خ لى انّ ضرب عل ی وجه فسقطت ثنایاه وخرج لسانه فجعل فیہ مسلة من الحديد وخرق انفه ووضع فیہ شرکة من الشعر وشد فیها حبلاً وسلمه ال ی جماعة من اصحابه وأمرهم ان یؤروا به ارقه الحلة والضرب یأخذ من جمیع جوانبه حتی سقط الی الارض وعین الهلاک ، فاحبر الحاکم بذلک فأمر بقتله فقال الحاضرون انه شیخ کبیر وقد حصل له ما یکفیه وهو میت لما به فاتركه وهو یموت خفت انفه ولا تنقل بدمه ، وبألغوا فی ذلک حت ی أمر بتخلیته وقد انتفخ وجهه ولسانه فنقله اهل فی الموت ولم یسک أحد انه یموت من لیلہ فلما کان من الغد غدا علیہ الناس فإذا هو قائم یصلی عل ی اثم حالة وقد عادت ثنایاه الی سقطت کما كانت واندملت جراحاته ولم یبق لها اثر والشجة قد زالت من وجهه ، فعجب الناس لسان أسأل الله تعالیٰ به، من حاله و سائلوه عن امره فقال انی لما عابنت الموت ولم یبق لی فکنت أسأله بقلبی واستعنت الی سیدی ومولای صاحب الزمان علیہ السلام فلما جن علی اللیل فإذا بالدار قد امتلأت نوراً وإذا بمولای صاحب الزمان قد أمر یذہ الشریف عل ی وجهی وقال الی اخرج وکذا عل ی عیالک عافاک الله تعالیٰ فاصحبت کما ترون وحکی الشیخ شمس الدین محمد بن قارون المذكور قال واقسم بالله تعالیٰ انّ هذا ابو راجح کان ضعیفاً جداً ضعيف التركيب أصفر اللون شین الوجه مقرض اللحية وكنت دائماً ادخل الحمام الذى هو فیہ وكنت دائماً أراه علی هذه الحالة وهذا الشكل فلما اصبحت كنت ممن دخل علیہ فرأيتُه قد اشتدت قوته وانتصبت قامته وطالت لحيته واحمر وجهه وعاد کأنه ابن عشرين) سنة ولم یزل عل ی ذلک حت ی ادركه الوفاة ” (۱)

بحار میں سید علی ابن عبد الحمید سے جنہوں نے اپنی کتاب ”السلطان المفرج عن اهل الایمان“ میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے کہ جن افراد نے حضرت قائم سے ملاقات کی ہے چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں: وہ واقعہ جو تمام شہروں میں سب سے زیادہ مشہور و معروف ہوا ہے اور لوگوں نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ حلہ میں ابو راجح حمّامی کا واقعہ ہے جسے وہاں کے علماء و افاضل کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے، منجملہ ان افاضل میں سے ایک فاضل، زاید، عابد محقق شمس الدین محمد ابن قارون حفظہ الله تعالیٰ بھی ہیں ان کا بیان ہے کہ حلہ میں ایک حاکم تھا جس کو لوگ مرجان صغیر کے نام سے یاد کرتے تھے اس کو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو راجح، صحابہ پر لعنت کرتا ہے اور گالی دیتا ہے چنانچہ راجح کو پکڑ کر لایا گیا اور حکم دیا کہ جتنا زیادہ ہوسکے شدید طور پر اس کو مارو تاکہ وہ مرجائے تو یہ حکم عملی شکل میں تبدیل ہوا لوگوں نے اس کو اتنی شدید ضرب لگائی کہ اس کے سامنے کے دانت تک توڑ کر گرا دیے اس کی زبان کھینچ لی گئی اس کی ناک میں سوراخ کر کے اس میں ایک بال کی رسی باندھی گئی اور اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ اس کو حلہ کی گلیوں میں پھراؤ اور ہر طرف سے جتنا ہوسکے اس کو زد وکوب کرو۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا اور وہ مار کھاتے کھاتے مرنے کے نزدیک پہنچ گیا حاکم کو اطلاع دی گئی تو اس نے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ دربار کے حاضرین نے حاکم سے کہا: یہ ایک بوڑھا آدمی ہے اس کے خود بخود مرنے کے لیے وہی کافی ہے جو اتنی زیادہ اس کو مار پڑی ہے اب اسے چھوڑ دیجیے، یہ خود اپنی موت مرجائے گا آپ اس کا

۱) (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۷۰)

خون اپنی گردن پر کیوں لیتے ہیں۔ جب لوگوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو اس کا منہ ورم کر گیا ہے اور زبان بھی سوج چکی ہے۔ چنانچہ اس کو اس کے گھر والوں کے پاس منتقل کیا اور اس کے اہل خانہ اس کے اسی رات مرنے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں رکھتے تھے۔

دوسرے دن جب صبح ہوئی لوگ اسے دیکھنے کے لیے احوال پرسی کی غرض سے آئے تو دیکھا کہ وہ بالکل صحت مند

ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے اس کے دانت جو توڑ دیے گئے تھے سب بعینہ اس کے منہ میں موجود ہیں اس کے جسم کی تمام جراثیم اور منہ کے زخم اس طرح مندمل ہو چکے تھے کہ گویا اسے چوٹ کی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں اور زخم کے نشانات بھی نہیں تھے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور اس سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا تھا زبان تو گویا تھی ہی نہیں جس سے دعا کرتا، لہذا میں نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنے آقا و مولا سے فریاد کی، جب شب کا کافی حصہ گزر گیا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ تمام گھر روشنی سے منور ہو گیا ہے اور میرے سید و سردار حضرت صاحب الزمان - تشریف لائے ہیں اور اپنا دست مبارک میرے چہرے پر مس کر رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں: اب اٹھ جاؤ اپنے اہل و عیال کے پاس جاؤ اور ان کی ضروریات زندگی پوری کرو اللہ تعالیٰ نے تمہیں صحت و عافیت عطا کی پھر صبح ہوئی اور میں ایسا صحت مند اٹھا کہ جس طرح تم لوگ دیکھ رہے ہو۔ شمس الدین محمد ابن قارون مذکور کا بیان ہے کہ: خدا کی قسم! یہ راجح بہت ضعیف، نحیف و لاغر، زرد رنگ بدصورت تھا اور اس کی چھوٹی سی داڑھی تھی، میں ہمیشہ اس حمام میں جاتا کرتا جس میں وہ موجود ہوا کرتا تھا اور میں ہمیشہ اس کو اسی حالت میں پاتا تھا، مگر اس دن صبح کو جب میں دوسرے لوگوں کے ساتھ پہنچا تو دیکھا کہ اس کا جسم مضبوط، اعضاء و جوارح توانا و قدرت مند اور قدو قامت طولانی ہے اور داڑھی پہلے سے بڑی ہے اور چہرہ سرخی مائل ہے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیس سال کا نوجوان ہے پھر وہ مرتے دم تک اسی حالت میں رہا۔

۷۱۔ ”وفی ینابیع المودة عن المناقب عن علی بن موسی الرضا عن آباءہ عن رسول اللہ (ص) فی حدیث طویل ذکر فیہ فضلہم وشبہاً من حدیث المعراج إلی ان قال قُلْتُ: یا رَبِّی وَمَنْ اَوْصِیَانِی؟ فنودیْتُ یا مُحَمَّدُ اَوْصِیَانِکَ الْمَكْتُوبُونَ عَلَی سُرَادِقِ عَرَشِی، فَظَهَرَتْ فَرَأِیْتُ اثْنِی عَشَرَ نَوْرًا وَفِی کُلِّ نَوْرٍ سِتْرٌ اخضرَ عَلَیْهِ اسمٌ وَصِیٌّ مِنْ اَوْصِیَانِی، اَوَّلُهُمْ عَلِیٌّ وَآخِرُهُمُ الْمَهْدِی، فَقُلْتُ: یا رَبِّ هَؤُلَاءِی اَوْصِیَانِی مِنْ بَعْدِی؟ فنودیْتُ یا مُحَمَّدُ: هَؤُلَاءِ اُولِیائِی وَاجِبَائِی وَاصْفِیائِی وَحُجَجِی بَعْدَکَ عَلَی بَرِیَّتِی، وَهُمْ اَوْصِیَانِکَ وَعِزَّتِی وَجَلَالِی لَا طَهْرَ لَیْلٍ اَرْضَ بَاخِرِهِمُ الْمَهْدِی مِنَ الظُّلُمِ وَلَا مِکْنَنَهُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا وَلَا سَخَرْنَ لَهُ الرِّیَاحَ وَلَا ذَلَّلْنَ لَهُ السَّحَابَ وَلَا رَقِیْنَهُ فِی الْاَسْبَابِ وَلَا نَصِرْنَهُ بِجَنْدِی وَلَا مِدْنَهُ بِمَلَائِکَتِی حَتَّى تَعْلُوَ دَوْلَتِی وَیَجْتَمَعَ الْخَلْقُ عَلَی تَوْحِیدِی، ثُمَّ لَا دِیْمَنَ) مُلْکُهُ وَلَا اَدُولَ الْاِیَّامِ بَیْنَ اُولِیَائِی اِلَی یَوْمِ الْقِیَمَةِ“ (۱ ینابیع المودة میں مناقب سے حضرت علی ابن موسی الرضا - اپنے آباؤں کے نام سے ان حضرات نے حضرت رسول اکرم (ص) سے ایک مفصل حدیث میں کہ جس میں ان کی فضیلت و منقبت اور حدیث معراج کا بعض حصہ ذکر کیا ہے یہاں تک کہ فرمایا: میں نے کہا: اے پروردگار! میرے اولیاء کون ہیں؟ آواز آئی: اے محمد! تیرے اوصیا کے نام میرے عرش کے سرورق پر لکھے ہوئے ہیں میں نے نظر کی تو بارہ انوار کو دیکھا۔ ہر ایک نور کی سبز سطر ہے جس پر میرے اوصیاء میں سے میرے وصی کا نام موجود ہے ان میں اول علی ابن ابی طالب اور ان میں آخری مہدی - ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے

۱۔ (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۴۸۶)

پروردگار! میرے بعد یہ میرے اوصیاء ہیں، آواز آئی اے محمد! یہ میرے اولیاء ہیں، مجھے میری عزت اور جلال کی قسم! زمین کو ضرور ضرور ان کے آخری مہدی کے ذریعہ ظلم سے پاک کروں گا میں اس کو زمین کے مشرق و مغرب کا مالک بناؤں گا۔ پس اس کے لیے ہواؤں کو اس کا فرمان بردار قرار دوں گا سخت بادلوں کی گردنیں اس کے لیے جھکادوں گا۔ میں اس کو اسباب میں بلند کروں گا۔ میں اس کی اپنے لشکر کے ذریعے مدد کروں گا اپنے فرشتوں سے اس کی نصرت کروں گا۔ آخر کار میری حکومت عروج پر پہنچے گی میری تمام مخلوق میری توحید پر جمع ہو جائے گی میں اس کی سلطنت کو دوام بخشوں گا۔ بڑے دنوں کو اپنے اولیا کے درمیان قیامت کے روز گردش دوں گا۔

۷۲۔ مشہور و معروف اور معتبر دعا جس کو شیخ ابو عمر و عثمان ابن سعید امام زمانہ - کے پہلے نائب نے املا کرایا تھا اور سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے بھی حضرت کے زمانہ غیبت میں پڑھنے کی خصوصی تاکید کی ہے اس کا آغاز یوں ہوتا ہے: اللہمَّ عَرِّفْنِی نَفْسَکَ اِلَی قولہ

”اللَّهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَآيِدْهُ بِالنَّصْرِ حَتَّى لَا تَدْعَ مِنْهُ دِيَارًا وَلَا يَبْقَى لَهُمُ آثَارًا طَهَّرْ مِنْهُ مِثْرًا وَاشْفِ مِنْهُمْ صُدُورَ عِبَادِكَ وَجَدِّدْ بِهِ مَا امْتَحَ مِنْ دِينِكَ وَاصْلَحْ بِهِ مَا بُدِّلَ مِنْ حَكِيمِكَ وَغَيِّرْ مِنْ سُنَّتِكَ حَتَّى يَعُودَ دِينُكَ بِهِ وَعَلَى يَدَيْهِ غَضًّا جَدِيدًا صَاحِبًا لَا عِوَجَ فِيهِ وَلَا بِدْعَةَ مَعَهُ حَتَّى تَطْفِئَ بَعْدِلِي نِیْزَ الْكَافِرِينَ اللَّهُمَّ وَاحِیْ بَوَلِيَّکَ الْقُرْآنَ وَأَرِنَا نُورَهُ سَرْمَدًا لَا لَیْلَ فِيهِ وَاحِیْ بِهَ الْقُلُوبِ الْمِیْتَةِ وَاشْفِ بِهَ الصُّدُورَ الْوُغْرَةَ وَاجْمَعْ بِهِ الْأَهْوَاءَ الْمُخْتَلِفَةَ عَلَی الْحَقِّ وَأَقِمْ بِهِ الْحُدُودَ (الْمُعْطَلَةَ وَالْأَحْكَامَ الْمَهْمَلَةَ حَتَّى لَا يَبْقَى حَقٌّ إِلَّا طَهَّرَ وَلَا عَدْلٌ إِلَّا زَهَرَ. ” (۱)

۱) (مصباح المتہجد، ص ۴۱۴، جمال الاسبوع، ص ۳۱۲، بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۸۹۔)

اے پروردگار! تو مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا فرما یہاں تک کہ فرمایا: اے پروردگار! تو حضرت امام مہدی - کے ظہور میں تعجیل فرما اور اپنی نصرت سے ان کی تائید فرم یہاں تک کہ ان کا کوئی گھر باقی نہ رہے اور ان کا نام و نشان تک نہ رہنے دے اور ان سے اپنے شہروں کو پاک و پاکیزہ اور ان لوگوں کو برباد کر کے اپنے بندوں کے دلوں کو شفا بخش اور حضرت - کے ذریعہ تیرے دین سے جو محو کر دیا گیا ہے اس کی تجدید فرما اور تیرے احکام میں جو تبدیلی کی گئی ہے اور تیری سنت میں جو تفسیر کی گئی ہے حضرت - کے ذریعے ان سب کی اصلاح فرما یہاں تک کہ تیرا دین حضرت کے ذریعے جدید اور صحیح انداز میں پھر سے پلٹ آئے اس طرح کہ اس میں نہ کوئی کجی ہو اور نہ اس کے ساتھ کوئی بدعت واقع ہو یہاں تک کہ ان کے عدل و انصاف کی وجہ سے کافروں کی بھڑکائی ہوئی آگ بجھ جائے اے میرے پروردگار! تو اپنے ولی کے ذریعے قرآن میں تازہ روح پھونک ہمیں اس کا وہ سرمدی (ازلی و ابدی) نور دکھا جس میں ظلمت نام کی کوئی شے نہ ہو اور ان کے ذریعے مردہ دلوں کو زندہ کر نیز ان کے ذریعے لوگوں کے دلوں کی آگ کو خاموش کر مزید یہ کہ لوگوں کے مختلف خیالات کو حق پر جمع کر دے اور ان کے ذریعے معطل حدود اور غیر مؤثر کیے ہوئے احکام کو پھر سے قائم کر دے تاکہ کوئی حق بغیر ظاہر ہونے باقی نہ رہ جائے اور کوئی عدل بغیر نمایاں ہونے نہ رہے۔

۷۳۔ اسی طرح دعا کے ان جملوں میں کہ جسے سید ابن طاووس رحمۃ اللہ علیہ نے سرداب مقدس کے اعمال میں اور شیخ نے مصباح میں روز جمعہ کے اعمال میں حضرت امام رضا - سے نقل کیا ہے اور ضمنی طور پر یونس ابن عبد الرحمن نے بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام رضا - نے حضرت صاحب الامر کے لیے اس دعا کے پڑھنے کا حکم دیا ہے: اَللّٰهُمَّ ادْفَعْ عَنِ وَلِيِّكَ وَخَلِيفَتِكَ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ مِنْهُمْ بِلَادَكَ وَاَشْفِ مِنْهُمْ عِبَادَكَ وَاَعِزِّ بِمُؤْمِنِيْنَ وَاَحْيِ بِسُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ وَدَارِسِ حُكْمِ النَّبِيِّ وَجَدِّدْ بِمَا امْتَحَى مِنْ دِيْنِكَ وَبُدِّلْ مِنْ حُكْمِكَ حَتَّى تَعِيدَ دِيْنَكَ بِهٖ وَعَلَى يَدَيْهِ جَدِيداً غَضّاً مُحَضّاً صَحِيحاً لَا عَوَجَ فِيْهِ وَلَا بَدْعَةً مَعَهُ ، وَحَتَّى تُغَيِّرَ بِعَدْلِهِ ظُلْمَ الْجَوْرِ وَتُطْفِئَ بِهٖ نَارَ الْكُفْرِ وَتُوضِحَ بِهٖ مَعَاقِدَ الْحَقِّ وَمَجْهُوْلَ الْعَدْلِ۔ (۱)

اے پروردگار! شہروں کو ان سے پاک و پاکیزہ کر، اور ان لوگوں کی نابودی کے ذریعہ اپنے بندوں کے دلوں کو شفا بخش اور حضرت امام مہدی - کے ذریعہ مومنین کو عزت عطا فرما اور پیغمبروں کی سنتوں کو اس کے ذریعہ احیا کر۔ اور حضرت - کے ذریعہ تیرے دین سے جو محو کر دیا گیا ہے اس کی تجدید فرما، اور اپنے احکام میں تبدیلی لادے یہاں تک کہ اس کے ذریعہ تیرا دین واپس آجائے اور حضرت کے ذریعے ان سب کی اصلاح فرما یہاں تک کہ تیرا دین خالص ہو جائے اس میں کوئی کجی اور بدعت نہ رہ جائے، تاکہ حضرت - کی عدالت کے ذریعہ تاریکیاں روشنائی میں تبدیل ہو جائیں کافروں کی بھڑکائی ہوئی آگ خاموش ہو جائے اور حضرت کے ذریعہ تمام مشکلات برطرف فرما نیز حق کی گرہیں کھول دے اور ان کی نامعلوم عدالت کو لوگوں کے لیے آشکار فرما۔

۷۴۔ دعائے ندبہ میں ہم پڑھتے ہیں: ”اَيُّنَ بَقِيَّةُ اللّٰهِ الَّتِي لَا تَحْلُوْمنَ الْعِتْرَةَ الْهَادِيَّةِ ، اَيُّنَ الْمَعْدُ لِقَطْعِ دَابِرِ الظُّلْمَةِ ، اَيُّنَ الْمُنتَظَرُ لَا قَامَةَ الْاُمَمِ وَالْعَوَجَ اَيُّنَ الْمَرْتَجَى لَا زَالَةَ الْجَوْرِ وَالْعُدْوَانِ ، اَيُّنَ الْمُتَخَرِّ لِتَجْدِيْدِ الْفَرَايِضِ وَالسُّنَنِ“

وہ بقیۃ اللہ کہاں ہے؟ جس سے ہدایت کرنے والی عترت پیغمبر سے دنیا خیال نہیں ہوسکتی وہ کہاں ہے؟ جسے سلسلہ ظلم کو قطع کرنے کے لیے مہیا کیا گیا ہے وہ کہاں ہے؟ جس کا کجی اور انحرافات کو درست کرنے کے لیے انتظار ہو رہا ہے وہ کہاں ہے؟ جس سے ظلم و تعدی کو زائل کرنے کی امیدیں وابستہ ہیں وہ کہاں ہے؟ جسے فرائض اور سنن کی تجدید کے لیے ذخیرہ کیا گیا ہے۔ ۷۵۔ وہ صلوات کہ جسے شیخ کفعمی نے کتاب مصباح میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ صلوات

۱) (مصباح المتہجد، ص ۴۱۰، جمال الاسبوع، ص ۳۰۸، بحار الانوار، ج ۹۲، ص ۳۳۱۔)

صلوات حضرت صاحب الزمان - سے مروی ہے جو ابو الحسن ضراب اصفہانی کے لیے حضرت کے وجود مقدس کی طرف سے مکہ میں صادر ہوئی ہے اور اس کی سند کو مختصر طور پر ذکر کیا ہے۔ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّیْنَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، اَلٰی اَنْ قَالَ : اَللّٰهُمَّ جَدِّدْ بِمَا امْتَحَی مِنْ دِيْنِكَ وَاَحْيِ بِمَا بُدِّلَ مِنْ كِتَابِكَ وَاُظْهِرْ بِمَا غُيِّرَ مِنْ حُكْمِكَ حَتَّى يَعُوْدَ دِيْنُكَ بِهٖ وَعَلَى يَدَيْهِ غَضّاً جَدِيداً خَالِصاً مُخْلِصاً لَا شَكَّ فِيْهِ وَلَا شُبْهَةَ (مَعَهُ وَلَا بَاطِلَ

عِنْدَهُ وَلَا يَدْعُ لَدَيْهِ” (۱) صلوات

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے: اے پروردگار! اپنا درود و سلام بھیج محمد پر جو تمام رسولوں کے سردار خاتم النبیین اور تمام عالمین پر پروردگار کی حجت ہیں یہاں تک کہ فرمایا: اے پروردگار! حضرت - کے ذریعہ جو تیرے دین سے محو ہو گیا ہے اس کی تجدید فرما اور حضرت - کے ذریعہ جو کچھ تیری کتاب میں (تحریف کرنے والوں کی وجہ سے) تبدیلی ہوئی ہے اس کا احیاء فرما اور جو کچھ تیرے حکم میں رد و بدل کیا گیا ہے حضرت - کے ذریعہ ظاہر فرما یہاں تک کہ تیرا دین واپس آجائے اور حضرت - کے دست مبارک سے وہ ایسا خالص ہو جائے کہ اس میں کبھی بھی کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جائے اور نہ ہی اس میں کوئی باطل یا بدعت باقی رہ جائے۔ صلوات

روحی لہ الفداء و عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف وجعلنا وجميع المؤمنين من أعوانه وأنصاره وشيعته آمین ہماری جان ان پر قربان! اور خدا ان کے مبارک ظہور میں تعجیل فرمائے اور ہمیں اور تمام مومنین کو ان کے اعوان و انصار اور ان کے شیعوں میں قرار دے۔ آمین یارب العالمین صلوات

۱) (مصابیح المتہجد، ۲۰۸، دلائل الامامة، ص ۵۵۱)۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۔ تازگی

”الْقُرْآنُ غَضٌّ طَرِيٌّ لَا يَنْدُرُسُ بِمُرُورِ الزَّمَانِ وَكَأَنَّ ذِكْرَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ“ قرآن اور امام زمانہ - ہمیشہ تازہ ہیں اور کبھی بھی مرور زمانہ سے ان کی طراوت و شادابی اور تازگی کم نہیں ہوگی۔

۷۶۔ “عَنْ الرِّضَا عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَنَّهُ سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَالُ الْقُرْآنِ لَا يَزْدَادُ عَلَى النَّشْرِ وَالْدَّرْسِ الْغَضًّا؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَجْعَلْ لَهُ لَزْمَانَ (دُونِ زَمَانٍ وَلَا لِنَاسٍ دُونَ نَاسٍ، فَهُوَ فِي كُلِّ زَمَانٍ جَدِيدٌ وَعِنْدَ كُلِّ قَوْمٍ غَضٌّ إِلَّا فِي يَوْمِ الْقِيَمَةِ” (۱)

حضرت امام رضا - نے اپنے پدر بزرگوار (علیہما السلام) سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - سے سوال کیا کہ کیوں قرآن کی جتنا زیادہ نشرو اشاعت کرتے ہیں اور اس کی تدریس کرتے ہیں اس کی شادابی اور تازگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے (اس سے احساس خستگی نفرت اور دوری نہیں پیدا ہوتی) تو امام - نے فرمایا: چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کو کسی ایک ہی زمانہ سے مخصوص نہیں کیا ہے اور اسی طرح صرف خاص لوگوں کے لیے نہیں نازل فرمایا بلکہ ہر زمانے میں اور وہ ہر قوم کے

۱) (عیون اخبار الرضا -، ج ۱، ص ۹۳۔ امالی طوسی، ص ۵۸۰۔ بحار الانوار، ج ۲، ص ۲۸۰۔ ج ۱۷ (ص ۲۱۳، ج ۸۹، ص ۱۵)۔

نزدیک صبح قیامت تک ہر دل عزیز اور شادابی و تازگی کے ساتھ ہے۔ مولف کہتے ہیں: حضرت حجت بقیۃ اللہ الاعظم ولی عصر ناموس دہر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ہر دل عزیز وجود بھی خدا نے ہی و قدیر کی قدرت سے جہاں تک اس کی مشیت و مرضی ہوگی زندہ و شاداب اور جوان رہے گا، کبھی بھی فرسودگی، پیری، سستی اور ان کے مقدس وجود میں کسی قسم کے عیوب و نقائص ان میں عارض نہیں ہوسکتے اور ان کی امامت و خلافت اور تمام موجودات پر ان کا حجت ہونا کسی خاص زمانہ اور صدی سے مخصوص نہیں ہے، بلکہ جب تک خدائے ہی و قیوم ازلی و ابدی جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا امام زمانہ - کا ہر برکت وجود بھی فریقین کی مسلم اور معتبر روایت کی صراحت کی بنا پر باقی رہے گا روئے زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہے گی یعنی جس زمانہ تک زمین و زمان باقی ہیں واضح طور پر امام زمانہ - کا بھی ہونا ضروری ہے تاکہ خدا کے بندے بے سرپرست حیران و سرگرداں نہ ہوں۔

۷۷۔ ”وَفِي الْكَافِي بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ الْوَشَّاءِ (اسمہ حسن بن علی) قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ تَبْقَى الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ؟ قَالَ لَا، قُلْتُ: أَنَا نَرَوِي أَنَّهَا لَا تَبْقَى إِلَّا أَنِي يَسْخَطُ (اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ: لَا تَبْقَى، إِذَا لَسَاخَتْ) (۱) کافي میں صحیح سند کے ساتھ وشا (کہ جن کا نام حسن ابن علی ہے) سے روایت نقل کی گئی ہے کہ میں نے ابو الحسن امام علی رضا - سے دریافت کیا : کیا امام کے بغیر زمین باقی رہے گی؟ فرمایا: نہیں میں نے عرض کیا: ہم روایت کرتے ہیں کہ بغیر امام کے نہ رہے گی مگر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناراض ہو۔ فرمایا: اس وقت یقیناً وہ اضطراب میں آجائے گی۔

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۱۷۹)۔

۷۸۔ ”وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ بَقِيَتِ الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ لَسَاخَتْ“ (۱) دوسری روایت میں امام جعفر صادق - سے نقل ہوا ہے کہ اگر زمین بغیر امام کے ہو تو وہ ویران و برباد ہوجائے گی۔ ۷۹۔ ”وَعَنْ غِيْبَةِ النَّعْمَانِيِّ عَنِ الْأَصَادِقِ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ : وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُوْ مِنْ حُجَّةٍ لِلَّهِ وَ كُلُّ اللَّهِ سَيَعْمُ يَخْلَفُهُ مِنْهَا بِظُلْمِهِمْ وَجَوْرِهِمْ وَاسْرَافِهِمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ خَلَّتِ الْأَرْضُ سَاعَةً وَاحِدَةً مِنْ حُجَّةٍ لِلَّهِ لَسَاخَتْ بِأَهْلِهَا“ (۲) غیبت نعمانی میں امام صادق - سے انہوں نے امیر المومنین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ : یاد رکھو کہ زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی بس اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان سے ظلم و ستم جور و جفا اور زیادتی کی وجہ سے اندھا بنا دیتا ہے ورنہ اگر زمین ایک لمحے کے لیے بھی حجت خدا سے خالی ہوجائے تو شق ہوجائے اور تمام اہل زمین اس میں سما جائیں۔

ان روایت کی کثرت سے جو اس باب میں ذکر ہوئی ہیں یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ زمین ایک لمحہ کے لیے بھی امام اور حجت خدا کے بغیر ناممکن ہے کہ باقی رہ جائے ورنہ تمام زمین و زمان اور لوگ فنا ہوجائیں۔ قابل توجہ یہ ہے کہ یہ روایات اس زمانہ میں امام زمانہ - کے وجود کو حتماً باقی رہنے پر محکم دلیل اور برہان قاطع ہے جو ان لوگوں کے لیے ایک دندان شکن جواب بھی ہے کہ بعض کوتاہ نظر لوگوں کو حضرت کی طولانی غیبت ان کے افکار کے تشویش کا باعث ہوئی ہے۔

۱۔ (غیبت نعمانی، ص ۱۴۱)۔

۲۔ (غیبت نعمانی، ص ۱۴۱)۔

نتیجہ میں اس عالمی مصلح کی عمر مبارک کی کمیت (مدت) اور کیفیت کے بارے میں گفتگو میں الجھے ہوئے ہیں۔ جب کہ اس عظیم ہستی کی طولانی عمر خواہ اعتقادی نقطہ نظر سے ہو یا علمی نظریہ کی بنا پر ہو بہت واضح ہے اور کسی قسم کا اس میں شک و شبہ نہیں پایا جاتا ہے، اس کے علاوہ قرآنی آیات اور بیرونی اور طبیعی شواہد بھی بہت ہیں قارئین اس کے مقامات اور مطالب کی طرف رجوع کریں۔ یہاں بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے کہ جس میں حضرت یونس (علی نبینا و آلہ علیہ السلام) کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ہم اس پر اکتفا کرتے ہیں۔

(قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (۱) اللَّهُ تَعَالَى فرماتا ہے: ”پھر اگر حضرت یونس مچھلی کے شکم میں خدا نے سبحان کی تسبیح و تقدیس نہ کرتے اور ندائے (۲) تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں تھا۔ نہ دیتے تو یقیناً روز قیامت تک مچھلی کے شکم میں رہتے۔

فطری بات ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی لازوال قدرت سے مچھلی اسی طرح حضرت یونس - کو صبح قیامت تک محفوظ رکھتا ، تو پھر کیا بڑی بات ہے کہ وہ اپنے نمائندہ اور حجت قائم آل محمد - کے مبارک وجود کو اور ان کے آباء و اجداد طاہرین کو اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کے گرنے اور برباد ہونے سے محفوظ رکھے، اور اپنی رحمت کو بندوں پر نازل کرے ان کی دعا مستجاب فرمائے اور بلاؤں کو ان سے دور کرے۔ اللَّهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَسَهِّلْ مَخْرَجَهُ وَبَلِّغْهُ أَفْضَلَ مَا أَمَلْنَا، وَاجْعَلْنَا مِنْ أَعْوَانِهِ وَأَنْصَارِهِ وَشَيعَتِهِ وَالْمُسْتَشْهِدِينَ بَيْنَ يَدَيْهِ، بِحَمْدِ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ صَلَوَاتِكَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ۔

۱۴۴، ۱۔ (سورنہ صافات، آیات ۱۴۳)۔

اے خدا ! اس کے ظہور میں تعجیل فرما اس کے خروج کو آسان فرما اور اس کو اس کی بہترین آرزوؤں تک پہنچا دے، اور ہمیں اس کے اعوان و انصار اور شیعوں میں قرار دے اور اس کے حضور میں ہمیں شہادت نصیب فرما۔ بحق محمد وآلہ الطہیین الطاہرین صلواتک علیہم اجمعین۔ مولیٰ الموحدین حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے نہج البلاغہ میں کتاب اللہ العزیز کے اوصاف کے بارے میں مختلف مقامات پر اور قرآن مجید کی خصوصیات نیز عظمت و منزلت کے متعلق بہترین مطالب بیان فرمائے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک جملہ قابل تعریف ہے ناچیز حقیر نے ان سے جو بہت زیادہ جامع اور قابل توجہ ہے اس میں بیالیس قسم کی فضیلت و منقبت ذکر کی ہے۔ ہم اسے بطور تبرک ذکر کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو امام زمانہ - کے مقدس وجود پر منطبق کرتے ہوئے بیان کریں گے۔

حضرت امیر المومنین - نے اس خطبہ میں پیغمبر کی بعثت اور اس کے عظیم فوائد کے بارے میں گفتگو فرمائی ہے اور مزید فرماتے ہیں:

۸۰۔ ”ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ نُورًا لَا يُطْفَأُ مَصَابِيحُهُ وَ سِرَاجًا لَا يَخْبُتُ وَ تَوَقُّدُهُ وَ بَحْرًا لَا يَدْرِكُ قَعْرَهُ وَ مِنْهَا جَاءَ لَا يَضِلُّ نَهْجُهُ وَ شِعَاعًا لَا يَظْلُمُ ضَوْؤُهُ وَ فِرْقَانًا لَا يَخْمدُ بُرْهَانُهُ وَ بُنْيَانًا لَا يَهْدَمُ أَرْكَائُهُ وَ شِفَاءٌ لَا تُخْشَى أَسْفَاؤُهُ وَ عِزًّا لَا تُهْزَمُ أَنْصَارُهُ وَ حَقًّا لَا تُخْذَلُ أَعْوَانُهُ فَهُوَ مَعِينُ الْإِيمَانِ وَ يُحْيِي حَيَاتَهُ وَ يَنْبِيعُ الْعِلْمِ وَ يُحَوِّرُهُ وَ رِيَاضُ الْعَدْلِ وَ غَدْرَائُهُ أَثَافِي الْإِسْلَامِ وَ بُنْيَانُهُ وَ أَوْدِيَةُ الْحَقِّ وَ غِيْطَانُهُ ، بَحْرٌ لَا يَنْزِفُهُ الْمُسْتَنْزِفُونَ (الْتَنْزِفُونَ خ ل) وَ عِيُونَ لَا يُنْضِبُهَا الْمَاضُونَ وَ مَنَاهِلٌ لَا يَغْضُهَا الْوَارِدُونَ وَ مَنَازِلٌ لَا يَضِلُّ نَهْجُهَا الْمَسَافِرُونَ وَ أَعْلَامٌ لَا يَمُوتُ عَنْهَا السَّائِرُونَ وَ أَكَاثِمٌ لَا يَجُوزُ عَنْهَا الْقَاصِدُونَ

جَعَلَ اللَّهُ رِيًّا لِعَلَّاسِ الْعُلَمَاءِ وَ رَبِيعًا لِقُلُوبِ الْفُقَهَاءِ وَ مُحَاجًّا لِبُطُوقِ الصُّلَحَاءِ وَ دَوَاءً لَيْسَ مَعَهُ (بَعْدَهُ خ ل) دَاءٌ وَ نُورًا لَيْسَ مَعَهُ ظُلْمَةٌ ، حَبْلًا وَثِيقًا عُرْوَةً وَ مَعْقِلًا مَنِيْعًا ذُرْوَةً ، عِزًّا لِمَنْ تَوَلَّاهُ وَ سَلَامًا لِمَنْ دَخَلَهُ وَ هُدًى لِمَنْ اتَّخَذَهُ وَ عِزًّا لِمَنْ اِنْتَحَلَ وَ بُرْهَانًا لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ وَ شَاهِدًا لِمَنْ خَاصَمَ بِهِ وَ فَلَجًا لِمَنْ حَاجَّ بِهِ وَ حَامِلًا لِمَنْ حَمَلَهُ وَ مَطِيَّةً لِمَنْ أَعْمَلَهُ وَ آيَةً لِمَنْ تَوَسَّعَ وَ جَنَّةً لِمَنْ اسْتَلَامَ (وَ عِلْمًا لِمَنْ رَوَى وَ حَدِيثًا لِمَنْ رَوَى وَ حُكْمًا لِمَنْ قَضَى) ” (۱)

اس کے بعد ان پر اس کتاب کو نازل کیا جس کی قندیل بجھ نہیں سکتی اور جس کے چراغ کی لو مدہم نہیں پڑ سکتی ہے وہ ایسا سمندر ہے کہ جس کی تہاہ مل نہیں سکتی اور ایسا راستہ ہے جس پر چلنے والا بھٹک نہیں سکتا ہے۔ ایسی شعاع ہے جس کی ضو تاریک نہیں ہوسکتی اور ایسا حق و باطل کا امتیاز ہے جس کا برہان کمزور نہیں ہوسکتا ہے۔ ایسی وضاحت ہے کہ جس کے ارکان منہدم نہیں ہوسکتے ہیں اور ایسی شفا ہے جس میں بیماری کا کوئی خوف نہیں ہے ایسی عزت ہے جس کے انصار پسپا نہیں ہوسکتے ہیں اور ایسا حق ہے جس کے اعوان بے یارو مددگار نہیں چھوڑے جاسکتے ہیں۔ یہ ایمان کا معدن و مرکز، علم کا چشمہ اور سمندر، عدالت کا باغ اور حوض، اسلام کا سنگ بنیاد اور اساس، حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے۔ یہ وہ سمندر ہے جسے پانی نکالنے والے ختم نہیں کرسکتے ہیں اور وہ چشمہ ہے جسے الچنے والے خشک نہیں کرسکتے ہیں۔ وہ گھاٹ ہے جس پر وارد ہونے والے اس کا پانی کم نہیں کرسکتے ہیں اور وہ منزل ہے جس کی راہ پر چلنے والے مسافر بھٹک نہیں سکتے ہیں۔ وہ نشان منزل ہے جو راہ گریوں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوسکتا ہے اور وہ ٹیلہ ہے جس کا تصور کرنے والے آگے نہیں جاسکتے ہیں۔

پروردگار نے اسے علماء کی سیرابی کا ذریعہ فقہاء کے دلوں کی بہار، علماء کے راستوں کے لیے شاہراہ قرار دیا ہے یہ وہ دوا ہے جس کے بعد کوئی مرض نہیں رہ سکتا اور وہ نور ہے جس کے بعد کسی ظلمت کا امکان نہیں ہے۔ وہ ریسمن ہے جس کے حلقے مستحکم ہیں اور وہ پناہ گاہ ہے جس کی بلندی محفوظ ہے چاہنے والوں کے لیے عزت، داخل ہونے والوں کے لیے سلامتی، اقتداء کرنے والوں کے لیے ہدایت نسبت حاصل کرنے والوں کے لیے حجت، بولنے والوں کے لیے برہان اور مناظرہ کرنے والوں کے لیے شاید ہے بحث کرنے والوں کی کامیابی کا ذریعہ، اٹھانے والوں کے لیے بوجہ بٹانے والا، عمل کرنے والوں کے لیے بہترین سواری، حقیقت شناسوں کے لیے بہترین نشانی اور اسلحہ بیچنے والوں کے لیے بہترین سپر ہے، فکر کرنے والوں کے لیے علم اور روایت کرنے والوں کے لیے حدیث اور قضاوت کرنے والوں کے لیے قطعی حکم اور فیصلہ ہے۔

ہم حضرت مولیٰ الموحدین امیر المومنین - کے اس مبارک خطبہ کا ترجمہ اور تشریح قرآن اور امام زمانہ - کے موازنہ کے

ساتھ پیش کرتے ہیں
امام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام کو مبعوث کرنے کے بعد قرآن مجید کو آنحضرت کے قلب مبارک پر نازل فرمایا جو ان تمام مندرجہ ذیل اقدار اور معیار پر مشتمل ہے۔

۱۔ نور / ۲

۱۔ نوراً لَا يُطْفَأُ مَصَابِيحُهُ۔

قرآن ایسا نور ہے کہ جس کے چراغ کی روشنائی ناتمام ہونے والی نہیں ہے۔ لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت کرنے سے شبابت دینا جہل و نادانی کی ظلمتوں اور تاریکیوں کی بنا پر ہے جس طرح محسوس نور اور روشنی کے ذریعہ تاریکی شب میں لوگ سامنے کی چیزیں دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ اَقْوَمُ > (۱) بے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ اور مصابیح سے مراد (ہدایت کے مختلف راستے اور علوم و فنون ہیں جو قرآن میں موجود ہیں۔ مولف کہتے ہیں: قرآن مجید کے بہت سے مختلف راستے ہیں کہ انسان ان میں سے کسی ایک پر چل سکتا ہے تو وہ فطری طور پر شاہ راہ ہدایت اور صراط مستقیم تک پہنچ جائے گا، قرآن کریم نے لوگوں کو ان راستوں کی طرف متوجہ کیا ہے اور اس کی طرف چلنے کا حکم دیا ہے۔ خلقت کے لحاظ سے اس کے تمام پہلو جو ابتدائی مادوں سے ٹپکے اور زمین کی تہ سے باہر آئے یہاں تک کہ بعد والی تبدیلیاں نطفہ، علقہ، مضغہ، ہڈی گوشت اور پھر روح داخل کر کے انسانوں کو مکمل طور پر بنایا پھر فتبارک اللہ (خدا کس قدر بابرکت ہے) کے امتیاز کا سزاوار ہوا اور کبھی فطرت کے ایجادات اور خلقت کے شاہکاروں کے لحاظ سے اس میں غور و فکر کر کے اللہ تعالیٰ کی صناعی ازل میں غور کر کے جہالت و نادانی کے گرداب سے نکل کر فضل و کمال اور راہ سعادت کے ساحل پر پہنچا ہے (۲) کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ہیں کہ اسے کس طرح پیدا کیا گیا ہے۔ (۳) کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر اپنے پرندوں کو نہیں دیکھا جو پر پھیلا دیتے ہیں اور سمیٹ لیتے ہیں کہ انہیں فضا میں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں سنبھال سکتا کہ وہی ہر شے کی نگرانی کرنے والا ہے۔

پھر آسمانوں کی خلقت میں فکر کرنا کہ اس کو بغیر ستون کے کیسے آویزاں خلق کیا ہے اسی طرح شب و روز کی گردش کشتی کو بیکراں دریاؤں کے اوپر رواں دواں ہونا ابر باران کا نازل ہونا آباد زمینوں کو آباد

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۹۔)

۲۔ (سورہ غاشیہ، آیت ۱۷۔)

۳۔ (سورہ ملک، آیت ۱۹۔)

کرنا اسی کی بابرکت ذات سے مختلف ہواؤں کا چلنا بادلوں کا زمین اور آسمان کے درمیان چلنا یہ سب قدرت الہی کے کرشمے ہیں اور انسانوں کی پروردگار کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے:
< اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَخْتِ لَافٍ لِّلَّيْلِ وَالنَّهَارِ > (۱) بے شک زمین و آسمان کی خلقت روز و شب کی رفت و آمد۔

یہ قابل تردید بات نہیں ہے کہ ان آیات یا اسی طرح اور دوسری آیتوں کے حقیقی اور واقعی مطالب کے پیش نظر انسان کے لیے اس کا ضمیر روشن ہوتا ہے اور دل کو نورانیت حاصل ہوتی ہے جو حق کو باطل سے جدا اور صراط مستقیم کو غیر مستقیم سے مشخص کرتا ہے۔ ائمہ کا مبارک وجود نور ہے اور مخلوقات کی خلقت سے ہزاروں سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کے انوار مقدسہ کو خلق کیا اور تمام عالم اور جو کچھ اس میں شمس و قمر، بہشت، حور العین، ملائکہ، عرش اور تمام افلاک اور ستاروں کو ان بزرگوں کے انوار کے حصوں سے پیدا کیا، بالخصوص امام زمانہ کے مقدس نور سے جو ہمیشہ مومنین کے دلوں میں چمکتا رہتا ہے اور آیات اور متعدد روایات اس بات کی تاکید کرتی ہیں۔

۸۱۔ “عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنْ مُحَمَّدًا وَعَلِيًّا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَانَا نُورًا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ خَلْقِ الْخَلْقِ بِالْفِيْ عَامٍ وَاَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ النُّوْرَ رَأَتْ لَهُ اَصْلًا وَقَدْ اَنْشَعَبَ مِنْهُ شَعَاعٌ لَامِعٌ فَقَالَتْ: اَلِهٰنَا وَسَيِّدُنَا مَا هَذَا النُّوْرُ ؟ فَاَوْحَىٰ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهِمْ هَذَا نُوْرٌ مِنْ نُّوْرِى ، اَصْلُهُ نُبوْءٌ وَفِرْعُهُ اِمَامَةٌ، فَاَمَّا النُّبوْءُ لِمُحَمَّدٍ (ص) عَبْدِى وَرَسُوْلِى وَاَمَّا الْاِمَامَةُ فِلِعَلِّى (حجتى وَوَلِىِّ وَلَوْ لَا هُمَا مَا خَلَقْتُ خَلْقِى ” (۲)

۱) (سورہ بقرہ، آیت ۱۶۴)۔
۲) (بحار الانوار، ج ۶، ص ۱۱)۔

شیخ المحدثین علامہ جلیل مجلسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے گراں قدر دائرۃ المعارف ”بحار الانوار“ میں امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: محمد و علی علیہما الصلاة والسلام دونوں ایک نور تھے جو خدائے عزوجل کی بارگاہ میں دو ہزار سال تمام مخلوقات کی خلقت سے پہلے موجود تھے، جب ملائکہ نے ان انوارِ قدسیہ کا مشاہدہ کیا تو دیکھا کہ وہ اصلی نور ہیں کہنے لگے: بار الہا! اے میرے سید و سردار! یہ نور کیسا ہے (جسے ہم مشاہدہ کر رہے ہیں؟) خدائے عزوجل نے ان کی طرف وحی کی: یہ ایک ایسا نور ہے جو میرے نور سے مشتق ہے اس کی اصل اور اساس نبوت اور اس کی فرع اور شاخ امامت ہے، نبوت میرے بندہ خاص محمد سے مخصوص ہے اور وہ میرا رسول اور فرستادہ ہے لیکن امامت علی سے مخصوص ہے جو میرا حجت اور ولی ہے اگر وہ نہ ہوتے تو میں (مخلوقات کو خلق نہ کرتا۔ ۱)

۸۲ - ”فیه ایضاً عَنِ النَّبِيِّ (ص) قَالَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَنِي عَلِيًّا فَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ حِينَ لَا سَمَاءَ مَبْنِيَّةٌ وَلَا أَرْضٌ مَدْحِيَّةٌ وَلَا ظُلْمَةٌ وَلَا نُورٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ فَقَالَ الْعَبَّاسُ: فَيَكْفِ كَانُ بَدُو خَلْقَتَكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ (ص) فَقَالَ: يَا عَمَّ لَمَّا ارَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَنَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَلَقَ مِنْهَا نُورًا، ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أُخْرَى فَخَلَقَ مِنْهَا رُوحًا، ثُمَّ مَرَجَ النُّورَ بِالرُّوحِ فَخَلَقَنِي وَخَلَقَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، فَكُنَّا نُسَبِّحُهُ حِينَ لَا تَسْبِيحَ وَنُقَدِّسُهُ حِينَ لَا تَقْدِيسَ، فَلَمَّا ارَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَنْشِئَ خَلْقَهُ فَتَقَّ نُورِي فَخَلَقَ مِنَ الْعَرْشِ وَالْعَرْشُ مِنْ نُورِي، وَنُورِي مِنْ نُورِ اللَّهِ، أَنَّ نُورِي أَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ، ثُمَّ فَتَقَّ أُخَى عَلِيٍّ فَخَلَقَ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ فَمَلَائِكَةُ مِنْ نُورِ عَلِيٍّ وَنُورِ عَلِيٍّ مِنْ نُورِ اللَّهِ وَ عَلِيٌّ أَفْضَلُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ فَتَقَّ نُورِ ابْنَتِي فَاطِمَةَ وَنُورِ ابْنَتِي فَاطِمَةَ مِنْ نُورِ اللَّهِ

۱) (بحار الانوار، ج ۶، ص ۱۱)۔

وابنتی فاطمة افضل من السموات والارض ثم فتق نور ولدی الحسن فخلق منه الشمس والقمر، فالشمس والقمر من نور ولدی الحسن عليه السلام و نور الحسن من نور الله والحسن افضل من الشمس والقمر، ثم فتق نور ولدی الحسين صلوات الله عليه وسلامه فخلق منه الجنة والحدور العین، فالجنة والحدور العین من نور ولدی الحسين و نور ولدی الحسين من نور الله، ولدی الحسين افضل من الجنة والحدور العین” (۱)

نیز بحار الانوار میں رسول اکرم (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق فرمایا اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو بھی خلق فرمایا قبل اس کے کہ آدم کو پیدا کرے، جس وقت نہ آسمان وجود میں آیا تھا اور نہ ہی زمین کا فرش بچھایا گیا تھا نہ ہی نور و ظلمت، آفتاب و مابتاب اور جنت و جہنم کا وجود تھا پھر عباس نے عرض کیا: اے رسول خدا (ص)! آپ کی خلقت کے آغاز کی کیفیت کیا تھی؟ فرمایا: اے چچا! جس زمانے میں خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں خلق کرنے کا ارادہ کیا تو ایک کلمہ کہا اور اس کلمے سے ایک نور خلق فرمایا پھر دوسرا کلمہ کہا اور اس سے ایک روح خلق کی پھر خود کو روح کے ساتھ مخلوط کیا پھر مجھے خلق کیا اور علی، فاطمہ اور حسن و حسین کو بھی خلق فرمایا۔

ہم وہ تھے کہ خدائے سبحان کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے جب کوئی بھی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہیں تھا، جب خدائے بزرگ و برتر نے اپنی مخلوقات کو ایجاد و تخلیق کا ارادہ کیا تو میرے نور کو شگافتہ کیا اور عرش کو میرے نور سے خلق فرمایا اور میرا نور خدا کا نور ہے اور میرا نور عرش سے افضل ہے، پھر میرے بھائی علی کے نور کو شگافتہ کیا اور ان کے نور سے ملائکہ کو خلق فرمایا پھر ملائکہ کو علی کے نور سے اور علی کے نور

۱) (بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۰)۔

کو خدا کے نور سے خلق کیا اور علی ملائکہ سے افضل ہیں اس نور کے بعد میری بیٹی کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس تمام آسمان اور زمین میری بیٹی فاطمہ کے نور سے خلق ہوئے اور میری بیٹی فاطمہ

کا نور خدا کا نور ہے اور میری بیٹی فاطمہ آسمانوں اور زمین سے افضل ہے، پھر میرے بیٹے حسن کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے آفتاب و مابتاب کو خلق فرمایا اور سورج چاند کو میرے بیٹے حسن کے نور سے خلق کیا اور میرے بیٹے کا نور خدا کے نور سے ہے اور حسن آفتاب و مابتاب سے افضل ہے، اس کے بعد میرے بیٹے حسین کے نور کو شگافتہ فرمایا اور اس سے بہشت اور حور العین کے نور کو خلق کیا پھر بہشت اور حور العین کو میرے بیٹے حسین کے نور سے خلق کیا اور میرے بیٹے حسین کا نور خدائے سبحان کے نور سے ہے اور میرا بیٹا حسین (علیہ و علیہم صلوات اللہ و سلامہ) بہشت اور حور العین سے افضل ہے۔

ان دونوں روایت سے یہ استنباط و استنتاج ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) اور ائمہ اطہار کے انوار مقدسہ تمام موجودات کی اصل و اساس تھے اور ان سب کے انوار قدسیہ کی روشنی سے تمام منظومات شمسی اور روشن ستارے تمام کواکب و انجم اور کہکشائیں انہیں عظیم ہستیوں کے مقدس نور سے نشاۃ پاتے ہیں۔

قرآن مجید ایسا نور اور روشنی ہے جو دائمی ہے اور خاموش ہونے والی نہیں ہے اور لوگ ہمیشہ ہمیشہ اس کی ضیا اور نورانیت سے جہل اور جہالت کی ظلمتوں کی تاریکیوں اور ظلم و بربریت سے نجات پائیں گے اور دونوں جہاں کی ہدایت و سعادت کی شاہراہ تک پہنچیں گے۔

مہدی آل محمد حضرت قائم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ہر دل عزیز وجود اور ان کے آباء و اجداد طاہرین (سلام اللہ علیہم اجمعین) جو تمام انوار قدسیہ کا مبدأ و منشأ ہیں ہمیشہ دوسروں کے لیے ساطع و منور اور پرتو افکن تھے وہ بھی بطریق اولیٰ غیر قابل زوال اور تغیر ناپذیر ہوں گے۔ بالخصوص حضرت ولی عصر روحی لہ الفداء کا مقدس نور بہت سے مقامات میں خواہ ابتدائے ظہور میں خواہ زمانہ غیبت اور زمانہ حضور میں اشراقات و نورانیت کے حامل تھے جیسا کہ عالم ملکوت میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمن اور حضرت سید الشہداء حسین ابن علی علیہما السلام کی شہادت کے وقت اور معراج میں خاتم الانبیاء کے لیے ظاہر ہوا ہے ایک مفصل حدیث کے ضمن میں منقول ہے:

”یا محمد (ص) أَتَجِبُ أَنْ تَرَاهُمْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَبِّ، فَقَالَ: أَلْتَفَتَ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ فَالْتَفَتْتُ فَإِذَا بَعْلِي وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَجَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُوسَى وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَالْمَهْدِيُّ فِي ضَحَضَاحٍ مِنْ نُورٍ، قِيَامٌ يَصْلَوْنَ، وَهُوَ فِي وَسْطِهِمْ - أَيْ الْمَهْدِيُّ - كَأَنَّهُ كَوَكَبٌ دَرُّيٌّ“ (۱)

اے محمد (ص)! کیا ان کو دیکھنا چاہتے ہو؟ پیغمبر (ص) نے عرض کیا: ہاں میرے پروردگار! فرمایا: عرش کے داہنی طرف نگاہ کرو، لہذا میں نے جب نگاہ کی تو علی، فاطمہ اور حسن و حسین (بارہ امام) کا مشاہدہ کیا مہدی ان کے درمیان نور کا ایک ہالہ تھے جو حالت نماز و قیام میں تھے اور وہ ان کے درمیان نورانی ستارے کی طرح چمک رہے تھے۔

۲۔ چراغ / ۲

۲۔ وَ سَرَا جاً لَا يَخْبُو تَوْقُوه (ایسا نور ہے جس کی لو مدہم نہیں پڑ سکتی ہے)

ایسا ضوفشاں چراغ ہے جو کبھی بھی خاموش نہیں ہو سکتا جب تک دنیا باقی ہے اس کی لوگوں کی ہدایت ختم نہیں ہو سکتی اور اس کے نور کے پرتو سے روشنی حاصل کریں گے۔ یہی معیار پیغمبر اکرم (ص) اور ان کے اوصیاء کرام کے ہر دل عزیز وجود میں آیہ کریمہ کی

۱۔ (غیبت طوسی، ص ۴۸، بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۲۱۶)۔

صراحت (۱) (اے پیغمبر! ہم نے آپ کو گواہ بشارت دینے والا، عذاب الہی سے ڈرانے والا اور خدا کی طرف سے اس کی اجازت سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے) کے ساتھ موجود ہے :

اے پیغمبر! ہم نے آپ کو اس امت کے تمام حالات پر شاہد اور حاضر و ناظر بنا کر بھیجا تاکہ اس کی تصدیق و تکذیب کو دیکھو اور ان کی گمراہیوں کا مشاہدہ کرو اور ہمارے نیک و عدو جنّت اور اللہ کی لامتناہی نعمتوں کی خوش خبری دینے والا اور جہنم کے عذاب سے ڈرانے والا اور خدائے سبحان کی اجازت و توفیق کے ساتھ اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والا اور ایسا روشن و تابندہ چراغ بنا کر بھیجا کہ لوگوں اس کے ذریعہ جاہلیت کے تعصبات اور جہالت کی تاریکیوں سے نجات دے اور انہیں دنیا و آخرت کے سعادت کی معراج پر پہنچا دے۔ ۸۳ - حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام حدیث منزلت کے منطوق: (”أَنْتَ مَنِيْ بِمَنْزِلَةِ هُرُوفٍ مِنْ مُّوسَى الْاَ اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي“) (۲)

”تمہیں مجھ سے وہ نسبت و منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا“ کی بنا پر پیغمبر اکرم (ص) کے تمام کمالات کے حامل تھے سوائے منصب نبوت کے جو انہیں کی ذات اقدس سے مخصوص ہے۔ اور آیہ مباہلہ میں ”أَنْفُسَ أَنْفِ الْوَحْيِ“ اسے معنی کی وضاحت کرتا ہے۔ اور علی - کے گیارہ عزیز جو اسی شجرہ طیبہ سے تھے انبیاء اور اوصیاء کے وارث ہیں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم - امام عصر (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) بھی جو ان کے تمام فضائل و مناقب اور کمالات کے

۱۔ (سورہ احزاب، آیت ۴۶)۔
۲۔ (کمال الدین، ج ۱، ص ۲۷۸، معانی الاخبار، ص ۷۴)۔

حامل ہیں ان کا انوار مقدسہ بھی جب تک دنیا باقی رہے خاموش نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا (۱) اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے چاہے یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

۳۔ دریا / ۲

۳۔ وَ بَحْرًا لَا يَذْرَأُ فَعَرُهُ (وہ ایسا سمندر ہے جس کی تہاہ نہیں مل سکتی ہے)
(وہ ایسا سمندر ہے جس کی تہاہ نہیں مل سکتی ہے)۔ اس میں قرآن مجید کی عظمت کی طرف اشارہ ہے اس اعتبار سے کہ وہ جدید نکات اور اسرار خفیہ پر مشتمل ہے نیز اس میں علوم کے دقائق و لطائف موجود ہیں اس کی گہرائی اور حقیقت کو درک نہیں کیا جاسکتا اگرچہ تمام ہمتوں کو بروئے کار لایا جائے۔
بہت زیادہ قوی شناور بھی جس طرح سمندروں کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے قرآن مجید کے مطالب کو بھی کہ جس کے بہت سے بطون ہیں قابل درک نہیں ہیں۔ مولف کہتے ہیں: قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں ایک قسم کے موضوعات اور عناوین نگاہوں کے سامنے آتے ہیں کہ وہ سب پیغمبر خاتم (ص) کے وجود اقدس اور ان کے اوصیاء گرامی سے تعبیر و تفسیر کیے گئے ہیں۔

۸۴۔ ”فِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ زُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ (۲) فَرَسُولُ اللَّهِ (ص) أَفْضَلُ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ قَدْ عَلَّمَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ جَمِيعَ مَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ مِنْ

۱۔ (سورہ صف، آیت ۸)۔
۲۔ (سورہ آل عمران، آیت ۷)۔

التَّنْزِيلِ وَالْتَّأْوِيلِ ، وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُنْزَلَ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يُعَلِّمْهُ تَأْوِيلَهُ ، أَوْصِيَانَهُ مِنْ بَعْدِهِ يَعْلَمُونَ كُلَّهُ ، يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ < وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ تَأْوِيلَهُ إِذَا قَالَ الْعَالَمُ فِيهِمْ يَعْلَمُ ، فَأَجَابَهُمُ اللَّهُ بِقَوْلِهِ عِنْدَ رَبِّنَا > (۱) وَالْقُرْآنُ خَاصٌّ وَعَامٌّ وَمُحْكَمٌ وَمُنْتَابِهٌ وَنَاسِخٌ وَمَنْسُوخٌ فَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ) يَعْلَمُونَهُ۔ (۲)

کافی میں اپنی سند کے ساتھ برید ابن معاویہ نے امام محمد باقر - یا امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ آیہ کریمہ کے بارے میں فرمایا: رسول خدا (ص) راسخون فی العلم میں افضل ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں ان تمام چیزوں کا علم دیا تھا جو چیزیں ان پر تنزیل اور تاویل (قرآن) کی رو سے نازل کی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت (ص) پر کوئی ایسی شے نازل نہیں کی جس کی تاویل نہ بتادی ہو اور آنحضرت (ص) کے بعد ان کے اوصیائے گرامی بھی ان تاویلات کے جاننے والے ہیں وہ لوگ جو نہیں جانتے (شیعیان اہل بیت) تو جب عالم آل محمد ان کو آگاہ کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔

قرآن کریم (جو بہت سے علوم پر مشتمل ہے) خاص و عام محکم و منتسابہ، اس میں ناسخ و منسوخ موجود ہے وہ لوگ جو راسخون فی العلم ہیں تمام علوم قرآن کو جانتے ہیں۔ اسی کتاب میں دوسری حدیث میں عبد الرحمن ابن کثیر نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا:

(۸۵۔ ”الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ أُمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْإِمَامَةُ مِنْ بَعْدِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ“ : (۳)

- ۱) گزشتہ حوالہ۔)
 ۲) اصول کافی، ج ۱، ص ۲۱۳۔
 ۳) اصول کافی، ج ۱، ص ۲۱۳۔

راسخون فی العلم حضرت امیر المومنین - ہیں اور ان کے بعد ائمہ ہدیٰ ہیں۔ و قال تعالیٰ: (۱)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کا سہارا دینے کے لیے سات سمندر اور
 آجائیں تو بھی کلمات الہی تمام ہونے والے نہیں ہیں بے شک اللہ صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔
 و قال تعالیٰ: (۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کہہ دیجیے کہ اگر میرے پروردگار کے کلمات کے لیے سمندر بھی روشنائی بن
 جائیں تو کلمات رب کے ختم ہونے سے پہلے ہی سارے سمندر ختم ہو جائیں گے چاہے ان کی مدد کے لیے ہم ویسے ہی
 سمندر اور بھی لے آئیں۔

دونوں آیہ کریمہ کے معنی کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کبھی تمام سمندروں کے پانی روشنائی ہو جائیں اور اس میں چند برابر
 اضافہ ہو جائے اور جو کچھ روئے زمین میں درخت موجود ہیں قلم ہو جائیں (اور جن و انس کاتب) کلمات الہی کو تحریر
 کریں یا احصاء کریں تو تمام سمندر ختم ہو جائیں گے مگر کلمات خداوندی کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے۔ آیات کریمہ کی
 تفصیل اور حضرت موسیٰ ابن جعفر - سے جناب موسیٰ میرقہ کا آیت کے تمام پہلوؤں کا دریافت کرنا اور حضرت کا جواب
 دینا کہ ہم کلمات الہی ہیں کہ ان کے فضائل و مناقب (جو اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا) کی کنہ و حقیقت تک ہرگز نہیں
 پہنچ سکتے۔

- ۱) سورنہ لقمان، آیت ۲۷۔
 ۲) سورنہ کہف، آیت ۱۰۹۔

۴۔ شاہراہ ۲/

۴۔ وَ مِنْهَا جَا لَا يَضِلُّ نَهْجُهُ (ایسا راستہ ہے جس پر چلنے والا بھٹک نہیں سکتا ہے)
 (ایسا راستہ ہے جس پر چلنے والا بھٹک نہیں سکتا ہے)۔

ایسی مستقیم اور روشن شاہراہ ہے جو ہر قسم کی کجی سے خالی، اس کی علامات اور نشانیاں نصب کی ہوئی ہیں جو ہمیشہ
 چلنے والوں کو حق و حقیقت کی راہ پر چلنے کی ہدایت کرتی ہیں، اس کے سالکین کبھی بھی منحرف اور گمراہ نہیں ہوں
 گے۔ جس طرح قرآن مجید میں سیدھا راستہ ہے کہ اس کے تمام پیروکار منحرف اور گمراہ نہیں ہوں گے، پیغمبر اکرم
 (ص) اور ان کے اوصیاء و اہل بیت اطہار بھی صریحی آیات و روایات کی بنا پر سیدھا راستہ ہینجس میں دابنی اور بائیں
 طرف بغیر منحرف ہوئے گم گشتہ راہ اور حیرت زدہ افراد کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں۔ اور انہیں کجی اور گمراہی سے
 نجات عطا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں پیغمبر اسلام (ص) کو خطاب کر کے فرماتا ہے: (۱) آپ کہہ دیجیے کہ یہی
 میرا راستہ ہے کہ میں بصیرت کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اور میرے ساتھ میرا اتباع کرنے والا بھی ہے (اس
 دعوت میں یعنی میرے اوصیاء جو تمام جہات میں میرے وارث ہیں) اور خدائے تبارک و تعالیٰ پاک و بے نیاز ہے اور میں
 مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ و قال اللہ تعالیٰ: (۲)

- ۱) سورنہ یوسف، آیت ۱۰۸۔
 ۲) سورنہ انعام، آیت ۱۵۳۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور یہ ہمارا سیدھا راستہ ہے (کہ اس میں کسی قسم کی کجی اور انحراف نہیں پایا جاتا) لہذا اس کا اتباع
 کرو اور کبھی بھی دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہ مستقیم اور حق کے راستہ سے الگ ہو جاؤ (اللہ تعالیٰ نے اس
 اہم امر کی ولایت کے طور پر) تمہیں نصیحت کی ہے کہ اس طرح شاید متقی اور پرہیز گار بن جاؤ۔ ۸۶۔ شیخ المحدثین
 غواص بحار الانوار، علامہ مجلسی (علیہ الرحمة و الرضوان) اپنی کتاب بحار میں شیخ جلیل القدر نے ابو عمرو محمد ابن

عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی رجال جو رجال الکشی کے نام سے مشہور ہے اپنے اسناد کے ساتھ حمزہ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار محمد طیار سے روایت نقل کی ہے کہ : میں نے امام محمد باقر - کے بیت الشرف میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کی تاکہ حضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوں مجھے اجازت نہیں دی لیکن میرے علاوہ دوسروں کو اجازت دی، میں بہت رنجیدہ خاطر ہو کر واپس پلٹا، خود کو گھر کے ایک موجودہ تخت پر گرا دیا تھا لیکن میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی، میں خود فکر کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا : کیا مرجئہ، قدریہ، حروریہ اور زیدیہ ایسا نہیں کہتے کہ ہم ان کی بات کو باطل و فاسد کریں، میں اسی فکر میں تھا کہ ایک آواز دینے والے نے دروازہ پر آواز دی، میں نے دیکھا کہ دروازہ پر کسی نے دستک دی، میں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ کہا: میں ابو جعفر امام محمد باقر - کا فرستادہ ہوں امام نے تمہیں طلب کیا ہے، میں نے اپنا لباس پہنا اور ساتھ میں حضرت کی خدمت میں پہنچے جب میں گھر میں داخل ہوا تو مجھے دیکھ کر فرمایا:

”يَا مُحَمَّدُ لَا إِلَى الْمَرْجئةِ وَلَا إِلَى الْقَدْرِیِّ وَلَا إِلَى الْحَرُورِیَّةِ وَلَا إِلَى الزَّیْدِیَّةِ وَكُنْ الْبَیْنَا وَائِمًا (حَجَّتْكَ لِكَذَا وَكَذَا فَقَبِلْتُ وَقُلْتُ بِهٖ)“

اے محمد! نہ مرجئہ کے گھر کے دروازے پر نہ حروریہ کی طرف نہ قدریہ کی جانب اور نہ ہی زیدیہ کی

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۷۴، بحار الانوار، ج ۶، ص ۲۷۱)۔

سمت (ان میں سے کسی کی طرف) جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ میرے گھر کے دروازہ پر آؤ (وہ سب کے سب شاہراہ مستقیم سے نکل کر ضلالت و گمراہی کی سنگلاخ وادی میں پڑے ہوئے ہیں) لیکن ہمارا راستہ سیدھا اور شاہراہ ہدایت و سعادت ہے اور یہ کہ میں نے تم کو اجازت مرحمت نہیں فرمائی وہ کچھ مصلحتوں کی بنا پر تھی جس کی وجہ سے میں مانع ہوا۔ راوی کا بیان ہے : حضرت کی بات کو قبول کیا اور اپنے عقیدہ پر ثابت رہا۔ یہ چار فرقے جو روایت میں ذکر ہوئے ہیں ان کے اعتقادات دین اسلام اور عقائد حقہ کے مخالف ہیں :

۱) (لیکن مرجئہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کسی قسم کی نافرمانی انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی جس طرح کفر کے ہوتے ہوئے کسی قسم کی اطاعت فائدہ نہیں بخشتی، اور کہتے ہیں: جو شخص نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے غسل جنابت نہ انجام دے خانہ کعبہ کو خراب کرے اور اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے تو وہ جبرئیل و میکائیل کے ایمان پر باقی ہے۔ شیاطین کے وسوسوں سے ہم خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ ۲) (لیکن قدریہ، لفظ ”قدری“ روایات میں جبری اور تفویض دونوں مذاہب والوں کے لیے استعمال ہوا ہے لیکن اس مقام پر دوسری قسم ہماری مورد بحث ہے جو تفویض ہے، ان کے عقائد میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: کسی بھی قسم کا خیر و شر تقدیر اور مشیت الہی کی بنا پر نہیں ہے اور بعض نے اس کے برخلاف بات کہی ہے وہ یہ کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام خیر و شر مشیت الہی کی بنا پر نہیں واقع ہوتے ہیں۔ بہر حال روایت صحیحہ میں ذکر ہوا ہے کہ ستر پیغمبروں کی زبانی قدریہ کے فرقوں پر خدا نے لعنت کی ہے۔ پیغمبر اسلام (ص) سے صحیح روایت کے ساتھ یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: قدریہ میری امت کے مجوس ہیں نیز فرمایا: جب قیامت ہوگی اہل محشر کو آواز دینے والا آواز دے گا: ”این خصماء اللہ دشمنان خدا کہاں ہیں؟ تو قدریہ لوگوں کے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ مشخص ہو جائیں گے۔

۳) (لیکن حروریہ، جو خوارج نہروان کے ایک گروہ کے لوگ ہیں، وہ حروراء سے منسوب ہیں کوفہ کے نزدیک ایک محلہ جہاں ان کا پہلا اجتماع ہوا تھا اور نہروان کے مشہور خوارج کہ جنہوں نے حضرت امیر المومنین - کے خلاف خروج اور قیام کیا تھا جن کی تعداد بارہ ہزار تھی حضرت امیر المومنین - نے گفت و شنید کے بعد امان کا پرچم ابوتراب - کو عطا کیا اور آوازی دی: جو بھی اس پرچم کے سائے میں آجائے یا اس گروہ کے درمیان سے باہر جائے امن و امان میں ہوگا، تو ان میں سے آٹھ ہزار برکنار ہو گئے، بقیہ افراد اپنی مخالفت پر باقی رہے اور وہ سب کے سب نہروان میں قتل کیے گئے سوائے نو افراد کے کہ جس کی تفصیل کتب تواریخ میں ذکر ہوئی ہے۔

۴) (لیکن زیدیہ: امام جعفر صادق - سے ناصبی اور زیدیہ کو صدقہ دینے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: انہیں کوئی چیز صدقہ نہ دیں اور اگر ہوسکے تو انہیں ایک گھونٹ پانی بھی نہ دو پھر فرمایا: زیدیہ نصاب ہیں یعنی حضرت امیر المومنین سے تعصب اور عداوت رکھتے ہیں۔

۸۷ - دوسری روایت میں نقل ہوا ہے کہ زیدیہ اور واقفہ اور نصاب ایک ہی درجہ میں ہیں اور اعتقادات میں برابر ہیں ان کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (۱) (اس دن بہت سے چہرے ذلیل اور رسوا ہوں گے محنت کرنے والے تھکے ہوئے)۔

۸۸۔ رسول خدا (ص) نے معراج کی شب میں مرجئہ، قدریہ، حروریہ، بنی امیہ اور نواصب کو دیکھا کہ سب کے سب کو آتش جہنم میں ڈال رہے ہیں، تو آنحضرت (ص) سے کہا گیا ان پانچوں گروہ کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

۱۔ (سورنہ غاشیہ، آیت ۲، ۳)۔

۸۹۔ تاریخ میں نقل ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین - مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے تو اپنی انگشت مبارک سے روئے زمین پر تین عدد خط کھینچ کر فرمایا: دابنہ اور بائیں گمراہ ہیں اور درمیانی خط سیدھا اور نجات عطا کرنے والا ہے۔

راہ مستقیم وہی راستہ ہے کہ جسے دین مقدس کے اماموں اور انبیاء و اوصیاء نے طے کیا ہے اور ہماری بھی اس کی طرف ہدایت اور رہنمائی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اسی صراط مستقیم کو انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کو بطور انعام و اکرام نوازا ہے اور روزانہ کی پنجگانہ نماوزں میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں حق و حقیقت کے راستے پر ثابت قدم رکھنا اور جو ہمیں یہ عظیم نعمت عنایت فرمائی ہے اس کو ہم سے سلب نہ کرنا۔ وہی صراط مستقیم کہ پیغمبر اکرم (ص) اور تمام اوصیاء کرام نے سب کو اسی کی طرف دعوت دی ہے اب غیبت کبریٰ کے زمانہ میں اس راستہ کی طرف رہنمائی کرنے والی ذات گرامی امام زمانہ - کی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) ہے۔

اللَّهُمَّ يَا رَبَّنَا اهْدِنَا إِلَى الْحَقِّ وَالْيَ طَرِيقِ مُسْتَقِيمٍ صِرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ آمِينَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اے خدا! اے میرے پروردگار! ہمیں حق کی طرف ہدایت فرما اور صراط مستقیم پر گامزن رکھ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۵۔ روشنی /

۵۔ وَ شُعَاعًا لَا يُظْلَمُ ضَوْؤُهُ (ایسی درخشاں روشنی ہے کہ جس کی ضو تاریک نہیں ہوسکتی ہے)

قرآن مجید ایسی نورانی کرن ہے کہ جس میں ظلمت و تاریکی عارض نہیں ہوسکتی ہے۔

یہ اس کی حقانیت کی طرف اشارہ ہے، یعنی اس کا خدا کی جانب سے ہونا برحق ہے، جیسا کہ واضح اور روشن ہے کہ جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں پایا جاتا اور باطل کی ظلمت کا شائبہ بھی اس میں قرار نہیں پاسکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۲) بے شک جن لوگوں نے قرآن کے آنے کے بعد اس کا انکار کر دیا ان کا انجام برا ہے اور یہ ایک عالی مرتبہ کتاب ہے جس کے قریب سامنے یا پیچھے کی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔ ۹۰۔ وَ فِي تَفْسِيرِ الْقَمِيِّ: (قَالَ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ) مِنْ قَبْلِ النَّوْرَةِ وَلَا مِنْ قَبْلِ الْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَأَمَّا مَنْ خَلَفَ هَ لَا يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِهِ كِتَابٌ يَبْطُلُهُ۔ (۳) علی ابن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس آیہ کریمہ کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ نہ

۱۔ (سورنہ بقرہ، آیت ۲)۔

۲۔ (سورنہ فصلت، آیت ۴۲)۔

۳۔ (تفسیر قمی، ج ۲، ص ۲۶۶)۔

توریت میں سے نہ ہی انجیل و زبور میں سے کوئی بھی شے قرآن کریم کے کسی مطلب کو باطل کرنے کے لیے آئی ہے

اور نہ ہی قرآن کے بعد کوئی کتاب آئے گی جو اسے باطل کر کے نیست و نابود کر دے۔
 ۹۱ - شیخ بزرگوار علامہ طبرسی نے اپنی کتاب مجمع البیان میں ذکر کیا ہے: ”وَقِيلَ إِنَّ الْبَاطِلَ الشَّيْطَانُ“ یعنی کہا گیا ہے کہ شیطان کو اتنی طاقت نہیں ہے کہ اس میں سے کسی حق کو اٹھا کر اس میں باطل کا اضافہ کر دے۔ یہ کہ باطل کسی جہت سے اس قرآن پر عارض نہیں ہوسکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اس کے الفاظ میں تضاد پایا جاتا ہے اور نہ ہی اس کی خبروں میں جھوٹ پایا جاتا ہے، نہ ہی اس میں کسی شے کا اضافہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ردو بدل کیا جاسکتا ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبح قیامت تک ہر مکلف کے لیے حجت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۱) ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

مولف کہتے ہیں: حضرت پیغمبر اکرم (ص) امیر المومنین اور ان کی اولاد طاہرین علیہم السلام کے انوار مقدسہ کی درخشندگی صبح قیامت تک یہاں تک کہ روز قیامت عرصات محشر میں بھی اپنی تابانی اور نورانیت کے عروج کے آخری نقطہ پر ہوگی اور ہمیشہ اپنے چہرے کی تابانیوں سے تمام شیعوں اور مومنین کو منور کریں گے۔ ۹۲ - عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ مُحَمَّداً وَ عَلِيّاً عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَانَا نُوراً بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ قَبْلَ خَلْقِ خَلْقٍ بِاللَّيْلِ عَامٍ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ النُّورَ رَأَتْ لَهُ اَصْلًا وَاَنَّ الشَّعْبَ مِنْ شُعَاعٍ لَامِعٍ فَقَالَتْ: الْهَذَا وَسَيَدُنَا مَا هَذَا النُّورُ ؟

۱. (سورہ حجر، آیت ۹)۔

فَاَوْحَىٰ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِمْ هَذَا نُورٌ مِنْ نُورِي ، اَصْلُهُ نُبُوَّةٌ وَفَرَعُهُ اِمَامَةُ فَاَمَّا النُّبُوَّةُ لِمُحَمَّدٍ (ص) (عَبْدِي وَرَسُولِي وَاَمَّا الْاِمَامَةُ فَلِعَلِيٍّ حُجَّتِي وَوَلِيِّي وَلَوْ لَا هُمَا اَمْ خَلَقْتُ خَلْقِي۔ (۱)
 علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بحار الانوار میں امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: محمد اور علی علیہما السلام دونوں خدائے عزوجل کی خدمت اقدس میں مخلوقات کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے نور کی شکل میں تھے اور جب ملائکہ نے ان انوار مقدسہ کا مشاہدہ کیا کہ جن کی اصل و اساس ہے اور اس سے روشن شعاع چمک رہی ہے تو عرض کیا: اے خدائے عزوجل اور میرے مولا! یہ کون سا نور ہے (جو اس طرح چمک رہا ہے)؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل کی کہ یہ میرے نور کا ایک حصہ ہے جو میرے نور سے (مشتق) ہے اس کی اصل اور ریشہ نبوت ہے اور اس کی شاخ امامت ہے لیکن امامت محمد (ص) سے مخصوص ہے جو میرا بندہ اور رسول ہے لیکن امامت حضرت علی کی خصوصیات میں سے ہے جو میرا ولی اور حجت ہے اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو میں اپنی مخلوقات کو پیدا نہ کرتا یعنی تمام کائنات ان کے وجود کی برکت سے ہے۔ (یہ مکمل روایت بحار الانوار میں موجود ہے ہم نے اختصار کو لحاظ رکھتے ہوئے صرف اپنے محل شاہد کو بیان کیا ہے قارئین کرام رجوع کریں)۔
 ۹۳ - عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغَفَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) يَرُدُّ عَلَى الْحَوْضِ رَايَةُ امير المؤمنين وَاَمَامُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ ، فَأَقُومُ فَأَخْذُ بِيَدِهِ فَيَبِيضُ وَجْهَهُ وَوُجُوهُ اصْحَابِهِ، فَأَقُولُ اَمْ خَلَقْتُمُونِي فِي الثَّقَلَيْنِ بَعْدِي فَيَقُولُونَ تَبَعْنَا الْاَكْبَرَ وَصَدَقْنَا وَارْزَنَا الْاَصْغَرَ وَ نَصَرْنَا، وَتَقَلْنَا مَعَهُ، فَأَقُولُ رَوْا رَوَاءَ مَرْوِيِّينَ فَيَشْرَبُونَ شَرْبَةً لَا يَطْمَأُ وَنَ بَعْدَهَا ، وَجْهٌ اَمَامِهِمُ كَالشَّمْسِ الطَّالِعَةِ وَوُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ

۱. (بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۱)۔

(كَا ضَوْاءِ نَجْمٍ فِي السَّمَاءِ ” (۱)
 مزید علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں ابوذر غفاری (رضوان اللہ علیہ) سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: (قیامت کے دن) حوض کوثر پر حضرت امیر المومنین امام الغر المحجلین (یعنی جو روشن و منور پیشانی والے مومنین کے امام ہیں کہ ان کی پیشانیاں ان بزرگوار کے نور ولایت سے تاب ناک اور روشن ہیں) حوض کوثر کے کنارے میرے پاس اپنے پرچم کے ساتھ وارد ہوں گے، پھر میں ان کا دست مبارک پکڑ کر کھڑا ہوجاؤں گا تو ان کا چہرہ اور ان کے اصحاب کا چہرہ سفید اور منور ہوجائے گا، پھر میں ان سے کہوں گا: تم نے میری کتاب اور میری دونوں امانت (ثقلین) یعنی کتاب خدا اور میری عزت جو میرے اہل بیت ہیں) کے ساتھ میرے بعد کیسا سلوک کیا؟ تو اسی وقت اصحاب علی - کہیں گے: ہم نے دونوں میں سے بڑی امامت قرآن کریم تھی اس کا اتباع کیا اس کی تصدیق کی اور اس کے

احکام و دستورات کی پیروی کی اور چھوٹی امانت جو عترت اور اہل بیت عصمت و طہارت تھے ان کی بھی حفاظت اور نصرت و مدد کی اور ان کے سامنے درجہ شہادت پر فائز ہوئے، اس کے بعد میں کہوں گا: اس آب کوثر سے سیراب ہو جاؤ وہ تمہیں خوش گوار اور مبارک ہو پھر وہ لوگ اس سے کچھ پی کر سیراب ہوں گے اس کے بعد کبھی بھی دنیا میں پیاسے نہ ہوں گے۔ پھر پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: ان کے امام کا چہرہ نصف النہار میں چمکتے سورج کے مانند روشن و منور ہوگا اور ان کے اصحاب کے چہرے شب بدر کے چاند کی طرح روشن ہوں گے جیسے آسمان پر نورانی ستارے چمکتے ہیں۔

مولف کہتے ہیں: شاید ان کی مراد آقا سے خود حضرت امیر المومنین - یا امام زمانہ - کا ہر دل عزیز وجود ہو جو کوکب درّی یعنی روشن چمکتے ستارہ ہوں۔

۱) (بحار الانوار، ج ۸، ص ۱۵)۔

اللہم ارزقنا من حوضہ بید علی امیر المؤمنین ریاً رویاً لا ظماً بعده ابدأ بحق محمد و آلہ الطاہرین اے خدا! ہمیں حوض کوثر سے حضرت امیر المومنین علی - کے ہاتھوں ایسا مکمل سیراب ہونے کا رزق مرحمت فرما کہ پھر اس کے بعد کبھی احساس تشنگی نہ ہو۔ بحق محمد و آلہ الطاہرین۔

۶ باطل کو حق سے جدا کرنے والا ۲/

۶۔ وَفُرْقَانًا لَا يُخْمَدُ بَرُّ هَآئِهِ (اور ایسا حق کو باطل کرنے والا امتیاز ہے جس کی دلیل کمزور نہیں ہوسکتی ہے) قرآن مجید حق کو باطل سے جدا کرنے والی برہان ہے اور اس کی حجیت و قاطعیت ہمیشہ زندہ اور گویا ہے وہ کسی وقت بھی خاموش نہیں ہوسکتا۔ انہیں براہین جلیہ اور بینات واضحہ کے ساتھ حق و باطل کے درمیان امتیاز اور فرق پیدا کرنے والا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) بے شک یہ قول فصل ہے اور وہ مذاق نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۲) لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں۔ دونوں آیات مبارکہ اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ قرآن کریم سنجیدہ کلام ہے اور حق و باطل کے درمیان نزاع کا فیصلہ کرنے کے لیے قطعی حجت و دلیل موجود ہے۔ مولف کہتے ہیں: حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقدس وجود اور ان

۱) (سورنہ طارق، آیت ۱۴)۔

۲) (سورنہ بقرہ، آیت ۱۸۵)۔

کے آباء و اجداد گرامی علیہم السلام جو تمام انبیاء کے علوم کے وارث ہیں اور وہ وحی الہی سے اخذ کیا گیا ہے وہ لوگ خود حق محور اور حق مدار ہیں اور حق میں سے جو چیز بھی لوگوں کے ہاتھ میں ہے انہوں نے اسی خاندان جو وحی و تنزیل کے معادن و مرکز ہیں سے اخذ کیا ہے اور یہ بات فطری ہے جابل کو حق سے جدا کرنے والے بھی ہیں۔ ۹۴۔ ”فِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ لَيْسَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَقٌّ وَلَا صَوَابٌ وَلَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقْضِي بِقَضَاءِ حَقٍّ إِلَّا مَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِ (الْبَيْتِ وَإِذَا تَشَعَّبَتْ لَهُمُ الْأُمُورُ كَانَ الْخَطَأُ مِنْهُمْ وَالصَّوَابُ مِنْ عَلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ“ (۱) کافی میں کلینی اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ محمد ابن مسلم کا بیان ہے: میں نے حضرت امام محمد باقر - سے سنا ہے کہ کسی بھی انسان کے پاس عمل اور حق و حقیقت پر مبنی صحیح بات نہیں پائی جاتی اور نہ ہی کوئی شخص خدا کے حکم کے مطابق صحیح اور حق کے ساتھ فیصلہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ ہم اہل بیت (عصمت و طہارت) ہی سے اس کو اس نے دریافت کیا ہے لہذا جب ایسے امور ان سے شائع ہوں تو ان میں جو (حق و باطل کے ساتھ مخلوط ہوں) خطا اور باطل پر مبنی ہوں گے تو وہ ان لوگوں کی طرف سے ہوں گے اور جو حق و صواب پر مبنی ہوں گے وہ حضرت علی - کی طرف سے ہوں گے۔

۹۵۔ ”وَفِيهِ إِيضاً بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ شَهَادَةِ وَلَدِ الزَّنَا تَجُوزُ؟ فَقَالَ لَا ، فَقُلْتُ إِنَّ الْحَكَمَ بِنِ عُنْتِيَّةٍ يَزَعُمُ أَنَّهَا تَجُوزُ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَغْفِرْ ذَنْبَهُ مَا قَالَ اللَّهُ لِلْحَكَمِ : (۲) فَلْيَذْهَبِ الْحَكَمُ بَمِيناً وَشِمالاً فَوَاللَّهِ لَا يُؤْخَذُ الْعِلْمُ إِلَّا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ نَزَلَ عَلَيْهِمْ جِبْرِئِيلُ

۱۔ (اصول کافی، ج ۱، ص ۳۹۹)۔

۲۔ (سورنہ زخرف، آیت ۴۳)۔

(علیہ السلام ” (۱) اسی کافی میں ہی ابوبصیر سے روایت نقل ہوئی ہے کہ وہ کہتے ہیں : میں نے حضرت امام محمد باقر سے ولد الزنا کی گواہی کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اس کی گواہی دینا جائز اور وہ نافذ ہوگی؟ تو امام - نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: حَکَمَ کہتا ہے: جائز ہے، تو امام - نے اس کو نفرین اور ملامت کر کے فرمایا: اے خدا ! تو حَکَمَ کے گناہ کو نہ بخشنا، خدائے عزوجل نے حَکَمَ بن عتبہ سے یہ نہیں فرمایا ہے کہ یہ قرآن تمہارے اور تمہاری قوم کے لیے نازل ہوا ہے، حکم جہاں بھی جانا چاہے جائے داہنی طرف یا بائیں طرف (دونوں گمراہ کرنے والے ہیں) اللہ کی قسم! کسی بھی قسم کا علم حاصل نہیں ہوگا سوائے ان اہل بیت کے کہ جن کے اوپر جبرئیل امین نازل ہوئے ہیں۔

۹۶ - آیہ کریمہ کی تفسیر میں امام جعفر صادق - سے روایت ہوئی ہے کہ حضرت نے فرمایا: ذکر قرآن ہے یا پیغمبر اسلام کی قوم ہے اور ہم سے سوال کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذکر کا قصد کیا ہے اور ہم اہل ذکر ہیں اور ہم ہی سے سوال کیا جائے گا۔ (۲)

۹۷ - فریقین کی روایات میں بطور مستفیض بلکہ متواتر طریقہ سے پیغمبر اسلام سے یہ حدیث ہم تک پہنچی ہے: “ عَلَيَّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ يَدُورُ حَيْثُ أَدْر ”۔ (۳) علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے حق وہاں وہاں جائے گا جہاں علی جائیں گے۔ ۹۸ - زیارت جامعہ کبیرہ میں یہ فقرہ موجود ہے: وَالْحَقُّ مَعَكُمْ وَفِيكُمْ وَأَنْتُمْ أَهْلُهُ وَمَعْدِنُهُ الْحَقُّ۔ حق آپ کے ساتھ آپ میں آپ سے اور آپ کی طرف ہے آپ ہی اسی کے اہل اور راز کے معدن و مرکز ہیں۔

۱۔ (اصول کافی، ج ۱، ص ۴۰۰)۔

۲۔ (بصائر الدرجات، ص ۶۲، مستدرک الوسائل، ج ۱۷، ص ۲۷۸)۔

۳۔ (الفصول المختارة، ص ۳۳۲، مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۲۶۰، النص والاجتهاد، ص ۶۹)۔

۷۔ محکم اساس / ۲

۷۔ وَبُنْيَانًا لَا تُهْدَمُ أَرْكَائُهُ (ایسی عمارت ہے کہ جس کے ارکان منہدم نہیں ہوسکتے ہیں)

آسمانی اور الہی کتاب عزیز ایسی عمارت ہے کہ اس کے ارکان انہدام پذیر نہیں ہیں، ایسی عمارت ہے کہ جسے بہت قوی مصالح اور محکم ستون سے اس کی اساس و بنیاد رکھی گئی ہے اور اس کے تمام ارکان انجینئرنگ کے صحیح اصولوں کے ساتھ درست کیے گئے ہیں، اس طرح سے کہ تمام جہتوں سے ٹوٹنے اور خراب ہونے سے محفوظ رہیں قرآن مجید کے بھی تمام الفاظ اور اجزاء بطور منظم صحیح تنظیم و ترتیب دینے والے کے ذریعے اس کے بعض جز بعض دوسرے محکم حصے سے مستحکم طور پر مرتبط ہیں، خلل، کہنگی اور شکست عارض ہونے سے محفوظ ہیں۔

۹۹ - “وَفِي الْعُيُونِ بَاسْنَادِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الرَّازِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَكَرَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ الْقُرْآنِ فَعَظَّمَ الْحُجَّةَ فِيهِ وَالْأَيَّةَ الْمُعْجَزَةَ فِي نَظْمِهِ فَقَالَ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ الْمَتِينِ وَعُرْوَةُ الْوُثْقَى وَطَرِيقَتُهُ الْمَثَلَى ، الْمَوْدَى إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَنْجَى مِنَ النَّارِ ، لَا يَخْلُقُ مِنَ الْأَزْمِنَةِ وَلَا يُغَمَّتْ عَلَى الْأَلْسِنَةِ لِأَنَّهُ لَمْ يُعَجَلْ لَزَمَانٍ دُونَ زَمَانٍ بَلْ جُعِلَ دَلِيلُ الْبُرْهَانِ ، حُجَّةٌ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ ، لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ”۔ (۱)

کتاب عیون الاخبار الرضا میں محمد ابن موسی رازی نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت امام رضا - نے ایک دن قرآن مجید کے بارے میں گفتگو کی تو فرمایا: اس میں حجت اور برہان بہت عظیم ہے ایک عاجز کردینے والی علامت اس کی نظم و ترتیب میں پائی جاتی ہے پھر فرمایا: قرآن اللہ تعالیٰ کی محکم رسی ہے اور اس خدا کا نہ ٹوٹنے والا دستہ ہے اور اس (خدائے سبحان) کا

۱) (عیون الاخبار الرضا، ج ۱، ص ۱۲۷، بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۲۱۰، تفسیر نور الثقلین، ج ۱، ص ۲۶۳)۔

بغیر کجی کے سیدھا راستہ ہے جو بہشت کی طرف لے جاتا ہے اور آتش جہنم سے نجات عطا کرتا ہے، زمانے کی طولانی مدت اسے بوسیدہ نہیں کرسکتی اور زبانوں پر سنگینی کا احساس نہیں ہونے دیتیں اس لیے کہ اسے کسی مخصوص زمانہ کے لیے نہیں قرار دیا گیا ہے بلکہ اسے تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی اور رہ گشتائی کے لیے دلیل و برہان قرار دیا گیا ہے۔ اس کے قریب سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل ابھی نہیں سکتا ہے کیونکہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔

حضرت ولی عصر حجة ابن الحسن العسکری عجل الله تعالیٰ فرجہ الشریف ناموس دہر کا مقدس وجود اور ان کے اجداد طاہرین علیہم السلام جو قرآن مجید کے مساوی اور ثقلین کا دوسرا حصہ ہیں ان کا وجود اقدس و اطہر یکے بعد دیگرے دین مقدس اسلام کے ائمہ راہ حق اور صراط مستقیم کے رہبر ہیں کہ کسی بھی قسم کا باطل انحراف اور ضلالت ان میں نفوذ نہیں کرسکتی اور کسی ایک کو بھی گمراہی کی وادی تک نہیں پہنچایا ہے۔ جس طرح قرآن کریم کسی مخصوص زمانہ اور مخصوص امت کے لیے نہیں نازل کیا گیا بلکہ تمام افراد بشر کے لیے ثابت اور محکم قوانین کے ساتھ نہایت بلند مضامین اور انسان ساز مطالب پر مشتمل ہے جو پیغمبر اکرم کے قلب مبارک پر نازل ہوا اور اس کے تمام علوم و مطالب کو اپنے حبیب حضرت محمد ابن عبداللہ (ص) کے ہر دل عزیز قلب میں قرار دیا نیز ائمہ اطہار کو تمام مخلوقات سے منتخب کیا نیز انہیں اپنا نمائندہ اور اولو الامر میں سے قرار دیا اور تمام مخلوق پر گواہ بنایا ہے، وہ وہی ذوات مقدسہ ہیں کہ کتاب عزیز میں انہیں راسخون فی العلم اور ہدایت کی علامات اور اہل ذکر سے توصیف کیا گیا ہے اور اپنی تمام مخلوقات کو حکم دیا ہے کہ اپنی مادی اور مصنوعی مشکلات میں ان سے سوال کریں، یہ وہی لوگ ہیں کہ جن پر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں بالخصوص شہای قدر میں (اس میں ملانکہ اور روح القدس اذن خدا کے ساتھ تمام امور لے کر نازل ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوقات خدا کی تقدیریں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے پُر برکت ہاتھوں سے اجرا کی جاتی ہیں لہذا یہ عظیم ہستیاں بھی قرآن مجید کی طرح کسی خاص اور مخصوص زمانے کے لیے نہیں ہیں بلکہ صبح قیامت تک ایک دوسرے کے شانہ بہ شانہ رہیں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں حاضر ہوں گی۔ اللہ لا تفرق بیننا و بینہم طرفۃ عین ابدًا بمحمد وآلہ الطاہرین اے خدا! ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان کبھی بھی ایک لحظہ کے لیے جدائی قرار نہ دے۔ بمحمد وآلہ الطاہرین۔

۸۔ شفاء ۲/

۸۔ وَشَفَاءٌ لَا تُخْشَى أَسْفَاؤُهُ (ایسی شفا ہے جس میں بیماری کا کوئی خوف لاحق نہیں ہے) یعنی قرآن مجید تمام ابدان اور ارواح کے لیے شفا بخش ہے اور ہر انسان کی روح اور بدن کا اس طرح بیمہ کردیتا ہے کہ کس بھی قسم سے کفر و نفاق اور جہل و عناد کے جرائم میں سے اس کی جڑ میں نفوذ نہیں کرسکتے۔ موجودہ احادیث کے علاوہ تجربات اور عینی مشاہدات کے ذریعے شفا حاصل کرنے کے لیے آیات کے خواص نے یہ ثابت کردیا ہے کہ مختلف اقسام کے درد و آلام اور متعدد بیماریوں کا آیات قرآنی کے ذریعے علاج کرکے شفا حاصل کی گئی ہے۔ ۱۰۰۔ ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: شَكِيَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ (ص) وَجَعًا فِي صَدْرِهِ فَقَالَ: إِسْتَشْفِ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَوَيْلٌ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ (۱) کلینی نے کافی میں اپنی سند کے ساتھ سکونی سے روایت ذکر کی ہے کہ امام جعفر صادق - نے

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۰۰، مکارم الاخلاق، ص ۳۷۸، عده الداعی، ص ۲۷۴، بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۱۷۶)۔

اپنے آبائے کرام سے روایت نقل کی ہے کہ: ایک شخص نے اپنے سینہ کے درد کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا: قرآن کے ذریعے شفا حاصل کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قرآن ہر درد (اور اس مرض) کے لیے شفا ہے جو سینوں کے اندر ہے۔ ۱۰۱۔ سلمۃ ابن محرر کا بیان ہے: میں نے حضرت امام محمد باقر - کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کی بیماری کا علاج سورئہ حمد نہ کرسکے تو دوسری چیز اس کو شفا نہیں عطا کرسکتی۔ اس جملہ مبارکہ کی تفصیل کو (وَشَفَاءٌ لَا تُخْشَى أَسْفَاؤُهُ) (ایسی شفا ہے جس (میں بیماری کا کوئی خوف لاحق نہیں ہے) پچیسویں حصہ میں فرمایا: ”ودواء لیس معہ داء“ (۱)

(یہ وہ دوا ہے جس کے بعد کوئی مرض نہیں رہ سکتا) توفیق الہی اور اللہ کی عطا کردہ قوت سے ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

لیکن ارواح کے علاج کی کیفیت جو جہل اور عناد جیسے امراض میں مبتلا ہیں، مذکورہ مطالب جسے ہم نے اجمالی طور پر ذکر کیا ہے معلوم ہوا کہ قرآن کریم تمام درد اور مختلف بیماریوں جسموں سے شفا دینے والی ہے نیز تمام دلوں کو ہر اس قسم کے شک و شبہ سے شفا بخشتا ہے جو ان پر عارض ہوا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) آپ کہہ دیجیے کہ یہ کتاب صاحبان ایمان کے لیے شفا اور ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: > وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا بُوِ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَرْيَدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا < (۲) اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبان ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالمین کے لیے خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔

۱۔ (سورنہ فصلت، آیت ۴۴۔)

۲۔ (سورنہ اسراء، آیت ۸۲۔)

مولف کہتے ہیں: شیخ بزرگوار حضرت امین الاسلام طبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کے شفاء ہونے کے بارے میں چند دلیل بیان کی ہے۔

- ۱۔ چونکہ قرآن میں ایسے بیانات موجود ہیں جو نابینائی، جہالت و حیرت اور شک و شبہ کو ختم کر دیتے ہیں۔
- ۲۔ چونکہ قرآن میں ایسی نظم و ترکیب اور فصاحت و بلاغت موجود ہے جو اعجاز کی حد تک پہنچی ہوئی ہے جو نبی اکرم (ص) کی صداقت پر دلالت کرتی ہے لہذا قرآن اس جہت سے شفاء ہے کہ نابینائی، جہالت اور شک و شبہ کو دین اور ان کے دلوں سے برطرف کرتا ہے۔
- ۳۔ قرآن اور اس کی تلاوت کے ساتھ بطور تبرک بیماریوں اور ناگوار چیزوں میں اس کے ذریعہ خدا سے مدد طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے وسیلے سے بہت سی ناگوار چیزوں اور مضرات کو اپنی حکمت کے تقاضوں کے تحت دور کر دیتا ہے۔
- ۴۔ ہر قسم کے دلائل توحید و عدل اور شریعتوں کا بیان قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔ لہذا لوگوں کے لیے دنیا میں اور ان کی آخرت میں شفاء ہے نیز مومنین کے لیے رحمت ہے یعنی ان کے لیے نعمت ہے کیونکہ ان سے ایمان کے ذریعہ انہیں نفع پہنچتا ہے۔ (طبرسی صاحب کی) بات ختم ہوئی خدا ان کے درجات بلند فرمائے۔ (۱)

۱۔ (تفسیر مجمع البیان، ج ۶، ص ۶۷۳۔)

۹۔ عزت ۲/

۹۔ وَعِزًّا لَا تُهْزَمُ أَنْ صَارُهُ (ایسی عزت ہے جس کے انصار پسپا نہیں ہوسکتے)
یہ قرآن مجید ہر مومن قاری کے لیے عزت و سربلندی کا باعث ہے کہ جس کے اعوان و انصار کبھی بھی مغلوب نہیں ہوسکتے۔

و قال اللہ تعالیٰ: (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صاحبان ایمان درحقیقت وہ لوگ ہیں جن کے سامنے ذکر خدا کیا جائے تو ان کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو اور اس کے آیتوں کی تلاوت کی جائے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور وہ لوگ اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔ و قال اللہ تعالیٰ: (۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کبھی بھی کافروں کو مومنین پر مسلط نہیں فرماتا اور ان کے پاس دین کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

آیہ کریمہ کی وضاحت مومنین پر کفار کے مسلط ہونے اور نفوذ پیدا کرنے کے لیے کہ کن مقامات پر اس کا امکان پایا جاتا ہے اور کن مقامات پر امکانات موجود نہیں ہیں، بعد والے حصے میں (حضرت - کے قول “ولا تخذل اعوانہ” وہ ایسا حق ہے کہ جس نے اعوان بے یارو مددگار نہیں چھوڑے جاسکتے) کے ضمن میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ (سورہ انفال، آیت ۲)۔
۲۔ (سورہ نساء، آیت ۱۴۱)۔

۱۰۔ حقیقت ۲/

۱۰۔ وَحَقًّا لَا تُخَذِّلُ أَعْوَانَهُ (وہ ایسا حق ہے کہ جس کے اعوان بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جاسکتے)۔
قرآن مجید ایسا حق ہے اس کے اعوان و انصار زمانے کے کسی بھی حصے میں بے یار و مددگار نہیں ہوسکتے اس کے اعوان و انصار سے مراد ایسے مسلمان حضرات ہیں جو حق کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کے احکام و قوانین پر عمل کرنے والے تھے اور کسی بھی طاقت کے مقابل میں ان کے زیر تسلط اور تحت تاثیر نہیں قرار پائے کہ وہ مغلوب اور پسپا نہیں ہوتے اسی معنی میں آیہ کریمہ (اور کفار کے لیے صاحبان ایمان کے خلاف کوئی راہ نہیں قرار دے سکتا) صریحی طور پر دلالت کرتی ہے۔ شیخ بزرگوار، عالی قدر مفسر طبرسی علیہ الرحمة اپنی کتاب مجمع البیان میں آیہ کریمہ کے ذیل میں رقم طراز ہیں کہ اس میں چند اقوال پائے جاتے ہیں:

۱۔ "لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْيَهُودِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ نَصْرًا وَلَا لِّلنَّاصِرِينَ عَلَى الْيَهُودِ" یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کوئی ایسی چیز قرار نہیں دی ہے کہ یہود مومنین کے خلاف قیام کریں اور خدائے عزوجل مومنین پر انہیں نصرت اور غلبہ عطا کرے۔ ۲۔ "لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا بِالْحُجَّةِ وَإِنْ جَازَانِ يَغْلِبُوهُمْ بِالْقُوَّةِ كُلُّ الْمُؤْمِنِينَ مَنْصُورُونَ بِالْذَّلَالَةِ وَالْحُجَّةِ" یعنی اللہ تعالیٰ نے مقام احتجاج اور کفار کے ساتھ مناظرہ کی صورت میں ان کو مومنین کے خلاف کوئی راستہ قرار نہیں دیا ہے، اگرچہ طاقت اور ظاہری مادی قوت کی بنا پر غالب آنے کا امکان پایا جاتا ہے لیکن ایسے بھی مومنین موجود ہیں جو خدائے مَنان کی طرف سے قاطع دلیلوں اور حجتوں کے ذریعہ نفوذ پیدا کرنے والے تائید شدہ اور مدد کیے ہوئے ہیں۔ ۳۔ "لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا"

یعنی خدائے عزوجل نے آخرت میں مومنین پر یہود کو غلبہ پانے کے لیے کوئی راستہ قرار نہیں دیا ہے چوں کہ آیہ کریمہ کے ذیل میں (یعنی اللہ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا) فرماتا ہے: (۱) لَهَذَا أَكْفَارُ اور یہود دنیا میں بھی مومنین کے خلاف کوئی راستہ، قہر و غلبہ قتل و غارت اسارت و استعمار گری اور غارت گری وغیرہ کے ذریعے کسی طرح کا غلبہ حاصل کر بھی لیں لیکن قیامت کے دن کسی بھی عنوان سے اور کسی بھی صورت میں مومنین پر غلبہ پانے کا کوئی راستہ موجود نہ ہوگا۔ مولف کہتے ہیں: دوسرا قول اکثریت کا ہے بلکہ تمام علمائے و فقہاء اسلام کا یہی نظریہ ہے اور بار بار تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بہت سے عام لوگوں سے نزاع اور احتجاج کے وقت اسلام کے مخالفین کے ساتھ ایسے کلمات اگرچہ خود ساختہ طور پر صادر ہوئے ہیں جن کے ذریعے مقابل کو پسپا کر دیا اور اسے اپنی بات تسلیم کرائی ہے اور آیہ کریمہ نے واقعی مصداق پیدا کر لیا ہے اس قول کی تائید میں یہ آیہ کریمہ ہے: (۲)

اور جو لوگ اس کے مان لیے جانے کے بعد خدا کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں ان کی دلیل و حجت بالکل مہمل اور لغو ہے اور ان پر اللہ کا غیظ و غضب ہے اور ان کے لیے شدید قسم کا دردناک عذاب ہے۔
مولف کہتے ہیں: امام عصر ناموس دہر حضرت بقیہ اللہ الاعظم روحی لہ الفداء اور تمام ائمہ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے ولی امر اور برحق خلیفہ اور نمائندہ تھے اور ان بزرگوار کے تمام باوفا یار و یاور مومنین ان کے حق کو پہچانتے تھے اور ان کے احکام کی بجا آوری، فداکاری اور جان نثاری نیز ان کے مقدس وجود

۱۔ (سورہ نساء، آیت ۱۴۱)۔
۲۔ (سورہ شوریٰ، آیت ۱۶)۔

کے حریم سے دفاع کرتے ہیں کوتاہی اور دریغ نہیں کیا۔ اس دعویٰ کی زندہ دلیل صدر اسلام میں راہ حق و فضیلت کے جاں باز سپاہی اور شہداء سے لے کر حضرت سید الشہداء سلام اللہ علیہم اجمعین کے اصحاب و انصار ہیں۔ لیکن مناظرہ اور گفتگو کی جہت سے کون عالم، فقیہ، فلسفی اور دنیا کا دانشمند ایسا ہے جو ان عظیم ہستیوں کے مقابل میں اپنے وجود

کا اظہار کرے انہیں مغلوب اور ذلیل و رسوا کرنے کی بات تو بہت دور کی ہے۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۱۱۔ خزانہ ۲/

۱۱۔ ”فَهُوَ مَعْدُنُ الْإِيمَانِ وَبُحْبُوحَتُهُ“ (یہ ایمان کا معدن و مرکز ہے)

پس کلام اللہ مجید معدن ایمان اور مرکز ہے یعنی مرکز ایمان ہے، اس میں شہادت کی وجہ یہ ہے کہ معدن، رشد و نمو کی جگہ اور مرکز ہوتا ہے جس میں انواع و اقسام کے جواہرات سونا چاندی اور بہت سے قیمتی پتھر جیسے عقیق و فیروزہ وغیرہ ہوتے ہیں اور چونکہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا عقلاً اور مومنین کے نزدیک نفیس ترین اور گراں قدر جواہرات میں سے ہے کہ جس سے بالاتر گوہری تصور نہیں کر سکتا عین اسی حالت میں جس سے استفادہ کے لیے استخراج کیے جا رہے ہیں وہ قرآن مجید ہے، لہذا حضرت امیر المومنین علی نے اپنے گراں قدر کلام میں قرآن کو اس معدن کا جوہر قرار دیا اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ایمان کے تمام پہلوؤں اس کے اجزاء و شرائط اور اس کے اعمال و مراسم قرآن کے محور پر گردش کرتے ہیں نیز قرآن ایک مرکز اور دائرہ ایمان کی بہ نسبت قطب کی حیثیت رکھتا ہے لہذا حضرت نے فرمایا کہ وہ مرکز ایمان ہے۔

ائمہ اطہار علیہم السلام اس آیہ کریمہ کے حکم سے معادن وحی و تنزیل اور ایمان کا (منبع و مبداء اور سرچشمہ ہیں) (۱) ایمان کا تدریجی طور پر عطا کرنا چونکہ وہ اختلاف مراتب کا حامل ہے لہذا اس صاف و شفاف سرچشمہ سے ہر مومن کی صلاحیت اور قوت برداشت اور ظرفیت کے اعتبار سے عطا کیا جائے گا۔ دوسری تعبیر میں ان عظیم ہستیوں کی محبت و ولایت جو وہی ایمان ہے ایسا گوہر ہے کہ بہت قیمتی اور گراں قدر ہے کہ اگر تمام دنیا و مافیہا اور جن چیزوں پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے اس سے رتو بدل یا معاملہ کرنے کے لیے آجائیں تو وہ افراد جو صاحبان عقل و خرد ہینرد و بدل نہیں کریں گے۔

۱۲۔ علم کا سمندر ۲/

۱۲۔ ”وَيَتَابِعُ الْعِلْمُ وَبُحُورُهُ“ (علم کا چشمہ اور سمندر)

تمام علوم قرآن مجید سے نشاۃ پاتے ہیں جو دریاؤں اور سمندروں کی صورت میں فیض یاب ہوتے ہیں اس جہت سے کہ تمام علوم اپنے تمام اقسام کے ساتھ خواہ وہ الہیات، طبیعات، اقتصادیات اور سیاسیات وغیرہ سے ہی مربوط ہوں یہ سب کے سب اسی کے قطرات کے فیوضات و برکات ہیں جو علم و دانش کے تشنہ کاموں کی تشنگی بجھا کر حیات عطا کرتا ہے جس طرح چشموں سے پانی جاری ہوتا ہے اور وہ انسانوں حیوانوں چراگاہوں، کھیتوں، درختوں اور باغات کی آبیاری کرتے اور وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں۔ جس طرح دریاؤں اور سمندروں میں آب بیکراں پایا جاتا ہے قرآن مجید کے مضامین بھی انواع و اقسام کے علوم و فنون پر مشتمل ہیں لہذا (بحور) دریاؤں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: >وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ< (۲)

۱۔ (سورہ ص، آیت ۳۹۔ (یہ سب میری عطا ہے اب چاہے لوگوں کو دے دو یا اپنے پاس رکھو تم (سے حساب ہوگا)۔
۲۔ (سورہ انعام، آیت ۵۹۔)

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو چاہو خشک و تر اور جو کچہ آسمان و زمین میں ہے اور ہم سے پوشیدہ ہے وہ سب کتاب مبین جو قرآن مجید ہے اس میں موجود ہے اور تیسری آیت میں رسول اکرم سے خطاب ہو رہا ہے کہ ہم نے کتاب (قرآن) کو آپ پر نازل کیا ہے جس میں تمام ضروریات زندگی کی ہر شے کی وضاحت موجود ہے اور یہ کتاب تمام

اطاعت گزاروں اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔
 مولف کہتے ہیں: عالمی مصلح امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقدس وجود جو تمام انبیاء اور اوصیاء کے علوم کا وارث جو معادن وحی و تنزیل سے ہے معتبر روایات میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
 ۱۰۲۔ ”وفی الکافی بإسناده عن یحییٰ بن عبد اللہ ابی الحسن صاحب الذیل (۳) قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَقُولُ - وَعِنْدَهُ أَنَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: عَجَبًا لِلنَّاسِ - أَنَّهُمْ أَخَذُوا عِلْمَهُمْ كُلَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَعَمَلُوا بِهِ وَاهْتَدَوْا بِزَوْنِ أَنْ أَهْلَ بَيْتِهِ لَمْ يَأْخُذُوا عِلْمَهُ وَنَحْنُ أَهْلُ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ، فِي مَنْازِلِنَا نَزَلَ الْوَحْيُ وَمِنْ عِنْدِنَا خَرَجَ الْعِلْمُ إِلَيْهِمْ ، أَفَيَرَوْنَ أَنَّهُمْ عَلِمُوا وَاهْتَدَوْا وَجَهَلْنَا نَحْنُ وَ”

۱) (سورنہ نمل، آیت ۷۵)۔

۲) (سورنہ نحل، آیت ۸۹)۔

۳) (علی الظاہر حدیث کے راوی یحییٰ ابن عبداللہ ابن الحسن ہیں جیسا کہ رجال کی کتابوں (میں موجود ہے۔

(ضَلَّلْنَا ، إِنَّ هَذَا لِمَحَالٌ - (۱)

شیخ بزرگوار کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کافی میں اپنی سند کے ساتھ یحییٰ ابن عبداللہ ابو الحسن صاحب دیلم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ : میں نے حضرت امام محمد باقر - سے سنا: آپ کے پاس کوفہ کے کچھ لوگ (بیٹھے ہوئے) تھے (مجھے بہت زیادہ تعجب ہے) ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے تمام علوم کو رسول خدا (ص) سے حاصل کیا ہے اس پر عمل کیا اور ہدایت پائی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے اہل بیت نے ان کا علم نہیں حاصل کیا در آن حالیکہ ہم آنحضرت کے اہل بیت اور اس کی ذریت ہیں ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوئی ہمارے ہی گھر سے ان لوگوں کو علم حاصل ہوا ہے کیا وہ یہ وہم و گمان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے علم حاصل کیا ہدایت پائی اور ہم جاہل اور گمراہ ہوئے یقیناً یہ امر محال ہے۔

۱۰۳۔ ”وفیه ایضاً بإسناده عن الحکم بن عتیبہ قال: لَقِيَ رَجُلٌ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِالثَّلَاحِيَّةِ وَهُوَ يَرِيدُ كَرْبَ لَا ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مِنْ أَيِّ الْبِلَادِ أَنْتَ؟ قَالَ : مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ ، قَالَ أَمَا وَاللَّهِ يَا أَخَا أَهْلِ الْكُوفَةِ لَوْ لَقِيتُكَ بِالْمَدِينَةِ لَأَرْسَلْتُ جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ دَارِنَا وَنَزَوَّلَهُ بِالْوَحْيِ عَلَى جَدِّي ، يَا أَخَا أَهْلِ الْكُوفَةِ أَفَمُسْتَقَى النَّاسِ (الْعِلْمُ مِنْ عِنْدِنَا فَعَلِمُوا وَجَهَلْنَا ؟ هَذَا مَا لَا يَكُونُ ” (۲)

نیز اس کتاب کافی میں حکم ابن عتیبہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ایک شخص نے مقام ثعلبیہ پر حضرت سید الشہداء حسین بن علی علیہما السلام سے ملاقات کی جب آپ کربلا جانے کا قصد رکھتے تھے تو وہ حضرت کے پاس آیا ، سلام کیا امام حسین نے اس سے دریافت کیا: تم کس

۱) (کافی، ج ۱، ص ۳۹۹)۔

۲) (کافی، ج ۱، ص ۳۹۸)۔

شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا: میں کوفہ کا باشندہ ہوں ، فرمایا: خدا کی قسم! اے کوفی بھائی! اگر آپ مجھ سے مدینہ میں ملاقات کرتے تو میں یقیناً آپ کو اپنے گھر میں جبرئیل کا وہ نشان اور اپنے جد پر وحی نازل ہونے کے مقام کی نشان دہی کراتا، اے برادر کوفی! کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ لوگوں نے تو ہمارے سرچشمہ علم سے سیرابی حاصل کی ہو اور وہ اس سے باخبر ہوں لیکن خود ہم لوگ جاہل رہ جائیں؟ ایسا برگز نہیں ہوسکتا۔

۱۰۴۔ ”ففي البصائر بإسناده عن زُرَّارَةَ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْأَلُهُ عَنْ قَوْلِ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ وَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ فَقَالَ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ عِنْدَهُ عِلْمٌ إِلَّا خَرَجَ عِنْدَ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلْيَذْهَبِ النَّاسُ حَيْثُ شَاؤُوا فَوَاللَّهِ لَيَأْتِيَهُمُ الْأَمْرُ مِنْ هَاهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ (الى بيته) ” (۱)
 محدث جلیل القدر شیخ القمینی ابو جعفر محمد ابن حسن صفار نے کتاب بصائر الدرجات میں اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ زرارہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضرت امام محمد باقر - کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ کوفہ کے رہنے والے ایک شخص نے حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت امیر المومنین علی کے اس قول کے کیا معنی ہیں (جو چاہو مجھ سے سوال کرلو لہذا جو چیز بھی تم مجھ سے دریافت کرو گے میں اس چیز کے بارے میں تم کو باخبر کروں گا)

تو امام محمد باقر نے فرمایا: حقیقت میں کسی شخص کے پاس علم نہیں ملے گا مگر یہ کہ وہ حضرت امیر المومنین علی - کی طرف سے حاصل ہوا ہے، تمام لوگ جدھر چاہیں چلے جائیں خدا کی قسم! جو کچھ انہیں علم ملے گا یہاں سے ملے گا، یہ کہتے ہوئے اپنے دست مبارک سے مدینہ کی طرف اشارہ فرمایا: (کتاب وافی کے نسخہ میں ذکر ہوا ہے کہ اپنے گھر

۱) (بصائر الدرجات، ص ۳۲)۔

کی طرف اشارہ کیا)۔

۱۰۵ - "فی الکافی بإسناده عن مُحَمَّد بن مُسْلِم قال: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَام يَقُولُ: لَيْسَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَقٌّ وَلَا صَوَابٌ وَلَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقْضِي بِقَضَاءِ حَقِّ الْأَمْرِ حَقًّا (أَهْلُ الْبَيْتِ وَإِذَا تَشَعَّبَتْ بِهِمُ الْأُمُورُ كَانَ الْخَطَاءُ مِنْهُمْ وَالصَّوَابُ مِنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام)" (۱)

کافی میں کلینی علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ساتھ محمد ابن مسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام محمد باقر - کو یہ کہتے سنا ہے کہ: کسی بھی انسان کے پاس درست کام اور حق و حقیقت پر مبنی صحیح بات نہیں پائی جاتی اور نہ ہی کوئی شخص خدا کے حکم کے مطابق صحیح اور حق کے ساتھ فیصلہ کر سکتا ہے مگر یہ کہ ہم اہل بیت (عصمت و طہارت) ہی سے اس کو اس نے دریافت کیا ہے لہذا جب ایسے امور ان سے شائع ہوں تو ان میں جو (حق و باطل کے ساتھ مخلوط ہوں) خطا اور باطل پر مبنی ہوں گے تو وہ ان لوگوں کی طرف سے ہوں گے اور جو حق و صواب پر مبنی ہوں گے وہ حضرت علی ابن ابی طالب - کی طرف سے ہوں گے۔

۱۰۶ - "وَفِيهِ بَأْسَنَادُهُ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِسَلْمَةَ بِنْتِ كَهِيلٍ (وَالْحَكَمُ بْنُ عُثْبَةَ شَرَفًا وَ غَرَبًا فَلَا تَجِدَانِ عِلْمًا صَحِيحًا إِلَّا شَيْئًا خَرَجَ مِنْ عِنْدِنَا أَهْلُ الْبَيْتِ)" (۲)

اسی کتاب میں کلینی اپنی سند کے ساتھ ابو مریم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت باقر العلوم امام محمد باقر - نے سلمۃ ابن کھیل اور حکم ابن عتبہ سے فرمایا کہ: دنیا کے مشرق و مغرب میں جہاں کہیں بھی جاؤ مگر صحیح علم (جو تمہاری دنیا و آخرت کی سعادت کے راستہ کی طرف لے جائے)

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۳۹۹)۔

۲) (اصول کافی، ج ۱، ص ۴۹۹)۔

تمہیں نہیں مل سکتا سوائے یہ کہ وہ ہم اہل بیت کے گھر سے نکلا ہوگا۔ ۱۰۷ - "وَفِيهِ اِيضاً بِإِسْنَادِهِ عَنْ بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي: إِنَّ الْحَكَمَ بْنَ عُثْبَةَ مِمَّنْ قَالَ اللَّهُ (۱) فَلْيُشْرِقِ الْحَكَمُ وَلْيُغْرِبْ، أَمَا وَاللَّهِ لَا يُصِيبُ الْعِلْمُ إِلَّا مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَزَلَ عَلَيْهِمْ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ" (۲)

اسی کتاب میں کلینی اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے (شاید یہ حدیث کہنے والے امام صادق - ہوں) مجھ سے کہا کہ: حکم ابن عتبہ ان لوگوں میں سے ہے کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: "کچھ لوگ (ظاہری اور زبانی طور پر) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائے (حالانکہ باطن میں) وہ ایمان نہیں لائے ہیں" حکم چاہے تو دنیائے مشرق و مغرب میں کہیں بھی چلا جائے خدا کی قسم! صحیح علم اسے نہیں مل سکتا سوائے اس خاندان اہل بیت کے کہ جبرئیل امین ان پر نازل ہوئے۔ آل محمد معادن و مرکز وحی و تنزیل ہیں اور علوم الہیہ کے حامل ہیں ہر چیز کو اس کے اپنے اصلی مرکز و منبع سے تلاش کرنا چاہیے۔

۱۰۸ - "وَفِي بَصَائِرِ الدَّرَجَاتِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عُثْمَانُ الْأَعْمَى وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْعِلْمَ يُؤْذِي رِيحُ بُطُونِهِمْ أَهْلَ النَّارِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهَلْكَ إِذَا مُؤْمِنٌ آلُ فِرْعَوْنَ وَمَا زَالَ الْعِلْمُ مَكْتُومًا مُنْذُ بَعَثَ اللَّهُ نُوحًا (عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلْيَذْهَبِ الْحَسَنُ يَمِينًا وَ شِمَالًا فَوَاللَّهِ مَا يُوجَدُ الْعِلْمُ إِلَّا هَاهُنَا)" (۳)

۱) (سورہ بقرہ، آیت ۷)۔

۲) (اصول کافی، ج ۱، ص ۳۹۹)۔ (۳) (بصائر الدرجات، ص ۲۹)۔

بصائر الدرجات میں اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ ابن سلیمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام محمد باقر - سے سنا اور آپ کے پاس بصرہ کا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جو عثمان نابینا کے نام سے مشہور تھا اس نے کہا کہ حسن بصری کا ویم و گمان یہ ہے کہ جو لوگ علم کو چھپاتے ہیں ان کے بدن کی بدبو اہل جہنم کو آزار و اذیت پہنچائے گی؟ تو حضرت امام محمد باقر - نے فرمایا: تو اس صورت میں مومن آل فرعون جہنمی قرار پایا کیوں کہ وہ ہمیشہ علم کو چھپاتا تھا جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو مبعوث کیا،

حسن بصری دنیا میں جہاں کہیں بھی جانا چاہتا ہے دائیں بائیں (مشرق و مغرب) کی سمت چلا جائے خدا کی قسم! اسے یہاں (یعنی خاندان اہل بیت عصمت و طہارت) کے علاوہ کہیں اور علم نہیں مل سکتا۔

۱۰۹ - وفیہ باسناده عن یحییٰ بن الحلبی عن ابیہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال : قال رجلٌ وانا عنده ان الحسن البصری یروی ان رسول الله (ص) قال: من کتم علماً جاء یوم القیمة ملجماً بلجام من النار ، قال: کذب ویکه فاین قول الله (عزوجل) > وقال رجلٌ مؤمناً من آل فرعون َ یکتُمُ ایمانه اتقْتُ لَوْنُ رجلًا أن یقولَ رَبِّی الله < (۱) ثُمَّ مَدَّهَا أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیهِ السَّلَامُ صَوْنَهُ فَقَالَ لِيَذْهَبُوا حَيْثُ شَاءُوا اَما وَالله لا یجدون العلم الا ههنا ، ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیهِ (السَّلَامُ) : عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ (عَلَیْهِمُ السَّلَامُ) (۲)

اسی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ یحییٰ ابن حلبی نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر - سے نقل کیا ہے کہ:

ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں بھی ان کے پاس موجود تھا تو اس نے کہا کہ :

۱۔ (سورہ غافر، آیت ۲۸ - (اس سورہ کا دوسرا نام مومن بھی ہے۔ مترجم))

۲۔ (بصائر الدرجات، ص ۳۰ -)

حسن بصری نے رسول خدا (ص) سے روایت کی ہے کہ جو لوگ علم کو مخفی رکھتے ہیں تو اسے قیامت کے دن اسی حالت میں محسوس کیا جائے گا کہ آتش جہنم کی ایک لگام اس کے ساتھ ہوگی (یعنی ایک آگ کی لگام اس کے منہ پر لگی ہوگی) امام نے فرمایا: اس پر افسوس کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیا ہے پھر اس صورت میں مومن آل فرعون کا معاملہ کیسے صحیح ہوگا اس قول خداوند متعال کا کیا ہوگا (اور فرعون والوں میں سے ایک مرد مومن نے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا یہ کہا کہ کیا تم لوگ کسی شخص کو صرف اس بات پر قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے) پھر امام باقر - نے اپنی بلند آواز کے ساتھ فرمایا: جہاں ان کا دل چاہے چلے جائیں خدا کی قسم! انہیں سوائے یہاں کے علم مل ہی نہیں سکتا پھر کچھ دیر تک خاموش رہے اور فرمایا: آل محمد (علیہم السلام) کے پاس۔ (۱)

۲۔ عدالت کا گلستان / ۱۳

۱۱۳۔ وریاض العُدُل وُغُدْرَانُهُ

قرآن مجید عدالت کا گلستان اور عدل و انصاف کا دریا ہے۔ اسی طرح حضرت حجّت قائم آل محمد علیہم السلام کی ذات با برکت ہے۔ ریاض، روضہ کی جمع ہے جس کا معنی سرسبز و شاداب زمین کے ہیں جو نباتات اور سبزو سے پُر ہو (باغ اور گلستان) پانی کا ایک ایسی جگہ جمع ہونے کے معنی میں ہے جو تمام جگہوں کو اپنے حصار میں لے لے۔ غدرانہ، غدیر کی جمع ہے: پانی کا وہ حوض کہ سیلاب کے جاری ہونے کی وجہ سے تہ نشین مقام پر آب

۱۔ (آیت اللہ مرزا مہدی اصفہانی کے لیے امام زمانہ - کا پیغام بھی اہمیت کا حامل ہے اور وہ (یہ ہے کہ: ”یعنی خاندان اہل بیت کی راہ سے جدا ہوکر علوم و معارف کی سعی اور تلاش ہمارے انکار کے مساوی ہے۔ مجالس حضرت مہدی، ص ۱۵۷ -

روان جمع ہو گیا ہو۔

دونوں معنی سے مراد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نباتات درختوں اور انسانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ان کی آبیاری کا مرکز ہے جس سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ یعنی قرآن کریم کی آیات کے حقائق کو ادراک کرنے سے تمام مردہ دلوں کی چشم بصیرت اندھی ہوچکی ہے اس کا احیاء کیا اور وہ اس طرح صیقل اور جلا دیتی ہیں کہ جس کے نتیجے میں ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: (۱)
 صاحبان ایمان (حقیقت میں) وہ لوگ ہیں کہ جن کے سامنے ذکر خدا کیا جائے تو ان کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو اور اس کی آیتوں کی تلاوت کی جائے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور وہ لوگ اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔
 مولف کہتے ہیں: حضرت حجت مہدی قائم آل محمد (علیہم السلام) جس وقت تشریف لائیں گے تو دنیا پر عدل و انصاف چھا جائے گا کہ کوئی بھی زمین پر چلنے والا خواہ انسان ہو یا حیوان، چرند ہو یا پرند یا درند کبھی بھی ہو اپنی صنف والوں کو کسی قسم کی کوئی آزار و اذیت نہیں پہنچائے گا، اللہ چیزوں کو جمع کرے گا وہ ایسا امن و امان اور رفاه و آسائش کا ماحول فراہم کریں گے کہ اگر ایک بیوہ عورت سونے کا ایک طشت مشرق سے مغرب میں لے جائے تو کوئی بھی شخص اس کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔

۱۱۰۔ “وفی کمال الدین باسنادہ عن ابی احمد محمد بن زیاد الأزدی رضی اللہ عنہ قال سئلْتُ سیدی موسیٰ بن جعفر علیہما السلام عن قول اللہ عزَّوجلَّ (۲) فَقَالَ علیہ السلام النعمة

۱)۔ سورہ انفال، آیت ۲۔

۲)۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۰۔

الظَّاهِرَةُ الإمام الظَّاهِر، وَالْبَاطِنَةُ الإمام الغائب، فَقُلْتُ لَهُ وَيَكُونُ فِي الْإِمَامَةِ مِنْ يَغِيبُ؟ قَالَ نَعَمْ يَغِيبُ عَنْ أَبْصَارِ النَّاسِ شَخْصُهُ وَلَا يَغِيبُ عَنْ قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ ذِكْرُهُ، وَهُوَ الثَّانِي عَشَرَ مَنْ يُسَهِّلُ اللَّهُ لَهُ كُلَّ عَسِيرٍ وَيُذِلُّ لَهُ كُلَّ صَعْبٍ وَيُظْهِرُ لَهُ كُنُوزَ الْأَرْضِ وَيَقْرُبُ لَهُ كُلَّ بَعِيدٍ، يُبِيرُ بِهِ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَيَهْلِكُ عَلَى يَدِهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مُرِيدٍ، لَذَلِكَ ابْنُ سَيِّدَةِ الْإِمَاءِ الَّذِي تَخْفَى عَلَى النَّاسِ وَلَا تَنْتُهُ وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ تَسْمِيَتُهُ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا” (۱)

کمال الدین میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ابو احمد محمد ابن زیاد ازدی کا بیان ہے: میں نے اپنے آقا و مولا حضرت امام موسیٰ ابن جعفر - سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا (اس نے تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں فراوانی سے عطا کیں) تو امام نے فرمایا: ظاہری نعمت سے مراد امام ظاہر اور باطنی نعمت سے مراد امام غائب ہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا ائمہ میں سے کوئی غائب بھی ہوگا؟ تو حضرت نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ جسمانی طور پر لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں گے مگر مومنین کے دلوں سے ان کا ذکر محو نہیں ہوگا وہ ہم ائمہ میں سے بارہویں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے لیے ہر مشکل کو آمادہ کر دے گا، ہر سخت چیز کو نرم کر دے گا، ان کے لیے زمین کے تمام خزانوں کو ظاہر کر دے گا اس کے لیے ہر بعید کو قریب اور ان کے ذریعے تمام ظالم اور دشمن کا قلع قمع کرے گا، ہر شیطان مردود کو ہلاک کرے گا، وہ کنیزوں کی ایک سردار کے بطن سے پیدا ہوں گے اور ان کی ولادت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا جائے گا، ان کا نام اس وقت تک لینا جائز نہ ہوگا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں ظاہر نہ فرما دے کہ جب وہ ظاہر ہوں گے تو وہ زمین کو عدل و

۱)۔ کمال الدین، ج ۲، ص ۳۶۸۔

انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و ستم سے پر بوچکی ہوگی۔ ۱۱۱۔ “وفی غیبة النعمانی عن الصادق علیہ السلام قال أما والله ليدخلنَّ علیهم عدلُهُ (جَوْفٌ بِيُوتِهِمْ كَمَا يَدْخُلُ الْحَرَّ وَالْبَرَّ) (۱) غیبت نعمانی میں حضرت امام جعفر صادق - نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! ضرور ضرور ان لوگوں کے اندر حضرت کا عدل و انصاف اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سردی اور گرمی داخل ہوتی ہے۔
 مولف کہتے ہیں: متعدد کتابوں میں جیسے کمال الدین، ینابیع المودة، ملاحم اور غیبت نعمانی و طوسی، مستدرک وغیرہ میں مختلف عبارتوں کے ساتھ اسی مضمون کی اٹھارہ روایتیں نقل ہوئی ہیں۔
 ۱۱۲۔ غیبت نعمانی میں نقل ہوا ہے “يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا وَقِسْطًا وَ نُورًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَ جَوْرًا وَ شَرًّا” غیبت نعمانی میں حضرت امام محمد باقر - نے فرمایا: وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور اور شر سے بھر چکی ہوگی۔
 حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی سیرت طیبہ کے بارے میں جو روایات معادن و حی و تنزیل سے وارد ہوئی

ہیں اس میں یہ ہے کہ حضرت رسول خدا کی سیرت کے مطابق عمل کریں گے، یہ واضح سی بات ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کا ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں اور رسالت میں عدل و انصاف اظہر من الشمس ہے اور امام زمانہ - جو تمام انبیاء اور اوصیاء کے علوم کے وارث ہیں ان کا عدل و انصاف اپنے انتہائی کمال پر ہوگا۔ ۱۱۳ - نعمانی نے غیبت میں اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ ابن عطاء مکی سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق - سے حضرت مہدی - کی رفتار و سیرت کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کس نوعیت

۱)۔ غیبت نعمانی، ص ۲۹۷۔)

کی ہوگی؟ تو امام جعفر صادق - نے فرمایا: رسول خدا (ص) کی سیرت کے مطابق عمل کریں گے اور اس کو نئے سرے سے بنائیں گے اور ہر اس چیز کو خراب کریں گے جو جاہلیت کے (زمانہ میں تھی۔ (۱)

۱۱۴ - تہذیب میں نقل ہوا ہے کہ حضرت امام محمد باقر - سے سوال کیا گیا کہ حضرت حجت کی رفتار و سیرت لوگوں کے درمیان کس نوعیت کی ہوگی؟ تو حضرت نے فرمایا: جو کچھ رسول خدا (ص) کی سیرت تھی یہاں تک کہ اسلام ظاہر ہوا - عرض کیا گیا: رسول خدا (ص) کی سیرت کیا تھی؟ فرمایا: جو چیزیں جاہلیت کے زمانہ میں تھیں اسے باطل کیا تھا اور لوگوں سے عدل و انصاف کے ساتھ پیش آئے اس طرح جب حضرت حجت قیام فرمائیں گے تو جو چیزیں ان کے زمانہ میں تھیں انہیں باطل کریں گے اور لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آئیں گے۔ (۲)

۱۱۵ - “وفی الارشاد للشيخ المفيد ولما قسم رسول الله (ص) غنائم حنين اقبل رجل طویل آدم احنى بين عينيه اثر السجود فسلم ولم يخص النبي (ص) ثم قال قد رأيتك وما صنعت في هذه الغنائم، قال وكيف رأيت؟ قال لم ارك عدلت، فعضب رسول الله (ص) وقال وليك اذا لم يكن العدل عندى فعند من يكون؟ فقال المسلمون ألا اقتله؟ قال دعوه فإنه سيكون له اتباع يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية يقتلهم الله على يد أحب الخلق اليه من بعدى، (فقتله أمير المؤمنين علي بن ابي طالب عليه السلام فيمن قتل يوم النهروان من الخوارج ” (۳)

ارشاد شيخ مفيد رحمة الله عليه میں نقل ہوا ہے کہ: جب رسول خدا (ص) جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے تو ایک طویل قد و قامت کا لحیم شحیم انسان آیا جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے

۱)۔ غیبت نعمانی، ص ۱۲۳۔)

۲)۔ تہذیب، ج ۶، ص ۱۵۵۔ ” ()

۳)۔ ارشاد شيخ مفيد، ج ۱، ص ۱۴۸۔)

کے اثر سے جھکاؤ تھا اس نے سلام کیا اور نبی اکرم (ص) کو خصوصی طور پر سلام نہیں عرض کیا پھر وہ کہنے لگا کہ: میں نے تجھے دیکھا ہے کہ جو کچھ تم نے اس مال غنیمت میں انجام دیا ہے، تو آنحضرت نے دریافت فرمایا: تو نے کیا دیکھا ہے؟ کہنے لگا: میں نہیں سمجھتا کہ تم نے عدل و انصاف سے کام لیا ہو، پس رسول خدا (ص) غضب ناک ہوئے اور فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو اگر میرے ہی پاس عدل و انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی تو پھر وہ کس کے پاس ہوگی! تو موجودہ مسلمان دریافت کرنے لگے کہ کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ تو رسول خدا (ص) نے فرمایا: اسے چھوڑ دو عنقریب اس کے کچھ پیروکار ہوں گے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے خدا انہیں میرے بعد اس شخص کے ہاتھوں قتل کرے گا جو اسے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے پھر امیر المومنین علی ابن ابی طالب - نے خوارج کے ان لوگوں کے ساتھ جنہیں نہروان کی جنگ میں قتل کیا تھا اسے بھی قتل کیا۔

(۱۱۶ - “وفی ینابیع المودة في قوله تعالى > وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا < (۱) عن سلام بن المستنير عن الباقر عليه السلام قال يُحييها الله بالفائز عليه السلام فيعدل) فيها فيحيي الأرض بالعدل بَعْدَ مَوْتِهَا بِالظلم ” (۲)

ينابيع المودة میں امام محمد باقر - سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت نے فرمایا: ”یعنی زمین کو حضرت قائم کے ذریعہ زندہ کرے گا پس زمین ظلم و ستم کی وجہ سے مرنے کے بعد ان کے عدل و انصاف کے ذریعہ دوبارہ زندہ ہوگی لہذا وہ عدل و انصاف سے کام لیں گے۔ پھر مشیت الہی کا تقاضا یہ ہوگا کہ حضرت قائم آل محمد قیام اور ظہور فرمائیں اس طرح ان کے دریائے عدل و انصاف کے فیض میں تلاطم پیدا ہوگا کہ ان کا کوہ گراں پیکر تمام دنیا کو گھیر لے گا اور ان کا

۱) (سورنہ حدید، آیت ۱۷)۔
۲) (ینابیع المودۃ، ج ۳، ص ۲۵۲)۔

عدل و انصاف تمام انسانی جسم میں مجسم ہو جائے گا۔
یہی وہ مقام ہے جہاں دنیا و ما فیہا اپنے وجود میں بہشتی تازہ روح کا احساس کرے گی اور تمام مخلوقات امن و امان، رفاہ و آسائش اور صلح و مصالحت کے ساتھ زندگی بسر کرے گی۔

۲۔ اسلام کی بنیاد / ۱۴

۱۴۔ ”وَأَثَافِي الْإِسْلَامَ وَبُنْيَانُهُ“ (اسلام کی سنگ بنیاد اور اساس) اثافی اثفیہ کی جمع
ہے اس سے مراد ایسا پتھر ہے کہ جس پر دیگ کو رکھا جاتا ہے اور اگر دو دوسرے پتھر مثلث کی شکل اختیار کریں تو اسے ”اثافی“ کہتے ہیں جب کبھی دیگ اس کے اوپر رکھا جائے تو بغیر حرکت کے اپنی جگہ مستحکم اور مستقر ہو جائے گا۔ اس اعتبار سے کہ اسلام قرآن مجید کی محکم و استوار بنیادوں پر مستقر ثابت اور پابرجا ہے اثافی سے شہادت دی ہے۔
۱۱۷۔ ”وَفِي الْكَافِي عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّا فِي الْإِسْلَامِ ثَلَاثَةُ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالْوَلَايَةِ لَا تَصِحُّ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا بِصَاحِبَتِهَا“ (۱)

کافی میں امام صادق - سے مروی ہے کہ اسلام کے بنیادی ارکان تین ہیں۔ نماز، زکوٰۃ اور ولایت ائمہ اطہار علیہم السلام ان میں سے کوئی بھی اپنے دو کے بغیر صحیح اور قابل قبول نہ ہوگی۔
اس جیسی حدیث روزہ اور حج کے اضافہ کے ساتھ حضرت امام محمد باقر - سے نقل ہوئی ہے۔
۱۱۸۔ ”وَفِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَالْوَلَايَةِ وَلَمْ يَنَاجِ بِشَيْءٍ كَمَا نُودِيَ بِالْوَلَايَةِ، وَفِي رَوَايَةٍ

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۱۸)۔

(کما نُودِيَ بِالْوَلَايَةِ يَوْمَ الْغَدِيرِ“ (۱) اسی کتاب میں مذکور ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: اسلام کی اساس پانچ چیزوں پر استوار ہے، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت اور ان میں سے ولایت کی طرح کسی چیز کی تاکید نہیں کی گئی ہے۔ اور دوسری روایت میں ذکر ہوا کہ کسی چیز کی غدیر خم کے دن ولایت کی طرح سفارش نہیں کی گئی ہے۔
۱۱۹۔ ”وَفِيهِ إِضْطَافٌ بِإِسْنَادِهِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ أَبِي الْغَلَاءِ الْأَزْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيَّ خَلْفِي خَمْسًا فَرَخَّصَ فِي أَرْبَعٍ وَلَمْ يُرَخَّصْ فِي وَاحِدَةٍ (۲)“

اس کتاب میں کلینی اپنی سند کے ساتھ عبد الحمید ابن ابی العلاء ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق کو یہ فرماتے سنا: خدائے عزوجل نے اپنی مخلوق پر پانچ چیزیں واجب قرار دی ہیں ان میں سے چار میں ترک کرنے کی اجازت دی ہے لیکن ان میں سے ایک کے لیے کبھی بھی رخصت نہیں دی ہے۔ مولف کہتے ہیں: وہ چار واجب کہ جن میں رخصت ہے اس سے مراد نماز ہے جو بعض افراد سے ساقط ہے جیسے جس زمانہ میں عورتیں حیض و نفاس کی حالت میں ہوتی ہیں اور بعض حالات میں تو دونوں کی طہارت مفقود ہوتی ہے اور زکوٰۃ ان لوگوں سے متعلق نہیں ہوتی جن کے اموال زکوٰۃ اپنے نصاب کی حد تک نہ پہنچے ہوں، اور روزہ ان افراد سے کہ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے جیسے ضعیف العمر انسان اور ضعیف عورت اور حج ان افراد سے کہ جنہیں مالی اور جانی استطاعت وغیرہ نصیب نہیں ہوئی ان سب سے ساقط ہے لیکن ولایت کبھی بھی کسی صورت میں قابل قبول عذر نہیں ہے اور نہ ہی کسی بھی فرد سے ساقط ہوتی ہے۔

۲۱۔ ۱) (اصول کافی، ص ۱۸)

۲) (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۲)۔

علامہ مجلسی کہتے ہیں: اس حدیث میں کہ جس میں تین رکن پر اکتفا کیا گیا ہے کیوں کہ اہم اجزاء یہی نماز، زکوٰۃ اور ولایت ہے اور بلاشک و شبہ ان میں سے ہر ایک کا قبول ہونا دوسرے کے قبول ہونے پر موقوف و مشروط ہے بالخصوص ولایت جو تمام اعمال کے قبول ہونے کی شرط ہے۔

۱۲۰۔ ”وفی الکافی عن ابی جعفر الثانی عن ابیہ عن جدہ علیہ السلام قال: قال امیر المؤمنین علیہ السلام قال رسول اللہ (ص) إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْإِسْلَامَ فَجَعَلَ لَهُ عَرَصَةً وَجَعَلَ لَهُ نَوْراً وَجَعَلَ لَهُ حِصْنًا وَجَعَلَ لَهُ نَاصِراً فَأَمَّا عَرَصٌ شُءُ الْقُرْآنِ ، وَأَمَّا نَوْرُهُ فَالْحِكْمَةُ ، وَأَمَّا حِصْنُهُ فَالْمَعْرُوفُ ، فَأَمَّا انصَارُهُ فَأَنَا وَأَهْلُ بَيْتِي وَشِيعَتُنَا ، فَأَجَبُوا أَهْلَ بَيْتِي وَشِيعَتَهُمْ وَانصَارَهُمْ ، فَإِنَّهُ لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَتَسْبِيَنِي جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا أَهْلَ السَّمَاءِ اسْتَوْدَعَ اللَّهُ حُبِّي وَحُبَّ أَهْلِ بَيْتِي وَشِيعَتِهِمْ فِي قُلُوبِ الْمَلَائِكَةِ فَهُوَ عِنْدَهُمْ وَدِيعَةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ثُمَّ هَبَّ بِي إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَتَسْبِيَنِي لِأَهْلِ الْأَرْضِ فَاسْتَوْدَعَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ حُبِّي وَحُبَّ أَهْلِ بَيْتِي وَشِيعَتِهِمْ فِي قُلُوبِ مُؤْمِنِي أُمْتِي ، فَمُؤْمِنُوا أُمْتِي يَحْفَظُونِ وَدِيعَتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ، أَلَا قُلُوْا إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أُمْتِي عَبْدَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ عَمْرَهُ أَيَّامَ الدُّنْيَا ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ مَبْغِضًا لِأَهْلِ بَيْتِي وَشِيعَتِي مَا فَرَّجَ اللَّهُ صَدْرَهُ إِلَّا (عَنْ نِفَاقٍ ” (۱)

شیخ کلینی نے کتاب کافی میں حضرت امام جواد ثقی - سے انہوں نے اپنے آباء و اجداد بزرگوار سے انہوں نے حضرت امیر المؤمنین سے انہوں نے حضرت رسول اکرم (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: خدائے عزوجل نے اسلام کو خلق کیا اس کے لیے وسعت پیدا کی، اس کے لیے نور قرار دیا، اس کے ناصر بنائے، اس کا عرصہ (صحن خانہ) قرآن ہے اس کا نور، حکمت ہے اس کا

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۴۶)۔

حصار و قلعہ نیکی ہے اور اس کے اعوان و انصار ، میرے اہل بیت ہیں لہذا میرے اہل بیت اور میرے شیعوں اور مدد کرنے والوں کو دوست رکھو کیونکہ جب مجھے جبرئیل دنیا کے آسمان (معراج) کی طرف لے گئے تو میرا تعارف اہل آسمان سے کرایا اللہ نے میری اور میرے اہل بیت کی اور ان کے شیعوں کی محبت ملائکہ کے دلوں میں پیدا کی جو قیامت تک ان کے دلوں میں رہے گی پھر جبرئیل نے زمین پر مجھے اتارا تو زمین والوں سے میرا تعارف کرایا اور میری اور میرے اہل بیت اور ان کے شیعوں کی محبت میری امت کے مومنین کے دلوں میں قرار دی پس میری امت ایمان لائی پس مومنین میری امانت (میرے اہل بیت اور ان کے شیعوں کی ولایت و محبت ہے) کی روز قیامت تک حفاظت کریں گے۔ آگاہ ہوجاؤ ! اور یہ جان لو کہ اگر میری امت کا کوئی شخص بقدر عمر دنیا رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت تمام دنیا کے دنوں (دنیا کے تمام عمر) میں انجام دیتا رہے پھر وہ ایسی صورت میں خدائے سبحان سے ملاقات کرے کہ اس کے دل میں میرے اہل بیت اور میرے شیعوں کی عداوت ہو تو اللہ اس کے سینہ کو کشادہ نہیں کرے گا مگر نفاق سے۔ بعض روایات میں نقل ہوا ہے کہ اگر ثقلین (انس و جن) کی عبادت بجائے لیکن ہماری ولایت و محبت اس کے دل میں نہ پائی جاتی ہو تو اسے وہ تمام عبادت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ مولف کہتے ہیں: جیسا کہ قرآن مجید دین اسلام کی اساس و بنیاد ہے اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم حجة ابن الحسن اور ان کے آباء و اجداد طاہرین کی معرفت و ولایت اسلام کی اساس اور سنگ بنیاد ہے کہ اس کے بغیر کوئی بھی عمل قابل قبول نہ ہوگا اور نہ ہی اس پر کوئی آثار و ثواب ہی مترتب ہوں گے۔

۱۲۱۔ ”وفی الکافی فی الصّحیح عن معاویۃ بن عمّار عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزّوجلّ (۱) قال نحنُ واللّٰہُ

۱) (سورہ اعراف، آیت ۱۸۰)۔

(الاسماءُ الحُسنیٰ الذی لا یقبَلُ اللّٰهُ مِنَ الْعِبَادِ عَمَلًا إِلَّا بِمَعْرِفَتِنَا ” (۱)

کافی میں صحیح روایت کے ساتھ کلینی علیہ الرحمہ نے معاویہ ابن عمار سے نقل کیا ہے کہ وہ امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آیہ کریمہ ”کہ اللہ کے لیے بہترین نام پہنچا اسے انہیں سے پکارو“ کی تفسیر کے بارے میں حضرت نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم اللہ کے اسماء الحسنی ہیں بغیر ہماری معرفت کے اللہ تعالیٰ بندوں کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔

مولف کہتے ہیں: جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت کا اعتراف کرے تو اس کے لیے لازم ہے کہ ان کی پیروی اور ان بزرگوار کی تصدیق کرے تاکہ اللہ اور رسول کی بہ نسبت جو حقوق ہیں ان کی معرفت

پیدا کرے اور اس کو ادا کرے ظاہر ہے کہ سب سے بڑا حق جو تمام مخلوقات پر واجب ہے ائمہ ہدی کی ولایت کا تحفظ ہے اس بنا پر ولایت کی رعایت اور حفاظت کیے بغیر کوئی بھی عمل بارگاہ الہی میں قابل قبول نہیں ہے۔

۲۔ وادی حق / ۱۵

۱۵۔ ”وَأُودِيَةِ الْحَقِّ وَ غِيْطَانُهُ“ حق و حقیقت کی پیروی کی وادی اور اس کا ہموار میدان و بیابان ہے کہ جس میں دین و دانش کے گل و ریحان اُگتے ہیں تاکہ ان کے طالبوں کے دماغ کو اُن کی خوشبو سے معطر کرے، اودیہ، وادی کی جمع ہے جس کے معنی بیابان کے ہیں دو پہاڑ کے درمیان وسیع نہر اسلوب، راستہ اور مذہب کے معنی میں بھی استعارہ کے عنوان سے استعمال ہوا ہے۔ غیطان، غیٹ کی جمع ہے جس کا معنی باغ کے ہیں اور کسی چیز میں داخل ہونے کے ہیں اور نزاع نیز دوسرے مختلف کلام کے معنی میں بھی ذکر ہوا ہے، یعنی جو شخص حق و حقیقت کا طالب ہے وہ قرآن مجید

۱۔ (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۴۳۔)

کے وسیع بیابانوں میں اور اس کی ہر قسم کی کجی و انحراف اور خطرناک حوادث سے محفوظ سرزمین سے حاصل کر سکتا ہے۔ شارح بحرانی بیان کرتے ہیں: دونوں ہی لفظ استعارہ کے طور پر آئے ہیں اس اعتبار سے کہ قرآن مجید حق کا معدن و مرکز اور اس کے پائے جانے کا جہاں قوی گمان پایا جاتا ہے جس طرح بیابانوں اور نشیبی مقامات میں گھاس اور پانی جمع ہونے کا قوی گمان و امکان پایا جاتا ہے۔ حضرت ولی عصر بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اور تمام ائمہ ہدی علیہم السلام حق کے معدن و مرکز اور آب حیات کا سرچشمہ ہیں، حق کے طلب کرنے والے افراد کو چاہیے کہ خاندان عصمت اور معادن وحی تنزیل کے پاس اس کو تلاش کریں جیسا کہ ہم زیارت جامعہ کبیرہ میں پڑھتے ہیں۔ ۱۲۲۔ ”وَالْحَقُّ مَعَكُمْ وَفِيكُمْ وَأَنْتُمْ أَهْلُهُ وَمَعْدِنُهُ“ حق آپ کے ساتھ آپ میں آپ سے اور آپ کی طرف ہے آپ ہی اس کے اہل اور اس کے معدن و مرکز ہیں۔ ۱۲۳۔ ”عَلَيْهِ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ يُدَوِّرُ حَيْثُ دَارِ“ علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے حق کو اسی طرف پھیر دے جدہر علی جائیں۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۔ بے کراں سمندر / ۱۶

۱۶۔ ”وَبَحْرٌ لَا يَنْزِفُهُ الْمُسْتَنْزِفُونَ“ (یہ وہ سمندر ہے جسے پانی نکالنے والے ختم نہیں کر سکتے): نزف، کنوئیں سے تمام پانی کو تدریجی طور پر نکالنے کو کہتے ہیں، یعنی قرآن کریم ایسا سمندر ہے کہ اس کے تمام پانی کو نہیں نکالا جاسکتا اگرچہ تدریجاً اور وقفہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، یہاں تک کہ اگر تمام لوگ اس سے استفادہ کریں پھر بھی اسے ختم نہیں کر سکتے۔ یعنی وہ علوم جن کا کتاب عزیز سے استفادہ کیا جاتا ہے اس کی حد نہیں ہے اس میں جو کچھ بوچکا جو ہو رہا ہے یا قیامت کے دن تک ہونے والا ہے سب کا علم اس میں موجود ہے۔ قرآن مجید ہی وہ ہے جو حلال و حرام، فرائض، فضائل، ناسخ و منسوخ، رخصت و عزیمت، خاص و عام، صبر و امثال، مرسل و محدود، محکم و متشابہ کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے جو علوم و احکام کی پیچیدگیوں مجملات اور مشکلات کی تفسیر کرنے والا ہے۔ قرآن مجید کے مطالب جو کلمات الہیہ پر مشتمل ہیں وہ بے نہایت عظیم ہیں کہ خود قرآن اس معنی کو بیان کر رہا ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)
 آپ کہہ دیجیے کہ اگر میرے پروردگار کے کلمات کے لیے سمندر بھی روشنائی بن جائیں تو کلمات رب کے ختم ہونے سے پہلے ہی سارے سمندر ہو جائیں گے چاہے ان کی مدد کے لیے ہم ویسے ہی سمندر اور بھی لے آئیں۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)
 اور اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کا سہارا دینے کے لیے سات سمندر اور آجائیں تو بھی کلمات الہی تمام ہونے والے نہیں ہیں بے شک اللہ صاحب عزت بھی اور صاحب حکمت بھی ہے۔
 پہلی آیت میں فرماتا ہے: ”اگر سمندر اپنے تمام حجم کے ساتھ عالمین کے پروردگار کے کلمات تحریر

۱۔ (سورنہ کہف، آیت ۱۰۹)۔
 ۲۔ (سورنہ لقمان، آیت ۲۷)۔

کرنے کے لیے روشنائی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا قبل اس کے کہ کلمات الہیہ تمام ہوں اگرچہ اس میں دوسرے سمندر کا اضافہ بھی کیا جائے” لیکن دوسری آیت میں ایک بہت دقیق مطلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے فرماتا ہے: ”روئے زمین کے تمام درخت (خواہ باغات کے تمام درخت ہوں یا طبیعی جنگلوں کے کہ ان میں سے بہت سے کی لمبائی ایک میٹر یا دو میٹر کی حد تک ہو) ان سب کو قلم بنائیں اور سمندر کے پانی کو روشنائی پھر اس میں دوسرے سات سمندر کا اضافہ کریں پھر بھی خدا کے کلمات تمام ہونے والے نہیں ہیں۔“ روئے زمین کے تمام درخت اگر معمولی قلم کی شکل اختیار کر لیں تو اس کی حد معلوم کرنا اور اسے شمار کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے اس کے علاوہ اگر تمام سمندر اور اقیانوس تمام تعاون اور مدد کرنے کے ساتھ روشنائی بن جائیں تو طبیعی طور پر اس کے لکھنے والے جن و انس کے تمام خلائق ہی ہونے چاہئیں، اس کے باوجود یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا لیکن کلمات الہیہ اختتام پذیر نہ ہوں گے۔
 حضرت حجت، مہدی اہل بیت سالت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اسی طرح ان کے آباء و اجداد طاہرین کہ جن پر قرآن نازل ہوا اور اس کے تمام علوم کے حامل ہیں علوم الہی کے سمندر اور قرآن مجید ہیں کہ جتنا بھی ان سے فیض حاصل کیا جائے اور لوگ سیراب ہوں پھر بھی ختم ہونے والے نہیں ہیں۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ خود ان عظیم ہستیوں سے ایسی روایات صادر ہوئی ہیں جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اختصاص میں وہ موسیٰ المبرق (۱) کی حدیث میں جو یحییٰ ابن اکثم نے حضرت سے دس سوال دریافت کیے تھے ان میں (سے ایک یہ ہے: مجھے اس آیت کے بارے میں باخبر کریں کہ سمندر کیا ہیں؟ اور اس سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلٌ ۖ وَالْبَحْرُ ۖ حَرْوٌ يَمْدُهُ مِنْ بَعْدِهِ

۱۔ (ابو احمد موسیٰ المبرق امام بادی علی نقی - کے بھائی ہیں اور رضوی سادات کے جد (بزرگوار ہیں۔

سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفَذَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ (۱) مَا هَذَا لَأَبْحُرٍ وَ آيِنَ هِيَ ؟
 ۱۲۴ - حضرت امام موسیٰ کاظم - جواب میں فرماتے ہیں: ”وَأَمَّا قَوْلُهُ تَعَالَى > وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلٌ ۖ < الْآيَةِ فَهُوَ كَذَلِكَ لَوْ أَنَّ أَشْجَارَ الدُّنْيَا أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ مِدَادٌ لَهُ بَعْدُ سَبْعَةُ مَدَدِ الْبَحْرِ حَتَّى تُفَجَّرَتِ الْأَرْضُ عَيْوناً فَغَرِقَ أَصْحَابُ الطُّوفَانِ لَنَفَذَتْ قَبْلَ أَنْ تُنْفَذَ كَلِمَاتُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (۲) الْإِلَى قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحْنُ الْكَلِمَاتُ الَّتِي لَا تُدْرِكُ فُضَائِلُنَا وَلَا تُسْتَقْصَى (۲)“
 یعنی اگر تمام اشجار قلم بن جائیں، تمام سمندر روشنائی بن جائیں بلکہ اس میں سات دریا زمین سے پھوٹ کر مزید شامل ہو جائیں، ایسے ہی ہوں جیسا کہ اصحاب طوفان (نوح) غرق ہوئے، پھر بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوسکتے (اس کے بعد امام - نے بعض چشموں کے نام بہ عنوان مثال ذکر کیے اور وہ سات چشمے یہ ہیں) چشمہ کبریت، چشمہ یمین، چشمہ بربوت، چشمہ طبریہ، چشمہ حمر (۳) چشمہ ماسیدان (جس کو المنیات بھی کہا جاتا ہے) چشمہ افریقہ (جس کو بسلان بھی کہتے ہیں) چشمہ باجروان (بحرون نسخہ بدل) لسان بھی کہتے ہیں فلاں چشمہ فلاں چشمہ پھر فرمایا: ہم لوگ وہ کلمات ہیں کہ جن کے فضائل کو درک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان کا احاطہ کیا جاسکتا ہے۔

۱) (سورہ لقمان، آیت ۲۷۔)
 ۲) (تأویل الآیات، ج ۱، ص ۴۴۰۔)

۳) (حَمَّةٌ حاء پر فتحہ اور تشدید ، ایسے چشمے جن کا پانی گرم ہوتا ہے اور معلول و اپاہج لوگ (اور بعض دوسرے افراد اس سے شفا حاصل کرتے ہیں یہ سب اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر پانی کے لیے ایک منبع اور اس سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی اس کے باوجود مکمل طور پر نابود اور ختم ہوجائیں گے مگر کلمات الہیہ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ ان چشموں کے اسماء سائل کے ذہن میں موجود ہوں اور امام۔ نے اس کو انہیں سے قانع کیا ہو۔

۲۔ چشم / ۱۷

۱۷۔ وَ عُيُونٌ لَا يَنْضِبُهَا إِلَّا مَاتِحُونَ (یہ وہ چشمے ہیں جسے الجنے والے کم نہیں کرسکتے):
 “نضب” جاری و ساری اور ختم ہونے کے معنی میں ہے، نضب الماء، پانی جاری ہوا، اور اس کا طغیانی حالت پیدا کرنا، نضب عمرہ، یعنی اس کی عمر ختم ہوگئی، نضب البحر، سمندر کا پانی خشک ہوگیا، چشمے کا پانی کم ہوگیا، نضب ماء وجہ، ان کی عزت چلی گئی اور کسی چیز سے شرم نہیں کرتے وغیرہ کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔
 ”متح متحا“ پانی کھینچنا اگرچہ ٹول ہی سے نکالے ”متح الشجرة“ درخت کو کاٹنا یا کاٹنے کو کہتے ہیں بئر متوح کم نشیب والے کنویں کو کہتے ہیں جس سے آسانی کے ساتھ پانی نکالا جاسکے۔
 یعنی قرآن مجید ایسا کنواں ہے کہ جس کا پانی صاف و شفاف، شیرین، گوارا یا ایسا چشمہ ہے کہ جتنا بھی اس سے استفادہ کیا جائے اور سیرابی حاصل کی جائے کبھی بھی اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی، کثیف نہیں ہوگا اس میں سے کوئی شے کم نہیں ہوگی اور نہ ہی خشک ہوگا۔

امام عصر (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقدس وجود اولین و آخرین کے علوم کا منبع اور سرچشمہ آب حیات ہے کہ جتنا بھی اس سے استفادہ کیا جائے کبھی اس میں کوئی شے کم نہیں ہوگی اور کسی بھی صورت میں اختتام پذیر ہونے والا نہیں ہے، اس لیے کہ ائمہ ہدیٰ علوم الہی کے خزانے اور وحی و تنزیل کے معادن و مراکز بینا اور عظیم المرتبت پیغمبر (ص) تمام انبیاء ان کے اوصیاء کے علم کے وارث ہیں اور یہ عظیم ہستیاں ہیں کہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتابیں ان کے پاس موجود ہیں ان سب کے مطالب کے اختلاف کو ان کی زبانی جانتے ہیں۔
 ۱۲۵۔ ”فی الکافی بإسناده عن عبد الرحمن بن كثير قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول نحن ولاه الأمر الله وخزنته علم الله وغيبه وحى الله“ (۱) کافی میں کلینی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ عبد الرحمن ابن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو کہتے سنا: ہم والیان امر الہی ہیں ہم علوم الہی کا خزانہ ہیں اور وحی الہی کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ۱۲۶۔ ”وفيه عن سدير عن أبي جعفر عليه السلام: قلت له: جعلت فداك ما انتم؟ قال نحن خزان علم الله ونحن تراجمه وحى الله ونحن الحجة البالغة على من دون الس ماء ومن فوق (الأرض)“ (۲)
 اسی کتاب میں منقول ہے کہ سدید امام محمد باقر - سے عرض کرتے ہیں: آپ کیا ہیں؟ امام - نے فرمایا: ہم علم الہی کے خزانہ دار ہیں ، ہم وحی الہی کے ترجمان ہیں، ہم خدا کی حجت بالغہ ہیں ان لوگوں پر جو آسمانوں کے نیچے اور زمین کے اوپر ہیں۔

(۱۲۷۔ دوسری روایت میں ہے کہ : “ لَا عَلَیْ دَهَبٍ وَلَا عَلَیْ فَضَّةٍ إِلَّا عَلَیْ عِلْمِهِ ” (۳) ہم زمین و آسمان میں اللہ کے خزانہ دار ہیں مگر سونے چاندی کے خزانہ دار نہیں بلکہ ہم علم الہی کے خازن ہیں۔
 مولف کہتے ہیں: ان تین روایت کو تبرکاً ہم نے ذکر کیا ہے مذکورہ عناوین کی دوسری روایات کتاب اصول کافی (۴) میں موجود ہیں قارئین کرام وہاں ملاحظہ کریں۔

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۹۳، باب ان الائمه عليهم السلام ولاه امر الله و عیبه وحی الله۔)
 ۲) (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۹۲، حدیث ۴۔)
 ۳) (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۹۲، حدیث ۲۔)
 ۴) (اصول کافی، ج ۱، ص ۲۱۴۔)

۱۸۔ وَمَنَا هَلْ لَا يَغِيظُهَا الْوَارِدُونَ ؛ (ایسا گھاٹ ہے کہ جس پر وارد ہونے والے اس کا پانی کم نہیں کرسکتے) منہل ، پانی پینے کے مقام اور جگہ کے معنی میں ہے ۔ جیسے چشمہ اور نہر۔
غیض ، نقصان کے معنی میں ہے کسی شے کو خراب کرنے یا داخل کرنے کو کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) طوفان نوح کے واقعہ میں ہے: (اور قدرت کا حکم ہوا کہ اے زمین! پانی کو نگل لے اور اے آسمان! اپنے پانی کو روک لے اور پھر پانی گھٹ گیا اور کام تمام کردیا گیا اور کشتی کوہ جودی) پر ٹھہر گئی۔ دوسری آیت میں فرمایا: (۲)
یعنی یہ آسمانی عزیز ترین کتاب ایسا سرچشمہ ہے کہ اس پر وارد ہونے سے اس میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی، یہ عادی اور مادی چشموں کی طرح نہیں ہے کہ اگر حد سے زیادہ اس سے لوگ استفادہ کریں تو اس میں کمی واقع ہوجائے اور اس پر کثرت سے وارد ہونے والے اس کو خراب اور کثیف کردیں بلکہ وہ اس گہرے کنویں کی طرح ہے جو اصل پانی کے مادہ سے موجود ہے جتنا بھی آپ پانی نکالیں کبھی بھی اس میں (FELTER) متصل ہے اور اس میں فلٹر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ہر دل عزیز وجود اور تمام ائمہ اطہار کے علوم اور ان کے سارے فضائل و مناقب لوگوں کے لیے چشمہ اور روشنی حاصل کرنے کا مرکز ہیں جو ختم ہونے والے نہیں ہیں کیونکہ یہ عظیم بستیاں تمام نبیوں اور رسولوں بالخصوص حضرات خاتم الانبیاء کے علوم

۱) (سورہ بود، آیت ۴۴۔)

۲) (سورہ رعد، آیت ۸۔)

کے نہ صرف یہ کہ وارث ہیں بلکہ آنحضرت (ص) کے علم میں شریک ہیں۔
۱۲۸۔ ”وفی الکافی بإسناده عن محمد بن مسلم قال سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول نزل جبرئيل على محمد (ص) برما نتين من الجنة فلقبه علي عليه السلام فقال ما هاتان الرمانتان اللتان في يدك؟ فقال اما هذه فالنبوة ليس لك فيها نصيب، واما هذه فالعلم، ثم قلها رسول الله (ص) ينصفين فاعطاه نصفها وأخذ رسول الله (ص) نصفها، ثم قال: أنت شريكي فيه وأنا شريكك فيه، قال فلم يعلم والله رسول الله (ص) حرفاً مما علمه الله عز وجل إلا وقد علمه علياً (ص) ثم انتهى العلم إلينا، ثم وضع يده على صدره“ (۱)

شیخ بزرگوار کلینی رحمۃ اللہ علیہ کافی میں اپنی سند کے ساتھ محمد ابن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے امام محمد باقر - کو کہتے سنا: جبرئیل حضرت محمد مصطفیٰ (ص) کے پاس دو انار جنت سے لائے اس کے بعد آنحضرت (ص) کی حضرت علی - سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دریافت کیا: آپ کے ہاتھ میں یہ دو انار کیسے ہیں؟ فرمایا: یہ ایک نبوت ہے جس میں تمہارا حصہ نہیں لیکن دوسرا علم ہے اس کے بعد آپ نے دو ٹکڑے کیے۔ نصف حضرت علی - کو عطا کیا اور نصف خود رسول خدا (ص) نے لیا اور حضرت علی - سے فرمایا: اس میں تم میرے شریک ہو اور میں بھی اس میں تمہارا شریک ہوں۔

پھر امام محمد باقر - نے فرمایا: خدائے عزوجل کی قسم! اگر پیغمبر اکرم (ص) کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ان میں سے ایک حرف بھی فرو گزار نہیں کیا بلکہ سب کا سب علی کو تعلیم دیا۔ پھر ان بزرگوار کے بعد وہ ہمیں وراثت میں ملا۔ اس کے بعد امام محمد باقر - نے اپنے دست مبارک کو اپنے سینے پر رکھا۔

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۲۶۳۔)

مولف کہتے ہیں: یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہم علم رسول اکرم (ص) میں شریک اور آنحضرت کے علوم کے وارث ہیں، وہ سینہ بہ سینہ یکے بعد دیگرے ہماری طرف منتقل ہوا پھر وہ خاتم الاوصیاء حضرت مہدی آل محمد صاحب العصر و الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ہر دل عزیز وجود تک پہنچا لہذا ان سب کا علم کم ہونے والا نہیں ہے اور جتنا بھی زیادہ اس سے استفادہ کیا جائے ختم نہیں ہوگا۔

۱۹۔ ”وَمَنْزِلٌ لَا يَضِلُّ نَهْجَهَا الْمُسَافِرُونَ“ (وہ ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ پر چلنے والے مسافر بھٹک نہیں سکتے) منازل، منزل کی جمع، گزرنے والوں کے ٹھہرنے اور آرام کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں کہ قافلے والے ان منازل کو گم نہ کریں۔ یعنی قرآن مجید بھی خدا نے عزوجل کی راہ پر چلنے والوں کے لیے منزل اور ٹھہرنے کی جگہ ہے کہ جسے مسافرین کسی وقت راستہ کو گم نہیں کرتے اس لیے کہ ایسا صاف و شفاف سیدھا جادہ ہے کہ کبھی بھی اس میں کجی اور انحراف نہیں پیدا ہوسکتا لہذا جو شخص بھی اس راستہ کی سیر کرے گا بلاشک و شبہ شاہراہ ہدایت و سعادت تک پہنچ جائے گا۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) اور جن لوگوں نے ہمارے حق میں جہاد کیا ہے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کریں گے اور یقیناً اللہ حُسنِ عمل والوں کے ساتھ ہے۔

۱۔ (سورہ عنکبوت، آیت ۶۹۔)

<إِنَّ بَدَأَ الْقُرْآنَ يُهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا > (۱)
بے شک یہ قرآن اسی راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان صاحبان ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک عمل بجا لاتے ہیں کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔
حضرت حجة ابن الحسن اور ان کے اجداد طاہرین علیہم السلام بھی اسی طرح ہیں جیسا کہ زیارت جامعہ کبیرہ میں وارد ہوا ہے۔
۱۲۹۔ انْتُمْ الصِّرَاطُ الْأَقْوَمُ وَالسَّبِيلُ الْأَعْظَمُ ، مَنْ اتَّكَمُ نَجَى وَمَنْ لَمْ يَأْتِكُمْ هَلَكٌ ، ان عَظِيمَ بَسْتِيَّوْنَ سَے تَمَسَّكَ اخْتِيَارَ كَرْنِے والا اور ان کی راہ پر چلنے والا سعادت تک پہنچا، دنیا اور آخرت کی ہلاکتوں سے نجات پاگیا ورنہ بے چارہ بدبخت اور دونوں جہان میں نقصان اٹھانے والا ہے۔

۱۳۰۔ ”رَوَى اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَمَوِيُّ مُسْنَدًا عَنْ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالَا:
اَتَيْنَا اَبَا اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيَّ وَقُلْنَا لَهُ يَا اَبَا اَيُّوبَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَكْرَمَكَ بِنَبِيٍّ حَيْثُ كَانَ ضَعِيفًا لِّكَ فَضِيلَةً مِنَ اللّٰهِ فَضَلَّكَ بِهَا اَخْبَرْنَا مَخْرَجَكَ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَقَاتِلَ اَهْلٍ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ، قَالَ : اَقْسَمُ لَكُمْ بِاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) فِيْ هَذَا النَّبِيِّ الَّذِيْ اَنْتُمَا فِيْهِ مَعِيَ وَمَا فِيْ النَّبِيِّ غَيْرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) ، وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَالِسٌ عَنْ يَمِيْنِهِ وَاَنَا جَالِسٌ عَنْ يَسَارِهِ وَاَنْسَ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اِنْحَرَكْتُ الْبَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) اِفْتَحْ لِعِمَارِ الطَّيِّبِ الْمُطَيِّبِ فَفَتَحَ النَّاسُ الْبَابَ وَدَخَلَ عِمَارٌ فَسَلَّمَ

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۹۔)

عَلِيٌّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) فَرَحَّبَ بِهِ ثُمَّ قَالَ لِعِمَارٍ اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ هُنَا حَتَّى يَخْتَلِفَ السَّيْفُ فَيَمَّا بَيْنَهُمْ وَحَتَّى تَقْتُلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ، فَاِذَا رَأَيْتَ لِذِكِّكَ فَعَلَيْكَ بِهَذَا الْاَضَلِّ عَنِ يَمِيْنِيْ ، يَعْنِيْ عَلِيٌّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا سَلَكَ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَاِذَا سَلَكَ عَلِيٌّ وَاِذَا فَاسَلَكَ وَاِذَا عَلِيٌّ وَخَلَّ عَنِ النَّاسِ يَا عِمَارُ اِنَّ عَلِيًّا لَا يَرْدُكَ عَنْ هَدًى وَلَا يَذُلُّكَ عَلِيٌّ رَدًى ، يَا عِمَارُ طَاعَةٌ عَلِيٌّ طَاعَتِيْ وَطَاعَتِيْ طَاعَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ“ (۱)

ابراہیم ابن محمد حموی نے اپنے اسناد کے ساتھ علقمہ اور اسود سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے: ہم دونوں ابو ایوب انصاری کی خدمت میں حاضر ہوئے (جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے وقت حضرت رسول اکرم (ص) کے میزبان تھے) اور ہم نے عرض کیا: اے ابو ایوب ! اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کے مہمان ہونے کی برکت سے بزرگی اور فضیلت کی دولت سے مالا مال کیا ہے ہمیں اپنے خروج کی وجہ بتائیے کہ آپ نے علی ابن ابی طالب - کے ساتھ کلمہ گوہوں سے کیوں جنگ کی (جو خدا کو یکتا تسلیم کر کے اس کی عبادت کرتے ہیں)۔
اور (شاید ان کی نظر میں نہروان کے خوارج ہوں) ابو ایوب انصاری نے کہا: میں تم دونوں سے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میرے گھر میں رسول خدا (ص) موجود تھے جس گھر میں تم دونوں میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہو۔ حضرت علی - ، رسول خدا (ص) کی دائیں طرف اور انس رسول اللہ (ص) کے سامنے تشریف فرما تھے گھر میں ہمارے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا اس دوران دق الباب ہوا رسول خدا (ص) نے انس سے فرمایا: عمار کے لیے دروازہ کھول دو (وہ عمار جو

ہر لحاظ سے پاک و پاکیزہ، طیب و طاہر تھے) لوگوں نے دروازہ کھول دیا، عمار نے داخل ہو کر رسول خدا (ص) کو سلام عرض کیا۔

۱۔ (بحار الانوار، ج ۳۸، ص ۳۷، بشارۃ المصطفیٰ، ص ۲۳۲، ینابیع المودة، ج ۲، ص ۲۸۶۔)

رسول خدا (ص) نے آپ کو سلام کا جواب دیا ان کا احترام کیا اور خوش آمدید کہہ کر عمار سے فرمایا: عنقریب میرے بعد میری امت میں ناگفتہ بہ امور صادر ہوں گے آخر کار ان امور کی وجہ سے لوگوں میں تلوار چلے گی وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے جب تم ان باتوں کو دیکھو تو میری دائیں طرف بیٹھنے والے مرد اضلع (۱) یعنی علی ابن ابی طالب کا ساتھ دینا، اگر تمام لوگ ایک راستہ پر چلیں اور علی تنہا دوسرے راستہ کو اختیار کریں تو تم انہیں کے راستہ کو منتخب کرنا اور انہیں کی پیروی کرنا اور دوسرے تمام لوگوں کے راستے کو چھوڑ دینا (اور یاد رکھو!) اے عمار! علی - (کسی وقت بھی) تم کو راہ ہدایت سے برگشتہ نہیں کرے گا اور نہ ہی تمہیں ناپسند امور اور انحرافی و باطل راستوں کی طرف تمہاری رہنمائی کرے گا، اے عمار! علی کی اطاعت و فرمان برداری میری اطاعت ہے اور میری اطاعت بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمان برداری ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - جو ہر قسم کے فضائل و مناقب اور کمالات پر فائز تھے ان کے گیارہ فرزند ارجمند علیہم السلام بھی ان کے وارث ہیں چنانچہ فرمایا: ۱۳۱۔ ”اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَ اَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَ اٰخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَ کُلُّنَا مُحَمَّدٌ“ (۲) (ہمارا اول محمد ہے ہمارا اوسط محمد ہے ہمارا آخر محمد ہے اور ہم سب ہی محمد ہیں) سب کے سب ایک ہی نور ہیں۔ مذکورہ روایت میں حضرت امیر المومنین علی - کے اعلیٰ اور عظیم مرتبہ کی تصریح کی اور یہ کہ وہ ایک امت بلکہ سارے لوگوں کے مقابل میں وہ پوری امت ہیں، اور اگر تمام لوگ اور ہر ایک امت مختلف راستوں پر یا بالاتفاق سب ایک راستہ کو اختیار کریں لیکن علی - ان سب کے برخلاف چلیں تو صرف راہ مستقیم، ہدایت اور سعادت کا راستہ علی کا ہے اور ان سب کا راستہ ضلالت و گمراہی اور بدبختی کا ہے جس کا نتیجہ ہلاکت اور نقصان ہے۔

۱۔ (اضلع اُس شخص کو کہتے ہیں جس کے سر کے آگے بال کم ہوتے ہیں۔)
۲۔ (غیبت نعمانی، ص ۸۶، بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۶، ص ۱۶، تفسیر قمی، ج ۱، ص ۱۸۔)

۲۔ نورانی نشان / ۲۰

۲۰۔ ”وَ اَعْلَامٌ لَا يُعْمٰی عَنْهَا السَّائِرُونَ“ (وہ نشان منزل ہے جو راہ گیروں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا ہے) یہ عزیز ترین الہی کتاب بہت نورانی اور روشن نشانی ہے کہ اس کی سیر کرنے والے نابینا نہیں ہو سکتے۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۔ سرحد ہدایت / ۲۱

۲۱۔ ”وَ اٰكَامٌ لَا يَجُوْزُ عَنْهَا الْقَاصِدُونَ“ یہ وہ ٹیلہ ہے جس کا تصور کرنے والے آگے نہیں جاسکتے ہیں، اس لیے کہ وہ تہ بہ تہ سبز اور خرم و شاداب معارف کا گلستان اور علوم کا دریا ہے کہ اس پر چلنے والے اسے ترک نہیں کریں گے۔
شارح بحرانی کہتے ہیں: لفظ اَکَام و اَکَام ان ادلہ اور علامات سے استعارہ ہے جو قرآن مجید میں ہے ایسا راستہ ہے جو

اس کی اور اس میں موجودہ احکام کی معرفت پر ختم ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ اپنے تمسک رکھنے والوں کی ان کی طرف ہدایت کرتا ہے جیسا کہ نصب شدہ علامتیں اور پہاڑ وغیرہ راستوں اور شاہراہوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: > إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَع النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ < (۱)

۱) (سورہ بقرہ، آیت ۱۶۰۔)

بے شک زمین و آسمان کی خلقت روز و شب کی رفت و آمد ان کشتیوں میں جو دریاؤں میں لوگوں کے فائدہ کے لئے چلتی ہیں اور اس پانی میں جسے خدا نے آسمان سے نازل کر کے اس کے ذریعہ مردہ زمینوں کو زندہ کر دیا ہے اور اس میں طرح طرح کے چوپائے پھیلا دیئے ہیں اور ہواؤں کے چلانے میں اور آسمان و زمین کے درمیان مسخر کیے جانے والے بادل میں صاحبان عقل کے لیے اللہ کی واقعی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

اور اس کی نشانیاں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تمہیں میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی اور اس کی نشانیاں ۵۰ ہے کہ اس میں صاحبان فکر کے لیے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں میں سے آسمان و زمین کی خلقت اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے کہ اس میں صاحبان علم کے لیے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔
 اور ۲۳ سے ۲۵ نمبر تک کی اس سورہ کی دوسری آیتیں بھی تمام لوگوں کو تمام عالمین کے پروردگار کی معرفت کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ مولف کہتے ہیں: ائمہ ہدی بالخصوص حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہدایت کی علامات اور نشانیاں ہیں کہ ان پر چلنے والے ظلم و تجاوز نہیں کرسکتے اور نہ ہی نیست و نابود ہوسکتے ہیں۔

۱) (سورہ روم، آیت ۲۰-۲۲۔)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور علامات معین کردیں اور لوگ ستاروں سے بھی راستے دریافت کرلیتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق - نے فرمایا: ”النجم (ص) و العلامات هم الائمة عليهم السلام“ (۱) نجم رسول خدا (ص) اور ہم علامات الہیہ ہیں۔

۲۔ گوارا پانی / ۲۲

۲۲۔ ”جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى رِيًّا لِعَطَشِ الْعُلَمَاءِ“ (پروردگار نے اسے علماء کی سیرابی کا ذریعہ قرار دیا ہے) خداوند متعال نے قرآن کریم کو علماء کی پیاس کی حرارت کو کم کرنے اور سیراب کرنے والا قرار دیا شہادت کی وجہ علماء کے نفوس کا حقائق و معارف الہیہ کا شدید اشتیاق ہے جو قرآن ہے۔ جیسا کہ صاف و شفاف سرد پانی پیاسوں کی پیاس کو برطرف کرتا ہے یہ عزیز ترین کتاب الہی بھی انہیں اپنے بے انتہا حقائق و معارف سے سیراب کرتی ہے۔ جس طرح قرآن مجید طالبان علم و بصیرت اور حقائق و معارف الہیہ کے آتش عشق کو خاموش کرتا اور تسکین بخشتا ہے اس طرح ائمہ ہدی کا مقدس وجود بھی بے موت و حیات کی صورت میں وہ نور ہدایت اور علم، ادب و ہنر کے عاشقین اور متلاشیوں کے لیے آرام و سکون کا باعث ہے چونکہ وہ حضرات معادن وحی اور علم الہی کے خزانہ دار ہیں نیز آب حیات کا منبع و سرچشمہ ہیں، جو لوگ ان کی خدمت میں شرف یابی کی سعادت حاصل کرچکے ہیں انہوں نے ان کے مکتب توحید، عقائد اور مختلف النوع علوم و فنون سے استفادہ اور روشنی حاصل کی ہے نہ دس نہ نو بلکہ ہزاروں بزرگوں اور احادیث

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۰۶۔ امالی طوسی، ص ۱۶۳۔ بحار الانوار، ج ۶، ص ۹۱۔)

کے حاملین جیسے برید ابن معاویہ زرارہ جیسے افراد، محمد ابن مسلم جیسے لوگ، ابو بصیر جیسی ہستیاں اور جابر جعفری (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) وغیرہ جیسے لوگ جو سب کے سب امام محمد باقر اور امام صادق علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے وہ ثقہ، فقیہ، سر شناس اور اثر و رسوخ رکھنے والے اصحاب تھے اور ان عظیم ہستیوں کے نزدیک اعلیٰ و بالا عظمت و منزلت کے حامل تھے۔

۱۳۲۔ “عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ بَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ بِالْجَنَّةِ بُرِيدُ بْنُ مُعْوِيَةَ الْعَجَلِيُّ وَأَبُو بَصِيرٍ لَيْثُ بْنُ الْبَخْتَرِيِّ الْمُرَادِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَزُرَّارَةُ أَرْبَعَةً (نَجِيَاءٌ أَمْ أَنْهَ اللَّهُ عَلَيَّ حَلَالِهِ وَحَرَامِهِ لَوْ لَا هَؤُلَاءِ انْقَطَعَ آثَارُ النَّبُوَّةِ وَانْدَرَسَتْ” (۱)

جمیل ابن درّاج کا بیان ہے : میں نے امام جعفر صادق - کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مخبتین (خشوع کرنے والوں) کو (اللہ کی) جنت کی خوش خبری دو برید ابن معاویہ عجلّی، ابو بصیر، محمد ابن مسلم اور زرارہ یہ چاروں منتخب لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کے امانت دار ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تو آثار نبوت منقطع اور کہنہ ہو کر ختم ہو گئے ہوتے۔ ائمہ اطہار انبیاء کے علوم کے وارث والیان امر الہی اور علم خداوندی کے خزانہ دار نیز وحی الہی کے خزانہ ہیں ان میں سے پہلے علی ابن ابی طالب - اور ان میں سے آخری قائم آل محمد بقیہ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین ہیں۔ ۱۳۳۔ “فِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ نَحْنُ وَلَاةُ أَمْرِ اللَّهِ وَخَزَنَةُ عِلْمِهِ اللَّهُ وَعَبِيدُهُ وَحَى اللَّهُ” (۲)

کافی میں کلینی نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ عبد الرحمن ابن کثیر کا بیان ہے کہ میں نے

۱۔ (الفصول المهمة، ج ۱، ص ۵۸۸، خلاصة الاقوال، ص ۲۳۴۔)
۲۔ (کافی، ج ۱، ص ۱۹۲۔)

حضرت امام جعفر صادق - کو فرماتے سنا: ہم والیان امر الہی ہیں ہم علوم الہی کا خزانہ اور وحی پروردگار کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۱۳۴۔ “وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا ابْنَ أَبِي يَعْفُورٍ إِنَّ اللَّهَ وَاحِدٌ مُتَوَحِّدٌ بِالْوَحْدَانِيَّةِ ، مُتَفَرِّدٌ بِأَمْرِهِ فَخَلَقَ خَلْقًا فَقَدَّرَ لَهُمْ لِذَلِكَ الْأَمْرَ ، فَتَحَنَّنَ (هُمْ يَا ابْنَ أَبِي يَعْفُورٍ فَتَحَنَّنَ حُجَّجُ اللَّهِ فِي عِبَادِهِ خُزَّائِهِ عَلَى عِلْمِهِ وَالْقَائِمُونَ بِذَلِكَ ” (۱) اس کتاب میں کلینی اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ ابن ابی یعفور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت صادق آل محمد - نے فرمایا: اے ابن ابی یعفور! خدائے سبحان واحد ہے اور اپنی وحدانیت میں منحصر بہ فرد ہے (یعنی وحدانیت کی صفت اور امر خداوندی اس کی مقدس ذات سے مخصوص ہے) لہذا خدائے متعال نے اپنی بعض مخلوقات کو خلق کیا اور اس امر دین کو ان کے لیے مقدر فرمایا، یقیناً ہم اللہ کے بندوں کے درمیان اس کی حجتیں اور علم الہی کے خزانے نیز اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۱۳۵۔ “وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَنَا فَأَحْسَنَ خَلْقَنَا وَصَوَّرَنَا فَأَحْسَنَ صُورَنَا وَجَعَلَنَا خُزَّائَهُ فِي (سَمَائِهِ وَارْضِهِ وَلَنَا نَقْطَتِ الشَّجَرَةِ وَبِعِبَادَتِنَا عَبْدُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْلَانَا مَا عَبْدَ اللَّهُ ” (۲)

اسی کتاب میں کلینی اپنی سند کے ساتھ علی ابن جعفر سے انہوں نے حضرت موسیٰ ابن جعفر - سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: خدائے عزوجل نے ہم کو بہترین خلقت کے ساتھ پیدا کیا اور ہمیں بہترین خوبصورت شکل عطا کی اور ہم کو اپنے آسمان و زمین کا

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۱۹۲، حدیث ۵۔)
۲۔ (گزشتہ حوالہ، حدیث ۱۱۔)

خزانہ دار بنایا اور ہم سے درختوں نے گفتگو کی ہماری عبادت سے خدائے سبحان کی عبادت ہوئی اور اگر ہم نہ ہوتے تو خدائے سبحان کی عبادت نہ کی جاتی۔ (ہم نے لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی اور انہیں خدا کو پہنچنویا ہے اسی معرفت کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت انجام دیتے ہیں۔

لیکن جو لوگ اسی نعمت عظمیٰ (ان عظیم ہستیوں کی بارگاہ کے کسب فیض) سے محروم تھے وہ حضرت حجة ابن الحسن

مولانا حضرت صاحب العصر و الزمان - عجل الله تعالیٰ فرجه الشریف کے پُر فیض وجود کی برکتوں سے براہ راست یا اس طرح کے علاوہ استفادہ یا روشنی حاصل کی یا کرتے رہتے ہیں اگرچہ اس غیبت کے پردہ میں برج امامت کا آفتاب اپنے عاشقین اور منتظرین کی آنکھوں سے مخفی ہے لیکن ہمیشہ حضرت کی غیبی عنایات و برکات تمام موجودات کے شامل حال ہوتی ہیں۔

جن لوگوں نے معصوم ائمہ ہدیٰ اور پیشواؤں سے استفادہ کیا اور ان کے علوم و آثار کے حامل تھے انہوں نے ہمارے لیے تحفہ پیش کیا ان میں سے ہم صرف ایک کو بطور نمونہ تبرا ذکر کرتے ہیں: محمد ابن مسلم ابن ریح، ابو جعفر الطحان الثقفی جو اصحاب امامیہ کے سرشناس اور اثر و رسوخ رکھنے والے کوفہ میں فقیہ اور تقویٰ و پربیز گاری کے حامل تھے انہوں نے صادقین آل محمد سے بہت زیادہ کسب فیض کیا ہے۔

اور ان حضرات سے روایت نقل کی ہے۔ امام محمد باقر - سے تیس ہزار حدیث اور امام جعفر صادق سے سولہ ہزار سوال کر کے اسے حفظ کیا ہے۔

قرآن مجید اور ہر دل عزیز حجت الہی حضرت ولی اعظم امام زمانہ - کے درمیان موازنہ اور وجہ شبابت جو کتاب کے عنوان میں (القرآن و الحجة) اخذ کیا گیا ہے آنے والے مطالب سے واضح اور روشن ہو جائے گا۔ حضرت امیر المومنین - نے قرآن مجید کی توصیف میں فرمایا: ”جعلہ اللہ رباً لعطش العلماء“ یعنی قرآن کریم علماء کی پیاس کو خنکی اور سکون بخشتا ہے جتنا بھی چاہیں اس کے لامتناہی علوم سے استفادہ کریں ان کے ایمان اور اطمینان قلب میں اضافہ کا باعث ہوگا الا بذكر الله تطمئن القلوب (آگاہ ہو جاؤ کہ اطمینان یاد خدا سے ہی حاصل ہوتا ہے) لیکن ائمہ اطہار کا قرآن کریم کے ہم پلہ ہونا اور اس کے موازنہ کا تقاضا یہ ہے کہ یہی اوصاف اور خصوصیات ان عظیم ہستوں میں بھی پائی جانی چاہیے اس بنا پر محمد ابن مسلم اور جیسے افراد کے حالات زندگی میں مختصر عنایت اور توجہ کے بعد مذکورہ مطالب کی دلیل روشن ہو جائے گی کہ حضرات ائمہ اطہار کے وجود کی برکتوں سے علم و بصیرت اور علوم الہی کے متلاشیوں کے دلوں کی آگ کو کیسے آرام و سکون ملتا ہے لیکن جو بہت زیادہ قابل توجہ امر ہے وہ یہ کہ محمد ابن مسلم مختلف موضوعات میں اڑتالیس ہزار حدیث کے حامل ہوتے ہوئے بھی اپنی مزید کامیابی کے لیے اس منبع اور خوش گوار سرچشمہ حیات سے فیض حاصل کرنے کے لیے سوال کرتے ہیں کہ آفتاب کے ٹھہرنے کی کیفیت کو بھی حضرت بیان فرمائیں۔

۱۳۶ - ”وفی الاختصاص للمفید بإسناده عن محمد بن مسلم قال: قلت لابی جعفر علیہ السلام جعلت فداک خبرنی برؤد الشمس قال ویحک یا محمد ما اصغر جنتک واعضل (مسائلک، ثم سکت عنی ثلاثاً ایام، ثم قال لی فی الیوم الزابع انک لا هلّ للجواب)“ (۱ اختصاص میں شیخ مفید اپنی سند کے ساتھ محمد ابن مسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے میں نے امام محمد باقر - سے عرض کیا: میں آپ پر قربان مجھے یہ تو بتائیں کہ کس طرح سورج ٹھہرتا ہے (اور زوال کے وقت حرکت کا احساس نہیں ہوتا) تو حضرت - نے فرمایا: ویحک (۲) اے محمد! اس معمولی جٹہ کے ساتھ ایسا مشکل اور سخت مسئلہ دریافت کر رہے ہو؟ راوی کا بیان ہے: حضرت - تین دن تک خاموش رہے اور اس کا جواب نہیں دیا پھر چوتھے دن فرمایا کہ: تم اس لائق ہو کہ تمہیں اس کا جواب دیا جائے۔

۱) (الاختصاص، ص ۲۰۱، بحار الانوار، ج ۴، ص ۳۲۸)۔
۲) (ویحک کا معنی ترخم اور توجہ کے ہیں اور کبھی مدح اور تعجب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے) اس معنی کی تائید امام کے قول سے ہوتی ہے۔

حضرت باقر العلوم - کا محمد ابن مسلم کو یہ کہنا کہ اس معمولی جٹہ کے ہوتے ہوئے مشکل مسئلہ دریافت کر رہے ہو اس میں چند احتمالات پائے جاتے ہیں (۱)۔ شاید از باب مزاح اور مستحب مذاق کی بنیاد پر ایسا کہا ہو (۲)۔ یا اس باب سے ہو کہ اولاد آدم معمولی جٹہ کے باوجود خود کو مشکل مسائل جاننے کے لیے سختی میں ڈالتی ہیں۔ (۳)۔ یا ادب سکھانے کے باب سے ہو کہ انسان غیر ضروری چیزوں اور غیر مکلف امور کی معرفت کی تلاش میں پڑے۔ یا ایسے مسائل کہ اکثر لوگوں کی عقلیں وہاں تک رسائی نہیں کر سکتیں یا اس کے احتمال تک کو درک نہیں کر سکتیں۔ جیسا کہ کمیل ابن زیاد نخعی (جو مولیٰ الموحّدین حضرت امیر المومنین - کے ہم راز تھے) نے حضرت - سے حقیقت کا معنی دریافت کیا تو فرمایا: ”ما لک و الحقیقة“ یعنی تمہیں حقیقت کے معنی سے کیا سروکار ہے، بہت زیادہ اصرار کے بعد اور حضرت کی وضاحت کے باوجود بھی کچھ حاصل کر سکتے تو فرمایا: چراغ کو گل کردو صبح ہو گئی ہے۔

اس بنا پر مولف بھی حضرت باقر العلوم - کا محمد ابن مسلم کے جواب میں قارئین کرام کو اس کے اصل ماخذ جو کتاب من

لا يحضره الفقيه (۱) ہے حوالہ دیتے ہیں اور کتاب روضة المتقين میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مفصل طور پر اسے ذکر کیا ہے (۲) مولف بطور تبرک اس مبارک حدیث کے بعض جملات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں: ”سأل محمد بن مسلم ابا جعفر عليه السلام عن ركود الشمس فقال : يا محمد اصغر جثتك واعضل مسألتك وانك لأهل للجواب إن الشمس اذا طلعت جذبها سبعون الف ملك بعد ان اخذ بكل شعاع (شعبة خ) منها خمسة

۱۔ من لا يحضره الفقيه، ج ۱، ص ۱۴۵۔
۲۔ روضة المتقين في شرح من لا يحضره الفقيه، ج ۲، ص ۸۰۔

آلاف من الملائكة من بين جاذب ودافع ، الى ان قال ، فعند ذلك نادى الملائكة : سبحان الله ولا اله الا الله والحمد لله الذي لم يتخذ صاحبة ولا ولداً ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الدّل وكَبْرَه تكبيراً ، فقال له: جعلت فداك أحافظ على هذا الكلام عند زوال الشمس ؟ فقال نعم حافظ عليه كما تحافظ على عينيك فاذا زالت الشمس صارت الملائكة من ورائها (يسبحون الله في فلك الجوالى ان تغيب ”۔ (۱)

محمد ابن مسلم نے حضرت امام محمد باقر - سے سورج کے ٹھہرنے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت - نے فرمایا: اے محمد ابن مسلم ! تمہارا جثہ کتنا معمولی لیکن تمہارا مسئلہ کتنا دشوار ہے مگر جواب کی اہلیت تم میں موجود ہے : جب سورج طلوع کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کو جذب کرتے ہیں اس کے بعد ہر شعاع کو پانچ ہزار فرشتے اپنے اختیار میں رکھتے ہوئے بعض جذب کرتے ہیں بعض دفع کرتے ہیں۔ اس وقت فرشتے فریاد کرتے ہیں : پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تمام حمدو ثناء اسی اللہ کے لیے ہے جس نے نہ کسی کو فرزند بنایا ہے اور نہ کوئی شخص اس کے ملک میں شریک ہے اور نہ کوئی اس کی کمزوری کی بنا پر اس کا سرپرست ہے اور پھر باقاعدہ اس کی بزرگی کا اعلان کرتے رہو۔ محمد ابن مسلم نے دریافت کیا: کیا اس بات کو سورج کے زوال کے وقت محفوظ رکھو؟ فرمایا: ہاں اس کی حفاظت کرو، جس طرح اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتے ہو۔ جب سورج مکمل زوال پذیر ہو جائے تو فرشتے اس کے پیچھے حرکت کرتے ہیں اور اللہ

۱۔ روضة المتقين، ج ۱، ص ۸۰۔

کے چرخ گردوں میں تسبیح کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔ مولف کہتے ہیں: اس سلسلے کی دوسری احادیث کے ساتھ مذکورہ حدیث کی مکمل وضاحت کے لیے اسی کی اہلیت رکھنے والے قارئین روضہ المتقين کی طرف رجوع کریں۔ (۱)

۲۔ دلوں کی بہار / ۲۳

۲۳۔ وَرَبِّعاً لِّقُلُوبِ الْفُقَهَاء (مجتہدین کے دلوں کی بہار ہے)

قرآن مجید فقہاء کے دلوں کی بہار ہے اس لیے کہ تدبیر اور قرآن کے بطون میں غور و فکر کی بنا پر استنباط اور استظہار احکام و حقائق نیز اس کی معنویات سے شرح صدر اور فراخ دلی حاصل ہوتی ہے مزید ان کے دلوں میں بہت زیادہ فرحت اور سرور و نشاط پیدا ہوتا ہے اور اس کے با ارزش مطالب سے ایسی لذت حاصل کرتے ہیں کہ تمام مادی لذتیں اس کے مقابل میں کبھی بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی اور جس قدر زیادہ تلاوت کریں اور اس کے عمیق مفاہیم تک پہنچیں اس کے علاوہ کہ ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے ان کا اشتیاق فراوان اور پیاس بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے یہ خود قرآن کریم کی واقعیت اور معجزات میں نیز مومنین کے اوصاف میں ذکر ہوا ہے (۲) اور جب اس کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اور یہ کہ فرمایا: قرآن فقہاء کے دلوں کی بہار ہے جس طرح لوگ اور فصل بہار میں دنیا کے طبیعی مناظر جو تمام پہاڑ دشت و صحرا باغات وغیرہ ہیں سرسبز و شاداب ہوتے ہیں اور جہاں بھی جائیں رنگا رنگ شکوفے چمکتے ہیں اور مختلف بوٹے کوہ کے دامن میں اور خود فصل بہار کی نسیم جاں فزا ہر افسردہ اور

۱) (روضۃ المتقین، ج ۱، ص ۸۰ - بحار الانوار، ج ۵۸، ص ۱۶۷ - ۱۷۱)۔
 ۱) (سورۃ انفال، آیت ۲)۔

شکستہ دل انسان کو نشاط و فرحت بخشتی ہے قرآن بھی اپنے اہل کو فرحت و سرور کی نوید سناتا ہے۔
 مومنین کا ایک دوسرے کی زیارت کرنے کے باب میں بہت سی روایات معادن وحی و تنزیل سے وارد ہوئی ہیں جو احیائے
 قلوب اور ائمہ ہدی کی احادیث کو ذکر کرنے کا باعث ہیں اور اس عمل کے اہم آثار و فوائد اور فوق العادت نتائج ذکر
 ہوئے ہیں۔ ۱۳۷ - ”فی السفینۃ عن الکافی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال تَزَاوَرُوا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِكُمْ إِحْيَاءَ لِقُلُوبِكُمْ وَذِكْرٌ
 لِأَحَادِيثِنَا وَأَحَادِيثِنَا تَعَطَّفُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فَإِنْ أَخَذْتُمْ بِهَا رَشِدْتُمْ وَنَجَوْتُمْ (وَإِنْ تَرَكْتُمْ مُوَاهَا ضَلَلْتُمْ وَهَلَكْتُمْ، فَخُذُوا بِهَا وَأَنَا
 بِنَجَاتِكُمْ رَءِيمٌ“ (۱)

محدث قمی نے سفینہ میں کافی سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: ایک دوسرے کی زیارت کرو تمہارے
 زیارت کرنے کی وجہ سے تمہارے قلوب زندہ ہوں گے اور ہماری احادیث کا ذکر ہوگا (یاد آوری کے فوائد) ہماری حدیث
 ایک کو دوسرے پر مہربان بنائیں گی، لہذا اگر تم ان کے مطالب کو اپنا دستور العمل قرار دو گے تو تم ترقی یافتہ ہو گے،
 نجات حاصل کرو گے اور ان کو چھوڑ دو گے تو گمراہ اور ہلاک ہو جاؤ گے پھر امام - نے تاکید فرمائی لہذا ان احادیث کے
 مطالب کو اس کے مختلف موضوعات خواہ اصول، عقائد، احکام یا اخلاقیات میں ذکر کیے گئے ہوں اسے اپنی روزہ مرہ
 زندگی کا معمول قرار دو تو پھر مینتمہاری نجات کا ضامن ہوں۔

۱۳۸ - ”وَفِيهِ إِيضاً بِإِسْنَادِهِ عَنْ مَيْسَرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ لِي أَتَخْلُونَ وَ تَتَحَدَّثُونَ تَقُولُونَ مَا سَنُتِمُّ ؟ فَقُلْتُ : أَيْ وَاللَّهِ
 إِنَّا لَنَخْلُو وَنَتَحَدَّثُ وَنَقُولُ مَا سَنُتِمُّ فَقَالَ : أَمَا وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي مَعَكُمْ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ ، أَمَا وَاللَّهِ أَنِّي

۱) (کافی، ج ۲، ص ۱۸۶ - سفینۃ البحار، ج ۳، ص ۵۲۹)۔

(لَأُحِبُّ رِيحَكُمْ وَأَرْوَاحَكُمْ وَأَنْتُمْ عَلَى دِينِ اللَّهِ وَدِينِ مَلَائِكَتِهِ فَأَعِينُونِي بَوْرَعَ وَاجْتِهَادٍ“ (۱)
 اسی کتاب کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے روایت نقل کی ہے کہ امام محمد باقر - سے میسر نے روایت کی ہے کہ حضرت
 - نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا تم لوگ خلوت نشین ہو کر گفتگو کرتے ہو اور جو چاہتے ہو کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا:
 بے شک خدا کی قسم! جب بھی ہمارا دل چاہتا ہے ہم لوگ خلوت میں بیٹھتے ہیں اور اہل بیت عصمت و طہارت کے فضائل
 و مناقب کے بارے میں بات چیت کرتے ہیں۔ تو حضرت محمد باقر - نے فرمایا: جان لو کہ خدا کی قسم! میرا دل تو بہت
 چاہتا ہے کہ میں بھی ایسے مواقع پر بعض جگہ تمہارے ہمراہ ہوتا، خدا کی قسم! میں تمہاری قوت اور جانوں کو دوست
 رکھتا ہوں تم خدا کے دین اور اس کے ملائکہ کے دین پر ہو لہذا تم تقویٰ و پرہیز گاری اور اپنی کوششوں سے اس کی مدد
 کرو۔ ۱۳۹ - ”عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِرَسُولِ اللَّهِ
 (ص): يَا أَبَاهُ مَا جَزَاءُ مَنْ زَارَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) يَا بَنِيَّ مَنْ زَارَنِي حَيًّا أَوْ مَيِّتًا ، أَوْ زَارَ أَبَاكَ (أَوْ أَخَاكَ أَوْ أَرْكَكَ كَانَ
 حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَزُورَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَخْلَصَهُ مِنْ ذُنُوبِهِ“ (۲)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے
 فرمایا: امام حسن مجتبیٰ نے حضرت رسول خدا (ص) کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے پدر گرامی! جو آپ کی زیارت
 کرے اس کا کیا اجر و ثواب ہے؟ فرمایا: اے بیٹے! جو میری زندگی میں یا مرنے کے بعد میری زیارت کرے یا تمہارے
 والد گرامی یا تمہارے عزیز بھائی یا خود

۱) (کافی، ج ۲، ص ۱۸۷)۔
 ۲) (کامل الزیارات، ص ۴۰، علل الشرائع، ج ۲، ص ۴۶ - تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۴، مزار ابن (مشہدی، ص ۳۲)۔

تمہاری زیارت کرے تو یہ میرے لیے اس کے زائد حق میں واجب ہے کہ اس کی قیامت کے دن زیارت کروں اور اسے
 گناہوں کی قید سے نجات اور چھٹکارا دلاؤں۔

۱۴۰ - ”وَفِي فَرَحَةِ الْغُرَى لِلْسَيِّدِ بْنِ الطَّائِبِ (رضوان تعالیٰ علیہ) عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ ذَكَرَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ فَقَالَ : يَا بَنِ مَارِدٍ مَنْ زَارَ جَدِّي عَارِفًا بِحَقِّهِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ حَجَّةً مَقْبُولَةً وَعَمْرَةً مَبْرُورَةً يَا بَنِ مَارِدٍ وَاللَّهِ مَا يَطْعَمُ

النَّارُ قَدْ مَاتَتْ تَغَيَّرَتْ فِي زِيَارَةِ (امیر المؤمنین علیہ السلام ما شیئاً کَانَ أَوْ رَاكِباً ، يَابُنْ مَارِدٍ اَكْتُبْ هَذَا الْخَدِيثَ بِمَاءِ الدَّهَبِ ” (۱) سید جلیل القدر جناب ابن طاووس رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب فرحة الغری میں امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ گویا ان کے جد بزرگوار کے بارے میں گفتگو ہوئی (ابن مارد کے ذریعہ یا کسی دوسرے کے ذریعہ) تو حضرت نے ابن مادر کو خطاب کر کے فرمایا: اے فرزند مادر! جو شخص میرے جد بزرگوار کی حقیقی معرفت کے ساتھ زیارت کرے (ان کی ولایت و خلافت بلا فصل کا عقیدہ رکھتا ہو) تو خدائے عزوجل اس کے ہر ایک قدم پر قبول شدہ حج اور عمرہ اس کے نامہ اعمال میں تحریر کرتا ہے، اے فرزند مادر! خدا کی قسم! آتش جہنم اس قدم کو اپنی غذا نہیں بناتی جو حضرت امیر المؤمنین - کی زیارت کی راہ میں اٹھایا جائے، خواہ وہ پیادہ گیا ہو یا سواری کے ساتھ اے فرزند مادر! اس حدیث کو سونے کے پانی سے تحریر کرو۔

مولف کہتے ہیں: جس جگہ مومنین کی زیارت اور ائمہ اطہار کی حدیثوں کا مذاکرہ کیا جائے تو وہ ان کے احوالے قلوب کا باعث اور ان کے درمیان محبت و مہربانی ایجاد ہوگی، ترقی اور بلاکت سے نجات کا سبب ہوگی اور خود ائمہ کو شرکت کرنے کی تمنا پیدا ہوگی تو پھر واضح سی بات ہے کہ خود ان عظیم

۱) (فرحة الغری، ص ۱۰۳ - بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۴۷)

ہستیوں کے قبور مطہر کی زیارت کے آثار و فوائد خواہ ان کی زندگی اور موجودگی میں ہوں خواہ ان کی رحلت کے بعد ہوں وہ بے شمار اور تصور سے بالاتر ہوں گے۔
قرآن مجید جو فقہاء کے دلوں کی بہار ہے، حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ اور ان کے اجداد طاہرین کا مقدس وجود جو قرآن کریم کے ہم پلہ اور شریک ہیں جو ایک دوسرے سے جدا ہونے والے نہیں ہیں فطری بات ہے کہ ان کے مقدس حضور کو درک کرنا اور ان کے گہر بار کلمات کو غور سے ان فقہاء کا سننا جو حلال و حرام خدا کے امین ہیں حیات بخش نسیم بہاری کی طرح فراخ دلی اور دلوں کی پاکیزگی کا باعث ہوگا نہ صرف فقہاء کے لیے بلکہ امام - کا مقدس نور تمام مومنین کے قلوب میں ضو فگن ہے تو وہ دلوں کی سیاہی اور سب کے مشکلات کو دور کرنے کا موجب ہوگا۔
۱۴۱ - ” وَفِي الْكَافِي عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْكَابُلِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا أَبَا خَالِدٍ لَنُورُ الْإِمَامِ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْوَرُ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضْنِيَّةِ بِالنَّهَارِ وَهُمْ وَاللَّهُ يُنَوِّرُونَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ ، وَيَحْبِبُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نُورَهُمْ عَمَّنْ يَشَاءُ فَتُظْلَمُ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ يَا أَبَا خَالِدٍ لَا يُحِبُّنَا عَبْدٌ وَ يَتَوَلَّانَا حَتَّى يُطَهَّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ وَلَا يُطَهَّرَ اللَّهُ قَلْبَ عَبْدٍ حَتَّى يُسَلِّمَ لَنَا وَ يَكُونَ سَلَاماً لَنَا فَإِذَا كَانَ مُسَلِّماً لَنَا سَلَّمَ) اللَّهُ مِنْ شَدِيدِ الْجَسَابِ وَأَمْنَهُ مِنْ فَرَعِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَكْبَرِ ” (۱)
۱۴۲ - ” وَفِي الْخَرَائِجِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ مَعَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالنَّاسُ يَدْخُلُونَ وَيَخْرُجُونَ فَقَالَ لِي سَلِ النَّاسَ هَلْ يَرَوْنَنِي ؟ فَعَلَّ مَنْ لَفِيْتَهُ قُلْتُ لَهُ : أَرَأَيْتَ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ : لَا ، وَهُوَ وَاقِفٌ ، حَتَّى يَدْخُلَ أَبُو رِبْعٍ الْمَكْفُوفُ قَالَ : سَلْ هَذَا ؟ قُلْتُ : هَلْ رَأَيْتَ أَبَا جَعْفَرٍ ؟ فَقَالَ : أَلَيْسَ هُوَ بِقَائِمٍ ، ثُمَّ

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۹۴ - مختصر بصائر الدرجات، ص ۹۶ - بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۳۰۸ - تفسیر (قمی، ج ۲، ص ۲۷۱ - تفسیر نور الثقلین، ج ۳، ص ۴۶۲)

(قَالَ : وَمَا عَلِمَكَ ؟ قَالَ : وَكَيْفَ لَا اعْلَمُ وَهُوَ نُورٌ سَاطِعٌ ” (۱)
راوندی رحمۃ اللہ علیہ نے خرائج میں ابو بصیر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں امام محمد باقر کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوا لوگ بھی رفت و آمد کر رہے تھے حضرت نے مجھ سے فرمایا: لوگوں سے دریافت کرو کیا وہ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ میں نے جس سے بھی ملاقات کی اس سے سوال کیا: ابو جعفر امام باقر - کو دیکھا ہے؟ کہا: نہیں، جب کہ حضرت - مسجد میں تشریف فرما تھے یہاں تک کہ ابو ہارون مکفوف (۲) آئے تو حضرت نے فرمایا: اس سے دریافت کرو، میں نے کہا: اے ابو ہارون! کیا ابو جعفر - کو تم نے دیکھا ہے؟ کہا: کیا وہ وہی نہیں ہیں جو کھڑے ہوئے ہیں، بعد میں راوی نے دریافت کیا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کہا: کیسے مجھے علم نہ ہو جب کہ اس عظیم ہستی میں ایک نور تابان اور شمع روشن ہے۔

مولف کہتے ہیں: امام - کے نور کی روشنی یہ ہے کہ مومنین کے قلوب اگرچہ مادی نگاہیں ناقص اور وہ نابینا ہوں لیکن

چشم دل سے ان عظیم ہستیوں کے نور اور حقیقت کو درک اور مشاہدہ کرتے ہیں۔

۲۔ مستقیم راستہ / ۲۴

۲۴۔ ”وَمَحَاجٌّ لِّطُرُقِ الْإِلْهَاءِ“ (اور اسے علماء کے راستوں کے لیے شاہراہ قرار دیا ہے)۔
قرآن مجید روشن اور مستقیم شاہراہ ہے کہ نہ اس میں کوئی کجی ہے نہ گھٹائی اور سرنگ “صحاح” جای پناہ اور پناہ گاہ کے معنی میں ہے یعنی قرآن صالحین کے لیے جو حق و حقیقت کے راستے پر چلتے ہیں ان کے لیے ایسی پناہ گاہ ہے کہ انہیں اپنی طرف ہدایت کرتا ہے۔

۱۔ (الخرائج و الجرایح، ج ۲، ص ۵۹۶)۔
۲۔ (مکفوف: نابینا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۱) بے شک یہ قرآن اس (راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ (۲)
۱۴۳۔ ”فی الکافی باسنادہ عن العلاء بن سیّان، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوله (تعالیٰ) > إِنَّ بَدَأَ الْقُرْآنُ يُهْدِي لِّلَّتِي هِيَ أَفْوَئُْمُ < قَالَ: يَهْدِي إِلَى الْإِسْلَامِ“ (۳) کافی میں کلینی اپنی سند کے ساتھ علاء الدین سیّانہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق - فرماتے ہیں: یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ اس سے مراد امام معصوم - ہے جو تمام ملتوں اور فرقوں کو قرآن کی طرف ہدایت کرنے والا ہے اس کے احکام و قوانین اور مطالب کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے نیز اس کی معرفت اور عمل کرنے کی دعوت دینے والا ہے۔
مولف کہتے ہیں: حضرت بقیۃ اللہ الاعظم اور ان کے اجداد طاہرین سب کے سب جادۂ مستقیم سے منحرف ہونے والوں کی علامات اور نشانیاں ہیں اور وادی حیرت و ضلالت میں گم شدہ افراد کے قلوب کو روشن اور جذب کرنے والے ہیں نیز راہ حق جو کہ حضرت علی بن ابی طالب - اور ان کی اولاد طاہرین کا راستہ ہے اس پر چلنے والوں کے لیے پناہ گاہ ہیں۔
صراطِ علی حَقٌّ نُّمَسِّكُهُ، علی کا راستہ حق ہے ہم سب اس سے متمسک ہیں۔
۱۴۴۔ ”وفی الکافی باسنادہ عن الوشاء قال: سَأَلْتُ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى > وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ ۖ بُمَّ يَهْتَدُونَ < (۴) قال علیہ السلام نَحْنُ الْعَلَامَاتِ

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۹)۔
۲۔ (قوله للتي هي اقوم اي للملة هي اقوم المثل و الطريقة التي هي اقوم الطريق) (اللہ تعالیٰ کا یہ قول “جو بالکل سیدھا ہے” یعنی وہ ملت جو تمام ملتوں میں بالکل راہ راست پر ہے اور وہ راستہ جو بالکل سیدھا ہے۔
۳۔ (اصول کافی، ج ۱، ص ۲۱۶)۔
۴۔ (سورہ نحل، آیت ۱۶)۔

(وَالنَّجْمُ رُسُلُ اللَّهِ (ص)) ” (۱)
کافی میں کلینی نے اپنی سند کے ساتھ وشاء سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام علی رضا - سے آیۂ کریمہ “اور علامات معین کر دیں اور لوگ ستاروں سے بھی راستے دریافت کر لیتے ہیں” کے بارے میں دریافت کیا تو امام نے فرمایا: علامات سے مراد ہم (ائمہ) ہیں اور ستارے سے مراد رسول خدا (ص) ہیں۔
۱۴۵۔ ”وفیه باسنادہ عن برید العجلی عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ تعالیٰ > إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ < (۲)
فقال: رسول اللہ (ص) المنذر، ولكل زمان منّا هاد يهديهم (الی ماجاء به نبی اللہ (ص) ثم الهداة من بعده علی، ثم الاوصياء واحد بعد واحد“ (۳) کافی میں کلینی نے اپنی سند کے ساتھ یزید عجلّی سے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقر - نے آیۂ کریمہ “آپ کہہ دیجیے کہ میں صرف ڈرانے والا ہوں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی اور رہبر ہے” کے بارے میں فرمایا: رسول خدا (ص) ڈرانے والے ہیں اور ہر زمانہ میں ہم اہل بیت میں سے ایک ہادی ہوتا ہے جو لوگوں کو ان چیزوں کی طرف ہدایت کرتا ہے کہ جسے پیغمبر اکرم (ص) لے کر آئے، حضرت رسول خدا (ص) کے بعد پہلے ہادی حضرت علی - پھر ان کے اوصیاء ہیں۔

- ۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۲۰۷)۔
 ۲) (سورنہ رعد، آیت ۷)۔
 ۳) (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۹۱)۔

۲۔ اکسیرِ شفاء / ۲۵

۲۵۔ وَدَوَاءٌ لِّیْسَ مَعَهُ دَاءٌ (یہ وہ دوا ہے جس کے بعد کوئی مرض نہیں رہ سکتا)
 یہ عزیز ترین آسمانی کتاب ہر قسم کے درد و آلام کی دوا اور علاج ہے تمام دردوں اور امراض کو خواہ جسمانی ہو یا روحانی، ظاہری ہوں یا باطنی سب کا علاج کرتی اور جلد شفا بخشتی ہے، مادی دواؤں کی طرح نہیں ہے کہ اگر ایک درد کے لیے مفید ہو تو دوسرے حصہ کو ضرر پہنچائے بلکہ اس کا علاج ہمیشہ بغیر کسی قسم کے عارضہ کے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۱) اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبانِ ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کے اس پُر معنی اور گراں قدر آٹھویں فقرہ کی وضاحت، ”وَشَفَاءٌ لَا تُخْشَىٰ أَسْقَامُهُ“ (اور وہ ایسی شفاء ہے جس میں بیماری کا کوئی خوف نہیں ہے) کو اس حصے پر موقوف کیا تھا اس کی حتی المقدور تشریح کریں گے۔ اب اللہ (تعالیٰ کی طاقت و قوت اور تائید سے اس کی وضاحت بیان کر رہے ہیں) ۲
 یہ عظیم الشان قرآن اور عزیز آسمانی کتاب تمام جسمانی و روحانی اور ابدان و ارواح کا علاج کرنے والی اور شفا بخشنے والی ہے۔ لیکن ابدان کے بارے میں تجربات اور عینی مشاہدات سے ثابت ہوا ہے کہ اس کے علاوہ ائمہ ہدی کی بہت سی احادیث میں سوروں کے خواص اور بہت سی آیات، شفا حاصل کرنے اور ان کی تعویذ بنانے کے لیے وارد ہوئی ہیں ہم ان میں سے بعض حصہ کو بطور تبرک ذکر

۱) (سورنہ اسراء، آیت ۸۲)۔

۱) (قرآن اور امام زمانہ - کے درمیان اسی کتاب میں (اکتیسویں) شبابت کے درمیان اس (موضوع کے بارے میں ہم مفصل بحث ذکر کر چکے ہیں۔ کرتے ہیں:
 ۱۴۶۔ ”فی الکافی باسناده عن ابی عبد اللہ عن آبائہ علیہم السلام قال: شَکَى رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ (ص) وَجَعًا فِي صَدْرِهِ فَقَالَ: اسْتَشْفِ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ” (وَشَفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ > (۱)
 کافی (۲) میں کلینی اپنی سند کے ساتھ سکونی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر صادق - سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا (ص) سے سینہ کے درد کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا: قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرو خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے قرآن شفا ہے اس مرض کے لیے جو سینوں کے اندر ہے۔ ۱۴۷۔ ”وَعَنْ اِبْرَاهِيمَ مَهْرَمَ عَنْ رَجُلٍ سَمِعَ اَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَام يَقُولُ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ عِنْدَ مَنْامِهِ لَمْ يَخَفِ الْفَالَجَ اِنْشَاءَ اللَّهِ، وَمَنْ قَرَأَهَا فِي ذُبُرٍ كُلِّ فَرِيضَةٍ لَمْ يُضِرَّهُ ذُو جِمَةٍ“ (۳)
 ابراہیم مہزم نے ایک شخص سے سنا تھا کہ حضرت علی - فرمایا کرتے تھے: جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی کو پڑھے تو اگر اللہ نے چاہا تو فالج کے مرض میں مبتلا نہیں ہوگا اور جو شخص ہر فریضہ کے بعد پڑھے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ۱۴۸۔ ”وَفِي مِنْ كِتَابِ الْعِيَّاشِيِّ بِإِسْنَادِهِ أَنَّ النَّبِيَّ (ص) قَالَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ لَا أَعْلَمُكَ أَفْضَلَ سُورَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ فِي كِتَابِهِ؟ قَالَ: لَهْ جَابِرٌ: بَلَى يَا بَنِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي هَا، قَالَ: فَعَلَّمَهُ الْحَمْدَ أَمَّ الْكِتَابِ، ثُمَّ قَالَ: يَا

- ۱) (سورنہ یونس، آیت ۵۷)۔
 ۲) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۰۰)۔
 ۳) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۲۔ ثواب الاعمال، ص ۱۰۵)۔

جابر أَلَا أَخْبِرُكَ عَنْهَا؟ قَالَ: بَلَى يَا بَنِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبِرْنِي، فَقَالَ: هِيَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ أَدَاءٍ إِلَّا السَّامَ يَعْنِي الْمَوْتَ“ (۱)

عیاشی نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ نبی اکرم (ص) سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت نے جابر ابن عبد اللہ انصاری سے فرمایا: کیا میں تمہیں با فضیلت ترین سورہ جو خدا نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے تعلیم نہ دوں؟ جابر نے عرض کیا: ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان، تعلیم فرمائیں، آنحضرت (ص) نے سورہ الحمد جو ام الکتاب ہے جابر کو تعلیم دی پھر فرمایا: اے جابر! کیا اس کے آثار اور فوائد کی خبر تمہیں نہ دوں؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں مجھے باخبر کریں تو فرمایا: وہ ہر درد کا علاج اور شفا ہے سوائے سام یعنی موت کے۔

۱۴۹ - ”و فی ثواب الاعمال : عن الصادق علیہ السلام مَنْ قَرَأَ فِي الْمُصْحَفِ نَظْرًا مُنْعًا (بِبَصَرِهِ وَخُفَّفَ عَنْ وَالدَّيْهِ وَانْ كَانَا كَافِرَيْنِ ، () وَفِي نُسْخَةٍ وَانْ كَانَا مُشْرِكَيْنِ) ” (۲)

ثواب الاعمال میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے صادق آل محمد - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: جو شخص مصحف (قرآن) کو دیکھ کر پڑھے تو اس کے نور سے اس کی آنکھیں لطف اندوز ہوں گی اور ان کے والدین کے عذاب میں کمی واقع ہوگی اگرچہ دونوں کافر (ایک نسخہ کی بنا پر دونوں مشرک) ہی کیوں نہ ہوں۔ ۱۵۰ - ”و فی حدیث الاربعمأة: عن امیر المؤمنین علیہ السلام : قَالَ عَلِيهِ السَّلَامُ إِذَا اشْتَكَيْ أَحَدُكُمْ عَيْنَهُ فَلْيَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَلْيُضْمِرْ فِي نَفْسِهِ أَنَّهَا تُبْرِئُ فَإِنَّهُ يُعَافَى

۱) (تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۲۰، تفسیر صافی، ج ۱، ص ۸۸)۔

۲) (ثواب الاعمال، ص ۱۰۳)۔

(إِنْشَاءُ اللَّهِ تَعَالَى ” (۱)

حدیث اربعمأة میں حضرت امیر المؤمنین - نے فرمایا: اگر تم میں کسی شخص کو آنکہ کے درد کی شکایت ہو تو اسے چاہیے کہ آیت الکرسی پڑھے اور وہ اپنے دل میں شفا حاصل کرنے کی نیت کرے تو وہ انشاء اللہ عافیت حاصل کرے گا۔ ۱۵۱ - ”و فی مکارم الأخلاق: عن الصادق علیہ السلام قال : لَوْ قُرِئَتِ الْحَمْدُ عَلَى مَيِّتٍ (سَبْعِينَ مَرَّةً ثُمَّ رُدَّتْ فِيهِ الرُّوحُ مَا كَانَ عَجَبًا ” (۲)

مکارم الاخلاق میں طبرسی علیہ الرحمہ نے صادق آل محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: جب کبھی سورئہ حمد کو میت پر ستر مرتبہ پڑھا جائے تو اس کے بعد اس کی روح واپس آجائے یعنی سورہ حمد کی برکت سے زندہ ہو جائے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے

بہت سے دردوں اور مختلف امراض کے مداوا و علاج کے لیے جو انسان کے تمام بدن میں عارض ہوتے ہیں قرآن مجید کی آیات اور سوروں سے استفادہ کیا گیا اور تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے ہم نے اختصار کے ساتھ چند مذکورہ مقام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن قرآن کریم سے روحانی امراض جیسے: جہل، حسد، کینہ، شک و شبہ وغیرہ سے شفا حاصل کرنا یہ معنی بہت سی آیات کے ضمن میں بیان ہوا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳) آپ کہہ دیجیے: کہ یہ کتاب صاحبان ایمان کے لیے شفا اور ہدایت ہے۔ و قَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ

۱) (الخصال، ص ۶۱۶ - تحف العقول، ص ۱۰۶ - مکارم الاخلاق، ص ۲۷۵)۔

۲) (الخصال، ص ۶۱۶ - تحف العقول، ص ۱۰۶، مکارم الاخلاق، ص ۳۶۳)۔

۳) (سورہ فصلت، آیت ۴۴)۔

(الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا) (۱)

اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبان ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالمین کے لیے خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت دلوں کی شفا کا سامان اور ہدایت نیز صاحبان ایمان کے لیے رحمت قرآن آچکا ہے۔ مشہور و معروف حدیث ثقلین میں جسے پیغمبر اکرم (ص) نے اپنی با برکت عمر کے آخری لمحات میں قرآن اور اہل بیت عصمت و طہارت کو امت کے درمیان امانت کے عنوان سے متعارف کرایا اور تمام تاکیدیں بیان کے ساتھ فرمایا کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں اپنے اس قول

کے ذریعہ “لَنْ يَنْفَرُ اقْ حَتَّى يَرَا دَعْلَى الْحَوْضِ” تمام پہلوؤں اور خصوصیات میں ایک دوسرے سے اتصال اور تلازم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید شفا اور تمام جسمانی و روحانی، مادی و معنوی امراض کا علاج ہے۔ ائمہ اطہار بھی اللہ کے بندوں کے مختلف مادی و معنوی امراض سے شفا بخشنے والے ہیں، اور حضرت خاتم الاوصیاء بقیۃ اللہ الاعظم حجۃ زمانہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف بھی تمام مخلوقات کے لیے ملجا و ماویٰ اور پناہ گاہ ہیں اور بہت سے وہ لوگ جو مختلف امراض اور صعب العلاج مرض میں مبتلا ہیں کہ تمام ڈاکٹر ان کے علاج سے روئے زمین پر عاجز ہو کر اپنا ہاتھ بیماروں کے سینے پر رکھ کر لا علاج بتایا ہے اور ان عظیم ہستیوں کی سانس کی برکت سے ان بیماروں نے شفا پائی اور صحت سلامتی کے ساتھ اپنی عمر کا ایک حصہ بسر بھی کیا ہے۔

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۸۲)۔

۲۔ (سورہ یونس، آیت ۵۷)۔

مولف کہتے ہیں: اب خاندان عصمت و طہارت محمد و آل محمد کے دوستوں کی روشنی چشم کے لیے اور شیعان علی - اور اولاد علی کو خوش خبری دینے کے لیے ہم اس کے چند مورد کی طرف تبرک اور برکت کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ ۱۵۲۔ “وفی بحار الأنوار عن کتاب صفوة الاخبار: رَوَى الْأَعْمَشُ قَالَ رَأَيْتُ جَارِيَةً سَوْدَاءَ تَسْقِي الْمَاءَ وَهِيَ تَقُولُ: إَشْرَبُوا حُبًّا لِعَلِّيْ بِنِ ابْنِ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَتْ عَمِيَاءَ قَالَ ثُمَّ اتَيْنَاهَا بِمَكَّةَ بِصِيرَةٍ تَسْقِي الْمَاءَ وَ تَقُولُ: إَشْرَبُوا حُبًّا لِمَنْ رَدَّ اللَّهُ عَلَى بَصْرِي بِمِ، فَقُلْتُ: يَا جَارِيَةُ رَأَيْتُكَ فِي الْمَدِينَةِ ضَرِيرَةً تَقُولِينَ إَشْرَبُوا حُبًّا لِمَوْلَايَ عَلِيَّ بِنِ ابْنِ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَنْتِ الْيَوْمَ بِصِيرَةٍ فَمَا شَأْنُكَ؟ قَالَتْ: يَا أَبَتِي رَأَيْتُ رَجُلًا قَالَ يَا جَارِيَةُ أَنْتِ مَوْلَاةٌ لِعَلِّي بِنِ ابْنِ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُحِبَّةٌ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ صَادِقَةً فَرَدِّ عَلَيْهَا بَصَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ لَفَرَدَّ اللَّهُ عَلَى بَصْرِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتِ؟ قَالَ: أَنَا الْخَضِرُ وَأَنَا مِنْ شِيعَةِ عَلِيَّ بِنِ ابْنِ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ” (۱)

محدث عالی قدر غواص بحار آل محمد علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بحار الانوار میں کتاب صفوة الاخبار میں اعمش سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا بیان ہے: میں نے ایک سیاہ کنیز کا دیدار کیا جو پانی پلا رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی: علی بن ابی طالب - کی دوستی اور محبت کی بنا پر پانی پیو جب کہ وہ نابینا تھی، پھر میں مکہ مکرمہ مشرف ہوا تو اس سیاہ کنیز کو دیکھا کہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور پانی پلا رہی ہے اور وہ کہہ رہی ہے: اس کی محبت کی بنا پر پیو کہ جس نے میری آنکھوں کی بصارت مجھے واپس لوٹا دی پھر میں نے اس سے کہا: اے کنیز! میں نے تجھے مدینہ میں دیکھا تو ضریر العین (نابینا) تھی اور کہہ رہی

۱۔ (بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۹)۔

تھی میرے مولا علی ابن ابی طالب - کی محبت میں پانی پیو اور آج تیری بینائی واپس آگئی ہے آخر اصل واقعہ کیا ہے؟ کہا: میرے باپ تم پر قربان جانیں یقیناً میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس نے کہا: اے کنیز! تو علی ابن ابی طالب - سے دوستی اور محبت رکھتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں، تو کہا: اے خدا! اگر (یہ کنیز) اپنے دعویٰ میں سچی ہے تو اس کی آنکھ کی بینائی اسے واپس کر دے، خدائے بزرگ و برتر کی قسم! اس نے میری آنکھوں کی روشنی واپس کر دی پھر میں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ جواب دیا: میں خضر - اور حضرت علی ابن ابی طالب - کا شیعہ ہوں۔

۱۵۳۔ “وفی الخرائج: رَوَى أَبُو هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيُّ أَنَّهُ ظَهَرَ بِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ سُرٍّ مَنْ رَأَى بَرَصًا فَتَنَعَّصَ عَلَيْهِ عَيْشُهُ، فَجَلَسَ يَوْمًا إِلَى أَبِي عَلِيٍّ الْفَهْرِيِّ، فَشَكَا إِلَيْهِ حَالَهُ، فَقَالَ لَهُ: لَوْ تَعَرَّضْتَ يَوْمًا لِأَبِي الْحَسَنِ عَلِيٍّ بِنِ مُحَمَّدٍ بِنِ الرِّضَا (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) فَسَأَلْتَهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ لَرَجُوتَ أَنْ يَزُولَ عَنْكَ، فَجَلَسَ لَهُ يَوْمًا فِي الطَّرِيقِ وَقَدْ مَنَصَّرَفَهُ مِنْ دَارِ الْمُتَوَكَّلِ، فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ لِيَدْنُو مِنْهُ فَيَسْأَلُهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: تَنَحَّ عَافَاكَ اللَّهُ، وَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ تَنَحَّ عَافَاكَ اللَّهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَأَبْعَدَ الرَّجُلُ وَلَمْ يَجْسُرْ أَنْ يَدْنُو مِنْهُ، فَانصَرَفَ فَلَقِيَ الْفَهْرِيَّ فَعَرَفَهُ الْحَالَ وَمَا قَالَ: قَدْ دَعَاكَ قَبْلَ أَنْ تُسْأَلَ، فَاْمُضِ فَإِنَّكَ سَتُعَافَى، فَانصَرَفَ الرَّجُلُ إِلَى بَيْتِهِ، فَبَاتَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمَّا اصْبَحَ أَمَّ يَرَّ عَلَى بَدَنِهِ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ” (۱)

خرائج راوندی میں مروی ہے کہ ابو ہاشم جعفری نے روایت کی ہے کہ ایک شخص سرمن سرا (سامرا) کا رہنے والا تھا اس کے اندر برص کا مرض ظاہر ہوا اس طرح اس کی زندگی کا عیش و آرام درہم برہم کر دیا ایک دن ابو علی فہری کے

پاس گیا اور اپنی حالت کی اس سے شکایت کی فہری نے اس سے کہا :

۱) (الخرائج و الجرائح، ج ۱، ص ۳۹۹، مدینہ المعالج، ج ۷، ص ۴۷۲، بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۱۴۶)۔

اگر کسی دن خود کو حضرت ابو الحسن علی ابن محمد ابن الرضا - (یعنی امام علی نقی -) کو دیکھاؤ اور ان کی خدمت اقدس میں اپنا حال بیان کرو تاکہ وہ تمہارے حق میں دعا کریں، مجھے امید قوی ہے کہ تمہارا یہ مرض ختم ہو جائے گا پھر وہ شخص ایک دن حضرت کے راستہ میں بیٹھ گیا جب آپ متوکل کے گھر تشریف لا رہے تھے تو اس نے خود کو امام کو دکھایا جب اس وقت اس کی نظر حضرت - پر پڑی تو کھڑا ہو گیا تاکہ نزدیک جاکر ان سے اپنے مرض سے شفا پانے کی دعا کا طلب گار ہو حضرت امام علی نقی - نے فرمایا: دور ہو جاؤ خدا تم کو صحت و عافیت عطا فرمائے، حضرت - نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا یہ کہ دور ہو جاؤ خدا تمہیں صحت و عافیت سے نوازے تین مرتبہ اسی جملہ کی تکرار کی تو اس شخص نے خود کو حضرت سے دور رکھا اور جسارت نہیں کی کہ وہ حضرت سے نزدیک ہو پھر واپس ہوا ابو علی فہری سے ملاقات کی اور تمام واقعہ اس سے بیان کیا اور حضرت کی باتوں کو بھی اس سے بیان کیا۔ فہری نے کہا: اس عظیم المرتبت انسان نے تمہارے سوال کرنے سے پہلے تم کو دعائے عافیت دی اور کہا جاؤ اپنا کام انجام دو، یقینی طور پر عنقریب تمہیں شفا مل جائے گی وہ شخص واپس ہوا اور اپنے گھر اسی رات کو سویا جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے برص کا کوئی اثر اپنے بدن میں مشاہدہ نہیں کیا اور کلی طور پر وہ حضرت امام علی نقی - کی دعا کی برکت سے ختم ہو چکا تھا۔

۱۵۴ - وفی الامالی : بإسناده عن سدير الصيرفي قال: جاءت امرأة إلى أبي عبد الله عليه السلام فقالت له: جُعِلَتْ فِدَاكَ اَنِّي وَاَنِّي وَأَهْلُ بَيْتِي نَتَوَلَّاهُ، فَقَالَ لَهَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صَدَقْتَ فَمَا الَّذِي تَرِيدِينَ؟ مَن قَالَتْ لَهَا الْمَرْأَةُ: جُعِلَتْ فِدَاكَ يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ أَصَابَنِي وَضَحٌّ فِي عَضْدِي فَأَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَذْهَبَ، بِهَ عَنِّي، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تُبْرِئُ الْإِكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَتُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ أَلْبَسَهَا مِنْ عَفْوِكَ وَعَافِيَتِكَ مَا تَرَى أَثَرَ إِبَاجَةِ دَعَائِي، فَقَالَتْ الْمَرْأَةُ: (وَاللَّهِ لَقَدْ قَمْتُ وَمَا بِي مِنْهُ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ ” (۱)

کتاب امالی میں شیخ بزرگوار علامہ طوسی (رحمة الله عليه) نے اپنی سند کے ساتھ سدير صيرفي سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ایک خاتون حضرت امام جعفر صادق - کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں آپ پر قربان، میں میرے باپ اور میرے گھر والے آپ کی محب اور دوست دار ہیں تو حضرت امام جعفر صادق - نے اس سے فرمایا: تم سچ کہتی ہو، تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ کہا: میں آپ پر قربان میرے بازو پر سفید داغ ہیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو میرے بازو سے ختم کر دے تو حضرت نے ان کلمات کے ذریعہ اس کے لیے دعا کی: اے خدا! یقیناً تو ابرص (مادر زاد نابینا اور برص والوں) کو شفا دیتا ہے اور بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے ان میں روح ڈالتا ہے اپنا لباس صحت و عافیت اس خاتون کو پہنا دے اس طرح سے کہ میری دعا قبولیت کا اثر دیکھ لے۔ اس خاتون کا بیان ہے: خدا کی قسم! میں اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تو میں نے اس مرض سے کسی بھی قسم کا اثر باقی نہیں دیکھا۔

۱۵۴ - محدث جلیل القدر الحاج شیخ عباس قمی رحمة الله عليه نے سفينة البحار میں خرائج راوندی سے اسماعیل ہرقلی کا مشہور و معروف واقعہ نقل کیا ہے و کہتے ہیں: “هُوَ الَّذِي خَرَجَ عَلَى فَخْذِهِ الْأَيْسَرِ تَوْتَةً قُطِعَ أَلْمَهَا عَنْ كَثِيرٍ مِنْ أَشْغَالِهِ فَأَحْضَرَ لَهُ السَّيِّدُ بْنُ طَاوُوسٍ أَطِبَاءَ الْجَلَّةِ وَبَغْدَادَ قَالُوا هَذِهِ التَّوْتَةُ فَوْقَ الْعِرْقِ الْإِكْحَلِ وَعَلَّاهُ خَطَرٌ وَمَتَى قُطِعَتْ خَيْفَ أَنْ يَنْقَطَعَ الْعِرْقُ فَيَمُوتَ فَتَوَجَّهَ إِلَى يَسْرَ مَنْ رَأَى وَزَارَ الْأَنْمَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَنَزَلَ السَّرْدَابَ فَاسْتَعَاثَ بِالْإِمَامِ صَاحِبِ الزَّمَانِ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ) ثُمَّ مَضَى إِلَى دَجْلَةٍ وَاعْتَسَلَ فَرَجَعَ فَتَشَرَّفَ بِلِقَاءِ الْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَدَّهُ إِلَيْهِ وَجَعَلَ يَلْمَسُ

۱) (امالی طوسی، ج ۱، ص ۴۶۰)۔

جَانِبِهِ مِنْ كَتِفِهِ إِلَى أَنْ أَصَابَتْ يَدَهُ التَّوْتَةُ فَعَصَرَهَا فَبَرِئَتْ فَكَشَفَ عَنْ فَخْذِهِ فَلَمْ يَرَلَهَا أَثَرَ فَنَدَاخَلَهُ (الشَّكُّ فَأَخْرَجَتْ رَجُلَهُ الْأَخْرَى، فَلَمْ يَرَ شَيْئاً فَانْطَبَقَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَمَزَقُوا قَمِيصَهُ ” (۱)

(محدث قمی کہتے ہیں کہ: اسماعیل ہرقلی وہ ہیں کہ ان کی بائیں ران میں “توتہ” (۲) نامی ایک زخم ہو گیا تھا اور وہ ان کے بہت سے امور سے منع ہوا، سید ابن طاووس رحمة الله عليه نے حلہ اور بغداد کے

ڈاکٹروں کو بلا کر دکھایا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ ایک قسم کی توٹہ نامی بیماری ہے جو رگ اکھل کے اوپر ہے اس کا علاج بہت زیادہ خطرناک ہے اگر اسے کاٹا جائے تو رگ کے کٹ جانے کا خطرہ ہے جس کی وجہ سے موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔ لہذا ہر قلی (حلقہ اور بغداد کے ڈاکٹروں سے مایوس ہو گئے) اور سرمن سرا (سامرا) کے لیے روانہ ہو گئے حضرات عسکریین علیہما السلام کی زیارت کے بعد سرداب مقدس میں پناہ حاصل کی اور وہاں حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ سے استغاثہ و فریاد کی توسل اختیار کیا پھر دریائے دجلہ کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں غسل کیا اور واپس آئے (اسی اثنا میں) امام زمانہ - کی ملاقات کا شرف حاصل کیا اس عظیم ہستی نے اپنے دست مبارک سے شانہ کی طرف سے (توٹہ) زخم کی جگہ تک مس کر کے اسے دبا دیا (شبہ دور کرنے کے لیے) دوسرے پیر کو بھی نکالا تو کچھ نہ دکھائی دیا پھر لوگوں نے چاروں طرف سے اسماعیل کو اپنے حصار میں لیا اور ان کی قمیص کے کپڑے کو تبرک کے طور پر نوچنا شروع کر دیا۔

مولف کہتے ہیں : اس واقعہ کی تفصیل خرائج راوندی میں ذکر کی گئی ہے۔ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم -----

۱) (سفینۃ البحار، ج ۳، ص ۲۸۳۔ الانوار البہیہ، ص ۳۶۔)

۲) (توٹہ) ”انکہ کی ایک بیماری ہے۔ خوارزم شاہی ذخیرہ میں رقم طراز ہیں: اضافی گوشت ہے (

سرخ اور نرم توٹ کی شکل میں لٹکا ہوتا ہے کبھی سیاہ ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر گوشہ چشم کے نزدیک ہوتا ہے اور ہمیشہ سرخ اور زخمی سیاہ خون اس سے خارج ہوتا ہے، بحر الجواہر میں ذکر ہوا ہے: ”ایک قسم کی بواسیر ہے جو خلوت گاہ میں ہوتی ہے۔ مولف کہتے ہیں: دوسری جگہوں پر بھی نکلتا ہے (ہخدا) روحی لہ الفداء کے عاشقین وہاں رجوع کریں۔

مزید مولف کہتے ہیں: ان چند مورد کو اختصار کے ساتھ تبرک کے طور پر خاندان عصمت و طہارت اور ائمہ ہدی علیہم السلام کے چاہنے والوں کی چشم و دل کے روشنی کے لیے ہم نے ذکر کیا ورنہ اگر بنا یہ ہو کہ جو لوگ ان کے مقدس وجود کی برکتوں سے اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد ان میں ائمہ کے مشاہد مشرفہ اور مشہد مقدس میں ٹامن الائمہ امام رضا - بالخصوص حضرت صاحب العصر و الزمان مہدی آل محمد کے پُر برکت وجود () سے پرندے چہچہاتے رہیں اور درختوں میں پتے رہیں اور پھل تیار ہوتے رہیں نیز مادی و معنوی اور جسمانی و روحانی امراض سے شفا حاصل کیا مزید اپنی لا ینحل مشکلات کو حل کیا ہے اس کو شمار کریں تو اس کا احصاء کرنا ہماری قدرت سے باہر اور مثنوی کے لیے سو من دفتر درکار ہوں گے اللہم عجل فرجہم وفرجنا بفرجہم بمحمد وآلہ آمین اے خدا! ان کے ظہور میں تعجیل فرما اور ان کے ظہور سے ہمیں آسائش عطا فرما بمحمد و آلہ الطاہرین۔ آمین۔

قرآن اور آخری حجت

مشرکات قرآن اور حجت زمان

۲۶۔ نور / ۲۶

۲۶۔ وَتُوراً لِّیْسَ مَعَهُ ظُلْمَةٌ (ایسا نور ہے کہ اس کے بعد کسی ظلمت کا امکان نہیں ہے)

اس کی حفاظت کی طرف اشارہ ہے کہ کسی بھی صورت میں باطل اس میں نہیں جاسکتا اور اس سے آلودہ نہیں ہوسکتا پانچویں منقبت میں ان بزرگوار کے قول کی وضاحت میں فرمایا: ”و شعاعاً لا یظلم نورہ“ وہ ایسی شعاع ہے کہ اس کی ضواء تاریک نہیں ہو سکتی۔ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۱۵۶۔ ”وفی الکافی بإسناده عن أبی جمیل قال قال أبو عبد اللہ علیہ السلام کان فی وصیۃ امیر المؤمنین علیہ السلام أصحابہ انّ هذا القرآن ھدی النّہار وتور اللیل المظلم علی ماکان (من جہد وفاقہ ” (۱)

کافی میں ابو جمیل سے کلینی نے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے: امام جعفر صادق - نے فرمایا: حضرت امیر المومنین - نے اپنے اصحاب کو وصیت کی تھی کہ آگاہ ہو کہ قرآن دن اور رات میں ہدایت کرنے والا ہے اور ضلالت کی تاریکی میں

روشنی دینے والا چراغ ہے جس قدر تلاش اور ضرورت ہو۔
 ۱۵۷۔ ”وَفِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ فِيهِ مَنَارُ الْهُدَى وَمَصَابِيحُ النُّجَى فَلْيُجَلِّ جَالِ بَصَرَهُ
 وَفَتْحِ لِلضِّيَاءِ نَظَرَهُ ، فَإِنَّ لَتَكْفُرُ حَيَاةَ قَلْبِ الْبَصِيرِ كَمَا يَمْشِي (الْمُسْتَبِيرُ فِي الظُّلُمَاتِ بِالنُّورِ ” (۲)
 مزید اسی کتاب میں طلحہ ابن زید نے امام جعفر صادق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: اس قرآن میں ہدایت
 و سعادت کے روشن منارے ہیں تاریکی اور اسے ختم کرنے کے لیے چراغ ہیں۔
 (بہت بجا اور مناسب ہے) جو افراد اس جادہ مستقیم اور پُر نور راہ میں کہ جس میں ہدایت و سعادت کی علامات پائی جاتی
 ہیں انہیں بصیرت اور چشم دل کو کھول کر تمام غورو فکر کے ساتھ اس راستہ کو طے کریں، جس طرح تاریک شب میں
 چلنے والے روشنی سے استفادہ کر کے خود کو ظلمت کے حوادث اور نشیب و فراز سے محفوظ رکھتے ہیں عمیق غور
 و فکر سے قرآن مجید کی رہنمائیوں سے صاحب بصیرت افراد کے دلوں کو تازہ روح ملتی ہے اور اس کے گراں قدر
 مطالب سے استفادہ کرتے ہیں۔
 امام - کا مقدس نور بھی مومنین کے دلوں میں چمکتا ہے اور انہیں روشن کرتا ہے لہذا اس عظیم ہستیوں کی عظمت و
 منزلت کی کماحقہ معرفت رکھنی چاہیے اور ہر حال میں ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔
 ۱۵۸۔ ”وَفِي كَمَالِ الدِّينِ لِلصَّدُوقِ عَنْ جَابِرِ الْأَنْصَارِيِّ فِي حَدِيثٍ نَصَّ رَسُولُ

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۱۶، ص ۶۰۰۔ بحار الانوار، ج ۶۵، ص ۲۱۲۔)
 ۲) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۰۰۔ وسائل الشیعة، ج ۴، ص ۸۲۸۔)

اللَّهُ (ص) عَلَى الْأَئِمَّةِ الْاِثْنَى عَشَرَ ، إِلَى أَنْ قَالَ (ص) ثُمَّ سَمَّيْتُ وَكَنَيْتُ حُجَّةَ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ وَبَقِيَّتِهِ فِي عِبَادِهِ ، ابْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ،
 ذَاكَ الَّذِي يَفْتَحُ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرَهُ عَلَى يَدَيْهِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا ، ذَاكَ الَّذِي يَغِيبُ عَنْ شِيعَتِهِ وَأَوْلِيَائِهِ غَيْبَةً لَا يَنْتَبُتُ فِيهَا
 عَلَى الْقَوْلِ بِإِمَامَتِهِ إِلَّا مَنْ امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ ، قَالَ جَابِرٌ : فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلْ يَقَعُ لِشِيعَتِهِ الْإِتْنَفَاعُ بِهِ فِي غَيْبَتِهِ ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ أَيْ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالنَّبُوَّةِ إِنَّهُمْ يَسْتَضِيئُونَ بِنُورِهِ وَيَنْتَفِعُونَ بِوِلَايَتِهِ فِي غَيْبَتِهِ كَانْتِفَاعَ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَإِنْ تَجَلَّلَهَا سَحَابٌ ، يَا
 جَابِرُ هَذَا مِنْ مَكْنُونِ سِرِّ اللَّهِ ، وَمَخْزُونِ عِلْمِ اللَّهِ (فَاكْتُمَهُ الْأَعْنَابُ ” (۱)
 اسی کتاب میں مناقب خوارزمی سے جابر ابن عبد اللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا (ص) نے
 مجھ سے فرمایا: اے جابر ! یقیناً میرے اوصیاء جو میرے بعد ائمہ مسلمین ہیں ان میں سے پہلا علی پھر حسن پھر علی ابن
 الحسین پھر محمد ابن علی جو باقر کے نام سے مشہور ہیں اے جابر ! عنقریب تم ان کو پاؤ گے جب تم ان سے ملاقات کرنا
 تو ان کو میرا سلام کہنا، پھر جعفر ابن محمد پھر موسیٰ ابن جعفر پھر علی ابن موسیٰ، پھر محمد ابن علی پھر علی ابن محمد
 پھر حسن ابن علی پھر قائم (آل محمد) ہوں گے کہ جو میرا ہم نام ہوگا اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی وہ محمد ابن حسن
 ابن علی ہوں گے ، یہ وہ ہیں کہ جن کے دست مبارک سے خداوند تبارک و تعالیٰ زمین کے تمام مشرق و مغرب کو فتح
 کرے گا ، یہ وہ ہیں کہ جو اپنے اولیاء سے ایک عرصہ تک ایسا غائب ہوں گے کہ ان کی امامت پر صرف وہی لوگ ثابت
 قدم رہیں گے کہ جن کے دل کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لے لیا ہوگا۔
 جابر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ! کیا آپ کی غیبت کے زمانہ میں لوگ فائدہ اٹھائیں

۱) (کمال الدین، ج ۱، ص ۱۵۳ ، کفایۃ الاثر، ص ۵۵ ، بحار الانوار، ج ۵۲ ، ص ۹۳۔)

گے؟ فرمایا: ہاں قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا! وہ لوگ آپ کی غیبت میں آپ کی ولایت
 کے نور کی ضو سے اس طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج کو بادل پنہان کر لیتا ہے مگر لوگ پھر بھی سورج کی
 روشنی سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، یہ بات تمام لوگوں کے لیے اسرار الہی میں سے ہے اور اللہ کے علم میں مخزون ہے
 اس کو اس کے غیر اہل سے مخفی رکھو۔

۲۔ ریسمان الہی / ۲۷

۲۷۔ وَحَبْلًا وَثِيقًا عُرُوْثُهُ (وہ ریسمان ہے کہ جس کے حلقے محکم ہیں)

قرآن مجید ایسی رسی ہے کہ اس کا دستہ بہت محکم اور ٹوٹنے والا نہیں ہے جس نے بھی اسے مضبوطی سے پکڑ لیا
 نجات پائے گا اور اس کی کامیابی محقق ہے ، کبھی بھی وہ وادی ضلالت و گمراہی میں نہیں جاسکتا یہاں تک کہ حوض

کوثر پر پیغمبر اکرم (ص) کے پاس وارد ہوگا، جیسا کہ حدیث ثقلین اس معنی کے لیے گویا اور صریح ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: > فَمَنْ يَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا < (۱) اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسی سے متمسک ہو گیا ہے جس کے ٹوٹنے کا امکان نہیں ہے۔

مولف کہتے ہیں: حبل، ریسمان کے معنی میں ہے اور ہر اس شے کے لیے استعمال ہوتی ہے جس کے ذریعہ ہدف تک پہنچا جائے اور کتاب خدا اور عترت پیغمبر (ص) کو اس سے اس وجہ سے تشبیہ دی ہے کہ ان دونوں محکم و مضبوط رسیوں سے تمسک اختیار کرنے والوں کو رضائے الہی اور قرب پروردگار تک پہنچاتی ہے نیز اس (خدائے سبحان) کی محبت اور ثواب پر فائز کرتی ہے۔

۱۵۹۔ شیخ بزرگوار طبرسی علیہ الرحمہ نے حبل کے معنی کے لیے چند اقوال نقل کیے ہیں:

۱) (سورہ بقرہ، آیت ۲۵۶)۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ حبل قرآن مجید ہے۔ دوسرے یہ کہ دین اور اسلام ہے۔ تیسرے معنی کے لیے ابان ابن تغلب کی امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: نَحْنُ حَبْلُ اللَّهِ الَّذِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (۱) الْآيَةُ - یعنی ہم حبل اللہ ہیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے (پکڑے رہو۔ بہتر ہے کہ تمام معانی پر حمل کیا جائے۔ (۲)

پیغمبر اکرم (ص) جو تمام صفات جمیلہ و جلیلہ اور سارے علوم کے حامل ہیں فرمایا: میں معراج سے واپس نہیں ہوا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام چیزوں کا علم عطا کیا اور جو کچھ میرے پاس تھا اسے علی ابن ابی طالب - کو تعلیم دیا۔ اس کے بعد امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو پھر یکے بعد دیگرے یہاں تک کہ اس امت کے مہدی حضرت حجة ابن الحسن العسکری عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو یہ سب کے سب انبیاء علوم کے وارث ہیں۔ اس بنا پر جیسا کہ حضرت امیر المومنین - حبل اللہ ہیں تمام ائمہ اطہار علیہم السلام اور امام زمانہ - کا مقدس وجود حبل الممتین میں سے ہے۔ ۱۶۰۔ ”وفی کمال الدین وتمام النعمة باسناده عن یونس بن عبد الرحمن: دَخَلْتُ عَلٰی مُوسَىٰ بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقُلْتُ لَهُ يَا بَنَی رَسُولِ اللَّهِ (ص) اَنْتَ الْقَائِمُ بِالْحَقِّ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَا الْقَائِمُ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ الْقَائِمَ الَّذِي يُطَهِّرُ الْأَرْضَ مِنْ أَعْدَاءِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَيَمْلَأُهَا عَدْلًا كَمَا مَلَأْتَ جَوْرًا وَظُلْمًا هُوَ الْخَامِسُ مِنْ وَلَدِي، لَمْ غِيْبَةُ يَطُولُ أَمْدُهَا خَوْفًا عَلَىٰ نَفْسِي يَرْتَدُّ فِيهَا أَقْوَامٌ وَيَثْبُتُ فِيهَا آخَرُونَ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: طَوْبِي لِشِيعَتِنَا الْمُتَمَسِّكِينَ بِحَبْلِنَا فِي غِيْبَةِ قَائِمِنَا الثَّابِتِينَ عَلٰی مَوَالِنَا تَنَا وَالْبَرَاءَةِ مِنْ أَعْدَانِنَا، أُولَئِكَ مِنَّا وَنَحْنُ مِنْهُمْ، فَقَدْ رَضُوا بِنَا أَيْمَةً وَرَضِينَا

۱) (سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹)۔

۲) (بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۱۹)۔

(بہم شیعۃ، فطوبی لہم ثُمَّ طَوْبِي لَہم، هُم وَاللّٰهُ مَعَنَا فِي دَرَجَاتِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ” (۱) عالم جلیل القدر شیخ صدوق (علیہ الرحمہ) نے اپنی کتاب کمال الدین میں اپنی سند کے ساتھ یونس ابن عبد الرحمن سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں امام موسیٰ ابن جعفر - کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فرزند رسول (ص)! کیا آپ قائم بالحق ہیں؟ تو امام نے فرمایا: میں قائم بالحق ہوں لیکن وہ قائم جو زمین کو دشمنان خدا سے پاک کریں گے اس کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی وہ میرے پانچویں فرزند ہوں گے اور ان کی غیبت بہت طولانی ہوگی اپنے (مقدس) نفس پر خوف (و ہراس) کی بنا پر (اور اس طولانی غیبت میں بہت سے لوگ اپنے دین سے پھر جائیں گے مرتد ہو جائیں گے اور بہت سے دوسرے لوگ ہدایت پر باقی رہیں گے پھر فرمایا: ہمارے ان شیعوں کے لیے خوش خبری ہے جو ہمارے قائم کی غیبت کے زمانہ میں بھی ہماری دوستی و محبت سے متمسک رہیں گے اور ہماری دوستی پر ثابت قدم رہیں گے نیز ہمارے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرتے رہیں گے وہی لوگ ہمارے ہیں اور ہم ان کے ہیں۔ یقیناً وہ لوگ اس بات پر راضی و خوش ہوں گے کہ ہم ان کے امام ہیں اور ہم اس پر خوش ہیں کہ وہ ہمارے شیعہ ہیں۔ انہیں خوش خبری ہو کہ وہ لوگ خدا کی قسم! قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہوں گے۔

۱۶۱۔ ”وفی امالی الشیخ طوسی رضوان اللہ تعالیٰ باسنادہ عن ابان بن عثمان عن ابی عبد اللہ جعفر بن محمد علیہما السلام قال: إذا کانَ یومَ القِیَمَةِ نادىَ منادٌ من بطنانِ العرشِ ابنَ خَلِیفَةِ اللّٰهِ فی اَرْضِهِ؟ فیقومُ داوُدُ النَّبِیُّ علیہ السلامُ فِیَأتِیَ النَّداءُ من عِنْدِ اللّٰهِ عزَّوجلَّ لسنّا إِبْناکَ اَرَدنا وان کُنْتَ لِلّٰهِ خَلِیفَةً ، ثم ینادی ثانیةً ابنَ

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۳۶۱)۔

خَلِیفَةِ اللّٰهِ فی اَرْضِهِ؟ فِیقومُ امیر المؤمنین علیہ السلامُ فِیَأتِیَ النَّداءُ من قِبَلِ اللّٰهِ عزَّوجلَّ : یا معاشرَ الخلائقِ هذا عَلِیُّ بنِ ابِی طالبٍ خَلِیفَةُ اللّٰهِ فی اَرْضِهِ وَحِجَّتِهِ عَلِیٌّ عِبَادِهِ فَمَنْ تَعَلَّقَ بِحَبْلِهِ فی دارِ الدُّنْیا فِیتَعَلَّقْ بِحَبْلِهِ فی هذا الیومِ لَیَسْتَضِیَ بِنورِهِ وَلَیَنْبِغُهُ الِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنّٰتِ قَالَ فِیقومُ اناسٌ قد تعلقوا بِحَبْلِهِ فی الدنیا فِیتَبِعونه الی الجنة ، ثُمَّ یَأْتِی النَّداءُ من عِنْدِ اللّٰهِ عزَّوجلَّ اَلَا مَنْ اَتَمَّ بِامامٍ فی دارِ الدُّنْیا فَلِیَتَّبِعْهُ الِی حَدِیثٍ یَذْهَبُ بِهِ ، فَحِیْنُذٍ یَنْتَبِهُ ” (۱)

محقق بزرگوار عالم جلیل القدر شیخ طوسی رحمة اللہ علیہ اپنی کتاب امالی میں اپنی سند کے ساتھ ابان بن عثمان سے انہوں نے صادق آل محمد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک آواز دینے والا عرش کے درمیان آواز دے گا: روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہاں ہے؟ تو حضرت داؤد کھڑے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آنے لگی اگرچہ آپ زمین میں خلیفہ ہیں لیکن میری مراد آپ نہیں تھے پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آنے لگی کہ روئے زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہاں ہے؟ پھر حضرت امیر المؤمنین علی کھڑے ہوں گے، خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے آواز آنے لگی: اے گروہ خلائق! (جو عرصات محشر میں جمع ہو) یہ علی ابن ابی طالب - روئے زمین پر اللہ کا خلیفہ اور اس کے بندوں پر حجت ہے جس شخص نے بھی دنیا میں اس کی حبل اور دامن سے تمسک اختیار کیا تھا آج بھی اس کی حبل سے تمسک

۱۶۷، ۱) (سورنہ بقرہ، آیت ۱۶۶)

اختیار کرے ان کے دامن سے وابستہ رہے تاکہ ان کے ذریعہ روشنی حاصل کرے اور ان کی قیادت میں بہشت کے درجات عالیہ میں جائے، فرمایا: پھر کچھ لوگ بلند ہوں گے کہ جنہوں نے دنیا میں ان کے مقدس دامن سے تمسک اختیار کیا تھا تو وہ حضرت - کے پیچھے بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے آواز آنے لگی، جان لو آگاہ ہوجاؤ جس شخص نے اپنے امام کی دنیا میں اقتدا اور اتباع کیا ہوگا اس مقام پر بھی وہ جہاں جائیں گے ان کے پیچھے ان کے ساتھ چلا جائے، اس وقت حضرت - نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی: اس وقت جب کہ پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور سب کے سامنے عذاب ہوگا اور تمام وسائل منقطع ہوجکے ہوں گے اور مرید بھی یہ کہیں گے کہ اے کاش! ہم نے ان سے اس طرح بیزاری اختیار کی ہوتی جس طرح یہ آج ہم سے نفرت کر رہے ہیں خدا ان کے اعمال کو اسی طرح حسرت بنا کر پیش کرے گا اور ان میں سے کوئی جہنم سے نکلنے والا نہیں ہے۔

۱۶۲۔ ”وفی المناقب شیخ الاہل قطب المحدثین محمد بن شہر آشوب عن النبی (ص) اَنَّهُ سَأَلَ اَعْرَابِیَّ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰی : (۱) فَآخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ (ص) یَدَهُ فَوَضَعَهَا عَلٰی کَتِفِ عَلِیٍّ عَلِیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ یَا اَعْرَابِیُّ هَذَا حَبْلُ اللّٰهِ فَاعْتَصِمِ بِهِ فَدَارَ الْاَعْرَابِیُّ مِنْ خَلْفِ عَلِیٍّ عَلِیْہِ السَّلَامُ وَالتَّزَمَهُ ، ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ اَشْهَدُکَ اِنِّیْ اِعْتَصَمْتُ بِحَبْلِکَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (ص) (مَنْ) ارَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلِیَنْظُرْ اِلٰی هَذَا ” (۲)

سفینہ میں مناقب محمد ابن شہر آشوب سے پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت (ص) سے اللہ تعالیٰ سے اس قول یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی

۱) (سورنہ آل عمران، آیت ۱۰۳)۔

۲) (مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۹۳)۔

سے تھامے (ربو) کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ حبل کیا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ متمسک رہنے کا حکم دیتا ہے؟ تو رسول خدا (ص) نے اعرابی کا ہاتھ پکڑا اور حضرت علی - کے شانہ مبارک کے اوپر رکھ کر فرمایا: اے اعرابی یہ حبل

اللہ ہے، اس سے متمسک رہو (اس کا دامن تھامے رہو) اعرابی نے حضرت علی - کے پس پشت چکر لگایا (آگے کی طرف آیا اور انہیں اپنی بانہوں میں لے کر) کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یقینی طور پر آپ سے تمسک اختیار کیا، پھر رسول خدا (ص) نے فرمایا: جو شخص بھی اس بات کا خوابش مند ہے کہ اہل بہشت کے کسی مرد کو دیکھے تو اسے اس اعرابی مرد کو دیکھنا چاہیے۔

۱۶۳ - اسی جیسی روایت مفصل طور پر بحار الانوار میں نقل ہوئی ہے اور اس کے آخر میں ذکر ہوا ہے ”اِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ فَيَلْحَقُهَا الثَّانِي وَسَأَلَهُ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ فَهَمْتَ مَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَمَا قُلْتَ لَهُ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ اِنْ كُنْتَ مَتَمَسِكًا بِذَلِكَ الْحَبْلِ فَغَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَالَا) فلا غفر الله لك .“ (۱)

البتہ اس طرح کی روایت کو تفصیل کے ساتھ کنز الفوائد میں کراچی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں ذکر ہوا ہے کہ وہ شخص رسول خدا (ص) کے پاس سے باہر آیا تو عمر ابن خطاب نے اس سے ملاقات کی اور اس اعرابی سے درخواست کی کہ اس کے حق میں طلب مغفرت کرے، اعرابی نے ان سے کہا: کیا تم جانتے اور سمجھتے ہو کہ مجھ سے رسول خدا (ص) نے کیا فرمایا اور میں نے ان سے کیا عرض کیا؟ ہاں میں سمجھتا ہوں، تو اعرابی نے خلیفہ دوم سے کہا: آپ بھی اس حبل یعنی علی - سے متمسک ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے گا ورنہ (اگر مخالفت کی اور ان سے تمسک اختیار نہ کیا تو) اللہ آپ کی مغفرت نہیں کرے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ کو خود اپنے آقا امیر المومنین - کے مقام ولایت و عظمت کی قسم دیتے ہیں کہ اس حقیر کو

۱.(بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۱۶ - تفسیر کنز الدقائق، ج ۲، ص ۱۸۶ - تاویل الآیات، ج ۱، ص ۱۱۸)۔

اور تمام شیعوں اور مومنین کو ان دونوں حبل قرآن عترت جو آنحضرت کے اہل بیت ہیں بالخصوص حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے مقدس وجود سے متمسک رہنے والوں میں قرار دے۔ بحمد وآلہ الطاہرین -

۲۔ پناہ گاہ / ۲۸

۲۸ - ”وَمَعْقَلًا مَنِيعًا ذِرْوَتُهُ“ (اور وہ پناہ گاہ ہے کہ جس کی بلندی محفوظ ہے)

قرآن کریم ملجا و مأوی اور ایسی پناہ گاہ ہے جو بہت بلند، اور ایسا قلعہ اور حصار ہے جو فوق العادت مضبوط و مستحکم ہے کہ اس کی بلندی اور استحکام اس بات سے مانع ہے کہ اس کے پناہ لینے والے کے پاس کوئی ناپسند شے یا عذاب و ناراضگی پہنچے۔ ۱۶۴ - ”وَفِي تَفْسِيرِ الْعِيَّاشِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ هَدَنَةٍ وَأَنْتُمْ عَلَى ظَهْرِ السَّفَرِ وَالسَّيْرِ بِكُمْ سَرِيعٌ فَقَدْ رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ يُبْلِيَانِ كُلَّ جَدِيدٍ وَيَقْرَبَانِ كُلَّ بَعِيدٍ وَيَأْتِيَانِ بِكُلِّ مَوْعِدٍ، فَأَعِدُّوا الْجِهَازَ لِبُعْدِ الْمَفَازِ ، فَقَامَ الْمِقْدَادُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ (ص) مَادَارُ الْهَدَنَةِ ؟ قَالَ دَارُ بَلَىٰ وَانْقِطَاعِ ، فَإِذَا التَّبَسَّتْ عَلَيْكُمُ الْفِتْنُ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلَمِ فَعَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَمَاجِلٌ مُّصَدِّقٌ مَنْ جَعَلَهُ أَمَامَهُ قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ ، أَلَيْسَ قَوْلُهُ لَا تَحْصِي عَجَائِبُهُ وَلَا) تُبْلِي عُرَائِبُهُ ، فِيهِ مَصَابِيحُ الْهُدَى وَمَنَارُ الْحِكْمَةِ وَدَلِيلٌ عَلَى الْمَعْرُوفِ لِمَنْ عَرَفَهُ“ (۱)

۱.(تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۲۔ بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۱۷)۔

عیاشی نے اپنی تفسیر میں امام جعفر صادق - سے انہوں نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: تم بدنہ کے گھر میں ہو تم سفر میں ہو (ایسی سواری جو بہت تیز رفتار ہے) اور نہایت تیزی سے سفر کر رہے ہو یقیناً تم نے دیکھا کہ رات اور دن (طلوع و غروب) سورج اور چاند ہر نئی چیز کو گھن بنا رہے ہیں اور ہر بعید کو قریب کرتے جا رہے ہیں اور وعدہ کیے ہوئے کو لا رہے ہیں لہذا راستہ دور ہے اور اپنی کوششوں سے کوچ کو آمادہ رکھو تاکہ مفاز جو فلاح و نجات کی جگہ ہے پہنچ جاؤ۔ اس وقت مقداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ امتحان (و آزمائش) کا گھر ہے اور اسی طرح کی لذتوں سے قطع کرنے کا مقام ہے لہذا جب بھی فتنے تمہارے اوپر مشتبہ ہوجائیں اور تاریک رات کی طرح چھا جائیں تو تم قرآن کی طرف رجوع کرو اس سے متمسک رہو کیونکہ وہ شفاعت کرنے والا بھی ہے اور شفاعت کو قبول کرنے والا بھی اور جو خدا کی طرف سے آیا ہے اس کی تصدیق کرنے والا جس

نے اُسے آگے رکھا وہ جنت کی طرف لے گیا اور جس نے اسے پیچھے ڈالا اور اس کا احترام ملحوظ خاطر نہیں رکھا تو وہ اسے دوزخ کی طرف کھینچ لے گیا (روایت مفصل ہے) یہاں تک کہ فرمایا: قرآن مجید کے عجائب و غرائب شمار میں نہیں آتے اس کی حد شمار سے باہر اور اس کے غرائب ہمیشہ جدید اور تازہ ہیں ، بوسیدہ و کہنہ نہیں ہوتے وہ ہدایت کے چراغ ہیں اور حکمت کے منارے ہیں اور جس نے اس کی حقیقت اور با ارزش مطالب کو پہچان لیا وہ اس کے لیے تمام نیکیوں کے لیے دلیل و راہ گشا ہو گیا۔

مولف کہتے ہیں: ائمہ اطہار کا مقدس وجود ہر زمان و مکان میں ان کی امامت کے زمانے میں ان کی موت و حیات کے دوران وہ تمام لوگوں کے مرجع و ملجا و ماوی اور پناہ گاہ تھے اور ہیں بھی، بالخصوص مہدی آل محمد حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ولی مطلق رب العزت صاحب العصر و الزمان - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ہر دل عزیز وجود جو ہر بے پناہ اور مستضعف لوگوں کے لیے ملجا و ماوی ہے نیز وہ دنیائے واقعی مستضعفین کا انتقام لینے والے ہیں۔

۱۶۵ - ”وفی الامالی للشیخ الطوسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (بالاسناد الی احمد بن المعافا بقصر صبیح ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، عَنْ النَّبِيِّ (ص) عَنْ جَبْرِائِيلَ عَنْ مِيكَائِيلَ عَنْ اسْرَافِيلَ - صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ -) عَنْ الْقَلَمِ عَنِ اللّٰوْحِ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى : عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِصْنِي مَنْ دَخَلَهُ امِنْ نَارِي ” (۱) محدث اور فقیہ عالی قدر شیخ جلیل علامہ طوسی نے اپنی سند کے ساتھ احمد ابن معافا سے قصر صبیح سے کہا کہ مجھ سے حضرت علی ابن موسی الرضا - نے اپنے پدر بزرگوار موسی کاظم - سے انہوں نے اپنے والد گرامی جعفر صادق - سے انہوں نے اپنے پدر گرامی محمد باقر - سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی ابن الحسین - سے انہوں نے اپنے والد گرامی حسین ابن علی ابن ابی طالب سے انہوں نے نبی اکرم سے انہوں نے جبرئیل سے انہوں نے میکائیل سے انہوں نے اسرافیل سے انہوں نے قلم سے انہوں نے لوح سے اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ حدیث بیان کی ہے: ”علی میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ میری آتش جہنم سے امان میں ہے“

مولف کہتے ہیں: بارہویں حجّت خدا آسمان ولایت کے درخشاں ستارے کی ولایت اور محبت و دوستی اور تمام اہل بیت عصمت و طہارت کی ولایت ایسا گوہر ہے جو بہت زیادہ گراں قیمت ہے کہ اگر تمام دنیا کے ماہرین جمع ہوجائیں تو اس کی قیمت اور معیار کا اندازہ نہیں لگا سکتے نہ ہی اسے معین کرسکتے ہیں۔

اس عالی قدر گوہر کے حامل افراد نے خدانخواستہ اگر نا آگاہی یا بے اہمیتی کی وجہ سے یا مادی اقدار سے موازنہ کرنے کی بنا پر اپنے ہاتھوں سے اسے کھودیں یا سہل انگاری کریں تو بہت زیادہ اور ناقابل تلافی نقصان تحمل کرنا ہوگا۔

۱۔ (امالی شیخ طوسی، ص ۳۵۳۔)

۲۔ شرافت / ۲۹

۲۹۔ وَ عَزَّآ لِمَنْ تَوَلَّاهُ (چاہنے والوں کے لیے عزت اور قیمتی ہے)

قرآن اپنے چاہنے والوں کے لیے عزت و شرف ہے اور ان لوگوں کے لیے بھی جو اسے اپنا ولی و رہبر اور پیشوا قرار دیں نیز اپنے دنیوی اور اخروی زمام امور کو اس کے اختیار میں دے دیں اس کے اوامر و نواہی پر عمل کریں تمام اقدار اور معیاروں کو اسی پر تطبیق دیں تو ان کی دنیا و آخرت کی عزت و شرف کا حامل ہوگا۔

مولف کہتے ہیں: حضرت ولی عصر - ناموس دہر امام زمانہ - اور ان کے آباء و اجداد طاہرین کی دوستی اور ولایت و محبت ایسا شرف اور عزت ہے جو تمام شرافتوں سے بالاتر اور دنیا و آخرت میں سربلندی کا باعث ہے نیز اس کے نطفہ کی قداست اور طاہر الولادت ہونے کی علامت ہے۔

۱۶۶۔ ”و فی بشارۃ المصطفیٰ لشیبۃ المرتضیٰ بإسناده عن المفضل بن عمر قال قال (أبو عبد اللہ علیہ السلام : مَنْ وَجَدَ بَرْدَ حَبْنًا عَلَى قَلْبِهِ فَلْيَكْثِرِ الدُّعَاءَ لَأُمِّهِ فَإِنَّهَا لَمْ تَخُنْ أَبَاهُ ” (۱)

مولف بشارۃ المصطفیٰ لشیبۃ المرتضیٰ نے اپنی سند کے ساتھ مفضل ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: جو شخص ہماری محبت کی لذت اور خنکی کا اپنے دل میں احساس کرے (ہماری دوستی و مودت اس کے دل میں جاگزیں ہوجائے) تو اسے اپنی مہربان ماں کو بہت دعائیں دینی

۱۔) بشارۃ المصطفیٰ، ص ۱۱۔)

چاہیے اس لیے کہ اس نے اس کے باپ کے ساتھ خیانت نہیں کی۔ یعنی اس کا نطفہ قداست و پاکیزگی کے ساتھ رحم مادر میں مستقر ہوا اور اسی طرح اس نے دنیا میں آنکھیں کھولیں۔

۱۶۷۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي بُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (ص) أَمَا رَأَيْتَ فَلَانًا رَكِبَ الْبَحْرَ بِبِضَاعَةٍ يَسِيرُ إِلَى الصِّينِ فَأَسْرَعَ الْكَرَّةَ وَأَعْظَمَ الْغَنِيَّةَ حَتَّى حَسَدَهُ أَهْلُ وَدَّهِ وَأَوْسَعُ قَرَابَاتِهِ وَجِيرَانِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِنَّ مَالَ الدُّنْيَا كُلَّمَا أَزْدَادَ كَثُرَتْ وَعَظُمَتْ أَزْدَادُ صَاحِبِهِ بَلَاءٌ تَغِيظُوا أَصْحَابَ الْأَمْوَالِ الْأَيْمَنَ جَاءَ بِمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكُلَّنِ الْأَخْبَرُكُمْ يَمَنُ هُوَ أَقْلٌ مِّنْ صَاحِبِكِ بِضَاعَةً وَأَسْرَعُ مِنْهُ كَرَّةً؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ (ص) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) انظُرُوا إِلَى هَذَا الْمُقْبِلِ فَتَنْظُرْنَا فَإِذَا رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَثَّ الْهَيْبَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ لَقَدْ صَعَدَ لَهُ فِي هَذَا الْيَوْمِ إِلَى الْعُلُوِّ مَنَ الْخَيْرَاتِ وَالطَّاعَةِ مَا لَوْ قُسِمَ عَلَى جَمِيعِ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَانَ نَصِيبُ أَقْلِهِمْ مِنْهُ غُفْرَانُ ذُنُوبِهِمْ وَوُجُوبُ الْجَنَّةِ لَهُ، قَالُوا: بِمَا ذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ (ص) فَقَالَ سَلُوهُ يُخْبِرُكُمْ بِمَا صَنَعَ فِي هَذَا الْيَوْمِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَقَالُوا لَهُ هِنِيئًا لَكَ مَا بَشَّرَكَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَمَاذَا صَنَعْتَ فِي يَوْمِكَ هَذَا حَتَّى كُتِبَ لَكَ مَا كُتِبَ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا أَعْلَمُ أَنِّي صَنَعْتُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِي وَارْتَدْتُ حَاجَةً كُنْتُ ابْطَأْتُ عَنْهَا فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ فَاتَتَنِي، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَا عِطَافَ مِنْهَا بِالْإِنْظَرِ إِلَيَّ وَجْهَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عِبَادَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِي وَ اللَّهِ عِبَادَةٌ وَأَيُّ عِبَادَةٍ، أَنْتَ يَا عَبْدَ اللَّهِ ذَهَبْتَ تَبْتَغِي أَنْ تَكْسِبَ دِينَارًا لِقَوْتِ عِيَالِكَ فَقَاتَكَ ذَلِكَ فَاعْتَضَتْ مِنْهُ بِالْإِنْظَرِ إِلَيَّ وَجْهَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَنْتَ مُحِبٌّ لَهُ وَفَضْلِيهِ مَعْتَقِدٌ وَلِذَلِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ لَوْ كَانَتْ الدُّنْيَا كُلُّهَا ذَهَبَةً فَانْفَقْتُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَتَشْفَعَنِي بِعِدِّ كُلِّ نَفْسٍ تَنْفَسَتْ فِي مَسِيرِكَ إِلَيْهِ فِي الْفِ رَقِيَّةٍ يَعْتَقُهُمُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ بِشَأْنِ فَعَيْتِكَ” (۱)

نیز اسی کتاب میں رسول خدا (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص رسول خدا (ص) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: اے رسول خدا (ص)! کیا آپ نے فلاں شخص کو نہیں دیکھا کہ جس نے دریا کا سفر طے کیا اور مختصر سرمایہ کے ساتھ چین گیا اور بہت جلد بڑے کافی منافع کے ساتھ واپس آیا، اس طرح کہ اس کے دوستوں نے حسد کرنا شروع کیا یہاں تک کہ اس کے رشتے دار اور پڑوسی لوگوں میں بھی یہ حسد پھیل گیا، حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: مال دنیا جس قدر بھی زیادہ اور بہت عظیم المرتبت ہو اس کا مالک زیادہ آزمائشوں میں مبتلا ہوگا لہذا صاحبانِ اموال پر غبطہ نہیں کرنا چاہیے اور ان کی طرح اموال کی تمنا نہیں کرنی چاہیے ہاں ایسے شخص پر غبطہ کرنا چاہیے جو اپنے مال کو راہِ خدا میں خرچ کرے لیکن کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں ایسے شخص کے بارے میں خبر دوں جو تمہارے دوستوں میں سے ہے اس نے کم سرمائے اور مختصر پونجی کے ساتھ اپنا سفر کیا اور بہت جلد واپس آگیا اور اس سے زیادہ منافع لے کر واپس ہوا ہے؟ کہا: ہاں یا رسول اللہ (ص)! تو رسول اکرم (ص) نے فرمایا: اس شخص کی طرف نظر کرو جو ہماری طرف آ رہا ہے لہذا ہم لوگوں نے اس کی طرف نظر کی تو وہ انصار میں سے ایک شخص کہنے لباس اور اپنی معمولی بیٹ کے ساتھ ہے۔

رسول خدا (ص) نے فرمایا: اس شخص نے اس دن خیرات اور اطاعت کی وجہ سے ایسا اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے اور اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ اگر تمام اہل آسمان و زمین کے لیے تقسیم کر دیا جائے تو ان سب کا کم سے کم حصہ ان کے گناہوں کی بخشش اور ان کے لیے بہشت واجب ہونا ہے کہا: یا رسول اللہ

۱۔) بشارۃ المصطفیٰ، ص ۶۸۔)

کس عمل کے ذریعے؟ فرمایا: خود اسی سے دریافت کرو کہ اس نے آج کون سا عمل انجام دیا ہے؟ پس اصحاب رسول خدا (ص) اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تمہارے لیے وہ خوش خبری گوارا ہو جو تمہیں رسول خدا (ص) نے دی ہے تم نے آج کون سا عمل انجام دیا ہے کہ جو تمہارے اعمال میں لکھاجانا چاہیے تھا وہ تحریر کیا جا چکا ہے؟

اس شخص نے کہا: مجھے اس عمل انجام دینے کے علاوہ کسی اور کام کرنے کی اطلاع نہیں ہے، آج گھر سے باہر آیا ایک حاجت اور ضرورت کے پوری کرنے میں تھوڑی تاخیر کردی، جب میں نے اس کے فوت ہونے کا خوف محسوس کیا تو اپنے دل میں کہا: (اگر وہ ضرورت پوری نہ ہوتی تو) اس کے عوض میں (مبارک) چہرہ علی ابن ابی طالب - کا نظارہ

کروں گا، کیونکہ رسول خدا (ص) کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے: علی ابن ابی طالب - کے چہرے کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے، رسول خدا (ص) نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم! عبادت ہے اور وہ بھی کیسی عبادت؟ یقیناً اے بندہ خدا! تم دینار حاصل کرنے کے لیے گئے تاکہ اپنے اہل و عیال کا رزق فراہم کرو اور وہ فرصت تم سے فوت ہوگئی اسے نہ حاصل کرسکے، لیکن اس کے عوض میں تم نے علی ابن ابی طالب - کے چہرے کی طرف نظارہ کرنا اختیار کیا حالانکہ تم ان کے عاشق اور محب تھے، ان کے فضل و مقام کے معتقد تھے (یعنی ان سے محبت و دوستی رکھتے تھے اور ان کے فضل و مقام کے معتقد تھے) وہ تمہارے لیے اس چیز سے بہتر ہے کہ اگر تمام دنیا (وما فیہا) سرخ سونا ہو اور ان سب کو راہ خدا میں خرچ کرو، اس کے علاوہ تم یقیناً اپنی ان تمام سائنسوں کے برابر جو اس راہ میں لی ہے اس کی تعداد کے برابر شفاعت کرو گے اللہ تمہاری شفاعت کے ذریعے ہزار غلام کو آتش جہنم سے آزاد کرے گا۔

۲۔ سلامتی / ۳۰

۳۰۔ وَسَلِّمًا لِّمَنْ دَخَلَهُ (اس میں داخل ہونے والوں کے لیے سلامتی ہے)

شارح بحرانی کہتے ہیں: سلم امن کے معنی میں ہے اور اس میں داخل ہونا یعنی اس کے مقاصد میں تدبیر اور غور و فکر کرنا ہے اور اس کے اندر کی کرن سے اقتباس کرنا نیز اس کے انوار کا خاموش نہ ہونا اس اعتبار سے عذاب خدا اور ان شبہات میں پڑنے سے پناہ گاہ ہے جو ہلاکت کا زمینہ فراہم کرتے ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ سلم استعارہ اور کنایہ ہے اس اعتبار سے کہ جو بھی اس میں داخل ہوجائے اسے کسی بھی صورت میں آزار و اذیت نہیں پہنچ سکتی۔ جس طرح قرآن مجید اپنی پناہ حاصل کرنے والوں کے لیے ملجا و مآوی اور شبہات سے محفوظ رکھنے والا ہے اسی طرح ائمہ اطہار کی ولایت و محبت حضرت علی بن ابی طالب - اور ان کی اولاد طاہرین کہ جن کی آخری فرد حضرت بقیۃ اللہ (روحی لہم الفداء) ہیں جو اپنے پاس وارد ہونے والوں کے لیے بہت مضبوط و مستحکم اطمینان اور پناہ گاہ ہیں۔ ۱۶۸۔ ”وَفِي فَضَائِلِ الشَّيْعَةِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) حُبِّي وَحُبُّ أَهْلِ بَيْتِي نَافِعٌ فِي سَبْعِ مَوَاضِعَ أَهْوَى الْهَنْ عَظْمِيَّةٌ: عِنْدَ الْوَفَاةِ وَفِي الْقَبْرِ وَ عِنْدَ النَّشُورِ وَ عِنْدَ الْكِتَابِ وَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَ عِنْدَ الْمِيزَانِ وَ عِنْدَ الصِّرَاطِ ” (۱)

کتاب فضائل الشیعہ میں شیخ صدوق نے اپنی سند کے ساتھ امام محمد باقر - سے انہوں نے اپنے آباء و اجداد طاہرین سے انہوں نے حضرت رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: میری اور میرے اہل بیت کی دوستی و محبت سات مقامات میں کہ جہاں ان کی دہشت و حشت بہت زیادہ عظیم ہے فائدہ بخش ہے۔

۱۔ احتضار اور موت کی حالت میں، ۲۔ قبر میں، ۳۔ حشر و نشر کے وقت کہ جب قبروں سے محشر کی طرف اٹیں گے، ۴، ۵۔ حساب و کتاب کے وقت اور جب نامہ اعمال اڑ کر لوگوں تک پہنچیں گے، ۶۔ میزان اور اعمال کے وزن کے موقع پر، ۷۔ صراط سے عبور کرتے وقت۔

۱۔ (فضائل الشیعہ، ص ۵۔ روضۃ الواعظین، ص ۲۷۱۔)

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۔ کامیابی / ۳۱

۳۱۔ وَ هُدًى لِّمَنِ اِنَّتَمَ بِہِ (اقتداء کرنے والوں کے لیے ہدایت ہے) قرآن کریم ان لوگوں کے لیے ہادی و رہنما ہے جو اس کی رہنمائی کی پیروی کرتے ہیں اس کے دستورات عالیہ کا اتباع اور ان پر عمل کرتے ہیں اور یہ بہت واضح سی بات ہے جب کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

یہ صاحبان تقویٰ اور پرہیز گاروں کے لیے مجسم ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)
اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے جو ان میں سے بہت سی باتوں کی وضاحت کر رہا ہے جن کو تم کتاب

خدا میں چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتا ہے تمہارے پاس

۱۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۔)

۲۔ (سورہ مائدہ، آیت ۱۶۔)

خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے جس کے ذریعہ خدا اپنی خوشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے اور انہیں جہل و کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر اپنے حکم سے نور کی طرف لے آتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

جس طرح کہ فرق بیان و ظہور کلام اور بیان کرنے والے پر قائم ہے۔ نور اور کتاب کا لانے والا ذات اقدس باری تعالیٰ کی ذات پر قائم ہے، اور یہی معنی تائید کرتا ہے کہ نور سے مراد قرآن کریم ہے کتاب اور مبین عطف تفسیر و توضیح ہے اس بنا پر نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن مجید ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات میں قرآن کو نور سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱) اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲) لہذا خدا اور رسول اور اس نور پر ایمان لے آؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳) اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور بھی نازل کر دیا ہے۔

مزید یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ نور سے مراد نبی اکرم (ص) کی ذات گرامی ہو جیسا کہ صدر آیت سے ممکن ہے یہ استفادہ کیا جائے (یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آئی) اس بنا پر عطف تفسیر و توضیح ہوگا، بلکہ دونوں مستقل ہوگا، نور؛ پیغمبر خدا اور کتاب مبین؛ اس بنا پر پھر عطف تفسیر نہیں ہوگا بلکہ دونوں مستقل طور پر پیغمبر خدا (ص) کا نور اور کتاب مبین قرآن مجید ہوگا۔ اور ”کہ“ کی ضمیر کتاب یا نور کی طرف پلٹتی ہے خواہ اس

۱۔ (سورہ اعراف، آیت ۱۵۷۔)

۲۔ (سورہ تغابن، آیت ۸۔)

۳۔ (سورہ نساء، آیت ۱۷۴۔)

سے نبی اکرم (ص) کا نور یا قرآن کا ارادہ کیا گیا ہو دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے، کیونکہ پیغمبر اکرم کی ذات ہدایت کے مرحلہ میں منجملہ اسباب ظاہریہ میں سے ایک ہے اور اسی طرح قرآن کریم اور حقیقت ہدایت حق تعالیٰ کی ذات پر قائم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: > اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ < (۱)

پیغمبر بے شک آپ جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح (قرآن) کی وحی کی ہے آپ کو نہیں معلوم تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کن چیزوں کا نام ہے لیکن ہم نے اسے ایک نور قرار دیا ہے جس کے ذریعہ اپنے بندوں میں جسے چاہتے ہیں اسے ہدایت دے دیتے ہیں اور بے شک آپ لوگوں کو سیدھے راستہ کی ہدایت کر رہے ہیں اسی خدا کا راستہ جس کے اختیار میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں اور یقیناً اس کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے۔ آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) سے خطاب ہے کہ حقیقی ہدایت اور ایصال (الی المطلوب یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے آپ صرف ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں (۳) ائمہ اطہار جو انبیاء کے وارث ہیں بالخصوص حضرت بقیۃ اللہ الاعظم - جو تمام انبیاء اور

۱۔ (سورہ قصص، آیت ۵۶۔)

۲۔ (سورہ شوریٰ، آیت ۵۳۔)

۳۔ (تفسیر المیزان سے اقتباس، علامہ طباطبائی علیہ الرحمہ، ص ۲۶۳۔)

اوصیاء کے وارث ہیں وہ بھی ان کی تمام خصوصیات و امتیازات لوگوں کی ہدایت و رہنمائی، تدبیر امور کے حامل اور تمام مخلوقات کے نظام کے محافظ ہیں نیز تمام جہان ہستی کے سارے موجودات اس عظیم ہستی کی ولایت عظمیٰ کے تحت

چل رہے ہیں۔

۱۶۹۔ ”وفی الکافی : عَنْ ابی عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَنَا فَاحْسَنَ صُورُنَا وَجَعَلَنَا عَيْنَهُ فِي عِبَادِهِ وَلِسَانَهُ النَّاطِقَ فِي خَلْقِهِ وَيَدَهُ الْمَبْسُوطَةَ عَلَى عِبَادِهِ بِالرَّأْفَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالَّذِي يُوْتِي مِنْهُ ، وَبَابَهُ الَّذِي يَدُلُّ عَلَيْهِ وَخَزَائِنُهُ فِي سَمَائِهِ وَارْضِهِ ، بِنَا اَثْمَرَتِ الْأَشْجَارُ رَايَعَتِ الثِّمَارُ وَجَرَّتِ الْأَنْهَارُ وَبِنَا يَنْزِلُ (الْغَيْثُ) غَيْثُ السَّمَاءِ وَيَنْبُتُ عَشْبُ الْأَرْضِ) وَبِعِبَادَتِنَا عَبْدُ اللَّهِ وَلَوْ لَا نَحْنُ مَا عُجِدَ اللَّهُ ” (۱)

حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا اور بہترین صورت دی اور ہم کو اپنے بندوں میں اپنی آنکھ اور ناظر قرار دیا اور اپنی مخلوق پر لسان ناطق بنایا ، بندوں پر ہم کو دست کشادہ قرار دیا، مہربانی اور وقت کے لیے اپنا وجہ (چہرہ) بنایا جس سے اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے اور ہمیں اپنا دروازہ قرار دیا جس سے اس کی طرف پہنچنا ہوتا ہے ہم زمین و آسمان میں اس کے خزانہ دار ہیں ہماری وجہ سے درخت پھل لاتے ہیں ہماری وجہ سے پھل پکتے ہیں اور نہریں جاری ہوتی ہیں ہماری وجہ سے بادل برستے ہیں اور زمین پر گھاس اُگتی ہے۔

ہماری عبادت کی وجہ سے خدا کی عبادت ہوئی، اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی۔
۱۷۰۔ ”وفی کمال الدین مسنداً عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيٍّ بْنِ

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۳۔ التوحید، شیخ صدوق، ص ۱۵۲)۔

الحسین عَنْ ابیه الحُسَینِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ ابی طالبٍ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَا خَلَقَ اللَّهُ خَلْقًا أَفْضَلَ مِنِّي وَلَا أَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنِّي ، قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَنْتَ أَفْضَلُ أَمْ جِبْرِئِيلُ ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَضَّلَ أَنْبِيَائِهِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيَّ مَلَائِكَتِهِ الْمُقَرَّبِينَ وَفَضَّلَنِي عَلَى جَمِيعِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْفَضْلُ بَعْدِي لَكَ يَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِلْأَيَّةِ مِن بَعْدِي ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَخُدَامُنَا وَخُدَامُ مَحَبَّتِنَا يَا عَلِيٌّ ؛ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِوَلَايَتِنَا يَا عَلِيٌّ ، لَوْلَا نَحْنُ مَا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَلَا حَوَاءَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا السَّمَاءَ وَلَا الْأَرْضَ وَكَيْفَ لَانَكُونُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَقَدْ سَبَقْنَاهُمْ إِلَى التَّوْحِيدِ وَمَعْرِفَةِ رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ وَتَسْبِيحِهِ وَتَقْدِيسِهِ وَتَهْلِيلِهِ ، لَأَنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَرْوَاحُنَا فَانْطَقْنَا بِتَوْحِيدِهِ وَتَجَمُّدِهِ ثُمَّ خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ فَلَمَّا شَاهَدُوا أَرْوَاحَنَا نُورًا وَاحِدًا اسْتَغْطَوْا أُمُورًا فَسَبَّحْنَا لِتَعْلَمَ الْمَلَائِكَةُ أَنَا خَلَقُ ۚ مَخْلُوقُونَ وَأَنَّهُ مَنْزِلُهُ عَنْ صِفَاتِنَا فَسَبَّحَتِ الْمَلَائِكَةُ لِتَسْبِيحِنَا وَنَزَّهَتْهُ عَنْ صِفَاتِنَا ، فَلَمَّا شَاهَدُوا عَظَمَ شَأْنِنَا هَلَّلْنَا لِتَعْلَمَ الْمَلَائِكَةُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، فَلَمَّا شَاهَدُوا كِبَرَ مَحَلَّنَا كَبَرْنَا اللَّهُ لِتَعْلَمَ الْمَلَائِكَةُ أَنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ مِنْ أَنْ يَبَالَ وَأَنَّهُ عَظِيمُ الْمَحَلِّ ، فَلَمَّا شَاهَدُوا مَا جَعَلَهُ اللَّهُ لَنَا مِنَ الْقُدْرَةِ وَالْقُوَّةِ قُلْنَا : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ، لِتَعْلَمَ الْمَلَائِكَةُ أَنَّ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ، فَلَمَّا شَاهَدُوا مَا أَنْعَمَ اللَّهُ بِهِ عَلَيْنَا وَأَوْجَبَهُ ، مِنْ فَرْضِ الطَّاعَةِ فَلَقْنَا : الْحَمْدُ لِلَّهِ لِتَعْلَمَ الْمَلَائِكَةُ مَا يَحِقُّ لِلَّهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ عَلَيْنَا مِنَ الْحَمْدِ عَلَيَّ نَعَمْ ، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ الْحَمْدُ لِلَّهِ ، فَبِنَا اهْتَدَوْا إِلَى مَعْرِفَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَسْبِيحِهِ وَتَهْلِيلِهِ وَتَحْمِيدِهِ ، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَدْعَانَا صَلْبِهِ وَأَمَرَا الْمَلَائِكَةَ بِالسُّجُودِ لَهُ تَعْظِيمًا لَنَا وَإِكْرَامًا وَكَانَ سَجُودُهُمْ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ عُبُودِيَّةً وَلَا دَمَ إِكْرَامًا وَطَاعَةً ، لِكُونِنَا فِي صَلْبِهِ ، فَكَيْفَ لَا نَكُونُ أَفْضَلَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَقَدْ سَجَدَ لِأَدَمَ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ، وَأَنَّهُ لَمَّا عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ ادْنَى جِبْرِئِيلُ مِثْنِي مِثْنِي ثُمَّ قَالَ : تَقَدَّمَ يَا مُحَمَّدُ ، فَقُلْتُ : يَا جِبْرِئِيلُ اتَّقَدَّمْ عَلَيَّ؟ فَقَالَ نَعَمْ ، لَا نَ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اسْمُهُ ، فَضَّلَ أَنْبِيَائَهُ عَلَى مَلَائِكَتِهِ أَجْمَعِينَ ، وَفَضَّلَكَ خَاصَّةً فَتَقَدَّمْتُ وَصَلَّيْتُ بِهِمْ وَلَا فَخْرَ ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى حِجْبِ النُّورِ ، قَالَ لِي جِبْرِئِيلُ : تَقَدَّمَ يَا مُحَمَّدُ وَتَخَلَّفَ عَنِّي ، فَقُلْتُ : يَا جِبْرِئِيلُ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْضِعِ تَفَارَقْنِي ؟ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ هَذَا انْتِهَاءُ حَدِّي الَّذِي وَضَعَهُ اللَّهُ لِي فِي هَذَا الْمَكَانِ ، فَإِنْ تَجَاوَزْتُهُ احْتَرَقْتُ اجْنَحْتِي لِتَعْدَى حُدُودَ رَبِّي جَلَّ جَلَالُهُ ، فَزَجَّ بِي رَبِّي رَجَّةً فِي النَّورِ حَتَّى انْتَهَيْتُ لِي حَيْثُ مَا شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مَلَكُوتِهِ ، فَتَوَدَّيْتُ : يَا مُحَمَّدُ ، فَقُلْتُ : لِبَيْتِكَ رَبِّي وَسَعْدِيكَ ، تَبَارَكَتِ وَتَعَالَيْتِ ، فَتَوَدَّيْتُ : يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ ، فَايَأَيَّ فَاعْبُدْ ، وَعَلَيَّ فَتَوَكَّلْ فَاتَّكِ نُورِي فِي عِبَادِي وَرَسُولِي إِلَى خَلْقِي وَحُجَّتِي فِي بَرِّيَّتِي ، لِمَنْ تَبِعَكَ خَلَقْتُ جَنَّتِي ، وَلِمَنْ عَصَاكَ وَخَالَفَكَ خَلَقْتُ نَارِي ، وَلَا وَصِيَّائِكَ أَوْجِبْتُ كِرَامَتِي وَلَشَبِيْعَتِكَ أَوْجِبْتُ ثَوَابِي ، فَقُلْتُ : يَا رَبِّ وَمَنْ أَوْصِيَائِي ؟ فَتَوَدَّيْتُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَوْصِيَاءَكَ الْمَكْتُوبُونَ عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ ، فَظَرُتُ وَأَنَا بَيْنَ يَدَيِ رَبِّي إِلَى سَاقِ الْعَرْشِ ، فَرَأَيْتُ اِثْنَيْ عَشَرَ نُورًا ، فِي كُلِّ نَوْرٍ اخْضَرَّ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ اسْمُ كُلِّ وَصِيٍّ مِنْ أَوْصِيَائِي أَوَّلُهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَآخِرُهُمْ مَهْدِيٌّ اِمْتَنَى ، فَقُلْتُ يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ أَوْصِيَائِي مِنْ بَعْدِي ؟ فَتَوَدَّيْتُ : يَا مُحَمَّدُ هَؤُلَاءِ أَوْلِيَائِي وَأَجْبَائِي وَأَصْفِيَائِي بَعْدَكَ عَلَيَّ بَرِّيَّتِي وَهُمْ أَوْصِيَائِكَ وَخُلَفَاؤُكَ وَخَيْرُ خَلْقِي بَعْدَكَ وَعَزَّتِي وَجَلَالِي لِأَطْلَعُ رَنِّ وَحُجْجِي بِهِمْ دِينِي وَلَأُعْلِيَنَّ لَهُمْ كَلِمَتِي وَلَأُظْهِرَنَّ الْأَرْضَ بِأَجْرِهِمْ مِنْ أَعْدَائِي وَلَأُمْلِكَنَّ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَا غَرِبَ هَا وَلَا سَخَرَنَّ لَهُ الرِّيَّاحَ وَلَا ذَلَّلَنَّ لَهُ الرِّقَابَ الصَّعَابَ وَلَا رَقِيبَهُ فِي

الْأَسْبَابُ وَالْأَنْصُورُ رَنَّهُ بَعْدَى حَتَّى يَلْعُو دَعْوَتِي ، وَيَجْمَعُ الْخَلْقُ عَلَيَّ تَوْحِيدِي ، ثُمَّ لَأَدِينَنَّ مُلْكُهُ وَلَا أَدُولَنَّ وَلَا أَمِدَّنَهُ
بِمَلَائِكَتِي الْأَمَامِ بَيْنَ أَوْلِيَائِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَيَّ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ (الطَّاهِرِينَ)
وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا” (۱)

ہماری بزرگوار ہستی شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کمال الدین میں اپنی سند کے ساتھ حضرت امام علی رضا - سے انہوں نے اپنے اباؤ و اجداد کرام سے انہوں نے رسول اکرم (ص) سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اللہ نے کوئی مخلوق مجھ سے افضل اور زیادہ مکرم اپنے نزدیک پیدا نہیں کی اور حضرت علی - کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ افضل ہیں یا جبرئیل؟ آنحضرت نے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و مرسلین کو اپنے ملائکہ مقربین پر فضیلت دی اور مجھے تمام انبیاء اور مرسلین پر فضیلت عطا فرمائی اور یہ فضیلت میرے بعد تم کو اور تمہارے بعد ائمہ کو عطا فرمائی کیوں کہ ملائکہ تو ہم لوگوں کے خادم ہیں بلکہ ہمارے دوستوں کے بھی خادم ہیں۔ اے علی! وہ فرشتے جو کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں جو ہم لوگوں کی ولایت و دوستی پر ایمان لاتے ہیں۔

اے علی! اگر ہم لوگ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نہ آدم کو پیدا کرتا نہ حوا کو نہ جنت کو نہ جہنم کو نہ آسمان کو نہ زمین کو پھر ہم لوگ ملائکہ سے کس طرح افضل نہیں ہوئے جب کہ ہم لوگ اپنے رب کی معرفت اور

۱) (کمال الدین، ج ۱، ص ۲۵۴)۔

اس کی تسبیح و تہلیل و تقدیس میں ان ملائکہ سے سابق تھے۔ اس لیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا کیا وہ ہماری روحیں تھیں اور ہم لوگوں کو اپنی توحید و تمجید کے ساتھ گویا کیا اس کے بعد ملائکہ کو پیدا کیا۔ جب ان ملائکہ نے ہماری ارواح کو نوری شکل میں دیکھا تو ہم لوگوں کو ہی سب سے عظیم تر سمجھنے لگے تو ہم لوگوں نے اللہ کی تسبیح شروع کر دی تاکہ ملائکہ سمجھ لیں کہ ہم لوگ مخلوق ہیں اور اللہ ہم لوگوں کی صفات سے کہیں بالا تر ہے۔ پس ہم لوگوں کی تسبیح سن کر ملائکہ بھی تسبیح پڑھنے لگے اور اللہ کو ہم لوگوں کی صفات سے بالاتر سمجھنے لگے اور جب ان لوگوں نے مشاہدہ کیا اور ہم لوگوں کی شان ہی کو عظیم سمجھنے لگے پس ہم لوگوں نے لا الہ الا اللہ کہنا شروع کیا تاکہ ملائکہ یہ سمجھیں کہ یہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا اللہ نہیں۔ ہم لوگ اس کے بندے ہیں۔ ہم لوگ اللہ نہیں ہیں ہم پر بھی واجب ہے کہ اس اللہ کی عبادت کریں یہ سن کر ملائکہ نے بھی لا الہ الا اللہ کہنا شروع کیا پھر مشاہدہ کیا تو ہم لوگوں کے محل و مقام کو بہت بڑا سمجھنے لگے ہم لوگوں نے فوراً کہا: اللہ اکبر تاکہ ملائکہ یہ سمجھیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے اس کی بارگاہ سے بلند مقام عطا ہوتا ہے۔ پھر جب ملائکہ نے ہم لوگوں کی عزت و قوت دیکھی جو اللہ نے ہم لوگوں کو عطا فرمائی تو ہم لوگوں نے فوراً کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تاکہ ملائکہ سمجھ لیں کہ ہم لوگوں کے پاس نہیں ہے کوئی قوت اور طاقت مگر صرف اللہ کی دی ہوئی پھر جو نعمتیں اللہ نے ہم لوگوں کو دی ہیں اور جو فریضہ اطاعت ہم لوگوں پر واجب کیا ہے جب فرشتوں کی ان پر نظر پڑی تو ہم لوگوں نے فوراً کہا: الحمد للہ تاکہ فرشتے یہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا ہم لوگوں کے اوپر کس قدر حق ہے۔ یہ سن کر ملائکہ بھی کہنے لگے: الحمد للہ۔ پس اس طرح ہم لوگوں کے ذریعے ملائکہ نے اللہ کی توحید کی معرفت اس کی تسبیح اس کی تہلیل اور اس کی تمجید کی طرف ہدایت پائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم - کو خلق کیا اور ہم لوگوں کو ان کے صلب میں ودیعت کر دیا اور صرف ہم لوگوں کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو اور ملائکہ کا یہ سجدہ اللہ کے لیے عبودیت کا تھا نیز حضرت آدم - کی تعظیم و تکریم کے لیے تھا۔

اس لیے کہ ہم لوگ ان کے صلب میں تھے پھر کیسے ہم لوگ ملائکہ سے افضل نہ ہوں گے جب کہ تمام ملائکہ نے حضرت آدم - کو سجدہ کیا۔

اور جب مجھے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا تو جبرئیل نے وہاں اذان کہی ہر فقرے کو دو دو مرتبہ کر کے اور اقامت کہی ہر فقرے کو دو دو مرتبہ کر کے مجھ سے کہا: اے محمد! آگے بڑھیے میں نے کہا: اے جبرئیل! میں تمہارے ہوتے ہوئے آگے بڑھوں؟ انہوں نے کہا: ہاں اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو اپنے تمام ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور آپ کا فضل و شرف تو خاص ہے۔ چنانچہ میں آگے بڑھا اور ان سب کو نماز پڑھائی مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا پھر جب میں نور کے حجابوں تک پہنچا تو جبرئیل نے کہا: اے محمد (ص)! اب آپ آگے بڑھیں اور انہوں نے میرا ساتھ چھوڑا

تو میں نے کہا: اے جبرئیل! تم نے ایسے مقام پر میرا ساتھ چھوڑ دیا؟ تو انہوں نے کہا: اے محمد (ص)! اللہ تعالیٰ نے جو حد میرے لیے مقرر کی یہاں پر ختم ہوتی ہے اگر میں نے اس حد سے تجاوز کیا تو حدود الہی سے تجاوز کرنے پر میرے بال و پر جل جائیں گے۔ پھر انہوں نے مجھے اس نور میں غوطہ دے دیا اور اب میں وہاں پہنچ گیا جہاں اللہ اپنے ملک کی بلندی پر مجھے پہنچانا چاہتا تھا۔ پھر مجھے ندا دی گئی تو میں نے عرض کیا: لبیک و سعیدک اے خدائے تبارک و تعالیٰ! پھر ندا آئی: اے محمد! تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں لہذا تم میری ہی عبادت کرنا اور مجھ ہی پر توکل کرنا اور تم ہی تو میرے بندوں میں میرے نور اور میری مخلوقات کی طرف میرے رسول اور میری تمام مخلوق پر میری حجت ہو۔ تمہارے لیے اور تمہاری پیروی کرنے والوں کے لیے میں نے جنت خلق کی ہے اور جو تمہاری مخالفت کرے گا اس کے لیے میں نے جہنم خلق کی ہے۔ تمہارے اوصیاء کے لیے میں نے اپنے کرم کو لازم کر دیا ہے اور ان کے شیعوں کے لیے میں نے اپنی طرف سے ثواب دینا واجب کر لیا ہے۔

میں نے عرض کیا: پروردگارا! میرے اوصیاء کون ہیں؟ تو آواز آئی: اے محمد! تمہارے اوصیاء کے نام تو ستون پر لکھے ہوئے ہیں اور اگرچہ میں اپنے رب کے سامنے تھا مگر میں نے وہیں سے نظر کی تو ساق عرش پر بارہ نور ہیں اور ہر نور ایک سبز رنگ کی سطر میں ہے اور ہر سطر میں اوصیاء میں سے ہر وصی کا نام مرقوم ہے جن کے اندر پہلے علی ابن ابی طالب - تھے اور آخر میں میری امت کے مہدی - ہیں۔ میں نے عرض کیا: پروردگارا! میرے بعد یہ سب اوصیاء ہوں گے؟ تو آواز آئی: اے محمد! ہاں اے محمد! تمہارے بعد یہی میرے اولیا میرے احبا میرے اصفیا اور میری حجتیں ہیں میری مخلوق پر اور یہی تمہارے بعد تمہارے اوصیاء اور تمہارے خلفا ہیں جو مخلوق میں تمہارے بعد سب سے بہتر ہیں۔ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! میں ان ہی لوگوں کے ذریعے اپنے دین کو غالب کروں گا۔ ان ہی کے ذریعے اپنے کلمہ لا الہ الا اللہ کو بلند کروں گا ان کے آخری فرد کے ذریعے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اسے زمین کے تمام مشرق و مغرب پر تمکن اور قابو دوں گا۔ اس کے لیے ہوا کو مسخر کروں گا بڑے بڑے بادلوں کو اس کا مطیع بناؤں گا۔ اس کے اسباب میں اضافہ کروں گا، اپنی فوج سے اس کی مدد کروں گا۔ اپنے ملائکہ سے اس کی نصرت کروں گا یہاں تک ہماری دعوت بلند ہو جائے اور ساری مخلوقات ہماری توحید پر جمع ہو جائے پھر میں اس کے ملک و سلطنت کو دوام بخشوں گا اور روز قیامت تک اس سلطنت کو دوام بخشوں گا اور روز قیامت تک اس سلطنت کا سلسلہ اپنے اولیاء میں چلاؤں گا۔ اور تمام تعریفیں عالمین کے پروردگار کے لیے ہیں اور ہمارے نبی محمد (ص) اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر درود و سلام ہو۔ آمین۔

۲۔ یاور / ۳۲

۳۲۔ وَ عَزَّأ لِمَنْ اِنْتَحَلْ (نسبت حاصل کرنے والوں کے لیے حجت ہے)

شاید اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید ایسا عذر ہے جو روز قیامت کے عذاب سے ان لوگوں کو نجات دلانے والا ہے کہ جنہوں نے اسے اپنا پیشوا قرار دیا اور اس کے احکام و قوانین کا پابند ہوا نیز اپنے اقدار کا معیار بنایا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے عذر ہونے سے مراد یہ ہو کہ جو شخص بھی خود کو اس سے منسوب کرے یعنی خود کو اہل قرآن جانے اور اس پر فخر کرے قرآن بھی خود کو اس کے لیے عذر قرار دیتا ہے اس لیے کہ قرآن کی خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک عالی شان و شوکت ہے۔

جس طرح قرآن مجید ان لوگوں کے لیے جو خود کو اس سے منسوب جانتے ہیں اور اس کے احکام و قوانین کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہیں نجات دینے والا اور عذر ہے، اسی طرح حضرات ائمہ اطہار اور خاندان عصمت و طہارت کا مقدس وجود بھی ہے۔ ان لوگوں کے لیے خوش خبری ہے جنہوں نے اپنے صحیح اعتقاد اور کامل ایمان کو ان کی ولایت عظمیٰ کے ماتحت قرار دیا ہے ان عظیم ہستیوں سے منسوب شیعوں اور محبوں کے بارے میں اعتقاد رکھتے ہوں اور عملی طور پر اس پر ناز اور فخر محسوس کرتے ہوں، وہ لوگ جو ان سے توسل اختیار کر کے ان کی عنایتوں اور مہربانیوں سے اپنی تمام دنیا کی مادی و معنوی مشکلات سے نجات پا کر عزت و سر بلندی تک پہنچے ہوں اور آخرت میں ان کی شفاعت سے سرفراز ہو کر رو سفید ہوں۔

بہت سے انبیاء وغیرہ نے مختلف امتحانات اور مشکلات کے پیش نظر جو محمد و آل محمد سے متوسل ہوئے ہیں نجات حاصل کی ہے۔

ان میں سے ہم چند مقامات کو بہ عنوان شاہد تبرک کے طور پر ذکر کر رہے ہیں جیسے حضرت آدم - کا کلمات کے ذریعہ امتحان لیا گیا حضرت ابراہیم - نمرودیوں کی آگ میں ڈالے گئے۔ اور اس سے نجات حاصل کی، حضرت یعقوب - اپنے فرزند ارجمند حضرت یوسف - کے فراق میں مبتلا ہوئے جب وہ متوسل ہوئے تو جبرئیل آئے اور عرض کیا: کیا میں آپ کو

ایسی دعا نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں کو شفا عنایت کرے اور یوسف و بنیامین کو آپ کی طرف واپس بھیج دے؟
فرمایا: ہاں، عرض کیا: وہ دعا پڑھیں جو آپ کے پدر بزرگوار حضرت آدم - نے پڑھی اور ان کی توبہ قبول ہوئی اور
حضرت نوح - نے پڑھی تو غرق ہونے سے نجات پائی، ابراہیم - نے پڑھی تو آگ ان کے لیے سلامتی کے ساتھ سرد ہوئی
حضرت نے دریافت فرمایا:

وہ کون سی دعا ہے؟ عرض کیا: یہ دعا پڑھو: ”اللَّهُمَّ إِنِّي اسألك بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنْ
تَرُدَّ عَلَيَّ ابْنَيْ (يُوسُفَ وَابْنَ يَامِينَ) وَتَشْفِي عَيْنَيَّ“

اے خدا! میں تجھ سے محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھ تک میرے
دونوں بیٹے (یوسف اور ابن یامین) کو واپس دے اور میری آنکھوں کو شفا عنایت فرما۔

حضرت نے یہ دعا پڑھی اور ان اسماء مقدسہ کی برکت سے انہیں آسائش ملی نیز ان کی آنکھوں کو بھی شفا مل گئی
حضرت یوسف - نے بھی خدا سے سوال کیا، محمد و آل محمد کے حق کا واسطہ دے کر توسل اختیار کیا اور زندان سے
آزاد ہو گئے۔ حضرت موسیٰ - نے جب عصا کو ڈالا اور امت کے لیے اشتباہ میں پڑنے سے خوف زدہ ہوئے تو کہا: اے خدا
! تجھ سے محمد و آل محمد کے حق کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنے امن و امان میں رکھ تو خدائے بزرگ
و برتر نے فرمایا: (لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى) (۱)

اور جب عصا کو دریا پر مارا تو اللہ تعالیٰ کو انہیں کے حق کا واسطہ دے کر پکارا، تو خدا نے دریا کو پھاڑا اور اسے بنی
اسرائیل کو عبور کرنے کے لیے خشک کر دیا (یہاں تک کہ فرماتا ہے: جب موسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ دریابہ پہنچے
اور فرعون اور اس کے تابعین کے غرق آب ہونے کا وقت ہوا تو خدائے عزوجل نے موسیٰ کو وحی کی کہ بنی اسرائیل
سے کہو میری وحدانیت اور میرے رسول کی رسالت میرے آقا و مولا حضرت امیر المومنین - اور اولاد علی علیہ السلام
کے اعتقاد کا دوبارہ اقرار کریں۔

اور کہیں: اے خدا! ان کی عظمت و جلالت کا واسطہ ہمیں پانی پر سے گزار دے تاکہ دریا کا پانی زمین کی طرح ہوجائے
پھر حضرت موسیٰ - نے ان لوگوں سے فرمایا ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔ لیکن

۱۔ (سورہ طہ، آیت ۶۸)۔

کالب ابن یوحنا نے قبول کر کے ان کے دستور کے مطابق عمل کیا اور اپنے گھوڑے کے ساتھ دریا کے اوپر گیا اور آب
دریا زمین کی طرح ہو گیا، دریا کی دوسری جگہ جاکر واپس آکر کہا: اے قوم بنی اسرائیل! موسیٰ - کی اطاعت کرو کہ یہ
دعا جنت کے دروازوں کی کنجی اور جہنم کے دروازوں کے بند ہونے کے منجملہ اسباب میں سے ہے اور روزی نازل
کرنے والی نیز اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے حق تعالیٰ کی رضایت حاصل کرنے والی ہے، لیکن ان لوگوں نے قبول نہیں
کیا اور کہا: ہم زمین کے علاوہ جابی نہیں سکتے تو اللہ نے موسیٰ - کے لیے وحی نازل کی کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو
اور کہو: اے خدا! محمد و آل محمد کی عظمت و جلالت کا واسطہ ہمارے لیے دریا کو پھاڑ دے تو انہوں نے وحی کے
مطابق عمل کیا اور آب دریا پھٹ گیا۔ حضرت موسیٰ - نے فرمایا: اب چلو کہنے لگے: زمین نم ہے ہمیں اس میں اندر چلے
جانے کا خوف ہے تو خدا نے فرمایا: کہو: اے موسیٰ! اے خدا! تجھے محمد و آل محمد کے جاہ و جلال کا واسطہ کہ زمین
کو بھی خشک کر دے، پھر یہ کہا! اور وہ خشک ہو گئی فرمایا: اب چلو عرض کیا: ہم بارہ قبیلے ہیں آگے پیچھے چلنے میں
ہمیں فتنہ و فساد کا خطرہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا: اپنے عصا کو بارہ مرتبہ دریا کے بارہ مقامات پر ماریں
اور کہیں: اے خدا! تجھے محمد و آل محمد کی عظمت و جلالت کا واسطہ بارہ جگہ بنادے، کہا اور ویسا ہو گیا۔ پھر کہا:
راستہ ایسا ہو کہ عبور کے وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکیں اور ایک دوسرے کی حالت سے باخبر رہیں، تو اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ - کو وحی بھیجی کہ عصا کو تمام پانی کے اطراف میں مارو اور کہو: اے خدا! محمد و آل محمد کے جاہ و جلال
کا واسطہ کہ اس پانی کے درمیان طاق بنادے تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں، چنانچہ موسیٰ - نے کہا اور ہو گیا۔ لوگوں
نے عبور کیا، پھر فرعون والے افراد وارد ہوئے اور سب غرق ہو گئے۔

اور جب صحرائے تہ میں بنی اسرائیل پیاسے ہوئے گریہ و نالہ کیا تو حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے خدا! بحق محمد
سید الانبیاء، بحق علی سید الاوصیاء، بحق فاطمہ سیدۃ النساء، بحق حسن سید الاولیاء، بحق حسین افضل الشہداء بحق عترت
اور ان کے خلفاء کا واسطہ جو دنیا میں پاکیزہ اور نیک لوگوں کے آقا و مولا ہیں، اپنے بندوں کو سیراب کر دیں تو اللہ تعالیٰ
نے وحی بھیجی اے موسیٰ! اپنے عصا کو پتھر پر مارو تو مارا اور بارہ چشمے جاری ہوئے لوگوں نے پانی پیا اور

سیراب ہوئے۔

مولف کہتے ہیں: بنی اسرائیل کے ساتھ حضرت موسیٰ - کا واقعہ تفصیل کے ساتھ قرآن مجید کے سورنہ بقرہ یا اور بھی دوسرے دوسروں میں اسی طرح کتاب بحار الانوار ، وسائل الشیعہ اور مستدرک وسائل الشیعہ میں ذکر ہوا ہے، قارئین کرام مذکورہ مآخذ کی طرف رجوع کریں۔

۱۷۱۔ ”وَفِي الْخَصَالِ وَالْأَمَالِي بِإِسْنَادِهِمَا عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ عَبْدًا مَكَثَ فِي النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا وَالْخَرِيفُ سَبْعُونَ سَنَةً، قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ سَأَلَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ لَمَّا رَحِمْتَنِي، قَالَ فَأَوْحَى اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ إِلَى جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ إِهْبِطْ إِلَى عَبْدِي فَأَخْرِجْهُ قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ لِي بِالْهَبُوطِ فِي النَّارِ، قَالَ إِنِّي قَدْ أَمَرْتُهَا أَنْ تَكُونَ عَلَيْكَ بَرْدًا وَسَلَامًا، قَالَ يَا رَبِّ فَمَا عَلِمِي بِمَوْضِعِهِ؟ قَالَ إِنَّهُ فِي جُبٍّ مِنْ سَجِينٍ قَالَ فَهَبِطْ فِي النَّارِ فَوَجَدَهُ فَهُوَ مَعْقُولٌ عَلَى وَجْهِهِ فَأَخْرَجَهُ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: يَا عَبْدِي كَمْ لَبِثْتَ تُنَاشِدُنِي فِي النَّارِ؟ قَالَ مَا أَحْصَى (أَحْصَيْتُهُ) يَا رَبِّ، قَالَ: أَمَا وَعِزَّتِي لَوْلَا مَا سَأَلْتَنِي بِهِ أَطَلْتُ هُوَ أَنْكَ فِي النَّارِ وَلَكِنَّهُ حَتَمَ عَلَى نَفْسِي أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَبْدٌ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ، صَلَّوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، إِلَّا غَفَرْتُ لَهُ مَا كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ الْيَوْمَ ” (۱)

محدث جلیل القدر غواص بحار اہل بیت عصمت و طہارت علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے شیخ

۱۔ (الخصال، ص ۵۸۴، امالی صدوق، ص ۷۷۰۔ معانی الاخبار، ص ۲۷۷۔ روضة الواعظین، ص (۲۷۱۔ بحار الانوار، ج ۹۱، ص ۸، ج ۱، ص ۲۸۲۔

بزرگوار علامہ صدوق علیہ الرحمہ کی کتاب خصال اور امالی سے اپنی سند کے ساتھ جابر سے انہوں نے امام محمد باقر - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: بے شک (بندگان خدا میں سے) ایک بندہ ستر خریف جہنم میں رکھا جائے گا اور ایک خریف (کی مدت) ستر سال کی ہے پھر وہ خداوند عالم سے محمد و آل محمد کے واسطے سے سوال کرے گا کہ اپنی رحمت اس کے شامل حال کرے، تو خدائے بزرگ و برتر جبرئیل کو وحی فرمائے گا کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور اسے آگ سے باہر نکال دو تو جبرئیل کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! میں کیسے آگ میں جاؤں، خطاب ہوگا اس نے آگ کو حکم دیا ہے کہ تمہارے لیے سرد اور سلامتی کا باعث بن جائے پھر جبرئیل عرض کریں گے: اے خدا! مجھے اس کی جگہ کا علم نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وہ سَجِین کے ایک کنویں میں ہے امام محمد باقر - فرماتے ہیں: پھر جبرئیل امین اس حالت میں آئیں گے کہ اپنے دونوں پر سمیٹے ہوں گے اور اس بندہ کو اس سے باہر نکالیں گے، پھر خدائے بزرگ و برتر فرمائے گا: میرا بندہ کتنے دن آتش دوزخ میں جلتا رہا؟ میری پناہ حاصل کرنا چاہ رہا ہے اور مجھے قسم دے رہا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار میں نے شمار نہیں کیا ہے تو اللہ فرمائے گا: میری عزت کی قسم! اگر تو نے ان (ہستیوں کے ذریعہ سوال نہ کیا ہوتا تو میں آتش جہنم میں تیرے قیام کو اور طولانی کردیتا لیکن میں نے اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ کوئی بندہ محمد و اہل بیت محمد کے واسطے سے سوال نہیں کرے گا مگر یہ کہ میں وہ تمام گناہ جو میرے اور اس کے درمیان حائل و مانع ہیں بخش دوں گا۔ اور یقیناً (ان ہستیوں کی برکت سے) آج میں نے تجھے بخش دیا۔ پیغمبر اکرم (ص) کے اجداد میں سے ایک عبد المطلب تھے کہ جن کا نام شیبۃ الحمد تھا ان کے چچا مطلب شیبہ کو مکہ معظمہ میں لے کر آئے اور یہ اظہار نہیں کیا کہ یہ شیبہ میرے بھائی کے لڑکے ہیں اور کہا: یہ میرا بندہ ہے لہذا عبد المطلب کے نام سے مشہور ہوئے، جب حرم میں داخل ہوئے تو شیبہ یا عبد المطلب کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور ظاہر تھا قریش اس سے متبرک ہوتے تھے جس زمانہ میں بھی ان پر مصیبت آتی تھی یا کوئی بلا نازل ہوتی تھی یا کوئی قحط ان پر آ پڑتا تھا تو پیغمبر اکرم (ص) کے مقدس نور سے توسل اختیار کرتے تھے اور خداوند متعال ان سے اس بلا و مصیبت کو برطرف کردیتا تھا۔

ان کے لیے سب سے اہم واقعہ جو رونما ہوا وہ اصحاب فیل کا واقعہ تھا کہ عبد المطلب ایک جماعت کے ساتھ دعا کرتے تھے اور کہتے تھے: اے خدا! اس نور کی برکت سے ہمیں معاف کر دے ہمیں اس ہم و غم سے نجات بخش دے اور ہمارے دشمن کو دور کر دے، لہذا اس مقدس نور کی برکت سے تمام اصحاب فیل ہلاک ہوئے ابا بلیلیں ان کے سروں پر کنکریاں مار رہی تھیں جو ان کے سر کے مغز سے داخل ہوتی تھیں اور ان کے نیچے سے نکل جاتی تھیں یہ واقعہ بحار میں مفصل طور پر بیان ہوا ہے قرآن مجید میں ایک خاص سورہ (فیل) اس موضوع کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ کفار مکہ نے پیغمبر اکرم (ص) سے عرض کیا کہ: ہبل نامی بت ہمیں شفا دیتا ہے اور ہمارے امراض، درد و آلام اور ہماری بدبختیاں ہم سے برطرف کرتا ہے، پیغمبر اسلام نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو خدا شفا دیتا ہے، عرض کیا: اگر اس

پروردگار کے علاوہ کوئی دوسرا پروردگار تمہارے پاس موجود ہو تو اس سے سوال کرو کہ مجھے اس درد و آلام میں مبتلا کرے بعد میں ہم بھل سے سوال کریں گے وہ ہمیں شفا دے۔

لہذا جبرئیل نازل ہوئے، عرض کیا: تم میں سے کچھ لوگ ان پر لعنت و ملامت کریں اور علی - دوسرے لوگوں پر، پھر خدا (ص) نے ان میں سے بیس افراد پر لعنت و ملامت کی اور حضرت امیر المومنین - نے ان کے دس لوگوں پر لعنت و ملامت کی اپنے مقام سے ابھی حرکت نہیں کی تھی یہاں تک کہ برص و فالج، جذام، لقوہ اور نابینائی میں مبتلا ہوئے پھر ان لوگوں کو بھل کے پاس لائے اور دعا کی کہ بھل ان لوگوں کو شفا دے، ناگہاں بھل نے انہیں بلند آواز سے ندا دی اے دشمنان خدا! میرے لیے کون سی طاقت ہوسکتی ہے، اس خدا کی قسم! کہ جس نے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا اور انہیں افضل الانبیاء والمرسلین قرار دیا، اگر پیغمبر اکرم (ص) مجھ پر نفرین و ملامت کریں تو یقینی طور پر میرے اجزائے بدن پر اکندہ اور جدا ہوجائیں گے اور میرے وجود کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا، جب یہ سنا تو پیغمبر (ص) کی طرف رخ کرکے نالہ و فریاد بلند کی تو پیغمبر رحمت (ص) نے فرمایا: ان میں سے بیس افراد میرے پاس آئیں اور ان میں سے دس لوگوں کو حضرت علی - کے پاس لے جاؤ، ان لوگوں کو رسول خدا (ص) کے پاس لے کر آئے تو آنحضرت نے ان بیس افراد سے فرمایا کہ: اپنی آنکھوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر کہو: اے خدا! اس کی عظمت و جلالت کا واسطہ کہ جس کی وجہ سے ہمیں اس میں مبتلا کیا ہمیں صحت و عافیت عطا فرما؛ بحق محمد و علی و آل علی، اس طرح حضرت امیر المومنین - نے ان دس لوگوں سے فرمایا تو (سب نے کہا) اور فوراً شفا یاب ہوئے اور وہ تیس لوگ اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایمان لائے۔

بحار الانوار میں عمار ابن یاسر کا یہود کے ساتھ مکالمے اور ان کے احتجاج کو ایہ کریمہ (۱) (بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی ایمان کے بعد کافر بنادیں وہ تم سے حسد رکھتے ہیں)۔

کے ذیل میں مفصل طور پر نقل کیا گیا ہے اس میں سے بعض ہم خلاصہ نقل کر رہے ہیں:

جب مسلمان لوگ جنگ احد میں بہت زیادہ مصیبتوں میں مبتلا ہوئے تو چند دن بعد قوم یہود کے کچھ لوگ عمار ابن یاسر اور حذیفہ ابن یمان کے پاس آئے اور کہا: کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ احد کے دن کیسی مصیبت تم پر آئی ان کے دین سے پلٹ جاؤ، حذیفہ نے یہ سنتے ہی ان پر لعنت کی اور کہا: اب نہ ہم تمہارے ساتھ بیٹھیں گے اور نہ ہی تمہاری باتیں سنیں گے، ہم اپنے دین اور جان کی حفاظت کے لیے تم سے فرار کریں گے۔ لیکن عمار ابن یاسر نے تمام استقامت کے ساتھ ان کے ساتھ مکالمہ کیا

۱۔ (بحار الانوار، ج ۹۱، ص ۱۶۰)

اور کہا: ”یا معاشیر الیہود ان محمدًا (ص) وَعَدَ اصْحَابَهُ الظَّفَرُ یَوْمَ بَدْرٍ ان یَصْبِرُوا فَصَبَرُوا وَظَفَرُوا وَوَعَدَهُمُ الظَّفَرُ یَوْمَ اَحَدٍ اِیضًا ان صَبَرُوا فَفَقَّشُوا وَخَالَفُوا فَلِ لَ ذَکَ اَصَابَهُمْ مَا اَصَابَهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ اطَاعُوا فَصَبَرُوا وَلَمْ یَخَالَفُوْا غَلِبُوا اے گروہ یہود! یقیناً محمد نے اپنے اصحاب کو بدر کے دن فتح و ظفر کا وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ صبر کریں گے تو کامیاب ہوں گے چنانچہ انہوں نے صبر کیا تو فلاح و نجات پاگئے اور انہیں احد کے دن بھی فتح و ظفر کا وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ صبر کریں گے تو کامیاب ہوں گے مگر انہوں نے صبر نہیں کیا تو شکست کھا گئے اور ان کی بات تسلیم نہیں کی لہذا ان پر وہ مصیبتیں آئیں جو آچکی ہیں اگر وہ ان کی اطاعت کرتے اور صبر کرتے اور مخالفت نہ کرتے تو غالب اور کامیاب ہوتے، یہاں تک نقل کرتے ہیں کہ یہود رسول خدا کے پاس آئے اور عرض کیا: اے محمد! عمار کا دعویٰ ہے کہ اگر انہیں حکم دیں کہ وہ آسمان کو زمین پر لے آئیں اور زمین کو آسمان پر لے جائیں تو وہ ایسا کر دکھائیں گے سچ ہے تو ان سے کہیں کہ اس پتھر کو جو یہاں پڑا ہوا ہے جسے دو سو افراد بھی حرکت نہیں دے سکتے عمار اسے ہلا دیں۔

حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: اے عمار! میری اطاعت کا اعتقاد رکھو اور کہو: ”اللَّهُمَّ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ قَوْنِي لِيَسْهَلَ اللَّهُ عَلَيَّ مَا أَمَرَكَ بِهِ كَمَا سَهَّلَ عَلَى كَالِبِ بْنِ يُوحَنَّا غُبُورَ الْبَحْرِ عَلٰی مَتْنِ الْمَاءِ“ یعنی اے خدا! محمد و آل محمد (ص) کی عظمت و جلالت کا واسطہ مجھے طاقت عطا کر کہ اس پتھر کا اٹھانا اللہ میرے لیے آسان کر دے جس طرح کالب بن یوحنا کے لیے دریا کے پانی سے عبور کرنا آسان کیا تھا ہمارے اس توسل کے ذریعہ اس نے پتھر کو اپنے سر پر بلند کرکے عرض کیا: اے رسول خدا (ص)! میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ میرے لیے اس خلال سے زیادہ ہلکا ہے جو میں اپنے ہاتھ میں اٹھائے رہوں۔ الخ بہت سے مقامات پر خود حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقدس نفس سے توسل اختیار کیا ان کو بارگاہ خداوندی میں شفیع قرار دیا اور اپنی تمام حاجتوں کو حضرت کے ذریعہ حاصل کیا، انشاء

اللہ مناسب موقع پر اس کے متعلق چند مقام کی طرف ہم اشارہ کریں گے۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۔ برہان / ۳۳

۳۳۔ وَبُرْهَانًا لِّمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ (بولنے والوں کے لیے برہان ہے)
عزیز ترین کتاب الہی ان لوگوں کے لیے جو اس سے احتجاج و استدلال پیش کریں بالخصوص خلافت اور ائمہ ہدی کی ولایت عظمیٰ کے باب میں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: (۱)
و قال عز من قائل: (۲)

پہلی آیت کا ترجمہ: پیغمبر اکرم (ص) سے خطاب ہے کہ آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت (ایسی دلیل و برہان کے ساتھ جو حق کو ثابت کرے) اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں اور ان سے اس طریقہ سے بحث کریں جو بہترین طریقہ ہے کہ آپ کا پروردگار بہتر جانتا ہے کون اس کے راستے سے (جو اسلام ہے) بہک گیا اور کون لوگ راہ ہدایت پانے والے ہیں۔
دوسری آیت کا ترجمہ: اور اہل کتاب سے مناظرہ نہ کرو مگر اس انداز سے جو بہترین انداز ہے علاوہ

۱۔ (سورنہ نحل، آیت ۱۲۔)
۲۔ (سورنہ عنکبوت، آیت ۴۶۔)

ان کے جو ان میں سے ظالم ہیں اور یہ کہو کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں جو ہماری اور تمہاری دونوں کی طرف نازل ہوا ہے اور ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم سب اسی کے اطاعت گزار ہیں۔
مفسر عظیم فیض کاشانی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر (صافی) میں آیہ کریمہ (لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دو) سے تین قسم کا استفادہ کیا اور ہر ایک کو ایک مخصوص گروہ کے لیے بیان فرمایا ہے:
۱۔ ایسی باتوں اور منشوروں اور محکم و صحیح باتوں کے ذریعہ خدا کی طرف دعوت دو جو حق کو واضح اور روشن کرنے والی ہوں اور شبہات کو ختم کرنے والی ہوں، اس قسم کی دعوت لوگوں میں سے خاص لوگوں سے مخصوص ہے اور وہ علماء اور دانشور افراد ہیں۔
۲۔ ایسے خطابات کے ذریعہ خدا کی طرف دعوت دو جو قانع کرنے والے اور نفع بخش عبارتیں ہوں جو تمام لوگوں کے لیے مشکل نامانوس اور غیر قابل فہم نہ ہو، اس صورت میں نصیحت کو لوگ قبول کریں گے اور معنویت سے پُر ہوں گے۔ یہ بھی عوام الناس سے مخصوص ہے۔
۳۔ مناظرہ اور جدال احسن کے ذریعہ یہ بھی ان لوگوں کے لیے ہے جو انکار کرنے والے اور دشمن ہیں، دوسری واضح تعبیریں یہ تینوں مذکورہ طریقے حق کو قبول کرنے کے لیے لوگوں کی صلاحیتوں اور فہم و ادراک پر مترتب ہیں: خواص، عوام اور صاحبان عناد اور ہٹ دھرمی کرنے والے افراد۔
لیکن خواص: وہ لوگ صاحبان نفوس نورانی اور عقلی حقائق کو درک کرنے کے لیے اور قوی صلاحیتوں کے حامل ہیں نیز عالی اصولوں تک پہنچنے اور علم و یقین کے انس و محبت رکھنے میں دوسروں سے زیادہ ہیں انہیں حکمت یعنی دلیل و برہان کے ساتھ دعوت دینی چاہیے۔
لیکن عوام الناس: ان لوگوں کے نفوس کثیف اور وہمی صلاحیتوں کے مالک ہیں اور ان کی انسیت و محبت زیادہ تر محسوسات سے ہے اور ان کے تعلقات اور رسوم و آداب کی قدرت دلیل و برہان قبول کرنے سے قاصر ہے اس کے باوجود وہ حق کے منکر بھی نہیں ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں مو عظمٰ حسنہ کے ساتھ دعوت دینی چاہیے۔

لیکن تیسرا گروہ: یہ صاحبان عناد اور ہٹ دھرمی کرنے والوں کا ہے جو ہمیشہ باطل سے بحث و گفتگو کرتے ہیں تاکہ حق کو ختم کر دیں اور ان کی سعی و کوشش یہ ہوتی ہے کہ خدا کے نور کو اپنی زبانوں اور نیتوں سے خاموش کر دیں کہ ان کے نفوس میں باطل آراء نے غلبہ پیدا کر لیا ہے اور ان کے خرافاتی مفاہیم میں گزشتہ لوگوں کی تقلید رسوخ کر چکی ہے، لہذا انہیں موعظہ و نصیحت فائدہ نہیں بخشتی اور اٹلہ و براہین کی رہنمائیاں ان پر اثر انداز نہیں ہوتیں یہ ایسے گروہ والے ہیں کہ جن کے ساتھ جدال احسن کا حکم دیا گیا ہے۔ مولف کہتے ہیں: باوجودیکہ یہ مطلب دقت سے خالی نہیں ہے لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کلیت نہیں رکھتا کہ صرف ان تینوں گروہوں کو ان کے فہم و ادراک کی حالت کی مناسبت سے انہیں دعوت دینی چاہیے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خواص بھی موعظہ اور مجادلہ کی راہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور کبھی عوام الناس جو اکثر و بیشتر عادات و رسوم سے مانوس ہوتے ہیں وہ جدال احسن سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

۱۷۲۔ ”وفی الدر المنثور : اخرج ابن مردويه عن أبي لیلی الأشعري أنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ تَمَسَّكُوا بِطَاعَةِ انْتِكَمِ وَلَا تُخَالِفُوهُمْ فَإِنَّ طَاعَتَهُم طَاعَةُ اللَّهِ وَمَعْصِيَتُهُمْ مَعْصِيَةُ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا يَبْعَثُنِي ادْعُوا إِلَى سَبِيلِهِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ، فَمَنْ خَالَفَنِي فِي ذَلِكَ فَهُوَ مِنَ الْهَالِكِينَ وَقَدْ بَرِئْتُ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَ ذِمَّةُ رَسُولِهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِكُمْ شَيْئاً فَعَمِلْ بِغَيْرِ لَذِكْ فَعَلَيْهِ () لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ” (۱)

۱.) الدر المنثور، ج ۴، ص ۱۳۵۔

علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ابن مردویہ نے ابو لیلی اشعری سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اپنے ائمہ اور پیشواؤں کی اطاعت سے تمسک اختیار کرو اور ان کی خلاف ورزی نہ کرو کیونکہ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مبعوث کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کے راستے کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت دوں لہذا جو شخص بھی میری اس امر میں مخالفت کرے تو وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے یقیناً خدا اور اس کا رسول ایسے شخص سے بری الذمہ ہے اور جو شخص بھی تمہارے امور میں سے کسی چیز کو انجام دے تو وہ اس کے علاوہ عمل کرے ایسی صورت میں خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی اس پر لعنت ہو۔

۱۷۳۔ ”وفی تفسیر القمی : فی قوله تعالیٰ (۱) قَالَ : قَالَ (علیہ السلام بالقرآن ” (۲) تفسیر قمی میں حضرت نے فرمایا: مخالفین سے مجادلہ سے مراد یہ ہے کہ اچھے مطالب کے ساتھ جدال ہو یعنی وہی قرآن کے ذریعے سے گفتگو کرنا ہے۔ ۱۷۴۔ ” فی الکافی عنہ باسناده عن ابی عمرو الزبیری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی (قوله تعالیٰ : (۳) قَالَ بِالْقُرْآن ” (۴) کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ حضرت -

۱.) سورنہ نمل، آیت ۱۲۵۔

۲.) تفسیر قمی، ج ۱، ص ۳۹۲۔

۳.) سورنہ نمل، آیت ۱۲۵۔

۴.) اصول کافی، ج ۵، ص ۱۳۔

نے فرمایا: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں اور ان سے اس طریقے سے بحث کریں جو بہترین طریقہ وہ قرآن کریم ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی سنت اور روش خدائے سبحان کا ادب ہے۔ ۱۷۵۔ ”وفی الاحتجاج للطبرسی : قال ابو محمد الحسن علی بن العکسری علیہما السلام ذکر عند الصادق علیہ السلام الجدل فی الدین وان رسول اللہ (ص) والائمة علیہم السلام قد نهوا عنه فقال الصادق علیہ السلام لم ینه عنه مطلقاً ولكنه نهی عن الجدل بغیر اللی ہی احسن اما تسمعون قول الله تعالیٰ (۱) وقوله تعالیٰ فجدل باللی ہی احسن قد قرنه العلماء بالدين (قد امر به العلماء بالدين) والجدال بغیر اللی ہی احسن محرّم حرّم الله علی شیعتنا وكيف یحرّم الله الجدال جملةً وهو یقول: (۲) فجعل علم الصدق والايمان بالبرهان وهل یؤتی بالبرهان الا بالجدال باللی ہی احسن الی قوله علیہ السلام وأما الجدال باللی ہی احسن وهو ما امر الله به نبیہ ان یجادل به من جدد البعث بعد الموت واحیاءه له فقال الله له حاكياً عنه > وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَبَّیْ خَلْقًا قَالَ مَنْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَیَبِّی رَمِیمٌ وَقَالَ اللَّهُ فی الردّ علیہ > قُلْ (یا محمد) یَحْیِ بِهَا الَّذِی

- ۱) سورہ عنکبوت، آیت ۴۶۔
۲) سورہ بقرہ، آیت ۱۱۱۔

أَنْشَأَ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا > (۱) الى آخر السورة فاراد الله من نبيه (ص) ان يجادل المبطل الذي قال كيف يجوز ان يبعث هذه العظام وهى رميم ، فقال الله > يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَ أَوَّلَ مَرَّةٍ > افيعجز من ابتدأه لا من شيء ان يعيده بعد ان يبلى بل ابتدائه به اصعب عندكم من اعادته ، ثم قال (۲) اى اذا كمن النار الحارة فى الشجر الاخضر الرطب ثم يستخرجها فعر فكم انه على اعادة ما بلى اقدر ثم قال > أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ > (۳) اى اذا كان خلق السموات والارض اعظم وابعد فى اوهامكم وقدركم ان تقدروا عليه من اعادة البالى فكيف جوزتم من الله خلق الله هذا الاعجب عندكم والاصعب لديكم ولم تجوزوا منه ما هو سهل عندكم من اعادة البالى قال الصادق عليه السلام فهذا الجدل البالى هي احسن لان فيها قطع عذر الكافرين لا زالة شبههم واما الجدل بغير التى هي احسن فان تجدد حقاً لا يمكنك ان تفرق بينه وبين باطل من تجادله وانما تدفعه عن باطله بان تجدد الحق ، فهذا هو المحرم لأنك مثله ، جدد هو حقاً (وجدت انت حقاً) ۴)

احتجاج میں طبرسی رحمة الله عليه نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری - نے فرمایا: حضرت امام

- ۱) سورہ یس، آیت ۷۸۔
۲) سورہ یس، آیت ۷۹۔
۳) سورہ یس، آیت ۸۱۔
۴) احتجاج، ج ۱، ص ۱۴۔ تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص ۱۶۲۔ تفسیر امام حسن عسکری -، ص (۵۲۷)۔

صادق - کے سامنے گفتگو ہو رہی تھی کہ رسول خدا (ص) نے دین میں بحث و گفتگو اور مناظرہ سے منع فرمایا ہے تو حضرت امام صادق - نے فرمایا: ایسا نہیں ہے بالکل نہیں منع کیا گیا ہے بلکہ اس سے جو بہتر نہ ہو مگر کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سنا ہے کہ وہ فرماتا ہے: اہل کتاب سے مجادلہ و مناظرہ نہ کرو مگر احسن اور بہتر طریقہ سے مزید (اپنے پیغمبر سے) فرمایا: لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دیں اور ان سے اس طریقے سے بحث کریں جو بہترین طریقہ ہے، بحث و گفتگو اور عمدہ طریقہ سے مناظرہ کو اللہ تعالیٰ نے علمائے دین کے ساتھ متصل کیا ہے (یا اللہ تعالیٰ نے بہترین بحث و گفتگو کا علمائے دین کو حکم دیا ہے) اور وہ بحث و گفتگو جو اس کے علاوہ اچھے بیانات کے ذریعہ انجام نہ دی جائے اسے حرام قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے شیعوں کے لیے حرام فرمایا ہے کیسے ممکن ہے کہ مطلقاً بحث و گفتگو حرام ہو جب کہ اللہ یہود و نصاریٰ کے قول کے بارے میں فرماتا ہے: وہ کہتے ہیں کہ سوائے یہود و نصاریٰ کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ان کی امیدیں ہیں اے پیغمبر! ان سے کہہ دیں اگر وہ اپنے قول میں سچے ہیں تو اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کریں۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ان کے ایمان اور بات کی سچائی اور صحیح ہونے کا معیار جو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے علاوہ کوئی جنت میں نہیں جاسکتا وہ برہان و دلیل کو قرار دیا ہے (یعنی اگر تم بات کے سچی ہونے پر یقین اور ثابت ایمان رکھتے ہو کہ بہشت یہود و نصاریٰ کے لیے منحصر ہے تو اپنی دلیل لے آؤ) متقن و محکم برہان و دلیل صرف بحث و گفتگو اور اچھی طرح مناظرہ کے ساتھ ہی ممکن ہے اور اس کے علاوہ قابل قبول نہیں ہے۔

یہ روایت مفصل ہے ہم صرف اپنی بحث سے مربوط موضوع کو یعنی یہ کہ قرآن مجید اس شخص کے لیے جو اس کے ذریعہ کلام کرے برہان قاطع ہے اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ حضرت امام حسن عسکری - اپنے اس قول کے بعد مزید یہاں تک فرماتے ہیں (اما الجدل البالى هي احسن) لیکن بحث و گفتگو اور مناظرہ جو ایک راستہ سے ہو وہ وہی ہے جسے خداوند متعال نے پیغمبر اکرم (ص) کو حکم دیا ہے کہ جو لوگ مرنے کے بعد بعث و نشور اور دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں ان سے اس راہ و روش سے بحث و گفتگو کریں خدائے سبحان نے خود ان کے قول کی حکایت بیان کی ہے۔ اور ہمارے لیے مثل بیان کرتا ہے اور اپنی خلقت کو بھول گیا ہے کہتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے تو خداوند متعال نے ان کے قول کی تردید کی اور کہا: اے محمد! کہو کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہی زندہ بھی کرے گا اور وہ ہر مخلوق کو بہتر جاننے والا ہے وہ خدا جس نے تمہارے لیے سرسبز و شاداب درخت سے آگ پیدا کردی ہے تو

تم اس سے ساری آگ روشن کرتے رہے ہو) (آخر سورہ تک) (۱)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے لیے ارادہ کیا کہ اس باطل پر رہنے والے (جو ابی ابن حصف ہے) سے بحث و گفتگو کریں کہ جس نے یہ کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ان بڑیوں کو ان کے بوسیدہ ہونے پر دوبارہ زندہ اور مبعوث کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے محمد!) کہو کہ: جس نے پہلی مرتبہ (جب وہ کچھ نہ تھا) پیدا کیا ہے وہی زندہ بھی کرے گا لہذا کیا وہ عاجز ہے کہ جس نے ابتدا میں ناچیز شے سے انہیں خلق کیا ان کے بوسیدہ اور خاک ہوجانے کے بعد دوبارہ ان کے پہلی حالت پر دوبارہ زندہ واپس کر دے؟ بلکہ ابتدا میں تو وہ کچھ نہیں تھے اور ان کا خلق کرنا اور واپس کرنا تمہارے نزدیک زیادہ مشکل اور دشوار تھا۔ پھر فرمایا: وہ خدا جس نے تمہارے لیے سرسبز و شاداب درخت سے آگ پیدا کر دی ہے تو تم اس سے ساری آگ روشن کرتے رہو؟ یعنی جب گرم آگ کو سرسبز و شاداب درخت کے اندر مخفی رکھا پھر اسے باہر لایا اس سے تم لوگ استفادہ کرتے ہو (حقیقت میں) تمہیں پہنچوایا کہ وہ اس بوسیدہ شے کو پلٹانے پر زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ پھر فرمایا کہ: کیا وہ پروردگار جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اس جیسا پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا یقیناً قدرت رکھتا ہے وہ بہت زیادہ پیدا کرنے والا اور جاننے

۱) (سورہ یس۔)

والا ہے۔ یعنی جب آسمانوں اور زمینوں کا خلق کرنا تمہارے وہم و گمان میں زیادہ بڑی شے اور بہت دور کی بات ہے اور تمہاری قدرت میں یہ نہیں ہے کہ بوسیدہ چیز کو پلٹا دو تو پھر تم کیسے اللہ تعالیٰ سے اپنے نزدیک اس سے زیادہ عجیب اور سخت شے کا امکان رکھتے ہو لیکن تم لوگ اس سے اس بات کے واقع ہونے کا امکان نہیں رکھتے کہ جن بوسیدہ چیزوں کا پلٹانا تمہارے لیے آسان ہے؟

حضرت امام صادق - نے فرمایا: لہذا یہ بہترین بحث و گفتگو اور مناظرہ ہے یعنی یہ بحث و گفتگو کی روش بہترین اور خوبصورت ہے کیونکہ اس طرح کسی مناظرہ سے کافروں کے عذر کی راہ ختم نہیں ہوجاتی ہے اور ان کے اعتراضات بھی ختم ہوجاتے ہیں۔ لیکن غیر بہترین بحث و گفتگو، یعنی وہ بحث و گفتگو جو اچھی طرح نہ ہو وہ یہ ہے کہ تم حق کا انکار کرو کہ تمہارے لیے حق و باطل کے درمیان فرق پیدا کرنا ممکن ہو جس سے تم بحث و گفتگو کر رہے ہو سوائے اس کے کہ تم صرف چاہتے ہو کہ مد مقابل کے باطل کو دفع کرو، تو ایسی صورت میں حق کے منکر ہوجاؤ گے لہذا یہ وہی حرام بحث و گفتگو ہے، کیونکہ تم بھی اس جیسے ہو گئے چونکہ اس نے ایک حق کا انکار کیا اور تم نے بھی ایک دوسرے حق کا انکار کیا ہے۔

مولف کہتے ہیں: ائمہ اطہار کی خلافت و امامت اور ولایت کبریٰ کے اثبات اور احتجاج کے متعلق دو واقعہ کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے: ۱۔ حضرت رسول اکرم (ص) کا نصارائے نجران کے ساتھ مباہلہ کرنے کا واقعہ ۲۔ حضرت رسول اکرم (ص) کا حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کی ولایت و امامت کے بارے میں لوگوں سے درخواست اور احتجاج کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

حضرت عیسیٰ کی ولادت باپ کے واسطہ کے بغیر ہوئی کیونکہ عیسائیوں کے زعم ناقص میں یہ بات طبیعت کے برخلاف تھی لہذا کہنے لگے مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، تو اللہ ۶۰ میں فرماتا ہے: ، تعالیٰ ان کی بات کی تردید کرتے ہوئے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۵۹ عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم جیسی ہے کہ (اس بات میں کہ دونوں بغیر باپ کے پیدا ہوئے) انہیں مٹی سے پیدا کیا اور پھر کہا: (ایک زندہ بشر) ہوجا اور وہ ہو گیا حق (کلی طور پر) تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے لہذا خبردار اب تمہارا شمار شک کرنے والوں میں نہیں ہونا چاہیے۔

لہذا جو شخص (ترسیان) نصاریٰ سے عیسیٰ کے بارے میں علم و یقین آجانے کے بعد کہ عیسیٰ بندہ اور رسول ہے بحث و گفتگو کرے تو ان سے کہہ دیجیے کہ اوہم لوگ اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو (اپنے نزدیک والوں کو جو آپ کے قائم مقام ہوں) اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور پھر مباہلہ کریں یعنی خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔ ۱۷۶ - ”وفی تفسیر القمی عن الصادق علیہ السلام ان نصاری نجران لما وفدوا علی رسول اللہ (ص) وکان سیدہم الاہم والعاقب والسید وحضرت صلواتہم فاقبلوا بضربون بالناقوس وصلوا فقال اصحاب رسول اللہ (ص) یا رسول اللہ (ص) هذا فی مسجدک فقال - صلوات اللہ علیہ وآلہ -: دعوہم ، فلما فرغوا دنوا من رسول اللہ (ص) فقالوا الی ماتدعوا ؟ فقال الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وآئی رسول اللہ وان عیسی عبد مخلوق یأکل ویشرب یحدث قالوا فمن ابوہ نزل

۱) (سورہ آل عمران، آیت ۶۱۔)

الوحی علی رسول اللہ (ص) فقال : قل لهم ما يقولون فی آدم أكان عبداً مخلوقاً یأكل ويشرب ويحدث وينكح؟ فسألهم النبی (ص) فقالوا نعم ، قال فمن ابوه فبهتوا ، فانزل الله الآیه وقوله فمن : فقال رسول الله (ص) فبأهلونی ان كنت صادقاً انزلت اللعنة علیکم وان كنت كاذباً انزلت علی ، فقالوا: ا نصف ، فتواعدوا للمباهلة ، فلما رجعوا لی منازلهم قال رؤساء هم السید العاقب والاهتم ان باهلنا بقومه باهلناه فانه ليس نبياً وان باهلنا بأهل بيته خاصة ، فلا نباهله فانه لا يقدم الى اهل بيته الا وهو صادق ، فلما اصحبوا جاءوا الى رسول الله ومعهم امیرا لمؤمنين وفاطمة والحسن والحسين ، فقال النصاری من هؤلاء فقيل لهم ان هذا ابن عمه ووصيه وختنه علی بن ابی طالب علیه السلام وهذه ابنته فاطمة علیها السلام ، وهذان ابنا ه الحسن والحسين عليهما السلام ففرقوا وقالوا لرسول الله (ص) نعطیک (الرضا فاعفنا من المباهلة فصالحهم رسول الله (ص) علی الجزية ” (۱)

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ نصاریٰ نے نجران میں سے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اکرم (ص) کے پاس مدینہ آیا یا جس کی قیادت، ابتم، عاتب، اور سید کر رہے تھے۔ نبی اکرم (ص) سے مذہبی مسائل پر بحث کے دوران ان کی نماز کا وقت آیا تو انہوں نے مسجد نبوی میں ہی اپنا ناقوس بجایا اور اپنے طریقہ سے نماز پڑھی۔ کچھ صحابہ نے رسول اکرم (ص) سے کہا: یا رسول اللہ! ان لوگوں کا یہ کام آپ کی مسجد میں (صحیح نہیں ہے) تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: انہیں اپنی حالت پر

۱) (تفسیر قمی، ج ۱، ص ۱۰۳ ، تفسیر صافی، ج ۱، ص ۳۴۳ ، تفسیر المیزان، ج ۳، ص ۲۲۹۔)

چھوڑ دو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے نبی اکرم (ص) سے کہا کہ: آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کی دعوت دیتا ہوں اور یہ بھی کہتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم خدا کے ایک بندے تھے وہ بھی دنیا میں رہ کر کھانا کھاتے ، پانی پیتے اور بول و براز کرتے تھے۔ عیسائی علماء نے دریافت کیا: آپ یہ بیان فرماتیں کہ حضرت عیسیٰ کے والد کون تھے؟ اس وقت اللہ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی: خدا کے ہاں عیسیٰ کی وہی مثال ہے جو آدم کی ہے خدا نے اسے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس سے کہا کہ بوجا وہ ہو گیا۔ آنحضرت نے عیسائی علماء سے کہا کہ: کیا تم لوگ حضرت آدم - کو خدا کی مخلوق تسلیم کرتے ہو اور اس کے ساتھ یہ بھی قبول کرتے ہو کہ وہ کھانا کھاتے ، پانی پیتے اور بول و براز کیا کرتے تھے؟ عیسائی علماء نے کہا: جی ہاں، وہ ایسے ہی تھے۔

آنحضرت نے فرمایا: پھر بتاؤ آدم کے باپ کا کیا نام ہے؟ آپ کا یہ سوال سن کر وہ مبہوت اور حیرت زدہ ہو گئے اور ان سے اس کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی: اب علم و برہان آجانے کے بعد بھی اگر کوئی آپ سے عیسیٰ کے بارے میں مباحثہ کرے تو آپ کہہ دیں کہ اوہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔

عیسائی علماء نے کہا: ہمیں مباہلہ منظور ہے۔ پھر نبی اکرم (ص) نے انہیں مباہلہ کا وقت بتایا۔ عیسائی علماء مسجد سے اٹھ کر وہاں آئے جہاں ان کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا اور وہاں پہنچ کر ان کے قافلہ سالار “سید” “عاتب” اور “ابتم” نے کہا: اگر محمد اپنی قوم کو لے کر آئے تو ہم اس سے مباہلہ کریں گے اور اس کی بددعا ہمیں کوئی نقصان نہ دے گی اور اگر وہ اپنے مخصوص اہل خانہ کو لے کر آئے تو پھر ہم ان سے مباہلہ (کے لیے اپنا عذر پیش کریں گے) نہیں کریں گے کیونکہ جب تک کسی شخص کو اپنی صداقت کا یقین نہ ہو اس وقت تک اپنے قریبی عزیز لے کر (اس اہم امر کا اقدام) مباہلہ نہیں کرتا۔ صبح ہوئی رسول اکرم (ص) اپنے ہمراہ امیر المومنین ، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین صلوات اللہ علیہم کو لے کر برآمد ہوئے جب نصاریٰ کی نگاہیں ان لوگوں پر پڑیں تو لوگوں سے دریافت کیا کہ: یہ کون لوگ ہیں جنہیں محمد اپنے ہمراہ لا رہے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ: ایک ان کی بیٹی ایک ان کا داماد ہے اور یہ دونوں بچے ان کے بیٹے ہیں۔

یہ سن کر وہ کانپ اٹھے اور وہ دوڑتے ہوئے آنحضرت (ص) کے پاس آئے اور کہا کہ: یا رسول اللہ (ص)! ہم آپ سے

معافی مانگتے ہیں آپ ہمیں بد دعا نہ دیں۔ آپ جس طرح سے راضی ہوں ہم اسی طرح سے آپ کو راضی کریں گے ہمیں مباہلہ کرنے سے معاف فرمائیں تو رسول خدا (ص) نے جزیہ کی شرطوں پر ان سے مصالحت کر لی اس کے بعد وہ اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔

لیکن آنحضرت کا قسم دے کر الہی ولایت کبریٰ کے بارے میں سوال اور بحث و گفتگو کرنے کا ہم ذکر کرتے ہیں تاکہ شیعوں اور محبان علی - کے قلوب کو جلا و روشنی عطا ہو انشاء اللہ۔

۱۷۷ - “ ذکر سلیم بن قیس ہلالی فی کتابہ قال رأیت علیاً - صلوات اللہ علیہ - فی مسجد رسول اللہ (ص) فی خلافة عثمان وجماعة يتحدثون ويتذاكرون العلم والفقه ، فذكروا قریشاً وفضلها وسوابقها وجرتها وما قال رسول اللہ (ص) فیہا من الفضل مثل : (الأئمة من قریش) وامثال ذلك وذكروا الأنصار وفضلها و سوابقها ونصرتها واما اثني اللہ علیہم فی کتابہ وما قال رسول اللہ (ص) فیہم من الفضل وذكروا ما قال صلوات اللہ (ص) فی سعد بن معاذ وغسيل الملائكة وغيرهم لم يدعوا شيئاً من فضلهم الى قوله فأكثر القوم ، وذلك من بكرة الى حين الزوال و عثمان فی داره لا يعلم شيئاً مما هم فیہ وعلی بن ابی طالب - صلوات اللہ علیہ - ساکت لا ينطق والا حد من اهل بیت فاقبل القوم علیہ فقالوا یا ابا الحسن ما يمنعك ان تتكلم ، فقال ما من الحیین الا وقد ذکر فضلاً وقال حقاً ، فانا اسئلكم یا معشر قریش والأنصار بما أعطاكم اللہ هذا الفضل بانفسكم وعشائركم واهل بیوتاتکم ام بغیرکم ؟ قالوا بل اعطانا اللہ ومن به علينا بمحمد (ص) و عشیرتہ لا بانفسنا وعشائرننا ولا باهل بیوتاتن قال علیہ السلام صدقتم یا معشر قریش والأنصار ، أستم تعلمون ان الذي نلت من خير الدنيا والآخرة منا اهل البيت خاصة دون غیرهم وان ابن عمی رسول اللہ (ص) قال انی واهل بیتی کنا نوراً یسعی بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق اللہ عزوجل آدم علیہ السلام باربعة عشر الف سنة فلما خلق اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام وضع ذلك النور فی صلبه واهبطه الى الارض ثم حملة فی السفینه فی صلب نوح علیہ السلام ثم قذف به فی النار فی صلب ابراهیم علیہ السلام ثم لم یزل اللہ عزوجل نقلنا من الاصلاب الکریمه الى الارحام الطایره ومن الارحام الطایره الى الاصلاب الکریمه من الابیاء والامهات لم یلق واحد منهم عن سفاح قط فقال اهل السابقه والقدمه واهل بدر واهل احد : نعم قد سمعنا من رسول اللہ (ص) ثم قال انشدکم اللہ اتعلمون ان اللہ عزوجل فضل فی کتابہ السابق علی المسبوق فی غیر آیه وائی لم یسبقنی الى اللہ عزوجل والی رسول اللہ (ص) احد من اهل الامه ؟ قالوا اللہم (نعم قال فانشدکم اللہ اتعلمون حيث نزلت < وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ > (۱)

(۲) سئل عنها رسول اللہ (ص) فقال انزلها اللہ تعالیٰ ذکرہ فی الانبیاء و اوصیائهم فانا افضل انبیاء اللہ ورسله وعلی بن ابی طالب وصی افضل الاوصیاء ، قالوا اللہم نعم قال فانشدکم اللہ اتعلمون حيث نزلت (۳) حيث نزلت (۴) وحيث نزلت (۵) قال الناس یا رسول اللہ اخاصه فی بعض المؤمنین أم عامه لجمعهم؟ فامر اللہ عزوجل نبیہ (ص) ان یعلمهم ولایة امرهم ان یفسر لهم من الولاية ما فسّر لهم من صلاتهم وزکاتهم وحجهم وینصبنی للناس بغیر خم، خطب (ص) فقال ایها الناس ان اللہ ارسلنی برسالة ضاق بها صدری وظننت ان الناس مکذّبی فاعدنی لا یلعنھا او لیعذبنی ، ثم امر فنودی بالصلاة جامعة ثم خطب فقال ایها الناس اتعلمون ان اللہ عزوجل مولای وانا مولی المؤمنین وانا اولیٰ بهم من انفسهم قالوا: بلی یا رسول اللہ ، قال - صلوات اللہ علیہ وآلہ - قم یا علی فقلت فقال (ص) من کنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه

- ۱.) سورنہ توبہ، آیت ۱۰۰ .)
- ۲.) سورنہ واقعہ، آیت ۱۰ .)
- ۳.) سورنہ نساء، آیت ۵۹ .)
- ۴.) سورنہ مائدہ، آیت ۵۵ .)
- ۵.) سورنہ توبہ، آیت ۱۶ .)

فقام سلمان فقال یا رسول اللہ ولاء کماذا ؟ فقال (ص) ولاء کولائی ، من کنت اولیٰ بی من نفسه فعلىٰ اولیٰ به من نفسه فأنزل تعالیٰ ذکرہ (۱) فکبر رسول اللہ (ص) وقال اللہ اکبر تمام نبوتی وتمام دین اللہ ولایة علی بعدی ، فقام ابی بکر و عمر فقالا : یا رسول اللہ هذه الآيات خاصة فی علی؟ قال (ص) بلی فیہ وفي اوصیائی الیٰ يوم القيامة ، قالوا یا رسول اللہ اتمم لنا قال - صلوات اللہ علیہ وآلہ - : علی اخي ووزیری ووارثی ووصی وخليفتی فی امتی وولیٰ کل مؤمن بعدی ثم ابني الحسن ثم الحسين ثم تسعة من ولد ابني الحسين واحد بعد واحد ، القرآن معهم وهم مع القرآن ، لا یفارقونه ولا یفارقهم حتیٰ یردوا علی الحوض فقالوا کلهم اللہم نعم قد سمعنا ذلك وشهدنا کما قلت سواء ، وقال بعضهم قد حفظنا جل ما قلت ولم یحفظ کلہ وهؤلاء الذین حفظوا اخيارنا وافاضلنا فقال علی - صلوات اللہ علیہ - صدقتم لیس کل الناس یستون فی الحفظ انشدکم اللہ عزوجل من حفظ ذلك من رسول اللہ (ص) لما قام فاخبر به ، فقام زید بن ارقم والبراء بن عازب وسلمان وابوذر والمقداد وعمرار فقالوا: لقد حفظنا قول رسول اللہ

(ص) وهو قائم على المنبر وانت الى جنبه وهو يقول ايها الناس ان الله عزوجل امرني ان انصب لكم والقائم فيكم بعدى ووصيى وخلفيتي والذى فرض الله عزوجل على المؤمنين فى كتابه طاعته فقرنه بطاعته وطاعتي وامركم بولايتہ وانى راجعت ربي خشية طعن اهل النفاق وتكذيبهم فاودعنى

۱) (سورنہ انعام، آيہ ۳۔)

لتبليغها اوليعذبني، يا ايها الناس ان الله امركم فى كتابه بالصلاة فقد بينتها لكم ، والزكاة والصوم والحج فبينتها لكم وفسرتها وامركم بالولاية وانى اشهدكم انها لهذا خاصة ، ووضع يده على علي بن ابي طالب - صلوات الله عليه وآله - (قال) ولأبنيه بعده ثم للا وصيائهم من بعدهم من ولدهم ، لا يفارقون القرآن ولا يفارقهم القرآن حتى يردوا على حوضي ايها الناس قد بينت لكم مفزعمكم بعدى وامامكم ووليكم وهاديكم وهو اخي علي بن ابي طالب وهو فيكم بمنزلة فيكم فقلوه دينكم واطيعوه فى جميع اموركم فان عنده جميع ما علمنى الله من علمه وحكمة فسلوه وتعلموا منه ومن اوصيائه بعده ولا تعلموهم ولا تقدموهم ولا تخلفوا عنهم فانهم مع الحق والحق معهم لا يزالونه ولا يزالهم ثم جلسوا (قال سليم) ثم قال على عليه السلام ايها الناس اتعلمون ان الله انزل فى كتابه (انما) يريد الله ليذبح عنكم الرجس ابل النبيت ويطهركم تطهيرا (۱) فجمعنى وفاطمة وابنى حسناً والحسين ثم القى علينا كساء وقال اللهم هؤلاء اهل بيتي ولحمتي يؤلمنى ما يؤلمهم ويجرحنى ما يجرحهم ، فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا ، فقالت ام سلمة وانا يا رسول الله ؟ فقال - صلوات الله عليه وآله - انت على خير ، انما نزلت فى وفى اخي علي بن ابي طالب وفى ابني وفى تسعة من ولد ابني الحسين خاصة ، ليس معنا فيها احد غيرهم ، فقالوا كلهم تشهد ان ام سلمة حدثتنا بذلك فسالنا رسول الله (ص) فحدثتنا ام سلمة

۱) (سورنہ احزاب، آيہ ۳۳۔)

ثم قال على - صلوات الله عليه - انشذكم الله اتعلمون ان الله انزل > يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين < (۱) فقال سلمان يا رسول الله عامّة هذه ام خاصة ؟ قال (ص) اما المأمور فعامة المؤمنين امروا بذلك واما الصادقون فخاصة لأخي على واوصيائي من بعده الى يوم القيمة قالوا اللهم نعم ، قال عليه السلام انشذكم الله اتعلمون انى قلت لرسول الله (ص) فى غزوة تبوك لم خلفتني ؟ فقال انا المدينة لا يصلح الابى اوبك وانت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدى ، قالوا اللهم نعم ، فقال عليه السلام انشذكم الله اتعلمون ان الله انزل فى سورة الحج (۲) الى اخر السورة فقام سلمان فقال يا رسول الله من هؤلاء الذين انعمت عليهم شهيدهم شهداء على الناس الذين اجتباهم الله ولم يجعل عليهم فى الدين من حرج ملّة ابراهيم ؟ قال - صلوات الله عليه وآله - : عنى بذلك ثلاثة عشر رجلاً خاصة دون هذه الأمة ، قال سلمان بينهم لنا يا رسول الله ، فقال (ص) : انا واخي علي واحد عشر من ولدى ، قالوا اللهم نعم ، فقال عليه السلام انشذكم الله اتعلمون ان رسول الله (ص) قام خطيباً ولم يخطب بعد ذلك ، فقال ايها الناس انى تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي اهل بيتي فتمسكوا بهما لن تضلوا ، فان اللطيف أخبرني وعهد الى انهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض ، فقام عمر بن الخطاب شبه المغضب فقال يا رسول الله اكل اهل بيتك ؟ فقال لا ولكن اوصيائي منهم ، اولهم اخي ووزيرى ووارثى وخليفتى

۱) (سورنہ توبہ، آيہ ۱۱۹۔)

۲) (سورنہ حج، آيہ ۷۷۔)

فى امتي وولي كل مؤمن بعدى ، هو اولهم ثم ابني الحسن ثم ابني الحسين ثم تسعة من ولدى الحسين ، واحد بعد واحد، حتى يردوا على الحوض ، شهداء الله فى ارضه وحجته على خلقه وخزان علمه ومعادن حكمته ، من اطاعهم فقد اطاع الله من عصاهم فقد عصى الله فقالوا كلهم تشهد ان رسول الله (ص) قال ذلك ثم تمادى بعلى عليه السلام السئوال ، فما ترك شيئاً الا ناشداهم الله فيه وسألهم عنه حتى اتى على آخر مناقبه وما قال له رسول الله (ص) (كثيرأ ، كل ذلك يصدقونه ويشهدون انه الحق ” (۱) سليم ابن قيس بلالى اپنى كتاب میں نقل کرتے ہیں کہ میں نے (حضرت) علی - کو حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ میں مسجد رسول الله (ص) میں دیکھا مہاجرین اور انصار کے ایک گروہ کے افراد ایک دوسرے سے علم و فقہ کے بارے میں

مذاکرہ کر رہے تھے پھر ان کی گفتگو کے دوران قریش کی ہجرت و فضیلت اور ان کے سابقے کے بارے میں بھی بات نکل آئی اور جو کچھ رسول خدا (ص) نے ان کے فضائل و مناقب کے بارے میں فرمایا تھا جیسے یہ کہ: تمام ائمہ قریش سے ہیں اور اسی جیسے دوسرے فضائل۔ پھر انصار کے فضائل و مناقب ان کے سابقے اور نصرت و مدد کے بارے میں گفتگو ہوئی نیز جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی تعریف میں بیان فرمایا اسی طرح جو کچھ رسول خدا (ص) نے ان کی فضیلت و منقبت کے بارے میں ذکر کیا تھا گفتگو ہوئی اسی طرح پیغمبر اکرم (ص) کے اقوال سعد ابن معاذ کے حق میں جو غسیل ملائکہ (حنظلہ ابن ابو عامر) تھے اور ان کے علاوہ بھی دوسرے لوگوں کے فضائل ہیں سب کو بیان کیا پھر لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوا (یا زیادہ گفتگو ہوئی) اور یہ سلسلہ صبح کی ابتدا سے زوال تک چلتا رہا اور عثمان اپنے گھر میں تھے انہیں یہاں کے حالات سے کچھ

۱۔ (کتاب سلیم ابن قیس، ص ۲۰۱۔ بحار الانوار، ج ۳۱، ص ۴۱۵۔)

خبر نہیں تھی اور (حضرت) علی ابن ابی طالب - خاموش بیٹھے ہوئے تھے نہ خود گفتگو کر رہے تھے اور نہ ہی اہل بیت میں سے کوئی دوسرا شخص گفتگو کر رہا تھا۔ تو وہ لوگ حضرت علی - کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا: اے ابو الحسن! آپ کے لیے کون سی چیز مانع ہے جو گفتگو نہیں فرماتے؟ تو فرمایا: دونوں قبیلے والوں نے فضیلت و منقبت میں سے سب ہی کچھ بیان کیا اور حق بات کہی؛ لہذا اب اے گروہ قریش و انصار! میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تمہیں یہ فضیلت کہاں سے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ یہ فضیلت تمہیں خود بخود حاصل ہو گئی ہے یا تمہارے قبیلہ و خاندان کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے یا دوسروں کی وجہ سے؟ سب نے کہا: بلکہ یہ فضیلت ہمیں اللہ نے عطا کی ہے حضرت محمد (ص) کے مقدس وجود اور ان کے قبیلہ کی برکت سے ہم پر احسان و کرم فرمایا ہے، نہ کہ ہمارے قبیلہ اور خاندان کی وجہ سے۔ حضرت نے فرمایا: اے گروہ قریش و انصار! تم لوگ سچ کہتے ہو، کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ جو کچھ تمہیں دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوئی ہے وہ صرف ہم اہل بیت کی وجہ سے تھی نہ دوسروں کی وجہ سے اور یہ کہ میرے پسر عم رسول خدا (ص) نے فرمایا: یقیناً میں اور میرے اہل بیت ایک نور کی شکل میں بارگاہ ایزدی کے سامنے رواں دواں تھے۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت آدم - نے پیدا کرنے سے چودہ ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ پھر اس وقت اللہ تعالیٰ نے آدم - کو پیدا کیا اور اس نور کو آدم کی صلب میں ودیعت کر دیا آدم کو زمین پر اتارا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو نوح - کی صلب میں رکھ کر کشتی پر سوار کیا پھر اس نور کو ابراہیم کی صلب میں ڈال کر آگ میں پھینکا، اللہ تعالیٰ مسلسل اس نور کو اصحاب کریمہ سے ارحام مطہرہ کی طرف لایا اور امہات کے ذریعہ منتقل کرتا رہا ان میں سے کسی بھی شخص کا دامن سفاح و زنا سے کبھی بھی مس نہیں ہوا تھا، پھر تمام سابقین (اصحاب) اور اہل بدر وغیرہ نے کہا: ہاں ہم لوگوں نے اس حدیث کو رسول خدا (ص) سے سنا تھا۔

پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی اکثر و بیشتر آیات میں ان لوگوں کی فضیلت و برتری کا قائل ہوا ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی بہ نسبت ان لوگوں کے جو بعد میں اسلام لائے اور یہ کہ اس امت میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں مجہ سے کسی شخص نے سبقت نہیں کی۔ ان لوگوں نے عرض کیا: ہاں خدا جانتا ہے۔

پھر فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ جب آیہ (والسابقون الاولون) نازل ہوئی تو رسول خدا (ص) سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی تو آنحضرت (ص) نے فرمایا تھا کہ: اللہ نے اس آیت کو انبیاء اور ان کے اوصیا کے حق میں نازل کیا ہے لہذا میں اللہ کے تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل ہوں اور علی ابن ابی طالب - میرے وصی ہیں اور تمام اوصیاء سے افضل ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں خدا جانتا ہے۔ فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب آیہ اور جب آیہ نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا: اے رسول خدا (ص) کیا یہ بعض مومنین سے مخصوص ہے یا عام ہے اور تمام مومنین شامل ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا تاکہ انہیں ان کے ولایت اور امور کی حقیقت کی تفسیر کریں جس طرح ان لوگوں کو ان کی نماز زکوٰۃ اور حج کی کیفیت و شرائط سے آگاہ کیا تھا اور مجھے اپنی جانشینی کے لیے غدیر خم میں منصوب کیا تھا پھر رسول خدا (ص) نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک پیغام بھیجا ہے جس کی وجہ سے میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ لوگ میری تکذیب کریں گے اور یقین نہیں کریں گے لہذا مجھے نصیحت اور تہدید

کی کہ اس رسالت کو پہنچا دوں اور اگر انجام نہ دوں تو مجھ پر عذاب نازل کرے گا۔
پھر حکم دیا لوگوں کو نماز جمعہ کے لیے آوازیں دیں اس کے بعد خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں میں ان میں سے ان کی جان سے بھی زیادہ بہتر ہوں لوگوں نے عرض کیا تھا: ہاں اے رسول خدا (ﷺ) ! پھر رسول خدا نے فرمایا: اے علی (-) (کھڑے ہوجاؤ تو میں کھڑا ہوگیا پھر لوگوں سے فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علی مولا ہیں اے خدا! تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔

پھر حضرت سلمان رضوان اللہ علیہ اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیسی ولایت ہے یعنی اس کا مقصد کیا ہے؟ تو آنحضرت نے فرمایا: علی کی ولایت میری ولایت کی طرح ہے جس کی جان سے میں افضل ہوں اس کی جان سے علی افضل ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا، پھر حضرت رسول اکرم (ص) نے تکبیر کہی اور فرمایا: اس نے دین مکمل کر دیا ہے اور نعمت کو تمام کر دیا اور میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت پر راضی ہوگیا اس وقت ابو بکر اور عمر دونوں اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ (ص)! یہ آیت خاص طور سے علی کے حق میں نازل ہوئی ہے؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: ہاں علی کے حق میں اور قیامت تک ہونے والے میرے اوصیاء کے حق میں نازل ہوئی ہے حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان حضرات کو ہم سے بیان کر دیجیے یعنی مزید وضاحت فرمائیں تو حضرت نے فرمایا: علی میرے بھائی میرے وارث میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں اور میرے بعد میری امت میں ہر مومن کے ولی اور اولیٰ بالنفس ہیں پھر میرا بیٹا حسن - پھر حسین - ہوگا پھر حسین - کے نو فرزند ہوں گے قرآن ان حضرات کے ساتھ ہوگا اور وہ حضرات قرآن کے ساتھ ہوں گے نہ قرآن ان سے جدا ہوگا اور نہ یہ قرآن سے جدا ہوں گے آخر کار میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

پھر سب نے کہا: ہاں خدا جانتا ہے کہ ہم سب نے ان کلمات کو سنا اور اس بات پر شاید ہیں جیسا کہ آپ نے بغیر کسی کمی بیشی کے فرمایا: بعض نے کہا: (اے علی -!) جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا بیشتر حصہ ہمیں یاد ہے لیکن تمام واقعہ یاد نہیں ہے لیکن ان حضرات میں سے جنہوں نے مکمل واقعہ یاد کر رکھا ہے ہمارے درمیان بہترین اور بزرگ افراد ہیں۔ پھر حضرت علی - نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ تمام لوگوں کا حافظہ برابر نہیں ہے۔

میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ جس شخص نے رسول خدا (ص) سے جو کچھ سنا ہے اور اسے یاد ہے اٹھے اور خبر دے پھر زید ابن ارقم، براء ابن عازب، سلمان، ابوذر، مقداد اور عمار (رضوان اللہ علیہم) اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول خدا (ص) کی باتوں کو سنا اور ہمیں یاد ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آنحضرت (ص) منبر کے اوپر کھڑے ہوئے تھے اور آپ (اے علی) ان کے پہلو میں تھے کہ جب وہ فرما رہے تھے کہ اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے تاکہ آپ کو امام اور رہنما منصوب کروں اور یہ کہ میرے بعد میرے امور کو تم انجام دو گے اور میرے وصی و خلیفہ اور جانشین ہو اور جو کچھ خدائے بزرگ و برتر نے اپنی کتاب میں تمام مومنین پر واجب و لازم جانا ہے اپنی اطاعت و فرمان برداری کو میری اطاعت و فرمان برداری کے ساتھ متصل کیا ہے اور تمہیں اس کی ولایت کا حکم دیا ہے۔

اور میں نے پروردگار کی طرف رجوع کیا اس خوف سے کہ اہل نفاق اور منافقین مجھے طعنہ دیں اور میری تکذیب کریں پھر مجھے اس نے تاکید کی اور مجھے ڈرایا کہ میں ضرور تبلیغ کروں اور اگر نہیں کروں تو مجھ پر عذاب کرے گا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس کی کیفیت و شرائط کو تم سے بیان فرمایا، اور زکوٰۃ، روزہ اور حج کا حکم دیا تو اس کی شرائط اور خصوصیات کی تم سے وضاحت کی اور تمہیں ولایت (علی) کا حکم دیا میں بھی تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ ولایت مخصوص ہے اور اپنے دست مبارک کو علی ابن ابی طالب - کے (شانہ) پر رکھا اور اس کے بعد ان کے دونوں فرزند (حسن - و حسین -) اور پھر ان کے ان کے اوصیاء جو ان کی اولاد سے ہوں گے اور وہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے اور قرآن بھی ان سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

اے لوگو! یقیناً میں نے تم سے اپنے بعد تمہاری پناہ گاہ کو بیان کیا ہے اور تمہارے امام ولی اور ہادی کو اور وہ میرے بھائی علی ابن ابی طالب - ہیں اور وہ تمہارے درمیان میری ہی طرح ہیں۔ لہذا اپنے دین کو ان سے یاد کرنا اور اپنے تمام کاموں میں ان کی اطاعت کرنا کیونکہ اس کے پاس وہ سب کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا علم و حکمت تعلیم فرمائی، لہذا اس سے سوال کرو اور اس سے یاد کرو اور اس کے بعد اس کے اوصیاء سے یاد کرو اور انہیں تعلیم نہیں دینا اور نہ ہی ان سے آگے چلنا اور ان سے پیچھے بھی نہ رہنا کیونکہ وہ سب حق کے ساتھ ہیں اور حق بھی ان کے ساتھ ہے نہ وہ لوگ حق سے کنارہ کش ہوں گے اور نہ ہی حق ان سے کنارہ کشی اختیار کرے گا اس کے بعد سب بیٹھ گئے (سلیم) (راوی)

کا بیان ہے:) پھر حضرت علی - نے فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت اپنی کتاب میں نازل فرمائی تو اس وقت مجھے فاطمہ اور میرے دونوں فرزندوں حسن و حسین کو جمع کیا تھا اور ہم پر اپنی چادر ڈال کر فرمایا تھا: اے خدا! یہ میرے اہل بیت اور میرے بدن کا ٹکڑا ہیں جس نے مجھے تکلیف دی اس نے انہیں بھی تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے مجروح کیا اس نے انہیں بھی مجروح کیا لہذا ان سے رجس اور ہر گندگی کو برطرف کر اور ان کو پاک و پاکیزہ رکھ۔

پھر ام سلمہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں (ان میں داخل ہوں) تو رسول خدا (ص) نے فرمایا: تم خیر پر ہو۔ یہ آیت صرف میرے اور میرے بھائی علی ابن ابی طالب (-) اور میرے دونوں فرزند حسن و حسین اور میرے فرزند حسین کی اولاد میں سے نو افراد کے حق میں نازل ہوئی اور انہیں سے مخصوص ہے اس جہت سے کوئی بھی شخص ہمارے ساتھ شریک نہیں ہے، سب نے کہا: آپ گواہی دیتے ہیں کہ ام سلمہ نے ہم سب سے حدیث بیان کی اور ہم نے رسول خدا (ص) سے سوال کیا اور آنحضرت (ص) نے ہم سے وہ حدیث بیان فرمائی جس طرح ام سلمہ نے حدیث بیان کی تھی۔ پھر حضرت علی - نے فرمایا: میں تمہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تھا تو حضرت سلمان نے عرض کیا تھا: اے اللہ کے رسول! یہ آیت خاص ہے یا عام تو رسول خدا (ص) نے فرمایا تھا: جن کو حکم دیا گیا ہے وہ عام مومنین ہیں لیکن صادقین خاص لوگ ہیں (ان میں) میرے بھائی اور آپ کے بعد میرے قیامت تک ہونے والے اوصیاء مراد ہیں، تمام حاضرین نے کہا: ہاں خدا جانتا ہے۔ حضرت علی - نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تھا تو حضرت سلمان نے عرض کیا تھا: اے اللہ کے رسول! یہ آیت خاص ہے یا عام تو؟ تو رسول خدا (ص) نے فرمایا تھا: جن کو حکم دیا گیا ہے وہ عام مومنین ہیں لیکن صادقین خاص لوگ ہیں (ان میں) میرے بھائی اور آپ کے بعد میرے قیامت تک ہونے والے اوصیاء مراد ہیں، تمام حاضرین نے کہا: ہاں خدا جانتا ہے۔

حضرت علی - نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب رسول خدا نے مجھے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا تو میں نے رسول خدا (ص) کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ مقرر کرتے ہیں تو رسول خدا نے فرمایا تھا: (اے علی!) مدینہ کی حالت میری وجہ سے درست رہ سکتی ہے یا تمہاری وجہ سے اور تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (یعنی میرے اور تمہارے درمیان صرف نبوت کا فرق ہے) لوگوں نے عرض کیا: خدا کی قسم! ہم جانتے ہیں۔ حضرت علی - نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ: سورئہ حج کی آیت آخر تک نازل فرمائی تو حضرت سلمان اٹھے اور عرض کیا: اے رسول خدا! وہ لوگ کون ہیں جن پر آپ گواہ بنناور وہ لوگوں پر گواہ ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو چن لیا ہے اور ان پر دین کے معاملے میں کوئی حرج مقرر نہیں کیا کہ لوگ حضرت ابراہیم - کی ملت ہیں؟ تو رسول خدا (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سے تیرہ آدمیوں کو خاص طور سے مراد لیا ہے حضرت سلمان نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان آدمیوں کو ہم سے بیان فرما دیجیے، تو آنحضرت نے فرمایا: ایک میں ہوں اور میرے بعد علی ہیں اور میرے گیارہ فرزند ہیں۔ تمام حاضرین نے کہا: ہاں خدا کی قسم! ہم سب کو معلوم ہے۔

حضرت علی - نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول خدا (ص) کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا اور ان کا آخری خطبہ کہ جس کے بعد دوسرا خطبہ نہیں پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو گراں قدر چیزیں بطور امانت چھوڑ رہا ہوں ایک کتاب خدا (قرآن مجید) اور دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں ان دونوں کا دامن پکڑو تاکہ کبھی بھی گمراہ نہ ہو کیونکہ مجھے خدائے لطیف و خبیر (جو امور کے دقائق سے باخبر ہے) نے مجھے خبر دی ہے اور مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ دونوں (امانت) کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ پھر عمر ابن خطاب غضب ناک حالت میں کھڑے ہوئے اور کہا: اے رسول خدا (ص)! کیا سب کے سب آپ کے اہل بیت ہیں؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: نہیں ان میں میرے اوصیاء بھی ہیں، ان میں سے پہلے میرے بھائی علی ابن ابی طالب جو میری امت میں میرے وزیر و وارث اور خلیفہ و جانشین ہیں اور میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں وہ (علی -) ان اوصیاء میں سے پہلے ان کے بعد میرا فرزند حسن ہے، ان کے بعد میرا فرزند حسین ہے اور پھر اولاد حسین سے نو افراد یکے بعد دیگرے ہیں یہاں تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں یہ لوگ تمام مخلوقات پر خدا کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے شاہد اور حجت ہیں اور علم حکمت الہی کے خزانہ دار ہیں جو شخص بھی ان کی اطاعت کرے اس نے خدا کی اطاعت کی اور جو شخص ان کی نافرمانی کرے اس نے خدا کی نافرمانی کی، پھر سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے ان سب باتوں کو فرمایا تھا۔

پھر حضرت علی - نے اپنے سوالات کو مسلسل بیان کیا اور کوئی چیز باقی نہیں گزاری مگر یہ کہ ان سے خدا کی قسم دے کر سوال کیا یہاں تک کہ اپنے آخری فضائل و مناقب تک پہنچے جو کچھ رسول خدا (ص) نے ان سے بیان کیا تھا بہت زیادہ ہے ان سب کی تصدیق کی اور تمام حاضرین نے گواہی دی کہ یہ سب کچھ برحق ہے۔ یہی دو مبارک حدیث قرآن مجید سے گفتگو اور احتجاج کے ذریعہ مناظرہ اور دشمن سے بحث و گفتگو کے باب میں محکم ترین حجت اور روشن ترین دلیل و برہان کے اثبات کے لیے کافی ہے۔

جس طرح قرآن اپنے ذریعے گفتگو کرنے والوں کے لیے قوی دلیل و برہان کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسی طرح حضرت حجت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہیں۔
 كذلك الحجة القائم بالقيسط والعدل امام زمان چونکہ ان کا کلام ، کلام الہی سے کمتر اور انسانوں کے کلام سے بالاتر ہے بلکہ آیہ کریمہ (۱) ان کے کلام کا منتہی کلام الہی ہے کی صراحت کی بنا پر پیغمبر اکرم (ص) ہوی و ہوس کی وجہ سے کلام نہیں کرتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی ہو چکی ہو -----

۱) (سورہ نجم، آیت ۳۰)

یعنی پیغمبر اکرم (ص) کا کلام، کلام الہی سے نشأہ پاتا ہے اور آنحضرت (ص) کے اوصیاء و جانشین تمام انبیاء کے علوم کے وارث ہیں بالخصوص آنحضرت کے علوم کے وارث ہیں لہذا ان کا کلام خواہ احتجاجات کے مقامات میں ہو خواہ اور دوسرے موضوعات کے سلسلے میں ہو آنحضرت (ص) کے کلام پر ختم ہوتا ہے اور آنحضرت (ص) کا کلام، وحی الہی پر منتہی ہوتا ہے۔ مولف کہتے ہیں: ائمہ اطہار علیہم السلام کے احتجاجات کے بارے میں دو حدیث کو ذکر کر کے اپنی بحث ختم کرتے ہیں کیونکہ ان کے کلمات دشمنوں کی ہدایت اور ان کے جواب کے لیے ادلہ و براہین قاطعہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ”وفی الکافی مسنداً عن علی بن منصور قال قال لی ہشام بن الحکم کان بمصر زنديق تبليغ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام اشیاء فخرج الی المدینة ليناظره فلم يصادفه بها ، وقيل له : انه خارج بمكة ، فخرج الی مكة ونحن مع ابی عبد اللہ علیہ السلام فصادفنا ونحن مع ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الطواف وكان اسمه عبد الملك وكنيته ابو عبد الله ف ضرب كتفه ابی عبد الله علیہ السلام، فقال له ابو عبد الله علیہ السلام ما اسمك ؟ فقال اسمی عبد الملك قال فما كنيتك ؟ قال كنيتی ابو عبد الله ، فقال له ابو عبد الله علیہ السلام فمن هذا الملك الذی انت عبده ، امن ملوک الارض ام من ملوک السماء ؟ واخبرنی عن ابنک عبد الله السماء ام عبد الله الأرض ؟ قل ما شئت تخصم قال ہشام بن الحکم فقلت للزندیق اما ترد علیہ ؟ قال فقیح قولی ، فقال ابو عبد الله علیہ السلام اذا فرغت من الطواف فاتنا فلما فرغ ابو عبد الله علیہ السلام اتاه الزندیق فقعد بین یدی ابی عبد الله علیہ السلام ونحن مجتمعون عنده فقال ابو عبد الله علیہ السلام للزندیق اتعلم ان للارض تحتاً وفوقاً؟ قال نعم ؛ قال فدخلت تحتها ؟ قال لا ، قال فما یدریک ما تحتها؟ قال لا ادری الا انی اظن ان لیس تحتها شی ، فقال ابو عبد الله علیہ السلام فالظن عجز لما لا تستیقن ، ثم قال ابو عبد الله علیہ السلام افصعدت السماء ؟ قال لا ، قال أفترى ما فیها ؟ قال لا ، قال عجباً لک لم تبلغ المشرق ولم تبلغ المغرب ولم تنزل الارض ولم تصعد السماء ولم تجز هناک فتعرف ما خلفهن وانت جاحد بما فیهن وهل یجدد عاقل ما لا یعرف ؟ قال الزندیق ما کلمنی بهذا احد غیرک ، فقال ابو عبد الله علیہ السلام : فانت من ذلک فی شک ، فعله هو ولعله لیس هو ؟ فقال الزندیق ولعل ذلک ، فقال ابو عبد الله علیہ السلام : ایها الرجل ، لیس لمن لا یعلم ، حجة علی من یعلم ولا حجة للجاهل یا ایا اهل مصر تفهم عنی فاننا لا نشک فی الله ابداً ، اما ترى الشمس والقمر واللیل والنهار یلجان فلا یشتهان ویرجعان ؟ قد اضطرّا لیس لهما مکان الا مکانهما فان کانا یقدران علی ان یدھبا فلم یرجعان؟ وان کانا غیر مضطربین فلم لا یصیر اللیل نهاراً والنهار لیلاً ؟ اضطرّا والله یا ایا اهل مصر الی دوامهما والذی اضطرّهما احکم منهما واکبر ، فقال الزندیق صدقت ، ثم قال ابو عبد الله علیہ السلام : یا ایا اهل مصر ، ان الذی تذهبون الیه وتظنون انه الذر ان کان الذر یدھب بهم لهم لا یردهم وان کان یردهم لم لا یدھب بهم ؟ القوم مضطربون یا ایا اهل مصر ، لم السماء مرفوفة والارض موضوعة ؟ لم لا یسقط السماء علی الارض ؟ لم لا ینحدر الارض فوق طباقها ؟ ولا یتماسک ولا یتماسک من علیها ؟ قال الزندیق امسکهما الله ربهما وسیدهما ، قال فأمن الزندیق علی یدی ابی عبد الله علیہ السلام، فقال له حمزان: جلعت فداک ان أمنت الزنادقة علی یدک فقد آمن الکفار علی یدی ابیک ، فقال المؤمن الذی آمن علی یدی ابی عبد الله علیہ السلام : اجعلنی من تلامذتک ، فقال ابو عبد الله علیہ السلام یا ہشام بن الحکم خذ الیک وعلمہ فعلہ ہشام ، فكان معلم اهل الشام واهل مصر (الايمان وحسنت طهارته حتی رضى بها ابو عبد الله علیہ السلام ” (۱))

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ علی ابن منصور سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہشام ابن حکم نے نقل کیا کہ: مصر میں ایک زندیق (دہریہ) تھا کہ جس نے امام جعفر صادق - کی کچھ احادیث سنیں تھیں وہ

حضرت - سے مناظرہ کرنے مدینہ آیا لیکن ملاقات نہ ہوئی لوگوں نے اس سے کہا کہ حضرت مکہ تشریف لے گئے ہیں وہ مکہ آیا ہم طواف میں حضرت کے ساتھ تھے اس زندق کا نام عبد الملک تھا اور کنیت ابو عبد اللہ تھی اس نے طواف کی حالت میں اپنے شانہ کو حضرت کے شانہ سے رگڑا تو حضرت - نے اس سے دریافت فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ جواب دیا: میرا نام عبد الملک (بادشاہ کا بندہ) ہے۔ فرمایا: تمہاری کنیت کیا ہے؟ جواب دیا: ابو عبد اللہ۔ حضرت نے فرمایا: یہ کون بادشاہ ہے کہ جس کا تو بندہ ہے یہ زمین کے بادشاہوں میں سے ہے یا آسمان کے؟ اور مجھے اپنے بیٹے کے بارے میں بھی بتا کہ وہ آسمان کے اللہ کا بندہ ہے یا زمین کے اللہ کا؟ ان دونوں میں سے جو بھی تو جواب دے گا ملزم قرار پائے گا (وہ خاموش رہا) ہشام کا بیان ہے کہ میں نے اس دہریہ سے کہا: تو حضرت کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتا؟ اس کو میرا یہ قول بر معلوم ہوا۔ امام صادق - نے فرمایا: جب میں طواف سے فارغ ہوجاؤں تو میرے پاس آنا۔ چنانچہ جب امام - طواف سے فارغ ہوئے تو دہریہ آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا ہم سب حضرت کے پاس جمع تھے حضرت نے دہریہ سے دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زمین کے لیے تحت و فوق

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۷۳ بحار الانوار، ج ۳، ص ۵۲۔)

ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں، حضرت نے فرمایا: کیا تم زمین کے نیچے گئے ہو اس نے جواب دیا: نہیں، تو حضرت نے فرمایا: پھر تمہیں کیا معلوم کہ زمین کے نیچے کیا ہے؟ اس نے کہا: جانتا تو نہیں ہوں لیکن میں گمان کرتا ہوں کہ زمین کے نیچے کوئی چیز نہیں ہے۔ امام - نے فرمایا: گمان اس چیز کے بارے میں عاجزی اور درماندگی ہے کہ جس کے بارے میں تمہیں یقین نہ ہو، پھر دریافت فرمایا: کیا تم آسمان کے اوپر گئے ہو؟ جواب دیا: نہیں، دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو اس میں کیا ہے؟ جواب دیا: نہیں، تو فرمایا: کیسی عجیب بات ہے کہ تم نہ مشرق میں گئے ہو نہ مغرب میں، نہ زمین کے اندر گئے نہ آسمان کے اوپر اور جب تم وہاں سے نہیں گزرے اور تم کو پتہ نہیں کہ کیا کیا وہاں پیدا کیا گیا ہے (وہ نظم و تدبیر جو صانع حکیم پر دلالت کرتی ہے) تو اس صورت میں ان چیزوں سے تمہارا انکار کیسا، کیا عقل مند انسان کے لیے جائز ہے کہ جس چیز کو نہیں جانتا اس سے انکار کر دے۔

دہریہ نے کہا: آپ کے علاوہ کسی اور نے مجھ سے ایسا کلام نہیں کیا، امام - نے فرمایا کہ اس معاملہ میں تمہیں شک ہے کہ شاید آسمان و زمین میں کچھ ہو یا نہ ہو؟ زندق نے جواب دیا: شاید ہاں ایسا ہی ہے، تو امام - نے فرمایا: اے شخص! جو کوئی نہیں جانتا وہ جاننے والے پر حجت تمام نہیں کرتا جاہل کے لیے تو حجت ہی نہیں، اے مصری بھائی! مجھ سے سنو اور سمجھو ہم کبھی بھی اللہ کے بارے میں شک نہیں کرتے۔ کیا تم سورج، چاند اور رات و دن کو نہیں دیکھتے کہ وہ آتے جاتے ہیں۔ ان کی مقررہ حالت میں کوئی خطا نہیں ہوتی۔ وہ جاتے ہیں اور پھر پلٹ آتے یہی یہ ان کی اضطراری حالت ہے جو ان کی معین جگہ ہے اس سے بٹ نہیں سکتے۔ انہیں اس پر قدرت نہیں کہ جاکر واپس نہ آئیں۔ اگر غیر مضطر ہوتے تو رات دن نہ بنتی اور دن رات میں نہ بدلتا؟ اے مصری بھائی! خدا کی قسم! یہ دونوں ہمیشہ سے اپنی حالت میں مضطر ہیں اور جس نے انہیں مضطر بنایا ہے وہ ان سے زیادہ طاقت ور اور بڑا حاکم ہے۔ زندق نے کہا: آپ نے سچ فرمایا: پھر امام - نے فرمایا: اے مصری بھائی! لوگ جس طرف جا رہے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ دہر ہے اگر دہر ان لوگوں کو لے جاتا ہے تو پھر ان کو لوٹانا کیوں نہیں؟ اور اگر لوٹاتا ہے تو پھر وہ ان کی طرف لے کیوں نہیں جاتا؟ اے مصری بھائی! لوگ مضطر ہیں کیوں آسمان کو بلند کیا اور زمین کو بچھایا؟ آسمان زمین پر کیوں نہیں گر پڑتا؟ اور زمین اپنے طبقات کو لے کر دھنس کیوں نہیں جاتی اور آسمان سے بھی متصل ہوتی اور جو لوگ اس کے اوپر ہیں آپس میں متصل نہیں ہوتے؟ وہ دہریہ امام - کے ذریعہ ایمان لایا اور کہا: وہ خدا جو زمین و آسمان کا پروردگار اور سرپرست ہے اس کو سنبھالے ہوئے ہے، حمران جو مجلس میں موجود تھے کہا: میں آپ پر فدا ہوں زنادقہ و دہریہ آپ کے ذریعے ایمان لائے اور کفار آپ کے پدر بزرگوار کے وسیلہ سے۔ پھر اس نئے مومن نے عرض کیا: مجھے آپ اپنے شاگردوں میں سے قرار دیں، امام - نے ہشام سے فرمایا: ان کو اپنے ساتھ رکھو اور انہیں تعلیم دو، ہشام جنہوں نے اہل شام اور مصر کو ایمان کی تعلیم دی اسے بھی تعلیم دی تاکہ اس کا عقیدہ پاکیزہ ہوجائے اور امام صادق - خوش حال ہوئے۔

مولف کہتے ہیں: ”کان“ کی ضمیر شاید نئے مومن کی طرف پلٹے گی، یعنی امام جعفر صادق - کے ذریعہ ایمان لانے کے بعد اپنے مکان پر گیا اور اہل شام و مصر کا معلم ہوا اور ان لوگوں کو ایمان کی تلقین و تعلیم دی۔ مولف کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق - نے ایک دہریہ اور خدا کی معرفت نہ رکھنے والے کے ساتھ مناظرہ کی روش میں ابتدا ہی سے اسے کیسے ملزم قرار دیا اور اسے توحید اور ایمان کی طرف لائے اس میں چند نکات معلوم ہوتے ہیں جو قابل ذکر ہیں: ۱۔ امام

جعفر صادق - کے جذّاب مطالب کی طاقت جو پہلے سے اس تک پہنچ چکی تھی اس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ ان کے اثر کی وجہ سے جو ولایت کی کرن اس کے ضمیر پر چمکی تھی جو اس بات کا سبب ہوئی کہ اسے حضرت - کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے مدینہ تک کھینچ کر لائی۔

۲۔ امام - کا حلم اور بردباری نیز ان کی الہی سیاست جو طواف کے وقت اس نے اپنے شانہ کو حضرت کے شانہ سے ملایا تو حضرت - نے کسی چوں چرا اور عکس العمل کے بغیر اس کا نام اور کنیت دریافت فرمائی اور اس نے جواب دیا: میرا نام عبد الملک (بادشاہ کا بندہ) ہے میری کنیت ابو عبد اللہ (بندہ خدا کا باپ) ہے حضرت نے فرمایا: یہ کون بادشاہ ہے جس کا تو بندہ ہے یہ زمین کے بادشاہوں میں سے ہے یا آسمان کے؟ اور مجھے اپنے بیٹے کے بارے میں بھی بتا کہ وہ آسمان کے اللہ کا بندہ ہے یا زمین کے اللہ کا؟ امام صادق - اس طرح بحث میں وارد ہوئے کہ اس کو چاروں طرف سے اپنی گفتگو کے حصار میں لے لیا تو پھر حضرت نے فرمایا: تم جو بھی جواب دو ملزم قرار پاؤ گے۔ ۳۔ حضرت کا طریقہ و طرز استدلال بہت سبق آموز روشن اور متعین و لطیف ہے۔

اور ہر دانشور کے لیے جو چاہتا ہے کہ اصول و اعتقادات یا ہر موضوع میں اپنے دشمن سے بحث و گفتگو اور مناظرہ کرے قابل تعریف ہے، کیوں کہ مصداق (۱) کو بہ نحو اتم و اکمل اپنے پُر مغز اور دل نشین کلمات سے مجسم فرمایا اور معاشرتی آداب کی رعایت کے ساتھ ایک دہریہ اور خدا کی معرفت نہ رکھنے والے اور خدا پرستوں سے بیزار انسان کی دلجوئی کرتے ہوئے اپنے استدلال کے ہر جملے میں اس کو مصری بھائی سے خطاب کرتے ہیں اور کبھی بھی اپنی زبان پر نازیبا اور سخت بات نہیں لاتے، لہذا حضرت کے دست پُر برکت پر اسلام و ایمان کے درجہ پر فائز ہوا اور امام کے حکم سے ہشام ابن حکم کے زیر تعلیم قرار پایا اور خود اہل شام و مصر کا استاد بن گیا اور انہیں ایمان کی تعلیم دی۔

۱۷۸ - ”وفیہ عن عبد الاعلیٰ مولیٰ آل سام عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: انّ یهودیاً یقال لہ سبخت جاء الی رسول اللہ (ص) ، فقال : یا رسول اللہ جئت

۱۔ (سورنہ نمل، آیت ۱۲۵)۔

اسألک عن ربک فان انت اجبتنی عما اسئلک عنه والّا رجعت قال (ص) : سل عما شئت قال: ابن ربک؟ قال: هو فی کلّ مکان لیس فی شیء من المکان المحدود قال: وکیف هو؟ قال (ص) : وکیف اصف ربی بالکیف والکیف مخلوق واللہ لا یوصف بخلقہ قال : فمن ابن یعلم انک نبی اللہ؟ قال: فما بقی حولہ حجر ولا غیر ذلک الا تکلم بلسان عربی ممبین : یا سبخت انه رسول اللہ فقال سبخت : ما رأیت کالیوم امراً ابین من هذا، (ثم قال : اشهد ان لا اله الا اللہ انت وائک رسول اللہ ” (۱) کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ عبد الاعلیٰ مولائے آل سام سے نقل کیا ہے کہ اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: ایک یہودی سبخت نامی حضرت رسول خدا (ص) کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے رسول خدا (ص)! میں اس لیے حاضر ہوا تاکہ آپ سے آپ کے پروردگار کے بارے میں سوال کروں اگر آپ نے میرے سوال کا جواب دیا تو قبول کروں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا آنحضرت (ص) نے فرمایا: جو چاہو پوچھ لو، اس نے دریافت کیا: میں اپنے رب کی کیفیت کیوں کر بتاؤں کیفیت تو اس کی مخلوق ہے اور مخلوق کے وصف سے اس کی تعریف و توصیف نہیں ہوسکتی (کیوں کہ ہر چیز کی تعریف و توصیف خود اسی سے مخصوص ہے اور دوسری شے جو اس وصف کی حامل نہیں ہے اس لیے اس کی تعریف و توصیف نہیں کی جاسکتی) اس نے دریافت کیا: پھر کیسے معلوم ہوگا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ جیسے ہی یہ کہا تو کوئی پتھر یا اور بھی دوسری چیزیں ان کے اطراف میں ایسی نہیں تھیں جس نے صاف اور فصیح عربی میں یہ نہ کہا ہو: اے سبخت! یہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر سبخت نے کہا: میں نے آج سے زیادہ اس معاملہ میں واضح مطلب نہیں دیکھا پھر کہا: میں

۱۔ (اصول کافی، ج ۱، ص ۸۴)۔

گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ۱۷۹ - ”وفی الاحتجاج : انّ بعض الأخبار جاء الی ابی بکر ، فقال له: انت خليفة نبی هذه الامّة؟ فقال: نعم قال: فانّا نجد فی التوراة انّ خلفاء الانبياء اعلم امهم فخبّرني عن اللہ ابن هو أفي السماء هو ام فی الأرض؟ فقال له ابو بکر: فی السماء علی العرش قال اليهودیّ : فأرى الارض خالية منه واره

على هذا القول في مكان دون مكان ، فقال ابو بكر : هذا الكلام الزنادقة اعزب عني والا قتلتك
فولى الرجل متعجباً يستهزى بالاسلام فاستقبله امير المؤمنين عليه السلام فقال له : يا يهودى قد عرفت ما سئلت عنه وما اجبت به
وانا نقول ان الله عز وجل اين الاين فلا اين له وجل ان يحويه مكان وهو في كل مكان بغير ممانسة ولا مجاورة يحيط بها علماً بما
فيها ولا يخلو شئ من تدبيره تعالى واني مخبرك بما جاء في كتاب من كتبكم يصدق ما ذكرت لك فان عرفتہ اؤمن به قال
اليهودى : نعم

قال: الستم تجدون في بعض كتبكم ان موسى بن عمران كان ذات يوم جالساً اذ جائه ملك من المشرق ، فقال له : من اين جئت ؟
قال : من عند الله وجائته ملك آخر من المغرب ، فقال له : من اين جئت فقال من عند الله ثم جائه ملك ، فقال : من اين جئت فقال :
قد جئت من السماء السابعة من عند الله عز وجل وجاء ملك آخر ، قال : قد جئت من الارض السابعة السفلى من عند الله عز وجل
فقال موسى عليه السلام سبحان من لا يخلو منه مكان ولا يكون الى مكان اقرب من مكان
فقال اليهودى : اشهد ان هذا هو الحق المبين وانك احق بمقام نبيك ممن استولى عليه (۱) ”

علامہ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احتجاج میں نقل کیا ہے کہ: یہودیوں کے علماء میں سے ایک عالم ابوبکر کے
پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپ اس امت کے نبی کے خلیفہ ہیں؟ جواب دیا: جی ہاں ، تو وہ کہنے لگا کہ ہم نے توریت میں یہ
لکھا ہوا دیکھا ہے کہ انبیاء کے خلفاء ان کی امتوں سے زیادہ عالم ہوتے ہیں تو مجھے اللہ کے بارے میں خبر دیں کہ وہ
کہاں ہے وہ آسمان میں ہے یا زمین میں؟ ابوبکر نے جواب دیا: وہ آسمان میں عرش پر ہے تو یہودی نے کہا: تو میں سمجھتا
ہوں کہ پھر زمین تو اس سے خالی ہے اور اس قول کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک مکان میں ہے نہ کہ دوسرے میں
تو ابوبکر اس سے کہنے لگے کہ: یہ زندیقوں (دہریوں) کی گفتگو ہے مجھ سے دور بوجاؤ ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔
پھر وہ عالم تعجب کرتے ہوئے واپس ہوا اور اسلام (خلیفہ کے علم و کردار) کا مذاق اڑاتے ہوئے واپس ہو ہی رہا تھا کہ اسی
اثناء میں امیر المومنین - اس تک پہنچے اور فرمایا: اے یہودی! مجھے معلوم ہوا ہے جو تونے سوال کیا اور جو تجھے
جواب ملا اور ہم تو کہتے ہیں کہ خدا نے این کو این کیا ہے (یعنی کہاں کو کہاں کیا ہے) اس لیے کوئی این نہیں ہے اور وہ
اس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی مکان اس کو گھیر لے اور وہ ہر مکان میں ہے بغیر اس سے مس ہونے اور بغیر اس میں
پناہ لینے کے اس کا علم محیط ہے اس کو جو اس میں ہے جگہوں میں سے کوئی جگہ اس کی تدبیر سے خالی نہیں اور میں
تجہ کو اس چیز کی خبر دیتا ہوں جو تمہاری کتابوں میں سے ایک کتاب میں ذکر ہوئی ہے اور وہ میری اس بات کی تصدیق
کرتی ہے جو میں نے تجھ سے بیان کی ہے اگر تم اس کو جان لو تو کیا تم اس پر ایمان لے آؤ گے؟ جواب دیا: جی ہاں!
حضرت نے فرمایا: تم اپنی بعض کتابوں میں نہیں پاتے کہ موسیٰ ابن عمران - ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان کے
پاس مشرق کی طرف سے ایک فرشتہ آیا تو جناب موسیٰ نے اس سے دریافت کیا :

۱) (احتجاج، ج ۱، ص ۲۱۳ - بحار الانوار، ج ۳، ص ۳۰۹)۔

کہاں سے آرہے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: اللہ کے پاس سے، پھر آپ کے پاس مغرب سے ایک فرشتہ آیا، تو آپ نے پوچھا:
کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے بھی یہی جواب دیا کہ اللہ کے پاس سے، پھر ان کے پاس ایک اور فرشتہ آیا تو آپ نے دریافت
کیا: کہاں سے آنا ہوا؟ اس نے بھی یہی جواب دیا کہ اللہ کے پاس سے، پھر ان کے پاس ایک اور فرشتہ آیا تو اس نے جواب
دیا: ساتویں آسمان سے خدائے بزرگ و برتر کے پاس سے آرہا ہوں ، پھر ان کے پاس ایک اور فرشتہ آیا تو اس نے کہا کہ
میں زمین کے ساتویں طبقے سے اللہ کے پاس سے آرہا ہوں تو جناب موسیٰ نے عرض کیا: وہ ذات منزہ ہے کہ جس سے
کوئی مکان خالی نہیں اور جو ایک مکان کی بہ نسبت دوسرے مکان سے زیادہ قریب نہیں ہے یہ سن کر یہودی کہنے لگا:
میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ حق واضح و آشکار ہے اور آپ مقام منصب نیابت نبی کے زیادہ حق دار ہیں بہ نسبت
اس کے جو اس پر غلبہ کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ مولف کہتے ہیں: جس طرح قرآن مجید کی آیات حجت قاطعہ ہیں ائمہ ہدی کے
گھر بار کلمات بھی حجت قاطعہ اور براہین واضحہ ہیں جو راہ حق سے گمراہ ہوجانے والوں کو شاہراہ ہدایت پر گامزن
کر کے نجات بخشتے ہیں۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۔ شاہد / ۳۴

۳۴۔ و شاہدا لمن خاصم بہ (اور مناظرہ کرنے والوں کے لیے شاہد ہے)
قرآن کریم شاہد، دلیل و رہنما اور رہ گشا ہے ان لوگوں کے لیے محکم ہے جو اس سے استدلال کرتے ہیں اور دشمن سے مناظرہ کرنے والوں کے لیے گواہ ہے۔

”و فی ثواب الاعمال : باسناده عن منہال القصاب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال : من قرء القرآن وهو شاب مؤمن اختلط القرآن بلحمہ ودمہ وجعلہ اللہ مع السفرة الکرام البررة وكان القرآن حبیزاً عنه يوم القيامة ویقول : یا رب ان کلاً عامل قد اصاب اجر عملہ غیر عامل فبلغ بہ کریم عطایاک فیکسره اللہ عزوجل حلتین من حلل الجنة ، ویوضع علی راسہ تاج الکرامة ، ثم یقال : هل ارضیناک فیہ ؟ فیقول القرآن : یا رب قد کننت ارغب له فیما هو افضل من هذا، قال فیعطی: الأمن بيمينہ والخلد بیسارہ ، ثم یدخل الجنة ، فیقال : له اقرء آية واصعد درجة، ثم یقال له : بلغنا به وارضیناک فیہ فیقول : اللهم نعم قال من قرأه كثيراً وتعاهده مشقة من شدة حفظه) اعطاه اللہ اجر هذا مرتین ” (۱)

محدث جلیل القدر شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب ثواب الاعمال میں اپنی سند کے ساتھ منہال قصاب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: جو مومن جوانی کی حالت میں قرآن پڑھے گا قرآن اس کے گوشت و خون میں داخل ہو جائے گا اور خدا اس کو اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے ساتھ رکھے گا نیز قرآن اس کو روز قیامت (آتش جہنم کے) عذاب سے روکنے والا بن جائے گا اور کہے گا: اے میرے پروردگار! ہر عمل کرنے والا اجر تک پہنچ گیا سوائے مجھ پر عمل کرنے والے کے لہذا اس کو بہترین بخشش عطا کر امام - نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دو حلقے پہنائے گا اور اس کے سر پر تاج کرامت رکھے گا کیا ہم نے تجھے راضی کر دیا ، قرآن جواب دے گا: اے میرے پروردگار! میں تو اس کے لیے اس سے زیادہ چاہتا ہوں ، لہذا خدا اس کو اس کے دابنے ہاتھ میں دے گا اور خلد کو بائیں ہاتھ میں پھر وہ جنت میں داخل ہوگا اس سے کہا جائے گا: قرآن پڑھو اور بلند درجہ حاصل کرو۔ پھر (قرآن سے) کہا جائے گا: ہم نے تجھ پر عمل کرنے والوں کا حق پورا کر دیا اور تجھے راضی کر دیا؟ قرآن کہے گا: اے میرے پروردگار! مجھے ان سے اس سے زیادہ بہتر

۱۔ (ثواب الاعمال، ص ۱۰۰۔ کافی، ج ۲، ص ۶۰۳۔ بحار الانوار، ج ۷، ص ۳۰۵۔)

امیدیں وابستہ تھی، راوی کا بیان ہے کہ: امام - نے فرمایا: امان نامہ کو دابنے ہاتھ میں اور بہشت کا دائمی پروانہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پھر وہ بہشت میں داخل ہوگا اور اس ے کہا جائے گا کہ ایک آیت پڑھو اور ایک درجہ اوپر جاؤ پھر قرآن کو خطاب کیا جائے گا: اس کی جزا ہم نے عطا کر دی ہے اور تمہیں راضی کر دیا ہے۔ وہ عرض کرے گا: ہاں میرے پروردگار۔ امام - نے فرمایا: جو قرآن کو زیادہ پڑھے گا اور اس کو یاد کرنے میں زیادہ زحمت و مشقت اٹھائے گا تو خداوند متعال اس کو دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ مولف کہتے ہیں: پیغمبر اکرم (ص) کا مقدس وجود قرآن کی صریحی نص اور محکم الہی خطاب سے شاہد اور مبشر و نذیر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) (اے پیغمبر! ہم نے آپ کو گواہ ، بشارت دینے والا، عذاب الہی سے ڈرانے والا اور خدا کی طرف اس کی اجازت سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے)۔ اور اسی طرح پیغمبر عظیم الشان کے مخصوص اوصیائے گرامی کے حقیقی وارث ہیں اور ہر جہت سے ان افراد پر شاہد و ناظر ہیں جو ان کے ساتھ باہمی خصومت و عداوت رکھے۔

۱۸۰۔ زیارت جامعہ کبیرہ میں ہم پڑھتے ہیں: ”انتم الصراط الاقوم وشهداء دار الفناء وشفعاء دار البقاء ” آپ ہی صراط مستقیم کے گواہ اور دار بقا کے شفیع ہیں۔ ۱۸۱۔ حضرت امیر المومنین کی چھٹی زیارت مطلقہ میں وارد ہوا ہے: ”اللہم صل علی امیر المؤمنین عبدک المرتضیٰ الی قولہ: اخی نبیک ووصی رسولک البائت علی فراشہ والمواسی لہ بنفسہ وکاشف الکرب عن وجہہ الذی جعلتہ سیفاً لنبوته وآية لرسالته وشاهداً) علی امتہ الخ ” (۲)

- ۱) (سورنہ احزاب، آیت ۴۶)۔
۲) (مزار ابن مشہدی، ص ۲۲۰۔ مزار شہید اول، ص ۱۰۶۔ بحار الانوار، ج ۹۷، ص ۳۰۷)۔

۱۸۲۔ ”وفی بصائر الدرجات: باسناده عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ تبارک وتعالیٰ (۱) قال نحن الشهداء علی الناس بما عندهم من الحلال والحرام وما ضیعوا منه“ (۲)
محدث جلیل شیخ القمیین، ابو جعفر محمد ابن حسن صفار نے بصائر میں اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر سے روایت نقل کی ہے کہ امام جعفر صادق - نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (اور بخوبی قبلہ کی طرف تم کو درمیانی امت قرار دیا تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو) کے بارے میں فرمایا: ہم تمام لوگوں پر گواہ ہیں جو کچھ ان کے پاس حلال و حرام ہے اور جو کچھ ان لوگوں نے اس (حلال و حرام) سے ضائع کر دیا ہے۔ ۱۸۳۔ ”وفیہ باسناده عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام > وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا“ قال نحن الاممة الوسط ونحن (شہدانہ علی خلقہ وحبثہ فی ارضہ“ (۳)
پھر اسی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ امام جعفر صادق - سے مذکورہ آیت کریمہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: ہم امت وسط ہیں ہم اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق پر گواہ ہیں اور اس کی زمین پر اس کی برحق حبث ہیں۔ ۱۸۴۔ ”وفیہ باسناده عن سلیم بن قیس الہلالی عن امیر المؤمنین - صلوات اللہ علیہ - قال ان اللہ طہرنا وعصمنا جعلنا شہداء علی خلقہ وحبثہ فی ارضہ“

- ۱) (سورنہ بقرہ، آیت ۱۴۳)۔
۲) (بصائر الدرجات، ص ۱۰۲۔ بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۳۴۳)۔
۳) (بصائر الدرجات، ص ۱۰۳۔ کافی، ج ۱، ص ۱۹۰)۔

(وجعلنا مع القرآن وجعل القرآن معنا لا نفارقه ولا يفارقنا“ (۱) نیز صاحب بصائر نے اپنی سند کے ساتھ سلیم ابن قیس ہلالی سے انہوں نے امیر المؤمنین علی - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمام آلودگیوں سے پاک کیا ہے اور معصوم بنایا ہے اپنی مخلوق پر گواہ قرار دیا ہے نیز زمین پر اپنی حبث بنایا ہے اور قرآن کو ہمارے ساتھ کیا ہے اور ہمیں قرآن کے ہمراہ، نہ ہم اس سے جدا ہوں گے نہ وہ ہم سے۔
اور اللہ تعالیٰ کے اس قول : (۲) کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل رکھتا ہے اور اس کے پیچھے اس کا گواہ بھی ہے۔ ۱۸۵۔ ”فی الکافی باسناده عن احمد بن عمر الخلال قال: سألت ابا الحسن علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل فقال : امیر (المؤمنین علیہ السلام هو الشاهد من رسول اللہ (ص) و رسول اللہ علیٰ بیئۃ من ربہ“ (۳) صاحب کافی نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن عمر خلیل سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں : میں نے ابو الحسن امام رضا - سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: امیر المؤمنین - رسول اللہ (ص) کی رسالت کے گواہ ہیں اور رسول اللہ کی طرف سے بیئہ ہیں۔ ۱۸۶۔ ”وفی امالی الشیخ باسناده عن عبد الرحمن بن کثیر عن جعفر بن محمد بن علی ابیہ عن جدہ علی بن الحسین عن الحسن (علیہم السلام) فی خطبۃ“

- ۱) (بصائر الدرجات، ص ۱۰۳)۔
۲) (سورنہ بود، آیت ۱۷)۔
۳) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۰)۔

طویلۃ خطبہا بمحضر معاویۃ : فأدت الامور وافضت الدهور الی ان بعث اللہ محمدًا (ص) للنبوة واختاره للرسله وانزل علیہ کتابہ ثم امرہ بالذعا الی اللہ عزوجل ولرسولہ واول من آمن وصدق اللہ و رسولہ وقد قال اللہ عزوجل فی کتابہ المنزل علی نبیہ المرسل فرسول اللہ الذی علی بیئۃ من ربہ وابی الذی یتلوہ وهو شاہد منہ“ (۱)
کتاب امالی میں ہمارے بزرگوار شیخ جلیل علامہ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق -

سے انہوں نے اپنے پدر گرامی سے انہوں نے اپنے جد بزرگوار علی ابن الحسین سے انہوں نے امام حسن مجتبیٰ سے معاویہ سے صلح کے متعلق طولانی خطبہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: امور یہاں تک پہنچ گئے اور زمانہ گزر گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو نبوت کے لیے مبعوث کیا اور رسالت کے لیے اختیار کیا آپ پر اپنی کتاب نازل کی۔ پھر حکم دیا تاکہ (لوگوں کو) خدا اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیں وہ سب سے پہلے فرد تھے جو ایمان لائے خدا اور اس کے رسول کی تصدیق کی خدائے بزرگ و برتر نے اپنے پیغمبر مرسل پر نازل کی ہوئی کتاب (قرآن) میں فرمایا ”کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل رکھتا ہے اور اس کے پیچھے اس کا گواہ بھی ہے“ لہذا رسول اسلام کی ذات وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹہ کی حامل ہے اور میرے والد گرامی وہ ہیں جو ان کے پیچھے ان کے شاہد ہیں۔

۱۸۷۔ ”وفی الذر المنثور : اخرج ابن ابی حاتم وابن مردويه وابو نعیم فی المعرفة عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: ما من رجل من قریش الا نزل فیہ طائفة من القرآن فقال له رجل ما نزل فیک ؟ قال : أما تقرأ سورة هود >أَفَمَنْ

۱) (امالی شیخ طوسی، ص ۵۶۱۔)

(كَانَ عَلَى بَيْتَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَابِدٌ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) عَلَى بَيْتَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَاَنَا شَاهِدٌ مِنْهُ ” (۱ سیوطی نے اپنی تفسیر الدر المنثور میں تحریر کیا ہے کہ ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کی شناخت و معرفت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ فرمایا: قریش میں سے کوئی شخص نہیں پیدا کیا جاسکتا مگر یہ کہ اس کے حق میں بعض قرآنی آیات اس کے حق میں نازل ہوئی ہوں۔ ایک شخص نے ان (علی -) سے عرض کیا: آپ کی شان میں کیا نازل ہوا ہے؟ فرمایا: کیا تم نے سورئہ ہود نہیں پڑھی ہے کہ اللہ فرماتا ہے: > رسول خدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹہ و برہان ہیں اور میں شاہد ہوں۔

۱۸۸۔ ”وفی الشواہد التنزیل عن ابن المغازلی باسنادہ عن علی بن عابس قال : دخلت انا وابو مریم علی عبد اللہ بن عطاء قال ابو مریم : حدّث علینا الحدیث الذی حدّثتہ بہ عن ابی جعفر قال: کنت عند ابی جعفر جالساً اذمرّ علینا عبد اللہ بن سلام قلت: جعلت فداک هذا ابن الذی عنده علم الکتاب قال: لا ولكنّه صاحبکم علی بن ابیطالب الذی نزلت فیہ آیات من کتاب اللہ تعالیٰ (۲ شواہد التنزیل میں حاکم حسانی نے ابن مغازلی سے اپنی سند کے ساتھ علی ابن عابس سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں اور ابو مریم عبد اللہ ابن عطاء کے پاس گئے تو ابو مریم نے (عبد اللہ ابن عطاء) سے عرض کیا: وہ حدیث جو ابو جعفر سے میرے لیے نقل کی تھی اسے بیان کریں۔ عبد اللہ نے کہا :

۱) (الذر المنثور، ج ۳، ص ۳۲۴۔)

۲) (شواہد التنزیل، ج ۱، ص ۴۰۳۔ تفسیر المیزان، ج ۱۱، ص ۲۸۹۔)

میں ابو جعفر کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو اچانک عبد اللہ ابن سلام کا ہماری طرف سے گزر ہوا میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں کیا یہ اس شخص کا فرزند ہے کہ جس کے پاس علم الکتاب ہے؟ فرمایا: نہیں لیکن وہ (شخص) تمہارا مولا علی ابن ابی طالب - ہے کہ اس کی شان میں کتاب خدا (قرآن مجید) کی متعدد آیات نازل ہوئی ہیں من جملہ ان میں سے یہ کہ اس کے پاس تمام کتاب کا علم ہے اور آیه > أَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيْتَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَابِدٌ مِنْهُ > اسی طرح آیه کریمہ جو ان کی ولایت عظمائے الہی نیز اللہ تعالیٰ، رسول اور ائمہ اطہار کے اولی بالنفس ہونے کو ثابت کرتی ہے۔

ہم تبرکاً چند روایات جو ائمہ ہدی کا بندوں کے افعال پر شاہد اور حاضر و ناظر ہونے پر مبنی ہیں انہیں ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۸۹۔ ”وفی بصائر الدرجات : باسنادہ عن ابراہیم بن مہزم قال: خرجت من عند ابی عبد اللہ (ص) لیلة ممسیاً فأتیت منزلی بالمدينة وكانت امی معی فوق بیتی وبینہا کلام فاعلظت لها، فلما ان کان من الغد صلیت الغداة واتیت ابا عبد اللہ علیہ السلام فلما دخلت علیہ فقال لی : مبتدئاً یا ابا مہزم مالک وللوالدة اغلظت فی کلامہا البارحة اما علمت انّ بطنہا منزل قد سکنته (و انّ حجرها مهد قد غمزته وثديها وعاء قد شریته قال قلت بلی قال فلا تغلظ لها ” (۱ محدث جلیل صاحب بصائر نے اپنی سند کے

ساتھ ابراہیم ابن مہزم سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: گزشتہ شب امام جعفر صادق - کی خدمت سے باہر آئے پھر اپنے گھر مدینہ پہنچا اور میری مادر گرامی بھی میرے ہمراہ تھیں میرے اور ان کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی اور میں ان پر غضب ناک ہوا۔

۱) (بصائر الدرجات، ص ۲۶۳)۔

جب صبح ہوئی تو نماز بجا لایا اور امام جعفر صادق - کی خدمت میں پہنچا جب میں شرف یاب ہوا تو انہوں نے بغیر کسی تمہید کے مجھ سے فرمایا: اے ابو مہزم! تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ کل رات تم اپنی ماں کے ساتھ شدت و سختی کے ساتھ پیش آئے کیا تم نہیں جانتے کہ اس کا شکم تمہاری منزل تھی جس میں تم ساکن تھے اور اس کی آغوش تمہارا گہوارہ تھا کہ جس میں تم آرام کیا کرتے تھے اور اس کی چھاتی ایک ظرف کہ جس سے تم پیا کرتے تھے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، تو حضرت نے فرمایا: اب آج کے بعد اپنی ماں کے ساتھ شدت اور سختی کے ساتھ نہ پیش آنا۔

۱۹۰ - "وفیہ باسناده عن ابی کھمش قال کنت نازلاً بالمدينة فی دار فیہا وصیفة کانت تعجبنی فانصرفت لیلاً ممسیاً فاستقحت الباب ففتحت لی فمددت یدی فقبضت علی ثدیہا ، فلما کان من الغد دخلت علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فقال: یا ابا کھمش تب الی اللہ مما صنع الباریة" (۱)

نیز اسی کتاب میں صاحب بصائر نے اپنی سند کے ساتھ ابو کھمش سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں مدینہ کے ایک گھر میں داخل ہوا کہ وہاں ایک (خوبصورت) خادمہ کا مشاہدہ کیا تھا کہ جس نے مجھے تعجب میں ڈال دیا گزشتہ رات میں نے گھر پر دق الباب کیا جب اس نے دروازہ کھولا میں نے دست درازی کر کے اس کی چھاتی کو پکڑ لیا جب صبح امام جعفر صادق - کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا: اے ابو کھمش! کل رات جو تم نے انجام دیا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔

۱۹۱ - "وفیہ باسناده عن ابی عمر الدماری عن حدّث قال: جاء رجل الی ابی عبد اللہ علیہ السلام وکان له اخ جارودی فقال له ابو عبد اللہ علیہ السلام : کیف اخوک قال جعلت فداک خلفته صالحاً قال وکیف هو قال قلت مرضی

۱) (بصائر الدرجات، ص ۲۶۲)۔

فی جمیع حالاتہ و عنده خیر الا انہ لا یقول بکم قال: وما یمنعه قال قلت جعلت فداک یتورع من ذلک قال فقال لی اذا رجعت الیہ فقل له : این کان ورعک لیلة نهر بلخ ان تتورع قال: فانصرفت الی منزلہ فقلت لأخی ما کانت قصتک لیلة نهر بلخ ان تتورع ان تقول بامامة جعفر علیہ السلام ولا تتورع من لیلة نهر بلخ؟ قال : ومن اخبرک قلت ان ابا عبد اللہ علیہ السلام سألنی فاخبرت انک لا تقول به تورعاً فقال لی قل له: این کان ورعک لیلة نهر بلخ ؟ فقال : یا اخی اشهد انہ کذا کلمة لا یجوز ان تذكر قال قلت : ویحک انق اللہ ، کلّ ذا لیس هو هکذا قال فقال: ما علمہ واللہ ما علم به احدٌ من خلق اللہ الا انا والجاریة ورب العالمین قال قلت وما کانت قصتک ؟ قال خرجت من وراء النهر وقد فرغت من تجارتی وانا ارید مدینة بلخ فصحبنی رجل معہ جاریہ له حسناء حتی عبرنا نهر بلخ فاتیناه لیلاً فقال لی الرجل مولی الجاریة : اما احفظ علیک وتقدم انت وتطلب لنا شیئاً وتقتبس ناراً او تحفظ علی واذہب انا قال فقلت : انا احفظ علیک واذہب انت قال فذہب لرجل وکنّا الی جانب غیطة فاخذت الجاریة فادخلتها الغیطة فوقعنا وانصرفت الی موضعی ثم اتی مولاها فاضطجعنا حتی قدمنا العراق فما علم به احد والم ازل به حتی سکن ثم قال به وحجبت من قابل فادخلته الیہ فاخبرہ بالقصة فقال : تستغفر اللہ فلا تعود (فاستقامت طریقته " (۱)

مزید اسی کتاب میں صاحب بصائر نے ابو عمر سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ: ایک

۱) (بصائر الدرجات، ص ۲۷۰)۔

شخص امام جعفر صادق - کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس کا ایک جارودی نامی بھائی تھا تو حضرت امام صادق - نے اس سے دریافت فرمایا: آپ کا بھائی کیسا ہے (اس کا کیا حال ہے)؟ جواب دیا: میں آپ پر قربان ایک خلف صالح ہے

دریافت فرمایا: وہ کیسا ہے (اس کے حالات کیسے ہیں) میں نے عرض کیا: وہ ہمیشہ مریض رہتا ہے نیک امور انجام دیتا ہے لیکن (افسوس یہ ہے کہ) آپ کی امامت کا قائل نہیں ہے فرمایا: کیا سبب ہے اور کون سی شے مانع ہے (کہ وہ ہماری ولایت و امامت کو قبول نہیں کرتا؟) جواب دیا: میں آپ پر قربان، احتیاط کرتا ہے اس کا ورع و تقویٰ مانع ہے۔ امام - نے اس سے فرمایا: جب تم واپس جانا تو اس سے کہنا: یہ ورع و تقویٰ اور تمہاری احتیاط اس رات کہاں تھی جب تم بلخ کی نہر کے کنارے تھے وہاں اس تقویٰ اور احتیاط کی رعایت کرنی چاہیے تھی؟

راوی کا بیان ہے: جب میں واپس ہوا تو اس کے گھر گیا اور کہا: اے بھائی! نہر بلخ کی رات کا کیا واقعہ تھا جو تم امام جعفر صادق - کی امامت پر عقیدہ رکھنے سے احتیاط کر رہے ہو، حالانکہ تم نے نہر بلخ کی رات کے واقعہ میں تقویٰ و احتیاط سے کام نہیں لیا؟ اس نے دریافت کیا: آپ کو کس نے اس بات کی خبر دی؟ میں نے کہا: امام جعفر صادق - نے تمہاری احوال پرسی کی ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ تم تقویٰ و احتیاط کی بنا پر ان کی امامت کے قائل نہیں ہو۔ (حضرت نے) فرمایا: اس سے کہو کہ تمہارا ورع و تقویٰ اس رات کہاں تھا؟ تو اس نے کہا: اے میرے بھائی! میں گواہی دیتا ہوں (اعتراف کرتا ہوں) کہ واقعہ اسی طرح ہے۔ یہ ایسا کلمہ اور گفتگو ہے جو قابل ذکر نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے: میں نے کہا: تم ہلاک ہو، خدا سے ڈرو یہ سب اس طرح نہیں ہے جس طرح تم تصور کرتے ہو۔ اس نے دریافت کیا: انہیں اس بات کا علم کہاں سے ہوا؟ خدا کی قسم! اس واقعہ کو مخلوقات خدا میں سے کوئی نہیں جانتا سوائے میری اس کنیز اور پروردگار عالم کے۔ میں نے دریافت کیا تمہارا وہ کون سا واقعہ تھا! جواب دیا: میں تجارت کے کام سے فارغ ہوا اور ماوراء النہر سے باہر آیا اور شہر بلخ جانے کا قصد رکھتا تھا ایک شخص میرے ساتھ تھا جس کے ہمراہ ایک خوبصورت کنیز تھی۔ ہم لوگوں نے نہر بلخ کو عبور کیا اور رات میں شہر بلخ وارد ہوئے میرا دوست جو کنیز کا مالک تھا مجھ سے کہا: اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے اموال کی حفاظت کروں اور تم جاؤ غذا اور آگ ہمارے لیے فراہم کرو یا یہ کہ تم ہمارے اموال کی پاسبانی کرو میں ان امور کی انجام دہی کے لیے جاؤں؟ میں نے جواب دیا: میں تمہارے اموال اور کنیز کی حفاظت کروں گا تم جاؤ وہ گیا اور ہم لوگ ایک گڈھے کے کنارے کہ جس میں پانی تھا بیٹھ گئے میں نے کنیز کو لیا اور اسے پانی مینداخل کر دیا اور اس کے ساتھ مباشرت کی پھر اپنی جگہ واپس آئے۔ پھر کنیز کا مولا آیا۔ اور رات میں ہم سب سوئے پھر عراق میں داخل ہوئے کوئی شخص بھی اس واقعہ سے باخبر نہیں تھا اور میں اسی طرح باقی رہا یہاں تک کہ وہاں ساکن ہوا پھر واقعہ کی خبر دی۔

میں نے آئندہ سال حج ادا کیا پھر میں اپنے بھائی کو حضرت کے پاس لے گیا اور انہوں نے واقعہ کی خبر دی، حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرو اور اس فعل کا دوبارہ ارتکاب نہ کرنا آج کے بعد سے تم صحیح راستہ پر آ جاؤ۔ مولف کہتے ہیں: بصائر الدرجات سے چند روایت جن میں سے ابراہیم ابن مہزم کا واقعہ سلوک یا اس کی ماں اور ابو کھمش کی داستان اور اس کا کنیز پر خیانت کا ہاتھ رکھنا اسی طرح جارودی نامی شخص کا واقعہ اور اس کا اپنے ہم سفر دوست کی کنیز کے ساتھ تجاوز کرنا اور نہر بلخ کے واقعہ کو ہم نے نقل کیا اور تمام واقعات کو امام جعفر صادق - نے یوں بیان کیا جیسے حضرت بھی ان کے ہمراہ تھے اس سے باخبر کیا اور اس کی سرزنش و ملامت کی، یہ سب کچھ اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ ہمارے حضرات معصومین ہمارے تمام اعمال و رفتار پر شہد اور ناظر ہیں اور حضرت بقیۃ اللہ ولی اللہ اعظم صاحب العصر و الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف بھی ان کے تمام فضائل و مناقب اور اپنے آباء و اجداد کرام کے علوم کے بھی اس ایہ کریمہ کی صراحت کی بنا پر وارث ہیں۔ > وَقُلْ اَعْمَلُوا فَاَسْبِرْ لِي مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ اِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) (۱)

۱۔ (سورہ توبہ، آیت ۱۰۵)۔

اور پیغمبر کہہ دیجیے (جو کچھ نیک و بدکردار میں سے) تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمہارے عمل کو اللہ، رسول اور صاحبان ایمان سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور عنقریب تم اس خدائے عالم الغیب و الشہادہ کی طرف پلٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں تمہارے اعمال سے باخبر کرے گا۔

۱۹۲۔ "قال الصادق عليه السلام لداود الرقي لقد عرضت اعمالكم على يوم الخميس (فرأيت فيما عرض من عملك لابن عمك فلان فسرني ذلك " (۱ امام صادق - نے داؤد رقی سے فرمایا: تمہارے اعمال ہر جمعرات کے دن ہمارے پاس پیش کیے جاتے ہیں تمہارے اعمال کے درمیان تمہارے چچا کے فرزند کی مدد بھی تھی لہذا مجھے اسی طرح خوش حال کیا۔

۱۹۳۔ "والرضوى عليه السلام : انا معشر الانمة تعرض علينا اعمال شيعتنا صباحاً ومساءً " (۲)

حضرت امام رضا - نے فرمایا: اے لوگو! تمہارے اعمال روزانہ صبح و شام ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ ۱۹۴ - ”وفی کنز الکرآجکی عن رسول اللہ (ص) قال تعرض اعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الاثنين ویوم الخميس فیغفر لكل عبد مؤمن الامن کانت بینہ و بین اخیه شحنا فیقال (اترکوا هذین حتی یصلحا ” (۳ صاحب کنز الکرآجکی نے رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: ہر ہفتہ دو مرتبہ دو شنبہ اور جمعرات کے دن تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو ہر مومن کے لیے استغفار کیا جاتا ہے مگر یہ کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت و دشمنی ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ دونوں کے درمیان صلح و مصالحت ہو جائے۔ اعمال پیش ہونے کی روایات مختلف اوقات کے شب و روز میں، ہر ہفتہ مہینہ اور سال میں ائمہ اطہار کی خدمت اقدس میں پیش کیے جانے کے متعلق بہت زیادہ ہیں ہم نے تبرکاً چند روایت کی طرف اشارہ کیا اور ان سب کے مضمون و مطالب سے اس طرح استفادہ ہوتا ہے کہ وہ عظیم ہستیاں ہمارے نیک اعمال سے مسرور اور خوش حال ہوتی ہیں اور ہمارے ناشائستہ کردار سے ناراض اور غمگین ہو کر طلب مغفرت کرتی ہیں۔ وَفَقْنَا اللّٰهَ وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِیْنَ لکل عمل یسرّ محمداً و آل محمد علیہم السلام آمین“ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مومنین کو ہر اس عمل کی توفیق کرامت فرمائے جو محمد و آل محمد کے لیے خوش حال ہونے کا باعث ہو۔ آمین

- ۱۔ (امالی طوسی، ص ۴۱۳۔ الخرائج و الجرائح، ج ۲، ص ۶۱۲)۔
 ۲۔ (مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۴۵۳۔ مستدرک الوسائل، ج ۱۲، ص ۱۶۴۔ سفینۃ البحار، ج ۲ (ص ۱۷۷)۔
 ۳۔ (کنز الفوائد، ص ۱۴۱۔ مستدرک الوسائل، ج ۱۲، ص ۱۶۵)۔

۲۔ فتح و ظفر / ۳۵

۳۵۔ و فلجاً لمن حاج بہ (بحث کرنے والوں کی کامیابی کا ذریعہ)
 قرآن مجید نجات اور دشمن پر فتح و ظفر کا باعث ہے یعنی جو شخص بھی قرآن اور اس کی آیات و براہین کے ساتھ ہے گفتگو و احتجاج کرے تو وہ اپنے ہدف و مقصد تک پہنچے گا اور اپنے مخالف پر غالب آئے گا۔
 ۱۹۵۔ ”روی فی البحار من کنز الفوائد باسنادہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال یا معشر الشیعة خاصموا بسورة > انا انزلناه فی لیلۃ القدر < تفلحوا فواللہ انہا لحجة اللہ تبارک و تعالیٰ علی الخلق بعد رسول اللہ (ص) و انہا لسیدة دینکم انہا لغایۃ علمنا یا معشر الشیعة خاصموا (فانہا لو لآۃ الامر خاصۃ بعد رسول اللہ (ص) ” (۱ محدث بزرگوار علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے کنز الفوائد سے اپنی سند کے ساتھ امام محمد باقر - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: اے گروہ شیعہ! سورنہ انا انزلنا کے ذریعہ تم اپنے مخاطبین سے مناظرہ کرو تاکہ اپنے مد مقابل پر غالب اور کامیاب ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! یہ مبارک سورہ رسول خدا کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس کی حجت ہے اس کی مخلوق پر اور یہ تمہارے دین کا سردار ہے اور ہمارے علم کی انتہا ہے۔ اے گروہ شیعہ! تم سورہ دخان (حم و الکتاب المبین) کے ذریعہ مخالفین سے بحث کرو کیونکہ یہ سورنہ مبارکہ رسول خدا (ص) کے بعد والیان امر کے بارے میں مخصوص ہے۔ حضرت امام محمد باقر - نے مذکورہ روایت میں شیعہ گروہ کو جو راسخ اعتقاد و ایمان کے حامل ہیں حضرت علی ابن ابی طالب - کی بلافضل امامت و خلافت اور ان کے گیارہ فرزند گرامی جو سب کے سب آسمان ولایت کے درخشان ستارے ہیں مخاطب قرار دیا ہے اور اپنے مخالف سے احتجاج کے طریقے کو ان دونوں سورہ کے ذریعے انہیں تعلیم دیا ہے۔

- ۱۔ (بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۷۲۔ تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص ۳۵۸)۔

۲۔ حافظ / ۳۶

۳۶۔ و حاملاً لمن حملہ (اٹھانے والوں کے لیے بوجہ بٹانے والا)
 قرآن حمل کرنے سے مراد اس کے مطالب و مضامین اور اوامر و نواہی اور احکام و قوانین پر عمل کرنا ہے، جو شخص

ان معانی کا حامل اور اس کے احکام کی پیروی کرے تو قرآن مجید بھی اس کو حمل کرے گا یعنی اس کو مقدس منازل اور بہشتی کمروں کی طرف جو مومنین کا آخری ملجا و مأویٰ ہے لے جائے گا۔
 ۱۹۶ - ”روى في الكافي باسناده عن جابر عن ابي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله (ص) يا معشر قراء القرآن اتقوا الله عز وجل فيما حملكم من كتابه فاني مسئول وانكم مسئولون (اني مسئول عن تبليغ الرسالة واما انتم فتسألون عما حملتم من كتاب الله وسنتي ” (۱)

شیخ بزرگوار کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی میں اپنی سند کے ساتھ جابر جعفی سے انہوں نے امام محمد باقر سے انہوں نے حضرت رسول اکرم (ص) سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے قاریوں کی جماعت! یعنی قرآن کی قرائت و تلاوت کرنے والو! اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں میں ڈرو جو تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے یاد کیا ہے اسے مدنظر قرار دو کیوں کہ مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا مجھ سے تبلیغ رسالت کے بارے میں سوال ہوگا (اگر میں اس عظیم و خطیر ذمہ داری کو تم تک نہ پہنچاؤں تو قہر و غضب الہی میرے شامل حال ہوگا) اور تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ کیوں تم نے قرآنی دستورات اور وہ احکام و قوانین پر جن کے تم حامل تھے اسی طرح پیغمبر اسلام (ص) کی سنت جو اس کی تفسیر و وضاحت کرنے والی ہے عمل نہیں کیا ہے۔ ۱۹۷ - مزید رسول اکرم (ص) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: ” (اشراف امتی حملة القرآن ” (۲)
 میری امت کے اشراف وہ لوگ ہیں جو قرآن کو حمل (اس پر عمل) کرتے ہیں۔ ۱۹۸ - ” وفي الكافي عن السكوني عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله (ص) حملة القرآن عرفاء اهل الجنة والمجتهدون قواد اهل الجنة والرسول

۱.) (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۰۶)
 ۲.) (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۰۶)

(سادات اهل الجنة ” (۱)
 اسی کتاب میں صاحب کافی نے سکونی سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ آپ نے حضرت رسول اکرم (ص) سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: قرآن کے پڑھنے والے اہل جنت کے عارفین اور شناختہ شدہ افراد میں سے ہیں اور مجتہد لوگ (جن لوگوں نے اپنی عزیز ترین عمر علوم دینیہ قرآن و سنت رسول خدا (ص) ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی روایات کی تحصیل میں صرف کی ہے) اہل بہشت کے پیشوا رہبر اور انبیاء و مرسلین اہل بہشت کے سردار اور عظیم ہستیائیں ہیں۔

۱۹۹ - ” عن عمرو بن جميع عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله (ص) ان احق الناس بالتخشع في السر والعلانية لحامل القرآن وانا احق الناس في السر والعلانية بالصوم والحامل القرآن نادى باعلى صوته يا حامل القرآن تواضع به يرفعك الله ولا تغرر به في ذلك الله يا حامل القرآن تزين به الله يزنيك الله به ولا تزين به للناس فيشينك الله به من ختم القرآن فكانما ادرجت النبوة بين جنبيه ولكن لا يوحى اليه ومن جمع القرآن فنولاه لايجهل مع من يجهل عليه ولا يغضب فيمن يغضب عليه ولا يحذ فيمن يحذ عليه ولكن يغفو ويصفح ويغفر ويحلم لتعظيم القرآن ومن اوتي القرآن فظن اني احدا من الناس اوتي افضل مما اوتي فقد عظم ما حقر الله (وحقر ما عظم الله ” (۲)

عمرو ابن جميع نے امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: یقیناً ظاہر و باطن میں مخفی اور آشکارا طور پر خشوع کے لیے زیادہ حق دار حامل قرآن ہے اور یقیناً

۱.) (الخصال، ص ۷)
 ۲.) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۰۶)

سب سے زیادہ مستحق ظاہر و باطن میں ممتاز اور روزہ کے لیے حامل قرآن ہی ہے پھر بلند آواز سے کہا جائے گا: اے حامل قرآن! (قرآن کی تلاوت کرنے والے اور احکام و علوم قرآن کے حامل) قرآن کے ذریعہ تواضع اور منکسر المزاجی اختیار کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں عالی درجہ تک پہنچائے اور اس کو اپنی عزت کا ذریعہ قرار نہ دے تاکہ خدائے بزرگ و برتر تمہیں ذلیل و رسوا نہ کرے۔

اے حامل قرآن! رضائے الہی کے لیے اپنی آرائش قرآن سے کرو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بہترین زینت کرے گا لوگوں کے

لیے اس کے ذریعہ زینت کے خواست گار نہ بنو تاکہ خدائے بزرگ و برتر اس وجہ سے تمہیں ذلیل و خوار نہ کرے پھر فرمایا: جو شخص قرآن کو اول سے آخر تک پڑھے اور اسے ختم کرے تو وہ ایسا ہے کہ گویا نبوت کے درجے پر فائز ہوا ہو لیکن اس پر وحی نازل نہیں ہوتی اور جو شخص قرآن کو جمع کرے اور دوسروں کو عطا کرے تو وہ جاہلوں کے زمرے میں نہ ہوگا اور غضب قرآن اس کے شامل حال نہ ہوگا نیز ان لوگوں کے ساتھ محشور نہیں کیا جائے گا کہ جنہوں نے قرآن کے احترام کی رعایت نہ کی ہو اور انہیں سزا دی جائے گی۔ بلکہ قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کی بنا پر عفو و بخشش اور مغفرت کا حکم دیا جائے گا۔

پھر فرمایا: جس شخص کو علم قرآن اور قرآن کی عظمت کا احساس عطا کیا جائے اور وہ یہ وبم و گمان کرے کہ دوسروں کو اس سے زیادہ اور بہتر دیا گیا ہے تو اس نے اس چیز کو حقیر اور ناچیز بنایا اور بقدر معمولی شمار کیا کہ جس چیز کے لیے خدائے سبحان بہت زیادہ عظمت کا قائل ہے۔

قرآن مجید اور اس کے گراں قدر مطالب و علوم اور اس کا احترام نیز عظمت و منزلت کا درک کرنا ایک نعمت ہے جو تمام الہی نعمتوں سے بالاتر ہے، اگر کوئی شخص مادی نعمتوں میں سے کمال کی حد تک پہنچا ہوا ہو لیکن قرآن اور اس کے علوم سے بے بہرہ ہو اس کے مقابل میں کہ وہ قرآن کا حامل ہے مگر اس کے پاس کچھ نہیں ہے تو وہ نعمتیں بہت ناچیز ہوں گی۔

جیسا کہ قرآن کریم کا حامل اور اس کے مطالب پر عمل کرنے والا دنیا و آخرت میں بلند درجات تک پہنچتا ہے جنت کے عارفوں (۱) اور بزرگ ترین الہی نعمتوں کا حامل ہوجاتا ہے اور اس کے حاملین اور قارئین کو کہا جاتا ہے:- ”اقرءوا و ارقء“ (پڑھو اور اوپر جاؤ) (۲) اور فرمایا: جس شخص کو قرآن کا علم دیا جائے اسے حقیر و ناچیز شمار نہ کرو، کیونکہ حقیقت میں اس نے ان چیزوں کو حقیر و ناچیز شمار کیا کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے بہت عظمت و رفعت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

اسی طرح پیغمبر اکرم (ص) اور ان کے اوصیائے کرام کے عالی مقام کے احترام کا پاس و لحاظ رکھنا ان کی بلافصل ولایت و خلافت اور امامت کا راسخ عقیدہ رکھنے کے مترادف ہے۔ قرآن ایک امانت ہے کہ جس کا بار عظیم آسمانوں، زمینوں اور تمام پہاڑ اپنی تمام قدرت کے بعد نہ اٹھا سکے لیکن وہ انسان جو بہت زیادہ ظلم کرنے والا اور بہت زیادہ نادان ہے اس کو اٹھا لیا (۳) اگرچہ اس امانت کے لیے معتبر (تفسیروں میں مختلف معانی ذکر ہوئے ہیں لیکن بہت سی وہ روایات جو معادن وحی و تنزیل سے صادر ہوئی ہیں ان سے واضح و روشن ہوجاتا ہے کہ وہ امانت وہی ولایت کبریٰ ہے جو اب بھی ائمہ ہدی کے بعد مولائے دو جہاں حضرت مہدی قائم آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے دست مبارک کے پر قدرت ہاتھوں میں سپرد کی گئی ہے اور وہ صاحب العصر اور امام زمانہ - ہیں کہ آنکھیں ان کے ظہور کی منتظر اور قلوب ان بزرگوار کے شوق دیدار کے لیے تڑپ رہے ہیں۔

اس بقیۃ اللہ الاعظم، نور چشم حضرت فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ کے تمام محبین و عاشقین پر واجب ہے کہ تمام اوقات میں بالخصوص نمازوں، مجالس اور جہاں بھی دعا کی قبولیت کا گمان پایا جاتا ہے حضرت - کے تعجیل فرج کے لیے دعا کریں جیسا کہ خود حضرت نے بار بار اس بات کی نصیحت اور تاکید فرمائی ہے

۱) (کافی کی روایت ج ۲، ص ۶۰۶ میں سکونی نے امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ (پیغمبر (ص) نے فرمایا: حملة القرآن عرفاء اهل الجنة۔

۲) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۰۳)۔

۳) (اما عَرْضُنَا عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ ... ظُلُومًا جَهْلًا ... احزاب ۷۲)۔

کہ تعجیل فرج کی دعا کے لیے بہت زیادہ اہمیت دی جائے۔

۲۰۰ - کمال الدین میں شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے اس توفیق مبارک میں جو اسحاق ابن یعقوب نے محمد ابن عثمان عمری ض حضرت کے خاص نائب کے ذریعہ اس میں مشکل مسائل دریافت کیے تھے ان بزرگوار نے انہیں مبارک تحریر سے بیان فرمایا، من جملہ ان سوالات میں سے ایک سوال زمانہ غیبت میں لوگوں کے استفادہ اور نفع حاصل کرنے کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا تھا تو حضرت حجت علیہ السلام نے مرقوم فرمایا: ”وَمَا وَجْهَ الْإِنْتِفَاعِ بِى فِى غَيْبَتِى فَكَلَا انْتِفَاعَ بِالنَّجْمِ إِذَا غَيَّبَتْهَا عَنْ الْإِبْصَارِ السَّحَابُ وَأَتَى الْأَمَانَ لَا هَلَّ الْأَرْضِ كَمَا أَنَّ النُّجُومَ أَمَانَ لَا هَلَّ السَّمَاءِ ، فَاعْلَمُوا أَنَّ السَّوَالَ عَمَّا لَا يَنْعِيكُمْ وَلَا تَتَكَلَّفُوا عِلْمَ مَا قَدْ كَفَيْتُمْ وَكَثُرَ الدَّعَاءُ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ ، فَإِنَّ ذَلِكَ فَرْجُكُمْ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اسْحَاقُ بْنُ يَعْقُوبَ وَعَلَى مَنْ

اتباع الهدیٰ ” (۱) لیکن مجھ سے میری غیبت کے زمانہ میں نفع و فائدہ کی صورت حال ویسی ہی ہے جیسے آفتاب بادلوں میں لوگوں کی نظروں سے مخفی ہوتا ہے اور لوگ اس سے نفع و فائدہ اٹھاتے ہیں۔
یقیناً میں اہل زمین کے لیے اسی طرح امن و امان کا باعث ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لیے امن و امان کا سبب ہیں لہذا ان چیزوں کے متعلق جس میں تمہارے لیے کوئی فائدہ نہیں پایا جاتا باب سوال بند کردو اور خود کو ان چیزوں کے جاننے کے لیے تکلیف اور سختی میں نہ ڈالو کہ جس میں یقیناً تمہارے لیے کفایت کی گئی ہے (اور جس مقدار میں تمہارے لیے ضروری تھا بیان کر دیا گیا ہے لیکن غیبت کے زمانے میں جو تمہارے لیے فرض ہے وہ یہ ہے کہ) تعجیل فرج کے لیے زیادہ سے زیادہ دعائیں کرو، کیونکہ اسی میں خود تمہارے لیے آسائش ہے۔

۱۔ (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۸۵)۔

اے ابن اسحاق ! تم پر خدا کا سلام ہو اور ان لوگوں پر جو ہدایت کی پیروی کرتے ہیں۔ اس جیسی روایت شیخ جلیل القدر طبرسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب احتجاج میں الفاظ کے مختصر فرق کے ساتھ توفیعات کی فصل میں ذکر کی ہے۔ دعاؤں کی کتابوں میں پھر دعاؤں کے جملوں کے ضمن میں امام زمانہ - کے تعجیل فرج کے بارے میں بہت زیادہ اشارات پائے جاتے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ حضرت کے فرمان کی وجہ میں کہ: تعجیل فرج کے لیے بہت زیادہ دعا کرو، اس معنی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے چونکہ حضرت کا ظہور بدأ کے امور میں سے ہے لہذا ممکن ہے کہ مومنین کی بہت زیادہ دعا اور گریہ و زاری کرنا اس امر ظہور کے مقدم اور جلدی ہونے کا سبب ہو جائے، کیوں کہ بعض دعاؤں کے فقرات میں ذکر ہوا ہے: اللہ تعالیٰ بہت سے حتمی اور یقینی امور قضا و قدر الہی کی بنا پر اس سے صرف نظر کرتا ہے یہاں تک کہ وہ یقینی امور کو دعا کی وجہ سے بدل دیتا ہے۔ اس بنا پر ہم پر لازم ہے کہ تمام حالات میں تعجیل فرج کو مدنظر قرار دیں اور کہیں:

اللّٰهُمَّ عَجِّلْ مولانا صاحب الزمان بحق محمد وآلہ الطاہرین صلواتک علیہم اجمعین۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۔ پر پرواز / ۳۷

۳۷ - و مطیة لمن عملہ (عمل کرنے والوں کے لیے بہترین سواری)

قرآن مجید ایک کافی تیزی سے چلنے والی سواری ہے اللہ ان افراد کے لیے جو اس کے مضامین عالیہ پر عمل کرتے ہیں اور وہ انہیں جلد از جلد اور صحیح و سالم ان کی منزل مقصود تک پہنچاتا ہے، البتہ قرآن کریم کے حامل و عامل کے منزل مقصود سے سوائے اہل کمال حضرات کے اس کی مجالس سے انس نہیں رکھتے ہوں گے۔ ۲۰۱ - ”روى فى الكافى باسناده عن ابن ابى يعفور قال: سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول: ان الرجل اذا كان يعلم السورة ثم نسيها وتركها ودخل الجنة، اشرفت عليه من فوق فى احسن صورة فتقول: تعرفنى؟ فيقول: لا فتقول: انا سورة كذا وكذا لم تعمل بى و تركتني؟ اما (واللہ لو عملت لی لبلغت بک هذه الدرجة و اشارت ببدها الی فوقها ” (۱)

شیخ جلیل القدر علامہ کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کافی میں اپنی سند کے ساتھ ابن ابی یعقوب سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: اگر کوئی شخص قرآن کے سوروں میں سے ایک سورہ کو پڑھے اور سمجھے اور پھر اسے بھول جائے یا ترک کرے تو جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو اس کے سر پر قرآن کریم ایک خوب صورت پیکر میں یہ کہتا ہوا نظر آئے گا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا: نہیں پھر قرآن کہے گا: میں وہی سورہ ہوں کہ جس پر تم نے عمل نہیں کیا اور مجھے پڑھنا ترک کر دیا، اب جان لو اور آگاہ ہو جاؤ خدائے بزرگ و برتر کی قسم! اگر عمل کیے ہوئے (جو کچھ تم نے پڑھا اور جانا) تو یقیناً تمہیں بھی اسی درجہ تک پہنچاتا کہ جہاں مجھے دیکھ

رہے ہو اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے اوپر کی منزل کی طرف اشارہ کرے گا۔
 ۲۰۲ - “وعن يعقوب الاحمر قال: قلت لا بی عبد الله عليه السلام: انّ علیّ دین کثیراً وقد دخلنی شی ما کاد القرآن یتقلّت منی ، فقال ابو عبد الله عليه السلام : القرآن القرآن انّ الآیة من القرآن والسّورة لتجیء یوم القیمة حتّٰی تصعد الف درجة ، یعنی فی الجنة فنقول : لو) حفظت لیبلغت بک ههنا ” (۲)

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۰۸ - الوسائل الشیعیہ، ج ۴، ص ۴۸۶)
 ۲) (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۰۸ - الوسائل الشیعیہ، ج ۶، ص ۱۹۴)

یعقوب احمر سے روایت نقل ہوئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق - سے عرض کیا: میرے ذمہ قرضہ بہت زیادہ ہے (اور مجھے ایسی مشکل میں ڈال دیا ہے کہ) کبھی ایسی چیزیں میرے دل میں خطور کرتی ہیں کہ قرآن مکمل طور پر میرے ذہن سے نکل جائے، تو امام - نے فرمایا: قرآن کو فراموش نہ کرو اور اس بات کی تکرار کی اور بہت زیادہ نصیحت کی کہ قرآن مجید کی ایک آیت یا اس کا ایک سورہ یقیناً قیامت کے دن آئے گا اور جن کے درجات میں ہزار درجہ تک بلند ہوگا اور پھر کہے گا: اگر تم نے میری حفاظت کی ہوتی تو یقیناً میں تمہیں بھی یہاں تک پہنچا دیتا۔
 ۲۰۳ - “وعن ابی بصیر قال : قال ابو عبد الله عليه السلام : من نسی سورة من القرآن مثلت له فی صورة حسنة ودرجة رفیعة فی الجنة فاذا رآها قال: ما انت ؟ ما احسنک لتیک لی) فیقول : اما تعرفنی ؟ انا سورة کذا وكذا ولو لم تتسنی لرفعتک الی هذا ” (۱) ابو بصیر سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: جو شخص قرآن کریم کا وہ سورہ جسے یاد کیا تھا پھر فراموش کر دیا تو وہی سورہ جنت میں ایک بلند درجہ میں حسین صورت میں آئے گا جب وہ اسے دیکھے گا تو اس سے دریافت کرے گا - تم کون ہو؟ تم کتنے خوبصورت اور دل کش ہو اے کاش تم میرے لیے ہوتے! تو وہ کہے گا: کیا تم مجھے نہیں پہچانتے ہو؟ میں قرآن کا فلاں سورہ ہوں کہ مجھے فراموش کر دیا) اگر میری حفاظت کرتے اور مجھے فراموش نہ کرتے تو میں تجھے بھی اس بلند مرتبہ پر فائز کرتا۔ مولف کہتے ہیں: حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ - اور ان کے اجداد طاہرین نجات کی کشتی ہیں جو شخص بھی اس کشتی نجات پر سوار ہو گیا یعنی ان کا معتقد اور ان کی رحمت کے رشتہ سے متمسک ہو گیا

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۰۷ - ثواب الاعمال، ص ۲۳۸)

تو وہ کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی کے خوف ناک طوفانوں سے نجات پا گیا اور جہالت و نادانی کے گرداب (بہنور) سے نکل کر ہدایت و سعادت اور علم و دانش کے ساحل تک پہنچ جائے گا نیز حقیقی اقدار کو پالے گا۔
 ۲۰۴ - “ قال امیر المؤمنین علیہ السلام فی وصیته لکمیل : یا کمیل قال رسول الله (ص) قولاً اعلنه المهاجرون والانصار ، متوافرون یوماً بعد العصر ، یوم النصف من شهر رمضان ، قائم علی قدمیه من فوق منبره: علی منی وابنائ منی والطیبون منی ومنهم وهم الطیبون بعد امهم وهم سفینة نوح من) رکبها نجی ومن تخلف عنها غوی ، التاجی فی الجنة والهاوی فی لظى ” (۱) جناب کمیل سے مولا امیر المومنین - کی وصیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت - نے فرمایا: اے کمیل! رسول خدا (ص) نے ایک قول ارشاد فرمایا اسے مہاجرین اور انصار تک پہنچادو کہ ایک دن نصف رمضان کے بعد سب جمع تھے اور آنحضرت اپنے دونوں قدم پر منبر کے اوپر کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا: علی مجھ سے ہے اور ان کے بیٹے اس سے ہیں اور طیب و طاہر لوگ مجھ سے اور ان لوگوں سے ہیں اور وہ لوگ اپنی ماؤں کے بعد طیب و طاہر ہیں وہی کشتی نوح ہیں جو شخص اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جس نے اس سے روگردانی کی وہ گمراہ ہو گیا، نجات پانے والا جنت میں ہے اور روگردانی کرنے والا آتش جہنم میں ہے۔ ۲۰۵ - شیخ بزرگوار شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اجازہ میں ابن خازن حائری سے انہوں نے فخر المحققین سے اور بہت سے دوسرے افراد نے داؤد ابن سلیمان غازی سے انہوں نے امام ابو الحسن علی

۱) (بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۲۷۶ - بشارۃ المصطفیٰ، ص ۵۹)

ابن موسیٰ الرضا - سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے حضرت امیر المومنین سے انہوں نے نبی اکرم (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: مثل اهل بیٹی کمثل سفینة نوح من رکبها نجی و من تخلف عنها زح فی النار: میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جو شخص بھی اس کشتی میں سوار ہو گیا وہ نجات پاگیا اور جس نے بھی اس سے پشت پھیری اور مخالفت کی تو وہ آتش جہنم میں ڈال دیا (جائے گا۔) (۱)

۲۔ روشنی کی علامت / ۳۸

۳۸۔ و آية لمن توسم)

عزیز تین آسمانی کتاب (قرآن مجید) ان لوگوں کے لیے دلیل و علامت اور ہدایات ہے جو اس کے عالی متون و مضمون اور بطون میں تدبیر اور عمیق غور و فکر کرتے ہیں اور گزشتہ انبیاء اور امتوں کے واقعات نیز ظالمین و جابرین کی تاریخ سے عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں مزید صاحبان عقل اور ذہین افراد کے لیے دقت و تأمل کے ساتھ اپنے اہداف و مقاصد تک پہنچنے کے لیے علامت و نشانی پائی جاتی ہے۔

اصل، ”توسم“ سے مراد دقتِ نظر ہے، ”سمہ“ میں جس کے معنی علامت کے ہیں (جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: (۲۰۳۲ - شیخ جلیل القدر علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے تفسیر مجمع البیان میں ذکر کیا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ نبی اکرم (ص) نے فرمایا: ”اتقوا من فراسة المؤمن وانه ينظر بنور الله“، مومن کی فراست و

۱۔ (الطرائف، سید ابن طاووس، ص ۱۳۲ بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۱۲۲۔ خلاصہ عبقات الانوار، ج ۴ (ص ۶۱)۔
۲۔ (سورنہ حجر، آیت ۷۵)۔

ذہانت سے بچو کیوں کہ وہ نور الہی کے ذریعہ نظر کرتا ہے۔) نیز فرمایا: ”ان للعباد يعرفون الناس بالتوسم، ثم قرء هذه الآية“ (۱ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جنہیں لوگ علامت کے ذریعہ پہچانتے ہیں پھر اس آیت کی تلاوت کی۔
نیز فرمایا: خدا کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جنہیں لوگ علامتوں اور نشانوں سے پہچانتے ہیں کیوں کہ وہ لوگ تمام اندرونی واقعیت کو بیان کرتے ہیں پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

مولف کہتے ہیں: متموسمین سے مراد:- پیغمبر اکرم (ص)، امیر المومنین - اور ان کی قائم آل محمد تک ذریت طیبہ ہے جو اللہ کی زندہ حجت صاحب العصر و الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں۔ ۲۰۷۔ ”وفی الکافی عن الباقر علیہ السلام قال: قال امیر المؤمنین علیہ السلام فی قوله تعالیٰ کان رسول اللہ المتوسم وانا من بعده والائمة من ذریتي (المتوسمون ” (۲) کافی میں امام محمد باقر - سے روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت نے فرمایا: حضرت امیر المومنین - نے کے بارے میں فرمایا: رسول خدا (ص) متوسم (صاحب فراست) تھے اور ان کے بعد میں ہوں اور میری ذریت میں سے ائمہ ہیں۔

۲۔ بہترین سپر / ۳۹

۳۹۔ و جنة لمن لستلا (اسلحہ سجنے والوں کے لیے بہترین سپر ہے)

”جنة“ سپر ڈھال اور کسی چیز کی حفاظت کرنے کے معنی میں سے، یعنی قرآن مجید ان لوگوں کے لیے ایک سپر اور بہت محکم و مستحکم اسلحہ ہے جو دین و قرآن اور یکتا پرستی کے مخالفین کے مد مقابل مسلح رہنا چاہتے ہیں۔

۱۔ (تفسیر مجمع البیان، ج ۶، ص ۱۲۶)۔

۲۔ (اصول کافی، ج ۱، ص ۲۱۹۔ اختصاص، ص ۳۰۳۔ الخرائج و الجرائح، ج ۲، ص ۷۴۸۔ بحار الانوار، ج ۲۴، ص ۱۲۷)۔

ممکن ہے یہاں ان قاریوں اور حافظوں کے لیے دنیا و آخرت کی سختیوں کے مقابل میں روکنے والی شے مراد ہو۔ اس کا آخرت کی سختیوں اور دشواریوں سے سپر اور ڈھال ہونا بہت زیادہ واضح و روشن ہے کیوں کہ وہ آتش جہنم سے خلاصی کا باعث اور خدائے بزرگ و برتر کے غضب سے نجات کا سبب ہے۔
لیکن دنیا کی سختیوں سے حجاب اور سپر بننے کے متعلق آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۱) اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے درمیان حجاب قائم کر دیتے ہیں تاکہ تم اس سے مخفی اور پوشیدہ رہو۔ شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: کلبی کا قول ہے اس سے ابو سفیان، نصر ابن حارث، ابو جہل اور ام جمیل

ابو لہب کی زوجہ مراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اکرم (ص) کو ان کی آنکھوں سے مخفی اور پوشیدہ قرار دیا جو آنحضرت (ص) کی خدمت میں آئے مگر اس عظیم ہستی کو نہ دیکھ سکے۔
 ۲۰۸۔ ”فی الصافی من قرب الأسناد عن الکاظم علیہ السلام انّ ام جمیل امرأة ابی لہب أنتہ (ص) حین نزلت سورة تبت ومن النبئی (ص) ابو بکر بن ابی قحافة، فقال : یا رسول اللہ هذه ام جمیل محفظة او مغضبة تريدک ومعها حجر تريد ان ترمیک به فقال (ص) : انّها لاترانی فقالت لابی بکر : ابن صاحبک ؟ قال : حیث شاء اللہ قالت : لقد جئتہ ولو اراه لرمیتہ فانتہ هجانی واللات والعزی انی لشاعرة فقال ابو بکر : یا رسول اللہ لم ترک ؟ قال (ص) : لا ضرب (اللہ بینی وبينها حجاباً مستوراً ” (۲)

- ۱۔ (سورنہ اسراء، آیت ۴۵)۔
 ۲۔ (قرب الاسناد، ص ۳۲۹۔ تفسیر صافی، ج ۵، ص ۳۸۹۔ بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۲۳۵)۔

۲۰۹۔ ”فی الکافی باسناده عن الاصبع بن نباتة عن امیر المؤمنین علیہ السلام انه قال : والذی بعثت محمداً بالحق واکرم اهل بیتہ ما من شیء تطلبونه من حرز ممّن حرق او غرق او سرق او اتلاف دابة من صاحبها او ابق الا وهو فی القرآن ، فمن اراد ذلک فلیسالنی عنه قال : فقام الیه رجل فقال : یا امیر المؤمنین اخبرنی عما یؤمن من الحرق والغرق ؟ فقال علیہ السلام اقرء هذه الآيات <اللّٰهُ الَّذِی نَزَلَ الْکُتَابَ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ> (۱) (۲) فمن قرأها فقد امن من الحرق والغرق قال فقراها رجل واضطر مت النار فی بیوت جيرانه وبيتہ وسطها فلم یصبه شیء
 ثم قام الیه رجل آخر فقال : یا امیر المؤمنین انّ دابتی استصعبت علیّ وانا منها علیّ وجل فقال علیہ السلام : اقرء فی اذنہا الیمنی > وَلَهُ اسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَاِلَیْهِ یُرْجَعُ عَوْنًا (۳) فقراها فذلت دابته
 وقام الیه آخر فقال : یا امیر المؤمنین ان ارضی ارض مسبعة انّ السباع تغشی منزلی ولا تجوز حتی تأخذ فریستها فقال علیہ السلام : اقرء (۴)

- ۱۔ (سورنہ اعراف، آیت ۱۹۶)۔
 ۲۔ (سورنہ زمر، آیت ۶۷)۔
 ۳۔ (سورنہ آل عمران، آیت ۸۳)۔
 ۴۔ (سورنہ توبہ، آیت ۱۲۸ و ۱۲۹)۔

فقراهما الرجل فاجتنبته السباع ثم قام الیه آخر فقال : یا امیر المؤمنین انّ فی بطنی ماء اصفر فهل من شفاء ؟ فقال نعم بلادرهم ولا دینار ولكن اکتب علی بطنک آية الكرسي وتغسلها و تشربها و تجلعه خیرة فی بطنک فتبرء بأذن اللہ عزوجل ففعل الرجل فبرء بأذن اللہ ثم قام الیه آخر فقال یا امیر المؤمنین أخبرنی عن الضالة ؟ فقال علیہ السلام : اقرء یس فی رکعتین و قل یا هادی الضالة رد علیّ ضالّتی ، ففعل فرد اللہ علیہ ضالّته ثم قام الیه آخر فقال یا امیر المؤمنین أخبرنی عن الأبق ؟ فقال علیہ السلام : اقرء (۱) فقالها الرجل فرجع الیه الأبق ثم قام الیه آخر فقال : یا امیر المؤمنین أخبرنی عن السرق فان لا یزال قد یسرق لی الشیء بعد الشیء لیلاً فقال له : اقرء اذا ویت الی فراشک (۲)
 ثم قال امیر المؤمنین علیہ السلام : من بات بارض قفر فقرأ هذه الآية (۳) حرسته الملائكة وتباعدت عنه الشیاطین

- ۱۔ (سورنہ نور، آیت ۴۰)۔
 ۲۔ (سورنہ بنی اسرائیل، آیت ۱۱۰)۔
 ۳۔ (سورنہ اعراف، آیت ۵۴)۔

قال : فمضی الرجل فاذا هو بقریة خراب فیها لم یقرء هذه الآية فغشاه الشیاطین واذا هو أخذ بخطمه ، فقال له صاحبه : انظره واستیظ الرجل فقراء الآية فقال الشیطان لصاحبه ارغم اللہ أنفک احرسه الآن حتی یصبح فلما أصبح رجع الی امیر المؤمنین علیہ السلام فأخبره فقال له رأیت فی کلامک الشفاء (والصدق ومضی بعد طلوع الشمس فاذا هو باثر شعر الشیاطین مجتمعاً فی الارض ” (۱)

علامہ کلینی رحمة اللہ علیہ کتاب کافی میں اپنی سند کے ساتھ اصبع ابن نباتہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے مولا امیر

المومنین - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی! جس نے محمد مصطفیٰ (ص) کو حق کے ساتھ بھيجا اور ان کے اہل بیت کو صاحب عزت و کرامت قرار دیا کوئی چیز (تمہاری دنیا میں ایسی) نہیں ہے کہ جس سے تم پناہ حاصل کرنا چاہو جلنے سے ڈوبنے سے چوری سے یا چوپایہ کا اپنے مالک سے بھاگ جانے یا انسان یا چوپایہ کا گم ہوجانا یا آقا کے غلام کا بھاگ جانا تو ان سب کی حفاظت کے اسباب و وسائل قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں جو شخص بھی ان امور میں سے یا ان جیسی چیزوں میں مبتلا ہے مجھ سے سوال کرے تاکہ اسے میں اس کی تدبیر بیان کروں۔ راوی کا بیان ہے: ایک شخص نے بلند ہو کر کہا: اے امیر المومنین! مجھے وہ چیز بتائیے جس سے جلنے اور ڈوبنے سے نجات ملے؟ تو امام - نے فرمایا: ان آیات کو پڑھو لہذا جو شخص ان آیات کو پڑھے وہ جلنے اور غرق ہونے سے امن و امان میں ہوگا۔ راوی کا بیان ہے: اس شخص نے جب ان آیات کو اپنے ہمسائے کے گھروں میں آگ لگنے کے موقع پر پڑھا جب کہ اس شخص کا گھر ان کے درمیان تھا تو کسی بھی قسم کا کوئی ضرر اسے نہیں پہنچا۔

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۲۴)۔

پھر ایک دوسرا شخص اپنی جگہ سے بلند ہوا اور کہا: یا امیر المومنین! میرا دابہ (گھوڑا یا دوسری سواری کا حیوان) سرکش ہو گیا ہے رکاب پر نہیں بیٹھنے دیتا میں اس سے نزدیک ہونے سے ڈرتا ہوں تو حضرت- نے فرمایا: اس کے دابنے کان میں اس آیت کو پڑھو جب اس نے پڑھا تو اس کا گھوڑا سرکشی سے باز آیا اور اس مرد کے لیے قابل استفادہ قرار پایا۔ تیسرا شخص بلند ہوا اور کہا: یا امیر المومنین! میرے پاس ایک زمین ہے اس میں درندے حیوانات بہت زیادہ ہیں۔ ناگہاں میرے گھر آتے ہیں تو واپس نہیں جاتے مگر یہ کہ اپنے کھانے کا حصہ گوسفند وغیرہ اٹھا کر لے جاتے ہیں تو امام - نے فرمایا: اس آیت کریمہ کو پڑھو اس شخص نے ان دونوں آیتوں کو پڑھا تو پھر دوبارہ وحشی حیوانات اس کے گھر کے اطراف نہیں گئے۔ پھر ایک اور شخص اپنی جگہ بلند ہوا اور کہا: یا امیر المومنین! میرے شکم میں زرد پانی ہو گیا ہے کیا اس درد اور مشکل سے شفا پانے کا میرے لیے کوئی امکان پایا جاتا ہے؟ تو امام - نے فرمایا: ہاں بغیر ایک درہم یا دینار خرچ کیے تم اپنے شکم پر آیت الکرسی لکھو اس کو پانی سے دھو کر پی لو تاکہ تمہارے شکم کے اندر ذخیرہ ہوجائے ان خدا سے تم صحت یاب اور شفا پا جاؤ گے اس شخص نے حضرت - کے دستور کے مطابق عمل کیا اور اپنی صحت و سلامتی حاصل کر لی۔

ایک دوسرا شخص بلند ہوا اور کہا: یا امیر المومنین! مجھے میرے گم شدہ کی تلاش کے لیے راہ تدبیر بتائیں؟ تو حضرت - نے فرمایا: دو رکعت نماز پڑھو اور دونوں رکعتوں میں سورئہ یسین پڑھو اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہو: یا ہادی الضالۃ ردّ علیّ ضالّتی۔ اس شخص نے حضرت - کے قول پر عمل کیا نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے گم شدہ کو واپس کر دیا۔ پھر کوئی دوسرا شخص بلند ہوا اور کہا: یا امیر المومنین! مجھے اس غلام کے بارے میں خبر دیجیے جو اپنے مولا کے ہاتھ سے فرار کر جائے؟ تو امام نے فرمایا: مکمل آیت کریمہ ﴿پڑھو، اس شخص نے اس آیت کی تلاوت کی اس کا جو غلام فرار کر گیا تھا اپنے مولا کے پاس واپس آ گیا۔

پھر ایک اور شخص بلند ہوا اور کہا: یا امیر المومنین! مجھے ان چیزوں کے بارے میں بتائیں جو چوروں نے چوری کی ہیں کیونکہ کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں میری کوئی چیز چوری نہ ہوتی ہو۔ تو اس عظیم ہستی نے فرمایا: تم اپنے بستر پر جاؤ تو اس آیت کریمہ کو پڑھو۔

پھر حضرت امیر المومنین - نے فرمایا: جو شخص بے آب و گیہ صحرا میں سوئے اور ان آیات ﴿کو پڑھے تو ملائکہ اس کی حفاظت کریں گے اور شیاطین اس سے دور رہیں گے۔ راوی کا بیان ہے: ایک شخص ایک خرابہ میں پہنچا رات وہاں بسر کی لیکن مذکورہ آیات کو نہیں پڑھا تو شیاطین اُٹے اور اس کا احاطہ کر لیا حالانکہ وہ اپنے دماغ کو پکڑے ہوئے تھا۔ ایک شیطان نے دوسرے سے کہا: اس کی طرف دیکھو اسی وقت وہ شخص بیدار ہوا اور آیت پڑھی تو شیطان نے اپنے ساتھی سے کہا: خدا نے تمہاری ناگ رگڑ دی اب اس کی طلوع فجر تک حفاظت کر جب صبح ہوئی تو وہ شخص حضرت امیر المومنین - کے پاس آیا اور تمام واقعہ کی انہیں اطلاع دی اور عرض کیا کہ آپ کے کلام میں شفا اور سچائی کا میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جب سورج نکلا اور تمام سطح زمین کو روشن کر دیا تو وہ شخص پھر خرابہ میں گیا وہاں اس کو شیطان کے بال زمین پر کھڑے ہوئے ایک جگہ نظر آئے۔ مولف کہتے ہیں: ولایت عظمیٰ حجت حق خاتم الاوصیاء امام عصر ناموس دھر مہدی آل محمد - اور ان کے اجداد کرام بھی مومنین اور خاندان عصمت و طہارت کے چاہنے والوں کے لیے عذاب الہی اور آتش جہنم سے بچانے کے لیے سپر اور مانع ہیں۔

۲۱۰۔ ”وفی البحار عن الصدوق رضوان الله تعالى في جملة من كتبه عن القطان عن عبد الرحمن بن محمد الحسيني عن محمد بن ابراهيم الفزاري عن عبد الله بن بحر الاهوازي عن علي بن عمر وعن الحسن بن محمد بن جمهور عن علي بن بلال عن علي بن موسى الرضا عن موسى بن جعفر عن جعفر بن محمد بن محمد بن علي عن الحسن بن الحسين بن علي عن علي بن ابي طالب عليهم السلام عن النبي (ص) عن جبرئيل عن ميكائيل عن اسرافيل عن اللوح عن القلم قال يقول الله عز وجل ولاية علي بن ابي طالب حصني فمن دخل (حصني امن من عذابي ” (۱)

ہمارے شیخ بزرگوار علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ جلیل القدر علامہ صدوق رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جنہوں نے اپنی متعدد حدیث کی کتابوں میں نقل کیا ہے اس کی سند کو حضرت علی ابن موسی الرضا - سے انہوں نے اپنے آبائے کرام اور رسول خدا (ص) سے انہوں نے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل سے انہوں نے لوح و قلم سے نقل کیا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے: علی ابن ابي طالب کی ولایت و محبت میرا محکم قلعہ اور حصار ہے، لہذا جو شخص بھی اس قلعہ اور حصار میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے امن و امان پا گیا ہے۔ ۲۱۱۔ ”وفی امالیہ باسنادہ عن ابان بن تغلب عن عکرمہ عن ابن عباس قال قال رسول الله (ص) قال الله جل جلاله لو اجتمع الناس کلهم علی ولاية علي عليه السلام ما خلقت النار ۲۱۲۔ اسی جیسی روایت کو الفاظ کے مختصر معانی کے ساتھ خطیب خوارزمی نے اپنی کتاب مناقب میں

۱۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۱۴۶۔ امالی صدوق، ص ۳۰۶۔ معانی الاخبار، ص ۳۷۱۔ بحار الانوار، (ج ۳۹، ص ۲۴۶۔

حضرت رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: ”قال: قال رسول الله (ص): لو اجتمع الناس علی حب علي بن ابي طالب عليه السلام لما خلق الله عز وجل النار“ اگر تمام لوگ علی ابن ابي طالب کی ولایت و محبت کو قبول کرتے اور ہر ایک کے اتفاق اور ہم آہنگی سے اس کو مرکزی نقطہ قرار دے کر اس کے اطراف میں جمع ہوتے تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی آتش جہنم کو خلق نہ کرتا۔

ائمہ اطہار کی ولایت و محبت بہت ہی قوی اور مستحکم قلعہ نیز مومنین اور حضرات معصومین کے دوستوں کے لیے آتش جہنم سے محفوظ رہنے کے لیے مستحکم حجاب ہے اس کے علاوہ منجملہ اسلام اور ایمان کے ثابت اور پا برجا ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔ ۲۱۳۔ ”فی الکافی عن زرارة عن ابي جعفر الباقر عليه السلام قال بنی الاسلام علی خمسة أشياء علی الصلوة والزکوة والصوم والحج والولاية قال زرارة فقلت وای شیء من ذلك افضل قال الولاية افضل لانها مفتاحهن والوالی هو الدلیل علیهن قلت ثم الذی یلی ذلک فی الفضل فقال الصلوة ان رسول الله (ص) قال الصلوة عمود الدین دینکم قال قلت ثم الذی یلیها فی الفضل قال الزکوة لانها قرینها بها وبذء بالصلاة قبلها وقال رسول الله (ص) الزکوة تذهب الذنوب قلت والذی یلیها فی الفضل قال الحج قال الله عز وجل والله علی الناس حج البيت لآية الی ان قال ثم قال علیہ السالم ذروة الأمر وسنامه ومفتاحه وباب الأشياء ورضا الرحمن الطاعة للامام بعد معرفته انی الله عز وجل یقول من یطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولی فما ارسلناک علیهم فیضاً، اما لو ان رجلاً قام لیلہ وصام نهاره وتصق بجميع ماله وحج جميع دهره ولم یعرف ولاية ولی الله فیو الیه ویكون جميع اعماله بدلالة الیه ماکان له علی الله حق فی ثوابه ولا کان من اهل (الايمان ثم قال اولنک المحسن منهم یدخله الله الجنة بفضل رحمة ” (۱)

شیخ جلیل القدر علامہ کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں زرارہ سے انہوں نے امام محمد باقر - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: اسلام کی اساس و بنیاد پانچ چیزوں پر استوار ہے اور وہ پانچوں ستون سے مراد نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج بیت اللہ اور ائمہ اطہار کی ولایت ہے۔

زرارہ نے عرض کیا: ان پانچ چیزوں میں سے کون سے چیز سب سے افضل ہے؟ فرمایا: ولایت افضل ہے، اس لیے کہ ولایت ان سب کی کنجی ہے اور ان سب چیزوں کا والی اور دلیل و رہنما ہے۔ میں نے عرض کیا: ولایت کے بعد کون سی شے افضل ہے؟ فرمایا: نماز، یقیناً رسول خدا (ص) نے فرمایا ہے کہ نماز تمہارے دین کا ستون ہے میں نے عرض کیا: نماز کے بعد کون سی شے افضل ہے؟ فرمایا: زکوٰۃ کیوں کہ اللہ نے نماز کے بعد اس کا ذکر فرمایا ہے، رسول خدا نے فرمایا: زکوٰۃ گناہوں کو دور کرتی ہے، میں نے عرض کیا: زکوٰۃ کے بعد کون سی شے افضل ہے؟ فرمایا: حج بیت اللہ کیوں کہ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا: خدا کے لیے ان لوگوں پر امکانی صورت میں خانہ کعبہ کی طرف حج کا سفر فرض قرار دیا گیا ہے جو وہاں پہنچنے اور مخصوص اعمال بجالانے کی قدرت رکھتے ہیں یہاں تک کہ فرمایا: عالی ترین اور با ارزش ترین امور اور ان کی کنجی تمام چیزوں میں خدائے غفور و رحیم کی رضایت اور خوشنودی ہے اور اس کی معرفت کے بعد امام معصوم کی اطاعت و فرمان برداری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آیہ کریمہ میں فرما رہا ہے: جو شخص اللہ اور اس

کے رسول کی اطاعت کرتا ہے یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو شخص تجھ سے گریز کرے اور تیری اطاعت نہ کرے تو میں نے تم کو اس کا حفاظت کرنے والا نہیں بنا کر بھیجا ہے۔ پھر امام - نے ائمہ طاہرین کی عظیم ولایت کی عظمت ومنزلت کی اہمیت کو لوگوں سے تاکید اور

۱۔ (اصول کافی، ج ۲، ص ۱۹۰)

وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: اور یہ کہ تمام مذکورہ اشیاء کی کنجی پروردگار متعال کی رضایت و خوشنودی کا حاصل کرنا وہی ولایت ہے اپنے تہدید آمیز اور بیدار کرنے والے جملوں میں فرمایا: یہ جان لو اور آگاہ ہوجاؤ کہ! اگر تم میں سے کوئی شخص تمام رات و دن کو نماز و روزہ میں بسر کرے اور اپنے تمام مال و دولت کو راہِ خدا میں صدقہ دے اور اپنی تمام عمر کو زیارت خانہ خدا اور حج بیت اللہ میں صرف کرے لیکن ولی امر کی ولایت کی معرفت نہ رکھتا ہو تاکہ اس کا چاہنے والا اور فرمان بردار نیز اپنے تمام اعمال اس کی رہنمائیوں کے مطابق انجام دے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے نہ اس کے اعمال کا کوئی ثواب ہوگا اور اس کا شمار اہل ایمان میں بھی نہیں ہوگا۔ اس کے بعد امام - نے فرمایا: جو لوگ ہماری ولایت کی شناخت و معرفت رکھتے ہیں اور خدا کے مطلوبہ نیک اعمال انجام دیتے ہیں تو خدائے غفور رحیم اپنے فضل و رحمت سے بہشت میں داخل کرے گا اور اس کی لامتناہی نعمتوں سے اسے نوازے گا۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۔ علم و دانش / ۴۰

۴۰۔ و علما لمن وعی (اور فکر کرنے والوں کے لیے علم ہے) قرآن مجید کو خدائے بزرگ و برتر نے مبداء و معاد کا کامل علم قرار دیا ان لوگوں کے لیے جو اس کو محفوظ رکھنے اور غور و فکر کرنے کے لیے اپنے قلب کی طرح اسے اس ظرف کی طرح قرار دیتے ہیں جس میں گراں قدر گوہروں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ ۲۱۴۔ طریحی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (ائمہ کی) حدیث میں ذکر ہوا ہے: ”لایعذب (اللہ قلباً و عی القرآن“ (۱)

۱۔ (وسائل الشیعہ، ج ۶، ص ۱۶۷۔ امالی طوسی، ص ۷۔ مجمع البحرین، ج ۴، ص ۵۲۴۔)

خداوند متعال اس قلب پر عذاب نہیں کرے گا جو قرآن کا حافظ اور محافظت کرنے والا ہے یعنی اگر قرآن کو ایمان و اعتقاد اور غور و فکر کرنے کے بعد درک کیا اور اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہیں کرے گا لیکن اگر کسی نے صرف ظاہری الفاظ کو حفظ کیا اور اس کے حدود و احکام کو ضائع کیا تو اس شخص پر حافظ اور اس کی محافظت کرنے والے کا اطلاق نہیں ہوگا۔

۲۱۵۔ ”وفی ثواب الاعمال عن الصادق علیہ السلام الحافظ للقرآن العامل بہ مع السفرة (الکرام البررة“ (۱) ثواب الاعمال میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت - نے فرمایا: حافظ قرآن جو اس پر عمل کرنے والا بھی ہو خدا کے صاحب کرامت اور نیکو کار پیغمبروں کے ساتھ ہوگا۔ ۲۱۶۔ دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں: خیر القلوب او عاھا (۲) بہترین قلوب سے مراد وہ قلب ہے کہ جس کی قرآن حفظ کرنے کی ظرفیت و صلاحیت زیادہ ہو۔ جو یقیناً زیادہ علم قرآن جمع اور حفظ کرے اتنی ہی اس قلب کی ارزش ہوگی اور معیار بلند ہوگا۔ خدائے بزرگ و برتر نے مومنین کو ظرف اور قائم آل محمد امام زمانہ - اور تمام ائمہ اطہار کی ولایت و محبت کے استقرار کی جگہ قرار دی ہے وہ قلب و جگر جو ان

عظیم ہستیوں کی ولاء و محبت کا حامل ہو تو اس میزان کے پلہ کا معیار اس کے دوسرے پلہ کے مقابل میں یہاں تک کہ اگر تمام وہ چیزیں جن پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے رکھ دیں تو وہی پہلا پلہ سنگین ہوگا۔
 ۲۱۷ - ”فی الاختصاص باسناده عن محمد بن اسماعیل بن عبد الرحمن الجعفی قال دخلت انا وعمی الحصین بن عبد الرحمن علی ابی عبد الله علیه السلام فأدناه وقال ابن من هذا معك؟ قال ابن اخی اسماعیل فقال رحم الله اسماعیل

۱) (ثواب الاعمال، ص ۱۰۱)۔
 ۲) (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۲۰، ص ۲۷۱)۔

وتجاوز عنه صی عملہ کیف خلفتموه قال بخیر ما آتاه الله لنا من مودتكم فقال يا حصین لا تستصغر وا مودتنا فانها من الباقيات الصالحات قال یابن رسول الله ما استصغرتها ولكن احمده الله (علیها) ” (۱) شیخ مفید نے کتاب اختصاص میں اپنی سند کے ساتھ محمد ابن اسماعیل ابن عبد الرحمن جعفی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں اپنے چچا حصین ابن عبد الرحمن کے ہمراہ امام جعفر صادق - کی خدمت اقدس میں شرف یاب ہوا تو امام - نے میرے چچا کو اپنے پاس نہیں بٹھایا اور دریافت کیا: یہ جو تمہارے ساتھ ہے وہ کس کا فرزند ہے؟
 میرے چچا نے جواب دیا: وہ میرے بھائی اسماعیل کا بیٹا ہے۔ تو امام - نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسماعیل کی مغفرت اور اس کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، ان سے کس حالت میں جدا ہوئے؟ میرے چچا نے جواب دیا: اس سے بہترین حالت میں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولایت اس کو عطا کی تھی ہم نے انہیں ترک کیا۔
 فرمایا: اے حصین! ہماری مودت و محبت ناجیز اور معمولی نہ شمار کرو کیوں کہ وہ باقیات الصالحات میں سے ہے۔
 میرے چچا نے کہا: اے فرزند رسول (ص)! میں نے اسے ناجیز اور معمولی نہیں شمار کیا ہے بلکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے زبان سے یہ جملہ کہا ہے۔ ائمہ - کی مودت و محبت بھی باقیات الصالحات اور آخرت کی ہلاکتوں سے نجات دلانے والی ہے۔

۱) (اختصاص، ص ۸۶ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۳۴۳ - بحار الانوار، ج ۲۷، ص ۷۵)۔

۴۱ - بہترین کلام / ۲

۴۱ - و حدیثاً لمن روی (اور روایت کرنے والوں کے لیے بہترین حدیث ہے)
 خدائے بزرگ و برتر نے قرآن کریم کو جو اس کی روایت کرتے ہیں بہترین حدیث قرار دیا ہے۔
 شیخ بزرگوار امین الاسلام علامہ طبرسی نے اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ (۱) اللہ نے بہترین کلام اس کتاب کی شکل میں نازل کیا ہے جس کی آیتیں آپس میں ملتی جلتی ہیں اور بار بار دہرائی گئی ہیں کہ ان سے خوف خدا رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ کے ذیل میں فرماتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کا حدیث نام رکھا وہ اس لیے ہے کہ کلام خدا ہے اور کلام کو حدیث کہا جاتا ہے جیسا کہ پیغمبر (ص) کا بھی حدیث نام رکھا گیا ہے۔ اور یہ کہ احسن حدیث کہا گیا ہے تو وہ اس لیے کہ اس میں بہت زیادہ اعجاز اور فصاحت پائی جاتی ہے نیز ان تمام چیزوں پر مشتمل ہے کہ جس کے تمام مکلفین محتاج ہیں جیسے توحید و عدل کی دلیلوں کی یاد دہانی، احکام شرائع کا بیان وغیرہ موعظے، انبیاء کے قصے اور بشارت و نذارت۔

اور یہ کہ کتاب کو متشابہ کہا گیا تو وہ اس وجہ سے ہے کہ بعض آیات دوسری آیتوں سے مشابہت رکھتی ہیں اور ان میں سے بعض آیات، بعض دوسری آیات کی تصدیق کرتی ہیں بغیر اس کے کہ اس میں کوئی اختلاف یا تضاد پایا جاتا ہو۔ معادن و حی و تنزیل اور آسمان ولایت و امامت کے درخشاں ستاروں سے وارد شدہ حدیثیں خواہ موعظے، خطبات، کلمات قصار وغیرہ ہوں یا فصاحت و بلاغت اور اعجاز کی حیثیت سے ہوں یا بشارت و نذارت اور احکام شرائع کی تفسیر وضاحت کے نقطہ نظر سے یا فضائل و مناقب وغیرہ کے لحاظ سے ہوں

۱) (سورہ زمر، آیہ ۲۳)۔

خوبصورت اور ایسی بہترین حدیث ہے کہ ہر بیان کرنے والے، لکھنے اور سننے والے کے قلب کی پاکیزگی نیز ضمیر کو روشن کرنے اور تزکیہ نفس کے لیے آمادہ کرتی ہے۔ مزید یہ کہ انسان کے دل سے تمام قسم کی آلودگیوں کو ختم کرتی ہے بالخصوص وہ احادیث جو حضرت خاتم الاوصیاء قائم آل محمد بقیۃ اللہ الاعظم امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ولادت اور غیبت صغریٰ و کبریٰ کو بیان کرتی ہیں اسی طرح وہ روایات جو حضرت کے ظہور کی علامتوں پر مشتمل ہیں نیز امت کے نیک بخت بعض وہ افراد کہ جنہیں اس عزیز محمد اور یوسف فاطمی روحی و ارواح العالمین لہ الفداء سے شرف ملاقات حاصل ہوا خواہ ان کے پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکری - کی زندگی میں یا خواہ غیبت صغریٰ کے دوران یا خواہ غیبت کبریٰ کے زمانے میں جو تمام افسردہ دلوں اور پڑمردہ روحوں کے مخفی تمام درد کا بہترین اور عالی ترین درمان و علاج ہے۔

ان افراد کے واقعات کو پڑھنا یا سننا جو اس عظیم فیض پر فائز اور حضرت کا شرف حضور حاصل کیا ہے ایسا ولولہ انگیز اور دل افزا ہے کہ فطری طور پر شرف یابی کا بیجان اور شوق پیدا کرتا ہے اور نتیجہ میں نفس کی پاکیزگی اور تہذیب و اخلاق کا سبب ہوتا ہے۔ اب ہم تبرکاً ان میں سے چند مورد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ اس سلسلہ میں کہ ائمہ اطہار کی احادیث انسانی قلوب کو تمام پلیدگیوں اور آلودگیوں سے جو خطاؤں اور گناہوں سے نشاۃ پاتی ہیں صاف کرتی اور جلا بخشتی ہیں ہم ان میں سے دو روایت بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۲۱۸ - ”فی الکافی باسنادہ عن عبد اللہ بن محمد الحجال عن بعض اصحابہ رفعہ قال قال رسول اللہ (ص) تذاکروا وتلاقوا وتحذثوا فان الحديث جلاء للقلوب ان القلوب لترین کما یرین السیف (جلاؤھا ” (۱)

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۴۱۔ بحار الانوار، ج ۱، ص ۲۰۲، ج ۲، ص ۱۵۲)۔

شیخ بزرگوار علامہ کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی میں حضرت رسول خدا (ص) سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: علم دین کا آپس میں ذکر کیا کرو اور ایک دوسرے سے ملاقات کرو اور آپس میں ہماری حدیثوں کے بارے میں گفتگو کیا کرو کیوں کہ ہماری حدیثوں کا ذکر کرنا اور سننا قلوب کو جلا بخشتا ہے، کیونکہ قلوب نافرمانی کی وجہ سے کثیف اور زنگ آلود ہوجاتے ہیں جس طرح تلوار، اگر اپنے مخصوص تیل سے روغن مالی نہ کی جائے تو زنگ آلود اور خراب ہوجاتی ہے اس بنا پر شمشیر کو اسلحہ کے تیل سے صیقل کرنے سے جلا ملتی ہے اسی طرح دلوں کو بھی ائمہ ہدی کی حدیثوں سے جلا ملتی ہے۔

۲۱۹ - ”فی نہج البلاغہ من کلام امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام قال (علیہ السلام ان هذه القلوب تملّ کما تملّ الأبدان فابتغوا لها طرائف الحكم ” (۱) مولی الموحدين حضرت امیر المؤمنین - کے من جملہ گہر بار اقوال میں سے ہے کہ آپ نے نہج البلاغہ میں فرمایا: یہ دل اسی طرح ملول و خستہ اور اکتا جاتے ہیں جس طرح بدن بہت سے کام زحمت سے ملول و خستہ اور اکتا جاتے ہیں جس طرح انسان کے بدن آرام اور شرعی رفع خستگی سے آرام و سکون حاصل کرتے ہیں اسی طرح دلوں کی ملالت و افسردگی دور کرنے کے لیے بھی بیش بہا حکمتیں تلاش کرو اور فطری بات ہے کہ کوئی بھی حکمت قرآنی آیات اور حضرات معصومین جو علم الہی کے خزانہ دار ہیں کی حدیثوں سے زیادہ ارزش مند اور پختہ مطالب پر مشتمل نہیں ہے۔

وہ افراد جو عالمی مصلح امام منتظر قائم آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ملاقات کا شرف حاصل کرچکے ہیں اور جو عالمی حکومت کے بھی حامل ہیں عالم طفلی اور غیبت صغریٰ کے زمانہ سے پہلے غیبت کبریٰ کے دوران تک نیز اپنے زمانہ کے چند واقعات کی طرف چاہنے والے منتظرین کے افسردہ و رنجیدہ دلوں کی روشنی کے لیے ہم اشارہ کر رہے ہیں۔

۲۲۰۔ "عن احمد بن اسحاق بن سعد الاشعری قال دخلت علی ابی محمد الحسن بن علی وانا ارید ان اسأله عن الخلف من بعده فقال لی مبتدئاً یا احمد بن اسحاق ان الله تبارک و تعالی لم یخل الأرض منذ خلق آدم ولا یخلها الی ان تقوم الساعة من حجة الله علی خلقه به یدفع البلاء عن اهل الارض وبه ینزل الغیث وبه یدفع برکات الارض قال فقلت له یابن رسول الله فمن الامام والخليفة بعدک فنهض علیه السلام مسرعاً فدخل البیت ثم خرج وعلی عاتقة غلام کان وجهه القمر لیلۃ البدر من ابناء ثلاث سنین فقال یا احمد بن اسحاق لو لا کرامتک علی الله عزوجل وعلی حجه ما عرضت علیک ابنی هذا انه سمی رسول الله (ص) وکنیه الذی یملاء الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً وظلماً یا احمد بن اسحاق مثله فی هذه الامة مثل الخضر ومثله مثل ذی القرنین والله لیغیبن غیبة لا ینجوا من الهلکة فیها الا من ثبته الله عزوجل علی القول بامامة ووقفه فیها الدعاء بتعجیل فرجه فقال احمد بن اسحاق فقلت یا مولای فهل من علامة یطمئن الیها قلبی فنطق الغلام علیه السلام بلسان عربی فصیح فقال انا بقیة الله فی ارضه والمنتم من اعدائه فلا تطلب اثراً بعد حین یا احمد بن اسحاق فخرجت مسروراً فرحاً فلما کان من الغد عدت الیه فقلت یابن رسول الله لقد عظم سروری بما مننت به علی فما السنة جاریة فیہ منالخضر وذی القرنین قال علیه السلام طول الغیبة یا احمد قلت یابن رسول الله وان غیبة لتطول قال ای ورثی حتی یرجع عن هذا الامر اکثر القائلین به ولا یبقی الا من اخذ الله عزوجل عهده لولایتنا وكتب فی قلبه الايمان وایده بروح منه یا احمد بن اسحاق هذا امر من امر الله وسر من سر الله وغیب من غیب الله فخذما آتیته واکتمه وکن من الشاکرین تکن (معنا غداً فی علیین" (۱)

احمد ابن اسحاق اشعری کا بیان ہے: حضرت امام حسن عسکری - کی خدمت میں اس ارادہ سے حاضر ہوا کہ دریافت کروں کہ آپ نے اپنے بعد اپنا جانشین (حجت خدا) کس کو مقرر فرمایا ہے تو حضرت نے ابتدا ہی میں (میرے سوال کرنے سے پہلے) فرمایا: اے احمد ابن اسحاق! خدائے بزرگ و برتر نے آدم (ابو البشر) کی خلقت سے روز قیامت تک زمین کو اپنی حجت سے کبھی خالی نہیں چھوڑا اور صبح قیامت تک خالی نہیں چھوڑے گا اس کی وجہ سے اہل زمین کی بلائیں دور کرتا ہے اس کی وجہ سے پانی برساتا ہے زمین کی برکتیں اس کے ذریعہ باہر نکالتا ہے۔

احمد ابن اسحاق کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول (ص) آپ کے بعد امام اور خلیفہ کون ہوگا؟ تو حضرت تیزی سے اٹھے اور گھر میں داخل ہوئے اور (کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ) جب واپس آئے تو آپ کے دوش مبارک پر تقریباً تین سال کا بچہ تھا جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

آپ نے فرمایا: اے فرزند اسحاق! اگر اللہ اور اللہ کی حجتوں کی نظر میں تمہاری کوئی وقعت نہ ہوتی تو میں اپنے اس بچے کو تمہارے سامنے نہ لاتا۔ جان لو کہ! میرا یہ بچہ وہ ہے کہ جس کا نام اور کنیت خود رسول خدا (ص) کے ہم نام اور ہم کنیت ہے میرا بیوی وہ بیٹا ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے پُر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے احمد ابن اسحاق! میری امت میں میرے اس بچے کی شان خضر اور ذو القرنین کی طرح ہے۔ خدا کی قسم! یقیناً اس کی ایسی (بہت طولانی) غیبت ہوگی کہ اس زمانہ میں ہلاکت سے صرف وہی نجات پائے گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ اس کی امامت کے اعتراف و اعتقاد پر ثابت قدم رکھے گا اور اس امر کی توفیق دے گا کہ وہ اس کی غیبت میں تعجیل ظہور

کے لیے دعا کرتا رہے گا۔ احمد ابن اسحاق کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! کیا کوئی ایسی علامت بھی ہے جس سے میرا قلب مطمئن ہو جائے؟ یہ سن کر اس بچے (بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ -) نے فصیح عربی زبان میں فرمایا: سنو! میں اللہ کی زمین پر اللہ کی طرف سے باقی رہنے والا ہوں میں اللہ کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں اور اسے احمد ابن اسحاق! اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کرو۔

احمد ابن اسحاق کا بیان ہے کہ: پھر میں وہاں سے خوش حال ہو کر نکلا اور دوسرے دن پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: اے فرزند رسول! آپ نے (اپنے جانشین کی زیارت سے) مجھ پر احسان فرمایا ہے اس سے مجھے بے حد خوشی ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ ان میں حضرت خضر - اور حضرت ذوالقرنین - کی کون سی صفات ہوں گی؟ تو آپ نے فرمایا: ان کی طویل غیبت ہے، میں نے عرض کیا: کیا ان کی غیبت یقیناً بہت طویل ہوگی؟ فرمایا: خدائے بزرگ و برتر کی قسم! اس قدر طویل ہوگی کہ اکثر لوگ جو ان کی امامت کے قائل ہوں گے وہ بھی اپنے قول سے (شک میں پڑنے کی وجہ سے) پھر جائیں گے اور صرف وہی لوگ رہ جائیں گے کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کا عہد و پیمان لے لیا ہوگا جن کے

دلوں پر اللہ نے ایمان کو نقش کر دیا ہوگا اور جن کی مدد روح القدس کے ذریعے فرمائی ہوگی۔ اے فرزند اسحاق! یہ قدرت کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ، اللہ کے اسرار میں سے ایک راز اور خدا کے غیوب میں سے ایک غیبیت ہے لہذا میں نے جو کچھ اس عظیم نعمت کے بارے میں تمہیں بتایا ہے اسے یاد رکھنا، دل میں پوشیدہ رکھنا اور خدا کا شکر ادا کرتے رہنا تاکہ تم جنت میں میرے ساتھ رہو۔

۲۲۱۔ ”وفی اکمال الدین للصدوق علیہ الرحمة : باسناده عن طریف ابو نصر قال قال: دخلت علی صاحب الزمان علیہ السلام فقال علی بالصنديل الأحمر فاتیته به ، ثم قال: اتعرفنی ؟ قلت نعم فقال من انا؟ فقلت انت سیدی وابن سیدی فقال: لیس هذا سالتک قال طریف فقلت : جعلنی اللہ فداک فبین لی قال انا خاتم الاوصیاء وبی يدفع اللہ عزوجل البلاء عن اهلی وشیعتی (۱) ”

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے کمال الدین میں طریف ابو نصر سے نقل کیا ہے کہ اس کا بیان ہے : میں حضرت صاحب الزمان کی خدمت میں شرف یاب ہوا تو فرمایا: اس سرخ صنديل کو لے آؤ تو میں اسے لے آیا، پھر دریافت فرمایا: کیا مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں ، دریافت فرمایا: میں کون ہوں؟ میں نے عرض کی: آپ میرے مولا اور میرے مولا کے فرزند ہیں تو فرمایا: میں نے تم سے یہ نہیں دریافت کیا تھا، میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں آپ اپنے منشا و ارادہ سے مجھے آگاہ فرمائیں؟ فرمایا: میں خاتم الاوصیاء ہوں، خدائے بزرگ و برتر میرے ہی ذریعے میرے خاندان اور شیعوں سے بلا کو دور کرے گا۔ ۲۲۲۔ ”وفیہ باسناده عن عبد اللہ بن جعفر الحمیری قال: سألت محمد بن عثمان العمری رضی اللہ عنہ فقلت له : أرأیت صاحب هذا الامر؟ فقال: نعم وآخر عہدی بہ عند بیت (اللہ الحرام وهو یقول : اللہم انجز لی ما وعدتہ) ” (۲)

نیز اسی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ ابن جعفر حمیری سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے محمد ابن عثمان عمری سے دریافت کیا: کیا اس امر کے صاحب (امام زمانہ -) کو آپ نے دیکھا ہے؟ جواب دیا: ہاں یہ آخری مرحلہ (غیبیت کبریٰ کے بعد) میں اتفاق ہوا تھا بیت اللہ الحرام کے پاس تھا اور وہ خدا سے درخواست کر رہے تھے کہ ان کے آبائے کرام کے خون کا انتقام اور نصرت کا وعدہ عملی کرے۔

۱۔ (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۴۱۔ تبصرة الولی، حدیث ۵۶۳۔)
۲۔ (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۲۸۔ وسائل الشیعة، ج ۹، ص ۳۶۰۔ احتجاج، ج ۲، ص ۲۸۲۔)

۲۲۳۔ ”وفیہ باسناده عن عبد اللہ بن جعفر الحمیری قال سمعت محمد بن عثمان العمری (رضی اللہ عنہ) یقول رایتہ - صلوات اللہ علیہ - متعلقاً باستار الکعبة فی المستجار وهو یقول (اللہم انتقم لی من اعدائی) ” (۱)
مزید اسی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ ابن جعفر حمیری سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے محمد ابن عثمان عمری حضرت کے پہلے نائب کو کہتے سنا ہے کہ میں نے حضرت (بقیۃ اللہ الاعظم) کو باب مستجار میں خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا و مناجات فرما رہے تھے: اے میرے پروردگار! میرے دشمنوں سے میرا انتقام لے۔

۲۲۴۔ شیخ بزرگوار علامہ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کمال الدین میں اپنی سند کے ساتھ ابو محمد حسن ابن وجناء نصیبی سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے : ”كنت ساجداً تحت المیزاب فی رابع اربع وخمسين حجة بعد العتمة ، وانا اتضرع فی الدعاء اذ حرکني محرک فقال: قم یا حسن بن وجناء ، قال فقممت فاذا جاریة صفراء نحيفة البدن اقول: انھا من ابناء اربعین فما فوقها فمشت بین یدی وانا لا اسئلها عن شیء حتی اتت بی الی دار خدیجة سلام اللہ علیہا وفيها بیت بابہ فی وسط الحائط وله درج ساج یرتقی فصعدت الجارية وجاءت نى النداء: اصعد یا حسن فصعدت فوقفت بالباب ، فقال لی صاحب الزمان علیہ السلام یا حسن اتراک خفیت علیّ واللہ ما من وقت فی حجک الا وانا معک فیہ ثم جعل یعدّ علیّ او ثانی فوقعت مغشياً علیّ وجهی فحسست بید قد وقعت علیّ فقممت ، فقال لی یا حسن الزم دار جعفر بن محمد علیہما السلام ولا یهمنک طعامک ولا شرابک ولا مایسر

۱۔ (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۴۰۔ وسائل الشیعة، ج ۱۲، ص ۲۵۹۔ غیبت طوسی، ص ۳۲۵۱۔ معجم (احادیث الامام المہدی -، ج ۴، ص ۲۹۳۔)

عورتک ، ثم دفع الی دفترأ فیہ دعاء الفرج وصلاة علیہ فقال بهذا فادع، وهكذا صلّ علیّ ، ولا تعطه الا محقّی اولیائی فانّ اللہ

جَلَّ جلاله مَوْفَقَكَ فَقُلْتُ يَا مَوْلَايَ لَا أَرَاكَ بَعْدَهَا ؟ فَقَالَ يَا حَسَنُ إِذَا شَاءَ اللَّهُ ، قَالَ فَانصرفت من حَجَّتِي وَلَزِمْتُ دَارَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ (عَلَيْهِمَا السَّلَام) فَأَنَا أَخْرَجَ مِنْهَا فَلَا أَدْعُو إِلَيْهَا إِلَّا لثَلَاثَ خَصَالٍ : لِتَجْدِيدِ وَضُوءٍ أَوْ لِنَوْمٍ أَوْ لَوَقْتِ الْأَفْطَارِ ، وَادْخُلَ بَيْتِي وَقْتُ الْأَفْطَارِ فَاصْبِيبَ رِبَاعِيًّا مَمْلُوءًا مَاءً وَرَغِيفًا عَلَى رَأْسِهِ وَعَلَيْهِ مَا تَنْتَهِي بِالنَّهَارِ فَأَكُلُ ذَلِكَ فَهُوَ كِفَايَةُ لِي ، وَكُسُوةُ الشِّتَاءِ فِي وَقْتِ الشِّتَاءِ وَكُسُوةُ الصَّيْفِ فِي وَقْتِ الصَّيْفِ وَأَنِّي لَأَدْخُلُ الْمَاءَ بِالنَّهَارِ فَأَرْشُ الْبَيْتَ وَدَاعَ الْكُوزِ فَارْغًا فَأَوْتِي بِالطَّعَامِ وَلَا حَاجَةَ لِي إِلَيْهِ فَاصْدُقْ بِهِ لِيلاً كَيْلَا يَعْلَمَ بِي مَنْ مَعِيَ ” (۱)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ابو محمد حسن و جناء نصیبی سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: میرا چوتھوں سفر حج تھا، نماز عشاء کے بعد طواف کے چوتھے چکر میں تحتِ میزاب سجدے کے عالم میں گریہ و زاری کے ساتھ دعا میں مشغول تھا کہ ناگاہ کسی نے میرا شانہ ہلایا اور کہا: اے حسن ابن و جناء اٹھو! جب میں اٹھا تو دیکھا کہ ایک نحیف و لاغر گورے رنگ کی کنیز ہے جس کا سن چالیس سال یا کچھ زیادہ ہے وہ مجھے لے کر چلی اور میں بھی اسی کے پیچھے چلنے لگا میں نے اس سے کچھ نہ پوچھا کہ کہاں لے جا رہی ہے یہاں تک کہ وہ مجھے حضرت خدیجہ - کے گھر پر لے آئی اس میں ایک کمرہ تھا جس کا دروازہ دیوار کے درمیان تھا، وہیں سے اوپر جانے کے لیے ایک لکڑی کا زینہ تھا وہ کنیز اوپر چلی گئی اور مجھ تک ایک آواز آئی: اے حسن! اوپر آجاؤ، لہذا میں اوپر گیا اور دروازہ کے پاس کھڑا ہو گیا (کہ ناگہاں) حضرت صاحب الزمان کو دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے حسن! کیا تمہارا خیال ہے کہ

۱، (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۴۴۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۲۔ معجم الاحادیث الامام المہدی، ج ۴، ص ۴۳۔

(تمہارے اعمال) مجھ سے مخفی ہیں؟ خدا کی قسم! میں تمہارے تمام حج میں ہر وقت تمہارے ساتھ ساتھ تھا پھر آپ ہر یک موقع حج (اور میرے اعمال کی کیفیت) کی نشان دہی فرمانے لگے، یہ سن کر مجھ پر غش کی حالت طاری ہو گئی اور میں وہیں زمین پر گر پڑا، اور یہ بھی محسوس کرتا رہا کہ حضرت اپنے دست مبارک میرے جسم پر پھیر رہے ہیں پھر میں کھڑا ہوا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا: اے حسن! تم مدینہ میں حضرت جعفر ابن محمد کے مکان میں رہا کرو تمہیں کھانے پینے اور پہننے اور ڈھننے کی فکر کی ضرورت نہیں ہے پھر آپ نے مجھے ایک کتابچہ عطا کیا جس میں دعائے فرج اور آپ پر صلوات کا طریقہ مرقوم تھا اور فرمایا: تم اس طرح دعا کیا کرو اور اسی طرح مجھ پر درود و صلوات بھیجا کرو یہ دعائے فرج اور طریقہ صلوات ہمارے حقیقی دوستوں کے علاوہ کسی اور کو نہ تعلیم دینا اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق عطا کرنے والا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! کیا اس کے بعد مجھے آپ کی دوبارہ زیارت نصیب نہ ہوگی؟ تو فرمایا: اے حسن! جب خدا چاہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حج سے واپس ہوا اور مدینہ میں حضرت جعفر ابن محمد - کے مکان میں رہنے لگا میں وہاں سے باہر آتا تھا اور دوبارہ واپس نہیں جاتا تھا مگر صرف تین چیزوں کے لیے، دوبارہ وضو کرنے یا سونے اور آرام کرنے کے لیے یا جب افطار کا وقت ہوتا تھا تو اپنے کمرے میں داخل ہوتا تھا تو میں دیکھتا تھا کہ ایک ظرف پانی روٹی اور ہر وہ غذا جو میرا دل چاہتا تھا موجود رہتی تھی، ان کو میں کھاتا تھا اور سردی کا لباس سردی میں اور گرمی کا لباس گرمی میں فراہم رہتا تھا میں روزانہ پانی میں داخل ہوتا تھا اور کمرے میں پانی چھڑکتا تھا اور پانی کے کوزہ کو خالی رکھتا تھا لیکن رات میں سب کو کھانے سے بھرا ہوا پاتا تھا اور وہ غذائیں جو دوسرے افراد مجھے دیتے تھے اسے رات میں صدقہ دے دیتا تھا تاکہ دوسرے لوگ اس واقعہ کو نہ سمجھ سکیں۔ مولف کہتے ہیں: صاحبانِ نعمت کو وہ نعمتیں گوارا ہوں ہمیں اور ان کے شرف دیدار کے تمام مشتاق اور منتظر افراد کو زیارت کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا میں صحت و عافیت عنایت کرے، ان کی اور ان کے اجدادِ طاہرین کی آخرت میں شفاعت نصیب فرمائے اور ان کے ظہور سے ہمارے لیے فرج و کشائش عطا کرے اور ان کی بہترین آرزوؤں کو ان تک پہنچا دے بحمد و آلہ الطاہرین۔

۲۔ بہترین / ۴۲

۴۲۔ و حکماً لمن قضی (اور قضاوت کرنے والوں کے لیے قطعی حکم اور فیصلہ ہے) (قرآن مجید ہر اس شخص کے لیے جو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا چاہتا ہے اس کے حکم کی سند اور مرجع ہے کیوں کہ اس کا حکم محکم اور حق ہے اور اس کے علاوہ باطل، خدائے بزرگ و برتر نے متعدد مقامات پر ان افراد کو جو قرآن کے علاوہ حکم اور قضاوت کرتے ہیں انہیں شدید الفاظ میں ظالم و فاسق اور کافر سے یاد کیا ہے: (۱) اور جو بھی خدا کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کرے گا وہ ظالموں میں شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

شک ہم نے توریت کو نازل کیا ہے جس میں ہدایت اور نور ہے اور اس کے ذریعہ اطاعت گزار انبیاء یہودیوں کے لیے فیصلہ کرتے ہیں اور اللہ والے اور علمائے یہود اس چیز سے فیصلہ کرتے ہیں جس کا کتاب خدا میں ان کو محافظ بنایا گیا ہے اور جس کے یہ گواہ بھی ہیں لہذا تم ان لوگوں سے نہ ڈرو صرف ہم سے ڈرو اور خیردار تھوڑی سی قیمت کے لیے ہماری آیات کا کاروبار نہ کرنا اور جو بھی ہمارے

۱۔ سورنہ ماندہ، آیت ۴۵۔)

۲۔ سورنہ ماندہ، آیت ۴۴۔)

نازل کیے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا وہ سب کافر شمار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱ اہل انجیل کو چاہیے کہ خدا نے جو حکم نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں کہ جو بھی تنزیل خدا کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا وہ فاسقوں میں شمار ہوگا۔ قرآن مجید جو تمام قاضیوں کے لیے مرجع اور سند ہے اور حق کو باطل سے جدا اور بیان کرنے والی کتاب ہے، پیغمبر اکرم (ص) کی وصیت کے مطابق قاعدہ تلازم کے اعتبار سے قرآن اور اہل بیت عصمت و طہارت جب تک حوض کوثر پر وارد نہ ہو جائیں ایک دوسرے سے جدا ہونے والے نہیں ہیں اس کے علاوہ قرآن اس عظیم ہستی پر نازل ہوا ہے “ و اهل البيت ادري بما في البيت ” یعنی گھر کی باتوں سے گھر والے زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ اور تمام قرآنی علوم پیغمبر اکرم (ص) اور ان کے اوصیاء کے پاس موجود ہیں (۲) اور ہم نے ہر شے کو ایک روشن امام میں جمع کر دیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳) کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین کے اندر محفوظ نہ ہو۔ تفسیر صافی میں امام مبین سے مراد “اللوح المحفوظ” (۴) لوح محفوظ ہے۔ تفسیر قمی میں ذکر ہوا ہے “فی کتاب مبین و هو محکم” (۵) کتاب مبین سے مراد وہی محکم ہے۔

۱۔ سورنہ ماندہ، آیت ۴۷۔)

۲۔ سورنہ یسین، آیت ۱۲۔)

۳۔ سورنہ انعام، آیت ۵۹۔)

۴۔ تفسیر صافی، ج ۴، ص ۲۴۷۔)

۵۔ تفسیر قمی، ج ۲، ص ۲۱۲۔)

۲۲۵۔ تفسیر المیزان میں ابن عباس سے انہوں نے امیر المومنین سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: “ وانا والله الامام المبین ابین الحق من الباطل ورثته من رسول الله (ص) ” (۱)

امام علی - نے فرمایا: خدا کی قسم ! میں امام مبین ہوں حق کو باطل سے جدا اور بیان کرتا ہوں یہ علم میں نے پیغمبر سے ورثہ میں حاصل کیا ہے۔ ۲۲۶۔ “وفی تاویل الآیات لمولفہ الفقہ المفسر السید الشرف الدین علی الحسنی الأسترابادی النجفی باسناده عن صالح بن سهل قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام یقرء قال: فی امیر المؤمنین علیہ السلام ” (۲)

تاویل الآیات جو مفسر فقہ سید شرف الدین علی الحسنی استر آبادی نجفی کی تالیف ہے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ صالح ابن سهل سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - کو یوں پڑھتے ہوئے سنا: “ ” امیر المومنین کی ذات میں ہم نے ہر شے کا احصاء کر دیا ہے۔

۲۲۷۔ “ وفیه باسناده الی ابی الجارود عن محمد بن علی الباقر صلوات الله علیہما - قال لما نزلت هذه الآية علی رسول الله (ص) قال رجالن (ابو بکر و عمر) کما فی المعانی من مجلسها فقالا یا رسول الله هو التوراة ؟ قال لا قالوا هو الانجیل ؟ قال لا قالوا هو القرآن ؟ قال لا قال فاقبل امیر المؤمنین علیہ السلام فقال رسول الله (ص) هو هذا ، اتہ الامام الذی احصى الله تبارک و تعالیٰ فیہ علم کلشیء یعنی علم ماکان وما یکون الی یوم) القیمۃ ” (۳)

۱۔ تفسیر المیزان، ج ۱۷، ص ۷۰۔)

۲۔ تاویل الآیات، ج ۲، ص ۴۸۷۔)

۳۔ گزشتہ حوالہ۔

صاحب کتاب تاویل الآيات نے اپنی سند کے ساتھ ابو الجارود سے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: جب یہ آیت رسول خدا (ص) پر نازل ہوئی (یعنی ابوبکر اور عمر) اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ (ص)! کیا امام مبین سے مراد توریت ہے؟ فرمایا: نہیں، عرض کیا: کیا انجیل مراد ہے؟ فرمایا: نہیں، پھر دریافت کیا قرآن مراد ہے؟ فرمایا: نہیں، اسی اثنا میں امیر المومنین علی - تشریف لائے تو رسول اللہ نے فرمایا: وہ امام یہ ہیں۔

یہ وہ امام ہیں کہ خدائے بزرگ و برتر نے انہیں ہر شے کا علم عطا فرمایا ہے یعنی ماضی اور مستقبل کا روز قیامت تک کا علم ودیعت کیا ہے۔ ۲۲۸ - ”ویوید ہذا التاویل قول النبی (ص) فی خطبۃ یوم الغدیر : معاشر الناس ما من علم الا وقد احصاه اللہ فی کلّ علم علّمت فقد احصیتہ فی امام المتقین وما من علم الا وقد علّمته (علیاً و هو الامام المبین ” (۱)

نبی اکرم (ص) کے اس قول کی تائید میں وہ فقرہ ہے جو آپ نے غدیر کے دن ایک مفصل خطبہ میں حاجیوں کے کثیر مجمع میں کہ جن کی تعداد دو لاکھ تک بتائی گئی ہے فرمایا: اے لوگو! کوئی علم ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ خدائے بزرگ و برتر نے اسے مجھے عطا کیا ہو اور ہر وہ علم جسے میں نے اللہ تعالیٰ سے اخذ کیا ہے ان سب کو امام المتقین کو عطا کیا اور کوئی علم ایسا نہیں ہے کہ جس کو میں نے علی - کو تعلیم نہ کیا ہو اور وہ وہی امام مبین ہے کہ جس کا آیت میں ذکر ہوا ہے۔

۱۔) احتجاج، ج ۱، ص ۷۴۔)

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۳۔ نزول آسمانی

۳۔ ”القرآن منزل من السماء : والحجة منزل نوره قبل الخلق السموات والارض“ قرآن آسمان سے نازل ہوا ہے اور حجت کا نور بھی تمام آسمان اور زمین کی خلقت سے پہلے نازل کیا گیا۔

وہ آیات جو قرآن کو آسمان سے نازل ہونے کو بیان کرتی ہیں بہت ہیں ہم ان میں سے چند آیات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہاں تک کہ فرمایا: (۱) الم یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے یہ صاحبان تقویٰ اور پرہیز گار لوگوں کے لیے مجسمہ ہدایت ہے۔ اگر تمہیں اس کلام کے بارے میں کوئی شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کا جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جتنے تمہارے مددگار

۱۔) سورہ بقرہ، آیت ۲۳۔)

ہیں سب کو بلاؤ اگر تم اپنے دعوے اور خیال میں سچے ہو۔) اور فرمایا: (۱) ہم نے اس قرآن کو ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے ہم نے شک عذاب سے ڈرانے والے تھے۔

(مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا ہے۔) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳) حقیقت میں ہم نے آپ پر قرآن تدریجی طور پر نازل کیا ہے۔) اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۴)

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا: (۵) اور قیامت کے دن ہم ہر گروہ کے خلاف انہیں میں کا ایک گواہ اٹھائیں گے اور پیغمبر آپ کو ان سب کا گواہ بنا کر لے آئیں گے اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے۔

۱۔) سورہ دخان، آیت ۳۔)

۲۔) سورہ طور، آیت ۱۔)

- ۳)۔ سورنہ هل اتي، آیت ۲۳ ۔
 ۴)۔ سورنہ حجر، آیت ۹۱ ۔
 ۵)۔ سورنہ نحل، آیت ۸۹ ۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)
 بابرکت ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا ہے تاکہ وہ سارے عالمین کے لیے عذاب الہی سے ڈرانے والا بن جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)
 طہ، ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نہیں نازل کیا ہے کہ آپ اپنے کو زحمت میں ڈال دیں یہ تو ان لوگوں کی یاد دہانی کے لیے ہے کہ جن کے دلوں میں خوف خدا ہے۔ یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند ترین آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳)
 یقیناً یہ بڑا محترم قرآن ہے جسے ایک پوشیدہ کتاب میں رکھا گیا ہے اسے پاک و پاکیزہ افراد کے علاوہ کوئی چھو بھی نہیں سکتا ہے یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا: (۴)
 حم، خدائے رحمان و رحیم کی تنزیل ہے اس کتاب کی آیتیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں عربی زبان کا قرآن ہے اس قوم کے لیے جو سمجھنے والی ہو۔

- ۱)۔ سورنہ فرقان، آیت ۱ ۔
 ۲)۔ سورنہ طہ، آیت ۱۔۴ ۔
 ۳)۔ سورنہ واقعہ، آیت ۴۰ ۔
 ۴)۔ سورنہ فصلت، آیت ۳ ۔

(نیز اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱)
 تو آپ کہہ دیجیے کہ اس قرآن کو روح القدس جبرئیل نے تمہارے پروردگار کی طرف حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ صاحبان ایمان کو ثبات و استقلال عطا کرے۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)
 ہم نے آپ کی طرف یہ برحق کتاب نازل کی ہے کہ لوگوں کے درمیان حکم خدا کے مطابق فیصلہ کریں۔ اس کے علاوہ اور وہ آیات جو کلی طور پر قرآن کے آسمان سے نازل ہونے پر دلالت کرتی ہیں، لیکن اس کے نزول کی تاریخ اور کیفیت ذکر ہوگی۔ قرآن کے نزول کے آغاز کے بارے میں محققین علماء اور مفسرین کے مختلف نظریات پائے جاتے ہیں، بعض مفسرین اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ نزول قرآن کا آغاز نیمہ شعبان (حضرت بقیۃ اللہ مہدی آل محمد - کی ولادت باسعادت کے موقع) پر ہوا اور سورنہ دخان کی آیات میں مبارک شب سے مراد وہی نیمہ شعبان کی رات ہے۔ لیکن اکثر مفسرین اور محدثین کا عقیدہ یہ ہے کہ نزول قرآن کا آغاز ماہ رمضان میں ہوا تھا، یہاں تک کہ بعض نے اس کی رات اور دن کو بھی مشخص کیا ہے اور بعض دوسروں نے وقت معین کیے بغیر ذکر کیا ہے۔
 آیہ کریمہ کی صراحت کی طرف توجہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

- ۱)۔ سورنہ نحل، آیت ۱۰۲ ۔
 ۲)۔ سورنہ نساء، آیت ۱۰۵ ۔

بطور مسلم بغیر کسی شک و شبہ کے قرآن کے نزول کا آغاز شب قدر میں ہوا ہے اگرچہ خود شب قدر کے تعین میں مختلف آراء و نظریات پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ان میں سے ایک شب نیمہ شعبان، پہلی، سترہویں، انیسویں، اکیسویں، تینیسویں، چوبیسویں، پچیسویں،

ستائیسویں ماہ رمضان کی شب میں احتمال دیا ہے، لیکن سورہ قدر، دخان اور بقرہ کی آیات کی جمع بندی کے ساتھ ظن قوی حاصل ہوتا ہے کہ شب قدر ماہ مبارک رمضان کی دس آخری راتوں میں سے ایک ہے۔

سورئہ مبارکہ قدر میں ہم پڑھتے ہیں بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا ہے اس آیہ کریمہ میں صرف علت ذکر نہ ہونے کی وجہ سے مرجع ضمیر سے یہ استفادہ نہیں ہوتا کہ جو کچھ شب قدر میں نازل ہوا وہ قرآن ہے اور ، سورئہ دخان میں ہم پڑھتے ہیں کتاب مبین کی قسم ! کہ ہم نے اس کو مبارک رات میں نازل کیا ہے ہم بے شک عذاب سے ڈرانے والے تھے اس رات میں تمام حکمت و مصلحت کے امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس آیت میں ”انزلناہ“ کی ضمیر کتاب مبین جو قرآن ہے اس کی طرف پلٹتی ہے اور مبارک شب سے مراد وہی شب قدر ہے اس لیے کہ آیہ کریمہ فرماتی ہے: ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں، روایات بھی اسی معنی کی تائید کرتی ہیں۔ ۲۲۹۔ ”وفی الخصال باسناده عن حسان بن مہران قال سألت ابا عبد الله عليه السلام (عن ليلة القدر فقال التمسها ليلة احدى و عشرين وليلة ثلث و عشرين ” (۱)

۱۔ (الخصال، ص ۵۱۹)۔

خصال میں صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ حسان مہران سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا: تو فرمایا: اسے اکیسویں اور تینیسویں شب میں تلاش کرو۔ ۲۳۰۔ بعض معصومین سے مروی روایات میں لوگوں نے سوال کیا کہ ان دونوں شب میں سے کوئی ایک شب قدر معین فرمائیں؟ تو حضرت - نے معین نہیں کیا بلکہ فرمایا: ”ما ایسر لیلین فیما تطلب“ (۱) کتنا آسان ہے کہ اپنے مطلوب کو ان دو راتوں میں تلاش کرو۔ ۲۳۱۔ یا یہ قول فرمایا: ”ما علیک ان تفعل خیراً فی لیلین“ (۲) تمہیں کیا ہو جائے گا کہ ان دو راتوں میں اعمال خیر انجام دو؟

بہت سی حدیثوں سے استفادہ ہوتا ہے کہ شب قدر تینیسویں شب ہے اور خود حضرات معصومین کے اعمال بھی اسی معنی کی نشان دہی کرتے ہیں: دعائم الاسلام میں روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت رسول اکرم (ص) ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں اپنے بستر جمع کر لیتے اور عبادت کے لیے اپنی کمر ہمت کو محکم طور پر باندھ لیتے تھے اور تینیسویں کی شب اپنے اہل خانہ کو بیدار رکھتے تھے اور جنہیں نیند آنے لگتی تھی تو ان کے چہروں پر آب پاشی کرتے تھے۔ اور حضرت فاطمہ زہرا # اس رات اپنے اہل خانہ میں سے کسی کو سونے نہیں دیتی تھیں ان کے نہ سونے کا علاج غذا کم کھلانے سے کیا کرتی تھیں اور انہیں تینیسویں کی شب بیدار رہنے کے لیے آمادہ کرتی تھیں نیز فرماتی تھیں: محروم وہ شخص ہے جو آج کی رات کی خیر و خوبی سے محروم ہو جائے اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق سخت مریض ہو گئے تھے جب تینیسویں کی شب آئی تو اپنے چاہنے والوں کو حکم دیا کہ انہیں اٹھا کر مسجد لے جائیں اور اس رات صبح تک مسجد میں تھے اور ملائکہ و روح جو اعظم ملائکہ کہلاتے ہیں اسی شب قدر

۱۔ (فروع کافی، ج ۱، ص ۲۰۶)۔

۲۔ (تہذیب الاحکام، ج ۳، ص ۵۸)۔

میں اذن پروردگار سے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور امام زمانہ - کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوتے ہیں اور تمام مخلوقات کی تقدیروں کو امام کے سامنے پیش کرتے ہیں نزول کی کیفیت کو ”فلجا لمن حاج بہ“ کے فقرہ میں ذکر کیا ہے وہاں رجوع کریں۔ مصلح جہانی امام زمانہ - کا یگانہ مقدس نور اور ان کے آباء و اجداد کرام کے انوار مقدسہ بھی قرآن کی طرح عالم بالا سے نازل ہوئے ہیں۔

۲۳۲۔ ”وفیہ باسناده عن محمد بن الفضیل عن ابی الحسن علیہ السلام : قال سألتہ عن قول اللہ تبارک وتعالیٰ قال یریدون لیطفؤوا ولایۃ امیر المؤمنین علیہ السلام بأفواہم ، قلت قوله قال یقول : واللہ متّم الامامة والامامة ہی النور وذٰلک قوله تعالیٰ عزوجلّ قال : النور (هو الامام ” (۱)

اسی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ محمد ابن فضیل سے انہوں نے حضرت ابو الحسن - سے نقل کیا ہے کہ راوی کا بیان ہے: میں نے آیہ کریمہ َ

(۲) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔ کا معنی دریافت کیا تو حضرت نے (فرمایا: چاہتے ہیں کہ

امیر المومنین - کی ولایت کو اپنی ناروا اور ننگین پروپیگنڈوں سے خاموش کر دیں، میں نے عرض کیا: کلام الہی “و اللہ متہ نورہ” اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے، سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: خدائے بزرگ و برتر امامت کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والا ہے اور امامت وہی نور ہے اور برہان و بیان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۳) لٰہٰذَا خدا اور رسول

- ۱.) اصول کافی، ج ۱، ص ۱۹۶ .)
- ۲.) سورئہ صف، آیت ۸ .)
- ۳.) سورئہ تغابن، آیت ۸ .)

اور اس نور پر ایمان لے اؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے، فرمایا: نور سے مراد وہی امام ہے۔
۲۳۳۔ “وفیه : علی بن ابراہیم باسنادہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ تعالیٰ الی قوله (۱) قال: النور فی هذا الموضع (علی) امیر المؤمنین)“ والائمة علیہم السلام (۲)
نیز اسی کتاب میں علی ابن ابراہیم قمی نے اپنی سند کے ساتھ امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا:
آیہ کریمہ میں جو لوگ رسول امی کا اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر اپنے پاس توریت اور انجیل میں (جو آسمان سے نازل ہوئی ہے) لکھا ہوا پاتے ہیں کہ وہ نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے یہاں تک کہ فرمایا: اتباع کرو اس نور کا جو اس پیغمبر کے ہمراہ نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، فرمایا: یہاں نور سے مراد امیر المومنین اور ائمہ کا نور ہے۔

۱. سورئہ اعراف، آیت ۱۵۷۔
۲. اصول کافی، ج ۱، ص ۱۹۴۔

۴۔ جاوداں
۴۔ القرآن باقیۃ ما دامت السموات والارض: والحجة باقیۃ الیٰ ان یشاء اللہ ان یریقہ قرآن کریم جاودانی اور دائمی ہے جب تک کہ تمام آسمان اور زمین ثابت اور اپنی جگہ باقی ہیں اور کبھی بھی زوال پذیر نہیں ہوں گے اسی طرح حجت خدا امام زمانہ - بھی ہمیشہ زندہ و پائندہ ہیں کہ جب تک خدا چاہے۔
(اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)
ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔) نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)
بابرکت ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا ہے تاکہ وہ سارے عالمین کے لیے عذاب الہی سے ڈرانے والا بن جائے۔

- ۱.) سورئہ حجر، آیت ۹۔)
۲.) سورئہ فرقان، آیت ۱۔)

خدا نے بزرگ و برتر نے فرمایا - (۱)
اور تم سب اللہ کی رسی کو پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)
حم، اس روشن کتاب کی قسم ہے شک ہم نے اسے عربی قرآن قرار دیا ہے تاکہ سمجھ سکو اور یہ ہمارے پاس لوح محفوظ ہے نہایت درجہ بلند اور پُر از حکمت کتاب ہے۔ اس کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں جو تینوں منطقی دلالت (مطابق)،

تضمنی اور التزامی) کے مطابق اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور اس کتاب کی حفاظت ذات اقدس الہی پر ہی منحصر ہے۔ لیکن احادیث بہت زیادہ ہیں من جملہ ان میں سے ایک حدیث ثقلین ہے۔
 ۲۳۵۔ ”وفی البصائر عن ابی جعفر علیہ السلام قال : قال رسول اللہ (ص) : یا ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین الثقل الاکبر والثقل الأصغر ان تمسکتم بہما لن تضلوا ولا تنبدلوا ، وانی سنلت اللطیف الخبیر ان لا یفترقا حتی یردا علی“

۱۔ (سورنہ آل عمران، آیت، ۱۰۳۔)

۲۔ (سورنہ زخرف، آیت ۴۰۔)

الحوض فاعطیت ذلک ، قالوا وما الثقل الاکبر وما الثقل الاصغر ؟ قال علیہ السلام : الثقل الاکبر (کتاب اللہ سبب طرفہ بیداللہ و سبب طرفہ بایدیکم والثقل الاصغر عترتی و اہل بیٹی ” (۱)
 بصائر الدرجات میں امام محمد باقر - سے منقول ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو عظیم (گران قدر) چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک بڑی اور دوسری چھوٹی ہے اگر ان دونوں سے متمسک رہو گے تو ہرگز ہر گز گمراہ نہ ہو گے اور اسے کسی چیز میں تبدیل نہ کرنا میں نے خدائے لطیف و خبیر سے درخواست کی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے میرے پاس وارد ہوں اور اللہ تعالیٰ نے میری درخواست قبول کی اور مجھے عطا فرمایا ہے، لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! وہ بڑی گران قدر چیز کیا ہے؟ اور ان میں چھوٹی کون سی شے ہے؟ فرمایا: بڑی گران قدر شے وہی کتاب خدا ہے کہ جس کا ایک سرا خدا کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے، اور چھوٹی گران قدر شے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔
 ۲۳۶۔ ”عن ابی ثابت مولى ابی ذر قال : سمعت ام سلمة تقول : سمعت رسول اللہ (ص) فی مرضه الذی قبض فیہ یقول وقد امتلئت الحجرة من اصحابہ : ایہا الناس یوشک ان اقبض سریعاً فینطلق بی وقد قدمت الیکم الا انی مخلف فیکم کتاب اللہ ربی عزوجل وعترتی اہل بیٹی ، ثم اخذ بید علی علیہ السلام فرفعها فقال: هذا علی مع القرآن والقرآن مع علی خلیفتان (نصیران لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلہما ماذا خلّفت فیہما ” (۲) ابو ثابت غلام ابوذر رضوان اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے ام سلمہ

۱۔ (بصائر الدرجات، ص ۴۳۴۔ مختصر بصائر الدرجات، ص ۹۱۔)

۲۔ (بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۴۷۶۔)

کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میں نے رسول خدا (ص) سے اس مرض الموت کی حالت میں جب انہوں نے دنیا سے رحلت فرمائی سنا کہ اس موقع پر آپ کا حجر مبارک اصحاب سے بھرا ہوا تھا تو وہ فرما رہے تھے: اے لوگو! میرے دنیا سے جانے کا وقت نزدیک آچکا ہے میں تمہارے سامنے آیا ہوں جان لو ، آگاہ ہوجاؤ یقیناً میں تمہارے درمیان (دو چیزیں بطور امانت چھوڑ رہا ہوں) اپنے پروردگار کی کتاب اور اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں، پھر حضرت علی - کا دست مبارک پکڑا اور بلند کر کے فرمایا: یہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں میرے خلیفہ اور ایک دوسرے کے ناصر و مددگار ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے میرے پاس وارد ہوں گے پھر میں ان دونوں سے سوال کروں گا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟

حدیث ثقلین ان روایات میں سے ہے جو رسول خدا (ص) سے شیعہ سنی طرق سے تواتر کے ساتھ نقل ہوئی ہے اور اس کے ذریعے استقلال اور اثبات کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین - پیغمبر (ص) کے بعد ولایت و خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ یہ مبارک حدیث شیعہ طرق سے مشہور بلکہ اس کا متواتر ہونا غیر قابل انکار ہے، یہاں تک کہ طرق اہل سنت سے بھی کتب صحاح ستہ میں معتبر اسانید اور تواتر کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔ ۲۳۷۔ ”ففی مسند احمد بن حنبل بالاسناد عن ابی سعید الخدری قال! قال رسول اللہ (ص) انی قد ترکت فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی واحدهما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی و اہل بیٹی الا واثمہما لن یفترقا حتی یردا (علی الحوض (۱)) وقد روی عن ابی بکر انه قال عترۃ النبی (ص) علی علیہ السلام ” (۲)

٢) - بحار الانوار، ج ٢٣، ص ١٠٦ -)

احمد ابن حنبل نے اپنی کتاب مسند میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا: یقیناً میں تمہارے درمیان دو عمدہ گراں قدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں میرے بعد جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے اور مضبوطی سے تھامے رہو گے ہر گز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے ایک کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوئی ہے اور دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں جان لو کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں۔ اور ابوبکر سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے کہا: نبی اکرم (ص) کی عترت علی - ہیں۔

۲۳۸۔ “ وفی صحیح مسلم عنہ (ص) ، اَنّہ قام خطیباً فینا بماء یدعیٰ خماً بین مکة والمدینة فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال (ص) ایہا الناس انما انا بشر یوشک ان یأتینی رسول ربّی فاجیب ، وانی تارک فیکم الثقلین احدہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ تعالیٰ ورغب فیہ ثم قال علیہ السلام واهل بیتی انکرکم) اللہ فی اہل بیتی انکرکم اللہ فی اہل بیتی انکرکم اللہ فی اہل بیتی ” (۱ صحیح مسلم میں پیغمبر اکرم (ص) سے منقول ہے کہ : رسول خدا (ص) ہمارے درمیان ایک پانی کے جمع ہونے کی جگہ جسے “خم” کہتے ہیں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا حمد وثنائے الہی کی موعظہ و نصیحت فرمائی پھر فرمایا: اے لوگو! میں بھی صرف تمہاری طرح ایک انسان ہوں قریب ہے خدا کا فرستادہ (عزرائیل) میرے پاس آئے اور میں لبیک کہوں اب میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے کہ جس میں

١) (صحیح مسلم، ج ٧، ص ١٢٢، ط محمد علی صبیح.)

ہدایت اور نور ہے لہذا کتاب خدا سے متمسک رہو اسے مضبوطی سے پکڑے رہو پھر کتاب خدا کی بہت زیادہ ترغیب و توصیف بیان کی پھر فرمایا: دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں خدا کے واسطے سے تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں یاد دہانی کراتا ہوں ، تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں یاد دہانی کراتا ہوں ، (خدا کے لیے میرے اہل بیت کو مدّ نظر قرار دینا) اس کلام کی تین مرتبہ تاکید فرمائی۔

۲۳۹۔ “وَعَنْ كِتَابِ الْمَجْمَعِ بَيْنَ الصَّاحِبِ السَّيِّدِ عَنْ سَنَنِ أَبِي دَاوُدَ وَعَنْ صَحِيحِ التِّرْمِذِيِّ بِإِسْنَادِهِمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) قَالَ: آتَى تَارَكَ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضَلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ وَهُوَ كِتَابُ اللَّهِ الْمَمْنُودُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِزَّتِي أَهْلَ بَيْتِي (لَنْ) يَفْتَرِقَا حَتَّىٰ يَرْدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانظُرُوا كَيْفَ تَخْلَفُونِي فِي عِزَّتِي ” (۱)

کتاب مجمع اور سنن ابو داؤد میں صحیح ترمذی سے کہ ان دونوں نے اپنے اسناد کے ساتھ رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: یقیناً میں تمہارے درمیان عمدہ گران قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں میرے بعد جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے اور مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز ضلالت و گمراہی میں نہیں پڑو گے ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ بڑی ہے اور وہ کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوئی رسی ہے اور دوسرے میری عزت جو میرے اہل بیت ہیں اور یہ قرآن و اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے، دقت سے غور کرو کہ میری عزت کے ساتھ تم کیسا سلوک کرتے ہو۔

۲۴۰۔ “ > وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا < بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) :

١). كنز العمال، ج ١، ص ٣٨١.

اِيَّهَا النَّاسُ اِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ اِنْ اخَذْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي اِحَدُهُمَا اكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اَوْ قَالَ اِلَى الْأَرْضِ وَعِثْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي الْاِلا وَانْهَمَا لَنْ يَفْتَرِقَا (حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ ” (۱)

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ کی تفسیر میں اپنے متعدد اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: اے لوگو! یقیناً میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔

دونوں میرے خلیفہ اور نمائندے ہیں جب تک ان دونوں کو باہم لیے رہو گے (اور عمل کرو گے) تو ہرگز ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے اور وہ کتاب اللہ ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوئی رسی ہے اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں جان لو یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔

۲۴۱۔ “وعن ابی الحسن الفقیہ فی مائۃ منقبۃ عن زید بن ثابت قال : قال رسول اللہ (ص) انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعلی بن ابی طالب افضل لکم من کتاب اللہ لأَنَّهُ مترجم (لکم کتاب اللہ) ” (۲)

ابو الحسن فقیر سے ابن شاذان نے کتاب مائۃ منقبۃ میں زید ابن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو عمدہ گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے علی بن ابی طالب - اور وہ تمہارے لیے کتاب سے افضل ہیں کیوں کہ وہ کتاب اللہ کی تمہارے لیے ترجمانی کرنے والے ہیں۔

۲۴۲۔ “وعن موفق بن احمد ابو المؤید اخطب خوارزمی بالأسناد عن مجاهد

۱) (بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۱۰۷)۔
۲) (مائۃ منقبۃ، ص ۱۴۷، بہ نقل مقتل الحسین خوارزمی، ص ۳۲۔ ارشاد القلوب، ص ۳۷۸)۔

قال قيل لابن عباس ما تقول في علي كرم الله وجهه ؟ فقال: ذكرت والله احد الثقلين سبقنا بالشهادتين وصلى بالقبلتين وبابع البيعتين (۱) وهو ابو السبطين الحسن والحسين وردت عليه الشمس مرتين ” (۲) بعد ما غاب عن الثقلين وجرّد السيف تارتين (۳) وهو صاحب الكونين فمثله) “ في الامة مثل ذي القرنين ، ذاك مولاي علي بن ابی طالب عليه السلام (۴)

ابو المؤید اخطب خوارزمی نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد سے روایت کی ہے کہ ابن عباس سے روایت نقل کی گئی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ علی کرم اللہ وجہ کی شان میں کیا کہتے ہیں؟ کہا: خدا کی قسم! اس شخص کی گفتگو ہمارے درمیان کی ہے جو ثقلین میں سے ایک ہے اور کلمۂ شہادتین یعنی وحدانیت خدا اور رسول خدا (ص) کی رسالت کی گواہی میں سبقت کی ہے دو قبلوں (بیت المقدس اور بیت اللہ الحرام) کی طرف نماز پڑھی ہے دو دفعہ بیعت (بیعت رضوان اور بیعت ذو العشرہ) کی ہے آپ دو فرزندوں حسن و حسین کے باپ ہیں، آپ کی خاطر دو مرتبہ سورج واپس لوٹا۔ جب وہ دونوں قبلہ سے غائب اور غروب ہو چکا تھا اور دو مرتبہ تلوار کھینچی اور وہی صاحب کونین (دنیا و آخرت ہیں آپ کی مثل ائمہ میں ذو القرنین کی مانند ہے اور وہ ہمارے آقا و مولا علی بن ابی طالب - ہیں۔

۱) (البیعتین: دو بیعت یعنی بیعت عشرہ یہ وہی بیعت ہے جو حضرت امیر المومنین نے رسول (ص) کے لیے کی تھی جب انہوں نے کہا: کون ہے جو میرے امر میں میرا شریک ہو اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے آیت اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ نازل ہوئی۔ اور بیعت غدیر (بیعت عشرہ ابتدا میں اور بیعت غدیر انتہا میں) اور علی ان دونوں فضیلت میں فرد فرید کی حیثیت رکھتے ہیں اور دونوں طرف کی فضیلت آپ کے حصر میں آئی ہے۔ ۲) (ردّ الشمس۔ ایک مرتبہ سورج کا پیغمبر (ص) کی دعا سے مقام صہباء سے پلٹنا اور)

دوسری مرتبہ سرزمین بابل میں۔

۳) (و جرّد السیف۔ ایک مرتبہ جنگ خیبر میں مرحب کے مقابل میں تلوار کھینچی اور دوسری (مرتبہ جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے مقابل میں۔

۴) (مناقب خوارزمی، ص ۳۳)۔

قرآن اور آخری حجت

مشرکات قرآن اور حجت زمان

۵۔ دائمی حیات

۵۔ “القرآن حیّ لا یموت والحجۃ حیّ لا یموت الیٰ یوم القیمۃ“

قرآن مجید زندہ و پائندہ ہے اور کبھی بھی فنا پذیر نہیں ہوگا حجت الہی امام زمانہ - بھی زندہ و پائندہ ہیں جب تک خدا چاہے۔

۲۴۳ - ”روی العیاشی باسناده عن ابی جعفر علیہ السلام فی قوله تعالیٰ اِنَّهٗ قَالَ: (علی) الہادی ومنا الہادی ، فقلت فانئت جعلت فداک الہادی قال صدقت انّ القرآن حی لا یموت والایة حیة لا تموت فلو كانت الاية اذا نزلت فی الاقوام وماتوا مات الاية لمات القرآن ،) ولكن هی جاریة فی الباقین کما جرت فی الماضین ” (۱)

عیاشی نے اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ امام محمد باقر - سے آیہ کریمہ (اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہوتا ہے) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: علی - ہدایت کرنے والے ہیں اور وہ ہم میں سے ہادی ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان! آپ بھی ہادی ہیں؟ فرمایا: تم نے سچ کہا یقیناً قرآن زندہ ہے اور اسے موت نہیں آئے گی یہاں تک کہ اس کی آیت

۱) (تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۰۳)۔

بھی زندہ جاوید ہے، اگر ایک آیت اقوام و ملل کے حق میں نازل ہوئی ہو اور ان کی وفات اور مرنے کے بعد اگر آیت کو موت آجاتی تو یقیناً قرآن بھی فنا ہوجاتا لیکن وہ آیت دوسروں کے حق میں جاری و ساری ہوتی ہے جس طرح دوسروں کے حق میں جاری و ساری تھی۔

۲۴۴ - ”وعن ابی عبد اللہ علیہ السلام : انّ القرآن حی لم یمت وائہ یجری کما یجری اللیل (والنہار ، وکما یجری الشمس القمر ، ویجری علیٰ آخرنا کما یجری علیٰ اولنا ” (۱ امام جعفر صادق - سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: قرآن زندہ ہے اور اسے موت نہیں آتی ہے اور وہ جاری و ساری ہے جس طرح کہ شب و روز جاری و ساری ہیں اور اسی طرح کہ جیسے آفتاب و مابتاب سیر اور حرکت کرتے ہیں قرآن بھی اس طرح ہمارے آخر پر جاری ہے جس طرح ہمارے اول پر جاری ہے۔

۲۴۵ - ”ولو انّ الاية اذا نزلت فی قوم ثم مات اولئک مات الاية لمابقی من القرآن شیء ولكنّ القرآن یجری اولہ علیٰ آخرہ ما دامت السموات والأرض ، ولکلّ قوم آية یتلوها هم منها من (خیر و شر ” (۲)

تفسیر قمی میں ذکر ہوا ہے: اگر ایک آیت کسی قوم کے درمیان نازل ہوئی ہو اور ایک مدت کے بعد اس قوم کے افراد مرجائیں تو ان کے مرنے کے بعد آیت کو بھی موت آجائے اور وہ ختم ہوجائے تو پھر قرآن میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی لیکن قرآن کی اول سے لے کر آخر تک سیر اور حرکت دائمی ہے جب تک تمام آسمان اور زمین جاری و ساری ہیں اور ہر ایک قوم و ملت کے لیے آیت ہے کہ جس کی وہ لوگ تلاوت کرتے ہیں وہ لوگ اسی آیت سے یا خیر میں سے یا شر میں ہیں۔ یعنی ہر بات اس

۱) (بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۴۰۴)۔

۲) (تفسیر قمی، ج ۱، ص ۲۱ - تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۱۰)۔

قوم کا اس آیت سے استفادہ کرنے پر موقوف اور وابستہ ہے یہ اگر اس طریقہ سے ہو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا اور اس کے ارادہ کے مطابق عمل کیا تو وہ خیر میں ہیں اور اگر اپنی خواہشات نفسانی کے تحت تاویل و توجیہ کی اور اس پر عمل کیا تو وہ شر میں ہیں۔ جیسا کہ اشارہ کیا جاچکا ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم - صاحب العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف بھی صبح قیامت تک زندہ جاوید ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے اپنی لازوال قدرت سے انہیں زندہ و باقی رکھے گا۔ آیات اور روایات اس معنی کی طرف صریحاً گویا ہیں اور ہم تیمناً و تبرکاً ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۲۴۶ - اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں فرمایا: (۱)

خداوند سبحان مخلوقات کی خلقت شروع کرنے سے پہلے خلیفہ معین کر رہا ہے، یہ خود مخلوقات کے درمیان خلیفہ کی موقعیت و اہمیت کے لیے بہت ہی واضح و روشن دلیل ہے۔ (۲۴۷ - امام جعفر صادق - نے بھی فرمایا: الحجة قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق (۲ حجت الہی کو (بدیہی طور پر چاہیے کہ) مخلوقات کی خلقت سے پہلے تخلیق کے وقت اور

مخلوقات کی خلقت کے بعد موجود ہونا چاہیے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے جب کبھی اپنی مخلوقات کو خلیفہ اور اپنی حجت سے پہلے خلق کرتا تو اسے مورد تلف قرار دیتا کہ یہ حکمت پروردگار کے تقاضے کے برخلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: (۳) کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل رکھتا ہے اور اس کے پیچھے اس کا گواہ بھی ہے۔

- ۱) (سورہ بقرہ، آیت ۳۰)۔
۲) (بصائر الدرجات، ص ۵۰۷ - کافی، ج ۱، ص ۱۷۷ - کمال الدین، ج ۱، ص ۶، ص ۲۲۱)۔ (۳) (سورہ بود، آیت ۱۷)۔

۲۴۸ - "وفی کمال الذین للصدوق علیہ الرحمة باسناده عن ابی بصیر ، عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل قال: الائمة من ولد علی وفاطمة علیہما السلام الی ان تقوم الساعة" (۱) شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کمال الدین میں ابو بصیر سے انہوں نے امام محمد باقر - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے آیہ کریمہ کے معنی میں فرمایا: وہ ائمہ اطہار ہیں جو اولاد علی و فاطمہ سے (ابتدائے خلقت سے) قیام قیامت تک ہیں۔
۲۴۹ - "وفیہ باسناده عن عبد الرحمن بن سلیمان عن ابیہ عن ابی جعفر علیہ السلام عن الحارث بن نوفل قال: قال علی علیہ السلام لرسول اللہ (ص) یا رسول اللہ أمنا الهداة أم من غیرنا ؟ قال : بل منّا الهداة (الی اللہ) الی یوم القیمة ، بنا استنقذہم اللہ عزوجل من ضلالة الشّرك ، وبنا یستنقذہم من ضلالة الفتنۃ ، وبنا یصبحون اخواناً بعد ضلالة الفتنۃ کما بنا اصبحوا (اخواناً بعد ضلالة الشّرك) وبنا یختم اللہ کما بنا فتح اللہ " (۱) اس کتاب میں عبد الرحمن ابن سلیمان سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے امام محمد باقر - سے انہوں نے حارث ابن نوفل سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے: حضرت علی - نے رسول خدا سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہدایت کرنے والے ہم میں سے ہیں یا ہمارے علاوہ دوسرے افراد ہیں؟ فرمایا: ہدایت کرنے والے ہم میں سے ہیں ابتدائے خلقت سے لے کر روز قیامت تک ، ہمارے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو گمراہی و شرک سے نجات دے گا اور ہمارے ہی ذریعہ آزمائشوں

- ۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۲۸۸ - بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۲۸۸)۔
۲) (کمال الدین، ج ۱، ص ۲۳۰)۔

میں ضلالت کے بعد بھی، ہمارے ہی ذریعہ شرک و ضلالت کے بعد ایک دوسرے کے بھائی ہوئے اور ہمارے ہی وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ختم کرے گا جس طرح ہمارے ہی وسیلہ سے آغاز کیا تھا۔
۲۵۰ - "عن عبد اللہ بن سلیمان العامری ، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: ما زالت الارض الا واللہ تعالیٰ ذکرہ فیہا حجة یعرف الحلال والحرام یدعوا الی سبیل اللہ جلّ وعزّ ولا ینقطع الحجّة من الأرض الا اربعین یوماً قبل یوم القیمة ، فاذا رفعت الحجة اغلق باب التوبة ولن ینفع نفساً ایمانہا لم تکن آمنت من قبل ان ترفع الحجّة اولئک شرار من خلق اللہ وهم الذین تقوم) علیہم القیامة" (۱)

عبد اللہ ابن عامری نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: جب تک زمین اپنی جگہ ثابت و برقرار رہے گی اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ایک حجت ہے جو حلال و حرام کو پہچانتا ہے اور لوگوں کو اللہ کی طرف اور خدا کے راستے کی سمت دعوت دیتا ہے اور زمین پر حجت کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا مگر قیامت واقع ہونے سے چالیس دن پہلے، اور جب زمین خدا سے حجت اٹھالی جائے گی تو توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے اور اس ایمان لانے والے کے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جو حجت الہی کے دفع ہونے کے بعد ہو۔ وہ لوگ مخلوقات خدا کے اشرار افراد ہیں اور قیامت انہیں لوگوں کے ضرر میں قائم ہوگی۔ لیکن وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ زمین بغیر حجت کے باقی نہیں رہے گی دلالت التزامی بلکہ تضمنی طور پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ لوگ قیام قیامت تک باقی رہیں گے۔ ۲۵۱ - "وفی کمال الدین : باسناده عن ابی حمزة الثمالی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قلت له اتبقى الأرض بغیر امام ؟ قال: لو بقیت الأرض بغیر امام ساعة

- ۱) (بصائر الدرجات، ص ۵۰۴ - دلائل الامامة، ص ۶۳۶)۔

(ساخت ” ۱)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کمال الدین میں ابو حمزہ ثمالی سے انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سے عرض کیا: کیا زمین بغیر امام کے باقی رہے گی؟ فرمایا: اگر زمین ایک ساعت بھی بغیر امام کے ہو تو وہ اپنے اندر نکل لے گی۔ ۲۵۲ - ”وفیہ باسناده عن ابراہیم بن ابی محمود قال: قال الرضا علیہ السلام: نحن حجج الله فی خلقه وخلفائه فی عبادہ ، وامناؤه علی سرہ ، ونحن كلمة التقوى ، والعروة الوثقى ، ونحن شهداء الله واعلامه فی بریئہ ، بنا یمسک الله السموات الارض ان تزولا ، بنا ینزل الغیث ینشر الرحمة ، ولا تخلو الارض من قائم منا ظاہر او خاف ، لو خلت یوماً بغیر حجة لما جت باهلها (کما یموج البحر بأهله ” (۲)

نیز اسی کتاب میں ابراہیم ابن ابو محمود سے منقول ہے کہ حضرت امام رضا - نے فرمایا: ہم خدا کی مخلوق کے درمیان حجج اور خلفاء ہیں اور اس کے بندوں کے درمیان نمائندے ہیں اور اس کے راز کے امانت دار ہیں، ہم کلمہ تقویٰ ہیں اور (ایمان کا) محکم دستہ ہیں ہم اللہ کے شہداء اور اس کی مخلوق میں نشانیاں ہیں، ہمارے وسیلے سے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو زوال اور فنا پذیر ہونے سے محفوظ رکھتا ہے اور ہماری وجہ سے رحمت کی بارش نازل ہوتی ہے اور وہ ہر جگہ پہنچتی ہے اور روئے زمین ہمارے قائم (آل محمد (ص)) سے خالی نہیں ہوگی خواہ وہ ظاہر ہو یا مخفی اور پس پردہ ہو اگر زمین ایک دن بھی بغیر حجت کے باقی رہ جائے تو دریا کی موج کی طرح اپنے ساکنوں کو اپنی گرفت میں لے لے گی اور غرق کر دے گی۔

۱) (کمال الدین، ج ۱، ص ۲۰۱ - غیبت نعمانی، ص ۱۳۸ - غیبت طوسی، ص ۲۲۰ -)
۲) (کافی، ج ۱، ص ۱۷۹ - کمال الدین، ج ۱، ص ۲۰۲ - معجم احادیث الامام المہدی -، ج ۵، ص ۳۶۵ -)

۲۵۳ - بصائر الدرجات میں ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: خدا کی قسم! جس وقت حضرت آدم - کی روح قبض ہوئی، زمین کبھی خالی نہیں رہی، مگر یہ کہ اس میں ایک امام موجود تھا کہ جس کے ذریعہ لوگ خدا کی طرف ہدایت پاتے ہیں اور وہ روئے زمین میں اپنی مخلوقات پر حجت خدا ہے زمین کبھی بھی امام جو خدا کے بندوں پر حجت الہی ہوتا ہے اس سے خالی نہیں رہتی۔

۲۵۴ - ”وفیہ باسناده عن الحسين بن ابی العلا قال: قلت لابی عبد الله علیہ السلام انترك الأرض بغیر امام؟ قال: لا فقلنا له: تكون الارض وفيها امامان قال لا الا امام صامت لا يتكلم (ويتكلم الذي قبله ” (۱)

مزید اسی کتاب میں حسین ابن ابو العلا سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا: کیا زمین بغیر امام کے باقی رہ سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: کیا روئے زمین پر دو امام رہ سکتے ہیں؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ایک صامت ہو اور امام کے عنوان سے گفتگو نہ کرے اور دوسرے کا تابع ہو اور وہ امام جو اس سے پہلے ہے بہ عنوان امام گفتگو کرے گا۔

۲۵۵ - ”وفیہ ایضاً باسناده عن يعقوب السراج قال قلت لابی عبد الله علیہ السلام تخلو الارض من عالم منكم حی ظاہر تفرع الیہ الناس فی حلالهم وحرامهم فقال: یا ابا یوسف لا ان ذلك لبین فی کتاب الله تعالیٰ فقال: امامکم واتقوا الله فیما یأمرکم وفرض علیکم ” (۲) نیز اسی کتاب میں یعقوب ابن سراج سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا: کیا زمین قائم آل محمد سے خالی رہ سکتی ہے جو زندہ اور ظاہر ہو اور لوگ اپنے حلال و

۱) (بصائر الدرجات، ص ۵۰۶ -)
۲) (مختصر بصائر الدرجات، ص ۸ - بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۵۱ -)

حرام دریافت کرنے کے لیے اس کی طرف رجوع کریں؟ تو حضرت نے فرمایا: نہیں، اے ابو یوسف! کیوں کہ یہ معنی قرآن میں واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ: اے ایمان والو! دشمنوں اور مخالفین سے جو کچہ تم تک پہنچے صبر کرو اور اپنے امام کے ساتھ رابطہ رکھے رہو اور جو کچہ تمہیں حکم دے اللہ سے ڈرو اور فرمان برداری کرو۔
۲۵۶ - ”فی الکافی باسناده عن حمزة بن الطیار عن ابی عبد الله علیہ السلام قال لو بقی (اثنا لکان احدهما الحجة علی صاحبه ” (۱)

کافی میں کلینی نے حمزہ ابن طیار سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: اگر روئے زمین پر مخلوقاتِ خدا میں سے جب کبھی صرف دو افراد باقی رہیں تو ان میں سے ایک دوسرے پر خدا کی حجت ہوگا۔ ۲۵۷ - ”وفیه باسنادہ عن الحسن بن موسیٰ الخشاب ، عن جعفر بن محمد عن کرام قال: قال ابو عبد الله عليه السلام: لو کان الناس رجلین لکان احدهما الامام وقال: آخر من يموت الامام (لئلا يحتج احد علی الله عزوجل انه ترکہ بغیر حجة الله علیه ” (۲)

نیز اسی کتاب میں حسن ابن موسیٰ خشاب سے جعفر ابن محمد سے انہوں نے آبانے کرام سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: اگر تمام لوگوں میں سے صرف دو افراد باقی ہوں تو ان میں سے ایک امام ہوگا اور فرمایا: آخر میں جس کا انتقال ہوگا وہ امام ہوگا تاکہ کسی بندہ کو خدائے بزرگ و برتر پر اعتراض اور احتجاج کی مجال باقی نہ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بغیر حجت کے کیوں چھوڑ دیا تھا۔

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۷۹)
 ۲) (اصول کافی، ج ۱، ص ۱۸۰)

۶۔ خاتم

۶۔ القرآن آخر کتب السماویة : والحجة خاتم الاوصیاء وآخر السّفرآء قرآن مجید آسمانی کتابوں میں سے آخری کتاب ہے اور حضرت حجت - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف خاتم الاوصیاء اور الہی پیغمبروں میں سے آخری سفیر ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ آسمانی کتابیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں پر نازل ہوئیں وہ ایک سو چودہ کتابیں ہیں۔ پچاس کتاب حضرت آدم اور شیث # پر، تیس کتاب حضرت نوح - پر، بیس کتاب حضرت ابراہیم خلیل اللہ - پر اور دس کتاب بقیہ تمام انبیاء پر۔

کتاب زیور حضرت داؤد - پر نازل ہوئی۔

کتاب توریت حضرت موسیٰ - پر نازل ہوئی۔

کتاب انجیل حضرت عیسیٰ ابن مریم - پر نازل ہوئی۔

(اور کتاب قرآن حضرت خاتم الانبیاء حضرت محمد ابن عبد اللہ - پر نازل ہوئی۔) (۱ لیکن نازل شدہ صحیفے مندرجہ ذیل ہیں: حضرت آدم - کے صحیفے میں اکیس صحیفے، حضرت ابراہیم

۱) (لغت نامہ دہخدا، بہ نقل تاریخ بلعی بہ نقل فرہنگ فارسی، ڈاکٹر محمد معین۔)

کے صحیفے میں دس صحیفے، حضرت شیث - کے صحیفے میں انتیس صحیفے اور حضرت (موسیٰ - کے صحیفے میں دس صحیفے نازل ہوئے تھے۔) (۱

حضرت موسیٰ - کی ولادت اور نزول توریت

تین ہزار آٹھ سو بیس سال پہلے جو ایک ہزار آٹھ سو سینتیس سال حضرت عیسیٰ - کی ولادت سے پہلے اور دو ہزار چار سو پینسٹھ سال حضرت خاتم الانبیاء - کی ہجرت سے پہلے ولید ابن مصعب (وبی مشہور فرعون) کی سلطنت و حکومت بلکہ خدا کے زمانہ میں جو ایران کے قدرت مند بادشاہ ضحاک تازی کا ہم عصر تھا حضرت موسیٰ بن عمران - کی مصر میں ولادت ہوئی (۲)۔

حضرت کے ہاتھوں قبطی کے قتل ہونے کے بعد (جو ایک اسرائیلی مظلوم کو چاہتا تھا کہ بے گاری کے لیے جائے تو وہ حضرت موسیٰ - کے پاس پناہ گزیں ہوا) ناچار ہوکر فرار کرکے شہر مدین گئے اور دس سال حضرت شعیب - پیغمبر کی خدمت میں زندگی بسر کی اور جب آپ کی عمر مبارک کے تینتالیس سال اور سینتیس دن گزر گئے تو وادی ایمن میں نبوت کے بلند درجہ پر فائز ہوئے۔

اور ایک سو چھبیس سال عمر گزارنے کے بعد بھی حضرت یوشع ابن نون کو اپنا جانشین معین کرنے کے بعد کوہ تیہ میں

رمضان المبارک کے مہینے میں رحمت الہی سے جاملے۔ تراسی سال کی مدت نبوت میں بنی اسرائیل کی بہت عظیم خدمات انجام دیں: ظلم اور ظالمین (فرعون اور قبطیوں) کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکا، شرک و کفر کو ہر طرف کیا لوگوں کو شرک و کفر سے صراط مستقیم اور توحید کے راہ راست پر لے آئے اور اپنا عظیم

- ۱۔ لغت نامہ دہخدا، بہ نقل الفہرست ابن ندیم۔
 ۲۔ علامہ سلطان الواعظین علیہ الرحمہ کی مکمل تحقیق کے مطابق، انہوں نے اپنی کتاب (صد مقالہ کے مقالہ سوم، ص ۴ میں تحریر کیا ہے۔

ترین قیمتی گوہر بطور یادگار چھوڑا جو بنی اسرائیل کے لیے باعث سرفرازی اور اسباب سعادت قرار پایا اور وہ مقدس کتاب توریت اور عظیم الواح و صحیفے تھے جو طور سینا میں چالیس دن کی ریاضت کے بعد عالم غیبت سے ان پر نازل ہوئے اور اس کو ایک صندوق (عہد نامی صندوق) میں مخفی رکھنے کا حکم دیا اور یہ کہ ہر سات سال میں ایک مرتبہ مقدس عہد کے دن باہر لائیں اور بنی اسرائیل کے لیے قرائت کریں اور اس صندوق کو بیت المقدس میں قرار دیں تاکہ دشمنوں کی دست رس سے محفوظ رہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اس مقدس توریت کی حفاظت کے بارے میں اس قدر تاکید کی مگر آج اس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں ہے۔ اور یہودیوں کے ہاتھوں میں یہ موجودہ توریت اس بنا پر جو کچھ خود وہ لوگ معتقد ہیں اور اپنی کتابوں میں تحریر کی ہیں وہ الواح و صحیفے اور توریت کے اسفار خمسہ جو حضرت موسیٰ - پر نازل ہوئے ہرگز موجود نہیں ہیں اور اس توریت کی حضرت موسیٰ - سے متصل سند کلی طور پر منقطع ہے یقینی طور پر نہیں سمجھا جاسکتا کہ کس زمانہ سے صندوق عہد میں موجودہ نسخہ غائب ہوا لیکن قدر مسلم یہ ہے کہ حضرت سلیمان سے پہلے اس توریت کا نسخہ غائب ہوا اس لیے کہ سفر ملوک کے آٹھویں باب کی نویں آیت میں درج ہے کہ جب حضرت سلیمان نے صندوق کو کھولا تو دو سنگی لوح کے علاوہ کہ جس پر احکام عشرہ درج تھے اس کے علاوہ (کوئی دوسری چیز نہیں پائی۔) ۱

حضرت عیسیٰ علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی ولادت اور صلیب
 دو ہزار چہ سال پہلے حضرت عیسیٰ روح اللہ فلسطین (بیت المقدس) میں اپنی ماں مریم بنت عمران سے بطور اعجاز اور خارق العادت (۲) طریقے سے پیدا ہوئے اور تیس سال کے

- ۱۔ صد مقالہ سلطانی، ص ۱۶۔
 ۲۔ (آل عمران، ۵۹)۔ (عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم جیسی ہے کہ انہیں مٹی سے پیدا کیا اور پھر کہا بوجا اور وہ ہو گیا۔

بعد مبعوث بہ رسالت ہوئے او لوالعزم کے درجہ پر فائز ہوئے اور ایک کتاب بہ نام انجیل حق تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کے معاشرہ توریت کی تکمیل اور ان کی ہدایت کے لیے لائے۔ آپ کے زمانہ رسالت کے تین سال گزرنے کے بعد گروہ یہود اپنی انتہائی شقاوت و عناد کے درجہ پر پہنچ کر حضرت کے قتل کے درپے ہوئے، لہذا حواریوں (یعنی وہ خاص اصحاب جو بارہ افراد تھے) ایک غار میں مخفی ہوئے لیکن تلاش و جستجو کرنے والے افراد مسلسل ان کے تعاقب میں تھے اور انجام کار میں حضرت کے شاگردوں اور حواریوں میں سے اسخر یوطی نامی یہودی شخص نے یہودیوں سے تیس درہم چاندی لیا اور حضرت کے مکان کی نشان دہی کی۔
 عجیب و غریب اچانک حملہ کے ساتھ حضرت کو گرفتار کیا اور بہت زیادہ آزار اور اذیت پہنچائی اور ایک معین جگہ مقید کیا اور انہیں اپنے زیر نظر قرار دیا تاکہ کل عام لوگوں اور خود ہاشاہ کے سامنے انہیں قتل کر دیں۔

حضرت عیسیٰ - کے مصلوب ہونے کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ
 عیسائیوں کا عقیدہ اخبار اناجیل اور موجودہ رسائل کے مطابق یہ ہے کہ حضرت کو صلیب دی گئی اور شقاوت اور شدید سختی کے ساتھ دار پر لٹکایا اور مصلوب اور دفن ہونے کے بعد زندہ ہوئے اور آسمان پر پہنچ گئے۔
 لیکن قرآن مجید کی آیات کی صراحت کے مطابق مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ - کو نہ قتل کیا گیا اور نہ سولی دی گئی ہے بلکہ دوسرے کو ان کی شبیہ بنا دیا گیا اس لیے کہ وہ شخص جو دقیق طور پر حضرت عیسیٰ - کی شبیہ

تھا اسے دار پر لٹکایا جیسا کہ آیہ کریمہ بھی اس معنی کی صراحت کرتی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) نہ انہیں قتل کیا ہے اور نہ سولی دی ہے بلکہ دوسرے کو ان کی شبیہ بنا دیا گیا تھا اور جن لوگوں نے عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ سب منزل شک میں ہیں اور کسی کو گمان کی پیروی کے علاوہ کوئی علم نہیں ہے اور انہوں نے یقیناً انہیں قتل نہیں کیا ہے بلکہ خدا نے اپنی طرف اٹھالیا ہے۔

حضرت عیسیٰ - کا زندان سے آسمان پر جانے کے بعد گروہ یہود جو ان کا اتباع کرنے والے تھے حد سے زیادہ غالب ہو گئے اور ایسے سخت حملے اور شدید صدمے پہنچائے کہ تمام عیسائی فرار اور مخفی ہوئے صحراؤں اور پہاڑوں میں پوشیدہ ہو گئے اور یہودیوں نے اس مدت میں جو کچھ انجیل کے نسخے حاصل کیے اسے نیست و نابود کر دیا۔ خود عیسائیوں کے قول کے مطابق بغیر کتاب کے تھے، بغیر کتاب ہونے کی مدت اتنی طویل ہوئی کہ ان میں سے ایک گروہ کلی طور پر اصل انجیل کا انکار کر بیٹھا اور کہا کہ حضرت عیسیٰ - بالکل انجیل نامی کوئی کتاب نہیں لائے ہیں! چنانچہ عیسائیوں کے اکابر علماء کا ایک گروہ جیسے جیروم وارجن مشہور عیسائی مفسرین نیز کنٹ ٹولستوی روسی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں جو انجیل ٹولستوی کے نام سے مشہور ہے کہتا ہے:- انجیل حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں نہیں تھی بلکہ زمانہ عیسیٰ کے برسوں بعد حواریوں پر الہام کی گئی اور ان کے ذریعے تصنیف کی گئی نیز اپنی کتاب کے مقدمہ میں کہتا ہے: ہمارے زمانہ کی موجودہ انجیل کی حضرت عیسیٰ - سے متصل سند نہیں پائی جاتی بلکہ حضرت عیسیٰ کے چار سو سال بعد تحریر کی گئی ہے۔ ٹولستوی مشہور روسی رائٹر اپنی تفسیر کی چودہویں جلد میں انجیل اربعہ (متی، مرقس، لوقا اور یوحنا) کو ہر ایک کی تاریخ تالیف جو سب کی سب حضرت عیسیٰ - کے زمانہ کے مدتوں بعد تحریر کی گئی ہیں ذکر کیا

۱۔ (سورنہ نساء، آیت ۱۵۶)۔

ہے قارئین کرام کتاب صد مقالہ سلطان الواعظین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ میں ص ۴۶ کی طرف رجوع کریں۔ لیکن قرآن مجید کے نزول کی تاریخ کے بارے میں کہ وہ کس دن اور کس مہینہ میں منصبہ شہود پر آیا اسلامی دانشوروں کے درمیان مختلف نظریات پائے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت رسول اکرم (ص) کی مبعث کی تاریخ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ مسلم طور پر قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے لہذا مختلف نظریات کی وضاحت سے ہم صرف نظر کرتے ہیں۔

۲۵۸۔ اکثر شیعہ روایات کے مطابق شب قدر ماہ رمضان کے آخری دس دنوں میں قرار پائی ہے کہ ظن قوی اور روایات کی شہادت کے مطالب ماہ رمضان کی تینیسویں شب کو شب قدر جاننا چاہیے اور قرآن مجید کے نزول کا آغاز بھی اسی دس رات میں ہے۔ سیوطی نے در منثور میں اس سلسلہ میں ایک قابل توجہ روایت نقل کی ہے وہ رقم طراز ہیں: واثم ابن اسقع سے روایت نقل ہوئی ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: توریت ماہ رمضان کے چہ دن بعد، انجیل ماہ رمضان کی تیرہویں تاریخ سے پہلے، زبور اٹھارہویں ماہ رمضان سے پہلے اور قرآن جوبیسویں ماہ رمضان سے پہلے نازل ہوا ہے اور یہ احادیث آیات قرآنی (۱) (ماہ رمضان یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے) اور آیہ کریمہ (بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا) سے تطبیق کرتی ہیں۔ اسی جیسی حدیث کو ہم عصر دوستوں میں سے ایک دوست نے کتاب جامع الاخبار و الآثار ج ۱، ص ۷، ص ۸، حدیث نمبر ۲ اپنی تالیفات میں حفص ابن غیاث سے اور انہوں نے

۱۔ (سورنہ بقرہ، آیت ۱۸۵)۔

امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے: ۲۵۹۔ " قال: سألت عن قول الله تعالى انما انزل في عشرين سنة بين اوله وآخره فقال ابو عبد الله عليه السلام نزل القرآن جملة واحدة في شهر رمضان الى بيت المعمور ثم نزل في طول عشرين سنة ثم قال: قال النبي (ص): نزلت صحف ابراهيم عليه السلام في اول ليلة من شهر رمضان وانزلت التوراة لمضمين من شهر رمضان وانزل الانجيل لثلاث عشر ليلة خلت من شهر رمضان وانزل الزبور لثمان عشر خلون من شهر رمضان وانزل القرآن في ثلاث و عشرين من شهر رمضان" (۱)

حفص ابن غیاث نے امام جعفر صادق - سے ماہ رمضان میں نزول قرآن کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت - نے فرمایا:

قرآن صرف بیس برس کے عرصہ میں اول سے آخر تک نازل ہوا ہے پھر امام صادق - نے فرمایا: مکمل قرآن تو ماہ رمضان میں بیت المعمور میں نازل ہوا تھا پھر بیس سال کے عرصہ میں حضرت رسول خدا (ص) پر نازل ہوتا رہا۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: حضرت ابراہیم - پر صحیفے ماہ رمضان کی پہلی رات میں نازل ہوئے اور توریت چہ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل شب تیرہ ماہ رمضان کو، زبور اٹھارہ ماہ رمضان کو اور قرآن تینیس ماہ رمضان کو نازل ہوا۔

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۶۲۸، حدیث ۶۔ بحار الانوار، ج ۱۳، ص ۲۲۷، حدیث ۴۴۔ نور الثقلین ج ۱، ص (۲۸۵)، حدیث ۹، ص ۴۷۹، حدیث ۶۷۲۔ الجنة الواقیہ کفعمی ص ۵۱۳۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

قرآن مجید کے نزول کی کیفیت
قرآن ایک مرتبہ شب قدر میں مجموعی طور پر منظم شکل میں نازل ہوا اور دوسری مرتبہ تیئیس سال میں تدریجی طور پر لوگوں تک پہنچایا گیا۔ قرآن مجید کے تمام آسمانی کتابوں پر من جملہ نمایاں امتیازات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ صرف ایک مرتبہ مجموعی طور پر منظم شک میں گزشتہ انبیاء پر نازل ہوتی تھیں اور عام لوگوں کے اختیار میں قرار پاتی تھیں۔ لیکن قرآن مجید ایک مرتبہ مجموعی، مرتب اور کامل طور پر بین الدفتین شب قدر میں لوح محفوظ سے بیت المعمور کی طرف جو چوتھے آسمان میں ہے یا بیت العزت جو دنیا کے آسمان میں ہے نازل ہوا ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے: (بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا ہے) ظاہراً بیت المعمور یا بیت العزت وغیرہ میں نازل ہوتا لیکن حقیقت میں رسول خدا (ص) کے ہر دل عزیز مبارک قلب پر نازل ہوا جیسا کہ سورہ بقرہ سورہ نمبر ۲ کی انیسویں آیت میں فرماتا ہے: (یقیناً اسے اللہ کی اجازت سے آپ کے قلب پر نازل کیا) سورہ شعراء، سورہ نمبر ۲۶ کی ایک سو چورانیوں آیت میں فرماتا ہے: (اسے جبرئیل امین آپ کے قلب پر لے کر نازل ہوئے)۔
لہذا حضرت رسول خدا (ص) چالیس سال کی مدت میں قرآن مجید کے دستورات پر عمل کرتے رہے لیکن اسے ابلاغ کرنے پر مامور نہیں ہوئے تھے مگر جب مبعوث بہ رسالت اور اسے ابلاغ پر مامور ہوئے تو تیئیس سال کی مدت میں پارہ پارہ اور آیت آیت کی شکل میں حالات کے تقاضے کے مطابق پیغمبر خاتم (ص) کے قلب پر نازل اور آنحضرت (ص) کی زبان مبارک پر جاری ہوا۔

۲۶۰۔ جیسا کہ کتاب کافی اور عظیم تفسیروں نے مفضل ابن عمر کی حدیث کو نقل کیا ہے کہ جب برحق امام ناطق، اسرار حقائق کو کشف کرنے والے حضرت جعفر ابن محمد الصادق - نے قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت فرمائی جیسے آیہ کریمہ (۱) (وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے) (۲) ہم نے اس قرآن کو ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ (۳) اور یہ کافر بھی کہتے ہیں کہ آخر ان پر یہ قرآن ایک دفعہ کامل کیوں نازل ہو گیا۔ ہم اسی طرح تدریجاً نازل کرتے ہیں تاکہ تمہارے دل کو مطمئن کر سکیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر نازل کیا ہے۔

مفضل ابن عمر نے عرض کیا: یہ آیات تنزیل قرآن میں ہیں ”فکیف ظہر الوحی“ پس کیسے وحی بیس سال کی مدت میں ظاہر ہوئی؟ تو حضرت - نے فرمایا: ”یا مفضل اعطاه اللہ القرآن فی شہر رمضان وکان لا یبلغہ الا فی وقت استحقاق الخطاب ولا یؤدّیہ الا فی وقت امر ونہی فہبط جبرئیل بالوحی فنبّٰلغ ما یؤمر بہ قوله تعالیٰ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ انتھی“ اے مفضل! اللہ تعالیٰ نے قرآن پیغمبر (ص) کو ماہ رمضان میں عطا فرمایا اور آنحضرت نے لوگوں کو وہ قرآن ابلاغ نہیں فرمایا مگر خطاب کے استحقاق کے موقع پر (یعنی جب مقتضی موجود تھا) اور اسے ادا نہیں کیا مگر اس وقت جب

آنحضرت (ص) کو وحی ہوتی تھی تو اس وقت اس شے کو ابلاغ فرماتے تھے جس کے لیے انہیں مامور کیا گیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آپ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے بارے میں عجلت سے کام نہ لیا کریں اس بات کی یہ آیہ کریمہ تائید کرتی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۴) اور آپ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے بارے میں عجلت سے کام نہ لیا کریں۔

۱. (سورنہ بقرہ، آیت ۱۸۵ ۔)
 ۲. (سورنہ دخان، آیت ۲۔)
 ۳. (سورنہ فرقان، آیت ۳۴ ۔)
 ۴. (سورنہ طہ ، آیت ۱۱۳ ۔)

۷۔ وسیع عبادت

۷۔ القرآن : النظر الیہ واستماعہ وكتابة وقرائة کلہا مستحب وعبادة قرآن مجید کی طرف نگاہ کرنا، سننا ، لکھنا اور اس کا پڑھنا مستحب اور عبادت ہے۔ اسی طرح معصوم کے چہرے پر نظر کرنا، انتظار ، ان کا ذکر کرنا ان کے فضائل مناقب کا لکھنا اور سننا بھی مستحب اور عبادت ہے۔
 ”والْحَجَّةُ - صلوات اللہ علیہ - وعلیٰ آبائہ واجدادہ الطَّاهِرین - صلوات اللہ علیہم اجمعین - النَّظَرُ والی وجوہہم وانتظار فرجہم وذكر منا قبہم وفضائلہم وکتابتہا واستماعہا کلُّها مستحب وعبادة“
 حضرت حجت - اور ان کے آباء واجداد طہیین و طاہرین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین کے چہرے پر نظر کرنا اور ان کے ظہور کا انتظار کرنا ان کے فضائل و مناقب کا ذکر کرنا اس کا لکھنا اور سننا سب کچھ مستحب اور عبادت ہے:
 ۲۶۱۔ “ وفي الکافی باسناده عن بشر بن غالب الأسدی عن الحسن بن علی علیہ السلام قال: من قرأ آية من کتاب اللہ عزوجل فی صلاتہ قائماً یکتب لہ بکلّ حرف مائة حسنة فاذا قرأها فی غیر صلاة کتب اللہ لہ بکلّ حرف عشر حسنات ، وان استمع القرآن کتب اللہ لہ بکلّ حرف حسنة ، ان ختم القرآن لیلاً صلّت علیہ الملائكة حتی یصبح ، وان ختمه نهاراً صلّت علیہ الحفظة حتی یمسی وكانت لہ دعوة مجابة وكان خیراً لہ مما بین السماء الی الأرض قلت: هذا لمن قرأ القرآن فمن لم یقرأ ؟ قال: یا اخا بنی اسد انّ اللہ جواد ماجد کریم اذا قرأ ما معہ اعطاه (اللہ ذلک ” (۱)

کتاب کافی میں کلینی نے بشیر ابن غالب اسدی سے انہوں نے سید الشہداء حسین ابن علی - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کھڑے ہوکر پڑھے اس کے لیے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں (اس کے نامہ اعمال میں) لکھی جائیں گی اور جب نماز کے علاوہ پڑھے تو اللہ اس کے لیے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں تحریر کرے گا اور جو قرآن کو سنے تو اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا اگر رات کو ختم قرآن کرے گا تو ملائکہ اس پر صبح تک درود بھیجیں گے اور اگر دن میں ختم کرے گا تو شام تک فرشتے اس کی حفاظت کریں گے اور اس کی دعا قبول ہوگی (بہی قرائت قرآن یا دعا مقبول ہوگی) وہی اس کے لیے زمین سے آسمان تک جو کچھ ہے بہتر ہے، میں نے عرض کیا: قرآن پڑھنے والے کے لیے اتنا ثواب ہے اور نہ پڑھنے والے کے لیے کیا ہے؟ (یعنی جسے معلوم نہ ہو اور صرف مختصر قرآن حفظ ہو) فرمایا: اے بھائی بنی اسد! اللہ تعالیٰ صاحب جود و کرم ہے اگر کوئی اتنا پڑھے جتنا اس کو یاد ہے اللہ اس کو بھی اپنے کرم سے اتنا ہی ثواب عطا فرمائے گا۔

۲۶۲۔ “ وفيہ بالاسناد عن محمد بن بشیر عن علی بن الحسن علیہما السلام قال وقد روى هذا الحديث عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال : من استمع حرفاً من کتاب اللہ عزوجل من غیر قرائة کتب اللہ لہ حسنة ومحی عنه سیئة ورفع لہ

۱. (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۱۱۔ بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۲۰۱۔)

درجۃ من قرأ نظراً من غیر صوت کتب اللہ لہ بکلّ حرف حسنة ومحا عنه عشر سیئة ورفع لہ عشر درجۃ ومن تعلّم منه حرفاً ظاہراً کتب اللہ لہ عشر حسنات ومحی عنه عشر سیئات ورفع لہ عشر درجات قال: لا اقول بکل آية ولكن بکلّ حرف: باء او تاء او شبههما قال: ومن قرأ حرفاً ظاہراً وهو جالس فی صلاتہ کتب اللہ لہ بہ خمسين حسنة ومحا عنه خمسين سیئة ورفع لہ خمسين

درجۃ ومن قرأ حرفاً وهو قائم في صلاته كتب الله له بكل حرف مائة حسنة ومحى عنه مائة سيئة و رفع له مائة درجة ومن ختمه كانت له دعوة مستجابة مؤخرة او معجلة قال: قلت : (جعلت فداك ختمه كلہ ؟ قال ختمه كلہ ” (۱)

نیز اس کتاب میں کلینی نے محمد ابن بشیر سے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت امام سجاد - نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: جو کتاب کے ایک حرف کو بغیر قرأت کیے کان لگا کر سنے تو اللہ اس کے نام ایک نیکی تحریر کرتا ہے اور ایک گناہ محو کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور جو بغیر آواز سے پڑھے صرف (قرآن کے نقوش پر) نگاہ کرے تو اللہ ہر حرف کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ محو کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے جو شخص کسی کو قرآن کا ایک حرف پڑھائے تو اللہ اس کے نام پر دس نیکیاں تحریر کرتا ہے اور دس درجہ بلند کرتا ہے پھر فرمایا: تمہیں یہ نہیں کہتا کہ ہر آیت کے بدلے میں (اس فضیلت کو اسے عطا کرے گا) بلکہ ہر حرف ب یا ت کے بدلے میں اور یہ بھی فرمایا: جو شخص ایک حرف کو بیٹھ کر نماز میں پڑھے تو اللہ اس کے لیے پچاس حسنہ لکھتا ہے ، پچاس گناہ محو کرتا ہے اور سو درجہ بلند کرتا ہے اور جو ایک حرف کھڑے ہو کر نماز میں پڑھے تو اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے سو حسنہ تحریر کرتا ہے ، سو گناہ مٹا دیتا ہے اور سو درجہ بلند کرتا ہے اور جو قرآن ختم کرے تو اس

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۱۳ - تفسیر صافی، ج ۱، ص ۶۹)

کے لیے جلد یا تاخیر سے اس کی دعائیں (مصلحت کے باعث) مقبول ہوتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہوں مکمل قرآن ختم کرے؟ فرمایا: ہاں مکمل قرآن ختم کرے۔

۲۶۳ - “وفيه بالاسناد عن اسحاق بن عمار عن ابي عبد الله عليه السلام قال: قلت له: جعلت فداك اني احفظ القرآن على ظهر قلبي فاقراه عليّ ظهر قلبي افضل او انظر في المصحف؟ قال فقال لي بل اقرأه وانظر في المصحف فهو افضل، اما علمت ان النظر في المصحف عبادة” (۱)

نیز اسی کتاب میں کلینی نے اپنی سند کے ساتھ اسحاق ابن عمار سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت - سے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں میں قرآن کا حافظ ہوں (میں حفظ کے ساتھ قرآن پڑھ سکتا ہوں) کیا حفظ سے پڑھوں یہ بہتر ہے یا قرآن کو دیکھ کر؟ حضرت نے فرمایا: قرآن دیکھ کر پڑھنا افضل ہے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ قرآن پر نظر کرنا عبادت ہے۔

۲۶۴ - “وفيه عن الحسن بن راشد عن جده عن ابي عبد الله عليه السلام قال قراءة القرآن في المصحف تخفف العذاب عن الوالدین ولو كانا کافرین” (۲)

اسی کتاب میں حسن ابن راشد سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے جد سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: قرآن کو دیکھ کر پڑھنا والدین کے عذاب میں تخفیف کا باعث ہے اگر وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۶۵ - “وفي رواية عن يعقوب بن يزيد رفعه الى ابي عبد الله عليه السلام قال من قرأ القرآن في المصحف مئة بصره وخفف عن والديه وان كانا کافرین وفي

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۲۱۴)

۲) (اصول کافی، ج ۲، ص ۶۱۳)

(روایۃ وان كانا مشرکین ” (۱)

يعقوب ابن يزيد نے مرفوعاً امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: جو شخص قرآن کو دیکھ کر پڑھے اس کی آنکھوں کو فائدہ پہنچے گا اور اس کے والدین پر عذاب کی تخفیف ہوگی اگرچہ وہ کافر ہی ہوں۔

مولف کہتے ہیں: حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور آپ کے آباء و اجداد طاہرین ائمتہ اطہار کی طرف نگاہ کرنا ان کی قبروں کی زیارت کرنا ان کے فضائل و مناقب اور مصائب ذکر کرنا خواہ لکھنے سے یا سننے سے مربوط ہو نیز ان کے ظہور کا انتظار کرنا عبادت او مستحب ہے مزید ثواب اور حقائق وغیرہ کشف کرنے میں بہت سے آثار و برکات پائے جاتے ہیں۔

۲۶۶ - “وفي فرحة الغری : في حديث عن النبی (ص) انه قال لعلی علیہ السلام ومن زار قبورکم عدل ثواب ذلک سبعین حجة

بعد حجة الاسلام وخرج من ذنوبه حتّى يرجع من زیارتکم کیوم ولده امّہ فابشر و بشار اولیائک ومحبیّک من التّعیم قرّة العین بما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ولكن حثالة من الناس یعیرون زوّار قبورکم كما تعیر الزّانية بزناها اولنک (شرار امتی لا امالهم الله شفاعتی ولا یردون حوضی ” (۲)

کتاب فرحة الغری میں سید ابن طاووس رضوان الله علیہ نے پیغمبر اکرم (ص) کی ایک حدیث کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت (ص) نے حضرت علی - سے فرمایا: جو شخص آپ کی قبروں کی زیارت کرے تو اس کا ثواب حجة الاسلام کے بعد ستر حج کے ثواب کے برابر ہے اور وہ اپنے گناہوں سے بری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آپ کی زیارت سے واپس ہوتا ہے تو اس دن کی طرح ہو جاتا ہے

۱) (گزشتہ حوالہ)۔
۲) (فرحة الغری، ص ۱۰۵۔ بحار الانوار، ج ۹۷، ص ۱۲۱)۔

کہ جس دن وہ شکم مادر سے پیدا ہوا ہو لہذا تمہیں بشارت ہو اور اپنے دوستوں اور چاہنے والوں کو نعمتوں (لامتناہی نعمتوں) کی بشارت دو اور ایسی آنکھوں کی روشنی کی کہ جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا، نہ ہی کسی قلب بشر میں خطور کیا ہو۔ لیکن بہت سے پست نظر افراد آپ کی قبروں کے زائرین کو یوں طعنہ دیتے ہیں جیسے بدکار عورت کو اسے اس کی بدکاری کی بنا پر طعنہ دیا جاتا ہے، وہ لوگ میری امت کے شریر ترین لوگ ہیں نہ انہیں میری شفاعت نصیب ہوگی اور نہ ہی میرے حوض کوثر پر وارد ہوں گے (یعنی اللہ تعالیٰ انہیں میری شفاعت سے محروم رکھے گا)

مولف کہتے ہیں: پیغمبر اکرم (ص) کی زیارت کے بارے میں ائمہ اطہار میں ہر ایک سے بہت فضیلت اور نامحدود ثواب معادن وحی و تنزیل سے نقل ہوا ہے کہ اختصار کے ساتھ ہم چند مقام کی طرف اشارہ کرتے ہیں قارئین کرام مفصل کتابوں جیسے بحار الانوار علامہ مجلسی، کامل الزیارات علامہ ابن قولویہ اور وسائل الشیعة شیخ حر عاملی کی طرف رجوع کریں۔ ۲۶۷۔ “وفی علل الشرائع للصدوق عن الصادق علیہ السلام اذا حجّ احدکم فلیختم (حجہ بزیارتنا فانّ ذلک من تمام الحجّ ” (۱)

شیخ صدوق رحمة الله علیہ نے کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص حج پر جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے حج کو ہماری زیارت پر ختم کرے کیوں کہ ہماری زیارت کے لیے آنا ہی حج کو حد کمال تک پہنچاتا ہے۔

۲۶۸۔ “وفیه عنه علیہ السلام : قال قال الحسن بن علی علیہ السلام لرسول الله یا ابتاه ما جزاء من زارک فقال رسول الله (ص) یا بنی من زارنی حیاً اومیتاً او زار اباک او اخاک او زارک (کان حقاً علی ان ازوره يوم القيامة فاخلصه من ذنوبه ” (۲)

۱) (علل الشرائع، ج ۲، ص ۴۵۹۔ عیون الاخبار الرضا -، ج ۱، ص ۲۹۳)۔
۲) (علل الشرائع، ج ۲، ص ۴۶۰۔ کامل الزیارات، ص ۹۱۔ بحار الانوار، ج ۹۶، ص ۳۷۳)۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: امام حسن مجتبیٰ نے حضرت رسول خدا (ص) کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے پدر گرامی! جو آپ کی زیارت کرے اس کا کیا اجر و ثواب ہے؟ فرمایا: اے بیٹے! جو میری زندگی میں یا مرنے کے بعد میری زیارت کرے یا تمہارے والد گرامی یا تمہارے عزیز بھائی یا خود تمہاری زیارت کرے تو یہ میرے لیے اس کے زائد حق میں واجب ہے کہ اس کی قیامت کے دن زیارت کروں اور اسے گناہوں کی قید سے نجات اور چھٹکارا دلاؤں۔ ۲۶۹۔ “وفی کامل الزیارة لابن قولویہ قدس سرہ: قال رسول الله (ص) من زار قبری بعد (موتی کان کمن هاجر الی فی حیوتی فان لم تستطیعوا فابعثوا الیّ بالسلام فانّه یبلغنی ” (۱)

کامل الزیارات میں ابن قولویہ رحمة الله علیہ نے رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: جو شخص میرے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے تیری زندگی میں میری طرف ہجرت کی اگر تمہارے اس عمل کا امکان نہ پایا جاتا ہو تو جہاں کہیں رہو مجھے سلام بھیجو وہ مجھے پہنچ جائے گا۔

۲۷۰۔ “وفی فرحة الغری عن ابی عبد الله علیہ السلام قال من زار امیر المؤمنین علیہ السلام ما شیاً کتب الله له بكلّ خطوة

حجۃ و عمرۃ فان رجع ماشياً كتب الله بكل خطوة حجتان و عمرتان” (۲ فرحۃ الغری میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: جو شخص

۱) (کامل الزیارات، ص ۴۷ - تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۳. وسائل الشیعہ، ج ۱۴، ص ۳۳۷۔)
۲) (فرحۃ الغری، ص ۱۰۳ - مزار شیخ مفید، ص ۳۰ - بحار الانوار، ج ۹۷، ص ۲۶۰۔)

حضرت امیر المومنین علی - کی پا پیادہ زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہر قدم پر ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لکھتا ہے اور اگر پا پیادہ واپس جائے تو ہر ایک قدم پر دو حج اور دو عمرہ کا ثواب تحریر کرتا ہے۔
۲۷۱۔ ”و عنہ علیہ السلام وقد ذکر امیر المؤمنین علیہ السلام فقال یابن مارد من زار جدی عارفاً بحقہ کتب اللہ لہ بكل خطوۃ حجۃ مقبولۃ و عمرۃ مبرورۃ یابن مارد واللہ ما یطعم النار قدماً تغبرت فی زیارۃ امیر المؤمنین علیہ السلام ماشياً کان او راکباً، یابن مارد اکتب هذا الحدیث (بماء الذہب ” (۱)
سید جلیل القدر جناب ابن طاووس رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب فرحۃ الغری میں امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ گویا ان کے جد بزرگوار کے بارے میں گفتگو ہوئی (ابن مارد کے ذریعہ یا کسی دوسرے کے ذریعہ) تو حضرت نے ابن مارد کو خطاب کر کے فرمایا: اے فرزند مارد! جو شخص میرے جد بزرگوار کی حقیقی معرفت کے ساتھ زیارت کرے (ان کی ولایت و خلافت بلا فصل کا عقیدہ رکھتا ہو) تو خدائے عزوجل اس کے ہر ایک قدم پر قبول شدہ حج اور عمرہ اس کے نامہ اعمال میں تحریر کرتا ہے، اے فرزند مارد! خدا کی قسم! آتش جہنم اس قدم کو اپنی غذا نہیں بناتی جو حضرت امیر المومنین - کی زیارت کی راہ میں اٹھایا جائے، خواہ وہ پیادہ گیا ہو یا سواری کے ساتھ اے فرزند مارد! اس حدیث کو سونے کے پانی سے تحریر کرو۔
مولف کہتے ہیں: کتنی زیادہ روایات حضرت سید الشہداء حسین ابن علی علیہما السلام کی زیارت کی فضیلت اور ثواب کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جو مستفیض بلکہ تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

۱) (فرحۃ الغری، ص ۱۰۳ - بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۴۷، ج ۹۷، ص ۲۶۰۔)

۲۷۲۔ ”فی الامالی باسناده عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام قال مروا شیعتنا بزیارۃ الحسین بن علی علیہما السلام فان زیارتہ تدفع الہدم و الغرق و الحرق (واکل السبع و زیارتہ مفترضة علی من اقر للحسین علیہما السلام بالامامۃ من اللہ عزوجل ” (۱)
امالی شیخ صدوق میں بطور مسند محمد ابن مسلم نے امام محمد باقر - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: ہمارے شیعوں کو حسین ابن علی علیہما السلام کی زیارت کے لیے جانے کا حکم دو کیوں کہ ان کی زیارت (کی برکت) سے گھر ویران ہونے، غرق ہونے، جلنے اور درندوں کے پھاڑ کھانے کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر اس شخص پر حضرت - کی زیارت فرض ہے جو ان کی امامت (و خلافت) کا اعتراف کرچکے ہیں۔
۲۷۳۔ ”وقال الصادق علیہ السلام لأبان بن تغلب متی عهدک بقبر الحسین علیہ السلام قال مالی بہ عہد منذ حین قال سبحان ربی العظیم وبحمدہ وانت من رؤسائی الشیعۃ تترک الحسین لا تزورہ من زار الحسین علیہ السلام کتب اللہ لہ بكل خطوۃ حسنۃ ومحی عنہ بكل خطوۃ سیئۃ وغفرہ ما تقدّم من ذنبہ وما تأخر الخ ” (۲)
حضرت امام صادق - آل محمد علیہم السلام نے ابان ابن تغلب سے فرمایا: تم کس وقت امام حسین - کی قبر کی زیارت کے لیے گئے تھے؟ عرض کیا: ایک مدت ہوگئی ہے کہ حضرت امام حسین - کی قبر کی زیارت کے لیے نہیں گیا ہوں (تو تعجب سے) فرمایا: ”سبحان ربی العظیم و بحمدہ“ پاک و پاکیزہ ہے میرا پروردگار اور اسی کی حمد و ثناء ہے حالانکہ تم ہمارے شیعوں کے بزرگوں میں سے ہو اور امام حسین کی زیارت نہیں کرتے! (کیا تم نہیں جانتے یا اس بات سے غافل ہو کہ) جو شخص امام حسین

۱) (امالی صدوق، ص ۲۰۶ - من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۲، ص ۵۸۳۔)

۲) (کامل الزیارات، ص، ۳۳۱ - بحار الانوار، ج ۹۸، ص ۷۰)

کی زیارت کرے تو خداوند متعال اس کے نامہ اعمال میں ہر قدم پر ایک نیکی تحریر کرے گا اور ہر قدم پر ایک گناہ مٹا دے گا نیز اس کے گزشتہ اور آئندہ کے گناہ کو بخش دے گا۔ حدیث کے آخر تک۔

۲۷۴ - "وروی ابن قولیہ باسناد کثیرہ وغیرہ من المشایخ عن معاویۃ بن وہب قال دخلت علی ابی عبد اللہ علیہ السلام وهو فی مصلیہ فجلست وحتی قضی صلاتہ فسمعتہ وهو یناجی ربہ یقول یا من خصنا بالکرامۃ ووعدنا الشفاعة وحملنا الرسالۃ وجعلنا ورثۃ الانبیاء وختم بنا الامم السالفۃ وخصنا بالوصیۃ واعطانا علم ماضی وعلم ما بقی وجعل افندۃ من الناس تهوی الینا اغفر لی ولأخوانی وزوار قبر ابی الحسین بن علی علیہ السلام الذین انفقوا اموالہم واشخصوا ابدانہم رغبتہ فی برنا ورجاء لما عندک فی صلتنا الی ان قال علیہ السلام فارحم تلک الوجہ الّتی غیرتها الشمس وارحم تلک الخدود الّتی تقلبت علی قبر ابی عبد اللہ علیہ السلام وارحم تلک الاعین الّتی جرت دموعہا رحمۃ لنا وارحم تلک القلوب الّتی جزعت واحترقت لنا وارحم تلک الصخۃ الّتی کانت لنا اللہم انّی استودعک تلک الأنفس وتلک الأبدان حتی تروبیہم من (الحوض یوم العطش فما زال علیہ السلام یدعوا بہذا الدعا وهو ساجد الخ" (۱ ابن قولیہ نے ابن کثیر سے اپنے اسناد کے ساتھ اور ان کے علاوہ مشائخ (روایات) نے معاویہ ابن وہب سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں حضرت امام جعفر صادق - کی خدمت اقدس میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ اپنے مصلی پر بیٹھے ہوئے نماز میں مشغول تھے تو میں بیٹھا تاکہ حضرت اپنی نماز تمام کریں اور میں نے اسی حالت میں سنا کہ اپنے پروردگار سے دعاء و مناجات کر رہے تھے

۱) (کامل الزیارات، ص ۲۲۹ - کافی، ج ۴، ص ۵۸۲ - ثواب الاعمال، ص ۹۵ - بحار الانوار، ج ۹۸، ص ۸۰)

اور فرماتے تھے: اے وہ (خدا) کہ جس نے ہم کو اپنی کرامت سے مخصوص کیا اور ہم سے شفاعت کا وعدہ کیا اور ہمیں رسالت انبیاء کا ورثہ دار قرار دیا اور گزشتہ امتوں کو ہمارے ذریعہ اختتام پذیر کیا اور وصایت (امامت و خلافت) کو ہم سے مخصوص کیا گزشتہ اور آئندہ کا ہمیں علم عطا فرمایا اور بعض لوگوں کے دلوں کو ہمارا عاشق و حامی قرار دیا اپنی بخشش و مغفرت کو میرے بھائیوں اور میرے جد بزرگوار حسین بن علی علیہما السلام کے زائرین کے شامل حال فرما۔

وہ لوگ جنہوں نے اپنے اموال کو خرچ کیا اپنی بدن کو غم و اندوہ اور خستگی میں ڈالا ہماری راہ میں جو تیرے پاس اجر و ثواب کی (ہم سے) نزدیک ہونے کے لیے) امید پائی جاتی ہے نیکی انجام دی - اے خدا! پنی رحمت ان چہروں پر نازل فرما جو تیری زیارت کے راستے میں آفتاب کی گرمی سے تبدیل ہو گئے اے خدا! ان رخساروں پر اپنی رحمت نازل فرما جو حضرت ابا عبد اللہ الحسین - کی قبر پر رکھے گئے، اے خدا! ان آنکھوں پر اپنی رحمت نازل فرما کہ جن کے اشک ہماری عطوفت و محبت میں جاری ہوئے، اے خدا! ان قلوب پر اپنی رحمت نازل فرما کہ جنہوں نے ہمارے مصائب کی وجہ سے (ہماری) مظلومیت کی بنا پر نالہ و فریادیں بلند کیں۔ اے خدا! میں تیرے پاس ان نفوس اور ابدان کو (کہ جنہوں نے ہماری زیارت کی بجا آوری کے لیے خود کو زحمت و مشقت میں ڈالا) بطور امانت چھوڑ رہا ہوں تاکہ تو پیاس کے دن (قیامت) انہیں حوض کوثر سے سیراب فرما۔ راوی کا بیان ہے: حضرت امام جعفر صادق - مسلسل حضرت سید الشہداء کے زائروں اور عاشقوں کے لیے سجدہ کی حالت میں اس دعا کی تکرار کر رہے تھے۔

"النظر الی وجہ علی عبادۃ" چہرہ علی پر نظر کرنا عبادت ہے ۲۷۵ - "وفی مستدرک الصحیحین روی بسندہ عن ابی سعید الخدری عن عمران بن (حصین قال: قال رسول اللہ (ص): النظر الی علی عبادۃ" (۱ "قال الحاکم هذا حدیث صحیح الأسناد، ثم قال؟ و شواہدہ عن عبد اللہ بن مسعود صحیحۃ"

حاکم نے مستدرک صحیحین میں اپنی سند کے ساتھ ابو سعید خدری سے انہوں نے عمران ابن حصین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: حضرت علی - کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔ حاکم نے اس حدیث کے اسناد کے صحیح ہونے کی تائید کی ہے، پھر کہا: اس کے شواہد عبد اللہ ابن مسعود سے صحیح ہیں۔ مولف کہتے ہیں: اہل سنت کی معتبر کتابوں سے متعدد روایات میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علی - کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے اب مولف اختصار کے ساتھ سند کو حذف کر کے کتاب فضائل الخمسة (۲) وغیرہ سے تبرکاً کتاب کے اس مختصر حصہ کو زینت بخش قرار دیتے ہیں قارئین کرام تفصیل کے لیے گزشتہ حوالہ کی طرف رجوع کریں۔ ۲۷۶ - "وفی حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: عن عائشہ قالت: قال رسول اللہ (ص) النظر الی (علی عبادۃ" (۳)

حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں عائشہ سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ رسول خدا (ص) نے

- ۱) (مستدرک الصحیحین ، ج ۳ ، ص ۱۴۱)۔
 ۲) (آیت اللہ الحاج سید مرتضیٰ حسین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ)۔
 ۳) (اس سلسلہ میں رجوع کریں: الغدير، ج ۴، ص ۲۸)۔

فرمایا: حضرت علی - کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ۲۷۷ - "تاریخ بغداد: عن ابی ہریرۃ قال: رأیت معاذ بن جبل مديماً النظر الى علي بن ابي طالب عليه السلام فقلت: مالك تديم النظر الى علي كانك لم تره؟ فقال: سمعت رسول الله (ص) يقول: النظر وجه علي عبادة" (۱)

تاریخ بغداد میں ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے معاذ ابن جبل کو دیکھا کہ مسلسل حضرت علی ابن ابی طالب - کی طرف نگاہ کر رہے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ مسلسل حضرت علی - کی طرف دیکھ رہے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں نہ دیکھا ہو؟ کہا: میں نے رسول خدا (ص) کو یہ کہتے سنا ہے: علی - کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

۲۷۸ - "کنز العمال والمناول فی فیض القدير: قالوا: النظر الى وجه علي عبادة قال المناوي في الشرح: قال الزمخشري عن ابن الاعرابي اذا برز (يعني علياً عليه السلام) قال الناس: لا اله الا الله ما اشرق هذا الفتى ما علمه ما اكرمه ما احلمه ما اشجعه فكانت رؤيته تحمل علي (النطق بالعبادة فيالها من سعادة" (۲)

صاحب کنز العمال نے اپنی کتاب میں اور مناوی نے فیض القدير میں دونوں نے کہا ہے کہ: علی - کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔ مناوی نے شرح میں نقل کیا ہے کہ: زمخشری نے ابن اعرابی سے کہا: جس وقت علی - (سماج میں ظاہر ہوں گے) تو لوگ تعجب سے کہیں گے لا اله الا الله کیا نورانیت کے حامل ہیں اس جوان کا علم و کرامت اور شجاعت قابل توصیف نہیں لہذا ان کا دیدار لوگوں کو عبادت کے لیے برانگیختہ کرتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ علی - کے چہرہ مبارک پر نظر کرنا عبادت ہے ان کی کیا خوش نصیبی ہے۔

۲۷۹ - المحب الطبري في الرياض النظره قال وعن معاذة الغفاريّة قالت: كان

- ۱) (تاریخ بغدادی، ج ۲، ص ۴۹)۔ (۲) (نہایہ ابن اثیر، ج ۵، ص ۷۷، اختیار لمعرفۃ الرجال، ج ۲، ص ۶۱۲)۔

لی انس بالنبی (ص) اخرج معه في الاسفار ، وأقوم على المرضى ومداوى لجرحي ، فدخلت الى رسول الله (ص) في بيت عائشة وعلى عليه السلام خارج من عنده فسمعت يقول: يا عائشة ان هذا احب الرجال الي واکرمهم علي فاعرفي له حقّه ، واکرمی مٹوا، فلما ان جرى بينها وبين علي عليه السلام بالبصرة ماجرى رجعت عائشة الى المدينة فدخلت عليها فقلت لها: يا أم المؤمنين كيف قلبك اليوم بعد ما سمعت رسول الله (ص) يقول لك فيه ما قال؟ قالت: يا معاذة كيف يكون قلبي لرجل كان اذ دخل علي وابی عندنا لا يمل من النظر اليه ، فقلت له: يا ابة انك لتديم النظر الى علي ، فقال: يا بنيّة سمعت رسول الله يقول: النظر الى وجه علي عبادة۔

محب الدين طبري نے ریاض النظرہ میں نقل کیا ہے کہ معاذہ غفاریہ نے کہا: مجھے نبی اکرم (ص) سے انس و محبت تھی میں ان کے ہمراہ ان کے سفر میں جاتی تھی اور مریضوں اور مجروحین کا مداوا و علاج کرتی تھی (ایک دن) میں عائشہ کے گھر رسول خدا (ص) کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئی جب حضرت علی - رسول خدا (ص) کے پاس باہر آرہے تھے پھر میں نے سنا کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے عائشہ! یہ علی - میرے نزدیک مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور وہ میرے نزدیک زیادہ عزیز اور محترم ہیں لہذا ان کی معرفت حاصل کرو اور ان کے حق کو پہچانو اور ان کی موقعیت و منصب کا اکرام و احترام کرو، جب عائشہ اور حضرت علی - کے درمیان بصرہ کا واقعہ رونما ہوا (۱) اور عائشہ مدینہ واپس آئی تو میں اس کے پاس گئی اور اس سے کہا: اے ام المومنین! آج آپ کے دل کی کیا کیفیت ہے جب کہ آپ کے لیے رسول خدا (ص) کو حضرت علی - کے حق میں جو کچھ کہنا تھا کہہ

- ۱) (جنگ جمل کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عائشہ (ام المومنین) کے منصوبہ کے تحت (عثمان کی خوں خواہی اور ان سے دفاع

کے بارے میں رونما ہوئی اور جو کچھ کرنا تھا کیا۔

چکے؟ جواب دیا: اے معاذ! میرے دل کی کیفیت اس شخص کے بارے میں کیسی ہوگی کہ جب وہ میرے اور میرے پدر گرامی کے پاس آتا تھا تو ہم اس کو دیکھنے سے ملول اور رنجیدہ خاطر نہیں ہوتے تھے، پھر میں نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا: اے بابا! آپ حضرت علی - کی طرف مسلسل دقت سے دیکھ رہے ہیں اور نگاہ کرنے سے احساس خستگی نہیں کرتے؟ کہا: اے بیٹی! میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: علی کے (مبارک) چہرہ پر نگاہ کرنا عبادت ہے۔

۲۸۰۔ "الریاض النضرة : عن عائشة قالت: رأيت ابابكر يكثر النظر الى وجه عليّ ، فقلت : يا أبة رأيتك تكثر النظر الى وجه عليّ ، فقال : يا بنية سمعت رسول الله (ص) يقول النظر الى (وجه علي عبادۃ) (۱)

ریاض النضرة میں عائشہ سے منقول ہے کہ اس کا بیان ہے: میں نے ابوبکر کو حضرت علی - کے چہرہ پر کثرت سے نظر کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کیا: اے بابا جان! میں نے آپ کو علی کے چہرہ کی طرف بہت زیادہ نگاہ کرتا ہوا پایا؟ تو کہا: اے میری بیٹی! میں نے رسول خدا (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔ ۲۸۱۔ "وفیه ایضاً : عن جابر قال: قال رسول الله (ص) لعلي عليه السلام عد عمران بن الحصين فأنه مريض ، فاتاه وعنده معاذ وابو هريرة ، فاقبل عمران يحذ النظر الى عليّ عليه السلام ، فقال له معاذ : لم تحذ النظر اليه ؟ فقال : سمعت رسول الله (ص) يقول النظر الى علي عبادۃ ، (قال معاذ : وانا سمعته من رسول الله قال ابو هريرة : وانا سمعته من رسول الله (ص)) (۲) نیز ریاض النضرة میں جابر (انصاری) سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: رسول خدا (ص) نے

۱.) مناقب ابن مغازلی، ص ۲۱۰۔ العمدہ، ص ۳۶۷۔ ذخائر العقبی، ص ۹۵۔ بحار الانوار، ج ۳۸، ص (۲۰۰)۔
۲.) ذخائر العقبی، ص ۹۵۔ ینابیع المودة، ج ۲، ص ۱۸۵)۔

حضرت علی - سے فرمایا کہ: عمران ابن حصین مریض ہے لہذا ان کی عیادت کرو تو حضرت علی - عیادت کے لیے اس وقت ان کے پاس گئے کہ جب معاذ اور ابوہریرہ بھی ان کے پاس موجود تھے عمران پوری دقت کے ساتھ حضرت علی - کی طرف دیکھ رہے تھے تو معاذ بن عمران سے عرض کیا: کیوں علی - کی طرف اس شدت و حدت کے ساتھ دیکھ رہے ہیں؟ تو جواب دیا: میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے، معاذ نے کہا: میں نے رسول خدا (ص) سے یہ سنا ہے۔ اور ابو ہریرہ نے بھی کہا کہ: میں نے بھی رسول خدا (ص) سے یہی بات سنی ہے۔ ۲۸۲۔ بحار الانوار میں : عمار، معاذ اور عائشہ کی روایت میں ذکر ہوا ہے کہ رسول خدا (ص) سے منقول ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب - کی طرف نظر کرنا عبادت ہے ان کا نام اور فضائل ذکر کرنا بھی عبادت ہے اور کسی بندہ کا ایمان قابل قبول نہیں ہوتا مگر ان کی ولایت و محبت کی وجہ سے اور ان کے دشمنوں سے برائت و بیزاری اختیار کرنے سے۔ ۲۸۳۔ "وفیه نقلاً عن بشارۃ المصطفی لشیعۃ المرتضی باسنادہ عن جابر بن عبد الله (قال: قال رسول الله (ص) زینوا مجالسکم بذكر علي بن ابی طالب عليه السلام) (۱)

علامہ مجلسی نے بحار میں بشارۃ المصطفیٰ سے اپنی سند کے ساتھ جابر ابن عبد الله انصاری سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اپنی مجلسوں کو علی ابن ابی طالب - کے ذکر سے زینت دو، یعنی حضرت علی - کے نام فضائل و مصائب اور ان کی مظلومیت کو ذکر کرنا ہر حالت میں مجالس کی زینت ہے۔ مولف کہتے ہیں: نہ صرف یہ کہ علی ابن ابی طالب - کا ذکر عبادت ہے بلکہ پیغمبر اکرم محمد و آل محمد بالخصوص حضرت بقیۃ اللہ الاعظم حضرت حجة ابن الحسن العسکری عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ذکر جو

۱.) بحار الانوار، ج ۳۸، ص ۷۸)۔

اہل بیت عصمت و طہارت کے ہر دل عزیز پھول ہیں بالا ترین عبادت ہے۔ ۲۸۴۔ "وفی البحار نقلاً عن روضة والفضائل بالاسناد يرفعه عن ام المؤمنين ام سلمة رضى الله عنها انها قالت سمعت رسول الله (ص) يقول : ما قوم اجتمعوا يذكرون فضل علي بن ابی طالب عليه السلام الا هبطت عليهم ملائكة السماء حتى تحف بهم فاذا تقرقوا عرجت الملائكة الى السماء فيقول لهم الملائكة انا نشم من رايحتكم مالا نشمة من الملائكة فلم نرا رائحة اطيبت منها فيقولون كنّا عند قوم يذكرون محمداً واهل بيته

فعلق فينا من ربحهم فتعطرنا فيقولن اهبطوا بنا اليهم فيقولون تفرقوا ومضى كل واحد منهم الى منزلة فيقولون اهبطوا بنا حتى) نتعطر بذلك المكان ” (١)

بحار میں روضہ اور فضائل سے اپنے اسناد کے ساتھ مرفوعاً ام المومنین حضرت ام سلمہ سلام اللہ علیہا سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے رسول خدا (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی بھی قوم آپس میں جمع ہو اور حضرت علی ابن ابی طالب - کی فضیلت و منقبت کا ذکر کرے تو ان کے پاس آسمان کے فرشتے نازل ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اطراف کو اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں اور جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اور وہاں کے موجودہ فرشتے ان سے عرض کرتے ہیں کہ: ہم آپ لوگوں سے ایسی خوشبو محسوس کر رہے ہیں جو دوسرے ملائکہ میں نہیں پائی جاتی اور ہم نے اتنی پاک و پاکیزہ خوشبو اب تک نہیں دیکھی تھی تو فرشتے جواب دیں گے: ہم ایک قوم کے پاس تھے جو محمد اور ان کے اہل بیت کے ذکر میں مشغول تھی ہم ان کی خوشبو اور عطر سے معطر ہوئے ہیں تو وہ فرشتے کہیں گے: ہمارے ساتھ آؤ اور ان کے پاس چلیں ، تو وہ کہیں گے : ہر ایک

۱) (بحار الانوار، ج ۳۹، ص ۱۹۹)۔

دوسرے سے جدا ہوجائے اور ان میں سے ہر ایک جب اپنے گھر کی طرف واپس جائے گا تو اہل خانہ اس سے کہیں گے: میرے ساتھ چلو تاکہ ہم بھی اس جگہ کی خوشبو اور عطر سے معطر ہوجائیں۔

۲۸۵ - مؤلف کہتے ہیں: ہم زیارت جامعہ کبیرہ میں بھی پڑھتے ہیں “بأبی انتم و امی و نفسی و اہلی ذکرکم فی الذاکرین و اسمائکم فی الاسماء و اجسادکم فی الأجساد و ارواحکم فی الأرواح و انفسکم فی النفوس و آثارکم فی الآثار و قبورکم فی القبور فما احلی اسمائکم) و اکرم انفسکم و اعظم شأنکم الخ” (۱) میرے ماں باپ ، میری جان و مال اور میرے اہل سب آپ پر قربان - آپ کا ذکر ذاکرین میں ہے۔ آپ کا نام ناموس میں نمایاں ہے آپ کے اجساد، جسموں میں، آپ کی روحیں، ارواح میں، آپ کے نفس، نفوس میں۔ آپ کے آثار، آثار میں - آپ کی قبریں، قبروں میں نمایاں ہیں کیا شیریں آپ کے نام ہیں کیا کریم آپ کا نفس ہے اور کیا عظیم آپ کی شان ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت ائمہ اطہار کا مقدس وجود صفاتِ جمیلہ اور انسانی کمالات عالیہ اور خداوند سبحان کے منتخب افراد کے اوصاف کا حامل ہے اور ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں کیوں کہ وہ عظیم بستیاں خود جن کی تعبیر میں وہ کلمات الہی ہیں اور کلمات الہی بھی جیسا کہ ذکر ہوا کہ تمام دریا اور سمندر کے پانی روشنائی اور دنیا بھر کے درخت قلم بن جائیں اور تمام جس و انس لکھنے والے بن جائیں تو دریا اور سمندر خشک ہوجائیں گے لیکن ان کے فضائل و مناقب ختم نہیں ہوں گے۔ کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست کہ تر کنی سر انگشت و صفحہ بشماری آپ کے فضائل و مناقب کی کتاب لکھنے کے لیے سمندر کا پانی بھی ناکافی ہے ، تاکہ تم سر انگشت کو تر کرو اور صفحات کو شمار کرو۔

۱) (مزار ابن مشہدی، ص ۵۳۰)۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۸۔ درجات تک پرواز

۸۔ القرآن قرائۃ لکلّ حرف مائة درجة

و الأئمة - صلوات اللہ علیہم اجمعین - زیارتہم لکلّ خطوة حجة و عمرة بل حجتان و عمرتان

جس طرح کہ خداوند متعال قرآن مجید کے ہر حرف کی قرائت کے لیے سو درجہ عطا فرماتا ہے ائمہ معصومین کی زیارت کی راہ میں جو قدم اٹھایا جاتا ہے ہر قدم پر ایک حج اور ایک عمرہ کا بلکہ دو حج اور دو عمرہ کا ثواب عنایت فرماتا ہے۔ ۲۸۶۔ لیکن آیات: اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱ اے میری چادر لپیٹنے والے، رات کو اٹھو مگر ذرا کم، آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر دو یا کچھ زیادہ کر دو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر باقاعدہ پڑھو۔) اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

۴۔ ۱۔ (سورنہ مزمل، آیت ۱)
۲۔ (سورنہ مزمل، آیت ۲۰۔)

اب جس قدر قرآن ممکن ہو اتنا پڑھو۔ اور اس کے علاوہ دوسری آیات بھی۔ ۲۸۷۔ ”واما الأخبار ففي جامع الأخبار للصدوق عليه الرحمة عن النبي الأكرم (ص) قال (ص): القرآن مأدبة الله فتعلموا مأدبة ما استطعتم ان هذا القرآن هو حبل الله وهو المنذر المبين والشفاء النافع فأقرؤوه فان الله عزوجل يأجركم على تلاوته بكل حرف عشر حسنات اما اني لا اقول حرف واحد ولكن الف ولام وميم ثلثون حسنة“ (۱)

جامع الاخبار میں منقول ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: قرآن مجید مرکز اور تربیت و ادب الہی سکھانے کا وسیلہ ہے جتنا تعلیم حاصل کرنے کا امکان اور قدرت رکھتے ہو یاد کرو کیوں کہ یہ قرآن ربسمان الہی ہے اور وہی واضح و آشکار طور پر ثرائے والا اور پُر منفعت (بغیر ضرر و نقصان کے) شفا ہے لہذا اسے پڑھو اس لیے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ایک حرف کی تلاوت پر تمہیں دس نیکیوں کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ لیکن یہ بھی جان لو کہ یہ نہیں کہتا کہ (الم) ایک حرف ہے لیکن صرف الف دس نیکی، لام دس نیکی اور ميم دس نیکی ہے کہ مجموعی طور پر (الم) کے ذریعہ تیس نیکی عطا فرمائے گا۔

۲۸۸۔ ”وفي المجمع عنه (ص) : افضل العبادة قراءة القرآن“ (۲) آنحضرت سے مجمع البیان میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: بہترین عبادت قرائت قرآن ہے۔ ۲۸۹۔ ”وفيه عنه (ص) قال ان هذا القرآن مأدبة الله تعالى فتعلموا من مأدبته ما استطعتم ان هذا القرآن حبل الله هو النور المبين والشفاء النافع عصمة لمن تمسك به ، و نجاة لمن تبعه لا يعوج فيقوم ، ولا يزيغ فسيتعبد ، ولا تنقضى عجائبه ، ولا يخلق على كثرة الرد ، فاتلوه فان الله يأجركم على تلاوته بكل“

۱۔ (وسائل الشیعة، ج ۴، ص ۸۲۶۔ امالی سید مرتضیٰ، ج ۲، ص ۲۷۔ بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۱۹۔)
۲۔ (مجمع البیان، ج ۱، ص ۴۴۔)

حرف عشر حسنات ، اما انی لا اقول عشر ولكن اقول الف عشر ولام عشر وميم عشر“ (۱)
اسی کتاب میں منقول ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: یقیناً یہ قرآن، اللہ تعالیٰ کا ادب و تربیت کے لیے مصدر و منشأ اور وسیلہ ہے لہذا جتنا آداب حاصل کرنا ممکن ہو اسے یاد کرو یہ قرآن رسی ہے واضح و روشن نور اور پُر منفعت شفا دینے والا ہے اور اپنے متمسکین کی حفاظت کرنے والا ہے نیز اس کی پیروی کرنے والوں کے لیے باعث نجات ہے، کبھی بھی اس میں کجی نہیں ہوگی کہ اسے سیدھا کیا جائے نہ ہی خود منحرف ہوگا نہ کسی دوسرے کو منحرف کرے گا تاکہ اس کے انحراف کی تلافی کی جائے اس کے عجائب و غرائب ختم ہونے والے نہیں ہیں اس کا زیادہ مرور اور مطالعہ اس کے کہنے پن یا ختم ہونے کا سبب نہیں بنتا لہذا اسے بہت زیادہ پڑھو کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایک حرف کی تلاوت پر تمہیں دس نیکیوں کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا لیکن یہ بھی جان لو کہ میں یہ نہیں کہتا کہ (الم) ایک حرف ہے لیکن صرف الف دس نیکی، لام دس نیکی اور ميم دس نیکی ہے کہ مجموعی طور پر (الم) کے ذریعہ تیس نیکی عطا فرمائے گا۔ ۲۹۰۔ ”وفي الكافي عن مولينا الصادق عليه السلام : ما من عبد من شيعتنا يتلوا القرآن في صلوته قائماً الا وله بكل حرف مائة حسنة ، ولا قرء في صلاته جالساً الا وله بكل حرف خمسون (حسنة ولا في غير صلواته الا وله بكل حرف عشر حسنات“ (۲)
اصول کافی میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: جو ہمارے شیعوں میں سے کوئی ایک بندہ جو قرآن مجید کی ایک آیت کھڑے ہو کر نماز میں پڑھتا ہے تو اس کے لیے ہر حرف

۱۔ (مجمع البیان، ج ۱، ص ۴۴۔)

۲۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۱۱)۔

کے بدلے سو نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے اور اگر بیٹھ کر اپنی نماز میں پڑھے تو ہر حرف کے عوض اسے پچاس نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے اور اگر نماز کے علاوہ عادی طور پر اس کی تلاوت کرے تو ہر حرف کے بدلے اللہ تعالیٰ دس نیکیوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

۹۔ تمام حقائق کا بیان کرنے والا

۹۔ القرآن فیہ تبیان کل شیء والحجۃ عنده علم ما کان وما یکون وما هو کائن الی یوم القیمة

جس طرح قرآن کریم نے کائنات کے تمام حقائق کو بیان فرمایا ہے امام زمانہ - تمام کائنات کے حقائق کو جاننے والے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے اور یہ کتاب اطاعت گزاروں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا یہ قول: > وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِی السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُبِیْنٍ < (۲) اور آسمان و زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذکر کتاب مبین میں نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وَمَا مِنْ دَائِبَةٍ فِی الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ یَطِیرُ بِجَنَاحِهِ إِلَّا أُمُّ)

۱۔ (سورنہ نحل، آیت ۸۹)۔

۲۔ (سورنہ نمل، آیت ۷۵)۔

(اُمْتُ الْکَلَمِ مَا قَرَّطُنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ) (۱) اور زمین میں کوئی بھی رینگنے والا یا دونوں پروں سے پرواز کرنے والا طائر ایسا نہیں ہے جو اپنی جگہ پر تمہاری طرح کی جماعت نہ رکھتا ہو۔ ہم نے کتاب میں کسی شے کے بیان میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

اور اس کے پاس غیبت کے خزانے ہیں جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ خشک و تر سب کا جاننے والا ہے کوئی پتہ بھی گرتا ہے تو اسے اس کا علم ہے زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ یا کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین کے اندر محفوظ نہ ہو۔ (اور خدائے عزیز کا یہ قول: (۳)

اور ہم نے ہر شے کو ایک روشن امام میں جمع کر دیا ہے۔ اس بنا پر کہ امام سے مراد اس آیت میں کتاب ہو۔ ۲۹۱ - “ واما الاخبار : ففي الکافی عن الصادق علیه السلام : ان الله انزل فی القرآن تبیان کل شیء حتی والله ما ترک شیئاً یحتاج الیه العباد حتی لا یستطیع عبد ان یقول لوکان هذا انزل فی القرآن الا وقد انزلہ الله فیہ ” (۴)

۱۔ (سورنہ انعام، آیت ۳۸)۔

۲۔ (سورنہ انعام، آیت ۵۹)۔

۳۔ (سورنہ یسین، آیت، ۱۲)۔

۴۔ (اصول کافی، ج ۱، ص ۵۹)۔

اصول کافی میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر شے کو بیان فرمایا ہے یہاں تک کہ خدا کی قسم ! جس چیز کے اس کے بندے محتاج تھے ان میں سے ایک کو بھی نہ ترک کیا یہاں تک کہ کسی شخص کے پاس یہ کہنے کی طاقت نہیں پائی جاتی کہ یہ فلاں چیز بھی (جو اس کے ذہن میں آتی ہے) قرآن میں نازل کی جاتی آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کو نازل کیا ہے۔

۲۹۲ - “وفیه باسناده عن عمر بن قیس عن ابی جعفر علیہ السلام قال سمعته یقول : ان الله تبارک وتعالیٰ لم یدع شیئاً یحتاج الیه الاُمة الا نزلہ فی کتابہ وبنیہ لرسولہ (ص) وجعل لکل شیء حدّاً وجعل علیہ دلیلاً یدلّ علیہ وجعل علی من تعدی ذلک الحدّ حدّاً ” (۱) نیز اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ عمر ابن قیس کا بیان ہے کہ میں نے

امام باقر - کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: خداوند تبارک و تعالیٰ نے کسی ایسی چیز کو قرآن میں ترک نہیں کیا ہے۔ امت جس کی ضرورت مند تھی اس کو اپنی کتاب میں نازل اور اسے اپنے رسول (ص) سے بیان فرمایا اور ہر شے کے لیے حد و مرز قرار دی اور اس پر ایک دلیل و رہنما بھی قائم کر دیا جو امت کی اس کی رہبری کرے اور اس شخص کے لیے حد (عذاب) بھی معین کر دی جو اسی حد و مرز سے تجاوز کرے۔ ۲۹۳ - ”وفیه عن الصادق علیہ السلام : ما من امر یختلف فیہ اثنا الا وله اصل فی کتاب (اللہ ولكن لا تبلغه عقول الرجال ” (۲)

کافی میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: کوئی امر ایسا نہیں ہے کہ جس

۱۔ (اصول کافی، ج ۱، ص ۵۹)
 ۲۔ (کافی، ج ۱، ص ۶۰)

میں دو شخص اختلاف رکھتے ہو مگر یہ کہ وہ کتاب خدا میں موجود ہے لیکن لوگوں کی عقلیں ان تک نہیں پہنچتیں۔
 مولف کہتے ہیں: جیسا کہ گزشتہ آیات میں صراحت سے ذکر ہوا ہے کہ قرآن مجید میں ہر خشک و تر کا علم پایا جاتا ہے۔
 اور ہر شے کی وضاحت موجود ہے البتہ اس کا علم اور وضاحت ان لوگوں کے پاس ہے کہ جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا ہے اس سے مراد راسخون فی العلم جو اہل بیت عصمت و طہارت ہیں کہ ہم ان میں سے تبرکاً چند مورد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۲۹۴ - ” روى العیاشی فی تفسیرہ عن مولینا الصادق علیہ السلام قال: نحن والله نعلم ما فی السموات وما فی الارض وما فی الجنة وما فی النار وما بین ذلك ثم قال: انّ ذلك فی کتاب اللہ ثم تلا هذه الآية (۱) ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکلّ شیء وهدی ورحمة وبشری للمسلمین “ (۲)

عیاشی نے اپنی تفسیر میں امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: خدا کی قسم! ہمیں ان چیزوں کا علم ہے جو آسمان و زمین میں ہے جو کچھ جنت و جہنم میں ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے (ہم سب کچھ جانتے ہیں) پھر فرمایا: یقیناً یہ سب کتاب اللہ میں ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ”اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے اور یہ کتاب اطاعت گزاروں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔ ۲۹۵ - ”وفی الکافی باسناده عن سماعة بن مهران قال: قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ، ان العزیز الجبار انزل علیکم کتابہ وهو الصادق البار ، فیہ خبرکم وخبر من قبلکم وخبر من بعدکم و خبر السماء والأرض ولو اتاکم من یخبرکم عن

۱۔ (تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۶۶)
 ۲۔ (سورہ انعام، آیت ۳۸)

(ذلك لتعجبتم ” (۱ کلینی نے کافی میں اپنی سند کے ساتھ سماء ابن مہران سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: یقیناً خدا نے عزیز و جبار نے تم پر اپنی کتاب نازل کی اور وہ سچا اور خیر پسند (راست باز اور نیکو کار) ہے اور اس میں تمہاری (سرگزشت اور تقدیر کے بارے میں) خبر دی گئی ہے اور تم سے پہلے والوں کے بارے میں بھی اور تم سے بعد میں آنے والوں کے بارے میں بھی خبر دی گئی ہے اور اگر کوئی تم سے ان حوادث کی خبریں آکر بیان کرتا تو تم یقیناً حیرت و تعجب کرتے۔

۲۹۶ - ”وفیه عنه علیہ السلام : انی لا علم ما فی السموات وما فی الارض واعلم ما فی الجنة وما فی النار واعلم ماکان وما یکون ، ثم سکت هنیئة فرأى انّ ذلك کبر علی من سمعه منه فقال علیہ السلام علمت ذلك من کتاب اللہ عزوجل انّ اللہ بقول - نیز اسی کتب میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: یقیناً جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے اس کو جانتا ہوں اور اس کا بھی مجھے علم ہے جو جنت اور جو جہنم میں ہے اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے پھر کچھ دیر خاموش تھے دیکھا کہ یہ بات اس شخص کو بری معلوم ہوئی جس نے حضرت سے یہ سنا (وہ تحمل نہیں کر پایا) لہذا حضرت نے فرمایا: یہ جو کچھ مطالب میں نے تم سے بیان کیے ہیں اسے کتاب خدا (قرآن مجید) سے میں نے جانا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اس میں ہر شے کا بیان موجود ہے۔ ۲۹۷ - ”وفیه باسناده عن عبد الاعلی مولی آل سام قال: سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام بقول واللہ انی لا علم کتاب اللہ من اولہ الی آخرہ کأنّہ فی کفّی فیہ خبر

۱) (کافی، ج ۲، ص ۵۹۹)۔

(السَّمَاءُ وَخَبِرَ الْأَرْضَ وَخَبِرَ مَا هُوَ كَائِنُ قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ : فِيهِ تَبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ ” (۱) نیز اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ عبد الاعلی مدنی آل سام سے نقل کیا ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق - کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: خدا کی قسم! یقیناً میں خدا کی کتاب کو اول سے آخر تک ایسے جانتا ہوں گویا وہ میرے (دستِ قدرت) اختیار میں ہو جس میں زمین و آسمان کی خبر موجود ہے اور اس کی بھی جو کچھ ہو چکا یا ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس میں ہر شے کو بیان کر دیا گیا ہے۔ ائمہ ہدی جو معادن وحی و تنزیل ہیں اور کتاب خدا میں راسخون فی العلم کے عنوان سے متعارف ہوئے ہیں قرآن مجید ان کے گھر میں نازل ہوا ہے کہ ایسے نفوس قدسیہ کے لیے سزاوار ہے کہ تمام علوم اسرار قرآن اور ما کان و ما یکون کی خبروں سے آگاہ ہوں۔ ۲۹۸ - ”وفی الکافی باسنادہ عن برید بن معاویہ عن احدثهما علیہما السلام فی قول اللہ عزوجل فرسول اللہ (ص) افضل الراسخین فی العلم قد علمہ اللہ عزوجل جمیع ما انزل علیہ من التنزیل والتأویل وما کان اللہ لینزل علیہ شیئاً لم یعلمہ تأویلہ و اوصیائہ من بعدہ یعلمونہ کلاً ، والذین لا یعلمون تأویلہ اذا قال العالم فیہم بعلم فاجابہم اللہ بقولہ والقرآن خاصٌ و عامٌ ومحکم و متشابہ (و ناسخ و منسوخ ، فالراسخون فی العلم یعلمونہ ” (۲) کلینی نے کافی میں اپنی سند کے ساتھ برید ابن معاویہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام محمد باقر

۱) (کافی، ج ۲، ص ۲۲۹)۔

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۱۳)۔

یا امام جعفر صادق - سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: رسول خدا (ص) راسخون فی العلم میں افضل ہیں خدائے عزوجل نے ان کو ان تمام چیزوں کا علم عطا کیا تھا جو ان پر تنزیل و تاویل (آیات) کے عنوان سے نازل کی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے انحضرت پر کوئی شے ایسی نازل نہیں کی جس کی تاویل اور اس کے باطن سے انہیں آگاہ نہ کیا ہو اور آنحضرت کے بعد ان کے اوصیاء ان تمام تاویلات کے جاننے والے ہیں وہ لوگ جو متشابہات کی تاویل نہیں جانتے جب عالم آل محمد (معصوم) ان کی وضاحت کرتا ہے (اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے) تو وہ سب کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے قرآن کے علوم بہت زیادہ ہیں من جملہ ان مینسے خاص و عام محکم و متشابہ (۱) اور ناسخ و منسوخ ہے اور راسخون فی العلم ان سب کا علم رکھتے ہیں۔ ۲۹۹ - ”وفیہ بالاسناد عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: نحن الراسخون فی العلم ونحن نعلم تأویلہ ” (۲) نیز اسی کتاب میں ابو بصیر سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: راسخون فی العلم ہم ہیں اور ہم ان کی تاویل جانتے ہیں۔ ۳۰۰ - ”وفیہ باسنادہ عن عبد الرحمن بن کثیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: (الراسخون فی العلم امیر المؤمنین علیہ السلام والائمة من بعدی علیہم السلام ” (۳)

۱) (محکمات قرآن سے مراد وہ آیات ہیں کہ جن کے معانی عربی زبان جاننے والوں کو معلوم (ہیں اور اس سے ایک معنی سے زیادہ مراد نہیں ہے جیسے ”ان اللہ لیس بظلام للعبید“ (اور خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے) متشابہ وہ ہے کہ جس کے معانی متعدد و مختلف ہیں اور اس کے متکلم کا مقصود و مطلوب سمجھنے کے لیے متکلم ہی کی طرف سے تفسیر اور وضاحت کی ضرورت درکار ہوتی ہے مختلف معانی کی تفصیل معتبر تفسیروں میں ذکر ہونی ہے جیسے (بے شک اللہ عرش پر اختیار و اقتدار رکھنے والا ہے) (۲) (کافی، ج ۱، ص ۲۱۳)۔

۳) (گزشتہ حوالہ)۔

نیز اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ عبد الرحمن ابن کثیر سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: راسخون فی العلم حضرت امیر المومنین اور ان کے بعد تمام ائمہ ہدی علیہم السلام ہیں۔ ۳۰۱ - ”وفی الاختصاص للمفید (رضوان اللہ تعالیٰ) باسنادہ عن الاصبع بن نباتہ عن امیر المؤمنین علیہ السلام قال: سمعته یقول ان رسول اللہ (ص) علمنی الف باب من الحلال والحرام ممّا کان وممّا هو کائن الی یوم القیمة کلّ باب منها یفتح الف باب فذلک الف باب حتّی علمت (علم المنايا والبلايا و فصل الخطاب ” (۱)

علامہ جلیل القدر شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب اختصاص میں اپنی سند کے ساتھ اصبع ابن نباتہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مولا امیر المومنین - سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ہر باب میں سے ہزار باب کھلتے ہیں جو مجموعی طور پر (مختلف علوم کے ایک ملین (دس لاکھ) باب کھلتے ہیں یہاں تک کہ مجھے تمام منایا و بلایا اور فصل الخطاب کا علم حاصل ہوا۔

حضرت رسول اکرم (ص) کا حلال و حرام کے ہزار باب تعلیم دینے کے بارے میں متعدد روایات اسی باب کے عنوان سے ذکر ہوئی ہیں اور بعض دوسری روایت میں ہزار حدیث یا ہزار کلمہ اور بعض میں ہزار حرف کہ ان میں ہر ایک سے ایک ہزار حدیث اور ہزار کلمے اور ہزار حرف کھلتے ہیں کہ جس کی تفصیلات بحار الانوار میں اختصاص اور بصائر الدرجات سے نقل ہوئی ہے۔ ۳۰۲۔ “وفی الاختصاص باسنادہ عن الاصبع بن نباتہ: قال: امرنا امیر المؤمنین علیہ السلام بالمسیر الی المدائن من الکوفة فسرنا یوم الأحد وتخلّف عمرو بن

۱) اختصاص، ص ۲۸۳۔

(حریث فی سبعة نفر) ۱ فخرجوا الی مکان بالحیرة یسمی الخورنق فقالوا ننترہ فاذا کان یوم الاربعاء خرجنا فلحقنا علیاً علیہ السلام قبل ان یجمع ، فبینا ہم یتغذون اذ خرج علیہم ضبٌ فصادره فأخذہ عمرو بن حریث فنصب کفہ فقال : بایعوا ہذا امیر المؤمنین فبایعہ السبعة و عمرو ثامنہم وارتحلوا لیلۃ الاربعاء فقدموا المدائن یوم الجمعة و امیر المؤمنین علیہ السلام یخطب ولم یفارق بعضہم بعضاً ، کانوا جمیعاً حتی نزلوا علی باب المسجد فلما دخلونظر الیہم امیر المؤمنین علیہ السلام فقال: ایہا الناس ان رسول اللہ (ص) اسر الی الف حدیث فی کل حدیث الف باب لکل باب الف مفتاح وائی سمعت اللہ یقول : وائی اقسم لکم باللہ لیبعثن یوم القیمۃ ثمنیۃ نفر بامامہم و هو ضب ولوشئت ان اسمیہم فقلت ، قال: فلو رأیت عمرو بن حریث سقط (کما تسقط التعفۃ وجیباً ” ۲)

اختصاص مفید علیہ الرحمہ میں منقول ہے کہ اصبع ابن نباتہ کا بیان ہے کہ: حضرت امیر المومنین علی - نے ہمیں حکم دیا کہ ہم کوفہ سے مدائن کی طرف حرکت کریں تو ہم لوگوں نے اتوار کے دن وہاں سے حرکت کی عمرو ابن حریث نے سات دوسرے افراد کے ساتھ مخالفت کی اور مقام حیرہ کی طرف گئے جسے خورنق کہا جاتا ہے تو وہاں پہنچ کر کہنے لگے کہ یہاں آرام کریں پھر سیر و سیاحت کریں گے اور بدہ کے دن چلیں گے اور حضرت علی - سے ملحق ہوجائیں گے قبل اس کے کہ وہ لوگ وہاں جمع ہوں وہ لوگ اس اثنا میں ناشتہ تناول کرنے میں مشغول تھے تو ایک سوسمار (گوہ) ظاہر ہوا اور اسے شکار کیا عمرو

۱) (راوندی نے اپنی کتاب خرائج میں ان کے اسماء نقل کیے ہیں من جملہ ان میں سے شبت)

ابن ربیع، اشعث ابن قیس اور جریر ابن عبد اللہ تھے۔ ۲)۔ بصائر الدرجات، ص ۳۲۶۔ اختصاص، ص ۲۸۳۔ (ابن حریث نے اسے پکڑا اپنے ہاتھ سے اسے مار کر کہا: اس کی بیعت کرو کہ یہ امیر المومنین ہے تو ان سات لوگوں نے اس سوسمار کی بیعت کے لیے دست دراز کیا اور عمرو بھی ان میں سے اٹھواں شخص تھا۔ شب بدہ وہاں سے سفر کیا اور جمعہ کے دن مدائن میں اس وقت داخل ہوئے جب (مولا) امیر المومنین - خطبہ دینے میں مشغول تھے ان میں سے کوئی ایک بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوا اور سب کے سب مسجد کے دروازہ کے پاس اترے اور جب مسجد میں وارد ہوئے تو حضرت امیر المومنین نے ان لوگوں پر ایک نگاہ کی اور فرمایا: اے لوگو! یقیناً رسول خدا (ص) نے مجھ سے ہزار مخفی حدیث بیان فرمائی کہ ہر حدیث میں ہزار دروازے اور ہر دروازے میں علم کی ہزار کنجی ہے میں نے بالیقین سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ہم قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے امام و پیشوا کے ساتھ بلائیں گے) اور میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ: یقیناً اُنہ لوگ قیامت کے دن محشور ہوں گے کہ جس کا امام و پیشوا سوسمار (گوہ) ہے کہ جس کی ان لوگوں نے بیعت کی تھی اگر میں چاہوں تو میں تمہیں ان لوگوں کا تعارف ان کے نام سے کراؤں۔ راوی نے عرض کیا: اگر عمرو ابن حریث کو دیکھتے کہ وہ اس طرح لرز کر گرا جیسے کھجور کی شاخ مضطرب ہوکر گر پڑتی ہے۔ مولف کہتے ہیں: وہ چار افراد یہ تھے شبت ابن ربیع، عمرو ابن حریث، اشعث بن قیس اور جریر ابن عبد اللہ (خدا انہیں ذلیل فرمائے)۔ ۳۰۳۔ روایت میں ذکر ہوا ہے: “ ان شبت بن ربیع و عمرو بن حریث و الاشعث بن قیس) و جریر بن عبد اللہ بایعوا ضباً

فَيَبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَاِمَامَهُمُ الضُّبَّ وَهُوَ يَسْوَ قَهُمُ اِلَى النَّارِ” (۱ یعنی شہید ابن ربیع، عمرو ابن حریث، اشعث ابن قیس اور جریر ابن عبد اللہ نے

۱) (سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۷۰)

حضرت امیر المومنین علی - کی بیعت کرنے کے باجود سوسمار (گوه) کی بیعت کی لہذا قیامت کے دن اس حالت میں انہیں محشور کیا جائے گا کہ چاروں افراد کا امام سوسمار ہوگا جو انہیں جہنم کی طرف لے جائے گا۔
۳۰۴ - قال ابن ابی الحدید : وروی یحییٰ البرمکی عن الاعمش انا جریراً و الاشعث خرجاً الى الجبان بالكوفة فمرّ بها ضبّ یعدو و هما فی دَمٍ علیّ علیہ السلام فنادیا یا ابا حسل هلّم نبایعک بالخلافة فبلغ علی علیہ السلام قولهما فقال انهما یحشران یوم القیمة وامامهما ضبّ ” (۱)

ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ کا بیان ہے: یحییٰ برمکی نے اعمش سے روایت کی ہے کہ جریر اور اشعث، جبان کی ملاقات کے لیے کوفہ نکلے تو ایک سوسمار (گوه) تیزی سے ان کے سامنے سے گزرا اور وہ لوگ حضرت علی - کی مذمت کر رہے تھے تو ان دونوں نے اسے آواز دی: اے ابو حسل! تم آؤ کہ ہم تمہاری بیعت کریں یہاں تک کہ دونوں افراد کی یہ بات حضرت علی - تک پہنچی تو حضرت - نے فرمایا: وہ لوگ قیامت کے دن اس حالت میں محشور کیے جائیں گے کہ وہ سوسمار کے امام ہوں گے۔

مولف کہتے ہیں: احادیث معتبرہ اور مسلمات حدیثوں میں سے ہے کہ فرمایا: (۳۰۵ - “ من احبّ حجرأ حشره اللہ معہ ” (۲) جو شخص کسی پتھر کو دوست رکھتا ہو وہ اس کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔ لیکن شہید ابن ربیع، جنگ صفین میں حضرت علی - کے اصحاب کے درمیان موجود تھا معاویہ کے ساتھ بہت سے معاملات کے بعد نہروان کے خوارج سے ملحق ہوا داؤد اور اس کے تین دوسرے

۱) (شرح نہج البلاغہ، ج ۴، ص ۷۵ - تہذیب المقال، ج ۳، ص ۷۳)
۲) (عیون اخبار الرضا -، ج ۳، ص ۲۶۹ - امالی صدوق، ص ۲۷۸ - روضة الواعظین، ص ۴۱۷ - وسائل (الشیعة، ج ۱۴، ص ۵۰۳ - بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۲۸۲)

دوستوں نے نہروان کے راستے میں حضرت امیر المومنین علی - کی خلاف ورزی کی اور حضرت نے خبر دی کہ ان لوگوں کا ارادہ یہ ہے کہ لشکر حق کے اطراف سے لوگوں کو منتشر کردیں ان لوگوں کا سوسمار (گوه) کی بیعت کرنے کی بھی خبر دی اور فرمایا: (۳۰۶ ” :اما واللہ یأشبت ویابن حریت لتقاتلان ابنی الحُسن علیہ السلام ” (۱) حضرت امام علی - نے شہید ابن ربیع اور ابن حریت سے فرمایا: خدا کی قسم! تم دونوں میرے بیٹے حسین کو شہید کرو گے۔
لیکن عمرو ابن حریت: ایک منافق عثمانی شخص تھانیز کوفہ میں ابن زیاد کا نمائندہ تھا، حضرت علی - کے بارے میں بہت سی جسارتیں کیں اور ان کی طرف سحر، جادوگری اور کذب کی نسبت دی ہے اب اس کے باطنی خیانت کے موضوع سے متعلق شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اختصاص سے اشارہ کر رہے ہیں۔

۳۰۷ - “ فی الاختصاص باسناده عن الاصبغ بن نباتہ قال: کنا وقوفاً علی امیر المؤمنین بالکوفة وهو یعطى العطاء فی المسجد از جائت امرأة فقالت : یا امیر المؤمنین اعطیت العطاء جمیع الأحياء ما خلا هذا الحی من مراد لم تعطهم شیئاً فقال : اسکتی یا جرئیة، یا بذیه ، یا سلفع یا سلفق یا من لا تحيض کما تحيض النساء ، قال: فوَلت فخرجت من المسجد فتبعها عمرو بن حریت فقال لها: ایّتها المرأة قد قال علیّ فیک ما قال أبصدّق علیک ؟ فقالت واللہ ما کذب وانّ کل ما رمانی بی لَفی ، واما اطلّع علیّ احد الاّ اللہ الّذی خلقنی وامی الّتی ولدتنی ، فرجع عمرو بن حریت فقال : یا امیر المؤمنین تبعت المرأة فسألتهَا عما رمیتها به

۱) (الخرائج و الجرائح، ج ۱، ص ۲۲۶ - مدینة المعاجز، ج ۳، ص ۱۹۰ - بحار الانوار، ج ۳۳، ص ۳۸۴)

فی بدریها فافترت بذلك کلّه ، فمن ابن علمت ذلك ؟ فقال انّ رسول اللّٰه (ص) علّمني الف باب من الحلال والحرام یفتح کل باب الف باب حتّی علمت المنايا والوصایا وفصل الخطاب وحتّی علمت (المذکرات من النساء والمؤنّثین من الرجال ” (۱)

اصبغ ابن نباتہ کا بیان ہے: کوفہ میں ہم حضرت علی - کی خدمت اقدس میں کھڑے تھے اور حضرت مسجد میں لوگوں کو عطیے بخش رہے تھے تو ناگاہ ایک عورت آئی اور عرض کیا: یا امیر المومنین -! تمام حی (قبیلہ یا محلے) والوں کو عطا فرمایا سوائے ابن حی کے جو مراد کے قبیلہ سے تھا اسے کوئی شے مرحمت نہیں فرمائی تو حضرت نے فرمایا: خاموش ہو جا اے جرنیہ بذیہ! اے سلفغ سلفق! اے وہ کہ جو خون حیض نہیں دیکھتی! جس طرح دوسری عورتیں دیکھتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے: وہ عورت فوراً مسجد سے باہر گئی اور عمرو ابن حریث اس کے پیچھے گیا اور کہا: اے عورت! حضرت علی - نے تمہارے حق میں جو بات کہی ہے کیا تم اس کی تصدیق کرتی ہو؟ جواب دیا: خدا کی قسم! اس نے میری بہ نسبت کہا وہ سچ کہا ہے وہ سب صفت میرے اندر پائی جاتی ہے اور میرے خدا کے علاوہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا اور میرے ماں کہ جس نے مجھے جنا ہے کسی اور کو ان موضوعات کی اطلاع نہیں ہے، عمرو ابن حریث واپس ہوا اور عرض کیا: یا امیر المومنین -! میں اس عورت کے پیچھے گیا اور ان اوصاف کے بارے میں جو اس کی بدن سے متعلق آپ نے نسبت دی تھی دریافت کیا اس نے سب کا اعتراف کیا، آپ کو ان باتوں کا علم کہاں سے حاصل ہوا؟ تو حضرت نے فرمایا: رسول خدا (ص) نے مجھے حلال و حرام کے ہزار دروازوں کی تعلیم دی کہ جن میں ہر ایک دروازہ سے دوسرے ہزار دروازے کھلتے ہیں یہاں تک کہ علم منایا وصایا اور فصل خطاب کا علم مجھے حاصل ہوا نہ صرف یہ بلکہ وہ عورتیں جو مردوں جیسے اوصاف کی

۱) (بصائر الدرجات، ص ۳۸۰۔ الاختصاص، ص ۳۰۵۔ مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۴۰۔)

حامل ہیں وہ مرد جو عورتوں جیسے صفات کے حامل ہیں سب کچھ جانتا ہوں۔ ۳۰۸۔“وفیه باسناده عن الحارث الاعور قال: كنت مع امير المؤمنين عليه السلام في مجلس القضاء اذا اقبلت امرأة مستعدية على زوجها فتكلمت بحجتها وتكلم الزوج بحجته فوجء القضاء عليها، فغضبت غضباً شديداً ثم قالت والله امير المؤمنين لقد حكمت على بالجور وما بهذا امرك الله، فقال لها يا سلفغ، يا مهيع، يا قردع بل حكمت عليك بالحق الذي علمته، فلما سمعت منه الكلام ولت هاربة فلم ترد عليه جواباً، فاتبعا عمرو بن حريث فقال لها: والله يا امة الله لقد سمعت اليوم منك عجباً وسمعت امير المؤمنين قال لك قولاً ففقت من عنده هاربة مولية ما رددت عليه جواباً، فقالت: يا عبد الله لقد اخبرني بأمر يطع عليه احد الا الله وأنا، وما قمت من عنده الا مخافة ان يخبرني باعظم مما رمانى بي فصبري على واحدة كان اجمل من ان اصبر على واحدة بعد واحدة، قال لها عمرو: فأخبرني عافاك الله ما الذي قال لك؟ قالت يا عبد الله اني لا اقول ذلك لأنه قال ما في وما اكره فأنه قبيح ان يعلم الرجال في النساء من العيوب، فقال لها: والله ما تعريفي ولا عرفك ولعلك لا تريني ولا اراك بعد يومي هذا، قال عمر، فلما رأته قد الحمت عليها قالت: اما قوله: يا سلفغ فوالله ما كذب على اني لا احيض من حيث تحيض النساء، واما قوله: يا مهيع فأني والله صاحبة نساء وما انا بصاحبة رجال، واما قوله: يا قردع فأني المخرية بيت زوجي وما ابقى عليه فقال لها: ويحك وما علمه بهذا؟ أتراه ساحراً او كاهناً او محذوماً؟ اخبرك بما فيك وهذا علم كثير فقالت له: بنس ما قلت يا عبد الله اني ليس بساحر ولا كاهن ولا محذوم ولكن من اهل بيت النبوة وهو وصي رسول الله (ص) وارثه وهو يخبر الناس بما افاه رسول الله (ص) وعلمه لأنه حجة الله على هذا الخلق بعد نبيه (ص)، فاقبل عمرو بن حريث الى مجلسه، فقال له امير المؤمنين: يا عمرو بما استحللت ان ترميني بما رميتني به أما والله لقد كانت المرأة احسن قولاً في منك ولا قف انا وانت من الله موقفاً فانظر كيف تتخلص من الله، فقال: يا امير المؤمنين: انا تائب الى الله واليك مما كان فاغفره لي غفر الله لك فقال: لا والله لا اغفر لك هذا الذنب ابداً حتى اقف انا وانت بين يدي من لا يظلمك شيئاً (۱)“

حارث اعور کا بیان ہے: میں حضرت امیر المومنین - کی خدمت اقدس میں مجلس قضاوت میں موجود تھا تو ناگہاں ایک عورت اس حالت میں داخل ہوئی کہ وہ اپنے شوہر کے ظلم کی شکایت کر رہی تھی اس کے ظلم و ستم کی دلیلوں اور کیفیت کو بیان کیا اور اس کے شوہر نامدار نے بھی اپنی حجت و دلیل کو بیان کیا، فیصلہ کا رخ عورت کے ضرر میں تمام ہوا تو عورت بہت زیادہ غضب ناک ہوئی پھر کہا: خدا کی قسم! اے امیر المومنین! آپ نے میرے حق میں ایسا فیصلہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی وقت بھی ایسا حکم نہیں فرمایا تو حضرت نے جواب میں فرمایا: اے سلفغ! اور اے مهيع! اور اے قردع! بلکہ میں نے تمہارے ضرر میں حق اور علم کی رو سے حکم کیا کہ جس کو تم نے بھی سمجھ لیا، جب اس عورت نے حضرت کی اس بات کو سنا تو راہ فرار کی طرف رخ کیا اور کوئی جواب نہیں دیا، عمرو ابن حریث جو مجلس (مجلس قضا) میں موجود تھا اس کے پیچھے گیا اور کہا: اے کنیز خدا! خدا کی قسم! میں نے آج تم سے عجیب و غریب چیزیں سنی ہیں اور اسی طرح ایک بات حضرت امیر المومنین - نے تم سے کہی تو تم وہاں فوراً کھڑی ہو گئی، راہ فرار اختیار

کرلی اور ان کا کوئی جواب نہیں دیا، کہا: اے خدا کے بندے! یقیناً انہوں نے مجھے

۱) (الاختصاص، ص ۳۰۵۔ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۲۹۱۔ مدینۃ العاجز، ج ۲، ص ۲۱۰۔)

ایسی شے کے بارے میں خبر دی کہ جسے میرے اور میرے خدا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں جانتا تھا، اور میں ان کے پاس سے کھڑی نہیں ہوئی سوائے اس خوف سے کہ ممکن ہے اس سے عظیم شے کے بارے میں مجھے خبر دیں۔ لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ ایک ہی بات پر صبر کرنا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک ایک بات جو میرے بارے میں ہے اسے سنوں اور صبر کروں۔ عمرو نے اس سے کہا: خدا تمہیں عافیت عطا کرے انہوں نے تم سے کیا کہا: کہا: اے خدا کے بندے! میں بیان نہیں کر سکتی کیوں کہ جو کچھ میرے اندر موجود ہے انہوں نے خبر دی اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں اس کا اظہار کروں اور اس کے علاوہ یہ بات بہت بری ہے کہ عورتوں کے عیوب و نقائص سے مردوں کو اطلاع حاصل ہو، عمرو نے کہا: خدا کی قسم! نہ تم مجھے پہچانتی ہو اور نہ ہی میں تمہاری معرفت رکھتا ہوں، اور آج کے دن کے علاوہ نہ تم مجھے دیکھو گی اور نہ میں تمہارا دیدار کروں گا، عمرو کا بیان ہے: جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہا: لیکن انہوں نے فرمایا: اے سلفع! خدائے بزرگ و برتر کی قسم! انہوں نے میری بہ نسبت جھوٹ نہیں کہا کیوں کہ میں حائض عورتوں کی طرح خون حیض نہیں دیکھتی اور جو انہوں نے فرمایا: اے مہیع! خدا کی قسم! نہ میں صاحب عورت ہوں اور نہ ہی صاحب مرد (۱) اور جو انہوں نے فرمایا: اے قردع! میں خراب کار عورت ہوں اپنے شوہر کے گھر کو خراب کرتی ہوں اور اس کی کوئی چیز اس کے لیے باقی نہیں چھوڑتی۔ عمرو نے کہا: تمہیں ہلاکت ہو اسے ان باتوں کا علم کہاں سے ہوا، ممکن ہے وہ ساحر اور جادوگری کرنے والا اور محذوم ہو (اور تمہیں اس طریقہ سے خبر دی ہو) تو عورت نے اس سے کہا: اے بندہ خدا! تم نے کتنی بری بات کی ہے وہ نہ ساحر ہے نہ جادوگر اور نہ ہی محذوم ہے لیکن وہ اہل بیت نبوت و رسالت کا فرد ہے اور رسول خدا (ص) کا وصی اور ان کے علم کا وارث ہے وہ لوگوں کو ان چیزوں کی خبر دیتا ہے کہ جن کی رسول خدا (ص) نے انہیں تعلیم دی ہے کیوں کہ وہ نبی

۱) (اور شاید عورت سے تعبیر کرنے کا مقصد یہ ہو کہ میں صاحب عورت ہوں نہ صاحب مرد، (ممکن ہے در واقع مرد تھا اور اس کی بیوی تھی اگرچہ لوگوں کے درمیان عورتوں کی طرح رفت و آمد کرتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے۔)

اکرم کے بعد مخلوقات پر خدا کی حجت ہیں۔ عمرو ابن حریث نے ان باتوں کو سننے کے بعد حضرت امیر المومنین کی مجلس قضاوت کی طرف رخ کیا تو حضرت نے فرمایا: اے عمرو! کس معیار کی بنا پر تم نے میری طرف ان باتوں کی نسبت دینا جائز جانا جو کچھ تم نے نسبت دی ہے جان لو کہ خدا کی قسم! اس عورت کی بات میرے حق میں تمہاری بات سے زیادہ اچھی تھی، اور یقیناً ہم اور تم محکمۂ عدل الہی میں کھڑے ہوں گے پھر دیکھنا کہ تم خود کو (عذاب الہی سے) کیسے چھٹکارا دلاؤ گے۔ عمرو نے کہا: یا امیر المومنین! میں خدا سے توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ میں نے آپ کو کہا ہے مجھے معاف کر دیں، بخش دیں خدا آپ کو بھی معاف کرے اور بخش دے۔ تو حضرت نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہارے ان گناہوں کو کبھی بھی نہیں بخشوں گا یہاں تک کہ میں اور تم اس کی بارگاہ میں کھڑے ہو کہ جو کبھی بھی تمہارے اوپر کسی طرح کا ظلم نہیں کرے گا۔

لیکن جریر ابن عبد اللہ: جریر اور اشعث دونوں ہی حضرت علی - کے دشمنوں میں سے تھے اور حضرت علی - نے جریر کا گھر ویران کر دیا۔ معاویہ نے ان چار افراد (شبث ابن ربعی، عمرو ابن حریث، اشعث ابن قیس اور جریر ابن عبد اللہ) سے وعدہ کیا کہ اگر حسن ابن علی علیہما السلام کو قتل کر دے تو ان میں سے ہر ایک کو بیس ہزار درہم نقد اور شام کی چاندیوں میں سے کچھ چاندی اور اپنی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی دے گا۔

قرآن اور آخری حجت مشرکات قرآن اور حجت زمان

۱۰۔ ہمرابی

۱۰۔ القرآن مع الائمة علیہم السلام والحجة مع القرآن

قرآن ائمہ کے ساتھ اور امام زمانہ - قرآن کے ساتھ ہیں، وہ ہمراہ ہم گام اور ایک ہی سمت میں ہیں، ان میں کسی کی مخالفت کرنا دوسرے کی مخالفت ہے۔ لہذا ہمارا درود و سلام ہو اس یکتا و یگانہ آسمانی کتاب پر جو تحریف نہیں ہوئی اور تمام کتابوں میں خاتم الکتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

اور ہمارا نامحدود سلام اور بے شمار درود ہو اس آفتاب فلک عظمت و جلالت قطب گردون سیارہ نبوت پر جس سے عالم انسانیت محروم ہے جس پر کمال و حقیقت کا دار و مدار ہے (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ کی ذات پاک پر) بے انتہا درود و سلام ہو فلک امامت کے پاک سورج اور آسمان ولایت کے مابین مجسم پیکر پر اور ان کے گیارہ عزیز فرزندان پر جو زمانے کے درخشاں ستارے ہیں اور چمکتے سورج پروردگار کی ضیاء پاشی کر رہے ہیں وہ عظیم ہستیاں کہ جنہیں خدائے بزرگ و برتر نے قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ان کے ہمراہ قرار دیا ہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس سرور دو عالم کے پاس پہنچیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم جو رؤوف و رحیم بھی ہیں ان کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کی سعادت اور رہنمائی کے لیے ان دونوں کو اپنا خلیفہ و جانشین قرار دیں تاکہ لوگ ان سے متمسک ہو کر دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں۔ زمانے کے تحولات، تاریخ اور تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ ہر دور اور زمانے کے ہر حصہ میں دین و ایمان کے رہ زون اور چوروں کا وجود پایا جاتا رہا ہے جو متدین افراد کے اعتقادات میں اپنے تمام ممکنہ ذرائع سے شک و شبہ ایجاد کرتے رہے تاکہ ضعیف الاعتقاد مومنین کو اپنے دام فریب میں گرفتار کریں اور انہیں وحشت زدہ اور حیران و سرگردان بنادیں۔ پیغمبر اکرم (ص) نے اپنی مبارک عمر کے آخری لمحات میں پروردگار کے حکم سے امت کے امور زندگی کی حفاظت کے لیے اور راہ سعادت کو دوام بخشنے کی خاطر تاکہ ان کے بعد وہ لوگ بشریت کے درندوں اور چوروں کی گرفت میں نہ آئیں ان دو بہت سنگین اور عظیم امانت کو امت کے درمیان قرار دیا اور ان سے متمسک رہنے کے لیے بہت زیادہ تاکید کر کے ان دونوں کو ضلالت و گمراہی سے محفوظ رہنے کا عامل اور معیار قرار دیا جو حدیث ثقلین کے نام سے مشہور و معروف اور متفق بین الفرقین ہے شیعہ و سنی دونوں کے یہاں معتبر ہے۔ اسے شیعہ اور سنی حضرات کے علماء، اکابر اور مفسرین نے اپنی متعدد اور معتبر کتابوں میں تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جادہ مستقیم سے منحرف ہونا اور رہ زون اور چوروں کے دام فریب میں گرفتار ہونا شبہات میں پڑنا ہے جو قرآن اور اہل بیت سے عدم تمسک اور ان کی طرف رجوع نہ کرنے کا نتیجہ ہے لہذا ہم چند مقام کی طرف تبرکاً اشارہ کر رہے ہیں۔

۳۰۹۔ ”وفی السفینة نقل عن معانی الأخبار فی معنی العترة عن الصادق عن آبائہ علیہم السلام قال سئل امیر المؤمنین علیہ السلام عن معنی قول رسول اللہ (ص) انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ومن العترة؟ فقال انا والحسن والحسين والائمة التاسعة من ولد الحسين تاسعهم مهدیہم وقائمہم لا یفارقون کتاب اللہ ولا یفارقہم حتیٰ یردا علی رسول اللہ (ص) حوضہ“ (۱)

۱۔ (معانی الاخبار، ص ۹۰۔ مستدرک سفینة البحار، ج ۷، ص ۷۷۔)

سفینة البحار میں معانی الاخبار سے عترت کے معنی میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت - نے فرمایا: حضرت امیر المؤمنین - سے رسول اللہ کے اس کلام کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ میں تمہارے درمیان دو عمدہ گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت، عترت کا معنی کیا ہے؟ فرمایا: میں، حسن، حسین اور اولاد حسین میں سے نو ائمہ کہ ان میں سے نواں ان کا مہدی اور ان کا قائم مراد ہے نہ وہ کتاب خدا سے جدا ہوں گے اور نہ ہی کتاب خدا ان سے جدا ہوگی یہاں تک کہ حوض کوثر پر رسول اللہ (ص) کے پاس وارد ہوں گے۔

۳۱۰۔ ”وقال - صلوات اللہ علیہ وآلہ - انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ما ان تمسکتہم بہما لن تضلوا ابداً الخ“ نیز آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے درمیان دو عظیم گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور

دوسری میری عترت ہے جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے ہر گز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اس مبارک حدیث کو علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار ثقلین کے باب میں سو حدیث سے زائد شیعوں کی معتبر کتابوں اور اہل سنت کی صحاح ستہ اور ان کی دوسری (کتابوں سے نقل کیا ہے۔ (۱)

۳۱۱۔ رسول خدا (ص) نے جابلوں اور غافلوں کے مجمع کثیر میں آواز دی : ” یا ایہا (الناس ائی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اہل بیٹی ” (۲)

اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان دو امانت چھوڑی ہے (قرآن اور میرے اہل بیت) اگر تم لوگ ان سے متمسک رہو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

۳۱۲۔ وقال (ص) ، ائی ترکت فیکم ما ان تمسکتہم بہ لن تضلوا بعدی کتاب

۱۔ (بحار الانوار، ج ۲۳ ، ص ۹۵۔ ۲)۔ ترمذی اور نسائی نے جابر سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ، متقی ہندی نے کنز العمال جزء ۱ اول ، ص ۴۴ ، باب الاعتصام بالکتاب و السنة کی ابتدا میں ان دونوں کو نقل کیا ہے۔

اللہ حبلى ممدود من السماء الى الارض و عترتی اہل بیٹی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہم پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: میں نے تمہارے درمیان دو امانت چھوڑی ہے ، اگر ان سے متمسک رہو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ قرآن جو آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوئی رسی ہے اور میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے لہذا غور و فکر کرو کہ ان دوستوں کے ساتھ کیا سلوک اختیار کرتے ہو۔

۳۱۳۔ وقال (ص) ائی تارک فیکم خلیفتین : کتاب اللہ حبلى ممدود ما بین السماء والارض (أو ما بین السماء الى الأرض و عترتی اہل بیٹی و انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ” (۱) پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ (ص) نے فرمایا: میں نے تمہارے درمیان دو جانشین (خلیفہ) بطور امانت چھوڑ رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب (قرآن) جو آسمان سے لے کر زمین تک کھنچی ہوئی ہے اور ایک میری عترت (جو میرے اہل بیت ہیں) اور یہ دونوں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

۱۔ (امام احمد ابن حنبل نے اس کو زید ابن ثابت سے دو صحیح طرق سے نقل کیا ہے ان میں (سے ایک کو ص ۱۸۳ کے آغاز میں اور دوسرے کو ص ۱۸۹ کے آخر میں کتاب مسند کے پانچویں جز میں تحریر کیا ہے اور اسے طبری نے زید ابن ثابت سے بھی نقل کیا ہے اور وہ حدیث کنز العمال کے شمارہ حدیث ۸۷۳ جزء اول، ص ۴۴ میں موجود ہے۔

۱۱۔ کامل اور جامع ایمان کا اعتراف

۱۱۔ القرآن من اقربہ اقر بجميع الكتب المنزلة ومن لم يقربہ لم ينفعه الا قرار بغیره من الكتب القائم عليه السلام من اقربہ بجميع الائمة ومن لم يقربہ لم ينفعه الا قرار بغیره من الائمة

جس شخص نے قرآن کا اقرار کیا اس نے خدا کی جانب سے نازل شدہ تمام کتابوں کا اقرار کیا ہے اور جو شخص قرآن کا اعتراف و اقرار نہیں کرتا اور تمام نازل شدہ کتابوں کا اقرار کرتا ہے تو وہ اسے کوئی فائدہ نہیں بخشنے گا۔

اسی طرح حجة ابن الحسن قائم آل محمد ہیں جو شخص ہمارے ساتھ ہے ان کی خلافت و امامت کا اعتقاد و اعتراف کرتا ہے تو وہ تمام ائمہ اطہار کا اعتقاد و اقرا رکرتا ہے اور جو شخص ان کی امامت کا اعتقاد و اعتراف نہ کرے اگرچہ وہ ان کے علاوہ تمام ائمہ کا اقرا ر کرے تو وہ اسے کوئی فائدہ نہیں بخشنے گا اور وہ خسارہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ تم کو جو کتاب و حکمت دے رہے ہیں اس کے بعد جب وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم سب اس پر ایمان لے آنا اور اس کی ضرور مدد کرنا۔ اور پھر پوچھا: کیا تم نے ان باتوں کا اقرار کر لیا اور ہمارے عہد کو قبول کر لیا تو سب نے کہا کہ : بے شک ہم نے اقرار کر لیا ، ارشاد ہوا کہ اب تم سب گواہ بھی رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

رسول ان تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے جو اس کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور سب مومنین بھی اللہ اور ملائکہ اور

مرسلین پر ایمان رکھتے ہیں ان (مومنین) کا کہنا ہے کہ ہم رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے ہم نے پیغام الہی کو سنا اور اس کی اطاعت کی۔ پروردگار اب تیری مغفرت درکار ہے اور تیری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے۔ یہ دونوں آیہ کریمہ اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ تمام انبیاء و اوصیاء اور تمام مومنین کتاب (قرآن) و حکمت جو پیغمبر اسلام (ص) پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی اگر لوگوں نے اس کا اقرار کیا اور ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد سے دریغ نہیں کیا تو تمام نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان لائے ہیں۔ ۳۱۴۔ ‘وفی غیبة النعمانی باسنادہ عن ابی حمزة الثمالی قال کنت عند ابی

۱) (سورنہ آل عمران، آیت ۸۱۔)

۲) (سورنہ بقرہ، آیت ۲۸۵۔)

جعفر محمد الباقر علیہ السلام ذات یوم فلما تفرق من کان عنده قال لی یا ابا حمزة من المحتوم الذی لا تبدل له عند الله قیام قائمنا فمن شک اقول لقی الله وهو کافر له جاحد ثم قال بابی و امی المسمی باسمی والمکئی بکنتی السابع من بعدی بأبی من یملأ الارض عدلاً وقسطاً کما ملئت ظلماً وجوراً ثم قال یا ابا حمزة من ادركه فلم یسلم له فما سلم لمحمد و علی (علیهما السلام) وقد حرم الله علیہ الجنة وما واه النار وبنس مثنوی الظالمین ” (۱)

نعمانی نے اپنی کتاب غیبت میں اپنی سند کے ساتھ ابو حمزہ ثمالی سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے : ایک دن میں ابو جعفر حضرت امام محمد باقر - کی خدمت اقدس میں موجود تھا جب سب لوگ چلے گئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو حمزہ! وہ حتمی و یقینی امور کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے حتمی اور یقینی کہا ہے جو کبھی بھی قابل تغیر و تبدل نہیں ہے ان میں سے ایک ہمارے قائم (مہدی آل محمد) کا قیام بھی ہے جو شخص میرے اس قول میں شک و شبہ کرے گا تو وہ جب مرے گا تو کافر اور منکر خدا ہو کر مرے گا، پھر فرمایا: میرے باپ اور ماں فدا ہوں اس پر جس کا نام میرا ہوگا اور جس کی کنیت میری کنیت ہوگی میرے بعد وہ ساتواں ہوگا اور وہی زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اے ابو حمزہ! جو شخص اس کو پائے اور اسے بھی اسی طرح تسلیم کرے جس طرح اس نے محمد و علی کو تسلیم کیا ہے اس پر جنت واجب ہے اور جو نہیں تسلیم کرے گا یعنی اسلام نہیں قبول کرے گا اس پر یقیناً جنت حرام ہے اس کی پناہ گاہ جہنم ہے اور ظالموں کی سب سے بری بازگشت کی جگہ ہے۔

۳۱۵۔ ‘وفی کمال الدین وتمام النعمة للصدوق (علیہ الرحمة) باسنادہ عن

۱) (غیبت نعمانی، ص ۸۶۔)

عبد الله بن یعفور قال قال ابو عبد الله علیہ السلام من اقر بالأئمة من آبائی وولدی وجد المهدی من ولدی کان کمن اقر بجميع الانبیاء وجد محمداً صلی الله علیہ وآله نبوته ، فقلت یا سیدی ومن المهدی من ولدک ؟ قال الخامس من ولد السابع یغیب عنکم شخصه ولا یحل لکم) تسمیته ” (۱)

علامہ جلیل القدر شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کمال الدین و تمام النعمة میں اپنی سند کے ساتھ عبد الله ابن یعفور سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: جس شخص نے میرے آبائے کرام اور میری اولاد میں سے تمام ائمہ کا اقرار کیا مگر میری اولاد میں سے جو مہدی ہوں گے ان کا انکار کیا تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی نے تمام انبیاء کا اقرار کیا لیکن حضرت محمد کی نبوت سے انکار کردیا۔ تو میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! آپ کی اولاد میں سے مہدی - کون ہوگا؟ فرمایا: ساتویں امام کا پانچواں فرزند جن کے لیے جسمانی غیبت ہوگی اور ان کا نام لینا تمہارے لیے جائز نہیں ہوگا۔

۳۱۶۔ ‘وفی السفینة نقلاً عن الخصال عن علی بن ابی طالب علیہ السلام قال سمعت رسول الله (ص) یقول ان امة موسی علیہ السلام افرقت بعده علی احدى وسبعین فرقة ، فرقة منها ناجية وسبعون فی النار ، وافرقت امة عیسی علیہ السلام بعده علی اثنتین وسبعین فرقة ، فرقة منها ناجية و احدى وسبعون فی النار و ان امتی ستفرق بعدی علی ثلثة و (سبعین فرقة ، فرقة ناجية و اثنتان و سبعون فی النار ” (۲)

شیخ عباس قمی نے سفینة البحار میں خصال صدوق علیہ الرحمہ سے تحریر کیا ہے کہ انہوں نے علی ابن ابی

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۳۳۲ - کشف الغمہ، ج ۳، ص ۲۳۰)۔
 ۲) (خصال، ص ۵۸۵ - بحار الانوار، ج ۲۸، ص ۳۴ - مستدرک سفینۃ البحار، ج ۸، ص ۱۹۰)۔

طالب - سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: میں نے رسول خدا (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: حضرت موسیٰ - کی امت ان کے بعد اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی ان میں سے ایک فرقہ نجات پانے والا ہے اور ستر فرقے جہنمی تھے حضرت عیسیٰ کے بعد ان کی امت بہتر فرقوں میں بٹ گئی ان میں سے صرف ایک فرقہ نجات پانے والا ہے اور اکہتر فرقے جہنمی تھے اور یقیناً عنقریب میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے صرف ایک فرقہ نجات یافتہ ہوگا اور بہتر فرقے جہنمی ہوں گے۔

۳۱۷ - ”وفی کتاب سلیم بن قیس الکوفی عن ابان بن ابی عیاش قال قال سلیم و سمعت علی بن ابی طالب علیہ السلام یقول انّ الامة ستفرق علی ثلاث وسبعین فرقة، اثنتان وسبعون فرقة فی النار وفرقة فی الجنة وثلاث عشرة من الثلاث عشرة فرقة من الثلاث والسبعین تنتحل محبتنا اهل البيت واحدة منها فی الجنة و اثنتا عشرة فی النار و اما الفرقة الناجية المهدية المؤمنة المسلمة الموافقة المرشدة فهی المؤمنة بی، المسلمة لأمری، المطیعة لی، المتبرئة من عدوی، المحبة لی، المبغضة لعدی، الّتی قد عرفت حقّی وامامتی وفرض طاعتی من کتاب الله وسنة نبیّه ولم ترتد ولم تشک لما قد اقرّ الله فی قلبها من معرفة حقنا وعرّفها من فضلها والهمها واخذ بنواصیها فادخلها فی شیعتنا حتی اطمأنت قلوبها واستیقنت یقیناً لا یخالطه شک انّی انا و اوصیائی بعدی الی یوم القیمة هداة مهتدون الذین قرّبهم الله بنفسه وبنیّه فی آیات من کتاب الله کثیرة وطهرنا وعصمنا وجعلنا شهداء علی خلقه وحبّته فی ارضه وخرّانه علی علمه ومعادن حکمه وترجمة وحیه وجعلنا مع القرآن والقرآن معنا لا نفارقه ولا یفارقنا حتّی نرد علی رسول الله (ص) حوضه، كما قال - صلوات الله وسلامه علیه - وتلك الفرقة الواحدة من الثلاث والسبعین فرقة هی الناجية من النار ومن جمیع الفتن والضلّالات (والشبهات هم من اهل الجنة حقاً الحديث ” (۱)

کتاب سلیم ابن قیس کوفی میں ابان ابن ابی عیاش سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: سلیم ناقل ہیں: میں نے حضرت علی بن ابی طالب - کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: یقیناً عنقریب امت محمدی بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے صرف ایک فرقہ بہشت میں ہوگا اور بہتر فرقے جہنمی ہوں گے اور بہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے میری محبت کا دعویٰ کریں گے اور خود کو ہم اہل بیت سے منسوب جانیں گے لیکن ان میں سے ایک جنتی ہوگا اور دوسرے بارہ فرقے جہنمی ہوں گے۔

لیکن وہ فرقہ ناجیہ جو ہدایت یافتہ با ایمان و اسلام، کامیاب اور رشد یافتہ ہو گا تو یہ وہ افراد ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائے اور میرے فرمان اور حکم کے فرمان بردار میرے دشمنوں سے بیزار اور دور ہیں۔ میرے دوستوں کے دوست اور میرے دشمنوں کے دشمن ہیں یہ وہ افراد ہوں گے جنہوں نے ہمارے حق اور امامت کی معرفت حاصل کی اور ہماری اطاعت کو کتاب خدا اور سنت پیغمبر سے پہچانا کوئی شک و شبہ (ان کے اعتقاد میں نہیں پایا جاتا) کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اپنا نور اور ہماری کما حقہ معرفت کا بیج ڈالا اور انہیں فضیلت معرفت کو پہنچوایا اور انہیں الہام کیا ان کی دست گیری کر کے انہیں شیعوں کے زمرے میں داخل کیا یہاں تک کہ انہیں اطمینان قلب نصیب ہوا اور انہوں نے ایسا یقین حاصل کیا کہ جس میں شک و شبہ کا شائبہ تک نہیں ہوسکتا اور وہ میں ہوں (نبی اکرم کا وصی) یقیناً میں اور میرے بعد میرے اوصیاء صبح قیامت تک ہدایت شدہ اور ہایت یافتہ ہیں کہ جن (ہستیوں) کو اللہ تعالیٰ نے خود سے اپنے رسول سے نزدیک قرار دیا اور انہیں قرآن مجید کی بہت سی آیات میں تمام قسم کی آلودگی سے پاک و پاکیزہ معصوم قرار دیا اور ہمیں اپنی مخلوق پر شہداء قرار دیا

۱) (کتاب سلیم ابن قیس، ص ۱۶۹ - بحار الانوار، ج ۲۸، ص ۱۴)۔

روئے زمین پر اپنی حبّت، مخزن علم، معدن حکم اور اپنی وحی کے کی طرف رجوع کرنے والوں کی جگہ قرار دی ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ قرار دیا کہ نہ ہم قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ ہی قرآن ہم سے علیحدہ ہوگا یہاں تک کہ حوض کوثر پر رسول خدا (ص) کے پاس وارد ہوں گے جیسا کہ خود آنحضرت (ص) نے فرمایا: ”لن یفترقا حتی یردا علی الحوض“ اور ان بہتر فرقوں میں سے صرف ایک آتش جہنم سے نجات یافتہ ہوگا اور تمام فتنوں، گمراہیوں اور شبہات سے بھی نجات پاچکے ہیں حقیقت میں وہی لوگ اہل بہشت ہیں۔ حدیث کے آخر تک۔
 اللهم اجعلنا و جمیع المؤمنین من الفرقة الناجية التي نور الله قلوبهم بنور معرفة اوليائه ائمة الهدى و اهل بيته و اخذ بنواصیهم

وادلهم فی زمرة شیعة علی بن ابی طالب واولاده الطاہرین وحشرنا معهم فی الدنیا والآخرۃ انشاء اللہ ۔
اے خدا! ہمیں اور تمام مومنین کو فرقہ ناجیہ میں قرار دے کہ جن کے قلوب کو اپنے اولیاء و ائمہ ہدیٰ اور ان کے اہل بیت کے نور کی معرفت سے روشن و منور فرمایا اور ان کو حضرت علی ابن ابی طالب اور ان کی اولاد طاہرین کے شیعوں کے زمرہ میں داخل فرما اور ہمیں ان کے ساتھ دنیا و آخرت میں محشور فرما۔ انشاء اللہ۔

۱۲۔ الہی و آسمانی ہدیہ

۱۲۔ الْقُرْآنُ أَعْطَاهُ اللَّهُ النَّبِيَّ (ص) فِي قِبَالِ جَمِيعِ مَا أَعْطَاهُ أَهْلَ الدُّنْيَا ۔

قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم (ص) کو ان تمام چیزوں کے مقابلے میں عطا کیا جو تمام اہل دنیا کو عطا کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا کو جو کچھ مال و منال عطا کیا اور جن چیزوں پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے وہ ایک طرف اور قرآن مجید جو پیغمبر اکرم (ص) کو عطا کیا گیا وہ ایک طرف، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس گراں بہا گوہر کے مقابلے میں کوئی ارزش نہیں رکھتی۔

(قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (۱) اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِيَ: اور ہم نے آپ کو سبع مثنائی (سورۃ حمد) اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔

۳۱۸۔ “ وَفِي التَّهْذِيبِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ السَّبْعِ الْمَثْنِيَّ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ هِيَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (مِنْ السَّبْعِ) ؟ قَالَ نَعَمْ هِيَ أَفْضَلُ لُحْنٍ ” (۲) تَهْذِيبٌ فِي بَطْنِ
مسند محمد ابن مسلم سے روایت نقل کی گئی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر

۱۔ (سورۃ حجر، آیت ۸۷) ۔
۲۔ (تہذیب الاحکام، ج ۲، ص ۲۸۹) ۔

صادق - سے سبع مثنائی اور قرآن عظیم جو فاتحۃ الکتاب (سورۃ حمد) ہے اس کے متعلق دریافت کیا؟ فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ بھی سبع (سات) میں سے ہے؟ فرمایا: ہاں وہ ان آیات میں افضل ہے۔ یہی معنی شیعہ روایت میں حضرت امیر المومنین - اور اکثر ائمہ اہل بیت سے بیان کیا گیا ہے اور اہل سنت کی روایت میں بھی حضرت علی - اور بعض اصحاب جیسے عمر ابن خطاب ، عبد اللہ ابن مسعود، ابن عباس، ابی (ابن کعب اور ابو ہریرہ وغیرہ سے نقل ہوا ہے۔) ۱

مولف کہتے ہیں: مفسرین کے درمیان مشہور ہے کہ سبع ثانی سورۃ فاتحۃ الکتاب ہے۔ ۳۱۹۔ “ وَعَنِ الْبَحَارِ : عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ : قَالَ نَحْنُ الْمَثْنِيَّ أَلْتِي أَعْطَاهَا اللَّهُ نَبِيَّنَا وَنَحْنُ وَجْهٌ اللَّهُ تَنْقَلِبُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ عَرَفْنَا مَنْ عَرَفْنَا وَجْهًا نَا مَنْ جَهِلْنَا مَنْ عَرَفْنَا فَمَامُهُ (الْيَقِينُ وَمَنْ جَهِلْنَا فَمَامُهُ السَّعِيرُ ” (۲)

بحار الانوار میں امام محمد باقر - سے منقول ہے کہ حضرت - نے فرمایا: ہم وہ مثنائی (دو بار نازل ہونے والی سورت حمد) ہیں جو اللہ نے اپنے نبی کو عطا کی اور ہم وجہ اللہ (یعنی جن کی طرف توجہ کی جاتی ہے) ہیں ہم تمہارے روبرو روئے زمین پر آمد و رفت رکھتے ہیں جو ہمیں پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو ہم کو نہیں جانتا نہیں جانتا اور جس نے ہماری معرفت حاصل کر لی اس کے سامنے یقین کی منزل ہے اور جو شخص ہماری معرفت سے جاہل ہو اس کے سامنے جہنم ہے۔

۳۲۰۔ “فِي الْوَسَائِلِ : سَبْعُ خِصَالٍ أَعْطَى اللَّهُ نَبِيَّهِ (ص) مِنْ بَيْنِ النَّبِيِّينَ وَهِيَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَالْإِذَانُ وَالْأَقَامَةُ وَالْجَمَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ وَالْإِجْهَارُ فِي ثَلَاثِ صَلَوَاتٍ وَالرَّخْصُ لَامَتِهِ عِنْدَ الْمَرَضِ وَالسَّكْرَةِ وَالصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَائِزِ

۱۔ (علامہ طباطبائی نے بھی تفسیر المیزان، ج ۱۲، ص ۲۰۸ میں ذکر کیا ہے۔)
۲۔ (بحار الانوار، ج ۲۴، ص ۱۱۴) ۔

(وَالشَّافَعَةُ لِأَصْحَابِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِهِ ” (۱)

وسائل الشیعہ میں منقول ہے کہ سات خصلتیں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے درمیان اپنے نبی اکرم کو عطا فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں: سورۃ حمد، اذان، اقامت، مسجد میں نماز جماعت، روز جمعہ، تین نمازیں بلند آواز سے پڑھنا (نماز مغرب و عشاء

کی ابتدائی دو رکعتیں اور نماز صبح) حالت مرض، سفر میں اپنی امت پر نماز پڑھنا نماز جنازہ پڑھنا اور اس کی امت کے گناہان کبیرہ والے افراد کی شفاعت میں رخصت عطا کی ہے۔

حضرت قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ وآلہ کا مقدس وجود تمام قرآن مجید کے علوم کا حامل ہے اور تمام انبیاء اور ائمہ ہدی کے علوم کے وارث ہیں اور جو کچھ ہوچکا اور ہو رہا ہے اور ہونے والا ہے اس کا بھی علم اس عظیم ہستی کے پاس ہے۔ ان کے علاوہ الہی وعدے جو قرآن مجید میں مقدس دین اسلام کی تمام ادیان پر کامیابی کی بشارت دے رہے ہیں انہیں حضرت کے قدرت مند ہاتھوں کی برکت سے محقق ہوں گے۔

کفر و شرک و نفاق کی جڑ اس امام منتظر - کی شمشیر براں سے قطع ہوگی اور ہر قسم کے ظلم و جور منکرات اور بے عدالتی اپنا رخت سفر باندھ کر رخصت ہو جائے گی اور عدالت و انصاف پسندی ان کی حیات طیبہ میں اس کی قائم مقام ہوگی انشاء اللہ۔ قال تبارک و تعالیٰ: (۲) اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: وہ خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

۱) (وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۲۷۷۔ بحار الانوار، ج ۸۱، ص ۱۱۶)۔
۲) (سورنہ توبہ، آیت ۳۳، سورنہ صف، آیت ۹)۔

(۳۲۱ - " وَفِي تَفْسِيرِ الْقُمِيِّ إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْقَائِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ (ص) " (۱) تفسیر قمی میں نقل ہوا ہے کہ یہ مذکورہ آیہ کریمہ قائم آل محمد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۳۲۲ - " وَفِي تَفْسِيرِ الْبِرْهَانِ عَنِ الصَّدُوقِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ الْآيَةِ وَاللَّهُ مَا نَزَلَ تَأْوِيلُهَا حَتَّى يَخْرُجَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَإِذَا خَرَجَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَبْقَ كَافِرٌ بِاللَّهِ وَلَا مُشْرِكٌ بِالْإِمَامِ الْأَكْرَمِ خُرُوجُهُ حَتَّى لَوْ كَانَ الْكَافِرُ فِي بَطْنٍ صَخْرَةٍ قَالَتْ يَا مُؤْمِنُ فِي بَطْنِي كَافِرٌ (فَكَبَّرْتُ وَأَقْتُ لُ) (۲) تفسیر برہان میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے بطور مسند ابو بصیر سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: امام جعفر صادق - نے فرمایا: خدائے بزرگ و برتر کا قول جس میں فرماتا ہے "وہ وہی ہے کہ جس نے اپنے رسول محمد (ص) کو بھیجا ہدایت اور دین حق کے ساتھ" آیت کے آخر تک: خدا کی قسم! ابھی اس کی تفسیر اور تاویل نازل نہیں ہوئی ہے اور نہ نازل ہوگی مگر یہ کہ جب قائم آل محمد قیام و ظہور کریں گے تو ہر کافر اور مشرک کو آپ کا خروج و ظہور ناپسند و ناگوار ہوگا۔ اس لیے کہ کوئی کافر و مشرک پتھر کی چٹان میں بھی گھس کر بیٹھ جائے تو چٹان خود آواز دے گی کہ اے مردِ مومن! میرے بطن میں کافر یا مشرک پوشیدہ بیٹھا ہوا ہے، لہذا، مجھے توڑ دو اور اس کو قتل کر دو۔

۳۲۳ - " وَفِي الدَّرِّ الْمُنْثَوْرِ أَخْرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ الْمُنْذَرِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي سَنَنِهِ عَنْ جَابِرٍ فِي قَوْلِهِ آيَةُ قَالَ لَا يَكُونُ ذَلِكَ حَتَّى لَا يَبْقَى يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ صَاحِبٌ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ حَتَّى تَأْمُنَ نَشَاةُ الذَّنْبِ ، وَالْبَقَرَةُ

۱) (تفسیر قمی، ج ۱، ص ۱۴۔ معجم احادیث الامام المہدی -، ج ۵، ص ۳۲)۔
۲) (کمال الدین، ج ۲، ص ۶۷۰۔ معجم احادیث الامام المہدی -، ج ۵، ص ۱۴۵)۔

الْأَسَدُ وَالْإِنْسَانُ الْحَيَّةَ حَتَّى لَا تَقْرُضُ فَارَةً جَرَابًا وَحَتَّى يَوْضَعَ الْجَزِيُّوَّةُ وَيُكْسَرُ الصَّلِيبُ وَيُقْتَلَ الْخَنْزِيرُ (وَ ذَلِكَ إِذَا نَزَلَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ " (۱)

سیوطی نے اپنی تفسیر الدر المنثور میں نقل کیا ہے کہ سعید ابن منصور، ابن منذر اور بیہقی اپنی سنن میں جابر سے اس آیت کے ذیل میں نقل کیا ہے یہ معنی یعنی دین اسلام کا تمام ادیان پر غالب ہونا محقق نہیں ہوگا جب تک کہ کوئی یہودی، کوئی نصرانی، یا کوئی اور مذہب والا ایسا شخص باقی نہیں رہے گا جو دین اسلام میں داخل نہ ہو جائے بلکہ بھیڑ اور بھیڑیا، بیل اور شیر انسان اور سانپ ایک دوسری کے ساتھ امن و سکون سے زندگی بسر کریں گے یہاں تک کہ چوہا بھی چمڑے کے تھیلے میں سوراخ نہیں کرے گا اور بھی ختم ہو جائے گا، صلیب توڑ دی جائے گی، تمام سور قتل کردی جائے گی اور یہ (Tex) جزیہ سب کچھ اس وقت محقق ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم - نازل ہوں گے۔

مولف کہتے ہیں: حضرت عیسیٰ - کا نزول حضرت قائم آل محمد کے بابرکت ظہور کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ - نازل ہوکر حضرت قائم آل محمد کی اقتدا کر کے ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلاصہ یہ کہ زمین کا کفر و شرک سے پاک ہونا، ظلم و ستم اور ائمہ اطہار اور ان کے اجداد طاہرین کے غصب شدہ حقوق کو مکمل طور پر اخذ کرنا، اور جو روئے زمین پر ناحق خون بہائے گئے ہیں حق کا ظہور، حق و باطل کے درمیان جدائی کافروں کا قتل یہاں تک کہ آپ کی شمشیر برآں سے شیطان رجیم کا قتل حضرت کے مبارک ہاتھوں انجام پائے گا اور دنیا اور اس کے درمیان رہنے والوں میں ایک تازہ روح پھونکی جائے گی۔ لوگوں کی عقلیں اس عالمی مصلح کے دست مبارک کی برکت سے کامل ہو جائیں گی اور ایک پاک و صاف فضا کائنات میں ایجاد ہوگی کہ گویا کائنات بہشت بریں ہو گئی ہے، اور قابل

۱۔ (الدر المنثور، ج ۳، ص ۲۳۱۔ معجم احادیث الامام المہدی :-، ج ۵، ص ۱۴۹۔)

توجہ یہ ہے کہ یہ قدرت اور عالمی قوت اس عظیم ہستی کے علاوہ کسی اور کو نہیں عطا کی گئی ہے۔
اللَّهُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهُ وَسَهِّلْ مَخْرَجَهُ وَبَلِّغْهُ أَفْضَلَ مَا أَمَلْنَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ أَعْوَانِهِ وَأَنْصَارِهِ وَشِيعَتِهِ وَالرَّاضِينَ بِفَعْلِهِ وَمُتَمَتِّلِينَ لَا وَامِرِهِ وَالْمُسْتَشْفِينَ شَهْدَةِ دِينِ بَيْنَ يَدَيْهِ بِمُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ سَلَامُ اللَّهِ وَصَلَوَاتُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔
خدایا! ان کے ظہور میں تعجیل فرما ان کی گشتائش کو آسان فرما اور ان کی بہترین آرزو انہیں نصیب ہو اور ہمیں ان کے اعوان و انصار اور ان کے شیعوں میں قرار دے نیز ان لوگوں میں قرار دے جو ان کے فعل سے راضی رہنے والے اور ان کے فرامین کی اطاعت کرنے والے ہیں نیز ان کے ساتھ درجہ شہادت پر فائز ہونے والوں میں قرار دے۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۱۳۔ مومنین کے لیے شفا
۱۳۔ الْقُرْآنُ شِفَاءٌ لِلْمُؤْمِنِينَ
وَالْحُجَّةُ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ شِفَاءٌ لِلْمُؤْمِنِينَ
قرآن اور امام زمانہ - کائنات کے تمام مومنین کے ہر قسم کے درد و الم کے لیے شفا ہیں۔
(قال الله تعالى (۱) خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبانِ ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے۔
۳۳۴۔ ”وفی تفسیر العیاشی عن ابی عبد الله علیہ السلام : انما الشفاء فی علم القرآن (لقول الله ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ”)
۲
تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت - نے فرمایا: شفا صرف علم قرآن میں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو صاحبانِ ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے۔
۳۲۵۔ ”وفی تفسیر الفرات : ان القرآن هو الدواء وإن فیہ شفاء من کل داء وإن

۱۔ (سورنہ بنی اسرائیل، آیت ۸۲۔)
۲۔ (تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۳۱۵۔)

مَنْ لَمْ يَسْتَشْفِ بِهِ فَلَا شِفَاءَ لِلَّهِ وَمَنْ قَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ مِنْ آيَةِ الْقُرْآنِ شَاءَ ثُمَّ قَالَ سَبْعَ مَرَّاتٍ يَا اللَّهُ فَلَوْ دَعَا عَلَى الصَّخْرَةِ لَقَلَعَهَا۔

تفسیر فرات میں نقل ہوا ہے کہ : یقیناً قرآن دوا ہے اور اس میں تمام درد و الم کے لیے شفا ہے جو شخص قرآن کے ذریعے شفا نہ حاصل کر سکے تو خداوند متعال اسے شفا نہیں عطا کرے گا جو شخص قرآن کی آیات میں سے سو آیتوں کی تلاوت

کرے اور پھر سات مرتبہ یا اللہ کہے اس کے بعد اگر کسی بڑے پتھر پر پڑھے تو یقیناً وہ اپنی جگہ سے اکھڑ جائے گا۔
 ۳۲۶۔ ”وفی طب الانمة عن الصادق عليه السلام : ما أَشْتَكِي أَحَدًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ شِكَايَةً وَقَطُّ وَقَالَ بِاخْلَاصِ نِيَّةٍ وَمَسَاحَةِ الْعِلَّةِ الْإِغْوَى مِنْ تِلْكَ عِلَّةٍ آيَةٌ عَلَيْهِ كَانَتْ وَمُصَدِّقٌ ذَلِكَ فِي الْآيَةِ حَيْثُ (يَقُولُ : ” (۱)
 طب الانمة میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: مؤمنین میں سے کسی ایک مومن نے بھی کسی قسم کی بھی کوئی شکایت نہیں کی اور خلوص نیت کے ساتھ درد کی جگہ اس آیت مبارکہ کو مس کیا اور صحت و عافیت نہ حاصل کی ہو خواہ وہ کسی قسم کا درد رہا ہو وہ اسی آیت کا مصداق ہے جہاں ارشاد فرماتا ہے: ”صاحبان ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے۔“

مولف کہتے ہیں: قرآن کے معنی میں روحوں کے لیے شفا ہے اور اس کے الفاظ میں اجسام و ابدان کے لیے شفا ہے آیہ کریمہ (۲) کی تفسیر میں۔ ۳۲۷۔ ”وفی (مجمع) فی مَعْنَى التَّرْتِيلِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ هُوَ أَنْ تَتَمَكَّنَ فِيهِ وَتُحَسِّنَ بِهٖ صَوْتَكَ وَقِيلَ حَفِظَ الْوَقُوفِ وَادَاءَ

- ۱) (طب الانمة، ص ۲۸۔ بحار الانوار، ج ۹۲، ص ۵۴، ص ۱۱۰۔)
 ۲) (سورنہ مزمل، آیت ۴۔)

(الخروف ” (۱)

مجمع البیان میں ترتیل کے معنی میں ابو بصیر سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: ترتیل سے مراد یہ ہے کہ اس کی قرائت کے وقت ٹھہرو اور اپنی آواز کو اچھی طرح باہر نکالو۔ اور کہا گیا ہے کہ ترتیل یعنی وقف کے مقامات کی رعایت کرنا اور حروف کو بہترین طریقے سے ادا کرنا ہے۔
 ۳۲۸۔ ”وفی الدر المنثور اخرج العسکری فی المواعظ عن علی علیہ السلام ان رسول الله (ص) سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ قَالَ بَيِّنُهُ تَبْيِينًا وَلَا تَنْتَهِرُهُ نَتْنُ الدَّقْلِ وَلَا تَهْزُهُ هَزَّ الشَّعْرِ قَفُّوا عَنَّا عَجَانِبَ وَحَرَكَوَابِ الْقُلُوبِ وَلَا يَكُنْ هُمْ أَحَدُكُمْ آخِرَ السُّورَةِ ” (۲)
 سیوطی نے الدر المنثور میں عسکری سے مواعظ میں حضرت علی - سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: رسول خدا (ص) سے اللہ کے قول کے متعلق سوال کیا گیا،
 فرمایا: آشکار کرنے کی طرح مکمل طور پر آشکار کرو اور اسے دقل خرما کی طرح پراگندہ نہ کرو بلکہ اس کے عجائب و غرائب میں غور و فکر کرو اور ان کے ذریعے دل کو حرکت دو اور تمہاری کوشش یہ نہ ہو کہ جتنی جلدی ہو سکے سورے کو اختتام کی منزل پر پہنچاؤ۔
 ۳۲۹۔ ”وفی الکافی باسناده عن عبد الله بن سليمان عن صادق عن علي عليه السلام بَيِّنُهُ تَبْيِينًا وَلَا تَهْزُهُ هَزَّ الشَّعْرِ وَلَا تَنْتَهِرُهُ نَتْنُ الرَّمْلِ ، وَلَكِنْ أَفْرِغُوا قُلُوبَكُمْ الْقَاسِيَةَ وَلَا يَكُنْ هُمْ أَحَدُكُمْ) آخِرَ السُّورَةِ ” (۳)

- ۱) (تفسیر مجمع البیان، ج ۱۰، ص ۱۶۲۔)
 ۲) (الدر المنثور، ج ۶، ص ۲۷۔)
 ۳) (الکافی، ج ۲، ص ۶۱۴، حدیث ۱، باب ترتیل القرآن۔)

کافی میں عبد اللہ ابن سلیمان امام جعفر صادق - سے اور انہوں نے حضرت علی - سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: الفاظ کو واضح طریقے سے ادا کرو اور اشعار کی طرح نہ پڑھو اور رمل (ریت) کی طرح اسے ریخت و پاش (پراگندہ) نہ کرو بلکہ قرآن اس طرح پڑھو کہ تمہارے سخت دل نرم ہو جائیں اور تمہاری سعی و کوشش یہ نہ ہو کہ جتنی جلدی ہو سکے سورے کے آخر تک پہنچو۔

۳۳۰۔ ”وفی اصول کافی باسناده عن علي بن ابي حمزة قال: قال ابو عبد الله عليه السلام ان القرآن لا يقرأ هزاً مةً ولكن يُرْتَلُّ تَرْثِيلاً فَاذَا مَرَرْتَ بِآيَةٍ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ فَقِفْ عِنْدَهَا (وَاسْأَلِ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ وَإِذَا مَرَرْتَ بِآيَةٍ فِيهَا ذِكْرُ النَّارِ فَقِفْ عِنْدَهَا وَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ ” (۱) اصول کافی میں بطور مسند علی ابن حمزہ سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: قرآن کو سرعت سے نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ ترتیل اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے اور جب ایسی آیت پڑھو جس میں جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر ہو تو رک جاؤ اور خدائے بزرگ و برتر سے جنت طلب کرو اور اگر جب ایسی آیت پڑھو جس میں آتش جہنم کا ذکر ہو تو توقف کرو اور اللہ سے آتش جہنم سے پناہ طلب کرو۔

خداوند متعال نے قرآن مجید کو شفا قرار دیا ہے، شفا مرض اور مرض کی حالت کے لیے ہے، آیہ کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ قلوب کے مختلف حالات ہوا کرتے ہیں۔ اور ان کی بہ نسبت قرآن ان کے امراض کے لیے شفا بخش دوا ہے۔ انسان خلقت اصلی کے لحاظ سے صحت و سلامتی اور جسمانی و روحی استقامت کا حامل ہے جب تک اس کی جسمانی اور روحی صحت و سلامتی مختل نہ ہو اور اگر روحی خلل واقع ہو تو روحی امراض عارض ہوئے لہذا اس کا روحی علاج

۱۔ (الکافی، ج ۲، ص ۶۱۷)۔

ضروری ہے اسی طرح جسمانی خلل ہو تو جسمانی امراض درپیش ہوئے لہذا اس کا جسمانی علاج ضروری ہے۔ مختلف امراض کے علاج کے لیے خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحی، قرآنی آیات اور سوروں میں بہت سے خواص ذکر ہوئے ہیں کہ اس مختصر کتاب میں اس کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں ہے، قارئین کرام اس کے متعلق منابع و مصادر جیسے بحار الانوار وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

مولف کہتے ہیں: جس طرح عظیم الشان قرآن مجید مختلف جسمانی و روحی امراض کے لیے شفا بخش ہے اسی طرح قائم آل محمد مہدی موعود عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کا مقدس وجود بھی دشوار علاج والے امراض کے لیے شفا بخش ہے بلکہ جسمانی اور روحی لا علاج امراض کے لیے بھی۔ تبرکاً ہم چند مورد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ محدث نوری طبرسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب نجم الثاقب میں تحریر کرتے ہیں آغا محمد مہدی شیرازی تاجر تھے جو بند کلومین چین کے ممالک میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی وہ ایسے شدید مرض میں مبتلا ہوئے کہ جس کے نتیجے میں قوت گویائی و سماعت جاتی رہی تقریباً تین سال تک اسی حالت میں باقی رہے پھر شفا حاصل کرنے کی غرض سے ائمہ عراق کی زیارتوں کے لیے جاتے ہیں اور جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ ھ میں کاضمین وارد ہوئے اور وہاں اپنے رشتہ داروں میں سے کسی ایک تاجر کے گھر قیام پذیر ہوئے وہاں بیس دن سکونت اختیار کی پھر ان کی سواری سامرہ کی طرف حرکت کے وقت چلی، اس کے رشتہ داروں نے اسے سواری پر سوار کیا اور اہل قافلہ جو اہل بغداد اور اہل کربلا تھے ان کے ہمراہ کیا اور گونگے ہونے کی وجہ اور اپنے مقاصد و حوائج کے اظہار سے عاجزی کی بنا پر سامرہ کے مجاورین کو ایک خط تحریر کیا تاکہ وہ ان کی مدد کریں، وہاں پہنچنے کے بعد ۱۰ جمادی الثانیہ بروز جمعہ ۱۲۹۹ ھ سرداب مقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے خدام اور موثق افراد کا ایک گروہ ان کے لیے زیارت پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ سرداب کے چبوترے پر گئے اور کنوئیں کے اوپر کچھ دیر تک گریہ و زاری کرتے ہیں اور جملہ حاضرین و ناظرین سے اپنے لیے دعا اور شفا کی التماس کرتے ہیں گریہ و زاری بے قراری اور انابہ و توبہ کے بعد ان کی زبان حضرت کی طرف سے کھل گئی اور صاف صاف تیزی کے ساتھ فصیح عربی میں گفتگو کر رہے تھے اور سنیچر کے دن ان کے دوستوں نے انہیں جناب آیت اللہ سرکار مرزا محمد حسین شیرازی علیہ الرحمہ و الرضوان کی مجلس درس میں حاضر کیا اور ان کے سامنے تبرکاً مکمل صحت و حسن قرأت کے ساتھ سورۃ الحمد کی تلاوت کی تاکہ تمام حاضرین کو مکمل طور پر یقین ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ دن بڑی مسرت اور خوشی کا رہا شب یکشنبہ، دوشنبہ صحن مبارک میں چراغانی ہوئی۔ اس واقعہ کے سلسلے میں بہت سی نظمیں عرب و عجم کے شعرا نے نظم کیں کہ ان (میں سے بعض رسالۃ جنت الماویٰ میں موجود ہے۔

(۱)

۲۔ اسماعیل برقلی کی غیبت کبریٰ میں ملاقات کا واقعہ مشہور ہے وہ حضرت کو پہچان لیتے ہیں اور اپنی بائیں طرف کے ران کے زخم سے امام زمانہ - کی برکت سے شفا حاصل کرتے ہیں کہ جس کے علاج سے تمام جراح اور ڈاکٹر مایوس تھے اس کی مفصل داستان کتاب نجم الثاقب میں ہے کہ مولف حقیر نے بہت ہی خلاصہ کے طور پر یوں نقل کیا ہے۔ اسماعیل برقلی کی بائیں ران میں کوئی چیز پیدا ہوتی ہے جس کو توٹہ کی بیماری کہتے ہیں جو بہت زیادہ درد اور تکلیف دہ تھی تمام ڈاکٹروں اور جراحوں کے پاس گئے نتیجتاً یہی کہا کہ اس کا آپریشن کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے اور وہ آپریشن بھی سو فیصد خطرناک ہے۔

اسماعیل مایوس ہو کر حلہ آئے اور سید جلیل القدر علی ابن طاوس کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ شکایت کی اور وہ ان کے ساتھ بغداد گئے اور سید جلیل القدر نے بغداد کے ڈاکٹروں کو بلایا اور سب نے وہی تشخیص دی اور وہ لوگ ان کے علاج سے مایوس ہو جاتے ہیں، اسماعیل سید ابن طاوس سے

عرض کرتے ہیں کہ اب جب میں بغداد تک آبی گیا ہوں تو کیا بہتر ہے کہ زیارات عسکریین علیہما السلام سے مشرف ہو لوں اور پھر گھر واپس جاؤں، سید جلیل القدر نے بھی شرعی وظائف نماز وغیرہ ان کے لیے بیان کیے پھر وہ سامرہ کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں جب وہ سامرا پہنچتے ہیں تو پہلے حرم مبارک عسکریین علیہما السلام میں داخل ہوکر زیارت کرتے ہیں پھر سرداب مقدس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے فریاد و استغاثہ کر کے حضرت حجت صاحب الامر - کو شفیع قرار دیتے ہیں اس رات کچھ دیر تک وہاں قیام کرتے ہیں جمعرات کے دن تک وہیں رہتے ہیں اور اس دن دجلہ میں جاکر غسل کرکے پاکیزہ لباس پہن کر اپنے ہمراہ جو لوٹا رکھے ہوئے تھے اسے بھر کر زیارت کے لیے واپس آتے ہیں یہاں تک کہ شہر سامرا کے حصار میں پہنچتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ چار افراد اپنی سواری پر حصار سے باہر آئے دو شخص ان میں جوان اور ایک شخص نقاب دار ضعیف العمر اور ایک دوسرے شخص بہت زیادہ بہترین لباس صاحب فرجیہ (اس زمانے کا مخصوص شان دار لباس) پہنے ہوئے تھے۔

ضعیف العمر نقاب دار شخص کے ہاتھ میں نیزہ تھا جسے وہ راستے کے دابنی طرف لیے کھڑے تھے اور وہ دونوں جوان بائیں طرف اور صاحب فرجیہ درمیان راہ کھڑے تھے مجھے سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا صاحب فرجیہ نے کہا: کل تم اپنے اہل و عیال کے پاس چلے جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، فرمایا: آگے آؤ تاکہ میں دیکھوں تمہیں کس چیز سے تکلیف ہو رہی ہے جب اس کے پاس گیا تو وہ صاحب فرجیہ اپنی سواری سے جھکے اور میرے شانے کو پکڑ کر اپنا ہاتھ میرے زخم پر رکھا اور دبا کر نچوڑ دیا پھر اپنے گھوڑے پر بیٹھے پھر اس شخص نے کہا: اے اسماعیل! تم نے چھٹکارا پالیا، میں نے کہا: انشاء اللہ ہم سب کے لیے فلاح و نجات ہے، اس کے بعد اس ضعیف العمر نے کہا کہ یہ بزرگوار ہستی تمہارے امام زمانہ - ہیں پھر میں ان کے پاس گیا اور ان کے پائے مبارک کا بوسہ دیا اور انہوں نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی۔

وَانْفَعَنَا اللَّهُ وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ بِوُجُودِهِ نَفْعًا تَامًا؛ اللہ تعالیٰ ان کے مبارک ظہور میں تعجیل (فرمائے اور ہمیں اور تمام مومنین کو ان کے وجود ذی جود سے مکمل نفع پہنچائے۔) (۱)-----

۱۴۔ مخالفین کا انحطاط

۱۴۔ الْقُرْآنُ لَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا وَطُغْيَانًا وَكُفْرًا وَكَذَلِكَ الْحُجَّةُ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قرآن اور امام زمانہ - تمام انسانوں کے لیے سرمایہ ہدایت ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ان سے روگردانی اختیار کرے اور ہدایت کا طالب نہ ہو تو وہ کفر و سرکشی اور شدید خسارے میں مبتلا ہوگا۔

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: (۱)

خدائے تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبان ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالمین کے لیے خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (۲)-----

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان صاحبان ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے ایک دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ قَالَ تَعَالَى: (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہی وہ خدا ہے جس نے تم کو زمین میں اگلوں کو جانشین بنایا ہے اب جو کفر کرے گا وہ اپنے کفر کا ذمہ دار ہوگا اور کفر پروردگار کی نظر میں کافروں کے لیے سوائے غضب الہی اور خسارہ کے کسی شے میں اضافہ نہیں کرسکتا ہے۔ (قولہ تعالیٰ: (۲) اور جو خدا کو چھوڑ کر

شیطان کو اپنا ولی اور سرپرست بنائے گا وہ کھلے ہوئے خسارہ میں رہے گا۔ (کیوں کہ اپنی عمر کا سرمایہ ضایع کردیتا ہے اور اس سے بغیر فائدہ کے باقی رہ جاتا ہے)۔

قولہ تعالیٰ: (۳) اور یہ کہ میں قرآن کو پڑھ کر سناؤں اب اس کے بعد جو ہدایت حاصل کرلے گا وہ اپنے فائدے کے لیے کرے گا اور جو بہک جائے گا اس سے کہہ دیجیے کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ مذکورہ آیات کے علاوہ بہت سی دوسری آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتی ہیں کہ قرآنی آیات اس کے باوجود کہ وہ ہر انسانی فرد کے لیے ہدایت گر اور رہ گشا ہیں لیکن ان

۱۔ (سورنہ فاطر، آیت ۳۹۔)

۲۔ (سورنہ نساء، آیت ۱۱۹۔)

۳۔ (سورنہ نمل، آیت ۹۲۔)

لوگوں کی بہ نسبت کہ جنہوں نے اپنی ذات پر ظلم و ستم کیا اور دریائے کفر و شرک میں غوطہ زن رہے انہیں سوائے خسارے اور نقصان میں اضافہ ہونے کے کچھ اور حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح حضرت حجت قائم آل محمد کے متعلق جب اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ ہوگا تو وہ قیام کریں گے اور اس تاریک کائنات کو نور ہدایت اور اپنے جمال انور سے منور فرمائیں گے اس وقت لوگ دو حالت سے خارج نہیں ہوں گے یا وہ ان کے مطیع و فرمان بردار ہوں گے یا مخالف ان کے احکام کے اطاعت گزاروں کو رحمت و نعمت اور ان کی مخالفت اور دشمنی کرنے والوں کو ذلت و عذاب حاصل ہوگا۔ ۳۳۱۔ ”وَفِي غَيْبَاتِ النُّعْمَانِ: بِاسْنَادِهِ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لَهُ صَالِحٌ مِنَ الصَّالِحِينَ سَمَاءُ لِي أُرِيدُ الْقَائِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اسْمُهُ اسْمِي قُلْتُ أَيْسِيرُهُ بِسِيرَةِ مُحَمَّدٍ (ص) قَالَ: هَيَّاهُ هَيَّاهُ يَا زُرَّارَةُ مَا يَسِيرُ بِسِيرَتِهِ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لِمَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) سَارَ فِي أُمَّتِهِ بِاللَّيْلِ كَانَ يَتَأَلَّفُ النَّاسَ وَالْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَسِيرُ بِالْقَتْلِ بِذِكْرِ أَمْرِ فِي (الْكِتَابِ الَّذِي مَعَهُ أَنْ يَسِيرَ بِالْقِتْلِ) وَلَا يَسْتَتِيبُ أَحَدًا وَيَلُومُ لِمَنْ نَاوَاهُ“ (۱) غیبت نعمانی میں بطور مسند زرارہ سے انہوں نے امام محمد باقر - سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے: ایک مرتبہ میں نے حضرت سے عرض کیا: صالحین میں سے ایک صالح شخص نے اس کا نام مجھے بتایا مجھ سے خواہش ظاہر کی: (میں حضرت قائم - کے حالات سے باخبر ہونا چاہتا ہوں) حضرت نے فرمایا: اس کا نام میرا نام ہوگا میں نے عرض کیا: کیا اُن حضرت کی سیرت بھی حضرت محمد (ص) کی سیرت ہوگی؟ امام محمد باقر - نے فرمایا: نہیں، افسوس ، افسوس بہت دور کی بات ہے اے زرارہ! وہ

۱۔ (غیبت نعمانی، ص ۲۳۱۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۵۳۔ معجم احادیث الامام المہدی -، ج ۳، ص (۳۰۳)۔

آنحضرت (ص) کی سیرت پر عمل نہ کریں گے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ حضرت رسول خدا (ص) نے اپنی امت کے ساتھ نرمی اور تالیف قلوب کا سلوک کیا ، لیکن حضرت حجت - تو شمشیر کے ساتھ سلوک کریں گے کیوں ان کے پاس جو کتاب ہے اس میں ان کو اسی طرح حکم دیا گیا ہے اور کسی شخص سے اس کی توبہ قبول نہیں کریں گے ویل اور آتش جہنم ہے اس شخص کے لیے جو ان سے نزاع اور دشمنی کرے۔

۳۳۲۔ ”وَفِيهِ بِاسْنَادِهِ عَنْ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ أَتَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاتَ يَوْمٍ فَوَجَدْتُهُ مِفْكَرًا يَنْكُثُ فِي الْأَرْضِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَالِي أَرَاكَ مِفْكَرًا تَنْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرَأَيْتَ مِنْكَ فِيهَا فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا رَغِبْتُ فِيهَا وَلَا فِي الدُّنْيَا سَاعَةً قَطُّ وَلَكِنْ فِكْرِي فِي مَوْلُودٍ يَكُونُ مِنْ ظَهْرِي (مِنْ ظَهْرِ الْحَادِي عَشَرَ مِنْ وَلَدِي هُوَ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يَمْلَأُهَا قِسْطًا وَغَدَاً كَمَا مَلَأْتَ ظِلْمًا وَجَوْرًا لَهُ حَبِيرَةٌ وَغَيْبَةٌ يَضِلُّ فِيهِمَا أَقْوَامٌ وَيَهْتَدِي فِيهِمَا آخَرُونَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا تَكُونُ الْحَبِيرَةُ وَالْغَيْبَةُ فَقَالَ سَبَبُ مِنَ الدَّهْرِ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا لَكَايِنٌ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ مَخْلُوقٌ قُلْتُ أَدْرَكَ ذَلِكَ الزَّمَانُ قَالَ أُنَى لَكَ يَا أَصْبَغُ بَهَذَا الْأَمْرُ أَوَّلُنَكَ خِيَارُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مَعَ إِبْرَارِ هَذِهِ الْعِتْرَةِ فَقُلْتُ) مَاذَا يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ ثُمَّ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ فَإِنَّ لَهُ أَرَادَتٍ وَغَايَاتٍ وَنَهَايَاتٍ“ (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند اصبح ابن نباتہ نے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: ایک دن میں حضرت امیر المومنین علی - کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کچھ متفکر معلوم ہوتے ہیں اور زمین کرید رہے ہیں میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین -! آج کیا بات ہے میں آپ کو قدرے متفکر

۱) (غیبت نعمانی، ص ۶۱ . کافی، ج ۱، ص ۳۳۸ . کمال الدین، ج ۲، ص ۲۸۹ . الاختصاص، ص ۲۰۹ .) غیبت شیخ طوسی، ص ۱۶۵ .

محسوس کر رہا ہوں اور آپ زمین کرید رہے ہیں کیا آپ کو اس زمین کی خواہش ہے؟ تو فرمایا: نہیں، خدا کی قسم ! نہ مجھے اس زمین کی خواہش ہے اور نہ کبھی کسی دن مجھے دنیا کی خواہش رہی ہے بلکہ میں تو بیٹھا ہوا اس مولود کے متعلق غور و فکر کر رہا ہوں جو میری نسل (گیارہویں پشت میں) سے ہوگا، جو اس زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح یہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی مگر اس کے لیے غیبت و حیرت کا زمانہ بھی ہوگا جس میں کچھ قومیں گمراہ ہو جائیں گی اور کچھ لوگ ہدایت پر قائم رہیں گے۔ تو میں نے عرض کیا: کتنی مدت تک غیبت و حیرت کا زمانہ ہوگا؟ فرمایا: ایک عرصے تک ایسا رہے گا میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین ! کیا واقعاً ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ اسی لیے خلق کیے گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا میں بھی اس زمانے میں رہوں گا؟ فرمایا: اے اصبع ! تمہیں کہاں وہ زمانہ نصیب ہوگا (یعنی تم کہاں اور وہ زمانہ کہاں) وہ لوگ اس امت کے بہترین افراد، ابرار اور سب سے زیادہ نیک لوگ اس عترت (عترت پیغمبر اکرم (ص)) کے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا اس لیے کہ ارادے اور مقاصد اسی کے ہیں اور انتہا تک پہنچانا اسی کا کام ہے۔

۳۳۳ - "وَفِي رَوْضِهِ الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِذَا تَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْقَائِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلْيَتَمَنَّهُ فِي عَاقِبَةِ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا رَحْمَةً وَيَبْعَثُ الْقَائِمَ (يَقْمُ ۚ) أَي عَلَى الْكَافِرِينَ " (۱)

روضہ کافی میں بطور مسند ایک حدیث معاویہ ابن عمار سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: جب کبھی تمہیں حضرت قائم - (کے دیدار) کی تمنا ہو تو خدا سے عاقبت کے طلب گار رہو (کہو:) کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ص) کو رحمت کے ساتھ مبعوث کیا اور قائم - کو

۱) (روضۃ الکافی، ص ۲۳۳ ، حدیث ۳۰۶ .)

عذاب کے ساتھ مبعوث کرے گا (کیوں کہ انہیں ہر مجرم سے انتقام لینا ہے)۔

۳۳۴ - "وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ سَلَامِ بْنِ الْمُسْتَنِيرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحَدِّثُ إِذَا قَامَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ الْإِيمَانُ عَلَى كُلِّ نَاصِبٍ فَإِنْ دَخَلَ فِيهِ بِحَقِيقَةٍ وَالْأَصْرَبُ عَنْهُ أَوْ يُودَى الْجَزِيَّةُ لَهَا يَوْمَ الْيَوْمِ أَهْلُ النِّمَةِ وَيَشُدُّ عَلَى وَسْطِهِ الْهَمِيَانُ وَيُخْرَجُ جُحُومٌ مِنَ الْأَمْصَارِ إِلَى السَّوَادِ (۱)"

روضہ کافی میں بطور مسند سلام ابن مستنیر سے نقل ہوا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام محمد باقر کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جب قائم - قیام کریں گے تو ہر ناصبی (دشمنان اہل بیت عصمت و طہارت) کے لیے ایمان پیش کریں گے اگر حقیقت میں ایمان قبول دے گا (Tex) کیا (تو بہتر ہے) اور اگر ایمان قبول نہیں کیا تو اس کی گردن اڑا دیں گے یا وہ جزیہ جس طرح آج کل کے اہل ذمہ جزیہ ادا کرتے ہیں اور ہمیانی (پیسوں کی تھیلی) ان کی گردن میں باندھ کر شہروں سے باہر نکالیں گے۔

بعض روایت میں نقل ہوا ہے کہ جزیہ بھی ختم ہو جائے گا اور شاید یہ حدیث حضرت کے ابتدائی زمانے سے مربوط ہو ورنہ روایات کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں سے ایمان کے علاوہ کوئی دوسری چیز قابل قبول نہ ہوگی (یعنی یا ایمان یا قتل)۔ جیسا کہ روضہ کافی کے حاشیے میں صاحب مرآة العقول (علامہ مجلسی) نے بھی ذکر کیا ہے۔

۱) (روضۃ الکافی، ص ۲۲۷ ، حدیث ۲۸۸ .)

۱۵ - نجات

الْقُرْآنُ أَنْزَلَهُ اللَّهُ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
وَالْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُظْهِرُهُ اللَّهُ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا

خداوند متعال نے قرآن صامت اور قرآن ناطق کو، انسان کو تمام ظلمتوں سے نجات عطا کرنے کے لیے بھیجا ہے۔
 <هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَوْفٌ رَّحِيمٌ> (۱)
 وہی وہ ہے جو اپنے بندے پر کھلی ہوئی نشانیاں نازل کرتا ہے تاکہ تمہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکال کر لے آئے
 اور اللہ تمہارے حال پر یقیناً مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ <وَإِنَّهُ لَنَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ # نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ # عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ # بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ> (۲) اور یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل ہونے والا ہے اسے
 جبرئیل امین لے کر نازل ہوئے ہیں یہ آپ کے قلب پر نازل ہوا ہے تاکہ آپ

۱۔ (سورہ حدید، آیت ۹۔)
 ۲۔ (سورہ شعراء، آیت ۱۹۲۔ ۱۹۵۔)

لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرائیں۔ <يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكَذِبُ أَثَابَ آمَنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّن قَبْلٍ أَن نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارٍ فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارٍ أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا> (۱)
 اے وہ لوگ جنہیں کتاب (توریت) دی گئی ہے ہمارے نازل کیے ہوئے قرآن پر ایمان لے آؤ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق
 کرنے والا ہے قبل اس کے کہ ہم تمہارے چہروں کو بگاڑ کر پشت کی طرف پھیر دیں (یعنی ان کی توجہ ہدایت سے پھیر
 دیں) یا ان پر لعنت کریں جس طرح ہم نے اصحاب سبت (جو مچھلی کے شکار میں مشغول رہتے تھے) پر لعنت کی ہے
 اور اللہ کا حکم بہر حال نافذ ہے۔

اگر صاحبان توریت خدا کی طرف سے نازل شدہ قرآن پر ایمان لاتے تو راہ ہدایت ان کے لیے کھل جاتی اور انہیں ظلمت
 سے نور کی طرف لے جاتی اور وہ لعنت الہی میں بھی مبتلا نہ ہوتے جس طرح اصحاب سبت (سینچر والوں) نے مکر و
 حیلہ کر کے حکم خدا سے سرکشی کی اور لعنت خداوندی میں گرفتار ہوئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو زمانے کے ایک مخصوص وقت کے لیے مبعوث فرمایا کہ جب تمام دنیا میں
 برج و مرج کفر و شرک و نفاق ہر جگہ سایہ فگن تھا اور لکڑی پتھر اکثر لوگوں کے معبود بنے ہوئے تھے، مولا امیر
 المومنین - نے بعثت کے بعض واقعات کو نہج البلاغہ میں بیان فرمایا ہے جو اس تاریک دور کی عکاسی کرتا ہے ہم اسے
 یہاں بیان کرتے ہیں۔ ۳۳۵ - قال - سلام اللہ علیہ - بَعَثَهُ وَالنَّاسُ ضَلَالًا فِي خَيْرَةٍ وَخَابُطُونَ فِي فِتْنَةٍ قَدْ اسْتَهْوَتْهُمْ الْاِهْوَاءُ
 وَاسْتَزَلَّتْهُمْ الْكِبْرِيَاءُ وَاسْتَحَفَّتْهُمْ الْجَاهِلِيَّةُ الْجَهْلَاءُ ، حَيَارَىٰ فِي

۱۔ (سورہ نساء، آیت ۴۷۔)

زَلْزَالَ مِنَ الْأَمْرِ وَبَلَاءٍ مِنَ الْجَهْلِ فَبَالَغَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي النَّصِيحَةِ وَمَضَىٰ عَلَى الطَّرِيقَةِ وَدَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ
 الْحَسَنَةِ ” (۱)

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کو اس وقت بھیجا جب لوگ گمراہی میں متحیر تھے اور فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔
 خوابشات نے انہیں بہکا دیا تھا اور غرور نے ذلیل و خوار بنا دیا تھا اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت کی بلاؤں میں
 حیران و سرگرداں تھے۔ آپ نے نصیحت کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستے پر چلے اور لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ
 کی طرف دعوت دی۔

بعض افراد جوان لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے، بعض اپنی ماں بہن کے ساتھ زنا اور بدکاریوں میں مشغول تھے بعض
 صحراؤں اور جزیروں میں درندوں کی طرح خوں ریزی میں مصروف تھے اور حیوانات کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے
 ایسے موقع پر خداوند متعال نے حضرت محمد مصطفیٰ (ص) کو اپنی طرف انسان کو دعوت دینے کے لیے مامور فرمایا،
 پھر رسول خدا (ص) نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے میں اپنی دیرینہ بلیغ سعی و کوشش انجام دی اور بشر کی نجات
 کے لیے اقدام کیا انہیں حکمتوں اور اچھی نصیحتوں کی طرف دعوت دی اور ابھی زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ اس منجی
 عالم بشریت کے دستوراتِ عالیہ اور نورانی قوانین نے عرب کے مشرکین و مستکبرین کو فرمان بردار اور توحید پرست
 بنادیا نیز ان تمام خدا کی معرفت نہ رکھنے والوں اور آتش کے قائلین، غار نشین قبیلے والوں اور یورپ کے وحشیوں کو
 حیوانات کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے نجات دلائی ان کی عورتوں کی گردنوں سے اسیری کی زنجیر نکالی، یہ نیک

سیرت تمام انبیاء و اوصیاء میں جاری و ساری ہے بالخصوص حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذخیرہ قرار دیا اور جس زمانہ میں ظلم و جور فتنہ و فساد تمام دنیا پر چھا جائے گا لوگ جہالت و ضلالت کی وادی میں حیران و سرگرداں غوطہ زن ہوں گے

۱۔ (نہج البلاغہ، خطبہ ۴۹۔)

جس طرح ایک ڈوبنے والا اپنی نجات کے لیے ہاتھ پاؤں چلا کر ہر ممکنہ وسائل اختیار کرتا ہے ان سے متمسک ہوگا۔ اس مقام پر بدیہی طور پر لوگوں کو ایک عالمی مصلح اور منجی کی ضرورت پیدا ہوتی ہے اور تمام قلوب پروردگار رب العالمین کی طرف متوجہ ہوکر دست نیاز اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف پھیلا کر ظہور کی درخواست کر رہے ہوں گے اور جب مشیت و ارادہ الہی ہوگا تو حضرت کے ظہور کی اجازت ملے گی اور مہدی فاطمہ اطہر - کہ جس کے انتظار میں کائنات خون جگر پی رہی ہے اور گریہ کناں ہے تشریف لائیں گے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔

م بن عبد اللہ ۲۳۶۔ " وفی کمال الدین للصدوق علیہ الرحمۃ باسناده عن عبد العظی دی علی بن محمد علیہ السلام قلما بصری قال لی : ی قال دخلت علی سی الخ سن أریذ أن أعرض علیک مرحبا بک یا ابا القاسم انت ولینا حقاً قال: فقلت لہ یا بن رسول اللہ انی فان کان مرضیاً ثبت علیہ حتّی القی اللہ عزوجل فقال : ہات یا ابا القاسم ، فقلت : انی دینی اقول ان اللہ تبارک وتعالیٰ واحد، لیس کمثلہ شیء خارج عن الحدیث حدّ الابطال وحدّ التشبیہ ، وانہ لیس بجسم ولا صورۃ ولا عرض ولا جوہر ، بلّ هو مجسم الاجسام ومصور الصور ، وخالق الاعراض والجوابر ، وربّ کلّ شیء ومالکہ وجاعلہ ومحدثہ وان محمد (ص) عبدہ و رسولہ خاتم النبیین فلا نبی بعدہ الی یوم القیامۃ ، وان شریعتہ خاتمۃ الشرایع فلا شریعة بعدہا الی یوم القیامۃ

بن ابی طالب، ثم الحسن ثم واقول : انّ الامام والخلیفۃ ولی الامیر المؤمنین علی بن الحسین ، ثم محمد بن علی ، ثم جعفر بن بن محمد ، ثم موسی بن جعفر بن الحسن بن علی بن موسی ، ثم محمد بن علی ، ثم انت یا مولای فقال علیہ السلام : ومن بعدی الحسن بنی فکیف للناس بالکف من بعدہ ؟ قال : فقلت کیف ذاک یا مولای ؟ قال : لانه لا یری شخصہ ولا یجل ذکرہ باسمہ حتّی یخرج فیملأ الارض قسطاً وعدلاً ما ملئت جوراً وظلماً " (۱)

کمال الدین میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد العظیم ابن عبد اللہ الحسنی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے : میں حضرت امام علی نقی - کی خدمت میں شرف یاب ہوا تو ان کی چشم مبارک میرے اوپر پڑی تو فرمایا: مرحبا خوش آمدید اے ابو القاسم! تم یقیناً میرے حقیقی دوست ہو : میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول (ص)! میں چاہتا ہوں کہ اپنا دین آپ کے سامنے پیش کروں اگر آپ راضی و خوشنود ہوں تو اس پر ثابت قدم رہوں یہاں تک کہ خدائے متعال سے ملاقات کروں ، حضرت نے فرمایا: اے ابو القاسم! کہو، تو میں نے عرض کیا: میں کہتا ہوں کہ خداوند متعال واحد ہے اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا، دو حد سے خارج ہے ایک حد ابطال سے دوسرے حد تشبیہ سے یعنی نہ بارگاہ الہی میں نہ کوئی تعطل ہے اور نہ ہی تشبیہ کا گزر بسر ہے، یقیناً وہ (کل یوم ہو فی شان) یعنی ہر دن اس کی اپنی ایک شان ہے۔ اور خدائے سبحان نہ جسم ہے نہ ہی صورت اور عرض بھی نہیں ہے (کہ محل کا محتاج ہو) اور نہ ہی جوہر ہے۔ بلکہ وہ تمام اجسام کو جسم عطا کرنے والا ہے اور تمام صورتوں کو شکل و صورت بخشتا ہے، اور تمام اعراض و جواہر کا خالق ہے ہر شے کا تربیت کرنے والا ہے اور ہر شے کا مالک جعل اور ایجاد کرنے والا ہے۔ اور میں اس بات کا قائل ہوں کہ حضرت محمد (ص) خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور خاتم الاوصیاء ہیں ان کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اور ان کی شریعت کے علاوہ روز قیامت تک کوئی شریعت نہ ہوگی ، اور میں اس بات کا معتقد و معترف ہوں کہ پیغمبر (ص) کے بعد امام و خلیفہ اور ولی امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب - پھر امام حسن - پھر امام حسین - ان کے بعد

۱۔ (کمال الدین صدوق، ج ۲، ص ۳۷۹۔ معجم احادیث امام مہدی - ، ج ۴، ص ۲۱۶۔)

امام علی ابن الحسین - پھر امام محمد بن علی -، پھر امام جعفر ابن محمد -، پھر امام موسی ابن جعفر -، پھر امام علی ابن موسی، پھر محمد ابن علی - اور ان کے بعد آپ میرے آقا و مولا ہیں۔

پھر امام علی نقی - نے فرمایا: میرے بعد میرے فرزند ارجمند امام حسن عسکری -- پھر لوگوں کا ان کے جانشین کے متعلق کیا حال ہوگا؟ کہا: میں نے عرض کیا: اے میرے مولا لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا: کیوں کہ ان کا وجود مشاہدہ میں نہیں آئے گا اور ان کا نام ذکر کرنا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ وہ ظہور کریں اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں جس طرح وہ ظلم و جور سے پُر ہو چکی ہوگی۔

۳۳۷ - “وفی غیبة النعمانی باسناده عن الفضیل بن یسار قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول ان قائمنا اذا قام استقبَل من جهته الناس اشد مما استقبَل رسول الله من جهال الجاهلية فقلت وكيف ذلك قال ان رسول الله (ص) اتى الناس وهم يعبدون الحجارة والصخور والعیدان والمخوثة وإن قائمنا اذا قام اتى الناس وكلهم يتاول عليه كتاب الله ويحتج عليه ثم قال آلم والله ليدخُلنَّ عليه م عدلُهُ آلم والله ليدخُلنَّ عليه م عدلُهُ جوف بيوتهم كما يدخُل الحر والبرد (۱) ”

نعمانی نے غیبت میں اپنی سند کے ساتھ فضیل ابن یسار سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - کو یہ کہتے ہوئے سنا: جب ہمارا قائم ظہور کرے گا تو انہیں جاہلوں کی طرف سے اس سے بھی زیادہ شدید مزاحمتوں کا سابقہ ہوگا جن مزاحمتوں سے رسول اللہ (ص) کو دور جاہلیت کے جاہلوں کے ہاتھوں سابقہ پڑا تھا۔ پھر میں نے عرض کیا: اس طرح کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا: وہ اس طرح کہ جب رسول اللہ (ص) تشریف لائے تھے تو وہ لوگ پتھروں، چٹانوں، کھجور کے اونچے اونچے درختوں اور لکڑی کے تراشے ہوئے بتوں کی پرستش و پوجا کیا کرتے تھے لیکن ہمارا قائم (اس)

۱) (غیبت نعمانی، ج ۵۳، ص ۳۶۲۔ معجم احادیث امام مہدی --، ج ۳، ص ۵۰۱)۔

وقت آئے گا اور ظہور کرے گا کہ جب تمام لوگ با علم و فہم اور بیدار ہوں گے (جب لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے غلط تاویلیں اخذ کر کے آپ کے سامنے دلیلیں پیش کریں گے اور ان بزرگوار کے خلاف کہ جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا ہے اور وہ تمام علوم جو حضرت کے پاس ہیں لوگ احتجاج کریں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! جان لو اور باخبر ہوجاؤ! ان لوگوں کے گھروں میں امام قائم - اپنا عدل و انصاف اس انداز سے قائم کریں گے جس طرح ان کے گھروں میں سردی اور گرمی داخل ہو کر اپنا اثر و نفوذ قائم کر لیتی ہے۔

۳۳۸ - “فی البحار باسناد عن الی سعید الخدری قال : رسول الله (ص) ابشركم على اخنث لاف من الناس وزلازل فيملا الأرض قسطاً و عليه السلام يُبعث في أمته بالمهدي عدلاً ك ما ملئت ظلماً و جوراً يرضى به ساكن الس ماء يقسم المال صحاحاً ، قل أن و أم الصن حاح ؟ اقل بالسوية بين ال انس فيملاء الله قلوب أمة محمد (ص) غنى ويسعهم عدلُهُ ح نى يأمر أندياً خذ فينادى من له في مال حاجة فلا يقوم من الناس إلا رجل فيقول أنا ، فيقول له أحنث يعنى ح نى إذا جعله في جبره وأحرز زه فيقول كنت أجش غ أمة محمد (ص) نفساً أو عجز عنى ما وسعهم ، قال فيردّه فلا يقبل منه فيقول له إنا لا نأخذ شيئاً أعطينا ، قال فيكون ذلك سبع) سنين أو ثمان سنين أو تسع سنين ثم لأخير في العيش بعدّه أو قال لا خير في الحياة بعده ” (۱ بحار الانوار میں ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: میں تم کو خوش خبری دیتا ہوں کہ مہدی اس وقت ظہور کریں گے جب لوگوں میں تزلزل و اختلافات رونما ہوں گے ، تو اس وقت وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے

۱) (بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۸۱، ص ۹۲۔ معجم احادیث امام مہدی --، ج ۱، ص ۹۲)۔

بھری ہوئی ہوگی اور اہل آسمان و زمین سب کے سب ان سے خوش اور راضی ہوں گے، وہ مال کو صحاح (صحیح طور سے) کے ساتھ تقسیم کریں گے، ہم نے دریافت کیا: صحاح کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگوں کے درمیان مال کو بطور مساوی برابر برابر تقسیم کریں گے اور امت محمدیہ کے دلوں کو غنی بنادیں گے اور عدل و انصاف قائم کریں گے، یہاں تک کہ منادی کو حکم ہوگا کہ آواز دو، کیا کوئی ہے جس کو مال و دولت کی ضرورت ہو؟ تو اس میں سے کوئی نہ اٹھے گا صرف ایک آدمی اٹھے گا اور کہے گا: ہاں میں ہوں ، تو حکم ہوگا کہ خزانچی کو بلاؤ اور اس سے کہہ دو کہ (امام مہدی - نے حکم دیا ہے کہ اس کو کچھ دے اور خزانچی جب اس کے دامن میں سونے کی ڈلیاں (ٹکڑے) لا کر ڈال دے گا تو وہ کہے گا کہ میں امت محمدی (ص) میں سب سے زیادہ لالچی اور سب سے زیادہ مفلس تھا، مگر اب میرا دل

غنی ہے (مجھے ضرورت نہیں ہے) یہ کہہ کر واپس کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ ہم لوگ جو کچھ کسی کو عطا کرتے ہیں وہ پھر واپس نہیں لیتے۔ پس اسی طرح مہدی - سات، آٹھ یا نو سال تک زندہ رہیں گے اور اس کے بعد زندگی کا لطف ہی جاتا رہے گا۔ اس کے بعد حیات میں کوئی مزاح نہ رہے گا۔ (۱)

۱) (مولف کہتے ہیں: حضرت بقیۃ اللہ الاعظم صاحب الزمان - کی الہی حکومت و سلطنت کی)

مدت کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے کسی مورخ نے بھی دو سال سے کم کی مدت تحریر نہیں کی ہے پانچ سال سات سال نو سال سے لے کر تین سو تیرہ سال اس میں مزید نو سال کے اضافہ کے ساتھ درج کیا ہے اور بحار الانوار ج ۵۳، کی جدید طبع میں منقول ہے کہ مفضل ابن عمر امام جعفر صادق سے امام مہدی - کی حکومت کی مدت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو امام جعفر صادق - کا اس کے متعلق جواب یہ تھا اس کا خلاصہ یوں ہے کہ اس کی مدت خدا کو معلوم ہے اور وہ مشیت و ارادۃ الہی کے تابع ہے جیسا کہ ہمارے عزیز القدر دوست محقق ارجمند جناب آقائے سید محمود دہ سرخی اصفہانی نے اپنی کتاب (یاتی علی الناس زمان) میں اکتیس اقوال شیعہ اور اہل سنت کی مختلف کتابوں سے نقل کیے ہیں قارئین صفحہ ۴۸۱ سے ۴۸۴ تک رجوع کریں۔ معادن وحی و تنزیل سے حضرات معصومین کے تشریف لانے اور دابة الارض کے خروج سے متعلق وارد شدہ روایات کہ جن کی حضرت امیر المومنین - کی ذات گرامی اور تمام ائمہ ہدی سے تفسیر کی گئی ہے بہت زیادہ ہیں جو حضرت بقیۃ اللہ الاعظم روحی لہ الفداء کے بعد سیکڑوں سال سلطنت و حکومت کریں گے کہ جس میں حیات طیبہ اور عیش و آرام کی زندگی فراہم ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مشتاق مومنین کو وہ زندگی اور ان کے زمانہ حضور کو درک کرنے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔ ۳۳۹ - ”وَفِي يَنَابِيعِ الْمَوْدَةِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ سَلَامِ بْنِ الْمُسْتَنِيرِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحْيِيهَا اللَّهُ بِالْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (فَيَعْلِلُ فِيهَا فَيُحْيِي الْأَرْضَ بِالْعَدْلِ بَعْدَ مَوْتِهَا بِالظُّلْمِ) (۱)“
ینابیع المودة میں بطور مسند سلام ابن المستنیر امام محمد باقر - سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: آیت کی تفسیر و تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو حضرت قائم کے ذریعے زندہ کرے گا پھر وہ عدالت کے ساتھ لوگوں سے سلوک کریں گے لہذا (زمین ظلم و ستم کی وجہ سے مرنے کے بعد عدل و انصاف کے ذریعے زندہ ہوگی۔

۳۴۰ - ”وَفِي الْمَلَحِمِ : بِإِسْنَادِهِ نَ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِي عَنْ النَّبِيِّ (ص) قَالَ: يَكُونُ فِي الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَمْلَأُهَا قِسْطًا وَ عَدْلًا كَمَا مَلَأْتُ ظُلْمًا وَ جَوْرًا تَمُطُّرُ السَّمَاءُ مَطَرًا أُمْتِي كَمَهْدِي أَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَخْرُجُ الْأَرْضُ بِرِكَتِهَا وَتَعِيشُ أُمْتِي فِي زَمَانِهِ عَيْشًا لَمْ تَعِشْ قَبْلَ ذَلِكَ فِي زَمَانٍ قَطُّ“

ملاحم میں سید ابن طاووس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو سعید خدری سے انہوں نے رسول خدا (ص) سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: میری امت میں مہدی ہوگا جو دنیا کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح دنیا ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور آسمان سے اس طرح بارش ہوگی جس طرح حضرت آدم - کے زمانے میں بارش ہوئی تھی اور زمین اپنی برکت کو خارج کردے گی میری امت اس عظیم ہستی کے زمانے میں ایسے عیش و آرام سے زندگی بسر کرے گی کہ اس سے پہلے کسی زمانے میں بھی راحت و سکون کی زندگی بسر نہ کی ہوگی۔
مولف کہتے ہیں: بہت سی معتبر کتابوں میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے

۱) (ینابیع المودة، ج ۳، ص ۲۵۲ معجم احادیث امام المہدی، ج ۵، ص ۴۴۱)۔

اوصاف و حالات کو تمام پہلوؤں خواہ علامات ظہور یا بعد از ظہور اور ان کی سیرت و رفتار کفار وغیرہ کے ساتھ عدل و انصاف کا پھیلانا، اموال کی تقسیم اسی طرح حضرت کے خاص اصحاب اور تمام مومنین کے حالات ضبط تحریر میں لائے جاچکے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں کہ اس مختصر کتاب میں ان سب کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں ہے لہذا انہیں چند مذکورہ روایت پر ہم نے اکتفا کیا ہے قارئین کرام تفصیلات کے لیے دوسری کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۱۶۔ شفاعت

۱۶۔ الْقُرْآنُ يَشْفَعُ لِقَارِئِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
القائم عليه السلام يَشْفَعُ لِقَارِئِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

قرآن کریم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے شخص کی شفاعت کرے گا امام زمانہ - بھی اپنے فرماں برداروں کی شفاعت فرمائیں گے۔

۲۴۱۔ “وفی الکافی بإسناده عن السكونی عن ابي عبد الله عن ابيه عليه السلام قال : قال رسول الله (ص) : أيها الناس إنكم فی دار هُدنة وانتم علی ظهرو سَفَرٍ والسیر بکم سریع وقد رأیتُم اللیل والنهار والشمس والقمر یبلیان کل جَدیدٍ ویقرَّبان کل بَعیدٍ ویأتیان بکل موعودٍ فاعِدُوا الجَهانَّ لِیُعَذِّبَکمُ المَجازَ ، قال فَقَامَ المقداد بن الاسود فقال یا رسول الله وما دار الهُدنة؟ قال: دارُ بَلاغٍ وانقطاعٍ فَاذْ لَنْ تُبَسَّتْ عَلَیْکُمُ الفِئْتَنُ کَقَطْعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ فَعَلِیْکُم بِالْقُرْآنِ فَانَّهُ شافعٌ مُشَفِّعٌ عَ وَ ا مَجَلٌ مُصَدِّقٌ وَمَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهُ قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ اِلَى النَّارِ وَهُوَ الدَّلِيلُ یُذِلُّ عَلَی خَیْرِ سَبِيلٍ وَهُوَ کِتَابٌ فِیهِ تَفْصِیلٌ وَبَیَانٌ وَتَحْصِیلٌ وَهُوَ الْفَضْلُ لَیْسَ بِالْهَزْلُ وَلَهُ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ فَظَاهِرُهُ حُكْمٌ وَبَاطِنُهُ عِلْمٌ ، ظَاهِرُهُ اَنْبِیُّ وَبَاطِنُهُ عَمِیقٌ ، لَهُ نُجُومٌ وَعَلَى نُجُومِهِ نُجُومٌ لَا تُحْصِی عَجَائِبُهُ وَلَا تُبْلِی غَرَائِبُهُ ، مَصَابِیحُ الْهُدَى وَمَنَارُ الْحِکْمَةِ وَدَلِیلٌ عَلَی الْمَغْفِرَةِ (۱) لِمَنْ عَرَفَ الصَّنِیفَةَ فَلَمْ یَجُلْ جَالٍ بَصَرُهُ وَلِیُبْلِغَ الصِّفَةَ نَظَرُهُ یَنْجُو مِنْ عَطَبٍ وَ یَتَخَلَّصُ مِنْ نَشَبٍ فَاِنَّ التَّفَكُّرَ حَیَاةٌ قَلْبٍ (البَصیر ، کَمِ اِیْمَسُ اِلَى الْمُسْتَنبِرِ فِی الظُّلُمَاتِ بِالنُّورِ فَعَلِیْکُمْ بِحَسَنِ التَّخَلُّصِ وَقَلَّةِ التَّرْبُصِ” (۲)

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ سکونی سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے انہوں نے اپنے آباؤے کرام سے انہوں نے حضرت رسول خدا (ص) سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے لوگو! تم نہ (صلح و مصالحت) کے گھر میں ہو تم سفر میں ہو (ایسی سواری جو بہت تیز رفتار ہے) اور نہایت تیزی سے سفر کر رہے ہو یقیناً تم نے دیکھا کہ رات اور دن (طلوع و غروب) سورج اور چاند ہر نئی چیز کو کہن بنا رہے ہیں اور ہر بعید کو قریب کرتے جا رہے ہیں اور وعدہ کیے ہوئے کو لا رہے ہیں لہذا راستہ دور ہے اور اپنی کوششوں سے کوچ کو آمادہ رکھو تاکہ مفاز جو فلاح و نجات کی جگہ ہے پہنچ جاؤ۔ اس وقت مقداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! دار ہدینہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ امتحان (و آزمائش) کا گھر ہے اور اس طرح کی لذتوں سے قطع کرنے کا مقام ہے لہذا جب بھی فتنے تمہارے اوپر مشتبہ ہوجائیں اور تاریک رات کی طرح چھا جائیں تو تم قرآن کی طرف رجوع کرو اس سے متمسک رہو کیونکہ وہ شفاعت کرنے والا بھی ہے اور شفاعت کو قبول کرنے والا بھی اور جو خدا کی طرف سے آیا ہے اس کی تصدیق کرنے والا جس نے اُسے آگے رکھا وہ جنت کی طرف لے گیا اور جس نے اسے پیچھے ڈالا اور اس کا احترام ملحوظ خاطر نہیں رکھا تو وہ اسے دوزخ کی طرف کھینچ لے گیا (روایت مفصل ہے) یہاں تک کہ فرمایا: قرآن مجید کے عجائب و غرائب شمار میں نہیں آتے اس

۱۔ (بعض نسخوں میں (دلیل علی المعرفة لمن عرف) یعنی معرفت کے لیے دلیل و رہنما ہے (جس شخص نے اس کو پہچان لیا۔
۲۔ (کافی، ج ۲، ص ۵۹۸، حدیث ۲، باب ترتیل القرآن۔)

کی حد شمار سے باہر اور اس کے غرائب ہمیشہ جدید اور تازہ ہیں ، ہوسیدہ و کہنہ نہیں ہوتے وہ ہدایت کے چراغ ہیں اور حکمت کے منارے ہیں اور جس نے اس کی حقیقت اور با ارزش مطالب کو پہچان لیا وہ اس کے لیے تمام نیکیوں کے لیے دلیل و راہ گشا ہو گیا۔ اور جس نے اس کی صفات کو پہچان لیا وہ اس کے لیے دلیل مغفرت بن گیا (علامہ مجلسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ ان کا قول یہ ہے یعنی وہ صفات جو مغفرت و بخشش کا باعث ہیں (۲) لہذا ضروری ہے کہ انسان دقتِ نظر کا حامل ہو تیز بین ہو اور جس نے دقتِ نظر کی وجہ سے اس کی صفات کا ادراک کر لیا ہو اس نے ہلاکت سے نجات پائی اور دامِ فریب سے آزاد رہا اور احکامِ قرآنی میں غور و فکر کرنا قلبِ بصیر کی زندگی ہے اور وہ اس طرح ہدایت پاتا ہے جیسے تاریکی میں چراغ لے کر چلنے والا پس تم کو چاہیے کہ شبہات سے جدا رہو اور شبہات کے پیدا

ہونے کا انتظار کم کرو۔

۳۴۳ - ”وَفِيهِ بِأَسْ أُنْدِهْ عَن سَعْدِ الْخَفَافِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَقْلٌ: يَا سَعْدُ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّ الْقُرْآنَ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا الْخَلْقُ وَالنَّاسُ صُفُوتٌ عَشْرُونَ وَمِائَةُ أَلْفٍ صَفٍ ثَمَانُونَ أَلْفٌ صَفٍ أُمُّهُ مُحَمَّدٌ (ص) وَارْبَعُونَ أَلْفٌ صَفٍ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ فَيَأْتِي عَلَى صَفِّ الْمُسْلِمِينَ فِي صُورَةٍ فَيَسْلَمُ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْخَلِيمُ الْكَرِيمُ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ نَعَرَفُهُ بِنِعْتِهِ وَصِفَتِهِ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ أَشْهَدُ إِجْتِهَاداً مَنْافَى الْقُرْآنَ فَمِنْ هُنَاكَ عَلَى صَفِّ الشُّهَدَاءِ أُعْطِيَ مِنَ الْبَهَاءِ وَالْجَمَالِ وَالنُّورِ مَا لَمْ نَعْطِهِ ثُمَّ يُجَاوِزُ حَتَّى يَأْتِيَ

۱.) بعض نسخہ بدل میں نجوم کے بجائے نخوم ذکر ہوا ہے کہ جس کا معنی ہر شے کی انتہا (کے ہیں یعنی جس چیز کی طرف نظر کریں تمام معنی میں انتہا کے نہیں پھر بھی وہ ایک دوسری انتہی ضرور ہے۔
۲.) مولف کہتے ہیں: کافی کے ایک نسخہ میں ”دلیل علی المغفرة لمن عرف“ (یعنی مغفرت کے لیے دلیل و رہنما ہے جس شخص نے اس کو پہچان لیا۔

فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ (الشُّهَدَاءُ) ثُمَّ يَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الرَّبُّ الرَّحِيمُ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مِنَ الشُّهَدَاءِ نَعَرَفُهُ مِنَ الْبَهَاءِ وَالْفَضْلِ مَا لَمْ نُعْطِهِ ، قَالَ: بِسْمِئِهِ وَصِفَتِهِ غَيْرَ أَنَّهُ مِنْ شُهَدَاءِ الْبَحْرِ فَمِنْ هُنَاكَ أُعْطِيَ عَلَى صَفِّ شُهَدَاءِ الْبَحْرِ فِي صُورَةٍ شَهِيدٍ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِ شُهَدَاءُ الْبَحْرِ فَيَكْثُرُ فَيَتَجَاوَزُ حَتَّى يَأْتِيَ أَصِيبَ فِيهَا تَعْجِبُهُمْ وَيَقُولُونَ إِنَّ هَذَا مِنْ شُهَدَاءِ الْبَحْرِ نَعَرَفُهُ بِسْمِئِهِ وَصِفَتِهِ غَيْرَ أَنَّ الْجَزِيرَةَ الَّتِي أَصْبْنَا فِيهَا فَمِنْ هُنَاكَ أُعْطِيَ مِنَ الْبَهَاءِ وَالْجَمَالِ وَالنُّورِ مَا لَمْ كَانَتْ اعْظَمُ هَوْلًا مِنَ الْجَزِيرَةِ الَّتِي نُعْطُهُ ثُمَّ يُجَاوِزُ حَتَّى يَأْتِيَ صَفِّ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ فِي صُورَةٍ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ فَيَنْظُرُونَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ إِلَيْهِ فَيَشْتَدُّ بِذَلِكَ تَعْجِبُهُمْ وَيَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْخَلِيمُ الْكَرِيمُ إِنَّ هَذَا النَّبِيَّ مُرْسَلٌ نَعَرَفُهُ بِسْمِئِهِ وَصِفَتِهِ غَيْرَ أَنَّهُ أُعْطِيَ فَضْلاً كَثِيراً قَالَ: فَيَجْتَمِعُونَ فَيَأْتُونَ رَسُولَ اللَّهِ (ص) فَيَسْأَلُونَهُ وَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ (ص) مَنْ هَذَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: أَوْ مَا تَعْرِفُونَهُ فَيَقُولُونَ مَا نَعَرَفُهُ هَذَا مِمَّنْ لَمْ يَغْضَبِ اللَّهُ عَلَيْهِ ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) هَذَا حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ فَيَسْلَمُ ثُمَّ يُجَاوِزُ حَتَّى يَأْتِيَ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ فِي صُورَةٍ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ فَتَنْظُرُ إِلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ فَيَشْتَدُّ تَعْجِبُهُمْ وَيَكْبُرُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ لِ مَا رَأَوْا مِنْ فَضْلِهِ وَيَقُولُونَ: تَعَالَى رَبُّنَا وَتَقَدَّسَ إِنْ هَذَا الْعَبْدُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ نَعَرَفُهُ بِسْمِئِهِ وَصِفَتِهِ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ أَقْرَبَ الْمَلَائِكَةِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَقَاماً فَمِنْ هُنَاكَ أَلِيسَ مِنَ النُّورِ وَالْجَمَالِ مَا لَمْ نَلِيسَ ، ثُمَّ يُجَاوِزُ فِي حَتَّى يَلْقَى إِلَى رَبِّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَخْرُجُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُنَادِيهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا حُجَّتِي الْأَرْضِ وَكَلَامِي الصَّادِقِ وَالنَّاطِقِ أَرْفَعُ رَأْسَكَ وَاسْلُ تَعْطُ وَاشْفَعُ تَشْفَعُ فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: كَيْفَ رَأَيْتَ عِبَادِي؟ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مِنْهُمْ مَنْ صَانَنِي وَحَافِظَ عَلَيَّ وَلَمْ يَضِيعْ شَيْئاً وَاسْتَوْفَى خَفَ بِحَقِّي وَكَذَّبَ بِي وَأَنَا حُجَّتِكَ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَمِنْهُمْ مَنْ ضَيَّعَنِي وَارْتَفَاعَ مَكَانِي لِاتِّبِيعَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ أَحْسَنَ الثُّوَابِ وَلَا عَاقِبَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ إِلَهِي تَعَالَى وَعِزَّتِي وَجَلَالِي الْعَقَابِ قَالَ: فَيَرْجِعُ الْقُرْآنُ رَأْسَهُ فِي صُورَةٍ أُخْرَى، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا جَعْفَرٍ فِي أَيِّ صُورَةٍ يَرْجِعُ؟ قَالَ فِي صُورَةِ رَجُلٍ شَاحِبٍ مَتَّعٍ بِبَصَرِهِ أَهْلَ الْجَمْعِ فَيَأْتِي الرَّجُلُ مِنَ شِيعَتِنَا الَّذِي كَانَ يَعْرِفُهُ أَهْلُ الْخِلَافِ فَيَقُومُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَقُولُ: مَا تَعْرِفُنِي؟ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: مَا أَعْرِفُكَ وَجِدَادِلَ بِهِ يَا عَبْدَ اللَّهِ قَالَ: فَيَرْجِعُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْخَلْقِ الْأَوَّلِ وَيَقُولُ: مَا تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ فَيَقُولُ الْقُرْآنُ: أَنَا الَّذِي اسْهَرْتُ لَيْلَكَ وَأَنْصَبْتُ عَيْشَكَ سَمِعْتَ الْأَذَى وَرُجِمْتَ بِالْقَوْلِ فِيَّ، أَلَا وَإِنْ كُلُّ تَاجِرٍ قَدْ اسْتَوْفَى تِجَارَتَهُ وَأَنَا وَرَأْسُكَ الْيَوْمَ قَالَ: فَيَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى رَبِّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَقُولُ: يَا رَبِّ يَا رَبَّ عَبْدِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ قَدْ كَانَ نَصِيباً فِيَّ، مُوَظَّلاً عَلَيَّ، بِعَادِي بِسَبِي وَحُبِّ فِيَّ وَبِغَضِّ وَكَسْوَةٍ جِلَّةٍ مِنْ حُلْلِ الْجَنَّةِ وَتَوَجُّهُ بَنَاجٍ، فَذَا فَعَلَ بِهِ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ادْخُلُوا عَبْدِي جَنَّتِي ذَلِكَ عَرْضَ عَلَى الْقُرْآنِ فَيَقَالَ لَهُ: هَلْ رَضِيتَ بِمَا صَنَعْتُ بُولِيكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَنِّي اسْتَقَلْتُ هَذَا لَمْ فَزِدْهُ مَزِيدَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَعُلُوِّي وَارْتِفَاعَ مَكَانِي لِأَنْحَلُّ لَكَ الْيَوْمَ خَمْسَةَ أَشْيَاءَ مَعَ الْمَزِيدِ لَهُ وَلَمَنْ كَانَ بِمَنْزِلَتِهِ أَلَّا أَنَّهُمْ شَبَابٌ لَا يَهْرَمُونَ وَأَصْحَاءٌ لَا يَسْقُمُونَ وَأَغْنِيَاءٌ لَا يَفْتَقِرُونَ وَفَرِحُونَ لَا يَحْزَنُونَ وَأَحْيَاءٌ لَا يَمُوتُونَ - ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَ الْأَوَّلَى قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ وَهَلْ يَتَكَلَّمُ الْقُرْآنُ فَتَنْسَمُ ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللَّهُ الضُّعَفَاءَ مِنْ شِيعَتِنَا إِنَّهُمْ أَهْلُ تَسْلِيمٍ ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ يَا سَعْدُ وَالصَّلَاةُ تَنْكَلِمُ وَلَهَا صُورَةٌ وَخَلْقٌ وَتَأْمُرُ وَتَنْهَى قَالَ سَعْدُ: فَتَغَيَّرَ لِذَلِكَ لَوْنِي وَقُلْتُ هَذَا شَيْءٌ لَا اسْتَطِيعُ (أَنَا) اتَّكَلَمُ بِهِ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَهَلِ النَّاسُ الْأَشِيعَتُنَا فَمَنْ لَمْ يَعْرِفِ الصَّلَاةَ فَقَدْ أَنْكَرَ حَقَّنَا ثُمَّ قَالَ: يَا سَعْدُ أَسْمِعْكَ كَلَامَ الْقُرْآنِ: قَالَ سَعْدُ فَقُلْتُ: بَلَى صَلَى اللَّهُ عَلَيْكَ فَقَالَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرِ اللَّهِ أَكْبَرُ فَالْتَهَى (كَلَامُ وَالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ رَجَالاً وَنَحْنُ ذَكَرَ اللَّهِ وَنَحْنُ أَكْبَرُ) (۱)

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ سعد خفاف سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر - نے فرمایا: اے سعد! قرآن کے معانی و مطالب حاصل کرو۔ قیامت کے دن قرآن نہایت اچھی صورت میں آنے گا لوگ اسے دیکھیں گے لوگوں کی ایک لاکھ بیس ہزار صفیں ہوں گی جن میں اسی ہزار صفیں تو امت محمد (ص) کی ہوں گی اور

چالیس ہزار تمام امتوں کی۔ قرآن مسلمانوں کی ایک صف کے سامنے ایک مرد کی صورت میں آئے گا اور سلام کرے گا لوگ اس کی طرف دیکھ کر کہیں گے: لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم ضرور یہ شخص مسلمانوں میں سے ہے ہم اس کی تعریف اور صفت کو جانتے ہیں سوائے اس کے کہ اس نے ہم سے زیادہ علم قرآن حاصل کرنے میں جدوجہد کی اس لیے اسے حسن و جمال اور نور دیا گیا جو ہم کو نہیں دیا گیا۔ پھر وہ وہاں سے بڑھ کر شہداء کی صف کی طرف آئے گا شہداء اس کو دیکھ کر کہیں گے: لا الہ الا اللہ الرب الرحیم یہ شخص شہداء میں سے ہے ہم شہید کی علامت اور صفت کو جانتے ہیں سوائے اس کے کہ یہ شہدائے بحر سے ہے جس کو یہ حسن و فضیلت ملی ہے اور ہمیں نہیں ملی پھر وہ شہداء بحر کے پاس آئے گا بصورت شہید، شہداء بحر اسے دیکھ کر تعجب سے کہیں گے: یہ ہے تو شہداء بحر سے کیونکہ ہم اس کی علامت و خصوصیت جانتے ہیں مگر یہ جزیرہ میں شہید کیا گیا ہوگا جو اس جزیرہ سے بہت بڑا ہوگا جہاں ہم شہید ہوئے اسی وجہ سے اس کا حسن و جمال و نور ہم سے زیادہ ہے پھر وہ انبیاء و مرسلین کی صف کی طرف آئے گا وہ اسے دیکھ کر نہایت متعجب ہوں

۱) (کافی، ج ۲، ص ۵۹۶، حدیث ۱، کتاب فضل القرآن۔)

گئے اور کہیں گے: لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم یہ ضرور نبی مرسل ہے کیونکہ ہم اس کی علامت اور خصوصیت کو جانتے ہیں مگر یہ کہ اس کو بہت زیادہ فضیلت دی گئی ہے۔ پھر امام نے فرمایا: پس لوگ جمع ہو کر رسول اللہ (ص) کے پاس آکر کہیں گے: یا محمد (ص)! یہ کون ہے؟ حضرت فرمائیں گے: یہ مخلوق خدا کی حجت ہے پھر وہ سلام کر کے آگے بڑھ جائے گا اور ایک ملک مقرب کی صورت میں صف ملائکہ کی طرف آئے گا ملائکہ اسے دیکھ کر بہت تعجب کریں گے اور اس کی فضیلت کو دیکھ کر اس کی بڑائی کا اقرار کریں گے اور کہیں گے: ہمارا رب بلند مرتبہ اور پاک ہے یہ بندہ ضرور ملائکہ میں سے ہے ہم اس کی علامتوں اور صفتوں سے پہچان گئے لیکن یہ ضرور ہے کہ یہ کوئی خدا کا سب سے زیادہ مقرب فرشتہ ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے نور کا ایسا لباس پہن رکھا ہے جو ہمیں میسر نہیں۔ پھر آگے بڑھے گا اور بارگاہ رب العزت تک پہنچے گا پس عرش کے نیچے سجدہ میں جائے گا خدا فرمائے گا: اے روئے زمین پر میری حجت! اے میرے کلام صادق و ناطق! اپنا سر اٹھا اور سوال کر تیرا سوال پورا ہوگا سفارش کر قبول ہوگی وہ اپنا سر اٹھائے گا خدا دریافت کرے گا تو نے میرے بندوں کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: پروردگار کچھ تو ان میں ایسے تھے جنہوں نے میری حفاظت کی اور مجھے حفظ یا درک کیا اور کوئی شے ضائع ہونے نہیں دی اور کچھ ایسے ہیں جنہوں نے مجھے ضائع کیا اور میرے حق کو ہلکا سمجھا اور مجھے جھٹلایا حالانکہ میں تمام مخلوق پر تیری حجت تھا خدائے تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: اپنے عزت و جلال اور بلندی مکان کی قسم کھا کر کہتا ہوں! آج تیری حفاظت کرنے والوں کو بہت زیادہ دوس گا اور نہ ماننے والوں اور ناقدری کرنے والوں کو سخت سزا دوں گا۔

پھر فرمایا: قرآن اس کے بعد ایک دوسری صورت اختیار کرے گا راوی نے پوچھا: وہ کیا صورت ہوگی؟ فرمایا: ایک مسافر کی صورت جس کا رنگ سفر کی تکان سے متغیر ہو گیا ہوگا اہل محشر اسے دیکھیں گے اس وقت ایک شخص ہمارے شیعوں میں سے آئے گا جو اس کو پہچانتا ہوگا اور وہ محافظ قرآن سے اس کے بارے میں بحث کیا کرتا تھا وہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہے گا: تو نے مجھے پہچانا نہیں؟ وہ شخص اس کی طرف دیکھ کر کہے گا: اے بندہ خدا! میں نے تجھے نہیں پہچانا تب قرآن اپنی اصل صورت میں آکر کہے گا: تو نے اب بھی نہ پہچانا؟ وہ کہے گا: ہاں پہچان لیا تو قرآن کہے گا: میں وہی ہوں جس کی وجہ سے تو راتوں کو بیدار تھا اور اپنے عیش کو ترک کیا تھا اور میرے بارے میں لوگوں کی طعن آمیز باتیں سنی تھیں۔ سب تاجروں نے اپنی تجارت کا نفع پالیا آج میں تجھے نفع پہنچاؤں گا حضرت نے فرمایا: پھر قرآن اسے لے کر خدا کے پاس آئے گا اور کہے گا: اے پروردگار! یہ تیرا بندہ ہے اور تو اس کا حال بہتر جاننے والا ہے اس نے میری وجہ سے ہمیشہ تکلیف اٹھائی اور میرے سبب سے لوگوں کو اپنا دشمن بنایا میرے لیے اس نے لوگوں سے دوستی یا دشمنی کی۔ خدا فرمائے گا: میرے اس بندہ کو میری جنت میں داخل کرو اور جنت کا لباس اسے پہناؤ اور اس کے سر پر تاج رکھو۔

جب یہ سب ہو چکے گا تو قرآن پیش کر کے کہا جائے گا جو تیرے دوست کے ساتھ کیا گیا اس پر تو راضی ہے وہ کہے گا: اے پروردگار! میرے لیے یہ تو کم ہے اور زیادہ خیر و برکت عطا فرما، خدا فرمائے گا: قسم ہے اپنے عزت و جلال اور بلندی اور ارتفاع مکانی کی! میں اس کے علاوہ پانچ چیزیں اور اس کے لیے اور جو اس کے درجے کا ہے اس کے لیے

اضافہ کرتا ہوں۔ آگاہ ہوجاؤ! وہ ہمیشہ ایسے جوان رہیں گے بوڑھے نہ ہوں ، ایسے تندرست رہیں گے بیمار نہ ہوں گے ، وہ ایسے مال دار رہیں گے کہ محتاج نہ ہوں گے ، ایسے خوش رہیں گے کہ رنجیدہ خاطر نہ ہوں گے ، ایسے زندہ رہیں گے کہ مریں گے نہیں۔ پھر حضرت امام محمد باقر - نے اس آیت کی تلاوت فرمائی : ”جو جنت میں ہوں موت کا مزہ نہ چکھیں گے سوائے پہلی موت کے (۱) اس (سعد) کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: اے ابو جعفر! میں آپ پر قربان! کیا قرآن بھی بولتا ہے؟ حضرت نے مسکرا کر فرمایا: اللہ رحم کرے ہمارے ضعیف شیعوں پر کہ! وہ ہماری بات کو قبول کر لیتے ہیں (اور اس کو تسلیم کرتے)

۱۔ (سورہ دخان، آیت ۵۶۔)

ہیں) پھر فرمایا: اے سعد! نماز بھی بولتی ہے اس کی صورت و خلقت ہے وہ روکتی ہے حکم دیتی ہے ، سعد نے کہا: یہ سن کر میرا چہرہ متغیر ہو گیا میں نے کہا: یہ ایسی بات ہے کہ میں لوگوں کے سامنے کہہ نہیں سکتا؟ حضرت امام محمد باقر - نے کہا: سمجھ دار لوگ تو ہمارے شیعہ ہی ہیں جس نے نماز کو نہ پہچانا اس نے ہمارے حق سے انکار کیا۔ پھر فرمایا: اسے سعد! کیا میں اب تمہیں قرآن کی آیت سناؤں؟ میں نے کہا: ضرور سنائیں، فرمایا: یقیناً نماز بدکاری اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے (۱) پس یہی کلام ہی تو ہے اور فحشاء و منکر کے مصداق عام لوگ ہیں اور ذکر اللہ سے مراد ہم ہیں اور ہم اکبر ہیں۔ ۳۴۳ - ”وَفِيهِ بَاسْنَادُهُ عَنْ أَبِي بصيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ إِنَّ الْقُرْآنَ (زَاجِرٌ وَأَمْرٌ يَأْمُرُ بِالْجَنَّةِ وَيَنْهَى عَنِ النَّارِ) ” (۲)

نیز اسی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ کلینی علیہ الرحمہ نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق - کو یہ کہتے سنا ہے کہ: یقیناً قرآن روکنے والا اور حکم دینے والا ہے اور جنت کی طرف حکم دیتا ہے اور جہنم کی طرف جانے سے روکتا ہے۔

۳۴۴ - ”وَفِيهِ بَاسْنَادُهُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَمَارٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الدَّوَابَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثَلَاثَةٌ دِيْوَانُ فِيهِ النِّعَمُ وَدِيْوَانُ فِيهِ الْحَسَنَاتُ وَدِيْوَانُ فِيهِ السَّيِّئَاتُ فَيَقَابِلُ بَيْنَ دِيْوَانِ النِّعَمِ وَدِيْوَانِ الْحَسَنَاتِ فَتُسْتَعْرَقُ النِّعَمُ عَامَّةُ الْحَسَنَاتِ وَيَبْقَى دِيْوَانُ السَّيِّئَاتِ فَيُدْعَى بِأَيِّنِ آدَمَ الْمُؤْمِنِ لِلْحِسَابِ فَيَقْدُمُ الْقُرْآنُ أَمَامَهُ فِي

۱۔ (سورہ عنکبوت، آیت ۴۵۔) ۲۔ (کافی، ج ۳، ص ۶۰۱، حدیث ۹۰۹)

ء۔ قرآن کے متعلق اس حدیث میں جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں وہ استعارہ و تمثیل کی صورت میں ہیں یعنی اگر قرآن وجود ظاہری اختیار کرتا تو یہ صورت ہوتی۔ (مترجم) أَحْسَنُ صُورَةٍ فَيَقُولُ يَا رَبِّ اَنَا الْقُرْآنُ وَهَذَا عَبْدُكَ الْمُؤْمِنُ قَدْ كَانَ يُتَغَبَّبُ نَفْسُهُ بِتِلَاوَتِي وَيُطِيلُ لَيْلَهُ بِتَرْتِيلِي وَتَقْبِضُ عَلَيْهِ إِذَا تَحَجَّجَ فَارْضِهِ كَمَا أَرْضَانِي قَالَ: فَيَقُولُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ عَبْدِي أَبْسُطْ يَمِينَكَ فَيَمْلَأُهَا مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ وَيَمْلَأُ شِمَالَهُ مِنْ رَحْمَتِ اللَّهِ ثُمَّ يُقَالُ: هَذِهِ الْجَنَّةُ مُبَاحَةٌ لَكَ (فَاقْرَأْ وَأَصْغِ دُفَاذَا قَرَأَ آيَةً صَعَّدَ دَرَجَةً ” (۱)

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ عمار سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: قیامت کے دن تین دفتر ہوں گے ایک (الہی) نعمتوں کا دیوان ہوگا اور دوسرا حسنات کا جس میں وہ درج ہوں گے اور تیسرا گناہوں کا ، نعمتوں اور حسنات کے دفتر میں مقابلہ ہوگا۔ نعمتوں کی تعداد حسنات سے بڑھ جائے گی (کیوں کہ نعمات الہی لا تعداد و بے شمار ہیں انسان کے تمام نیک اعمال ہر قسم کی خیرات خدا کی نعمتوں میں سے صرف ایک نعمت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ، تمام نعمتوں کی بات ہی جدا ہے) اور گناہوں کا دفتر بے مقابل رہے گا پس پکارا جائے گا: اے ابن آدم! مومن حساب کے لیے آ۔ قرآن اس کے پاس بہترین صورت میں آنے گا اور کہے گا: اے پروردگار! میں قرآن ہوں اور یہ تیرا بندہ مومن ہے جس نے اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالا میری تلاوت کر کے طولانی رات گزاری۔ میری ترتیل میں تہجد و نماز شب کے وقت اس کی آنکھوں سے آنسو بہا کرتے تھے تو اس سے راضی ہو جیسے میں اس سے راضی ہوا۔ خدا فرمائے گا: اے میرے بندے! اپنا داہنا ہاتھ پھیلا، پس اس کو رضوان خدا سے عزیز و جبار بھر دے گا پھر کہے گا: بائیں ہاتھ پھیلا اس کو اپنی رحمت سے بھر دے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: یہ جنت تیرے لیے مباح ہے پس قرآن کو پڑھتا ہوا بلند درجے پر

پہنچ پس جب وہ آیت پڑھے گا تو وہ بلند درجہ حاصل ہوگا۔

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۰۲، حدیث ۱۲۰۱)

۳۴۵۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ غَالِبٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا جَمَعَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِذَا هُمْ بِشَخْصٍ قَدْ أَقْبَلَ لَمْ يُرْقِطْ أَحْسَنُ صُورَةٍ مِنْهُ فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ وَهُوَ الْقُرْآنُ قَالُوا: هَذَا مِنَّا، هَذَا أَحْسَنُ شَيْءٍ رَأَيْنَا فَإِذَا أَنْتَهَى إِلَيْهِمْ جَازَهُمْ ، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَيْهِ الشُّهَدَاءُ حَتَّى إِذَا أَنْتَهَى إِلَى آخِرِهِمْ جَازَهُمْ فَيَقُولُونَ: هَذَا الْقُرْآنُ فَيَجُوزُهُمْ كُلُّهُمْ حَتَّى إِذَا أَنْتَهَى إِلَى الْمُرْسَلِينَ فَيَقُولُونَ هَذَا الْقُرْآنُ فَيَجُوزُهُمْ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ فَيَقُولُونَ: هَذَا الْقُرْآنُ فَيَجُوزُهُمْ (ثُمَّ يَنْتَهِيَ) حَتَّى يَقِفَ عَنِ يَمِينِ الْعَرْشِ فَيَقُولُ الْجَبَّارُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَارْتِفَاعِي) نَنْ مِنْ أَهَانِكَ” (۱ مَكَانِي لِأَكْرَمَنِ الْيَوْمِ مَنْ أَكْرَمَكَ وَلَأُهِى

اسی کتاب میں اسحاق ابن غالب سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: جب روز قیامت اولین و آخرین جمع ہوں گے تو ایک نہایت خوب صورت شخص نظر آئے گا ایسا حسین کہ اس سے بہتر دیکھا ہی نہیں گیا جب مومن اس شخص کو جو درحقیقت قرآن ہوگا دیکھیں گے تو کہیں گے: یہ ہم میں سے ہے جب ان سے آگے بڑھے گا تو شہداء اس کو دیکھیں گے جب وہ ان کے آخر میں پہنچے گا تو وہ کہیں گے: یہ قرآن ہے جب وہ ان سب سے گزرتا ہوا مرسلین تک پہنچے گا تو وہ کہیں گے: یہ قرآن ہے پھر وہ ان سے گزرتا ہوا ملائکہ کی طرف آئے گا تو وہ کہیں گے: یہ قرآن ہے پھر یہاں سے چل کر وہ عرش کے داہنی طرف کھڑا ہوگا۔ خدا فرمائے گا: قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی اور ارتقاع مکان کی میں آج اس کی عزت کروں گا جس نے تیری عزت کی ہے اور اس کی توہین کروں گا جس نے تیری توہین کی ہے۔

۳۴۶۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ:

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۰۲)

(الْحَافِظُ لِلْقُرْآنِ لِلْعَامِلِ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ ” (۱ كَافِي مِیں كِلِينِي عَلِيهِ الرَّحْمَةُ نِي اِپْنِي سَنَد كِي سَاتِيهِ فَضِيلِ اِبْنِ يَسَارِ سِي نَقْل كِيَا بِي كِي حَضَرْتِ اِمَامِ جَعْفَرِ صَادِق - نِي فَرْمَايَا: مَن جَمْلِيهِ بَعْضِ اِعْتِقَادَاتِ اِمَامِيهِ مِیں سِي ثُبُوتِ شِفَاعَتِ بِي نِي مَجْمُوعِي طُور سِي كِي قُرْآنِ مَجِيد كِي بِيهِتِ سِي آيَاتِ اُور وَحِي وَ تَنْزِيلِ سِي وَارِدِ شُدِي رَوَايَاتِ اِس بَاتِ پَر دَلَالَتِ كَرْتِي هِي اُور يِي اِيك اِيسِي بَحْثِ بِي جُو مَفْصَلِ بِي مَوْضُوعِ كِي حَيْثِيْتِ سِي بِيهِ اُور اِس جِيهِتِ سِي كِي كُنْ اِفْرَادِ كِي حَقِّ مِیں شِفَاعَتِ جَارِي وَ سَارِي بِي اُور شِفَاعَتِ كَرْنِي وَالِي هِسْتِيَا كُونِ بِي؟ شِفَاعَتِ كُنْ چيزُونِ سِي مَتَعَلَقِ هُوكِي؟ اِس كَا فَائِدِي كَبِ مَلِي كَا؟ شِفَاعَتِ كِي كَتْنِي قِسْمِيں هِي؟ يِي سَبِ كَا لَازِمِيهِ مَفْصَلِ بَحْثِ بِي جُنْ كَا ذَكْرِ كَرْنَا اِس مَخْتَصَرِ كِتَابِ كِي تَقَاَضِي كِي بِرْخِلَافِ بِي۔ قَارِئِيْنِ تَفْسِيرُونِ اُور اِس سِي مَتَعَلَقِيهِ كِتَابُونِ كِي طَرَفِ رَجُوعِ كَرِيں كِيُونِ كِي هِمَارِي بَحْثِ كَا عَمْدِيهِ مَحُورِ حَضَرْتِ بَقِيَّةِ اِللهِ الْاَعْظَمِ عَجَلِ اِللهِ تَعَالٰى فَرَجِيهِ كَا قُرْآنِ كَرِيمِ كِي سَاتِيهِ مَوَازِنِي بِي كِي مَن جَمْلِيهِ اِنْ بَحْثُونِ مِیں سِي قِيَامَتِ كِي دِنِ قُرْآنِ كِي شِفَاعَتِ كَا وَاقِعِ هُونَا بِيهِ بِي لِهَذَا بِمِ نِي تِيْمَنَّا وَ تَبَرَكَّا اِنْ مِیں سِي بَعْضِ حَصِي كَا سِرْسَرِي طُورِ پَر ذَكْرِ كِيَا بِي نِي اِنْ مِیں سِي بَعْضِ آيَاتِ جُو تَقْرِيْبًا تِيْسِ كِي نَزْدِيكِ هِيں اُور بَعْضِ وَ رَوَايَاتِ جُو فَرِيْقِيْنِ سِي نَقْلِ هُونِي هِيں اِشَارِيهِ كِيَا بِي اُور قُرْآنِ مَجِيدِ كِي شِفَاعَتِ كِي كَيْفِيْتِ كِي بَارِي مِیں جُو قَارِئِيْنِ كِي لِيِي هِمَارَا اَصْلِ مَوْضُوعِ اُور مَحُورِ بَحْثِ بِي اُور جِس نِي اِس كِي پِيْرُوِي كِي بِي نِي اِس كَا اِحْتِرَامِ كِيَا جُو اِس كِي مَضَامِيْنِ پَر عَمَلِ كَرْنَا بِي اِسِي پَر اِكْتِفَا كِيَا بِي پِيَرِ حَضَرْتِ حَجَّتِ قَائِمِ آلِ مُحَمَّدِ كِي شِفَاعَتِ جُو قُرْآنِ كَرِيمِ كِي شَرِيكِ وَ بِمِ پِلِي هِيں حَضَرْتِ كِي تَابِعِيْنِ اُور فَرْمَاں بَرْدَارُونِ كِي بِ نَسْبَتِ اِس بَحْثِ كَا اِغَاذِ كِيَا بِي پِيَرِ اِنْ مِیں سِي بَعْضِ آيَاتِ اُور وَارِدِ شُدِي رَوَايَاتِ كُو قَارِئِيْنِ كِرَامِ كِي سَامَنِي پِيَشِ كَرِيں گِي۔

۱۔ (گزشتہ حوالہ۔)

شفاعت کا معنی

”شفع“ لغت میں جیسا کہ مفردات راغب میں ذکر ہوا ہے (ضم الشی الی مثلہ) کسی (شے کا اپنی جیسی چیز کا منضم کر لینا ہے۔ شفع زوج (جفت) اور وتر (طاق) کو کہا جاتا ہے (۱ گویا شفاعت کرنے والا شخص خود کو مستشفع (شفاعت طلب کرنے والے) کے پاس اس کے ناقص وسیلہ کو منظم کرتا ہے اس وسیلہ سے اپنی حاجت تک پہنچنے کے لیے وہ تقویت پیدا کرتا ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا تو وہ صرف تنہا اور اپنی اس کمی کے ساتھ اپنے ہدف اور مقصد تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور معمولاً بلکہ اکثر و بیشتر عالی مرتبہ انسان اپنے سے پست انسان سے یہ معنی محقق پاتا ہے اس بنا پر شفاعت کا معنی یعنی ایک شے کا دوسری چیز کی مدد کرنے کے لیے اس میں ضمیمہ کرنا ہے۔ شفاعت کی دو قسمیں ہیں: شفاعت تکوینیہ اور شفاعت تشریعیہ۔

”شفاعت تکوینیہ“ کائنات میں تمام موجودہ اسباب اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفیع (شفاعت کرنے والے) کی حیثیت رکھتے ہیں کیوں کہ خدا اور اشیاء کے درمیان واسطہ ہیں۔ لیکن ”شفاعت تشریعیہ“ صرف اور صرف عالم تکلیف اور جزا دینے میں ہے۔ لیکن شفاعت کرنے والے

پس وہ چیزیں جو طالب مغفرت یا بارگاہ احدیت میں تقرب کا باعث ہوں کافی حد تک پائی جانی چاہیے کہ من جملہ ان میں سے ایک توبہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ

۱) (مفردات راغب اصفہانی، ص ۲۶۴)۔

(الرَّحِيمُ # وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلُمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ بَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ > (۱ خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے: پیغمبر آپ پیغام پہنچا دیجیے کہ اے میرے بندوں! جنہوں نے اپنے نفس پر (گناہوں کا ارتکاب کر کے زیادہ روی کی ہے) زیادتی کی ہے رحمتِ خدا سے مایوس نہ ہونا اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور تم سب اپنے پروردگار کی طرف (شرک اور نافرمانی سے) رجوع کرو اور اس کے لیے سراپا تسلیم ہوجاؤ قبل اس کے کہ تم تک عذاب آجائے تو پھر تمہاری مدد نہیں کی جاسکتی ہے۔

مولف کہتے ہیں: باب توبہ اس قدر وسیع اور اس کی شمولیت عام ہے کہ تمام گناہوں یہاں تک کہ شرک جو ظلم عظیم ہے اسے بھی شامل کر لیتا ہے۔ من جملہ ان طلب مغفرت کے اسباب میں سے خدا اور رسول (ص) پر ایمان رکھنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) اے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو اور رسول پر ایمان لے اؤ تاکہ خدا تمہیں اپنی رحمت کے دہرے حصے عطا کردے اور تمہارے لیے ایسا نور قرار دے دے جس کی روشنی میں چل سکو اور تمہیں بخش دے اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا مہربان ہے۔

من جملہ ان اسباب مغفرت میں سے نیک اعمال ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳) اللہ تعالیٰ نے صاحبان ایمان اور عمل صالح والوں سے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لیے مغفرت اور اجر

۵۴، ۱)۔ (سورنہ زمر، آیت ۵۳)

۲)۔ (سورنہ حدید، آیت ۲۸)۔

۳)۔ (سورنہ مائدہ، آیت ۹)۔

عظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: (۱) ایمان والو اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور اس (کے قرب و منزلت) تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں (کفار اور نفس امارہ کے ساتھ) جہاد کرو کہ شاید اس طرح کامیاب ہوجاؤ۔

مولف کہتے ہیں: اور بہت سے دوسری آیات پائی جاتی ہیں کہ ہم نے انہیں مذکورہ آیات پر بالخصوص اکتفا کیا ہے۔ من جملہ شفاعت کرنے والوں میں سے قرآن مجید بھی ہے: اللہ تعالیٰ کا قول ہے: > قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ > (۲) یقیناً تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور (پیغمبر (ص)) اور روشن کتاب آچکی ہے جس کے ذریعہ خدا اپنی خوشنودی کا اتباع کرنے والوں اور (عذاب سے) سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر اپنے حکم سے نور کی طرف لے آتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اور ہر وہ شے جو عمل صالح کے ساتھ ارتباط

رکھتی ہے۔ مساجد مقامات متبرکہ اور مشاہد مشرفہ نیک ایام انبیاء و رسل کا ان کے لیے استغفار کرنا بھی من جملہ اسباب شفاعت میں سے ہے۔
اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۳)

- ۱۔ (سورنہ مائدہ، آیت ۳۵)۔
۲۔ (سورنہ مائدہ، آیت ۱۵)۔
۳۔ (سورنہ نساء، آیت ۶۴)۔

اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا ہے مگر صرف اس لیے کہ حکم خدا سے اس کی اطاعت کی جائے (نہ یہ کہ طاغوت کی اطاعت کریں) اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔ اور فرشتے مومنین کے حق میں اپنے استغفار کے ذریعہ شفاعت طلب کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) جو فرشتے عرش الہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد معین ہیں سب حمد خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور صاحبان ایمان کے لیے استغفار کر رہے ہیں کہ خدایا! تیری رحمت اور تیرا علم ہر شے پر محیط ہے لہذا ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستہ (جو اسلام ہے) کا اتباع کیا ہے اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲) قریب ہے کہ تمام آسمان اس (خدا کی عظمت سے) کی ہیبت سے اوپر سے شگافتہ ہو جائیں اور ملائکہ بھی اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کر رہے ہیں اور زمین والوں کے حق میں استغفار کر رہے ہیں آگاہ ہوجاؤ کہ خدا ہی وہ ہے جو بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور مومنین کا اپنے اور برادران مومن کے حق میں توبہ و استغفار کرنا۔

- ۱۔ (سورنہ غافر، آیت ۷)۔
۲۔ (سورنہ شوریٰ، آیت ۵)۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (یہاں تک کہ فرماتا ہے) پروردگار! ہم پر ویسا بوجہ نہ ڈالنا جیسا پہلے والی امتوں پر ڈالا گیا ہے پروردگار! ہم پر وہ بار نہ ڈالنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو ہمیں (ہمارے گناہوں کو) معاف کردینا ہمیں بخش دینا ہم پر رحم کرنا تو ہمارا مولا اور مالک ہے اب کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

من جملہ شفاعت کرنے والوں میں سے انبیاء و اوصیاء، علماء و شہداء اور شیعہ حضرات اس کے حق دار ہیں اور عام لوگوں کے لیے نیز مومن دوسرے کے حق میں یہاں تک کہ غلاموں کے حق میں بھی شفاعت کرنے والے ہیں۔
۳۴۷۔ "وفی الخصال: عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص): ثَلَاثَةٌ يَشْفَعُونَ (إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ) فَيُشْفَعُونَ الْإِنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ" (۲) خصال میں حضرت علی - سے منقول ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: تین گروہ کے لوگ خدائے بزرگ و برتر کے پاس شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت بارگاہ احدیث میں قبول ہوگی۔ ۱۔ انبیاء ۲۔ علماء ۳۔ شہداء۔
۳۴۸۔ "وفی امالی الصدوق عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الرِّضَا عَنْ آبَائِهِ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِحُوضِي فَلَا أَوْدَةَ اللَّهُ حُوضِي وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِشَفَاعَتِي فَلَا أَنَا لَهُ اللَّهُ شَفَاعَتِي ثُمَّ قَالَ (ص) اِنَّمَا

- ۱۔ (سورنہ بقرہ، آیت ۲۸۶)۔
۲۔ (خصال، ص ۱۵۶۔ قرب الاسناد، ص ۶۴۔ بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۵)۔

شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي فَأَمَّا الْمُحْسِنُونَ مِنْهُمْ فَمَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ خَالِدٍ: فَقُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا بَنَ رَسُولِ

اللَّهُ فَمَا مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَشْفَعُونَ إِلَّا مَنْ ارْتَضَى اللَّهُ دِينَهُ ” (۱)

امالی صدوق میں حسین ابن خالد سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے کہ امام علی رضا - نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: جو شخص میرے حوض کوثر پر ایمان نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض پر وارد (سیراب) نہیں کرے گا اور جو شخص میری شفاعت پر ایمان نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رکھے گا پھر اس کے بعد رسول خدا (ص) نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے صرف اہل کبائر (گناہان کبیرہ میں مرتکب ہونے والے) کے لیے ہوگی لیکن جو محسن اور نیکو کار افراد ہیں ان کے لیے کوئی راستے (شفاعت کی بات) کی ضرورت نہیں ہوگی - حسین ابن خالد کا بیان ہے کہ میں نے امام رضا - سے عرض کیا: اے فرزند رسول (ص)! پھر (اور کوئی شفاعت نہیں کرسکے گا مگر وہ کہ جو پسندیدہ ہے) اس آیہ کریمہ کا معنی و مفہوم کیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شفاعت نہیں کرسکے گا مگر وہ کہ جس کے دین کو خدا پسند فرمائے گا۔

م علیہ السلام فی ۳۴۹ - ”فی تفسیر العیاشی : عن سُمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: يَقَوْمُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَادِرَ أَرْبَعِينَ عَامًا وَيَوْمَ الشَّمْسِ فَيَرْكَبُ عَلَى رُؤُسِ الْعِبَادِ ، وَيُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ وَيَوْمَ الْأَرْضِ لَا تَقْبَلُ مِنْ عَرَقِهِمْ شَيْئًا فَيَاتُونَ آدَمَ فَيَسْتَشْفَعُونَ

۱) (امالی شیخ صدوق، ص ۵۶ - عیون الاخبار الرضا، ج ۲، ص ۱۲۵)۔

مَنْهُ فَيَدْلُهُمْ عَلَى نُوحٍ ، وَيَدْلُهُمْ نُوحٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَيَدْلُهُمْ إِبْرَاهِيمُ عَلَى مُوسَى وَيَدْلُهُمْ مُوسَى عَلَى عِيسَى وَيَدْلُهُمْ عِيسَى فَيَقُولُ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْبَشَرِ ، فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ (ص) : اَنَا لَهَا فَيَنْتَضِلُّ حَتَّى يَأْتِيَ بَابَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ لَهُ مَنْ هَذَا؟ وَاللَّهُ عَالِمُ بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ فَيَقَالُ لَهُ فَإِذَا فَتَحَ الْبَابَ اسْتَقْبَلَ رَبُّهُ فَخَرَّ سَاجِدًا فَلَا رَفْعَ رَأْسِهِ حَتَّى يُقَالَ لَهُ : تَكَلَّمْ وَاسْلُ تَعْطُ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَسْتَقْبِلُ رَبُّهُ فَيَخَرُّ سَاجِدًا فَيَقَالُ لَهُ مِثْلُهَا فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى أَنَّهُ لَيَشْفَعُ مَنْ قَدْ أَحْرَقَ بِالنَّارِ فَمَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي جَمِيعِ الْأُمَمِ أَوْجَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ (ص) وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى (۱)

تفسیر عیاشی میں سماعہ ابن مہران سے منقول ہے کہ انہوں نے ابو ابراہیم (شاید موسیٰ ابن جعفر - مراد ہوں) سے آیہ کریمہ کے معنی کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا: قیامت کے دن چالیس سال کی تعداد تک لوگ کھڑے رہیں گے اور سورج کو حکم دیا جائے گا تاکہ بندوں کے سروں کے اوپر (اپنی چندان گرمی کے ساتھ) ٹھہرا رہے اور لوگوں کے بدن کے پسینے ان کے دہن تک پہنچیں اور زمین کو بھی حکم دیا جائے کہ ان لوگوں کے پسینے کو جذب نہ کرے (لہذا ان لوگوں کو شدید رنج و الم عارض ہوگا) پھر وہ حضرت آدم - کے پاس آئیں گے تاکہ ان لوگوں کی شفاعت کریں تو حضرت آدم - ، حضرت نوح - کی طرف رہنمائی کرکے ان کے پاس بھیج دیں گے جب حضرت نوح - کے پاس آئیں گے تو نوح - حضرت ابراہیم - کی طرف اور وہ حضرت موسیٰ کی طرف اور وہ حضرت عیسیٰ - کی طرف رہنمائی کرکے ان کے پاس بھیج دیں گے اور وہ فرمائیں گے کہ میرے ہمراہ آؤ اور وہ حضرت محمد (ص) کے پاس لے جائیں گے اور جب

۱) (تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۱۵)۔

آنحضرت (ص) کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میرے ساتھ آؤ پس وہ بہشت کے دروازے کی طرف لے جائیں گے اور بہشت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو دریافت کیا جائے گا: آپ کون ہیں؟ اور خدا زیادہ جاننے والا ہے پھر آنحضرت (ص) کہیں گے: میں محمد ہوں دروازہ کھولو پھر آنحضرت (ص) بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہوں گے اور سجدہ کی حالت میں کافی دیر تک رہیں گے یہاں تک کہ حق تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اپنا سر سجدہ سے اٹھاؤ اور شفاعت کرو تاکہ تمہاری شفاعت قبول کروں اور جو کچھ تم چاہو طلب کرو تاکہ میں عطا کروں تو آنحضرت (ص) یہ سن کر سجدے سے سر اٹھائیں گے اور پھر دوبارہ سجدہ معبود میں سر رکھ دیں گے پھر انہیں وہی آواز دی جائے گی: سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو یہاں تک کہ ان افراد کی بھی جو آتش جہنم میں جل چکے ہیں اس دن تمام امتوں کے درمیان کوئی بھی شخص حضرت محمد (ص) سے زیادہ وجیہ اور باعزت نہ ہوگا اور یہ ہے اس چیز کا معنی جو خدا نے ارشاد فرمایا -

۳۵۰ - ”وَفِيهِ أَيْضًا: عَنْ عَبْدِ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْمُؤْمِنِ هَلْ لَهُ شَفَاعَةٌ؟ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنْ

القوم هل يحتاج المومنین الى شفاعة محمد (ص) يومئذ اقل: نعم ان للمومنين خطايا وذنوباً وما من أحد الا يحتاج الى شفاعة محمد يومئذ قال: وزجل عن قول رسول الله: انا سيد ولد آدم ولا فخر، قال: نعم قال: ياخذ حلقه باب الجنة فيفتحها فيخروج ساجداً فيقول الله: ارفع راسك اشفع تشفع واطلب تعط ثم يرفع راسه فيشفع ويطلب فيعطى (١)

نیز اسی کتاب میں عبید ابن زرارہ نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق -

۱) (تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۳۱۴)۔

سے مومن کی حالت دریافت کی کہ کیا اسے بھی شفاعت کا حق حاصل ہے؟ فرمایا: ہاں لہذا قوم کے ایک شخص نے عرض کیا: کیا خود مومن بھی قیامت کے دن حضرت محمد (ص) کی شفاعت کا محتاج ہوگا؟ فرمایا: ہاں کیوں کہ مومنین بھی خطا کار اور گنہگار ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جسے اس دن حضرت محمد کی شفاعت کی ضرورت نہ ہو۔ راوی نے عرض کیا: ایک دوسرے شخص نے امام - سے دریافت کیا کہ رسول خدا (ص) کے اس قول کا کیا معنی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سید و سردار ہوں اور میں فخر و مباہات نہیں کرتا۔

فرمایا: ہاں آنحضرت (ص) دروازہ جنت کا حلقہ (دستہ) پکڑ کر اسے کھولیں گے اور بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آنے گی: سر کو اٹھاؤ اور شفاعت کرو تاکہ تمہاری شفاعت قبول کروں اور جو کچھ طلب کرو عطا کروں چنانچہ آنحضرت (ص) سر بلند کر کے شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

۳۵۱ - ”وفی تفسیر الفرات: باسناد عن بشر بن شریح البصری قال: قلت لمحمد بن علی علیہما السلام آية في كتاب الله ارجى؟ قال: ف ما يقولون في ها قومك؟ قلت يقولون: قال: لکنا اهل بیت لا نقول ذلك قال: قلت: فائ شئ يقولون فيه؟ قال: نقول الشفاعة والله الشفاعة والله الشفاعة“ (۱)

فرات کوفی نے اپنی سند کے ساتھ بشر ابن شریح بصری سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام محمد باقر - سے عرض کیا کہ کتاب خدا (قرآن) میں کون سی آیت زیادہ امید وار بنانے والی ہے؟ دریافت فرمایا: اس سلسلہ میں تمہاری قوم کے افراد کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: کہتے

۲) (تفسیر فرات، ص ۵۷۰)۔

ہیں: آیه ہے (کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نا امید ہونے کے لیے منع فرما تا ہے) حضرت نے فرمایا: لیکن ہم اہل بیت وہ بات نہیں کہتے۔ میں نے عرض کیا: پھر آپ اس سلسلہ میں کس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں؟ فرمایا: ہم اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں (یعنی عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اس قدر عطا کر دے گا کہ خوش ہو جاؤ)۔

پھر حضرت نے قسم کھا کر تین مرتبہ تکرار کر کے فرمایا: اس آیت سے مراد شفاعت ہے۔ مولف کہتے ہیں: تمام ائمہ اطہار ، حضرت فاطمہ زہرا # اور ان کی ذریت طاہرین اپنے چاہنے والوں کی شفاعت فرمائیں گی۔

۳۵۲ - ”وفی بشارة المصطفى لشيعته المرتضى: بأسانده عن أبي بصير عن أبي عبد الله الصادق عليه السلام قال: اذا كان يوم القيامة جمع الله الاولين والآخرين في صعيد واحد فتعشاهم ظلمة شديدة فيضجون الى ربهم ويقولون ايرب اكشف عنا هذه الظلمة قال: فيقبّل قوم يمشي النوربين ايديهم قد اضاء ارض الق ائمة فيقول: اهل الجمع هولاء انبياء الله فيجيبهم النداء من عند الله ما هولاء بانبياء الله فيجمعهم اهل الحج مع انهم ملائكة الله فيجيبهم النداء من عند الله ما هولاء ام هولاء بملائكة الله، فيقول: اهل الجمع هولاء شهداء فيجيبهم النداء من عند الله ما هولاء يشهدوا فيقولون: من هم فيجيبهم النداء من عند الله يا اهل الحج مع سلوهم من انتم فيقول: اهل الحج مع من انتم؟ فيقولون: نحن العلويون نحن ذرية محمد رسول الله (ص) نحن اولاد علي ولي الله المخصوصون بكر مائة الله نحن الاميون المطمئنون فيجيبهم النداء من عند الله تعالى اشفعواكم واهل في مجبي) مودتكم وشيعتكم فيشفعون فيشفعون“ (۱)

صاحب بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰ نے اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر سے روایت نقل کی ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو ایک ہی زمین پر جمع کرے گا پھر انہیں شدید ظلمت و تاریکی گھیر لے گی کہ تمام لوگ نالہ و فغاں کرتے ہوئے خدا سے فریاد کریں گے: پروردگار! ہم سے ظلمت و تاریکی کو دور کر دے۔ پھر اہل محشر کی طرف رخ کر کے کہیں گے: ایک گروہ کے چہرے کی نورانیت سے قیامت کی زمین کو

روشن و منور کیے ہوگی تو اہل محشر کہیں گے: یہ سب انبیائے الہی ہیں لہذا خدائے سبحان کی طرف سے آواز آئے گی کہ یہ انبیاء نہیں ہیں پھر تمام لوگ دریافت کریں گے: کیا یہ لوگ خدائے عزوجل کے مقرب فرشتے ہیں؟ تو حضرت احدیت کی بارگاہ سے آواز آئے گی کہ یہ لوگ ملائکہ مقربین بھی نہیں ہیں پھر سوال کریں گے کہ کیا یہ لوگ شہیدانِ راہ خدا ہیں؟ پھر بارگاہ رب العزت سے آواز آئے گی کہ وہ لوگ شہیدانِ راہ خدا بھی نہیں ہیں۔ پھر دریافت کریں گے: پھر وہ کون لوگ ہیں؟ ندا آئے گی کہ اے اہل محشر! خود انہیں لوگوں سے دریافت کرو کہ تم لوگ کون ہو؟ جب وہ دریافت کریں گے تو وہ جواب دیں گے: ہم حضرت محمد رسول اللہ (ص) کی ذریت ہیں ہم علی ولی اللہ کی اولاد ہیں ہم کرامت الہی سے مخصوص کیے گئے ہیں ہم لوگوں کو امن و امان اور اطمینان بخشا گیا ہے پھر خدائے عزوجل کی طرف سے آواز آئے گی کہ اپنے اہل مودت اور شیعوں کی شفاعت کرو لہذا وہ شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی۔

لیکن حضرت حجت قائم آل محمد کی شفاعت خاصہ اگرچہ تمام ائمہ اطہار قیامت کے دن شفاعت کرنے والے ہیں کیوں کہ ان عظیم پستیوں کی شفاعت امام زمانہ - کے مقدس وجود اور ان کی امامت و خلافت کے ہوتے ہوئے اور یہ کہ حضرت طولانی غیبت کے بعد خدائے بزرگ و برتر کے

۱) (بشارة المصطفى، ص ۶۳ - امالی صدوق، ۳۵۸)۔

حکم سے تشریف لائیں گے اور دین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اس بات کے اعتقاد کا اگر کوئی شخص منکر ہو تو پھر اسے شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

۳۵۳ - "وفی کمال الدین: باسنادہ عن صفوان بن مہران عن الصادق جعفر بن محمد علیہم السلام انه قال: من اقر بجمع الائمة و جحد المہدی علیہ السلام کان کمن اقر بجمع الانبیاء و جحد محمداً (ص) ببئوتہ فقیل لہ: یابن رسول اللہ فمن المہدی من و لیک؟ قال: (الخامس من ولد السابع یغیب عنکم شخصہ ولا یحل لکم تسمیته" (۱) وفیہ باسنادہ عن عبد اللہ بن ابی یعفور عن الصادق علیہ السلام مثله۔ کمال الدین میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ صفوان ابن مہران سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: جو شخص تمام ائمہ کی امامت کا اقرار کرے مگر امام مہدی - کا انکار کرے تو وہ اس شخص کے مانند ہے کہ جس نے تمام انبیاء کا اقرار کیا مگر حضرت محمد (ص) کی نبوت و رسالت کا انکار کیا۔ (اور آنحضرت (ص) کی خاتمیت کا انکار کیا ہے) حضرت سے عرض کیا گیا: فرزند رسول (ص)! امام مہدی - آپ کی کس اولاد میں سے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ ساتویں امام کے پانچویں فرزند ہوں گے جو جسمانی طور پر تم لوگوں کی نظروں سے غائب رہیں گے ان کا نام لینا تمہارے لیے جائز نہ ہوگا۔

عبد اللہ ابن یعفور نے بھی اسی جیسی روایت امام جعفر صادق سے نقل کی ہے۔ ۳۵۴ - "وفی غایۃ المرام: من طریق العامۃ عن امیر المؤمنین علیہ السلام قال: قال رسول اللہ (ص): انا وارڈکم علی الخوض، وانت یا علی ال ساقی، والحسن

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۳۳۳ - بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۱۴۳ - معجم احادیث امام مہدی -، ج ۳، ص ۳۶۶)۔

الزائد والحسن الامیر، وعلی بن الحسین الفارض، ومحمد بن علی الناشر، وجعفر بن محمد السائق، وموسیٰ بن جعفر محضی المحبب والمبغضین، وقامع المنافیقین، وعلی بن موسیٰ مزین المؤمنین، ومحمد بن علی منزل اهل الجنة فی درجاتہم، وعلی بن محمد خطیب شیعۃ سراج اهل الجنة یستضیئون بہ والمہدی شفیعہم یوم ومزوجہم الخور العین والحسن بن علی (القیمۃ حیث لا یأذن اللہ الا لمن یشاء ویرضی" (۱)

غایۃ المرام میں اہل سنت کے طریقے سے مولا امیر المومنین سے یہ روایت منقول ہے کہ حضرت - نے رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: میں تمہیں حوض کوثر پر وارد کرنے والا ہوں، اور تم اے علی! ساقی کوثر (مومنین کو سیراب کرنے والے) ہو (اور دوسرے نسخے میں ذکر ہوا ہے کہ اے علی! تم سب پر مقدم ہو) اور امام حسن - مومنین اور محبب سے دفاع کرنے والے اور دشمنوں کو دور کرنے والے ہیں اور امام حسین - اس دن حکم کرنے والے ہیں اور امام علی ابن الحسین - اس دن کی تقدیر معین کرنے والے ہیں اور امام محمد ابن علی - منتشر کرنے والے (یا متفرق شیعوں اور اہل بیت کے محبب کو جمع کرنے والے یا اس دن پرچم محمد کو لہرانے والے ہیں) اور امام جعفر ابن محمد الصادق - سائق (یعنی اہل بہشت کو بہشت کی طرف لے جانے والے ہیں) اور حضرت موسیٰ ابن جعفر - اہل بیت کے

دوستوں اور ان کے دشمنوں کو شمار کرنے والے ہیں اور قیامت کے دن منافقین کی جڑ کا قلع قمع کرنے والے ہیں اور امام علی ابن موسیٰ الرضا - مومنین کو (دیباچ اور ریشم کے کپڑوں اور افتخاری نشانات سے) زینت بخشنے والے ہیں اور امام محمد ابن علی الجواد - اہل بہشت کو ان کے درجات میں پہنچانے والے ہیں (کیوں کہ بہشت کے درجات ایک جیسے نہیں ہیں بلکہ ہر شخص

۱۔ (غایۃ المرام، ص ۶۹۲۔ الاستبصار، ص ۲۴۔ مناقب ابن شہر آشوب، ص ۲۵۱۔ بحار الانوار، ج ۲۶ (ص ۳۱۶)۔

کے اعمال اور اس کے ایمان کے درجات کے لحاظ سے ہوتے ہیں) اور امام علی ابن محمد الہادی - شیعوں کے خطیب ہیں (اپنے فصیح و بلیغ اور دل نشیں خطبے کے ذریعے اہل بہشت کے لیے بہشتی نعمتوں اور تفضلات الہی کی یاد آوری کریں گے) اور شاید خطبوں سے مراد حور العین کا مومنین کے ساتھ شادی کے خطبے مراد ہوں جو اُن حضرت کے اختیار میں ہوگا (اور امام حسن ابن علی العسکری -) اہل بہشت کے لیے چراغ ہدایت اور بشارت دینے والے ہیں کہ اس نور سے اہل بہشت روشنی طلب کریں گے۔ اور امام مہدی - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف قیامت کے دن اس وقت اپنے تمام شیعوں، مومنین اور اپنے تابعین کی شفاعت کریں گے کہ جب کسی کو شفاعت کی اجازت حاصل نہ ہوگی مگر اس شخص کے لیے کہ جس سے مشیت الہی کا تعلق ہوگا اور اس کے دین سے وہ راضی ہوگا۔

مولف کہتے ہیں: باب شفاعت میں آیات و روایات بہت زیادہ پائی جاتی ہیں جو معتبر کتابوں میں ثبت و ضبط ہوچکی ہیں اور بزرگان دین مجلسی، صدوق، وغیرہ جیسے افراد نے کافی و وافی مقدار میں اپنی معتبر کتابوں میں اس سلسلہ میں بحث و تحقیق انجام دی ہے اور موجودہ صدی میں بھی علامہ طباطبائی علیہ الرحمہ نے تفسیر المیزان (۱) میں بہت ہی زیادہ کافی و وافی عام فہم اور سلیس طور پر بحث کی ہے۔

جَزَاهُمْ اللّٰهُ جَمِيعًا عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ خَيْرَ جَزَاءٍ الْمُحْسِنِينَ وَرَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَاهُمْ وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ وَاهْلِ بَيْتِ الطَّاهِرِينَ خَاصَّةً مَوْلَانَا الْاِمَامِ الْمُنْتَظَرِ الْمَهْدِيِّ - صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُ عَلَيْهِ - وَ عَلٰى اَبَائِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَ - عَجَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَرَجَهُ - وَفَرَجْنَا بِفَرَجِهِ وَلَعْنَةُ اللّٰهُ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ وَغَاصِبِ حَقُوْقِهِمْ وَظَالِمِيْهِمْ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اٰمِيْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِسْلَامِ اور مسلمین کے متعلق تمام نیک کام کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں

۱۔ (تفسیر المیزان، ج ۱، ص ۱۵۸۔ ۱۵۹)۔

ان لوگوں کو نیز تمام مومنین کو محمد و اہل بیت طاہرین بالخصوص اپنے امام منتظر مہدی - عجل اللہ تعالیٰ الشریف کی شفاعت نصیب فرمائے اور ان کے ظہور سے ہماری آسائش فراہم کرے ان کے دشمنوں اور ان کے حقوق کے غاصبین نیز ان کے اولین سے لے کر آخرین تک کے تمام ظالمین پر تا قیام قیامت لعنت و عذاب نازل فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

۱۷۔ نور درخشان

الصَّحِيفَةُ السَّجَّادِيَّةُ ۱۷ - الْقُرْآنُ أَنْزَلَ اللَّهُ نُورًا وَجَعَلَهُ مُهَيْمِنًا عَلَى كُلِّ كِتَابٍ أَنْزَلْنَاهُ ، كَمَا فِي (، أَلَّذِي أَنْزَلَ لَتْهُ نُورًا وَجَعَلَتْهُ مُهَيْمِنًا عَلَى كُلِّ كِتَابٍ أَنْزَلَ لَتْهُ (۱)

خداوند متعال نے قرآن کو نور ہدایت کے ساتھ نازل فرمایا اسے حافظ و رقیب اور اپنی تمام نازل کی ہوئی کتابوں پر برتری پر فائز کیا ہے۔

”و كذلك الحجة بن الحسن العسکری“ حضرت اور ان کے آباء و اجداد طاہرین کا مقدس وجود نور ہدایت اور مستقیم شاہراہ ولایت کبریٰ اور اسلام کو روشنی بخشنے والا ہے۔ بہت سی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن مجید نور ہے جو پیغمبر اکرم (ص) پر نازل ہوا کہ اس کے ذریعہ لوگ شاہراہ مستقیم کی طرف ہدایت پاتے ہیں ان میں سے بعض آیات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ (قال اللہ تعالیٰ: (۲)

۱۔ (صحیفہ سجادیہ، ص ۲۹۸، دعا نمبر ۴۲، ”ختم قرآن“۔)

۲۔ (سورنہ نساء، آیت ۱۷۴۔)

اے انسانوں! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے برہان آچکا ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور بھی نازل کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) یہ قرآن ایسی کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو حکم خدا سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں اور خدائے عزیز و حمید کے راستے پر لگا دیں۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

یقیناً تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور (پیغمبر (ص)) اور روشن کتاب آچکی ہے جس کے ذریعہ خدا اپنی خوشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر اپنے حکم سے نور کی طرف لے آتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳) لہذا خدا اور رسول اور اس نور پر ایمان لے آؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے کہ اللہ تمہارے اعمال (اقرار و انکار) سے خوب باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱۔ (سورنہ ابراہیم، آیت ۱۔)

۱۶۔ ۲۔ (سورنہ مائدہ، آیت ۱۵)

۳۔ (سورنہ تغابن، آیت ۸۔)

(وَمُہِیْمًا عَلَیْہِ فَاحْکُمُ بَیْنَہُمَا أَنزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَہُمْ عَمَّا جَاءَکَ مِنَ الْحَقِّ) (۱)

اور اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف کتاب (قرآن) نازل کی ہے جو اپنے پہلے کی توریت اور انجیل کی تصدیق کرنے والی اور حفاظت کرنے والی ہے لہذا آپ ان (بنی اسرائیل) کے درمیان تنزیلِ خدا کے مطابق فیصلہ کریں اور خدا کی طرف سے آئے ہوئے حق سے جدا ہو کر ان کی خواہشات (انحراف و تجاوز) کا اتباع نہ کریں۔

مذکورہ آیات وغیرہ سے منطوق اور تصریح سے یہ استفادہ ہوتا ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے وہ یہ ہے کہ آسمانی الہی کتاب (قرآن کریم) بذاتِ خود نور ہے اور روشنی دینے والی ہے، خود روشنی ہے اور روشنی بخشنے والی جو مسلسل اور غیر قابلِ زوال ہے۔ نور اور روشنی پیدا کرنے والے تمام اسباب و ذرائع محدود ہیں جن میں دوام نہیں پایا جاتا خواہ وہ میکینک مشینریاں ہوں یا برقی آلات وغیرہ کہ ان کا فائدہ پہنچانا خاص مقامات اور مخصوص زمانوں میں محدود طور پر زوال پذیر ہونے کے ساتھ ممکن ہے لیکن قرآن مجید کا نور اور ضیا دائمی اور مسلسل ہے۔ جو اپنی اس راہ کی قیامت تک اپنی ضوء اور پرتو میں سیر کرے گی نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی اپنے فرمان برداروں اور احکام پر عمل کرنے والوں کو عظیم لامتناہی الہی نعمتوں سے جو بہشت بریں اور رحمتِ خداوندی کا قرب و جوار ہے وہاں تک پہنچائے گی۔ جس طرح قرآن مجید نور اور ان تمام آسمانی کتابوں کا رقیب اور حافظ و نگہبان ہے جو خدا نے نازل فرمایا ہے اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور ان کے آباء و اجداد کرام ائمہ طاہرین انوار الہی ہیں اور اپنے تمام شیعوں اور مومنین کے حالات کے محافظ اور پاسبان ہیں۔

مولف کہتے ہیں: علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بحار الانوار میں ایک باب مخصوص کیا ہے

۱۔ (سورنہ مائدہ، آیت ۴۸۔)

کہ ائمہ اطہار انوار الہی ہیں اور آیۃ نور کی تاویل ان کے حق میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱)

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال اس طاق کی ہے جس میں چراغ اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور قندیل ایک جگمگاتے ستارے کے مانند ہو جو زیتون کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے جو نہ مشرق والا ہو نہ مغرب والا اور قریب ہے کہ اس کا روغن بھڑک اٹھے چاہے اسے آگ مس بھی نہ کرے۔

یہ نور بالائے نور سے اور اللہ اپنے نور کے لیے جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے اور اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

۳۵۵۔ "وفی المحکم والمتشابہ: باسنادہ عن اسماعیل بن جابر قال سمعت ابا عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام یقول

فی حدیث طویل عن انواع آیات القرآن يبلغ نحو ۱۲۸ صفحة، روى فيه الامام الصادق عليه السلام مجموعة اسئلة لأمير المؤمنين عليه السلام عن آیات القرآن واحكامه ، جاء فيها وسألوه - صلوات الله عليه - عن اقسام النور فى القرآن فقال امير المؤمنين عليه السلام “ النور القرآن ، والنور اسم من اسماء الله تعالى ، النور النورية والنور ضوء القمر ، والنور ضوء لمومن وهو الموالاة التى

۱) (سورته نور، آیت ۳۵ -)

مواضع من التوارى والقرآن حجة الله على عباده وهو يلبيس لها نوراً يوم القيامة ، والنور فى المعصوم : فالتور فى هذا الموضع هو القرآن ومثله فى سورة التغابن قوله تعالى يعنى سب خانة القرآن وجميع الاوصاء المعصومين من حملة كاتب الله تعالى ، وخزائمه ، تراجمته ، الذين نعتهم الله فى كتابه فقال فهم المنعوتون الذين انا والله بهم البلاء وهدى بهم العباد ، قال الله تعالى فى سورة النور > الله نور السموات والارض مثل كمشكاة فيها مصباح المصباح فى زجاجة الزجاجة كأنها كوكب درى الى آخر الآية، فالمشكاة رسول الله (ص) و المصباح الوصى والاوصياء عليهم السلام والزجاجة فاطمة سلام الله عليها : والشجرة المباركة رسول الله (ص) والكوكب الدرى (القائم المنتظر عليه السلام الذى يملأ الارض عدلاً ” (۱) صاحب رساله محكم و متشابه نے اپنی سند کے ساتھ اسماعیل ابن جابر سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق - سے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں کہ جس میں قرآنی آیات تقریباً ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہیں سنا ہے کہ اس میں امام جعفر صادق - نے اس روایت کو نقل کیا ہے جس میں حضرت علی - سے کچھ سوالات آیات اور احکام قرآن کے بارے میں دریافت کئے گئے تھے من جملہ اس مجموعہ میں یہ ذکر ہوا ہے کہ جس میں حضرت علی - سے قرآن میں نور کی شمعوں کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے۔

۱) (اس حدیث کے مکمل مصادر معجم احادیث امام مہدی --، ج ۵ میں ذکر ہوئے ہیں۔)

تو حضرت امیر المومنین - نے جواب میں فرمایا:

نور قرآن ہے - نور الله تعالى کے ناموں میں سے ایک نام ہے، نور روشنائی ہے، نور چاند کی روشنی ہے ، نور مومن کی روشنی ہے جس سے مراد وہ موالات اور اس کی روشنی ہے کہ جس کے ذریعہ وہ اس روشنی سے ملبوس ہوگا۔ اور نور توریت اور انجیل کے مقامات میں سے ہے اور قرآن جو اس کے بندوں پر حجت خدا ہے اور وہ وہی معصوم ہے الله تعالى نے فرمایا: اور پیروی کی اس نور کی جو اس (پیغمبر) کے ساتھ نازل کیا گیا تھا حقیقت میں وہی لوگ فلاح و بہبود پانے والے ہیں۔

لہذا نور اس مقام میں وہی قرآن ہے اور اسی طرح سورئہ تغابن میں ذکر ہوا ہے کہ الله تعالى نے فرمایا: (لہذا خدا اور رسول اور اس نور پر ایمان لے آؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے) خدائے سبحان نے اس آیت میں قرآن اور ان تمام اوصیائے معصومین کا جو کتاب الہی کے حاملین اور خزانہ دار اور وحی الہی کی ترجمانی کرنے والے ہیں کا ارادہ کیا ہے وہ افراد کہ جن کی الله تعالى نے اپنی کتاب میں تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے اور فرمایا: حالانکہ اس کی تاویل کا حکم صرف خدا کو ہے اور انہیں جو علم میں رسوخ رکھنے والے ہیں جن کا کہنا یہ ہے کہ ہم اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ سب کی سب محکم و متشابہ ہمارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے، پس وہ وہی لوگ ہیں جن کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہے اور انہیں کی ذوات مقدسہ ہیں کہ الله تعالى ان کے ذریعہ تمام شہروں کو روشن و منور کرے گا اور انہیں کے وسیلہ سے اپنے بندوں کی ہدایت کرے گا۔

الله تعالى نے سورئہ نور میں ارشاد فرمایا: الله تعالى آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال اس طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور قندیل ایک جگمگاتے ستارے کے مانند ہو۔ آیت کے آخر تک پس مشکات (چراغ دان) رسول خدا (ص) ہیں اور مصباح (چراغ) خود وصی اور حضرت - کے تمام اوصیاء ہیں زجاجة فاطمة (اطہر) ہیں شجرہ مبارکہ رسول خدا (ص) اور کوكب درى قائم المنتظر ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

۳۵۶ - “عن البحار عَنِ النَّبِيِّ (ص) أَقْلَ: “إِنَّ اللَّهَ خَلَقَنِي وَخَلَقَ عَلِيًّا وَأَفْطَمَةَ وَالْحُسَيْنَ وَالْحُسَيْنَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ثُمَّ فَتَقَ نُورُ ابْنَتِي ، فَخَلَقَ مِنْهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ ، فَالْسَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ مِنْ نُورِ ابْنِ تَى أَطْمَعة وَنُورِ ابْنَتَى أَطْمَعة مِنْ نُورِ اللَّهِ وَابْنَتَى أَطْمَعة أَفْضَلُ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ فَتَقَ نُورُ وَلَدَى الْحَسَنِ فَخَلَقَ مِنْهُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ، فَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مِنْ نُورِ وَلَدَى الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنُورِ الْحَسَنِ مِنْ نُورِ اللَّهِ ، وَالْحَسَنِ أَفْضَلُ مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ثُمَّ فَتَقَ نُورُ وَلَدَى الْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ فَخَلَقَ مِنْهُ الْجَنَّةُ وَالْحُورُ الْعِينُ ، فَالْجَنَّةُ وَالْحُورُ الْعِينُ مِنْ نُورِ وَلَدَى الْحُسَيْنِ وَنُورِ وَلَدَى الْحُسَيْنِ مِنْ نُورِ اللَّهِ ، وَوَلَدَى الْحُسَيْنِ (أَفْضَلُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْحُورِ الْعِينِ ”) ١

ہم وہ تھے کہ خدائے سبحان کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے جب کوئی بھی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہیں تھا، جب خدائے بزرگ و برتر نے اپنی مخلوقات کو ایجاد و تخلیق کا ارادہ کیا تو میرے نور کو شگافتہ کیا اور عرش کو میرے نور سے خلق فرمایا اور میرا نور خدا کا نور ہے اور میرا نور عرش سے افضل ہے، پھر میرے بھائی علی کے نور کو شگافتہ کیا اور ان کے نور سے ملائکہ کو خلق فرمایا پھر ملائکہ کو علی کے نور سے اور علی کے نور کو خدا کے نور سے خلق کیا اور علی ملائکہ سے افضل ہیں اس نور کے بعد میری بیٹی کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس تمام آسمان اور زمین میری بیٹی فاطمہ کے نور سے خلق ہوئے اور میری بیٹی فاطمہ کا نور خدا کا نور ہے اور میری بیٹی فاطمہ آسمانوں اور زمین سے افضل ہے، پھر میرے بیٹے حسن کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے آفتاب و مہتاب کو خلق فرمایا اور سورج چاند کو میرے بیٹے حسن کے نور سے خلق کیا اور میرے بیٹے کا نور خدا کے نور سے ہے اور حسن آفتاب و مہتاب سے افضل ہے، اس کے بعد میرے بیٹے حسین کے نور کو شگافتہ فرمایا اور اس سے بہشت اور حور العین کے نور کو خلق کیا

پھر بہشت اور حور العین کو میرے بیٹے حسین کے نور سے خلق کیا اور میرے بیٹے حسین کا نور خدائے سبحان کے نور سے ہے اور میرا بیٹا حسین (علیہ و علیہم صلوات اللہ و سلامہ) بہشت اور حور العین سے افضل ہے۔

۳۵۷۔ “وَفِي الْغَيْبَةِ النُّعْمَانِي يَأْسُ أَنْدِهَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) أَقْلَ أَنْ اللَّهَ أَوْحَى إِلَى لَيْلٍ ۚ أَسْرَى بِهَا مُحَمَّدٌ مِّنْ خَلَقَتْ فِي الْأَرْضِ عَلَى أَمَتِكَ؟ وَهُوَ أَعْلَمُ بِذَلِكَ قُلْتُ يَا رَبِّ أَخَى قَالَ يَا مُحَمَّدُ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ؟ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَبِّ، قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَطَّلَعْتُ إِلَى الْأَرْضِ إِبْلَاعَةً فَأَخْشَرْتُكَ مِنْهَا فَلَا أَذْكُرُ حَتَّى تُذَكِّرَ مَعِيَ أَنَا الْمُحَمَّدُودُ وَأَنْتَ مُحَمَّدٌ ثُمَّ إِنِّي أَطَّلَعْتُ إِلَى الْأَرْضِ إِطْلَاعَةً أُخْرَى فَأَخْشَرْتُ مِنْهَا عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَجَعَلْتُ هُوَ وَصِيكَ فَأَنْتَ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى سَيِّدُ الْأَوْصِيَاءِ شَقِيقْتُ لَهُ اسْمًا مِنْ أَسْمَائِي فَأَنَا الْأَعْلَى وَهُوَ عَلِيٌّ

Presented by <http://www.alhassanain.com> & <http://www.islamicblessings.com>

وَمُحَمَّدٌ بْنُ عَلِيٍّ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةُ الْقَائِمُ كَأَنَّهُ الْكَوْكَبُ الدَّرِّيُّ فِي وَسْطِهِمْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ وَمَنْ هُوَ لَأَقَالَ هَؤُلَاءِ الْأَنْمَةَ وَهَذَا الْقَائِمُ يُحَلِّ حَلَالِي وَيَحْرِمُ حَرَامِي وَيَنْتَقِمُ مِنْ أَعْدَائِي يَا مُحَمَّدُ أَحَبُّهُ وَأُحِبُّهُ مِنْ يُحِبُّهُ ” (۱)

نعمانی نے اپنی کتاب غیبت میں اپنی سند کے ساتھ رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس رات مجھے (معراج کی سمت) لے گیا وحی نازل فرمائی: اے محمد! اپنی امت کے لیے کس شخص کو خلیفہ و جانشین قرار دیا؟ حالانکہ خدائے سبحان کو اس کا بہتر علم تھا، میں نے عرض کیا: پروردگار! اپنے بھائی کو، فرمایا: اے محمد! جو علی ابن ابی طالب ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں میرے پالنے والے، فرمایا: اے محمد! یقیناً میں نے ایک زمین پر مکمل طور پر نگاہ کی پھر میں نے ان میں سے تمہیں منتخب کیا لہذا میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ تمہارا ذکر بھی میرے ہمراہ ہوگا میں محمود (پسندیدہ) ہوں اور تو محمد (تعریف کیا ہوا) ہے پھر میں نے دوبارہ زمین پر نگاہ کی پھر میں نے علی ابن ابی طالب کو اختیار کیا پھر اسے تمہارا وصی قرار دیا لہذا تم تمام انبیاء کے سید و سردار ہو اور علی تمام اوصیاء کے۔ پھر میں نے اس کے نام کو اپنے ناموں میں سے ایک نام سے مشتق قرار دیا لہذا میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے۔

اے محمد! یقیناً میں نے علی، فاطمہ، حسن، حسین اور تمام ائمہ کو ایک ہی نور سے خلق کیا پھر میں نے تمہاری ولایت کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا لہذا جس شخص نے قبول کیا وہ مومنین میں سے ہو گیا اور جس شخص نے تمہاری ولایت کا انکار کیا کافرین میں سے ہو گیا۔

اے محمد! جب کبھی بندوں میں سے کوئی بندہ آخری عمر تک میری عبادت کرے پھر میری ملاقات کرے درحالیہ تمہاری ولایت و محبت کا منکر ہو تو اسے آتش جہنم میں داخل کروں گا۔ پھر فرمایا: اے محمد! کیا اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں فرمایا: آگے آؤ، میں آگے بڑھا ناگاہ میں نے علی ابن ابی طالب، حسن ابن علی، حسین ابن علی، علی ابن الحسین، محمد ابن علی، جعفر ابن محمد، موسیٰ ابن جعفر، علی ابن

۱۔ غیبت نعمانی، ص ۹۳۔ بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۲۸۱۔)

موسیٰ، محمد ابن علی، علی ابن محمد، حسن ابن علی اور حجت قائم کا مشاہدہ کیا گویا کوکب درّی (ستارہ درخشاں) ان کے درمیان ہے۔

پھر میں نے عرض کیا: پروردگار! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ ائمہ ہیں اور یہ قائم ہے جو میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام کرے گا اور میرے دشمنوں سے انتقام لے گا اے محمد! اسے دوست رکھو یقیناً میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور ہر اس شخص کو بھی دوست رکھتا ہوں جو اس کو دوست رکھے۔

۳۵۸۔ طرق عامہ سے ایک مفصل حدیث میں رسول اکرم (ص) نے اپنی معراج کی توصیف اور اپنے اوصیاء کے متعلق مختصر بعض الفاظ کے تفاوت کے ساتھ بیان کیا کہ آپ تمام ائمہ کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور اس کے آخر میں ذکر ہوا ہے “والمهدی فی ضحضاح من نور قیام یصلون وھو فی وسطھم یعنی المہدی کانہ کوکب درّی” (۱) مہدی ان کے درمیان نور کا ایک ہالہ تھے جو حالت قیام اور نماز میں تھے۔ اور وہ ان کے درمیان درخشاں ستارے کی طرح ضو فگن تھے۔

مہدی فاطمہ - حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقدس وجود بہ ذات خود نور ہے اور تمام مومنین کے دلوں کو روشن و منور کرنے والا نیز مومنین کے تمام حالات کا محافظ اور پاسبان ہے۔

۳۵۹۔ “وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْكَابَلِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: وَاللَّهِ يَا أَبَا خَالِدٍ لَنُورُ الْإِمَامِ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْوَرَ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيَّةِ بِالنَّهَارِ وَهُمْ وَاللَّهُ يُنَوِّرُونَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَحْبِبُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نُورَهُمْ عَمَّنْ يَشَاءُ فَتَظَلُمُ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ يَا أَبَا خَالِدٍ لَا يُحِبُّنَا عَبْدٌ وَبِتَوَلَانَا حَتَّى يُطَهِّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ وَلَا يُطَهِّرَ اللَّهُ قَلْبَ عَبْدٍ حَتَّى يَسْلَمَ لَنَا وَ يَكُونَ مُسْلِمًا لَنَا فَإِذَا كَانَ (سَلَامًا لَنَا سَلَّمَ اللَّهُ مِنْ شَدِيدِ الْحِسَابِ وَآمَنَهُ مِنْ فَرَعِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَكْبَرِ ” (۲)

۳۱۲۔ ۱۔ (مدینۃ المعاجز، ج ۳، ص ۳۱۱) ۲۔ (کافی، ج ۱، ص ۱۹۴، صدر روایت “: (ابو ایوب سے انہوں نے ابو خالد کابلی سے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقر سے آئہ کریمہ > کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: اے ابو خالد! نور سے مراد خدا کی قسم! آل محمد کا روز قیامت تک کا نور ہے اور وہ خدا کی قسم! آسمانوں میں نور الہی ہیں اور زمین کا بھی جو کچھ وہ مخفی رکھتے ہیں۔

اصول کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو خالد کابلی سے انہوں نے امام محمد باقر - سے نقل کیا ہے کہ

حضرت - نے فرمایا: اے ابو خالد! خدا کی قسم! نور امام قلوب مومنین میں ہے وہ نصف النہار کے سورج سے زیادہ روشن ہوتا ہے اور وہ (ائمہ) قلوب مومنین کو منور کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے نور کو جس سے چاہتا ہے چھپاتا ہے تو ان کے قلوب تاریک ہوجاتے ہیں خدا کی قسم! اے ابو خالد! ہم سے کوئی بندہ محبت نہیں کرتا اور نہ ہی ہم کو دوست رکھتا ہے مگر یہ کہ اللہ اس کے قلب کو پاک و پاکیزہ کرتا ہے اور کسی بندہ کا دل پاک نہیں کرتا جب تک وہ ہم کو تسلیم نہ کرے اور ہم سے صلح و مصالحت سے پیش نہ آئے لہذا جب وہ ہم سے صلح و مصالحت سے پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سخت حساب اور عظیم خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

مہدی آل محمد صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف شیعوں اور مومنین کے محافظ اور پاسبان ہیں۔
۳۶۰۔ ”وفی کمال الدین الصدوق یاس اُندہ عن ابی مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ وَجَّانٍ النَّصِيبِيِّ أَقَالَ: كُنْتُ سَاجِدًا تَحْتَ الْمِيزَابِ فِي رَابِعِ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ حَجَّةً بَعْدَ الْعَتَمَةِ، وَأَنَا أَتَضَرَّعُ فِي الدُّعَاءِ إِذَا حَرَكَنِي مُحَرِّكَ فَاتَّقَلَ: ثُمَّ أَيُّ حَسَنٍ بَنٍ وَجَنَاءٍ، أَقَالَ فَقُمْتُ قَائِدًا جَارِيَةً صَفَاءً نَحِيفَةً النَّبَذَ أَقُولُ: إِنَّهَا مِنْ أَبِی أَرْبَعٍ عَيْنٍ فَتَمَا فَوْقَ هَا قَمَشَتْ بَيْنَ يَدَيَّ وَأَنَا لَا أَسْأَلُ هَا عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَتَتْ بِي إِلَى دَارِ خَدِيجَةَ سَلَامَ اللَّهِ عَلَيْهَا وَفِي هَا بَيْتٌ بَابُهُ فِي وَسْطِ الْحَائِطِ وَلَهُ دَرَجُ سَاجٍ يُرْتَقَى فَصَعِدْتُ إِلَى جَارِيَةٍ وَجَاءَ نِي النَّدَاءُ: اصْعِدْ أَيُّ حَسَنٍ أَتَرَكَ خَفِيفَةً عَلَى اللَّهِ أَمْ مِنْ وَقْتٍ فِي حَجَّكَ لَا وَأَنْ مَعَكَ فِيهِ ثُمَّ جَعَلَ يَبْعُدُ عَلَى وَأَقْتَنِي فَوَقَعْتُ مُغْشِيًا عَلَى وَجْهِهِ فَحَسَسْتُ بِيَدِي قَدْ وَقَعَتْ عَلَى فَقُمْتُ، فَاتَّقَلَ لِي: أَيُّ حَسَنٍ الزَّمِ دَارِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَلَا يَهْمُكَ طَأْ عَمَكَ وَلَا شَرَابُكَ وَلَا أَمِيسَتْ رُ عَوْرَتُكَ، ثُمَّ دَفَعَ إِلَيَّ دَفْعًا فِيهِ دُعَاءُ الْفَرَجِ وَصَلَاةٌ عَلَيْهِ فَاتَّقَلَ بِهَذَا فَادْعُ، وَهَكَذَا صَلَّ عَلَى، وَلَا تُعْطِهِ إِلَّا مُحَقَّقِي أَوَّلَ ابْنِي فَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ مَوْفَقُكَ فَقُلْتُ: يَا مَوْلَايَ لَا أَرَكَ بَعْدَ هَا؟ فَاتَّقَلَ أَيُّ حَسَنٍ إِنِشَاءَ اللَّهِ، أَقَالَ فَأَنْصَنَ رَفْتُ مِنْ حَجَّتِي وَلَزِمْتُ دَارِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ (عليهما السلام) فَأَنَا أَخْرُجُ مِنْ هَا فَلَا أَعُودُ إِلَى هَا إِلَّا لثَلَاثِ خِصَالٍ: لِتَجْدِيدِ وَضُوءٍ أَوْ لَنُومٍ أَوْ لَوَقْتِ الْإِفْ طَارِ، وَأَدْخُلُ بَيْتِي وَوَقْتُ الْإِفْ طَارِ فَأَصِيبُ رُبَاعِيًا مَمْلُوءًا أُمٍّ وَرَعِيفًا عَلَى رَأْسِي وَعَلَيْهِ أَمْ تَشْتَبِهُ هِيَ نَفْسِي بِالنَّهَارِ فَأَكُلُ ذَلِكَ فَهُوَ كَأَفِيَّةٍ لِي، وَكِسُوءَةِ الشَّاتِءِ فِي وَقْتِ الشَّاتِءِ وَكِسُوءَةِ الصَّيْفِ فِي وَقْتِ الصَّيْفِ وَإِنِّي لَأَدْخُلُ إِلَى الْمَاءِ بِالنَّهَارِ فَأَرُشُ الْبَيْتَ وَأَدْعُ الْكُوزَ أَفْرِغًا فَأَوْتِي بِالطَّعَامِ وَلَا حَاجَةَ لِي إِلَيْهِ) فَاصْدُقْ بِهِ لَيْلًا كَيْلًا يَعْلَمُ بِي مِنْ مَعَى ” (۱)

کمال الدین میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابو محمد حسن ابن و جناء نصیبی سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے : ایک مرتبہ میں اپنے چوتھوں سفر حج بیت اللہ الحرام کے موقع پر چوتھے طواف اور نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد تحت میزاب سجدے کے عالم میں گریہ و زاری کے ساتھ دعا میں مشغول تھا کہ کسی نے مجھے حرکت دی اور کہا: اے حسن ابن و جناء اٹھو! جب میں اٹھا تو دیکھا کہ ایک نحیف و لاغر زرد چہرے کی کنیز ہے کہ جس کا سن میرے گمان کے مطابق چالیس سال یا کچھ زیادہ تھا۔ پھر وہ میرے آگے چلی گئی (میں بھی اس کے ہمراہ چلا) میں نے اس سے کچھ دریافت

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۴۳، حدیث ۱۷۰)۔

نہیں کیا کہ کہاں لے جا رہی ہے یہاں تک کہ وہ مجھے خانہ حضرت خدیجہ # کے دروازے پر لے آئی اس میں ایک کمرہ تھا جس کا دروازہ احاطے (یا باغ) کے درمیان تھا، وہیں سے اوپر جانے کے لیے ایک ساج نامی لکڑی سے بنا ہوا زینہ لگا ہوا تھا کہ جس سے اوپر جایا جاسکے، پھر وہ کنیز اوپر چلی گئی اور بعد میں مجھے آواز دی: اے حسن! اوپر آجاؤ۔ میں اوپر گیا اور دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا پھر حضرت صاحب الزمان - نے فرمایا: اے حسن! کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ تم میری نگاہوں سے اوجھل تھے! خدا کی قسم! میں تمہارے اعمال حج کے تمام اوقات میں تمہارے ساتھ ساتھ تھا، پھر آپ میری ایک ایک حالت اور اوقات کے متعلق بیان کرنے لگے۔ ناگاہ مجھ پر غشی طاری ہو گئی اور میں وہیں زمین پر گر پڑا اور یہ بھی محسوس کرتا رہا کہ حضرت میرے جسم پر ہاتھ پھیر رہے ہیں پھر میں کھڑا ہوا اور انہوں نے فرمایا: اے حسن! تم مدینے میں حضرت جعفر ابن محمد - کے مکان میں سکونت اختیار کرو تمہیں کھانے پینے اور پہننے اور ہننے کے فکر کی ضرورت نہیں۔

پھر (حضرت -) نے مجھے ایک کتابچہ عطا فرمایا جس میں دعائے فرج اور آپ کی نماز کا طریقہ مرقوم تھا اور فرمایا: تم اس طرح دعا کیا کرو اور اس طرح میرے لیے نماز پڑھو یہ دعائے فرج اور طریقہ نماز ہمارے حقیقی دوستوں کے علاوہ کسی اور کو تعلیم نہ دینا اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق کرامت فرمائے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! کیا اس کے بعد مجھے آپ کی زیارت نصیب نہ ہوگی؟ فرمایا: اے حسن! اگر خدا چاہے

- راوی کا بیان ہے کہ پھر میں حج سے واپس ہوا اور مدینے میں حضرت جعفر ابن محمد الصادق - کے مکان میں سکونت پذیر ہوا۔ پھر میں گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا مگر تین کاموں کے لیے اور فوراً واپس آجاتا تھا ، دوبارہ وضو کرنے کے لیے یا سونے کے لیے یا افطار کے وقت، اور افطار کے وقت میں اپنے کمرے میں داخل ہوتا تھا تو دیکھتا کہ وہاں کا چاروں گوشہ پانی روٹی سے اوپر تک بھرا ہوا ہے جو کچھ دن میں کھانے کا میرا دل چاہتا تھا تو اسے میں تناول کرلیتا تھا جو ہر لحاظ سے میرے لیے کافی ہوا کرتا تھا۔

سردی میں سردی کا لباس اور گرمی میں گرمی کا لباس آمادہ رہتا تھا اور دن مینپانی میں جایا کرتا تھا اور مختصر سا گھر میں پانی کا چھڑکاؤ کرتا تھا اور کوزے کو خالی چھوڑتا تھا، میرے لیے کھانا لایا جاتا تھا حالانکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہوتی تھی لہذا اسے رات میں صدقہ دے دیتا تھا تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ میرے ہمراہ کون ہے۔ عرض الاعمال علی النبی والأئمة : وانهم الشهداء علی الخلق نبی اور ائمہ کے سامنے اعمال پیش ہونا اور وہ لوگ مخلوق پر گواہ ہیں۔ ۳۶۱۔ “ تُعْرَضُ عَلَی رَسُولِ اللَّهِ (ص) أَعْمَالُ الْعَبْدِ كُلِّ صَاحِبِ أَرْزُهَا وَفَ جَارُهَا وَكَانَ لَكَ تُعْرَضُ عَلَیْهِمْ فِی كُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ وَفِی كُلِّ اثْنِیْنِ وَخَمِیسٍ وَفِی بَعْضِ الرِّوَا اَیْتِ عَشِیَةِ الْخَمِیسِ فَلِیَّ سِتِّ حَی (أَخَذَكُمْ أَنْ یُعْرَضَ عَلَی بَنِیِّ الْعَمَلِ الْقَبِیحِ ” (۱) بندگان الہی کے روزانہ صبح کے وقت حضرت رسول اکرم (ص) کے سامنے ان کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور اسی طرح ان کے سامنے روزانہ شب و روز میں اور ہر دوشنبہ اور جمعرات کے دن بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ اور بعض روایات کے مطابق جمعرات کے غروب کے موقع پر ، لہذا تم میں سے ہر شخص کو پیغمبر اکرم (ص) کے سامنے برے اعمال پیش ہونے سے شرم و حیا اختیار کرنی چاہیے۔ لَقَدْ عُرِضَتْ أَعْمَالُكُمْ عَلَی یَوْمِ الْخَمِیسِ ۳۶۲۔ “ قال الصادق علیہ السلام لداؤد الرقی (لَذِکَ ” (۲ فرأیت فیما عُرِضَ عَلَی مِنْ عَمَلِکَ صَلَاحٌ لِّابْنٍ عَمَّکَ فَلَانَ فَسَرَّ نِی

۱) (بصائر الدرجات، ص ۴۴۶۔ بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۳۴۴)۔
۲) (بصائر الدرجات، ص ۴۴۹۔ بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۹۸)۔

امام صادق - نے داؤد رقی سے فرمایا: تمہارے اعمال ہر جمعرات کے دن ہمارے پاس پیش کیے جاتے ہیں تمہارے اعمال کے درمیان تمہارے چچا کے فرزند کی مدد بھی تھی لہذا مجھے اس طرح خوش حال کیا۔
۳۶۳۔ “ وَفِی کَنْزِ الْکِرَاجِکِی : عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) أَقْلُ: تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِی كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنِیْنِ وَیَوْمِ الْخَمِیسِ فِیَعْفُورٍ لِّکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا مَنْ أَكَنَّ بَیْنَهُ وَبَیْنَهُ أَخِیْهِ شَحٌّ أَنْ فِیْ أَقْلٍ (اُتْرَکُوا هَذَیْنِ حَتَّى یَصْطَلِحَا ” (۱) صاحب کَنْزِ الْکِرَاجِکِی نے رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: ہر ہفتہ دو مرتبہ دو شنبہ اور جمعرات کے دن تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو ہر مومن کے لیے استغفار کیا جاتا ہے مگر یہ کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت و دشمنی ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ دونوں کے درمیان صلح و مصالحت ہو جائے۔

اعمال پیش ہونے کی روایات مختلف اوقات کے شب و روز میں، ہر ہفتہ مہینہ اور سال میں ائمہ اطہار کی خدمت اقدس میں پیش کیے جانے کے متعلق بہت زیادہ ہیں ہم نے تبرکاً چند روایت کی طرف اشارہ کیا اور ان سب کے مضمون و مطالب سے اس طرح استفادہ ہوتا ہے کہ وہ عظیم بستیاں ہمارے نیک اعمال سے مسرور اور خوش حال ہوتی ہیں اور ہمارے ناشائستہ کردار سے ناراض اور غمگین ہوکر طلب مغفرت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مومنین کو ہر اس عمل کی توفیق کرامت فرمائے جو محمد و آل محمد کے لیے خوش حال ہونے کا باعث ہو۔ آمین
فریاد رسوں کی فریاد سننا ۳۶۴۔ “ ففی توقیعہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ - الی الشیخ المفید : اَنَا غَیْرُ مُهْمَلِیْنَ

۱) (کنز الفوائد، ص ۱۴۱)۔

(لِمَرَاعَاتِکُمْ وَ لَا أَنْسِیَنَّ لِذِکْرِکُمْ وَلَوْ لَا لَذِکَ لَنَزَلَ بِکُمْ اللَّأْوَاءُ وَاصْطَلَمَکُمُ الْأَعْدَاءُ ” (۱) حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی ایک توقیع مبارک میں جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے لیے مرقوم فرمائی ذکر ہوا ہے: “ہم تمہاری سرپرستی اور دیکھ بھال میں کوتاہی نہیں کرتے اور نہ ہی تم لوگوں کو فراموش کرتے ہیں اور اگر ایسا نہ کرتے تو یقیناً تم پر مصیبتیں نازل ہوجاتیں اور دشمن تمہیں جڑ سے ختم کردیتے۔”

”قَالَ: رَجَعْتُ مَرَّةً مِنْ زِيَارَةِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَازِماً لِلْخُفِّ الْأَشْرَفِ مِنْ طَرِيقِ الْفُ ارْتِ قَلَمًا رَكِبَ أَنْ فِي بَعْضِ الْبَيْضِ الصَّ أَعْرَ التِّي أَكُنْتُ بَيْنَ كَرْبٍ لَا وَطُورِجَ رَأَيْتُ أَهْلَ هَا مِنْ أَهْلِ حِلَّةٍ وَمِنْ طُورِجَ ثَقُتُ رِقَ طَرِيقُ الْحِلَّةِ وَالنَّجَفِ، وَاشْتَعَلَ الْحَ مَاعَةُ بِاللَّهِوِّ وَاللَّعْبِ وَالْمَزَاحِ، رَأَيْتُ وَاحِدًا مِنْهُمْ لَا يَدْخُلُ فِي عَمَلِهِمْ، عَلَيْهِ أَثَرُ السَّكِينَةِ وَالْوَاقِرِ، لَا لِي مَزَاحٍ وَلَا لِي ضَاحِكٍ وَ أَكُنُوا يَعِيبُونَ عَ لِي مَذْهَبَهُ وَيَقْذَخُونَ فِيهِ، وَمَعَ ذَلِكَ كَانَ شَرِيكًا فِي أَكْلِهِمْ وَشَرِبِهِمْ، فَتَعَجَّبْتُ مِنْهُ إِلَى أَنْ

سے نجف و حلہ کا راستہ جدا ہوجاتا تھا، میں نے دیکھا کہ وہ ساری جماعت لہو و لعب میں مشغول ہے سوائے ایک شخص کے جو اس بنسی مذاق سے بالکل علیحدہ اور پُرسکون ہے یہاں تک کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اس کے یہاں وقار و سکون کے آثار نمایاں ہیں وہ ان کے اعمال میں شریک نہیں ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہم آہنگ بھی نہیں ہوتا ہے نہ ہی وہ مذاق کرتا ہے نہ ہی ہنستا ہے اور وہ لوگ اس کے مذہب کی نسبت سے اس پر اعتراض اور تنقید کرتے ہیں ، اس کے باوجود اس کے ساتھ آپس میں کھانے پینے میں شریک ہیں، میں

- ۱) (بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۲۹۳)۔
 ۲) (کربلا اور نجف کے درمیان دو راستے پائے جاتے ہیں زمینی راستہ اور پانی کا راستہ کہ (دریائے فرات کے کنارے کو کشتی وغیرہ سے طے کرتے ہیں۔
 ۳) (کربلا سے تین فرسخ کے فاصلے سے ایک معمولی شہر ہے۔)

بہت تعجب میں تھا، یہاں تک کہ ہم لوگ ایک ایسی جگہ پہنچے کہ وہاں نہر کا پانی کم تھا لہذا کشتی حرکت نہیں کر رہی تھی (ناچار) صاحب کشتی نے ہم سب کو کشتی سے اتار دیا اور ہم لوگ نہر کے کنارے پا پیادہ چلنے لگے۔
 اتفاق سے میں اس شخص کے کنارے قرار پایا، ہم لوگ ہمراہ ہوئے اور میں نے اس سے اپنے دوستوں سے کنارہ گیری کی وجہ دریافت کی اور اس بات کا سبب بھی معلوم کیا کہ کیوں وہ لوگ اعتراض اور ملامت کر رہے تھے؟ جواب دیا: یہ لوگ میری قوم کے رشتہ داروں میں سے ہیں اور اہل سنت و الجماعت ہیں اور میرا باپ بھی انہی لوگوں میں سے ہے لیکن میری ماں اہل ایمان اور شیعہ ہے میں خود بھی سنی اور انہیں کے مذہب پر تھا مگر خدائے عزوجل نے میرے اوپر احسان فرمایا اور حضرت حجت - (صلوات اللہ علیہ) کی برکت سے شیعہ ہو گیا (اس وجہ سے یہ لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں) یہ سن کر میں نے اس کے ایمان قبول کرنے کی کیفیت دریافت کی تو اس نے بیان کیا: میرا نام یاقوت ہے اور مشغلہ گھر کی تجارت ہے۔ ایک سال مال کی خریداری کے لیے میں حلقے سے باہر دیہات میں گیا ہوا تھا واپسی میں حلقے کے رہنے والوں کے ساتھ ایک جگہ آرام کرنے کے لیے ہم سب اترے اور سو گئے جب میں اٹھا تو دیکھا کہ سب چلے گئے ہیں کسی کا پتہ نہیں جلدی میں میں نے اپنا سامان اپنی سواری پر رکھا اور ساتھیوں کا پیچھا کیا مگر غلط راستہ پر پڑ گیا کہ کیا کروں پیاس کی شدت، درندوں کا خوف اس حالت میں تضرع و زاری کے ساتھ میں نے خلفاء و مشائخ (اساتذہ) سے فریاد کرنا شروع کی مگر کچھ نہ ہوا اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں نے اپنی والدہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے امام زندہ ہیں ان کی کنیت ”ابو صالح“ ہے وہ گم گشتہ راہ کو راستہ بتا دیتے ہیں، بے کس و بے بس کی فریاد کو پہنچتے ہیں ضعیفوں کی مدد کرتے ہیں لہذا میں نے خدا سے یہ عہد کیا کہ ان سے استغاثہ کرتا ہوں اگر انہوں نے مجھ کو نجات دے دی تو اپنی ماں کے مذہب میں داخل ہو جاؤں گا اس کے بعد میں نے ان کو پکارا اور فریاد کی یکایک دیکھا کہ ایک صاحب میرے ہمراہ چل رہے ہیں جن کے سر پر سبز عمامہ ہے (راوی کا بیان ہے: وہ سبزہ زار جو نہر کے کنارے اُگے ہوئے تھے اشارہ کیا کہ ان کا عمامہ انہیں سبزہ زار کی طرح سبز تھا) انہوں نے مجھ کو راستہ بتایا اور ماں کا مذہب اختیار کرنے کا حکم دیا اور بعض کلمات بھی ارشاد فرمائے کہ جنہیں میں فراموش کر چکا ہوں۔
 اور فرمایا: تم بہت جلد ایک ایسی بستی میں پہنچ جاؤ گے کہ جہاں کے رہنے والے سب شیعہ ہیں اس وقت میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! کیا آپ میرے ہمراہ اس آبادی تک نہیں چلیں گے؟ ایک بات کہی جس کا مطلب یہ تھا، نہیں، کیوں کہ بہت سے شہروں کے اطراف میں ہزاروں انسان مجھ سے استغاثہ و فریاد کر رہے ہیں جن کی فریاد رسی کے لیے مجھ کو پہنچنا ضروری و لازمی ہے یہ فرما کر وہ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ لیکن ابھی میں نے مختصر سا راستہ طے کیا تھا کہ آبادی میں پہنچ گیا حالانکہ مسافت بہت طولانی تھی اور میرے ساتھ والے افراد ایک دن بعد وہاں پہنچے۔ پس جب ہم حلقے آگئے تو میں سید الفقہاء سید مہدی قزوینی طاب ثراہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مکمل واقعہ بیان کیا انہوں نے مجھے معامدین اور تمام احکام تعلیم فرمائے، اس کے بعد میں نے ایسا عمل بھی ان سے دریافت کیا جو میرے لیے دوبارہ حضرت کی زیارت کی توفیق کا وسیلہ ہو جائے؟ جواب دیا: چالیس شب جمعہ امام حسین - کی زیارت کرو۔
 یہ حضرت کی عنایات و الطاف اور حمایت کے بحر بیکران کے قطرہ کا ایک نمونہ تھا جو زمانہ غیبت میں رونما ہوا اور اسی طرح آپ کے آباء و اجداد کرام بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مبارک ظہور میں تعجیل فرمائے۔ ہمیں آپ کو اور تمام مومنین کو محمد و آل محمد کے واسطہ سے ان کے اعوان و انصار اور شیعوں میں قرار دے۔ آمین۔

قرآن اور آخری حجت
 مشترکات قرآن اور حجت زمان

(۳۶۵ - “عن الصادق عليه السلام القرآن عهد الله الى خلقه” (۱) امام جعفر صادق - فرماتے ہیں: “قرآن الله تعالى کے بندوں کی بہ نسبت اس کا عہد و پیمان ہے“

”كذلك الحجة وأبائه الطيبين الطاهرين عليهم السلام“

جس طرح قرآن کریم عہد الہی ہے امام زمانہ - بھی عہد و پیمان الہی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: (۲) آیا اس طرح نہیں ہے کہ ان کا حال یہ ہے کہ جب بھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ایک فریق نے ضرور توڑ دیا بلکہ ان کی اکثریت (توریت کے مضامین کی بہ نسبت) بے ایمان ہی ہے۔ اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے سابق کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا رسول (محمد) آیا تو

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۹)۔
۲) (سورنہ بقرہ، آیت ۱۰۰)

اہل کتاب کی ایک جماعت نے کتاب خدا (قرآن یا توریت) کو پس پشت ڈال دیا جیسے وہ اسے جانتے ہی نہ ہوں۔
۳۶۶ - “وفي تفسير الصافي قال: قال الصادق عليه السلام ولما جاءهم من اليهود ومن يلبسهم من النواصب كتاب من عند الله القرآن مشتملاً على وصف محمد وعلي وإيجاب وى لآلهم (۱) وَلَآئِهٖ أَوَّلُ يَأْتِهٖ مَا وَعْدَاوَةٌ أَعْدَاوَهُمَا ” (۱)
یعنی جس وقت یہود اور ناصبیوں وغیرہ کی طرف ایک کتاب (قرآن) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی جو پیغمبر اکرم حضرت محمد (ص)، علی - اور ان کی ولایت کے وجوب نیز ان کے اولیاء کی ولایت کے واجب ہونے اور ان کے دشمنوں سے عداوت پر مشتمل تھی۔ لیکن ان میں سے بعض نے صرف توریت پر اکتفا کیا اور تمام انبیاء کی کتابوں کو (وراء ظہور ہم) پس پشت ڈال دیا اس کے مطالب پر حضرت محمد کی نبوت اور علی کی ولایت و وصایت سے حسد کی بنا پر عمل نہیں کیا اور ان کا انکار کر دیا جو کچھ ان کے فضائل و کمالات سے اطلاع ہوئی اور ان کی حقانیت کے علم ہونے کے باوجود ایسا کام کیا کہ گویا وہ نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)
(اور جس کتاب کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی ہے وہ برحق ہے اور اپنے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور بے شک اللہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔

۱) (تفسیر صافی، ج ۱، ص ۱۷ - بحار الانوار، ج ۹، ص ۳۳۰)۔
۲) (سورنہ فاطر، آیت ۳۱)

پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان افراد کو قرار دیا جنہیں اپنے بندوں میں سے چن لیا کہ ان میں سے بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض اعتدال پسند ہیں اور بعض خدا کی اجازت سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور درحقیقت یہی بہت بڑا فضل و شرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول (۱) ضمیر فصل ہے اور (هو الحق) میں الف و الم تاکید کے لیے ذکر ہوا ہے یعنی وہ کتاب برحق ہے جس میں کبھی بھی باطل کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔
اور آیت میں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جیسا کہ سیاق اور صدر روایت سے معلوم ہوتا ہے اس کے علاوہ گزشتہ آیت قرآن کے بارے میں صراحت رکھتی ہے اور لام عہد کے لیے آیا ہے۔ بلکہ سے مراد منتخب بندے کون ہیں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے: مراد انبیاء ہیں، بعض نے کہا ہے: بنی اسرائیل ہیں جو آیت (۲) (اللہ نے آدم، نوح، اور آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب کیا ہے) میں داخل ہیں اور اسی طرح کہا گیا ہے: مراد امت محمد (ص) میں سے وہ افراد ہیں جو اپنے پیغمبر کے قرآن کے وارث ہیں۔
حضرات صادقین علیہما السلام سے کثرت سے روایات وارد ہوئی ہیں کہ اس سے مراد نبی اکرم کی ذریت ہے جو اولاد فاطمہ # میں سے ہے اور وہ آیت (۳) میں شامل ہیں۔

۱) (سورنہ فاطر، آیت ۳۱)۔
۲) (سورنہ آل عمران، آیت ۳۳)۔

۳۔ (سورہ آل عمران، آیت ۳۳۔)

۳۶۷۔ ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ > ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمِنْ عِبْدِنَا < قَالَ: فَقَالَ: وَلِدِ افْطَمَةَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالسَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ الْإِمَامُ وَالْمُقْتَصِدُ الْعَارِفُ بِالْأَمَامِ وَالظَّالِمُ لِنَفْسِهِ الَّذِي لَا يَعْرِفُ الْإِمَامَ“ (۱)

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ احمد ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام ابو الحسن الرضا - سے دریافت کیا کہ اس آیہ کریمہ ”پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے چن لیا ہے“ کا معنی کیا ہے اور وہ کون افراد ہیں؟ فرمایا: اولاد فاطمہ # ہے اور سابق بالخیرات امام ہے، مقتصد عارف و عالم امام ہے اور اپنے نفس کی بہ نسبت ظالم وہ شخص ہے جو امام کی معرفت نہ رکھے۔ ۳۶۸۔ ”وَمِنْ كِتَابِ سَعْدِ السَّعُودِ لِابْنِ طَاوُوسٍ فِي حَدِيثِ الْأَبِيِّ إِسْحَاقَ السَّبِيْعِيِّ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْآيَةِ قَالَ: هِيَ لَنَا خَاصَّةٌ يَا أَبَا إِسْحَاقَ أَمَّا السَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ فَعَلَىٰ بَنِي أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالشَّهِيدُ مِنَّا وَأَمَّا الْمُقْتَصِدُ فَتَصَانُّمُ بِالنَّهَارِ وَاقْتِمُ بِاللَّيْلِ وَأَمَّا (الظَّالِمُ لِنَفْسِهِ فَفِيهِ أَمٌ فِي النَّاسِ وَهُوَ مَغْفُورٌ لَهُ“ (۲)

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے کتاب سعد السعود میں ایک حدیث ابو اسحاق سببی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر - سے یوں نقل کیا ہے کہ فرمایا: اے ابو اسحاق! آیہ کریمہ ہم سے مخصوص ہے لیکن سابق بالخیرات علی ابن ابی طالب، حسن، حسین اور ہم میں کا شہید ہے لیکن مقتصد وہ شخص ہے جو دن میں روزہ رکھتا ہو اور راتوں کو قیام میں بسر کرتا ہو لیکن اپنے نفس کے لیے ظالم وہ شخص ہے جو لوگوں میں سے لیکن وہ بخشا ہوا ہے۔

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۲۱۵۔)

۲۔ (سعد السعود، ص ۱۰۷۔)

۳۶۹۔ ”وَفِي الدَّرِّ الْمَنْثُورِ أَخْرَجَ الْفَارِسِيُّ وَجَمَعَ كَثِيرٌ عَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ (۱) فَأَمَّا الَّذِينَ سَبَقُوا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ، وَأَمَّا الَّذِينَ آتَوْا فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُحَاسِبُونَ حِسَابًا يَسِيرًا ، وَأَمَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأُولَٰئِكَ يُحْسَبُونَ فِي طُولِ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِينَ يَلْقَاهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ فَهُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ : الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمَقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا (نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ“ (۲)

در منثور میں سیوطی نے اپنے اسناد کے ساتھ ابو درداء سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”پھر ہم نے اہل کتاب کا وارث ان افراد کو قرار دیا جنہیں اپنے بندوں میں سے چن لیا کہ ان میں سے بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض اعتدال پسند ہیں اور بعض خدا کی اجازت سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔“

لہذا جو لوگ خیرات میں پیش قدم ہوئے وہ لوگ جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہوں گے لیکن جو لوگ اعتدال پسند ہیں وہ افراد وہ ہیں کہ جن کا حساب و کتاب ہوگا البتہ آسان حساب ہوگا یعنی ان کا حساب بہ آسانی انجام پذیر ہوگا۔ لیکن جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے ان کا حساب طولانی ہوگا لیکن پھر ان لوگوں کے بھی رحمت خداوندی شامل حال ہوگی لہذا وہ لوگ ہیں جو کہیں گے

۱۔ (سورہ فاطر، آیت ۳۲۔)

۲۔ (در المنثور، ج ۵، ص ۲۵۱۔)

کہ: خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم سے رنج و غم کو دور کر دیا اور بے شک ہمارا پروردگار بہت زیادہ بخشنے والا اور قدر دان ہے اس نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے ایسے رہنے کی جگہ پر وارد کیا ہے جہاں نہ کوئی تھکن ہمیں چھو سکتی ہے (معیشت طلب کرنے کی جہت سے) اور نہ کوئی تکلیف ہم تک پہنچ سکتی ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ: (۱) ہم اسی طرح گزشتہ دور کے واقعات آپ سے بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنی بارگاہ سے آپ کو قرآن بھی عطا کر دیا ہے جو اس سے اعراض کرے گا وہ قیامت کے دن اس انکار کا بوجہ اٹھائے گا اور پھر اسی حال میں رہے

گا اور قیامت کے دن یہ بہت بڑا بوجہ ہوگا۔ مولف کہتے ہیں: قرآن کریم کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم ذکر بھی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول (۲) (ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) قرآن مجید پیغمبر اکرم (ص) کے لیے جاویدانی معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی امانت اور اہل بیت عصمت و طہارت کے ساتھ عہد و پیمان بھی ہے جیسا کہ حدیث ثقلین میں ذکر ہوگا، بندگانِ الہی کے درمیان اس کی حفاظت و پاسبانی کی ذمہ داری آیہ کریمہ کی صراحت کے ساتھ خود خدائے سبحان نے اپنے ذمہ لی ہے اور اس کے مضمون اور تمام پہلوؤں پر عمل کرنا یہ اپنے بندوں کی ذمہ داری قرار دی اور اس کی رعایت و حفاظت اور احترام و اکرام اس کے مضمون اور تمام پہلوؤں پر عمل کرنا یہ اپنے تمام بندوں پر لازم و واجب جانا ہے۔ اور اس کے حکم سے سرکشی کرنے والوں اور اعتراض کرنے والوں کے لیے سنگین مواخذہ قرار دیا ہے مزید اس

۱۰۱۔ ۱۰۰، ۱۔ (سورنہ طہ، آیت ۹۹)

۲۔ (سورنہ حجر، آیت ۹۔)

سلسلہ میں دائمی طور پر ڈرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) اس موقع کو یاد کرو جب خدا نے جن کو کتاب دی ان سے عہد لیا کہ اسے لوگوں کے لیے بیان کریں گے (جو محمد کی شان میں ہے) اور اسے نہیں چھپائیں گے لیکن انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر بیچ دیا تو یہ بہت برا سودا کیا ہے (یا فروخت کیا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

(اور اس وقت کو یاد کرو) جب خدا نے تمام انبیاء (اور ان کے فرماں برداروں) سے عہد لیا کہ ہم تم کو جو کتاب و حکمت (علم) دے رہے ہیں اس کے بعد جب وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم سب اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا اور پھر پوچھا کیا تم نے ان باتوں کا اقرار کر لیا اور ہمارے عہد کو قبول کر لیا تو سب نے کہا کہ بے شک ہم نے اقرار کر لیا۔ ارشاد ہوا کہ اب تم سب گواہ بھی رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں اس کے بعد جو (پیغمبر کے گرویدہ ہونے اور ان کی مدد کرنے سے) انحراف کرے گا وہ فاسقین کی منزل میں ہوگا۔ میثاق کی اصل مادہ وثوق سے ہے یعنی ایسی شے ہے جو اعتماد و اطمینان نفس کا باعث ہوتی ہے اور اکثر و بیشتر تاکیدی عہد و پیمان کے مقام پر استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ (سورنہ آل عمران، آیت ۱۸۷۔)

۲۔ (سورنہ آل عمران، آیت ۸۱۔)

آیہ کریمہ سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ گزشتہ پیغمبروں اور ان کی پیروی کرنے والوں نے خدا سے عہد و پیمان کیا تھا کہ ان کے بعد جو پیغمبر آئیں گے ان پر ایمان لائیں گے اور ان کے اہداف کی ترقی میں بھی ان کی نصرت و مدد کریں گے اور یہ معلوم ہے کہ پیغمبروں سے عہد و پیمان لینے سے فطری طور پر ان کی پیروی کرنے والوں سے بھی عہد و پیمان ہے لہذا اس بنا پر اگر کوئی پیغمبر (ص) آئے کہ جس کی دعوت ان کی دعوت سے بھی ہم آہنگ ہو اور ان کی حقانیت ثابت ہو جائے تو ان کی ذات پر بھی ایمان لانا چاہیے اور ان کی مدد کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع کی تاکید کے لیے ان سے اعتراف و اقرار لیا۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول سے (۱) کیا اس عہد و پیمان کا اقرار کیا اور میرے وعدہ کو قبول کیا اور اس سلسلہ میں اپنے تابعین سے بھی عہد و پیمان لیا؟ جواب دیا: ہاں ہم نے اعتراف کیا، پھر اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر شاہد بھی بنایا اور فرمایا: لہذا تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ ۳۷۰ فی المجمع : عن امیر المؤمنین علیہ السلام ان اللہ أَخَذَ الْمِيثَاقَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَ (نَبِيِّ أَنْ يَخْبُرُوا أُمَّتَهُمْ بِمَبْعَثِهِ وَنَعْتِهِ وَيُنْشِرُهُمْ بِهِ وَيَأْمُرُهُمْ بِتَصَدِيقِهِ) ۲ مجمع البيان میں حضرت امیر المومنین - سے روایت نقل ہوئی ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر (ص) سے پہلے والے تمام انبیاء سے عہد و پیمان لیا کہ تمام امت والوں کو ان کے مبعوث ہونے کی خبر دیں اور ان کے اوصاف کو بیان فرمائیں اور ان کی آمد کی بشارت دیں اور سب کو حکم دیں کہ ان کی تصدیق کریں۔

٢) - مجمع البيان، ج ٢، ص ٣٣٤ -)

وَيَأْمُرُهُ فَيَاخُذُ الْعَهْدَ عَلَى قَوْمِهِ ثُمَّ لَا إِلَاةَ إِلَّا هُوَ (١)

وَيَأْمُرُهُ فَيَاخُذُ الْعَهْدَ عَلَى قَوْمِهِ ثُمَّ لَا إِلَاةَ إِلَّا هُوَ (١)

بما جاء هم به فما وفوا وتركوا كثيراً من شرايعهم وحرّفوا (كثيرأ ” (٢)

بما جاء هم به فما وفوا وتركوا كثيراً من شرايعهم وحرّفوا (كثيرأ ” (٢)

بما جاء هم به فما وفوا وتركوا كثيراً من شرايعهم وحرّفوا (كثيرأ ” (٢)

۱) - در منشور، ج ۲، ص ۳۳۵ -)

عَلَيْكُمْ وَعَلَى أُمَمِكُمْ" (١) الشاهد

عَلَيْكُمْ وَعَلَى أُمَمِكُمْ" (١) الشاهد

تَوَلَّىٰ عَنْكَ أَيُّ مُحَمَّدٌ بَعْدَ هَذَا الْعَهْدِ مِنْ جَم (٢)

تَوَلَّىٰ عَنْكَ أَيُّ مُحَمَّدٌ بَعْدَ هَذَا الْعَهْدِ مِنْ جَم (٢)

١) (مجمع البيان، ج ٢، ص ٣٣٥).

۲) (در منشور، ج ۲، ص ۴۸)۔

احکام اور اس کے مضمون پر عمل کرنے کا اپنے بندوں سے عہد و پیمان لیا ان میں سے ایک صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا # کا وہ عہد افرین خطبہ ہے جو فدک کے مسئلہ میں ارشاد فرمایا: اس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔
يُكْمُ عَهْدُ قَدَمُهُ إِلَيْكَ وَمُ بَقِيَّةُ اسْتِخْلَافِهَا عَلَيْكَ مِ كَاتِبِ ۳۷۵۔ “وقالت عليها السلام: لله ف الله الناطق والقرآن الصادق والنور الساطع والضياء اللامع تبينة ب صائره منك شفقة من اريه منج لينة ظواهره منطبة به اش ايعه اقتد الى الرض اوبن ات ايعه مؤذ الى الل جاة اسم ا عه الى ان قالت وكيف بكم وان ي ثوفكون وك اتب الله بين اظهركم امور ظاهره واح اكمنه ازبرة واع لأمه ابهره وز اوجره الى لاحة وا اومره اوضحة وقد خلقتهموه و اراء ظهوركم ارفع عه ثريدون ام يغيره تحك مون يس للظالمين بدلا) الاخرة من ال خاسرين ” (۱) ومن يبتغ غير الاسلام ديناً فأن يقبل منه وهو في

حضرت فاطمہ زہرا # نے فرمایا: تمہارے درمیان خدا کے لیے ایک عہد و پیمان بھی تم سے باقاعدہ لیا جاچکا ہے وہ ذخیرہ جسے رسول (ص) نے محفوظ کر رکھا تھا اسی کو آپ نے اپنا جانشین بنایا پھر ہمارے پاس اللہ کی کتاب بھی تو ہے اللہ کی بولتی ہوئی کتاب قرآن، سچائیوں کی زبان نور فروزاں جو تمام کائنات کے لیے پرتو درخشاں ہے جس کا ہر مطلب واضح و آشکار اور ہر دلیل نمایاں و روشن ہے تمام اسرار و رموز ظاہر و عیاں ہیں۔ اس کی ظاہری عبارت سامنے کی باتوں کی طرح روشن جو اجالا پھیلاتی ہیں اس کے شیعہ اس کی وجہ سے خوش حال ہیں اس کی پیروی بہشت کا راستہ دکھاتی ہے ، کتاب کا سننا بھی نجات کا ذریعہ ہے یہاں تک کہ فرماتی ہیں: تمہارا کیا حال ہوگا (تم نے یہ سوچا

۱) (احتجاج، ج ۱، ص ۱۳۴)۔

کیسے؟) تم کہاں جا رہے ہو اور کہاں پناہ حاصل کرو گے؟ حالانکہ خدا کی کتاب (قرآن مجید) تمہارے درمیان موجود ہے۔ اور اس کی تمام باتیں بہت نمایاں اور واضح ہیں اور اس کے احکام خوبصورت اور نورانی ہیں اس کی نشانیاں ضیا بار اور اس کے امر و نہی کے سارے قاعدے واضح و روشن ہیں پھر بھی تم نے اس آئین زندگی کو پس پشت ڈال دیا اچھا تم نے قرآن سے منہ پھیر دیا ہے یا اب اس کے بغیر ہی فیصلے کرو گے؟ ظالموں نے قرآن کے بدلے جو روش اپنائی ہے وہ بد ترین روش ہے۔ اور جو اسلام کے سوا کسی اور نظام کو اپنائے گا وہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔ نیز جو یہ کرے گا وہ آخرت میں برا گھٹا اٹھائے گا۔

۳۷۶۔ “وفي خطبة لأمير المؤمنين عليه السلام في ذكر القرآن:

قال عليه السلام: فالقرآن أمر أزجر و صامت أنطق حجة الله ع لى خلقه آخذ عليه م بنه و قبض نبيه صلى الله عليه وآله وفرغى أثقهم وارثهم عليه أنف أسهم أتم نوره وأكمل به د م ال الخلق من أح كم الهدى به فعضمو منه سب حاته أم عظم من نفس ه فائه لم يخف أنكم شئيا يبه ولم يتر ك شيئاً رضي به أوك ره إلا وجعل له علماً بادياً وآية محكممة تزج ر عنه أو تدع و إليه من د) ي ما بقى أوجد ” (۱) وما بقى أوجد وسخه ف قر ضاه ف

حضرت امام علی - فرماتے ہیں: قرآن امر کرنے والا بھی ہے اور روکنے والا بھی ، وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی۔ وہ مخلوقات پر پروردگار کی حجت ہے جس کا لوگوں سے عہد لیا گیا ہے ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنادیا گیا ہے۔ مالک نے اس کے نور کو تمام بنایا ہے اور اس کے ذریعہ دین کو کامل قرار دیا ہے۔ اپنے پیغمبر (ص) کو اس وقت اپنے پاس بلایا ہے جب وہ اس کے احکام کے ذریعے لوگوں کو

۱) (نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۳)۔

ہدایت دے چکے تھے۔

لہذا پروردگار متعال کی عظمت کا اعتراف اس طرح کرو جس طرح اس نے اپنی عظمت کا اعلان کیا ہے کہ اس نے دین کی کسی بات کو مخفی نہیں رکھا ہے اور کوئی ایسی پسندیدہ یا ناپسندیدہ بات نہیں چھوڑی ہے جس کے لیے واضح نشان ہدایت نہ بنا دیا ہو یا کوئی محکم آیت نہ نازل کردی ہو جس کے ذریعے روکا جائے یا دعوت دی جائے۔ اس کی رضا اور

ناراضگی مستقبل میں بھی ویسی ہی رہے گی جس طرح وقت نزول تھی۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ حدیث ثقلین بھی ایک زندہ اور معتبر سند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں (کتاب اور عترت اہل بیت عصمت و طہارت) کو امانت کے طور پر لوگوں کے درمیان چھوڑا اور ان سب سے ایسی عمدہ اور عظیم امانت کی حفاظت کے لیے عہد و پیمان لیا اور تاکید فرمائی کہ یہ دونوں امانت ایک دوسرے کے شانہ بہ شانہ ہیں اور بعد میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ قیامت کے دن پیغمبر اکرم (ص) کے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گی۔ یہ حدیث مبارک فریقین (شیعہ و سنی) کے موثق راویوں سے معتبر کتابوں میں متعدد طرق سے مختلف الفاظ کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔

مولف نے اس کتاب کے اختصار کے پیش نظر مناسب سمجھا کہ ایک صحیح ماخذ پر اکتفا کریں جو دار التقرب بین المذاهب الاربعہ قاہرہ میں ”حدیث ثقلین“ کے عنوان سے ۲۵ شعبان ۱۳۷۰ء ہجری قمری میں علامہ فاضل شیخ محمد قوام الدین قمی و سنوی نے تدوین و تالیف کی ہے اب ہم اس مبارک حدیث کے متن کو فارغین کرام کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

۳۷۷ - قَالَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَوْ شَيْءٌ، أَوْ يَوْشِكُ، رَسُولُ رَبِّي، فَأَجِيبْ، فَأَجِيبْ، أَوْ كَانِي قَدْ أَوَانِي لَا ظُنُّنَ أَنْ أَدْعِي فَأَجِيبْ، أَوْ أَنْ تَاتِيَنِي، أَوْ يَأْتِي دُعَيْتِ فَأَجِيبْ، وَأَتِي أَوْ أَنَا تَارِكٌ، أَوْ تَرَكْتُ، أَوْ قَدْ تَرَكْتُ، أَوْ خَلَفْتُ، أَوْ مُخَلَّفٌ فِيكُمْ، الثَّقَلَيْنِ، أَوْ ثَقَلَيْنِ، أَوْ أَمْرَيْنِ، أَوْ الثَّقَلَيْنِ خَلِيفَتَيْنِ، أَوْ اثْنَيْنِ، أَوْ مَا أَنْ تَمْسُكُمُ بِهِ، أَوْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ، أَوْ مَا إِنْ إِعْتَصَمْتُمْ بِهِ، لَنْ تَضَلُّوا بَعْدِي، أَوْ لَنْ تَضَلُّوا أَبَدًا، أَوْ لَنْ تَضَلُّوا، أَنْ تَتَّبِعْتُمُوهُمَا، أَوْ وَأَنْتُمْ لَنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، أَوْ الصِّدْقِ، أَوْ تَضَلُّوا بَعْدَهُمَا، وَهُمَا كِتَابُ اللَّهِ، حَبْلٌ مَمْدُودٌ، أَوْ كِتَابُ اللَّهِ فِي وَفَرَاتِي أَوْ أَهْلِ بَيْتِي أَوْ وَعِزَّتِي، أَوْ وَعِزَّتِي وَهُمْ أَهْلُ بَيْتِي، كِتَابُ رَبِّي وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي أَهْلُ بَيْتِي، أَوْ نَسَبِي، وَأَنَّهُ لَنْ يَفْتَرَقَا، أَوْ لَنْ لَا يَفْتَرَقَا، أَوْ أَنَّهُمَا لَنْ لَا يَفْتَرَقَا فِيهِمَا، أَوْ حَتَّى يَرُدَّا عَلَى الْحَوْضِ، فَانْظُرُوا أَوْ فَاتَقُوا اللَّهَ، وَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي، أَوْ تَحْفُظُونِي فِيهِمَا، أَوْ بِمِ أَوْبِي، أَوْ مَاذَا، أَوْ مَا تَخْلُقُونِي فِيهِمَا، أَوْ أَنْ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ فَانْصَرُوا كَيْفَ تُلْحِقُوا بِي إِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرَقَا حَتَّى يَلْقِيَانِي، سَأَلْتُ ذَلِكَ رَبِّي فَأَعْطَانِي، ي، أَوْ ابْنَانِي أَوْ نَبَانِ، أَخْبَرَنِي فَلَا تَبْعُوهُمْ فَتُهْلِكُوا، وَلَا تَعْلَمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ، أَوْ فَاسْتَمْسِكُوا بِهَا وَلَا تَضَلُّوا، وَأَنْهُمَا لَنْ أَنْ يَوَدَّ مَا عَلَى الْحَوْضِ، أَوْ سَأَلْتُهُ فَوَعَدَنِي يَنْقُضُ أَيَّ حَتَّى يَرَادَ عَلَى الْحَوْضِ، أَوْ سَأَلْتُهُ مَا رَبِّي ذَلِكَ لَهُمَا، وَالْحَوْضُ عَرْضُهُ مَا بَيْنَ بُصْرَى إِلَى صَنْعَا، فِيهِ مِنْ الْإِنْيَةِ عَدَدُ الْكَوَاكِبِ، أَوْ أَنْ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ عَهْدَ إِلَيَّ إِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرَقَا حَتَّى يَرُدَّا عَلَى الْحَوْضِ كَهَاتَيْنِ وَاشَارَ بِالسَّبَابِغَيْنِ أَوْ أَنِي فَرَطَكُمْ عَنْ ثَقَلَيْنِ تَلْقَوْنِي وَأَنْتُمْ تَبْعِي وَتَوْشِكُونَ أَنْ تَرُدُّوا عَلَى الْحَوْضِ، وَأَسْأَلُكُمْ، أَوْ سَأَلْتُكُمْ، حَتَّى تَرُدُّونَ عَلَيَّ عَنِ الثَّقَلَيْنِ، كَيْفَ خَلَفْتُمُونِي فِيهِمَا، أَوْ وَأَنْ اللَّهُ سَأَلَنِي، أَوْ أَنِّي سَأَلْتُكُمْ حَتَّى سَأَلْتُكُمْ فَمَاذَا أَنْتُمْ فَايْلُونَ، أَوْ أَنِّي لَكُمْ فَرُطٌ وَلَكُمْ وَارِدُونَ عَلَى الْحَوْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي لَ أَوْ قُلْنَا، وَمَا الثَّقَلَانِ؟ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: كِتَابُ اللَّهِ طَرَفُهُ بَيْدُ اللَّهِ فِي الثَّقَلَيْنِ قِي، وَطَرَفُهُ بَايْدِيكُمْ أَوْ قَالَ الْأَكْبَرِ أَوْ الثَّقَلِ الْأَكْبَرِ أَوْ الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا أَوْ أَوْلَهُمَا أَوْ أَحَدَهُمَا كِتَابُ اللَّهِ، فَمَنْ اسْتَقْبَلَ قَبْلَتِي، وَأَجَابَ دَعْوَتِي، فَلْيَسْتَوْصِ، وَالْأَصْغَرَ، أَوْ الثَّقَلِ الْأَصْغَرَ، أَوْ الْآخِرَ عِزَّتِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنْ، أَوْ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي مِنْ بَهْمَا خَيْرًا أَوْ أَوْصِيكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَعِزَّتِي أَوْ أَنْ اللَّهُ سَأَلْتُكُمْ كَيْفَ، الْآخِرَ، أَوْ قَالَ إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ اثْنَيْنِ: عَنْ الْقُرْآنِ وَعَنْ عِزَّتِي كُمْ مَا إِنْ تَمْسُكُمُ بِهِ لَنْ تَضَلُّوا أَوْ مَا إِنْ كِتَابِي وَأَهْلِي بَيْتِي، أَوْ إِنِّي تَارِكٌ فِي فِي خَلَفْتُمُونِي أَخَذْتُمْ لَنْ تَضَلُّوا بَعْدِي، أَمْرَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ، سَبَبٌ مُوصِلٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، أَوْ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَمْ تَضَلُّوا عِده أَوْ أَنِّي قَدْ كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ خَلَفِي تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ: الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ وَالثَّقَلُ الْأَصْغَرُ، وَأَمَّا الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ فَبَيْدُ اللَّهِ طَرَفُهُ وَالطَّرَفُ الْآخِرُ كَمْ، وَهُوَ كِتَابُ اللَّهِ، إِنْ تَمْسُكُمُ بِهِ لَنْ تَضَلُّوا وَلَنْ تَضَلُّوا أَبَدًا أَوْ فَاسْتَمْسِكُوا فَلَا تَضَلُّوا وَلَا بَايْدِي أَهْلُ بَيْتِي، أَوْ أَلَا وَعِزَّتِي تَبَدَّلُوا أَوْ فَمَسَكُوا بِهِ لَنْ تَرَالُوا وَلَنْ تَضَلُّوا، وَأَمَّا الثَّقَلُ الْأَصْغَرُ فَعِزَّتِي أَقْلًا مَرَّةً، أَوْ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَوْ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَوْحَى أَهْلَ بَيْتِي، أَوْ أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي نَجْوَتِهِ، وَأَنْ تَرَكْتُمُوهُ هَلَكْتُمْ، إِنَّ أَهْلَ بَيْتِي وَ إِلَيَّ مَقْبُوضٌ، أَقُولُ لَكُمْ قَوْلًا أَنْ عَمَلْتُمْ بِهِ إِنْ تَمْسُكُمُ، عِزَّتِي هُمْ خَاصَّتِي وَ حَامَتِي، وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ عَنِ الثَّقَلَيْنِ: كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي كُمْ كِتَابُ اللَّهِ بِهِمَا لَنْ تَضَلُّوا، أَوْ أَنْتُمْ لَنْ تَضَلُّوا أَنْ تَتَّبِعْتُمْ وَ اسْتَمْسَكْتُمْ بِهِمَا، أَوْ إِنِّي تَارِكٌ فِي كَمْ أَحَدُهُمَا، وَأَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ، أَوْ إِنِّي تَارِكٌ فِي، وَأَهْلُ بَيْتِي، فَهَذَا خَلِيفَ أَنْتُمْ بَعْدِي وَعِزَّتِي الثَّقَلَيْنِ: كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي، أَلَا وَقَفْتُمْ سَرِيعًا فَيَنْطَلِقُ بِي عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِي عَنْ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَقَدْ قَدِمْتُ إِلَيْكُمْ الْقَوْلُ وَأَقْلًا، “أَيُّهَا النَّاسُ، يَوْشِكُ أَنْ أَقْبِضَ قَبْضًا سَرِيعًا فَيَنْطَلِقُ بِي عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي، ثُمَّ أَخَذَ بَيْدَ عَلِيٍّ كُمْ كِتَابُ رَبِّي مَعْدَرَةً إِلَيْكُمْ، أَلَا إِنِّي مُخَلَّفٌ فِي فَقَالَ هَذَا عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ، وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَا يَفْتَرَقَانِ حَتَّى يَرُدَّا عَلَى الْحَوْضِ فَاسْأَلَهُمَا عَمَّا خَلَفْتُ فِيهِمَا مَا” (۱)

جن تمام طریقوں سے یہ حدیث وارد ہوئی ہے ان کے ترجمے کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے: اے لوگو! یقیناً میں بشر ہوں۔ خدائے بزرگ کا پیغام مجھے پہنچا ہے میں بہت جلد اس دنیا سے تمہارے درمیان سے جانے والا ہوں اس لیے میں دو سنگین و گراں بہا چیزیں اپنے بجائے تمہارے درمیان چھوڑ رہا ہوں۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ تم ان کی پیروی کرو اور ہمیشہ ان پر عمل کرو تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہ ہو گے اور ہمیشہ ذلت و خواری سے محفوظ رہو گے۔ ان دو میں سے ہر ایک

دوسرے سے بزرگ تر اور گراں تر ہے۔ وہ دو چیزیں کتابِ خدا اور میری عترت اور میری اہل بیت ہیں۔ ان میں جو سنگین تر اور بزرگ ہے وہ کتاب پروردگار ہے جو رہنمائی کا وسیلہ، ہدایت کا نور ہے اور وہ عالم بالا سے زمین اور زمین والوں تک متصل ایک رسی ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسری سمت تمہاری طرف ہے۔ پس تم اس سے متمسک رہنا اور اس کو متغیر نہ کرنا تاکہ کبھی گمراہ نہ ہو۔ لیکن وہ دوسرا ثقل (گران بھا چیز) جو اس سے چھوٹا ہے وہ میری عترت اور میرے اہل بیت ہیں، میرے خویش ہیں۔ آگاہ رہو متوجہ رہو میری عترت کے بارے میں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں اپنے اور تمہارے درمیان خدا کو واسطہ قرار دیتا ہوں۔ اس عبارت کو ایک مرتبہ اور بعض کہتے ہیں کہ: دوبار اور بعض کہتے ہیں: تین دفعہ اُن حضرت (ص) نے مکرر فرمایا۔ پس خدائے بزرگ سے ڈرتے رہو اور متوجہ رہو کہ کس طرح میرے اہل بیت کے ساتھ رویہ اختیار کرتے ہو اور میری سفارش کو ان کے بارے میں پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہو۔

۱) (حدیث ثقلین، تالیف علامہ فاضل شیخ محمد ابن حجر عسقلانی قوام الدین۔)

دانا و مہربان پروردگار نے میری جانب وحی بھیجی ہے۔ اور مجھے آگاہ کیا ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک حوضِ کوثر پر جس کی وسعت بصری اور ضعاء کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے اور ان کے کنارے ستاروں کی تعداد کے برابر پیالے رکھے ہوئے ہیں وارد نہ ہوجائیں۔ میں نے اس سے طلب کیا ہے اور اس نے مجھے عطا کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان جدائی نہیں ہوگی جب تک وہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوجائیں۔ وہ اس طرح باہم ملے ہوئے ہیں جس طرح دو انگلیاں۔ تم بہت جلد میرے پاس پہنچو گے اور تم سے ان دو گراں قدر و سنگین چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کے ساتھ میری جانشینی میں کیا سلوک کیا۔ کسی نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ (ص)! وہ دو گراں بھا کون ہیں تو حضور (ص) نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی کتاب جو ثقل بزرگ ہے اور دوسرے میری عترت میرے اہل بیت ہیں۔ پس جس نے میرا سامنا کیا اور میری دعوت کو اسلام کی بابت قبول کیا اس کو چاہیے کہ وہ ان دونوں کے بارے میں میری سفارش کو خیر و خوبی سے انجام دے۔ میں تم سے سفارش کرتا ہوں، کتاب خدا اور اپنی عترت کے لیے یہ دونوں تمہارے لیے کافی ہیں اس لیے ان دونوں سے متمسک رہنا کیونکہ یہ دونوں ہدایت کی رسی ہیں جو قیامت تک قطع نہیں ہوں گی نیز حضور اکرم (ص) نے فرمایا: اے لوگو! مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد اس جہان سے رخصت ہونے والا ہوں لہذا بتحقیق میری باتیں جو خدائے بزرگ کے نزدیک میری ذمہ داری کو مکمل کریں گی میں ان کو تمہارے درمیان چھوڑ رہا ہوں اے لوگو! آگاہ ہوجاؤ کہ! میں تمہارے درمیان کتاب خدائے بزرگ اور اپنی عترت اہل بیت کو چھوڑ رہا ہوں اس گفتگو کے بعد آپ نے علی - کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: یہ علی - ہے جو قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی - کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد نہ ہوجائیں پس تم ان دونوں سے جو دل چاہے پوچھ لو جو کچھ میں نے ان کے درمیان چھوڑا ہے۔ مولف کہتے ہیں: یہ مبارک حدیث متعدد طرق کے ساتھ شاید وہ ستر سے زیادہ ہوں کہ سب نے بالاتفاق لفظ کتاب و عترت یا صرف اہل بیت یا دونوں اہل بیت اور عترت کو نقل کیا ہے اگرچہ تمام الفاظ کے نقل کرنے میں اس کے سیاق و سباق میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسا کہ اشارہ کیا جاچکا ہے۔

۳۷۸ - ”قَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ “ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْحَدِيثَ التَّمَسُّكَ بِأُولَٰئِكَ طُرُقًا كَثِيرَةً وَرَدَتْ آخِرُ إِنَّهُ أَقْلٌ بَعْدِيرٌ عَنْ نَيْفٍ وَعَشْرِينَ صَحَابِيًّا ، وَفِي بَعْضِ تِلْكَ الطَّرِيقِ إِنَّهُ أَقْلٌ لِّذَلِكَ بَعْرِفَةً ، وَفِي آخِرِ إِنَّهُ قَالَ بِالْمَدِينَةِ فِي مَرَضِهِ ، وَقَدْ امْتَلَأَتِ الْحُجْرَةُ بِاصْحَابِهِ ، وَفِي آخِرِ إِنَّهُ قَالَ لَمَّا خُمٌ ، وَفِي تِلْكَ الْمَوَاطِنِ وَغَيْرِهَا إِذْ لَا أَمْنٌ لَهُ كَرَّرَ عَلَيْهِمْ فِي قَامٍ خَطِيبًا بَعْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الْمَوَاطِنِ ، وَالتَّنَافِي) ، اِهْتِمَامًا بِشَأْنِ الْكِتَابِ الْعَزِيزِ وَالْعِتْرَةِ الطَّاهِرَةِ ” (۱)

ابن حجر عسقلانی حدیث ثقلین کے بارے میں کہتے ہیں: اس حدیث کے کثرت طرق پائے جاتے ہیں اور بیس سے زائد اصحاب نے اسے نقل کیا ہے۔ بعض نے اس حدیث کو روز عرفہ کے واقعات میں نقل کیا ہے ، بعض نے غیر خم کے واقعات میں اور بعض نے مدینہ میں پیغمبر (ص) کی حیات کے آخری ایام کے وقت مرض الموت کے واقعات میں کہ جب پیغمبر (ص) کے اطراف میں اصحاب آپ کے کمرے میں جمع تھے نقل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو پیغمبر (ص) کے سفر سے واپسی کے موقع پر بیان کیا ہے۔ کہ ان کے نقل اقوال میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا اس لیے کہ قرآن اور اہل بیت بہت با ارزش ہیں اور پیغمبر (ص) نے بار بار تاکید کی ہے۔

۱) (الصواعق المحرقة، ص ۸۹)۔

”وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ عَسْكَانِي كَهْتَنِي هِي: اِسْ حَدِيثُ كُوْ بَهْت سَيَ اَصْحَابُ نَيَ بِيَانُ كِيَاهِي كَهْ جِسْ كِي تَفْصِيلُ مِيں جَانِي كِي چنڊاں ضرورت نهيں هِي۔

وَصِيَّةُ ۳۷۹ - الْاِرْشَادُ لِلشَّيْخِ الْمُفِيدِ قَدْ سَمِعَهُ عَنْ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي لَكْمِيلِ بْنِ زِيَادٍ يَا كُمَيْلُ نَحْنُ الثَّقَلُ الْأَصْغَرُ وَالْقُرْآنُ الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ وَقَدْ أَسْمَعَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَقَدْ جَمَعَهُمْ فَتَأْتِي الصَّلَاةُ جَامِعَةً يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ يَتَخَلَّفْ أَحَدٌ فَصَدَّ الْمَنْبَرُ فَحَمَدُ اللَّهِ وَأَتْنَى عَلَيْهِ وَأَقْلَمَ أَشْعَرِ النَّاسِ إِنِّي مُؤَدَّعَنْ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ لَا مُخْبِرٌ عَنْ نَفْسِي فَمَنْ صَدَّقَنِي فَقَدْ صَدَّقَ اللَّهَ وَمَنْ صَدَّقَ اللَّهَ أَتَاهُ الْجَنَانُ وَمَنْ كَذَّبَنِي كَذَّبَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ كَذَّبَهُ أَعْقَبَهُ النَّيْرَانُ ثُمَّ نَادَانِي فَصَعِدْتُ فَاقَامَتِي دُونَهُ دَرَسِي إِلَى صَدْرِهِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ ثُمَّ أَقْلَمَ أَشْعَرِ النَّاسِ أَمَرَنِي جِبْرِئِيلُ عَنْ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ رَبِّي وَرَبِّكُمْ إِنَّ أَعْلَمَكُمْ أَنَّ الْقُرْآنَ هُوَ الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ وَأَنْ وَصِيَّتِي هَذَا وَأَبْنَائِي وَمَنْ خَلَفَ هُمْ مِنْ أَصْبَإٍ هُمُ الثَّقَلُ الْأَصْغَرُ يُشْهَدُ الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ بِالثَّقَلِ الْأَصْغَرِ وَتُشْهَدُ الثَّقَلُ الْأَصْغَرُ بِالثَّقَلِ الْأَكْبَرِ كُلُّ أَوْحَدٍ مِنْ هَا مِلَازِمٌ لِصَاحِبِهِ غَيْرُ مُفَارِقٍ لَهُ حَتَّى يَرُدَّ عَلَى اللَّهِ فَيُحْكَمَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْعِبَادِ“

شيخ مفيد عليه الرحمه نے كتاب ارشاد ميں حضرت امير المومنين - سے كميل ابن زياد نخعي كى وصيت كے بارے ميں نقل كيا هے كہ فرمايا: اے كميل ! ہم ثقل اصغر ہيں اور قرآن ثقل اكبر هے اور اس معنى كو

۱) (صواعق محرقة، ص ۱۳۶)۔

رسول اکرم (ص) نے تمام لوگوں كے گوش گزار كيا كہ جب ان سب كو جمع كيا تها تو فلاں فلاں دن (روز غدیر) نماز جامعہ كے ليے آواز دی: اور سب حاضر ہوئے كسى ايك نے بهي خلاف ورزی نهيں كى پهر آنحضرت (ص) منبر كے اوپر تشریف لے گئے حمد و ثنائے الہی بجالانے كے بعد فرمايا: اے لوگو! جان لو كہ ! یہ خبر جو تمہيں ابلاغ كر رہا ہوں وہ خدائے عزوجل كى طرف سے هے وہ ميں اپنى جانب سے نهيں كہہ رہا ہوں لہذا جو بهي ميرى تصديق كرے اس نے خدائے عزوجل كى تصديق كى اور جو شخص خدا كى تصديق كرے اس كا اجر و ثواب بہشت هے اور جو شخص ميرى تكذيب كرے اس نے خدائے عزوجل كى تكذيب كى اور جو خدا كى تكذيب كرے اس كا ٹھكانہ آتش جہنم هے۔ پهر مجھے آواز دی لہذا ميں بالائے منبر گيا خود سے ايك زينہ نيچے مجھے بٹھايا اس طريقے سے كہ ميرى سينہ آنحضرت (ص) كے سينہ مبارك كے برابر قرار پايا امام حسن - اور امام حسين - آنحضرت (ص) كے دابنى اور بائیں سمت كھڑے ہوئے تھے۔ پهر فرمايا: اے لوگو! حضرت جبرئيل - ميرے اور تمہارے پروردگار كا حكم ميرے ليے لے كر آئے تاكلہ ميں تمہارے درميان اعلان كروں كہ يقيناً قرآن ثقل اكبر هے اور یہ (على ابن ابى طالب) ميرى وصى اور اس كے فرزند حسن و حسين اور جو ان كى اصلاب سے آئيں گے وہ ثقل اصغر ہيں۔ ثقل اكبر ثقل اصغر كا گواہ اور ثقل اصغر ثقل اكبر كا گواہ هے ان ميں ہر ايك، ايك دوسرے كے ہمراہ ہوں گے ہرگز ہرگز جدا نهيں ہوں گے يہاں تك كہ خدائے سبحان كى بارگاہ ميں پہنچيں گے لہذا خدا ان كے اور اپنے بندوں كے درميان (قيامت كے دن) حكم فرمائے گا (كہ ان دونوں سنگين اور گراں بہا امانت كے ساتھ كيسا سلوك كيا اور كيسے اس كى حفاظت كى هے)۔

ابن اثير ثقلين كى وجہ تسميہ ميں رقم طراز ہيں: كيوں كہ اس كا تحمل اور اس كے مضمون پر عمل كرنا سنگين امر هے لہذا ثقلين سے تعبير كيا گيا هے اور ہر عمدہ اور ہر ارزش شے كو تعظيم و تكريم كے باب سے ثقل كہتے ہيں۔ اور كہا گيا هے كہ ثقلين مادۂ ثقل و تحريك (سے ماخوذ هے كہ جس كے معنى مسافر كے اسباب سفر كے ہيں۔ ۱) طراف ميں سيد ابن طاؤس رحمۃ اللہ عليہ نے نقل كيا هے كہ شيخ مفيد كى ايك كتاب هے جس كا نام (العمدہ) هے اس كتاب ميں كہا هے: آپ كے پيغمبر (ص) (امت) كى حديث (انى تارك فيكم الثقلين) سے (حضرت على - كى) امامت كے اثبات و صحت پر احتجاج كيا جاسكتا هے۔

۳۸۰ - ”وفى عيون اخبار الرضا عليه السلام باسناده عن غياث بن ابراهيم عن الصادق عن آبائه عن الحسين بن علي عليه السلام قال: سئل امير المؤمنين عليه السلام عن معنى قول رسول الله (ص) انى خلف فيكم الثقلين كتاب الله و عترتى من العترة فقال انا

والحسن والحسين والائمة التسعة من ولد الحسين تاسعهم مهديهم وقائمهم لا يفارقون كتاب الله ولا (يفارقهم حتى يردوا على رسول الله حوضه ” (۲)

عیون اخبار الرضا - میں صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ غیاث ابن ابراہیم سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے حضرت حسین ابن علی - سے نقل فرمایا ہے کہ: حضرت امیر المومنین - سے “میں تمہارے درمیان دو عمدہ اور گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت” عترت کے بارے میں دریافت کیا کہ عترت سے مراد کون ہیں؟ فرمایا: عترت سے ، حسن ، حسین اور اولاد حسین - میں سے نو ائمہ مراد ہیں کہ ان میں سے نواں مہدی اور ان کا قائم - ہوگا اور یہ کتاب خدا سے جدا نہیں ہونگے اور قرآن بھی ان سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ رسول خدا (ص) کے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

۱) (النهاية، ج ۱، ص ۲۱۱)۔
۲) (عیون اخبار الرضا - ج ۲، ص ۶۰)۔

حدیث الْوَلِيّ لَآءِ بِاسْ اُنْدِه عَنْ جَابِرِ بْنِ ۳۸۱ - ”رَوَى الْحَافِظُ الْكَبِيرُ ابْنُ عَقْدَةَ فِي حَجَّةِ الْوَلِيّ اَدْعَ قَلَمًا رَجَعَ إِلَى الْجُحْفَةِ نَزَلَ ثُمَّ أَقْبَلَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ (ص) فِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ مَسْئُولٌ وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ فَمَا أَنْتُمْ أَقْبَلُونَ؟ أَقْبَلُوا نَشْهَدُ أَنْكَ خُطْبَ النَّاسِ فَ أَقْبَلَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي كُنْتُ ثَلَاثِينَ لَكُمْ قَرِطًا وَأَنْتُمْ أَوْرِدُونَ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنِّي مُخَلَّفٌ فِي بَلْعَتٍ وَنَصَحْتُ وَأَدْبَيْتُ، أَقْبَلَ إِنِّي وَإِنَّهُ مَا لَنْ يَفْتَرِاقَ يَرَادُ عَلَى الْحَوْضِ، أَهْلُ بَيْتِي إِنْ تَمَسَّكَتُمْ بِهِ مَا لَنْ تُضِلُّوا ” كَاتِبُ اللَّهِ وَعَتَرَتِي أُولَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟ أَقْبَلُوا بَلَى، فَ أَقْبَلَ أَخَذًا بِيَدِ عَلِيٍّ: مَنْ كُنْتُ ثُمَّ أَقْبَلَ أَلَسْتُ تَعْلَمُونَ أَنِّي (مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ ” (۱)

حافظ کبیر ابن عقدہ نے حدیث ولایت میں اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ جابر ابن عبد اللہ انصاری کا بیان ہے: میں رسول اللہ (ص) کے آخری حج کے موقع پر آپ کے ہمراہ تھا۔ جب آپ جحفہ کے مقام پر پہنچے تو اتر پڑے لوگوں کے درمیان خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم سے باز پرس ہوگی۔ تم کیا بات کہتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کی نصیحت کی اور مکمل طور پر ان چیزوں کو ادا فرمایا (اور کچھ فرو گزار نہیں کیا) پھر آنحضرت (ص) نے فرمایا: “میں تم سے پہلے حوض پر موجود رہوں گا اور تم میرے پاس حوض پر وارد ہو گے میں تم میں دو گراں قدر چیزیں قائم مقام کے طور پر چھوڑے جارہا ہوں اگر ان کے دامن سے وابستہ رہو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے (ایک) خدا کی کتاب ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں یہ اس وقت جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہو جائیں پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں تم سے تمہاری جانوں سے افضل ہوں” لوگوں نے عرض کیا: ہاں ایسا ہی ہے پھر علی - کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرمایا: جس کا میں مولا ، سرپرست اور اولی بالنفس

۱) (الغدیر، ج ۱، ص ۲۱ - حدیث ثقلین، نجم الدین عسکری، ص ۲۴ - بنایع المودة، ج ۱، ص ۱۲۵)۔

ہوں اس کے یہ علی مولا، سرپرست اور اولی بالنفس ہیں اے خدا! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے ، تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔

۳۸۲ - ”رَوَى الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْهَيْثَمِيُّ فِي مَجْمَعِ الزَّوَادِ: أَقْبَلَ: نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَالِهِ) وَسَلَّمُ الْجُحْفَةَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ: إِنِّي لِنَبِيِّ إِلَّا نَصِيفٌ عُمَرُ الَّذِي قَبْلَهُ وَانِي أَوْشَكَ أَنْ أَدْعَى فَاجَبْتُ فَمَا أَنْتُمْ أَقْبَلُونَ؟ أَقْبَلُوا نَصَحْتُ أَلَيْسَ نَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ الْحَقَّ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَقْبَلُوا نَشْهَدُ، أَقْبَلَ: فَرَفَعَ يَدَهُ فَوَضَعَ هَا عَلَى صَدْرِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ: وَأَنَا أَشْهَدُ مَعَكُمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ: أَتُ لَأَسْمَعُونَ؟ أَقْبَلُوا قَرِطًا عَلَى الْحَوْضِ، وَأَنْتُمْ أَوْرِدُونَ عَلَى الْحَوْضِ، وَإِنْ عَرَضَ لَهُ أَمِينٌ صَنَاعٌ وَبَصُرٌ يَنْعَمُ قَالَ: فَإِنِّي الثَّقَلَيْنِ، فَنَادَى مُنَادٍ: وَمَا الثَّقَلَانِ فِي فَيْهِ أَقْبَلَ دَخَّ عَدَدَ النُّجُومِ مِنْ فِضَّةٍ فَانْطَرَوْا كَيْفَ تَخْلُقُونِي كَمْ تَمَسَّكُوا بِهِ لَا تُضِلُّوا، أَيْ رَسُولُ اللَّهِ؟ أَقْبَلَ كَاتِبُ اللَّهِ طَرَفَ بَيْدِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، وَطَرَفَ بَايْدَى أَنَّهُ مَا لَنْ يَفْتَرِاقَ حَتَّى يَرَادَ عَلَى الْحَوْضِ فَسَأَلْتُ فَتُخَلِّقُونِي كَمْ تَمَسَّكُوا بِهِ لَا تُضِلُّوا، وَلَا تُفَصِّرُوا عَنْهُمَا فَتَهْلِكُوا، وَلَا تُسَلِّمُوا هُمَا

فَهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَاقْلَ مَنْ كُنْتُ أَوْلَىٰ بِهِ مِنْ نَفْسِهِ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ، أَلَّهُمْ أَوْلَىٰ مَنْ أَوْلَاهُ بِهِ عَدُوُّ الْكَافِرِ أَوْ كَيْبٍ مِنْ قِدْحَانِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَقْلَرُ رَوَايَةٍ أَخْصَرُ مِنْ هَذِهِ: فَوَعْدٍ مِنْ عَادِهِ، وَفِي هَذَا أَيْضًا الْأَكْبَرُ رُكِبَ أَنْتَبَ اللَّهُ وَالْأَصْغَرُ عَنِّي، وَفِي رَوَايَةٍ لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَالِهِ) تَقْدَعِي رَحْمَ أَمْرٍ بِهِ دَوْحَاتِ فَقَمَنْ، ثُمَّ أَقَمَ فَاقْلَ: كَأَنِّي وَسَلَّمُ مِنْ حَجَّةِ الْوُحَا دَعَوْتِ وَنَزَلَ غَدَىٰ آخِرَهُ فَقُلْتُ: لَزِيدٌ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ (وَالِهِ) وَسَلَّمُ؟ فَاجَبْتُ: (وَأَقْلَ فِي) الدَّوْحَاتِ أَخَذَ إِلَّا رَأَاهُ بَعِيْنُهُ وَسَمِعَهُ بِأَذْنِ يَمِيْنِهِ ” (١) فَقَالَ مَا كَانَ فِي حَافِظِ ابُو بَكْرٍ بَيْتِي نِي مَجْمَعِ الزَّوَادِ فِي رَوَايَتِي كِي هِي كِي اَن كَا بِيَانِ هِي: رَسُوْلُ خُدا (ص) نِي جُحْفِ كِي مَقَامِ پَر نَزُوْلِ اَجْلَالِ فَرْمَايَا اُوْر پِهَرِ لُوْگوں كِي طَرَفِ رُخِ كَر كِي اَللّٰهُ تَعَالٰی كِي حَمْدِ وَ ثَنَاءِ بَجَالَانِي اُوْر فَرْمَايَا: ہر نبی کو اپنے سے گزشتہ نبی کے مقابلہ میں نصف زندگی عطا ہوتی ہے یقیناً عنقریب میرا بلاوا آجائے اور میں لیبیک کہوں تو پھر تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا: آپ نے حق و عطا و نصیحت ادا کیا تو آنحضرت نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اس خدا کے علاوہ کوئی اور معبود لائق عبادت نہیں اور محمد (ص) اس کے بندے اور رسول (ص) ہیں۔ بہشت و دوزخ حق ہے؟ جواب دیا: ہم سب گواہی دیتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے: پھر آنحضرت (ص) نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اپنے سینے پر رکھ کر فرمایا: میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں۔

پھر فرمایا: کیا تم لوگ نہیں سنتے؟ جواب دیا: ہاں، فرمایا: میں تم سے پہلے حوض (کوثر) پر موجود رہوں گا اور تم بھی میرے حوض پر وارد ہو گے وہ حوض بُصْرٰی سے لے کر صنعا کے علاقے سے زیادہ چوڑا ہے اس میں چاندی کے پیالوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی لہذا غورو فکر کرو کہ تم ثقلین کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو پھر منادی نے آواز دی: اے رسول خدا (ص)! ثقلین کیا ہے؟ فرمایا: کتاب خدا (قرآن) اس کا ایک سرا خدائے عزوجل کے قبضہ قدرت میں ہے اور دوسرا سرانتمہارے ہاتھ میں ہے لہذا اس سے وابستہ رہو تاکہ گمراہ نہ ہو اور دوسرا میری عترت (اہل بیت) ہیں اور خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ دونوں ہر گز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں، لہذا اس معنی میں، میں نے تمہارے لیے خدا سے دعا کی ہے، لہذا ان سے آگے نہ بڑھنا کہ کہیں ہلاک ہو جاؤ اور ان کے حق میں کوتاہی نہ کرنا جب بھی ہلاکت

۱) (مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۶۳۔ الغدير، ج ۱، ص ۳۴)۔

میں پڑ جاؤ گے۔ انہیں کسی شے کی تعلیم نہ دینا کہ وہ تم سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر علی - کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرمایا: جس کا میں مولا اور اولی بالنفس ہوں اس کے یہ علی مولا اور اولی بالنفس ہیں اے خدا! تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔

دوسری روایت میں جو اس سے زیادہ مختصر ہے وہاں ذکر ہوا ہے کہ سونے اور چاندی کے پیالوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی۔ نیز اسی حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ ”اکبر، اللہ کی کتاب قرآن ہے اور اصغر میری عترت ہے۔“

۳۸۳۔ دوسری روایت میں مذکور ہے کہ جب رسول خدا (ص) حجة الوداع سے واپس ہو رہے تھے تو مقام غدیر خم پر تشریف لائے اور حکم دیا کچھ بڑی لکڑیاں جمع کی جائیں اور اسے ایک دوسرے پر رکھیں پھر اس کے اوپر کھڑے ہو کر فرمایا: گویا حق تعالیٰ کی جانب سے میری دعوت آچکی ہے اور میں نے اس کو قبول کیا۔ دوسری روایت میں راوی نے کہا: میں نے زید سے کہا: رسول خدا (ص) سے سناجو کچھ ارشاد فرمایا پھر کہا: دوحات (غدیر خم) میں کوئی بھی شخص باقی نہیں رہا مگر یہ کہ اس نے اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور اپنے کانوں سے ان کی باتیں سنیں۔

اسی جیسی اور بہت سی روایات تدوین شدہ کتابوں میں جیسے الغدير اور عیقات الانوار وغیرہ میں حدیث ثقلین، غدیر خم کے واقعات اور بندگان الہی سے اس پر عمل کرنے کے بارے میں عہد و میثاق وغیرہ لینے کے متعلق ذکر کی گئی ہیں۔ ہم نے اسی مقدار پر اکتفا کیا قارئین محترم کو مفصل کتابوں کی طرف ہم رجوع کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور عہد و پیمان کی اہمیت اور اس پر عمل کرنے کے بارے میں اپنے موضوع کے اس حصہ کو یہیں ختم کرتے ہیں نیز خداوند منان سے تمام الہی عہد و پیمان پر عمل کرنے کی توفیق کے درخواست گزار ہیں۔

من جملہ آیات میں سے یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کا قول: (۱) ہے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کی بیعت کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ ہی کا ہاتھ ہے (خدا کی قدرت ان کی طاقت سے بالا تر ہے) اب اس کے بعد جو بیعت کو توڑ دیتا ہے وہ اپنے ہی خلاف اقدام کرتا ہے اور جو عہد الہی کو پورا کرتا ہے خدا عنقریب اس کو اجر عظیم عطا کرے گا۔

خدائے سبحان نے اس آیت کریمہ میں عہد و پیمان کے وفا کرنے کو عظمت و منزلت کے ساتھ یاد فرمایا ہے اور عہد شکنی کے کیفر کردار کو عہد شکن افراد کی گردن پر ڈال دیا ہے۔ انہیں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: (۳)
بعض مومنین میں ایسے بھی مرد میدان بینجنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے ان میں بعض اپنا وقت پورا کرچکے ہیں اور بعض اپنے وقت (شہادت) کا انتظار کر رہے ہیں اور ان لوگوں نے اپنی بات (عہد و پیمان) میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی ہے تاکہ خدا صادقین کو ان کی صداقت کا بدلہ دے اور منافقین کو چاہے تو ان پر عذاب نازل کرے یا ان کی توبہ قبول کرلے کہ اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔

۱) (سورنہ فتح، آیت ۱۰۔)
۲) (قال الراغب: راغب کہتے ہیں: نحب اس نذر کو کہتے ہیں جس کو وفا کرنا واجب ہوتا ہے کہا)

جاتا ہے کہ قضی فلان نحبہ فلاں نے اپنی نذر پوری کی یعنی اپنی نذر کو وفا کیا، نحب موت کے معنی میں بھی ذکر ہوا ہے قضی نحبہ ان کی موت واقع ہوئی۔ الخ۔
۲۴۔ ۳۔ (سورنہ احزاب، آیت ۲۳)

۳۸۴۔ عن الباقر علیہ السلام فی قوله تعالى: مِنْ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ صَدَّقُوا اٰمَ غَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (اِی لَا یَفْرَوْا اَبَدًا) فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهُ (اِی اَجَلُهُ وَهُوَ حَمَزَةُ وَجَعْفَرُ بْنُ اَبِی طَالِبٍ) وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ (اَجَلُهُ یَعْنِی عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَام ” (۱)
جیسا کہ تفسیر قمی میں وارد ہوا ہے مذکورہ آیت کریمہ جناب حمزہ ، جعفر ابن ابی طالب ، علی ابن ابی طالب۔ اور ان کے چچا کے بیٹے عبیدہ کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ حمزہ - شہید ہوئے اور حضرت علی - شہادت کا انتظار فرما رہے تھے۔
۳۸۵۔ “وَفِی تَفْسِیْرِ الصَّافِی نَقَلَ عَنِ الْخَصَالِ عَنْهُ عَنِ امْرِئِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامِ فِی حَدِیْثٍ لِّہٖ مَعَ یَہُودِیْ اَقْلَ وَلَقَدْ كُنْتُ غَاہِدْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ اَنَا وَعَمٰی حَمَزَةُ وَاَخٰی جَعْفَرٌ وَابْنُ اَصْحَابِی عَمٰی عُیْبِدُہٗ عَلٰی اَمْرٍ وَفِی اَنْ بِہِ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلِرَسُوْلِہٖ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَامُ فَقَدْ مَنَنْیَ) وَتَخَلَّفْتُ بَعْدَهُمْ لَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْنَا ” (۲)
صاحب تفسیر قمی نے کتاب خصال شیخ صدوق سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی - نے اپنی ایک حدیث میں یہودی سے فرمایا: میں اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچا کے فرزند جعفر نے خداوند متعال اور پیغمبر اکرم (ص) سے عہد و پیمان کیا تھا، اور اسے ہم نے وفا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ۳۸۶۔ “وَفِی الْمَجْمَع : عَنْ عَلِی عَلَیْہِ السَّلَامِ فِیْنَا نَزَلَتْ اَقْلَ فَاَنَا وَاللّٰہُ الْمُنْتِظَرُ (ظَرُوْا مَا) بَدَلْتُ تَبْدِیْلًا ” (۳)

۱) (تفسیر قمی، ج ۲، ص ۱۸۹۔)
۲) (تفسیر صافی، ج ۴، ص ۱۸۰، خصال، ص ۳۷۶۔)
۳) (المجمع البیان، ج ۱۰، ص ۵۸، تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص ۲۹۵۔ دعانم الاسلام، ج ۲، ص ۳۵۴۔)

مجمع البیان میں حضرت علی - سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: یہ مذکورہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی خدا کی قسم! میں منتظر ہوں اور سرنوشت (شہادت) میں کوئی تغیر و تبدل نہیں پایا جاتا ہے۔
۳۸۷۔ انہیں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے: اِنَّ اللّٰهَ اَشَدُّ رِیِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (الی) قوله) وَمَنْ اَوْفٰی بَعْدَہِ مِنْ اللّٰہِ فَاَسْتَبْشَرُوْا بِبَیْعِکُمْ الَّذِیْ بَاِیْعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ بُرْءُ الْفَوْزِ الْعَظِیْمُ
بے شک اللہ نے صاحبان ایمان سے ان کی جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے کہ یہ لوگ راہ خدا میں (براہ راست) جہاد کرتے ہیں اور دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور پھر خود بھی قتل ہو جاتے ہیں یہ وعدہ برحق توریت، انجیل اور قرآن ہر جگہ ذکر ہوا ہے اور خدا سے زیادہ اپنے عہد کا پورا کرنے والا کون ہوگا تو اب لوگ اپنی اس تجارت پر خوشیاں مناؤ جو تم نے خدا سے کی ہے کہ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔
انہیں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے: (۱)

اے بنی اسرائیل! ہماری نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم پر نازل کی ہیں اور ہمارے عہد و پیمان کو پورا کرو (جو ہم نے اپنے پیغمبروں کی شان میں تم سے کیے ہیں) ہم تمہارے عہد کو پورا کریں گے اور ہم سے ڈرتے رہو۔
۳۸۸۔ “وَفِی تَفْسِیْرِ الْعِیَاشِی : اِنَّہٗ سَئِلٌ عَنْ ہٰذِہٖ آیَۃٍ فَاَقْلَ: اَوْفُوْا بِوٰی لَآءِ عَلٰی فَرَضًا مِّنَ اللّٰہِ) اَوْفِ لَکُم بِالْجَنَّةِ ” (۲)
تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت سے اس آیت کریمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ولایت علی - کے بارے میں وفا کرو جو اللہ کی طرف سے واجب ہے

- ۱۔ (سورنہ بقرہ، آیت ۴۰۔)
۲۔ (تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۴۲۔)

تاکہ میں تمہاری بہشت کے وعدہ کو وفا کروں۔ ۳۸۹۔“ وفی تفسیر القمی : عن جمیل عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ لَه رَجُلٌ جُعِلَتْ اَسْتِ جِب لَکُمْ > وَاِنَّا نَدْعُو فَا لَا یَسْتَجَابُ لَنَا، قَالَ لَا تُنْکُمْ لَا تَقُوْنُ اللّٰهُ فَا دَکَ اِنَّ اللّٰهُ یَقُوْلُ وَاللّٰهُ لَوُ وَفَیْتُمْ لَلّٰهُ لَوُ فَا اللّٰهُ لَکُمْ ” (۱ بَعْدُ وَ اِنَّ اللّٰهُ یَقُوْلُ اَوْفُواْ وَ بَعْدُ تفسیر قمی میں جمیل سے منقول ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق - کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے پکارو تاکہ میں تمہاری دعا کو قبول کروں اور ہم دعا کرتے ہیں لیکن مستجاب نہیں ہوتی؟ فرمایا: کیوں کہ تم اپنے عہد و پیمان کو وفا نہیں کرتے یقیناً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم مجھے سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو پورا کرو یقیناً خدائے سبحان بھی تمہارے وعدے کو پورا کرے گا۔ مولف کہتے ہیں: خداوند تبارک و تعالیٰ نے بعض آیات میں عہد شکن افراد کی ملامت کی ہے اور اس کا عذاب بھی بہت شدید بیان فرمایا ہے۔ انہیں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے: (۲) جو خدا کے ساتھ مضبوط عہد کرنے کے بعد بھی اسے توڑ دیتے ہیں اور جسے خدا نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹ دیتے ہیں اور زمین پر فساد برپا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقتاً خسارہ والے ہیں۔
انہیں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے: (۳)

- ۱۔ (تفسیر قمی، ج ۱، ص ۴۶۔)
۲۔ (سورنہ بقرہ، آیت ۲۷۔) ۳۔ (سورنہ انفال، آیت ۵۶۔)

جن سے آپ نے عہد لیا اور اس کے بعد وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور خدا کا خوف نہیں کرتے۔
انہیں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے: (۱) اور اگر یہ عہد کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور دین میں طعنہ زنی کریں تو کفر کے سربراہوں سے کھل کر جہاد کرو کہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں ہے شاید اسی طرح اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔

”الامامة عهد من الله تعالى“ : امامت پروردگار متعال کی طرف سے ایک عہد و پیمان ہے لہذا خداوند متعال فرماتا ہے: لا ینال عہدی الظالمین (۲) میرا یہ عہدہ (امامت) ظالمین تک نہیں جائے گا۔
آیت کا یہ حصہ حضرت ابراہیم - کی دعا کے جواب میں ہے کہ انہوں نے کہا: > وَاِذْ اٰتٰی اِبْرٰہِیْمُ رُبُّہٗ بَکَلِمَاتٍ فَاتَمَمٰہُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَ مِّنْ دُرِّیِّیْ قَالَ لَا یُنَالُ عَہْدِیْ الظَّالِمِیْنَ > (۳) اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعہ ابراہیم کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کر دیا تو اس نے کہا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام اور قائد بنا رہے ہیں اور انہوں نے عرض کی کہ میری ذریت؟ ارشاد ہوا کہ یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا۔
مَ عِبْدًا قَبْلَ اَنْ ۳۹۰۔“ فی الکافی عن الصادق علیہ السلام : اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِتَّخَذَ اِبْرٰہِیْمَ لَا یَتَّخِذُہٗ نَبِیًّا ، وَاِنَّ اللّٰہَ اِتَّخَذَہٗ نَبِیًّا قَبْلَ اَنْ یَّتَّخِذَہٗ رَسُوْلًا ، وَاِنَّ اللّٰہَ اِتَّخَذَہٗ رَسُوْلًا قَبْلَ اَنْ یَّتَّخِذَہٗ خَلِیْلًا اَنْ یَّتَّخِذَہٗ اِمَامًا فَلَمَّا جَمَعَ لَہٗ وَاِنَّ اللّٰہَ اِتَّخَذَہٗ خَلِیْلًا

- ۱۔ (سورنہ توبہ، آیت ۱۲۔)
۲۔ (سورنہ بقرہ، آیت ۱۲۴۔)
۳۔ (سورنہ بقرہ، آیت ۱۲۴۔)

مَ علیہ الأشیاء قال: أقل علیہ السلام فَمِنْ عَظَمِہَا فَا عَیْنُ اِبْرٰہِیْمَ (۱) امام النقی ” (۱) السلام قال > وَ مِّنْ دُرِّیِّیْ قَالَ لَا یُنَالُ عَہْدِیْ الظَّالِمِیْنَ > أقل: لا یُکُوْنُ السَّقی حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو نبی سے پہلے عبد بنایا پھر نبی قرار دیا اس کے بعد رسول اس کے بعد خلیل اور خلیل بنانے کے بعد امام بنایا لہذا جب یہ تمام فضائل (عبودیت، نبوت، رسالت، خلعت اور امامت) جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یقیناً میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں“ امام جعفر صادق - نے فرمایا: چونکہ حضرت ابراہیم - کو نصب امامت کی عظمت مد نظر تھی لہذا عرض کیا :

۱۔ تفسیر نور الثقلین، ج ۳، ص ۷۹۔)

۲۔ سورنہ بنی اسرائیل آیت ۳۴۔)

۳۔ سورنہ مائدہ، آیت ۱۔)

اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان اور معاملات کی پابندی کرو۔ صاحب تفسیر قمی نے اپنی سند کے ساتھ ابو عمیر سے انہوں نے ابو جعفر ثانی حضرت امام محمد تقی - سے روایت نقل کی ہے کہ: ”اَقْلَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ اَوْطِنَ، ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی > اٰی اٰیُّہَا الَّذِیْنَ عَقَدَ عَلَیْہِمْ لِعَلٰی عَلِیہِ السَّلَامُ بِالْخِ لَافِیۃٍ فِی عُقَدَتِ عَلَیْکُمْ لَامِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیہِ السَّلَامُ“ حضرت رسول اکرم نے اَمْنُوْا او فُوَا بِالْعُقُوْدِ اَلَّتِیْ مُسْلِمَانُوْنَ سے حضرت علی ابن ابی طالب - کی خلافت کے لیے دس مقامات پر عہد و پیمان لیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان اور معاملات کی پابندی کرو۔“ جو ہم نے تم سے امیر المومنین - کی خلافت و امامت کے لیے کیے تھے (اور اس کی خلاف ورزی نہ کرو)۔

اب مولف محترم تبرکاً اس فصل کی بحث کے خاتمہ میں ان دو مقامات میں سے چند مقامات کو بہ عنوان حُسن ختام حضرت امیر المومنین کی گہر بار زبان مبارک سے آپ قارئین کرام کی خدمت میں قرار دے رہے ہیں۔ حضرت علی - کے فضائل و مناقب قابل شمار نہیں ہیں نہ ہی ان کو شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی احصاء، علمائے اعلام نے اپنی متعدد کتابوں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے کتاب سلیم ابن قیس ، بحار الانوار ، الغدير ، عبقات اور احتجاج وغیرہ اگر ہم ان سب کے مطالب کو نقل کرنا چاہیں تو ہم اپنی کتاب کی حد سے خارج ہوجائیں گے لہذا اس حدیث کے مطابق جو آیہ کریمہ کے ذیل میں حضرت امام محمد تقی - سے دس مقامات کے سلسلہ میں اشارہ کیا گیا اور خود حضرت نے معاویہ سے احتجاج کی صورت میں ان میں سے سات مقامات کے ذریعے استدلال و احتجاج فرمایا جسے صاحب ناسخ التواریخ نے نقل کیا ہے ہم اسے ذکر کر رہے ہیں۔ البتہ قاتل عثمان کے بارے میں گفتگو اور دندان شکن جواب دینے کے بعد حضرت علی نے فرمایا :

۳۹۷ ”ثُمَّ قَالَ مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ مَنَاقِبِیْ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تَحْصٰی وَبَعْدُ اَمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ کِ اَتٰہِ مِنْ ذٰلِکَ وَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) اِنِّیْ سَاَنْبِتُکُمْ عَنْ خِصَالِ سَبْعَةِ اَقَالِہَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) اِکْتَفٰی بِہَا عَنْ جَمِیْعِ مَنَاقِبِیْ“

پھر فرمایا: اے لوگو! میرے فضائل و مناقب اس سلسلے میں آیات الہی، کتاب خدا میں نازل ہونے کے بعد بے شمار ہیں جو کچھ رسول خدا (ص) نے فرمایا کہ یقیناً میں تمہیں عنقریب سات خصلتوں کے متعلق خبر دوں گا اور وہی رسول خدا (ص) کی بتائی ہوئی سات خصلتیں (میرے تمام فضائل و مناقب کے لیے کافی ہیں۔) ۱

حضرت رسول خدا (ص) سے مذکورہ آیہ کریمہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: یہ آیت انبیاء اور اوصیائے انبیاء کے بارے میں نازل ہوئی اور میں افضل انبیاء ہوں اور میرے وصی علی ابن ابی طالب افضل اوصیاء ہیں۔ ستر افراد جو بدر کے سپاہی انصار اور بعض مہاجرین سے پہلے موجود تھے، اور ابو الہیثم ابن التیہان، خالد ابن زید ابو ایوب انصاری بھی انصار کے درمیان اور عمار یاسر مہاجرین کے درمیان تھے تو اٹھ کھڑے ہوکر سب نے کہا: قد سمعنا رسول قال ذلک یقیناً یہ بات ہم نے رسول اللہ (ص) سے سنی ہے۔

هٰذِهِ الْاٰیۃ (۲)

اے لوگو! خداوند متعال کے اس قول کی قسم دے کر کہتا ہوں جو وہ فرماتا ہے: ایمان والو! بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

۱۔ سورنہ واقعہ، آیت ۱۰۔ ۱۱۔)

۲۔ سورنہ مائدہ، آیت ۵۵۔)

(نیز فرماتا ہے: ﴿ ۱ ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تمہیں مینسے ہیں۔ نیز فرماتا ہے: ﴿ ۲

کیا تمہارا خیال ہے کہ تم کو اسی طرح چھوڑ دیا جائے گا جب کہ اللہ نے ابھی یہ بھی نہیں دیکھا ہے کہ تم میں جہاد کرنے والے کون لوگ ہیں جنہوں نے خدا، رسول اور صاحبان ایمان کو چھوڑ کر کسی کو دوست نہیں بنایا ہے اور اللہ تمہارے

اعمال سے خوب باخبر ہے۔ اس وقت لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ص)! یہ فضل و شرف تمام مومنین کے شامل حال ہے یا بعض سے مخصوص ہے؟ پس خداوند عالم نے حضرت رسول اکرم (ص) کو مامور فرمایا کہ انہیں آگاہ کریں اور انہیں مقام ولایت کی، نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کی طرح تعلیم دیں، لہذا غدیر خم میں حضرت بلال کو حکم دیا تاکہ لوگوں کو نماز جامعہ کی آواز دیں پھر نماز ظہر ادا کی اور مجھے لوگوں کے لیے ولی منصوب فرمایا۔
 نَ وَانا اولى بهم من انفسهم من ”ثُمَّ اَقْلَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ مَوْلٰى وَاَنَا مَوْلٰى الْمُؤْمِنِي كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلٰى مَوْلَاهُ اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَاَعَادَ مَنْ عَادَاهُ وَانصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذِلْ مَنْ خَذَلَهُ“ پھر فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ مولا و سرپرست ہے اور میں مومنین کا مولا و سرپرست ہوں نیز میں ان کے نفسوں پر اولی بالتصرف ہوں جس جس کا مینمولا ہوں اس اس کے علی مولا ہیں خدایا! تو

۱۔ (سورہ نساء، آیت ۵۹)۔

۲۔ (سورہ توبہ، آیت ۱۶)۔

اسے دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اسے دشمن رکھ جو اس سے دشمنی رکھے تو اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے تو اسے ذلیل و خوار فرما جو اسے ذلیل و خوار کرے۔ اس وقت سلمان نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ (ص)! ولانے علی - کی کیفیت اور اس کا ہندسہ کیا ہے؟ ”فَقَالَ وَلَئِنَّهُ لَكَوْلَايَتِي مَنْ كُنْتُ اُولٰى بِهٖ مِنْ نَفْسِهٖ فَعَلٰى اُولٰى بِهٖ مِنْ نَفْسِهٖ“ جس طرح میں لوگوں کے مال اور جان پر اولی بالتصرف ہوں علی بھی اولی بالتصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو بھی اس دن نازل فرمایا: (۱)

آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسندیدہ بنادیا ہے۔ سلمان نے عرض کیا: (پیغمبر (ص) کے بعد ولی منصوب کرنے کے بعد) یا رسول اللہ (ص)! یہ آیات حضرت علی - سے مخصوص ہیں؟ اَوْصِيَانِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ”علی اور صبح قیامت تک ہونے والے میرے“ ”فَقَالَ فِيْهِ وَفِيْ اَوْصِيَاءِ كَيْ حَقِّ مِيْنْ بِهٖ۔ سلمان نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ص)! تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں تاکہ ہمارے اور دوسروں کے لیے یہ مسئلہ مزید واضح و روشن ہو جائے۔“ ”فَقَالَ عَلٰى وِى وَوْلٰى كُلُّ مَوْمِنٍ وَمَوْمِنَةٍ بَعْدِيْ وَاَخَذَ فَتٰى فِىْ اُمْتِ اَخٰى وَوَزِيْرِيْ وَوَصِيّٰى وَصْنَوٰى وَوَارَثٰى وَاَخٰى اَمَامًا مِّنْ وَلَدِهِ الْحَسَنَ ثُمَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ثُمَّ تَسَعَةً مِّنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ وَاَحَدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ“ پھر رسول خدا (ص) نے تمام خصوصیات اور مشخصات کے ساتھ فرمایا: علی - میرا بھائی، وزیر، وصی

۱۔ (سورہ مائدہ، آیت ۳)۔

اور میرا داماد ہے اور میرے بعد تمام مومن و مومنہ کے نفس کا سرپرست اور اولی بالتصرف ہے اور اس کی اولاد سے گیارہ امام حسن - و حسین - اور ان دونوں کے بعد نو اولاد حسین - میں سے یکے بعد دیگرے میرے اوصیاء ہیں قرآن ان کے ساتھ ہے وہ قرآن کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرا دیدار کریں۔
 بدر کے بعض سپاہی کہ ابو الہیثم ابن التیہان، ابو ایوب انصاری، عمار یاسر، خزیمہ ابن ثابت جن کی شہرت ذو الشہادتین ہے من جملہ انہیں افراد میں سے تھے کھڑے ہو کر کہا: ان کلمات کو ہم نے بغیر کسی ایک حرف کی کمی یا زیادتی کے رسول خدا سے سنا ہے اور اسے ہم نے حفظ کر لیا ہے اور بعض جماعت والوں نے کہا: ہم نے تمام کلام کو رسول خدا (ص) سے سنا ہے لیکن حفظ نہیں کیا ہے اور ایک گروہ اہل بدر جو ستر افراد تھے نے کہا: ہم نے سنا تو ہے لیکن حفظ نہیں کیا ہے۔ امیر المومنین علی - نے فرمایا: تم سب نے سچ کیا: تمام لوگ احادیث حفظ کرنے میں ایک ہی کیفیت کے حامل نہیں ہیں۔ اس وقت ابو الہیثم، ابو ایوب، عمار اور ذو الشہادتین نے کہا: ہم لوگ موجود تھے اور رسول اکرم (ص) سے سنا ہے اور حرف بہ حرف حفظ کیا ہے کہ آنحضرت (ص) غدیر خم کے دن اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے اور حضرت علی - کو اپنے پہلو پر قرار دے کر فرمایا:

فِى فِتٰى كُمْ وَخَلٰى فِى اَنْ اَنْصَبَ لَكُمْ اِمَامًا يَكُوْنُ وَصِيّٰى ”اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ كِ اَتِيْهِ وَاَطَاعَتِهٖ وَاَمَرَكُمْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الْاَلٰى اَهْلٍ بَيْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ وَفِى اُمْتِيْ، لَا يُلٰغِ هٰ اَوْ لِيَعْدُبْنِيْ هٗ يَوْلَايَتِيْ فَ اَرْجَعْتُ رَبِّيْ خَشْيَةً طَعَنَ اَهْلَ النَّفَاقِ وَتَكْذٰبِيْهِمْ فَاَوْعَدْنِيْ فِى كِتَابِيْ بِالصَّلَاةِ وَقَدْ بَيَّنَّتْهَا لَكُمْ وَفَسَّرْتُهَا وَزَكَاةَ وَالصَّوْمِ وَالْحَجَّ فَبَيَّنَّتْهَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ فِى اَشْهُدُكُمْ

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا خَاصَّةٌ لِعَلَى بْنِ أَبِي وَفَسَّرَتْهَا لَكُمْ وَأَمَرَكُمْ فِي كِتَابِهِ بِالْوَلَايَةِ وَإِنِّي عَلَى أَوْلَاهُمْ ثُمَّ الْحَسَنُ ثُمَّ الْحُسَيْنُ ثُمَّ تَسْعَةُ وَصِيَّيَ وَوُلْدِي أَخِي طَالِبٍ وَالْأَوْصِيَّ أَيُّهُ مِنْ وَلَدِي مِنْ وَلْدِي الْخُسَيْنِ لَا يُأْفِرُونَ الْكَتَابَ حَتَّى يَرُدُّوا عَلَى الْحَقِّ وَضَوْءُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ أَعْلَمْتُكُمْ مَفَرَّكُمْ فَقَلِّدُوهُ كَمَا يَمْنَزُ لَتِي طَالِبٍ وَهُوَ فِي عَلَى بْنِ أَبِي وَوَلِيِّكُمْ وَهَادِيكُمْ وَهُوَ أَخِي وَإِلَّا مَمَّكُمْ بَعْدِي عَ أُمُورِكُمْ فَإِنَّ عِنْدَهُ جَمِيعُ أَمْرِ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِي اللَّهُ أَنْ جَمِيْعُهُ فِي نَفْسِي وَأَطَى دِي أَعْلَمَهُ أَيُّهُ وَأَعْلَمَ مَمَّكُمْ أَنَّهُ عِنْدَهُ فَاسْئَلُوهُ وَتَعَلَّمُوا مِنْهُ وَمِنْ أَوْصِيَّ أَيُّهُ بَعْدَهُ وَلَا تَعْلَمُوهُمْ وَلَا تَتَقَدَّمُوهُمْ وَلَا تَتَخَلَّفُوا عَنْهُمْ فَإِنَّهُمْ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَهُمْ لَا يُزِيلُونَهُ وَلَا يُزِيلُهُمْ ” (۱)

اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے تاکہ آپ کو امام اور رہنما منصوب کروں اور یہ کہ میرے بعد میرے امور کو تم انجام دو گے اور میرے وصی و خلیفہ اور جانشین ہو اور جو کچھ خدائے بزرگ و برتر نے اپنی کتاب میں تمام مومنین پر واجب و لازم جانا ہے اپنی اطاعت و فرمان برداری کو میری اطاعت و فرمان برداری کے ساتھ متصل کیا ہے اور تمہیں اس کی ولایت کا حکم دیا ہے۔

اور میں نے پروردگار کی طرف رجوع کیا اس خوف سے کہ اہل نفاق اور منافقین مجھے طعنہ دیں اور میری تکذیب کریں پھر مجھے اس نے تاکید کی اور مجھے ڈرایا کہ میں ضرور تبلیغ کروں اور اگر نہیں کروں تو مجھ پر عذاب کرے گا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس کی کیفیت و شرائط کو تم سے بیان فرمایا، اور زکوٰۃ، روزہ اور حج کا حکم دیا تو اس کی شرائط اور خصوصیات کی تم سے وضاحت کی اور تمہیں ولایت (علی) کا حکم دیا میں بھی تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ ولایت مخصوص ہے اور اپنے دست مبارک کو علی ابن ابی طالب - کے (شانہ) پر رکھا اور اس کے بعد ان کے دونوں فرزند (حسن - و حسین -) اور پھر ان کے ان کے اوصیاء جو ان کی اولاد سے ہوں گے اور وہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے اور قرآن بھی ان سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

۱) (کتاب سلیم ابن قیس، ص ۲۹۷، بحار الانوار، ج ۳۳، ص ۱۴۷)۔

اے لوگو! یقیناً میں نے تم سے اپنے بعد تمہاری پناہ گاہ کو بیان کیا ہے اور تمہارے امام ولی اور ہادی کو اور وہ میرے بھائی علی ابن ابی طالب - ہیں اور وہ تمہارے درمیان میری ہی طرح ہیں۔ لہذا اپنے دین کو ان سے یاد کرنا اور اپنے تمام کاموں میں ان کی اطاعت کرنا کیونکہ اس کے پاس وہ سب کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا علم و حکمت تعلیم فرمائی، لہذا اس سے سوال کرو اور اس سے یاد کرو اور اس کے بعد اس کے اوصیاء سے یاد کرو اور انہیں تعلیم نہیں دینا اور نہ ہی ان سے آگے چلنا اور ان سے پیچھے بھی نہ رہنا کیونکہ وہ سب حق کے ساتھ ہیں اور حق بھی ان کے ساتھ ہے نہ وہ لوگ حق سے کنارہ کش ہوں گے اور نہ ہی حق ان سے جدا ہوگا۔

پھر حضرت علی - نے حاضرین کی جماعت کہ من جملہ ابو درداء اور ابو ہریرہ بھی اس میں موجود تھے ان سے فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ جب یہ آیہ مبارکہ (۱) نازل ہوئی تو رسول اکرم نے مجھے فاطمہ، حسن اور حسین کو چادر کے نیچے جمع کر کے فرمایا:

”اللَّهُمَّ هَوِّ لَاءِ أَحَبَّتِي وَعَتَرْتِي وَحَامَتِي وَاهْلَ بَيْتِي فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ فَطَهَّرْهُمْ تَطْهِيراً“ اے خدا! یہ میرے محبوب ترین اہل بیت اور میری اور میرے اہل بیت کی حمایت کرنے والے ہیں انہیں ہر قسم کی کثافت سے پاک و پاکیزہ رکھ۔ ام سلمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ص) میں بھی اس اجتماع میں داخل ہوں؟ فرمایا: تم خیر پر ہو۔ لیکن یہ آیت صرف میرے اور میرے بھائی علی ابن ابی طالب (-) اور میرے دونوں فرزند حسن و حسین اور میرے فرزند حسین کی اولاد میں سے نو افراد کے حق میں نازل ہوئی ہے اور انہیں سے مخصوص ہے اس جہت سے کوئی بھی شخص ہمارے ساتھ شریک نہیں ہے۔

۱) (سورہ احزاب، آیت ۳۳)۔

تمام بدر والوں نے یک زبان ہو کر کہا: ہم سب نے اس حدیث کو ام سلمہ سے سنا اور رسول خدا کی خدمت میں جا کر دریافت کیا ہم لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ نہ ایک کلمہ کم تھا نہ زیادہ۔

اس وقت علی - نے فرمایا: انشدکم اللہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ (۱) نازل ہوئی تو عرض کیا گیا: یا رسول خدا (ص)! یہ آیت تمام عام مومنین کو شامل ہے یا خاص فرد کے لیے ہے؟ فرمایا: آیت کا منطوق و مضمون تمام مومنین کو شامل کیے ہوئے ہے کیونکہ تمام لوگوں کو تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم دیا گیا ہے لیکن صادقین سے علی ابن ابی طالب (-) اور ان کے بعد قیامت تک ہونے والے میرے اوصیاء مراد ہیں۔ پھر فرمایا: اے لوگو! مگر تم لوگ غزوہ تبوک کے موقع پر موجود نہیں تھے کہ جب میں نے حضرت رسول خدا (ص) کی خدمت میں عرض کیا: آپ مجھے کس وجہ سے مدینے میں اُوبَکَ وَأَنْتَ مَنِّي بِمَنْزِلَةِ رُبُونٍ مِنْ نَهْ لَا تَصْلَحُ إِلَّا بِي چھوڑ کر جارہے ہیں؟ ”قَالَ إِنْ الْمَدِيْنَةَ مُوسَىٰ إِلَّا النَّبُوَّةُ فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ پیغمبر (ص) نے فرمایا: مدینے کی حالت صرف میری یا تمہاری وجہ سے صحیح رہ سکتی ہے اور تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

مہاجر و انصار کی ایک جماعت اور بعض دوسرے افراد نے کھڑے ہو کر کہا: ہم موجود تھے اور ہم لوگوں نے سنا پھر دوسری مرتبہ فرمایا: انشدکم اللہ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ سورنہ حج میں یہ آیت نازل ہوئی

۱) (سورنہ توبہ، آیت ۱۱۹۔)

اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مَلَّةً أُنِيَكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِي بَدَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلٰى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوْا) بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ > (۱)

ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور کارخیر انجام دو کہ شاید اسی طرح کامیاب ہو جاؤ اور نجات حاصل کرو۔ اور اللہ کے بارے میں اس طرح جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے کہ اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے یہی تمہارے بابا ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گزار رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو لہذا اب تم نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے باقاعدہ طور پر وابستہ ہو جاؤ کہ وہی تمہارا مولا ہے اور وہی بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے۔

جس وقت ان مذکورہ آیات سے احتجاج فرمایا تو سلمان نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ لوگ کون ہیں جن پر آپ گواہ اور وہ لوگوں پر گواہ ہیں؟ فرمایا: یہ مجموعی طور پر خاص تیرہ افراد ہیں اور وہ میں اور میرے بھائی علی اور میرے گیارہ فرزند ہیں سب نے کہا: ہم نے بعینہ انہیں جملوں کو سنا تھا۔ پھر فرمایا: انشدکم اللہ: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تمہیں نہیں گم آئیا قَدْ تَرَكْتُ فِيْ مَعْلُومٍ كِهْ غَدِيْرٍ خَمٍ كِهْ خَطْبِيْے ميْنِ رَسُوْلِ خُدَا (ص) نے فرمایا: ”إِنِّي النَّاسُ أَمْرَيْنَ لَنْ تَصِلُوْا أَمْ أَنْ تَمَسْكَتْ بِمِ مَّا كِ اتَّبَ اللّٰهُ وَأَهْلَ بَيْتِيْ فَإِنَّهُ عَهْدٌ قَدْ عَهِدَ إِلَى اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرُ إِنَّهُ مَا لَنْ يَفْتَرِ أَقَحَتْ يَرَادُ عَلَى الْخَبَرِ“

۱) (سورنہ حج، آیت ۷۷۔ ۷۸۔)

یعنی: اے لوگو! میں تمہارے درمیان کتاب خدا اور اپنے اہل بیت کو (بطور امانت) چھوڑ رہا ہوں اگر ان دونوں کے دامن سے وابستہ رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عہد و پیمان کیا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ تمام لوگوں نے اس واقعے کے صحیح ہونے کی تصدیق کی اور بعض افراد نے اس مجمع کے درمیان کھڑے ہو کر کہا: ہم اس وقت موجود تھے جب رسول خدا (ص) نے اس خطبے کو پڑھا اس موقع پر عمر ابن الخطاب غضب ناک حالت میں کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ (ص)! کیا یہ فضل و شرف آپ کے تمام اہل بیت کے لیے ہے؟ فرمایا: وہ مخصوص میرے اوصیاء کے لیے ہے جن میں سے پہلا اور بہتر میرا بھائی، وزیر، وارث اور میری امت کے درمیان میرا خلیفہ اور میرے بعد تمام مومنین کا ولی ہے اور وہ علی ابن ابی طالب - ہے۔ اس کے بعد میرا بیٹا حسن - ہے اور اس کے بعد اس کا وصی حسین- ہے پھر میرے وصی کا فرزند علی

(دہانے طرف والے) اور اصحاب شمال (بائیں طرف والے) میں تقسیم ہونا نیز ان کے انجام کار پر رکھی گئی ہے۔

۱) (سورہ واقعہ، آیت ۷۷ - ۸۰)۔

اصحاب شمال جو وحدانیت خدا کے سلسلہ میں در اصل ربوبیت و الوہیت میں اسی طرح حشر و نشر سزا و جزا کا انکار کرنے والے تھے، قرآن مجید کے انکار کرنے کے طریقہ سے جو نبی اکرم (ص) پر نازل ہوا جس میں توحید کی خبریں سزا جزا اور اس سے مربوط تمام جہات ذکر ہوئے ہیں۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے وحدانیت کا اثبات، قیامت حشر و نشر اور سزا و جزا کا اپنی آیات کے شواہد کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول (ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تو دوبارہ پیدا کرنے کی تصدیق کیوں نہیں کرتے یہاں تک کہ فرمایا: ہم نے اسے یاد دہانی کا ذریعہ اور مسافروں کے لیے نفع کا سامان قرار دیا ہے) کہ اس کی تفصیل اور آیات کی تفسیر سورہ واقعہ میں مذکور ہے بیان فرمایا:

دوسرے یہ کہ قرآن کریم کی واقعیت اور حقانیت اور جو کچھ اس میں ہے محفوظ و مکتوب ہے وہ پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول (اِنَّ لِّقُرْآنِ کَرِیْمٍ گزشتہ قسم کا جواب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں (اور میں تو تاروں کے منزل کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ وہ قسم بہت بڑی قسم ہے) گزشتہ سیاق کے قرینے) سے ضمیر قرآن کی طرف پلٹتی ہے۔ (۱)

قرآن، کریم ہے کیوں کہ اس کے تمام صفات پسندیدہ ہیں، کریم اس لحاظ سے ہے کہ تمام لحاظ سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے والا ہے اس اعتبار سے کہ تمام اصول و معارف اور دنیا و آخرت کی سعادت اس میں موجود ہے۔

۱) (علامہ طباطبائی کی تفسیر المیزان سے اقتباس)۔

کریم ہے: یعنی کثیر النفع ہے کیوں کہ اہم علوم کے اصول اور معاش و معاد کی اصلاح پر (مشمول ہے) (۱) اللہ تعالیٰ کا یہ قول قرآن کی دوسری تعریف ہے یعنی کرامت کے علاوہ ایسی کتاب ہے جو تغیر و تبدل سے مصون و محفوظ ہے جیسا کہ کی آیت میں ذکر ہوا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے سورہ ”البروج“ میں بھی فرمایا: (۲) یقیناً یہ بزرگ و برتر قرآن ہے جو لوح محفوظ میں محفوظ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول یعنی لوح سے باخبر نہیں ہونگے مگر وہی افراد جو جسمانی کنورتوں سے پاک و پاکیزہ ہیں یا مس نہیں کرے یا قرآن کو ہاتھ نہیں لگائے گا مگر وہ جو تمام حدت سے پاک ہوں گے اس صورت میں نفی کا معنی نہیں ہوگا یا یہ کہ آیت کتاب مکنون کی صفت بیان کر رہی ہے یعنی یہ کتاب مکنون کہ جس میں قرآن ہے اسے سوائے پاک افراد کے مس نہیں کرنا چاہیے۔

۳۹۸ - ”وفی التہذیب عن الکاظم علیہ السلام : لَا تَمَسُّهُ عَلٰی غَیْرِ طَهْرٍ وَلَا جُنْبًا وَلَا تَمَسَّ (حِطَّة) (۳) وَلَا تُعَلِّقْهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُولُ لَا یَمَسُّہُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ“ (۴) تہذیب الاحکام میں حضرت امام موسی کاظم - نے فرمایا: قرآن کو بغیر طہارت کے مس نہیں کرنا چاہیے اسی طرح مجنب کو اس کے خطوط پر ہاتھ نہیں لگانا چاہیے نہ ہی اسے بغیر طہارت کے گردن میں اویزا کرنا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے پاک و پاکیزہ افراد کے علاوہ مس کرنے سے منع کیا ہے۔

۱) (تفسیر صافی، ج ۵، ص ۱۲۹)۔

۲) (سورہ بروج، آیت ۲۳)۔

۳) (احتمال پایا جاتا ہے کہ بجائے حِطَّة کے خطہ اور تصحیف و رد و بدل طباعت یا کاتب کی (کتابت میں ہونی ہو۔

۴) (التہذیب، ج ۱، ص ۱۲۷)۔

۳۹۹ - ”وفی الدر المنثور اخرج ابن مردویہ بسند رواہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ صُحُفٍ مُّطَهَّرَةٍ لَا یَمَسُّہُ اِلَّا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ ، اِنَّہٗ لَقُرْآنٌ کَرِیْمٌ فِی کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ اَقْلَ عِنْدَ اللّٰہِ فِی الْمَطْہَرُوْنَ اَقْلَ الْمَقْرُؤُوْنَ“

سیوطی نے در منثور میں ابن عباس سے انہوں نے نبی اکرم (ص) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: بے شک یہ بڑا محترم قرآن ہے جسے ایک پوشیدہ کتاب میں رکھا گیا ہے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس پاکیزہ صحیفوں میں محفوظ ہے جسے پاک و پاکیزہ افراد کے علاوہ مس نہیں کرسکتے یعنی مقرب افراد کے علاوہ۔

۴۰۰۔ ”وفی الاحتجاج للطبرسی (ره) فی روایۃ ابی ذر الغفاری قَالَ لَمَّا تُوفِّیَ رَسُوْلُ نَ وَالْآنَ صَارَ وَعَرَضَهُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ جَمَعَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ وَجَاءَ بِهِ إِلَى الْمَ هَاجِرِي أَوَّلَ صَفْحَةٍ عَلَيْهِمْ لِمَا قَدْ أَوْ صَاهُ بِلَ ذِكْرَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَمَّا فَتَحَهُ أَبُو بَكْرٌ خَرَجَ فِي فَتْحِهَا فَصَانَحَ الْقَوْمَ فَوَثَّبَ عُمَرُو أَقْلَ أَى عَلِيٍّ أُرْدَدُوْهُ فَلَا حَاجَةَ لَ أَنْ فِيهِ، فَأَخَذَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَانصَرَ رَفَ، ثُمَّ أَحْضَرَ زَيْدٌ بَنَ أَثْبِتَ وَ أَكْنَ أَقْرِبًا لِلْقُرْآنِ فَ أَقْلَ لَهُ عُمَرُ إِنْ عَلِيًّا جَاءَ أَنْ بِالْقُرْآنِ وَفِيهِ فَصَانَحَ حَتَّى وَهُ تَكُ لِلْمَ هَاجِرِيْنَ وَالْآنَ صَارَ وَقَدْ رَأَى أَنْ أَنْ تُؤْلَفَ الْقُرْآنَ وَتُسَقُّطَ مِنْهُ أَمْ أ كَنْ فِيهِ قَضَى وَالْآنَ صَارَ فَأَجَابَهُ زَيْدٌ إِنْ لَ لَ ذَلِكَ ثُمَّ أَقْلَ فَإِنْ أَنَا فَرَعْتُ مِنَ الْقُرْآنِ عَلَ أَى أَمْ سَأَلْتُكُمْ وَأَطَعْتُكُمْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ أَلْفَهُ أَلَيْسَ قَدْ بَطَلَ كُلُّ أَمْ عَمِلْتُمْ؟ أَقْلَ عُمَرُ فَ مَا الْخِيَلَةُ؟ أَقْلَ زَيْدٌ أَنْتُمْ أَعْلَمُ السَّلَامُ الْقُرْآنَ الَّذِي قَتَلَ إِيَّ عَلِيٍّ يَدُ خَالِدِ بْنِ لَهْ دُونَ أَنْ نَفْتُ لَهُ وَ نَسْتَرِيحَ مِنْهُ قَدْبَرُ فِي لَهْ فَ أَقْلَ عُمَرُ أَمْ حَى بِالْحَى دَقْلَمَ يَقْدِرُ عَلَ لَ لَ ذَلِكَ الْوَلِيُّ أَمْ بَيْنَ هُمْ فَلَمَّا اسْتَحْلَفَ عُمَرُ سُنَّيْلَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِ الْقُرْآنَ فَيَجْزِيَهُ فِي بَكْرٍ حَتَّى وَ نَجْتَمَعَ عَلَيْهِ، كُنْتُ قَدْ جِئْتُ بِهِ إِنْ أَى أَقْلَ أَى أَبِ الْحَسَنِ أَنْ جِئْتُ بِالْقُرْآنِ الَّذِي فَ أَقْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَ هَاتُ لَيْسَ إِلَى لَ ذَلِكَ سَبِيلَ إِنْ مَا جِئْتُ بِهِ عَلَ أَى أَبِ بَكْرٍ لِنَقُومَ الْحُجَّةَ عَلَيْكُمْ لَا يَمْسُهُ عِنْدِي وَلَا تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ أَوْ تَقُولُوا أَمْ جِئْتُ أَنْ بِهِ إِنْ الْقُرْآنَ الَّذِي أَقْلَ عُمَرُ فَهَلْ لِأُظْهَرُ وَقْتُ مَعْلُومٍ فَ أَقْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَمْ إِنْ أَمْ، إِلَّا الْمَ طَهْرُونَ وَالْأَوْصِيَاءُ مِنْ وَلَدِي (السُّنَّةُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ ” (۱) يُظْهِرُهُ وَيَحْمِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَتُجْرَى أَمَّا أَلْ أَمَّا مِنْ وَلَدِي

علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب احتجاج میں ابوذر کی روایت میں نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: جب حضرت رسول خدا (ص) کی رحلت ہوئی تو حضرت علی - نے قرآن جمع کیا اور مہاجرین و انصار کے پاس لانے انہیں دکھایا کیوں کہ رسول خدا (ص) نے اسی طرح وضاحت فرمائی تھی۔ جب ابوبکر نے اسے کھولا تو اس میں قوم کی رسوائیاں برآمد ہوئیں تو عمر نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر کہا: اے علی! اس قرآن کو واپس لے جائیے ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے لہذا حضرت علی - اسے اٹھا کر واپس لے گئے۔

پھر زید ابن ثابت جو قاری قرآن تھے انہیں حاضر کیا عمر نے کہا: یقیناً حضرت علی - ہمارے پاس قرآن لے کر آئے کہ جس میں مہاجرین و انصار کی رسوائیاں موجود تھیں، ہماری رائے اور تدبیر یہ ہوئی کہ ہم خود قرآن تالیف کریں اور اس میں جو مہاجرین و انصار کی ہتک حرمت اور رسوائیاں ہوئی تھیں اسے حذف کر دیں، چنانچہ زید ابن ثابت نے مثبت جواب دیتے ہوئے کہا: اب اگر میں تمہاری رائے کے مطابق قرآن جمع کر کے فارغ ہو جاؤں اور جو قرآن علی - نے جمع کیا تھا اسے ظاہر کر دیں تو کیا تمہاری تمام دسیسہ کاریاں اور کارستانیاں خراب نہیں ہو جائیں گی؟ عمر نے کہا: تو پھر چارہ کار کیا

۱۔ (احتجاج، ج ۱، ص ۲۲۷)۔

ہے؟ کہا: تم اس کی تدبیر کے بارے میں بہتر جانتے ہو؟ پھر عمر نے کہا: اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ انہیں قتل کر دیں اور ان کی طرف سے سکون حاصل کریں اس تدبیر کے بعد مزید غور و فکر کر کے یہ مصمم ارادہ کیا کہ خالد ابن ولید کے بدست انہیں قتل کرایا جائے مگر کامیاب نہیں ہوا کیوں کہ وہ اس جرم میں ملوث ہونے سے زیادہ عاجز تھا کیوں کہ اس کا واقعہ مشہور ہے۔ جب عمر خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت علی - سے درخواست کی کہ انہیں وہی قرآن عطا کریں تاکہ وہ اپنے درمیان مہاجرین و انصار کے متعلق جو مذکورہ مطالب ہیں اس میں تحریف اور رد و بدل سے کام لیں بلکہ اسے حذف کر دیں۔

لہذا کہا کہ: اے ابو الحسن! آپ وہ قرآن ہمارے لیے لے کر آئیں جو ابوبکر کے پاس لے گئے تھے تاکہ ہم لوگ اس پر عمل کریں تو حضرت - نے فرمایا: ہیهات! ایسا امر ممکن نہیں ہے اس کا کوئی راستہ نہیں ہے در حقیقت ابوبکر کے سامنے اتمام حجت کے لیے لایا تھا کہ کل روز قیامت یہ نہ کہیں کہ ہم تو اس سے غافل تھے یا نہ کہیں کہ ہمارے سامنے پیش نہیں کیا تھا تاکہ ہم اس پر عمل کرتے یقیناً وہ قرآن جو میرے پاس موجود ہے سوائے پاک و پاکیزہ افراد اور میری اولاد میں سے جو اوصیاء ہیں مس نہیں کر سکتے، عمر نے کہا: کیا اس کے اظہار کے لیے وقت معلوم ہے؟ فرمایا: ہاں جس وقت میری اولاد میں سے قائم قیام کرے گا تو وہ اس (قرآن) کو ظاہر کرے گا اور لوگوں کو اس کی طرف برانگیختہ کرے گا اور پھر سنت پیغمبر (ص) کو جاری کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قرآن مجید خداوند سبحان کے نزدیک عزیز ہے کوئی بھی باطل اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔

۱) (سورہ فصلت، آیت ۴۲ -)

ہے شک جتنا لوگوں نے قرآن کے آنے کے بعد اس کا انکار کر دیا ان کا انجام برا ہے اور یہ ایک عالی مرتبہ کتاب ہے جس کے سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔
ہِ اَقْلَ ذَكَرَ عَنْ أَبِي ۴۰۱ - ”وَفِي الْعِيُونِ اَلْبِيَهَقِي عَنْ الصَّوْلِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الرَّازِي هِ وَالْآيَةُ الْمُعْجِزَةُ فِي الْاِمَامِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرَّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمًا اَلْقُرْآنَ فَعَظَّمَ الْخُجَّةَ فِي اِلَى الْجَنَّةِ نَ وَغُرُوْثُ الْوُثْ فِي وَطَرِيْقَتُهُ الْمَثُ لِي الْمُوْدَى نَظْمِي فَقَالَ هُوَ خَبِلَ اَللّٰهُ اَلْمَتَى مِنَ النَّارِ لَمْ يَخْلُقْ قَ مِنَ الْاَزْمِنَةِ (فِي الْاَزْمِنَةِ) وَ لَا بَعَثَ عَلٰى الْاَلْسِنَةِ لَانَّهُ لَمْ يَجْعَلْ لِرِزْمَانٍ وَ الْمُنْجَى هِ اَلْ اَبْطَلُ مِنَ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ لُ الْبُرْهَانِ وَ حُجَّةٌ عَلٰى كُلِّ اَنْسَانٍ لَا يَأْتِي دُونَ زَمَانٍ بَلْ جَعَلَ ذَلِي) هِ حَمِيْدٌ ” (۱ لُ مِنْ حَكِي خَلْفَ هِ تَنْزِي

عیون اخبار الرضا میں صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد ابن موسی رازی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: ایک دن حضرت امام علی رضا - نے قرآن مجید کا ذکر فرمایا پھر اس میں جو حجت ہے اسے بہت عظیم شمار کیا پھر فرمایا: قرآن خدا کی ریسمان محکم ہے۔ اور اس کا دستہ استوار اور دین کے لیے معتبر ہے اس کی راہ صحیح راہ ہے کہ (اپنے احکام پر عمل کرنے والوں کو) بہشت کی طرف لے جاتا ہے اور آتش جہنم سے نجات عطا کرتا ہے مرور زمانہ کی وجہ سے وہ فرسودہ نہیں ہوتا، اپنے قارئین کو خستہ نہیں کرتا اس میں سلاست اور فصاحت و بلاغت ہے کیوں کہ قرآن کسی ایک مخصوص زمانے کے لیے قرار نہیں دیا گیا ہے بلکہ قرآن ہر انسان کے لیے رہنما حجت اور رہبان قرار دیا گیا ہے اس کے سامنے پیچھے یا کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔

۱) (عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۱۳۸ - بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۲۱۱، ج ۸۹، ص ۱۴ -)

ہِ عَلِيْهِمَا السَّلَامُ : اِنَّ رَجُلًا سَلَلَ اَب مِّنْ بَنِي الْعَبَّاسِ عَنِ الرَّضَا عَنْ أَبِي ۴۰۲ - ”عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا اَبَالَ الْقُرْآنَ لَا يَزَادُ عَلَى النَّشْرِ وَ الدَّرْسِ الْاَعْضَاضَةَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَانَّ دُ وَ عِنْدَ كُلِّ رَا مِنْ جَدِي اَللّٰهُ ت اَبْرَكَ وَ تَعَالٰى لَمْ يَجْعَلْ لِهٰ ا مِنْ دُونَ رَا مِنْ وَ لَانَّاسٍ دُونَ اَنْسٍ فَهَوْ فِي) كُلُّ قَوْمٍ غَضُّ اِلَ يَوْمٍ الْقِيَمَةِ ” (۱)

اسی کتاب میں ابراہیم ابن عباس سے انہوں نے حضرت امام رضا - سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق - سے دریافت کیا: کیوں قرآن کی جتنا زیادہ نشر و اشاعت کرتے ہیں اور اس کی تدریس کرتے ہیں اس کی شادابی اور تازگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے (اس سے احساس خستگی نفرت اور دوری نہیں پیدا ہوتی) تو امام - نے فرمایا: چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کو کسی ایک ہی زمانہ سے مخصوص نہیں کیا ہے اور اسی طرح صرف خاص لوگوں کے لیے نہیں نازل فرمایا بلکہ ہر زمانے میں اور ہر قوم کے نزدیک صیح قیامت تک ہر دل عزیز اور شادابی و تازگی کے ساتھ ہے۔

۴۰۳ - ”وَفِي الْعِيَاشِي : عَنْ يُّوسُفَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَفَعَهُ اِلَى الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ اَقْلَ: دَخَلْتُ نَ اِنَّا اِذَا كُنَّا رَ الْمُؤْمِنِي طَالِبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ يَا اَمِي نَ عَلِيّ بْنَ أَبِي عَلِيٍّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِي تَسْرِيْهِ دِيْنُ اَنْ وَ اَذْ خَرَجَ اَنْ مِنْ عِنْدِكَ سَمِعَ اَنْ اَشْ اِيءُ مُخِتَ لِفَةً مَّغْمُ وُوسَةَ لَا نَدْرِي عِنْدَكَ سَمِعْنَا الَّذِي اَمِيْرُ اَقْلَ اَوْقَدَ فَعَلُوْهَا اَقْلَ قُلْتُ نَعَمْ ، اَقْلَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اَللّٰهِ صَلَّيْ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ يَقُوْلُ اَ اَنْتِيْ اَمَّتِيْكَ فِتْنَةٌ قُلْتُ فَمَا الْمَخْرُجُ مِنْ هَا فَتَ اَقْلَ كَ اَتَبَ اَللّٰهُ جَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدَ سَيَكُوْنُ فِي هِ بَ اَيْنَ اَمْ قَبْلَ كُمْ مِنْ خَبَرٍ وَ خَبِرَ اَمْ بَعْدُ كُمْ وَ حُكْمٌ مَّابَيْنَ كُمْ وَ هُوَ الْوَصْلُ لَيْسَ بِاَلِهَ زَلْ مِنْ وَاوَاةٍ فِي

۱) (امالی شیخ طوسی، ص ۵۸۰ -)

نِ غَيْرِ هِ اَصَلَّهُ اَللّٰهُ وَ هُوَ خَبِلَ اَللّٰهُ الْمَتَى مِنْ جِبَارٍ فَعَمِلَ بِغَيْرِ هِ قَصَمَهُ اَللّٰهُ وَ مَنْ التَّمَسَّ اَلْهُدٰى فِي قَهِّ الْاَهْوَاءِ وَ لَا تَلْبِسُهُ الْاَلْسَنَةُ

وَلَا يَخْلُوا عَنْ الرَّدِّ مَا لَا تُرَى وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ السُّمْتَقِيُّ لَمْ تَكُنْ الْجَنُّ إِلَّا أَذْ سَمِعَهُ أَنْ أَقْلُوا إِنَّا سَمِعَ أَنْ عَاجِبُهُ وَلَا يَشْبَغُ مِنْهَا الْعُلُومُ الْمَاءُ هُوَ الَّذِي لَا يَنْقُضُ إِلَى الرُّشْدِ ، مَنْ أَقْلَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أَجَرَ وَمَنْ إِعْتَصَمَ بِهِ هُدًى عَ لِي قُرْأْنَا عَجَبًا يَهْدِي هَ ال أَبْطَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ هُوَ الْكِتَابُ الْعَزِيزُ الَّذِي لَا يَأْتِي صَ ارْطِ مُسْتَقَى (حميد ” ۱)

عیاشی نے اپنی تفسیر میں یوسف ابن عبد الرحمن سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ حارث اعور کا بیان ہے : میں نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کی خدمت اقدس میں پہنچ کر عرض کیا: یا امیر المومنین! ہم جب آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ایسی چیزیں ہمارے گوش گزار ہوتی ہیں جو ہمارے دین میں مسرت کا باعث ہوتی ہیں اور جب آپ کے پاس سے خارج ہوجاتے ہیں تو ایسی مختلف اور نامعلوم چیزیں سنتے ہیں کہ اس کا ہمیں علم بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا: کیا جو کچھ سنا ہے اس پر عمل کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، فرمایا: میں نے رسول خدا (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ : جبرئیل میرے پاس آئے اور عرض کیا: یا محمد ! عنقریب آپ کی امت میں فتنہ و فساد برپا ہوگا میں نے عرض کیا: اس سے راہ فرار کیسے ممکن ہے؟ تو فرمایا: کتاب خدا میں تم سے پہلے والوں کی خبر بیان ہوئی ہے اور جو کچھ تمہارے بعد واقع ہوگا اور وہ حکم جو تمہارے درمیان واقع ہوگا قرآن حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہے وہ لغو اور مزاحیہ کلام نہیں ہے جو شخص جباروں اور ظالموں میں سے اس کے درمیان رہتے ہوئے اس سے روگردانی کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا اور جو شخص اس کے غیر سے ہدایت کا خواہاں ہو خدا اسے گمراہ کردے گا اور وہ اللہ کی محکم رسی ہے اور

۱)۔ تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۳۔ تفسیر صافی، ج ۱، ص ۱۶۔)

وہی ذکر حکیم اور صراطِ مستقیم ہے اسے خواہشات نفسانی زینت نہیں دے سکتی اسے زبانیں اور مختلف بیانات اشتباہ و خلل میں نہیں ڈال سکتے اور تردید سے بھی خالی نہیں ہوسکتا اس کے عجائب تمام ہونے والے نہیں ہیں علماء (اس کے مفہیم عالیہ سے) سیر نہیں ہوتے وہ وہی اللہ کا کلام ہے کہ جب جنات نے اسے سنا تو مخفی نہیں کرسکے اور کہا: ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے جو شخص اس میں غور و فکر کرے گا اس کی تصدیق کرے گا اور جو شخص اس پر عمل کرے گا ثواب پائے گا جو شخص اس سے متمسک ہوگا راہ راست کی طرف ہدایت پائے گا وہ وہی کتاب عزیز ہے کہ جس کے سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔

لَإِرسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِنَّ أُتُكَّ ۴۰۴ - “وَمِنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَقْلَ فِي هَ الْبَاطِلِ مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ لَايَأْتِي سَيُفْتَنُ ثَنَ فُسَيْلُ فَمَا الْمَخْرَجُ مِنْ تِلْكَ فَ أَقْلَ كِتَابِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الَّذِي غَيْرُهُ أَضَلُّهُ اللَّهُ وَمَنْ وَلِيَ هَذَا مِنْ إِبْتِغَايِهِ هَ الْعِلْمَ لَمْ فِي مَحْمِيٍّ لَمْ مِنْ حَكِيٍّ وَمِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِ نَ الصِّرَاطِ السُّمْتَقِيِّ مِ وَالنُّورِ الْمُبِيِّ الْأَمْرِ مِنْ جَبَّارٍ فَعَمِلَ بِغَيْرِهِ قَصَمَهُ اللَّهُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ هَ خَيْرٌ أَمْ قَبْلَكُمْ وَتَبَأُ أَمْ بَعْدَكُمْ وَحُكْمٌ أَمْ بَيْنَكُمْ وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ وَهُوَ الَّذِي سَمِعَهُ الْجَنُّ فِي قَلَمٍ تَ أَنَّهُانَ أَقْلُوا إِنَّا سَمِعَ أَنْ قُرْأْنَا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَاْمَنَّا بِهِ وَلَا يَخْلُقُ عَلَى طُولِ الرَّدِّ وَلَا) عِبْرُهُ وَلَا تُفْنِي عَجَائِبُهُ ” (۱ يَنْقُضُ

اسی کتاب میں حسن ابن علی کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا (ص) سے عرض کیا گیا: عنقریب آپ کی امت فتنوں میں گھر جائے گی لہذا آنحضرت (ص) سے دریافت کیا: ان فتنوں سے فرار کا راستہ

۱)۔ بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۲۷۔)

کیا ہے؟ فرمایا: وہ وہی کتاب عزیز ہے کہ جس کے سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے جو شخص اس کے علاوہ علم کی تلاش کرے گا خدا اسے گمراہ کرے گا اور جو شخص ظالموں اور جباروں میں سے اس امر کو اپنے ذمہ لے گا اور اس کے علاوہ وہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا اور وہ ذکر حکیم ہے اور آشکارا نور ہے صراطِ مستقیم ہے اس میں گزشتہ لوگوں کی خبریں ہیں جو تم سے پہلے تھے اور آئندہ آنے والے افراد کی بھی خبریں ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے اور جو کچھ تمہارے درمیان واقع ہوگا

مذکورہ آیات و روایات کے مطلب کا ماحصل یہ ہے کہ پاکیزہ اور مقرب افراد کے علاوہ کہ جس سے مراد ائمہ اطہار ہیں ناپاک اور نجس ہاتھوں سے قرآن مجید کو مس کرنے سے منع کیا گیا ہے اور باطل کسی بھی صورت میں اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ احمد ابن علی ابن محمد ابن عبد اللہ ابن عمر ابن ابی طالب - سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ تھا جب کوئی نہ تھا۔ خدا نے کون و مکان کو پیدا کیا اور نور الانوار کو خلق کیا جس سے تمام انوار نے روشنی حاصل کی اور اس میں اپنے نور کو جگہ دی کہ جس سے تمام انوار کو ضیاء دی (اور اس سے نشاۃ پائے) یہی وہ نور تھا کہ جس سے محمد (ص) و علی - کو پیدا کیا یہی دو نسل نور اولین سے تھے ان سے پہلے کوئی اور شے نہ تھی یہ طاہر و مطہر اصلاہ طاہرہ کی طرف منتقل ہو رہے ہیں یہاں تک کہ دو پاک و پاکیزہ صلبوں یعنی صلب عبداللہ (پیغمبر اکرم (ص) کے والد گرامی اور ابو طالب (حضرت علی - کے پدر بزرگوار) میں منتقل ہوئے۔

١) (كافي، ج ١، ص ٤٤٢ -).

صاحب مصباح الانوار نے اپنی سند کے ساتھ انس ابن مالک سے انہوں نے نبی اکرم (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: بحار الانوار میں رسول اکرم (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق فرمایا اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو بھی خلق فرمایا قبل اس کے کہ آدم کو پیدا کرے، جس وقت نہ آسمان وجود میں آیا تھا اور نہ ہی زمین کا فرش بچھایا گیا تھا نہ ہی نور و ظلمت، آفتاب و مابتاب اور جنت و جہنم کا وجود تھا پھر عباس نے عرض کیا: اے رسول خدا (ص)! آپ کی خلقت کے آغاز کی کیفیت کیا تھی؟ فرمایا: اے چچا!

جس زمانے میں خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں خلق کرنے کا ارادہ کیا تو ایک کلمہ کہا اور اس کلمے سے ایک نور خلق فرمایا پھر دوسرا کلمہ کہا اور اس سے ایک روح خلق کی پھر خود کو روح کے ساتھ مخلوط کیا پھر مجھے خلق کیا اور علی، فاطمہ اور حسن و حسین کو بھی خلق فرمایا۔

۱) (بحار الانوار، ج ۵۴، ص ۱۹۳)۔

ہم وہ تھے کہ خدائے سبحان کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے جب کوئی بھی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہیں تھا، جب خدائے بزرگ و برتر نے اپنی مخلوقات کو ایجاد و تخلیق کا ارادہ کیا تو میرے نور کو شگافتہ کیا اور عرش کو میرے نور سے خلق فرمایا اور میرا نور خدا کا نور ہے اور میرا نور عرش سے افضل ہے، پھر میرے بھائی علی کے نور کو شگافتہ کیا اور ان کے نور سے ملائکہ کو خلق فرمایا پھر ملائکہ کو علی کے نور سے اور علی کے نور کو خدا کے نور سے خلق کیا اور علی ملائکہ سے افضل ہیں اس نور کے بعد میری بیٹی کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس تمام آسمان اور زمین میری بیٹی فاطمہ کے نور سے خلق ہوئے اور میری بیٹی فاطمہ کا نور خدا کا نور ہے اور میری بیٹی فاطمہ آسمانوں اور زمین سے افضل ہے، پھر میرے بیٹے حسن کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے آفتاب و مابتاب کو خلق فرمایا اور سورج چاند کو میرے بیٹے حسن کے نور سے خلق کیا اور میرے بیٹے کا نور خدا کے نور سے ہے اور حسن آفتاب و مابتاب سے افضل ہے، اس کے بعد میرے بیٹے حسین کے نور کو شگافتہ فرمایا اور اس سے بہشت اور حور العین کے نور کو خلق کیا پھر بہشت اور حور العین کو میرے بیٹے حسین کے نور سے خلق کیا اور میرے بیٹے حسین کا نور خدائے سبحان کے نور سے ہے اور میرا بیٹا حسین (علیہ و علیہم صلوات اللہ و سلامہ) بہشت اور حور العین سے افضل ہے۔

جَعْفَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي السَّلَامِ فَأَجْرَيْتُ اخْتِ لَافِ الشَّيْعَةِ
فَإَقْلَ أَيْ مُحَمَّدَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَزَلْ مُتَقَرِّدًا بِوَحْدَانِيَّتِهِ ثُمَّ عَاشَ أَهْلَهُمْ فَاشْهَدَهُمْ خَلْقَ هَا وَاجْرَى خَلْقَ مُحَمَّدًا
وَعَلِيًّا وَأَفْطَمَهُ فَمَكَّنُوا أَلْفَ دَهْرٍ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيعَ طَائِعَتِهِمْ عَلَيَّ هَا وَفَوَضَ أُمُورَ هَا إِلَيْهِمْ فَهُمْ يُحْلُونَ أَمْ يَشَاوُونَ وَيَحْرَمُونَ أَمْ يَشَاوُونَ
وَلَنْ يَشَاوُوا إِلَّا أَنْ مَنْ تَقَدَّمَ هَا حَرَقَ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْ هَا يَشَاءُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَذِهِ الدِّيَانَةُ الَّتِي مَحَقَّ وَمَنْ
لَزِمَ هَا لِحَقٍّ خُذْ هَا إِلَيْكَ أَيْ مُحَمَّدٌ (۱)

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد ابن سنان سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں ابو جعفر ثانی امام محمد تقی - کی خدمت اقدس میں تھا اور آپ کے سامنے شیعوں کے اختلاف کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا: اے محمد! اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنی وحدانیت میں واحد و یکتا اور منحصر بفرد ہے لہذا محمد و علی اور فاطمہ کو پیدا کیا پھر انہوں نے اسی طرح ہزار زمانے تک زندگی بسر کی پھر تمام اشیاء کو خلق فرمایا پھر ان لوگوں کو ان تمام اشیاء کی خلقت پر گواہ بنایا ان لوگوں کو اپنی مخلوقات کا مشاہدہ کرایا اور ان کی اطاعت ان کے لیے نافذ کی اور ان کے معاملات کو ان کے سپرد کیا پس وہ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں اور وہ نہیں چاہتے مگر وہی جس کو اللہ چاہتا ہے۔ پھر فرمایا: اے محمد! یہ وہ دیانت الہیہ ہے کہ جو اس سے آگے بڑھا اسلام سے خارج ہوا اور جو پیچھے رہے وہ ہلاک ہو جائے گا اور جو ان کے ہمراہ ثابت قدم رہا ان کے ساتھ رہے گا۔ لہذا اے محمد! تم یہی طریقہ اختیار کرو۔ مذکورہ آیات و روایات کے مطلب کا ماحصل یہ ہے کہ پاکیزہ اور مقرب افراد کے علاوہ کہ جس سے مراد ائمہ اطہار ہیں ناپاک اور نجس ہاتھوں سے قرآن مجید کو مس کرنے سے منع کیا گیا ہے اور باطل کسی بھی صورت میں اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔ جس طرح قرآن مجید ناپاک ہاتھوں کے مس کرنے سے مصون و محفوظ ہے اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم اور ان کے آباء و اجداد کرام کا مقدس وجود نجس ہاتھوں اور ناپاک جڑوں کے نفوذ اور تمام آلودگیوں سے محفوظ ہے۔

لَوْحٌ مَحْفُوظٌ (یقیناً یہ بزرگ و برتر دُ فی اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِی

۱) (کافی، ج ۱، ص ۴۴۱)۔

قرآن ہے جو لوح محفوظ میں محفوظ کیا گیا ہے) ان لوگوں کے اس جیسے اصرار کا مقصد قرآن کی تکذیب ہے۔ ایسا نہیں

ہے کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں بلکہ قرآن ایسی کتاب ہے جو پڑھی گئی ہے، بہت عظیم ہے اپنے معانی میں اور عزیز و گراں قدر ہے اپنے علوم و معارف میں جو ایک لوح میں کذب و باطل اور شیطانوں کے مس کرنے سے مصون و محفوظ ہے۔
لَوْحٌ مَّحْفُوظٌ وَظُّهُ دُفِی ۴۰۸۔ ”و فی تفسیر نور الثقلین : فی قول اللہ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِی لَ فَا اذ تَكَلَّمَ الرَّبُّ نِ اِس اُرفی ن العِ رَشِ عَ لَ ی جَبی اَقْل اللّٰوْحُ الْمَحْفُوظُ لَهُ طَرَفٌ اَفْنِ طَرَفٌ عَلٰی یَمٰی اللّٰوْحِ اِلٰی اللّٰوْحِ فِیُوجِی بِ مَا فِی لَ فَنَنْظُرُ فِی نِ اِس اُرفی جَلَّ ذِکْرُہُ بِالْوَحٰی حِی ضَرْبُ اللّٰوْحِ جَبی (جِبْرِئِلُ عَلَیہ السّلام ” (۱)

تفسیر نور الثقلین میں آیہ مذکورہ کے ذیل میں فرمایا: لوح محفوظ کے دو، سرے ہیں ایک سرا عرش کے دہانی طرف ہے جو اسرافیل کی جبین پر ہے جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام کرتا ہے تو وہ لوح اسرافیل کی جبین پر لگتی ہے پھر لوح میں دیکھتا ہے اس کے بعد جو کچھ اس میں ہوتا ہے جبرئیل کی طرف وحی کرتا ہے۔

۴۰۹۔ ”و فی الدر المنثور اَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ وَابْنُ مُرْدَوَيْهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَقْلَ اَقْلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ خَلَقَ اللّٰهُ لَوْحًا مِنْ ذَرَّةٍ بَي ضَاءَ اَتَه مِنْ زَبَرْجَدٍ خَضَّ اَرَاءَ كَبِ اَتَبُہُ مِنْ نُورٍ يَلْخَطُ اِلَیْہِ تٌ وَيَخْلُقُ وَيَرْزُقُ وَيَعِزُّ وَيَذِلُّ وَيَفْعَلُ اَمِّ شَاءَ ” وَیَمِی كُلُّ یَوْمٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتِّیْنَ لَحْظَةً یَحِیُّ فِی (۲)

سیوطی نے اپنی کتاب در منثور میں ذکر کیا ہے کہ ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے اس حدیث کو ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لوح کو بہت سفید و روشن موتی سے خلق کیا

۱) (تفسیر نور الثقلین، ج ۵، ص ۵۴۸)۔

۲) (الدر المنثور، ج ۶، ص ۳۳۵)۔

اس کا کنارہ سبز زبرجد سے بنا ہوا ہے اس کے نوشتہ جات نور سے لکھے گئے ہیں وہ اس کی طرف روزانہ تین سو ساٹھ مرتبہ اپنی نگاہ قدرت سے نظر کرتا ہے زندہ کرتا ہے موت دیتا ہے خلق کرتا ہے روزی عطا کرتا ہے عزت بخشتا ہے اور ذلیل کرتا ہے اور جو بھی امر اس کی مشیت سے متعلق ہوتا ہے انجام دیتا ہے۔

۴۱۰۔ ”و فی المجمع : وَ اَقْلُوا لَا یَجُوْزُ لِلْجَنْبِ وَالْ حَائِضِ وَالْمُحْذِثِ مَسُّ الْمُصْحَفِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ (عَلِی اَل اَبِقْرِ عَلَیہ السّلام ” (۱)

مجمع البیان میں امام محمد باقر - سے نقل ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا: مجنب، حائض اور محدث انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ قرآن کو مس کرے۔ مولف کہتے ہیں: مذکورہ مطالب قرآن مجید کی عظمت و منزلت کی نشان دہی کرتے ہیں کہ اسے ناپاک ہاتھوں کے مس ہونے سے مصون و محفوظ رہنا چاہیے اور اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کا مقدس وجود اور تمام ائمہ طاہرین کو بھی ہر قسم کے ناپاک اور آلودہ ہاتھوں کے مس کرنے سے محفوظ ہونا چاہیے کیوں کہ ان کی ذوات مقدسہ نور اور عظمت الہی کے نور سے متفرع ہوئی ہے جو سراپا نور ہیں۔

۴۱۱۔ ”عَنِ الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، قَالَ : إِنَّ اللَّهَ إِذَا كَانَ فَخْلًا أَلَا كَانَ نُورًا مِنْهُ الْآنَ أَوْ هُوَ وَالْمَلَكُ أَكُنْ وَخَلَقَ نُورَ الْآنَ أَوْ الَّذِي نُورَتِ مِنْهُ الْآنَ أَوْ وَاجِرٌ فِيهِ مِنْ نُورِهِ الَّذِي النَّورُ الَّذِي خَلَقَ مِنْهُ مُحَمَّدًا وَ عَلِيًّا فَلَمْ يَزَلْ نُورَيْنِ أَوَّلَيْنِ إِذْ لَا شَيْءَ كُنَّ قَبْلَ مَا فَلَمْ يَزَلْ يَجْرُ اِبْنِ طَاهِرَيْنِ مُطَهَّرَيْنِ فِي

۱) (مجمع البیان، ج ۹، ص ۳۷۷)۔

طَالِبٍ عَلَیہ السّلام ” عَبْدُ اللَّهِ وَ أَبِي أَطْمَرٍ طَاهِرَيْنِ فِي الْأَصْلَابِ الطَّاهِرَةِ حَتَّى أَفْتَرَأَقَ فِي (۱)
کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ ابن عمر ابن ابی طالب سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ تھا جب کوئی نہ تھا۔ خدا نے کون و مکان کو پیدا کیا اور نور الانوار کو خلق کیا جس سے تمام انوار نے روشنی حاصل کی اور اس میں اپنے نور کو جگہ دی کہ جس سے تمام انوار کو ضیاء دی (اور اس سے نشاۃ پائے) یہی وہ نور تھا کہ جس سے محمد (ص) و علی - کو پیدا کیا یہی دو نسل نور اولین سے تھے ان سے پہلے کوئی اور شے نہ تھی یہ طاہر و مطہر اصلاط طاہرہ کی طرف منتقل ہو رہے ہیں یہاں تک کہ دو پاک و پاکیزہ صلیبوں یعنی صلیب عبداللہ (پیغمبر اکرم (ص) کے والد گرامی اور ابو طالب (حضرت علی - کے پدر بزرگوار) میں منتقل ہوئے۔

۴۱۲۔ “عن مصباح الانوار بإسناده عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وآله قال: وَخَلَقَ عَلِيًّا أَطِمَةً وَالْحُسَيْنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ حِينَ لَا إِنْ اللَّهُ خَلَقَنِي سَ مَاءٍ مَبْنِيَّةٍ وَ لَا أَرْضٍ مَدْحِيَّةٍ وَ لَا ظِلْمَةٍ وَ لَا نُورٍ وَ لَا شَمْسٍ وَ لَا قَمَرٍ وَ لَا جَنَّةٍ وَ لَا نَارٍ فَ أَقَالَ الْعَرَبُ: فَكَيْفَ أَكُنْ بِدَوْنِ خَلْقِ كُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَ أَقَالَ: أَيْ عَمَّ لَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَ أَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ فَخَلَقَ مِنْهَا وَخَلَقَ عَلِيًّا وَ أَطِمَةً نُورًا، ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أُخْرَى فَخَلَقَ مِنْهَا رُوحًا، ثُمَّ خَلَطَ النُّورَ بِالرُّوحِ فَخَلَقَنِي لَا تَسْبِيحٍ وَتُقْدِيسٍ حِينَ لَا تُقْدِيسُ وَالْحُسَيْنَ وَالْحُسَيْنَ، فَكُنَّا نُسَبِّحُ حَى، فَخَلَقَ مِنْهُ الْعَرَشَ رَشَّ قَالَعَرَشُ مِنْ نُورِي فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَشْأَ خَلَقَ هَ فَتَقَى نُورِي عَلَى فَخَلَقَ أَفْضَلَ مِنْ الْعَرَشِ، ثُمَّ فَتَقَى نُورَ أَخِي مِنْ نُورِ اللَّهِ، وَنُورِي وَنُورِي

۱) (کافی، ج ۱، ص ۴۲۲۔ بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۲۴۔)

مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورِ عَلِيٍّ وَنُورِ عَلِيٍّ مِنْ نُورِ اللَّهِ وَ عَلِيٍّ أَفْضَلَ مِنْ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ فَتَقَى نُورَ فَاطِمَةَ أَطِمَةً وَنُورَ ابْنِ تَي فَخَلَقَ مِنْهُ السَّ لَمْ أَوْتِ وَالْأَرْضَ فَالَسَّ لَمْ أَوْتِ وَالْأَرْضَ مِنْ نُورِ ابْنَتِي ابْنَتِي أَطِمَةَ أَفْضَلَ مِنْ السَّ لَمْ أَوْتِ وَالْأَرْضَ مِنْ نُورِ اللَّهِ وَابْنِ تَي الْحُسَيْنَ وَخَلَقَ مِنْهُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، فَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مِنْ نُورِ وَلَدِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنُورِ الْحُسَيْنِ مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْحُسَيْنَ أَفْضَلَ مِنْ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، ثُمَّ فَتَقَى نُورَ نِ مِنْ نُورِ نِ، فَالْجَنَّةُ وَالْحُورُ الْعِي وَلَدِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَخَلَقَ مِنْهُ الْجَنَّةَ وَالْحُورَ الْعِي وَلَدِي الْحُسَيْنِ وَ نُورَ وَلَدِي الْحُسَيْنِ مِنْ نُورِ اللَّهِ، وَلَدِي الْحُسَيْنِ أَفْضَلَ مِنْ الْجَنَّةِ وَالْحُورِ الْعِي (۱)

صاحب مصباح الانوار نے اپنی سند کے ساتھ انس ابن مالک سے انہوں نے نبی اکرم (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق فرمایا اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو بھی خلق فرمایا قبل اس کے کہ آدم کو پیدا کرے، جس وقت نہ آسمان وجود میں آیا تھا اور نہ ہی زمین کا فرش بچھایا گیا تھا نہ ہی نور و ظلمت، آفتاب و مابتاب اور جنت و جہنم کا وجود تھا پھر عباس نے عرض کیا: اے رسول خدا (ص)! آپ کی خلقت کے آغاز کی کیفیت کیا تھی؟ فرمایا: اے چچا! جس زمانے میں خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں خلق کرنے کا ارادہ کیا تو ایک کلمہ کہا اور اس کلمے سے ایک نور خلق فرمایا پھر دوسرا کلمہ کہا اور اس سے ایک روح خلق کی پھر خود کو روح کے ساتھ مخلوط کیا پھر مجھے خلق کیا اور علی، فاطمہ اور حسن و حسین کو بھی خلق فرمایا۔

۱) (بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۱۰۔)

ہم وہ تھے کہ خدائے سبحان کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے جب کوئی بھی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہیں تھا، جب خدائے بزرگ و برتر نے اپنی مخلوقات کو ایجاد و تخلیق کا ارادہ کیا تو میرے نور کو شگافتہ کیا اور عرش کو میرے نور سے خلق فرمایا اور میرا نور خدا کا نور ہے اور میرا نور عرش سے افضل ہے، پھر میرے بھائی علی کے نور کو شگافتہ کیا اور ان کے نور سے ملائکہ کو خلق فرمایا پھر ملائکہ کو علی کے نور سے اور علی کے نور کو خدا کے نور سے خلق کیا اور علی ملائکہ سے افضل ہیں اس نور کے بعد میری بیٹی کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس تمام آسمان اور زمین میری بیٹی فاطمہ کے نور سے خلق ہوئے اور میری بیٹی فاطمہ کا نور خدا کا نور ہے اور میری بیٹی فاطمہ آسمانوں اور زمین سے افضل ہے، پھر میرے بیٹے حسن کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے آفتاب و مابتاب کو خلق فرمایا اور سورج چاند کو میرے بیٹے حسن کے نور سے خلق کیا اور میرے بیٹے کا نور خدا کے نور سے ہے اور حسن آفتاب و مابتاب سے افضل ہے، اس کے بعد میرے بیٹے حسین کے نور کو شگافتہ فرمایا اور اس سے بہشت اور حور العین کے نور کو خلق کیا پھر بہشت اور حور العین کو میرے بیٹے حسین کے نور سے خلق کیا اور میرے بیٹے حسین کا نور خدائے سبحان کے نور سے ہے اور میرا بیٹا حسین (علیہ و علیہم صلوات اللہ و سلامہ) بہشت اور حور العین سے افضل ہے۔

خَالِدُ الْكَابِلِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۴۱۳۔ “وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي أَنْزَلَ أَنْ فَ أَقَالَ أَيْ أَبْخَالِدَ النَّوْرِ وَاللَّهُ الْأَنْمَةِ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَأَمَّا نَوَا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ، وَهُمْ وَاللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ

وَهُمْ وَاللَّهُ نُورُ اللَّهِ فِي السَّمَوَاتِ الْأَرْضِ وَاللَّهُ يَا أَبَا خَالِدٍ لَنُورِ الْإِمَامِ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْوَرَ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيئَةِ بِالنَّهَارِ وَفِي وَهْمِ اللَّهِ يُنَوِّرُونَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ ، وَيَحْجُبُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ نُورَهُمْ عَنْ بَشَاءٍ فَتَظْلَمُ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ يَا أَبَا خَالِدٍ لَا يُحِبُّنَا عَبْدٌ وَ يَتَوَلَّانَا حَتَّى يُطَهِّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ وَلَا يُطَهِّرَ اللَّهُ قَلْبَ عَبْدٍ حَتَّى يُسَلِّمَ لَنَا وَ يَكُونَ سَلَامًا لَنَا فَإِذَا كَانَ مُسَلِّمًا لَنَا سَلِمَ اللَّهُ مِنْ شَدِيدِ الْحَسَابِ وَأَمَنَ مِنْ فِرْعَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَكْبَرِ ” (۱)

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ ابو خالد کابلی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے: حضرت امام محمد باقر - سے میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ ایمان لے آؤ خدا اور اس کے رسول پر اور وہ نور جو مینے بھیجا ہے کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا: اے ابو خالد! خدا کی قسم! صبح قیامت تک آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین میں سے ائمہ کا نور مراد ہے، خدا کی قسم! یہ وہی نور الہی ہیں جسے نازل کیا گیا ہے، خدا کی قسم! یہی لوگ آسمانوں اور زمین میں اللہ کا نور ہیں، اے ابو خالد! خدا کی قسم! ائمہ قلوب مومنین کو منور کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے نور کو جس سے چاہتا ہے چھپاتا ہے تو ان کے قلوب تاریک ہو جاتے ہیں۔ خدا کی قسم! اے ابو خالد! ہم سے کوئی بندہ محبت نہیں کرتا اور نہ ہی ہماری پیروی کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو پاک و پاکیزہ کرتا ہے اور کسی بندہ کا دل پاک نہیں کرتا جب تک کہ وہ ہم کو خالص طور پر تسلیم نہ کرے (ہم رنگ ہو جائے) اور جب وہ ہم سے صلح و مصالحت سے پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سخت حساب اور عظیم خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

۴۱۴ - “ وفيه عن علي بن ابراهيم باسناده عن ابي عبد الله عليه السلام في قول الله تعالى > الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَاَلَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ > (۲)

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۴ - سورنہ تغابن، آیت ۸)۔

۲) (سورنہ اعراف، آیت ۱۵۷)۔

(قال : النور في هذا الموضع امير المؤمنين والائمة عليهم السلام ” (۱)

اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ علی ابن ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق - سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وہ لوگ جنہوں نے رسول و نبی امی کا اتباع کیا جس کا ذکر انہوں نے توریت و انجیل میں لکھا ہوا پایا جو ان کو نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں اور منکرات سے روکتا ہے اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے اور ان سے احکام کے سنگین بوجہ اور قید و بند کو اٹھا دیتا ہے پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اس کا احترام کیا اس کی امداد کی اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے وہی درحقیقت فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: یہاں نور سے مراد حضرت علی امیر المومنین اور ائمہ ہیں۔ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) پر نازل فرمایا اور خود اس کی ضمانت لی اور اس کا بیمہ قرار دیا کہ وہ کبھی بھی تحریف یا ناپاک باتھوں سے مس نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ قرآن پروردگار سبحان کی حجت، ثقل اکبر اور اللہ تعالیٰ کی مستحکم ریسمان ہے کہ جسے رسول اکرم نے اپنی امت کے درمیان چھوڑا ہے۔ اسی طرح حضرت حجت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ فرجہ الشریف اور ان کے آباء و اجداد گرامی ثقل اصغر اور دوسری امانت ہیں کہ جنہیں پیغمبر اکرم (ص) نے اپنی امت کے درمیان چھوڑا ہے اور بہت شدید سخن اور تاکید کے ساتھ لوگوں کو وصیت کی ہے کہ ان دونوں امانت سے متمسک رہیں تاکہ ضلالت و گمراہی سے نجات حاصل کریں۔ جیسا کہ قرآن مجید خدا نے تبارک و تعالیٰ کی حفاظت و حراست میں ہے جسے پاک و پاکیزہ افراد کے علاوہ دوسرے نہیں مس کرسکتے اسی طرح حضرت ولی امر صاحب العصر والزمان اور ان کے آباء و

۲) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۴)۔

اجداد طاہرین سب کے سب معصوم اور اصلااب شامخہ اور ارحام مطہرہ سے منتقل ہوئے ہیں اور ان کا مقدس دامن تمام آلودگیوں سے پاک و پاکیزہ ہے۔

اس سلسلہ میں ہم درج ذیل آیات گوش گزار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱)
 اور خدائے عزیز و مہربان پر بھروسہ کیجیے جو آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ قیام کرتے ہیں اور پھر سجدہ گزاروں کے درمیان آپ کا اٹھنا بیٹھنا بھی دیکھتا ہے۔ اَصْ لُأَب ۴۱۵ - ”وفی قوله تعالیٰ قیل : معناه وَتَقْلِبُکَ فِی الْمَوْجِدِیْنِ مِنْ نَبِیِّ اِلٰی نَبِیِّ حَتّٰی اَخْرَجَکَ نَبِیًّا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِی رِوَایَةِ عَطَاءٍ وَعُکْرَمَ وَهُوَ الْمَرْوِیُّ اَصْ لُأَبِ النَّبِیِّیْنِ نَبِیِّ بَعْدِ نَبِیِّ حَتّٰی اَخْرَجَکَ عَلَیْهِ مَا السَّ لَا فِی عَنِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَابْنِ (۲) مِنْ صُلْبِ ابْنِ مَذْکُورَ آیت کے بارہ میں حضرات صادقین (علیہما السلام) نے فرمایا: آپ کا نور انبیاء کی صلیبوں میں حضرت آدم - سے حضرت خاتم (ص) تک جو سب کے سب خداپرست اور سجدہ گزاروں میں سے تھے منتقل ہوتا رہا یکے بعد دیگرے یہاں تک کہ آپ کے پدر گرامی کی صلیب سے وہ نور صحیح نکاح کے ذریعہ نکالا کہ جن سے انبیاء اوصیاء اور اولیاء پیدا ہوں گے۔) قوله تعالیٰ (۳)

- ۱) (سورنہ شعراء، آیت ۲۱۷ - ۲۱۹)۔
 ۲) (بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۳)۔
 ۳) (سورنہ احزاب، آیت ۳۳)۔

بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہل بیت کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔
 ”انما“ کلمہ حصر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے اس کا تکوینی (تخلیقی) ارادہ یہ ہے کہ آپ کے خاندان نبوت سے نفس کی ناپاکی کو ختم کرے اور آپ کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ آیہ مبارکہ میں درحقیقت دو قصر (حصر) موجود ہے ایک حصر رجس کو دور کرنے اور تطہیر کا ہے اور دوسرا حصر رجس کو دور کرنے کا انحصار اہل بیت کی تطہیر میں پایا جاتا ہے۔ (۱)
 ۴۱۶ - ”وفی تفسیر فرات : اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَقْلَتْ : نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْبَيْتِ سَبْعَةَ اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذَهِّبَ عَنْكَ الرِّجْسَ اَبْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً وَفِي < بَيْتِي كَانِيْلٌ وَعَلِيٌّ وَاطْمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ > وَاَنَا عَلٰى اَبِي الْبَيْتِ قُلْتُ اَيُّ رَسُوْلٍ اللَّهُ جَبْرٌ نِيْلٌ وَمَي (اَلَسْتُ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ ؟ اَقْلَ اِنَّكَ عَلَيْهِ خَيْرٌ اِنَّكَ مِنْ اَرْ اَوْجِ النَّبِيِّ (ص) ” (۲)
 صاحب تفسیر فرات نے ابن مرویہ سے انہوں نے ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: آیت (تطہیر) میرے گھر میں نازل ہوئی اور اس وقت میرے گھر میں سات افراد تشریف فرما تھے، جبرئیل، میکائیل، علی، فاطمہ، حسن و حسین اور میں گھر کے دروازہ پر تھی تو میں نے رسول خدا (ص) سے عرض کیا: میں بھی اہل بیت میں شامل ہوں؟ فرمایا: تم کار خیر پر ہو اور میری ازواج میں سے ہو۔
 ۴۱۷ - ”اخرج ابن جرير وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی ابن مردويه عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (ص) اِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَكْنَ بَيْتِهَا عَلٰى

- ۱) (الميزان، ج ۱۶، ص ۳۲۸)۔
 ۲) (تفسیر فرات، ص ۳۳۶)۔

مَ اَنَمَةً لَهُ عَلَيْهِ كِ سَاءَ خَيْبٍ رِي فَ جَانَتْ اَفْطَمَةُ سُرْمَةٍ فِي هَا حَرِيرَةٍ فَ اَقْلَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَابْنَيْكَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَدَعَتْهُمُ قَبِيْنٌ مَا هُمْ يَأْكُوْنَ اِذْ نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلُ اللَّهِ وَآلِهِ اَدْعٰى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَآخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِ اِ زَارِهِ فَعَسَاهُمْ اِ ايُّهَا ثُمَّ اَخْرَجَ يَدَهُ مِنَ الْكِ سَاءِ وَآوَا اُمِّ بِي هَا اِلٰى فَاذْهَبْ عَنْهُ الرِّجْسُ وَطَهَّرْهُ ثُمَّ طَهَّرَ اَقْلَهَا وَخَاصَّتِي السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ هُوْلَاءُ اَهْلُ بَيْتِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَقْلَتْ اُمِّ سَلَمَةَ : فَادْخُلْنِيْ رَاسِيْ فِي سِتْرِ فَقُلْتُ اَيُّ رَسُوْلٍ اللَّهُ وَآَنَا مَعَكُمْ ؟ فَ اَقْلَ اِنَّكَ اِلٰى (خَيْرٌ مَّرَّتَيْنِ ” (۱)
 اور اس کے علاوہ بھی دوسری روایات پائی جاتی ہیں کہ ہم نے تبرکاً اور اختصاراً انہیں دو روایت پر اکتفا کیا ہے۔
 ۴۱۸ - آیات کے علاوہ حضرات معصومین کی زیارتوں یا زیارت کے بعد کی دعاؤں میں ان کی طہارت و پاکیزگی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ہم اسے ذکر کر کے اپنی اس کتاب کو زینت بخشتے ہیں حضرت رسول اکرم (ص) کی زیارت

کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں ذکر ہوا ہے: “ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ جَ اَوْمِعَ صَلَّ اَوْتِكَ وَ نَوَامِي بَرَ اَكْتِكَ وَ فَ اَوْضِلْ خِي اَرْتِكَ اِلَى قَوْمِهِ اَوَّلِ النَّبِيِّينَ بَحْرٍ الْفَوْضِيَّةِ وَالْمَنْزِلَةِ الْجَلِيلَةِ اِلَى قَوْلِهِ وَاَوْذَعْتُ هَ غُمْسًا فِي اَثْقَا وَ اَخْرَجْتُهُمْ مَبْعَعًا الَّذِي مِى الْاَصْلَابِ اِلَ طَابِرَةٍ وَ نَقَلْتُ هَ مِنْ هَا اِلَى اَلْ اَرْحَامِ الْمَطَهْرَةِ لَطْفًا مِنْكَ لَه وَ تَحَنُّنًا مِنْكَ عَلَيْهِ اِذْ وَكَلْتُ لَصَوْنَ وَ وَح اَرْسِيَّتِهِ وَ حَفِظْتِهِ وَح اِيْطِيَّتِهِ مِنْ قُدْرَتِكَ عَيْنًا

۱) الدر المنثور، ج ۵، ص ۱۹۸۔ تفسیر المیزان، ج ۱۶، ص ۳۱۷)۔

عَاصِمَةُ حَبِيبَتُ بَ هَا عَنْهُ مَدَانَسَ الْغَهْرُ وَمَ اِ عَيْبَ السَّ اَفْحَ حَتَّى رَفَعَتْ بِهِنَّ اَوْظَرَ الْعِ اَبِدَ وَ اَحْيَا يَتَ بِهَ مَيْتَ (البَّ لِاِدِ بَانَ كَشَفَتْ عَنْ نُورٍ وَ لَادَتْهُ ظَلَمَ الْاَسْ اَثَرِ وَ اَلْبَسَتْ حَرَمَكَ بِهَ حُلَّ الْاَنِّ اَوْرَ ” (۱)

زائرین کرام حضرت پیغمبر اکرم (ص) کے مرقہ منور کی زیارت کے بعد یوں پڑھتے ہیں: خدایا! قرار دے اپنے تمام درود کو روز افزوں برکتوں کو اور اپنی بہترین نیکیوں کو اپنے سب سے پہلے نبی اور بعثت کے اعتبار سے سب سے آخری نبی جن کو تونے پاکیزہ صلب میں ودیعت کیا ہے اور ان سے ارحام مطہرہ کی جانب منتقل کیا ہے اپنے لطف کے ذریعہ اور اپنی عنایت کے سبب سے جب تو نے موکل کیا ان کی حفاظت، بچاؤ، نگرانی اور نگہبانی کے لیے اپنی قدرت سے غیبی نگران کو جن کے ذریعہ ان سے تمام برائی اور بدکاری اور خرابیوں کی راہوں کو بند کر دیا یہاں تک کہ تو نے ان کے ذریعے بندوں کی نگاہوں کو بلند کیا اور مردگان شہرو دیار کو زندہ کر دیا تو نے ان کی ولادت کے نور سے پردوں کی تاریکی کو ختم کر دیا اور نور کے حلقے حرم و ناموس الہی کو پہنا دیے۔

۴۱۹۔ “ وَ اَنْتُمْ ذَ عَالِمُ الدِّينِ وَ اَرَا كُنْ الْاَرْضُ لَمْ تَزَلْوا بِعَيْنِ اَللّٰهِ يَنْسَخْكُمْ مِنْ اَصْلَابِ كُلِّ مُطَهَّرٍ وَيَنْقِلْكُمْ مِنْ اَرْحَامِ الْمَطَهْرَةِ اَرْتِ لَمْ تَدْخُلْ اِلَ جَاهِلِيَّةِ الْحَهْلَاءِ وَلَمْ تُشْرِكْ فِيكُمْ فَتَنُ الْاَهْوَاءِ طِبْتُمْ) وَ طَابَتْ مِنْبَتُكُمْ ” (۲ حضرات ائمہ بقیع کی زیارت میں ہم پڑھتے ہیں: اور آپ دین کے ستون اور زمین کے رکن ہیں آپ لوگوں کو برابر خدا کی عنایت نے پاک و پاکیزہ صلب و رحم سے دوسری پاک و پاکیزہ صلب و رحم تک منتقل کیا آپ کو جہلاء کی جاہلیت نے گندا نہیں کیا اور خواہشات نفسانی کے فتنے آپ میں شریک نہیں ہوسکتے آپ بھی پاک اور آپ کا منشاء وجود بھی پاک ہے۔

۱) اقبال الاعمال، ج ۳، ص ۱۲۶۔ مزار شہید، ص ۱۶۔ بحار الانوار، ج ۹۷، ص ۱۸۵)۔

۲) مصباح المتہجد، ص ۷۱۴۔ کامل الزیارات، ص ۱۱۹)۔

۴۲۰۔ حضرت امیر المومنین کی چھٹی زیارت میں ذکر ہوا ہے: “ اَشْهَدُ اَنْتَ طَهْرُ طَاهِرُ طَاهِرُ مَطَهْرُ مِنْ طَهْرٍ طَاهِرٍ طَاهِرٍ طَاهِرٍ ” میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پاک و پاکیزہ مطہر ہیں اور پاک و پاکیزہ اور مطہر نسل سے ہیں۔

۴۲۱۔ حضرت سید الشہداء - روحی لم الفداء کی زیارت وارثہ میں ہم پڑھتے ہیں: “ اَشْهَدُ اَلَا اَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَ الْاَرْحَامِ الْمَطَهْرَةِ لَمْ تُنْجَسْ اِلَ جَاهِلِيَّةِ بَانَ جَاسَ هَا وَلَمْ اَنْتَ كُنْتَ نُورًا فِي ثَلْبٍ سَكَتٍ مِنْ مَدْلٍ هَمَاتٍ ثَابِتٍ اَبَ هَا ” یہ عبارت زیارت عید الفطر، عید قربان اور زیارت اربعین میں ہے۔ خدا ہمیں اور آپ کو اس کے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے یعنی: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نور بلند مرتبہ صلبوں اور پاکیزہ رحموں میں رہے جاہلیت نے اپنی نجاستوں سے آپ کو نجس نہیں کیا اور جہالت کا لباس آپ نے نہیں پہنا۔

۴۲۲۔ اول رجب کی زیارت میں یہ فقرہ موجود ہے: “ اَشْهَدُ اَنْتَ طَهْرُ طَاهِرُ طَاهِرُ مَطَهْرُ مِنْ طَهْرٍ هَا وَ طَهَرَ حَرَمُكَ ”۔ طاہرِ مطہرِ طہرُثَ وَ طَهَرَ بِكَ الْبَ لِاَدُ وَ طَهَرَتْ اَرْضُ اَنْتَ فِي مِی گواہی دیتا ہوں کہ آپ پاک و پاکیزہ ہیں اور پاک و پاکیزہ خاندان سے ہیں آپ پاک ہیں اور آپ کی وجہ سے شہر پاک ہو گئے اور وہ زمین پاک ہو گئی جس میں آپ تھے اور آپ کا حرم مبارک پاک و پاکیزہ ہے۔

۴۲۳۔ نیمہ رجب کی زیارت میں ہم پڑھتے ہیں: اَلَسَّ لَامَ عَلَیْکُمْ اَی طَاهِرَیْنِ مِنَ الدَّنَسِ سَلَامٌ هُوَ اَبَ پر اے میرے مولا! جو تمام آلودگیوں سے پاک و پاکیزہ ہیں۔ ۴۲۴۔ زیارت جامعہ ائمہ المومنین میں ہم پڑھتے ہیں: عَالِمٌ بَانَ اَللّٰهُ قَدْ طَهَّرَكُمْ مِنَ الْاَفْ اَوْحَشَ اَمَ طَهَرَ مِنْ هَا وَ اَمَ بَطْنٌ وَمِنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَنَ جَاسَةٍ وَ دَنِيَّةٍ وَرَ جَاسَةٍ مِی یقین رکھتا ہوں کہ خدا نے آپ کو پاک رکھا ہے تمام ظاہری اور باطنی خرابیوں سے اور ہر شک و شبہ، نجاست اور رجس سے۔

نَتَّكُمْ وَ اِحْدَ طَابَتْ وَ طَهَرَتْ بَعْضُ هَا مِنْ بَعْضٍ خَلَقَكُمْ اَللّٰهُ ۴۲۵۔ وَ اَنْ اَرَا اَوْحَكُمْ وَ نُورَكُمْ وَ طَى اَنْ اَوْرَا فَجَعَلَكُمْ بَعْرَشِ

مُحَدِّثِينَ

اور آپ کی روحیں اور آپ کے نور اور آپ کی طینت ایک ہے اور پاکیزگی اور طہارت میں بعینہ ایک دوسرے کی طرح ہیں خدا نے آپ کو نور کی صورت میں پیدا کیا پس آپ کو اطراف عرش میں قرار دیا۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۰۔ خدا کی حفاظت

(۲۰۔ القرآن قال اللہ تعالیٰ فی حقہ: > إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ < (۱ ”و كذلك الحجة القائم عليه السلام“ خداوند متعال نے قرآن صامت او قرآن ناطق کو انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا اور صبح قیامت تک اس کی حفاظت فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: > وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ # لَوْ مَا تَأْتِيَنَا بِالْمَلَأَيْنَاكَ إِن كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ # مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذَا مُنْطَرِبِينَ # إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ < (۲) کفار نے (مذاق کی رو سے) کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل ہوا ہے تو دیوانہ ہے اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو فرشتوں کو (اپنی رسالت کی گواہی کے لیے) کیوں سامنے نہیں لاتا ہے حالانکہ ہم فرشتوں کو حق کے فیصلہ کے ساتھ ہی بھیجا کرتے ہیں (اگر ہم ان کی مرضی کے مطابق بھیجتے) اور اس کے بعد پھر کسی کو مہلت نہیں دی جاتی ہے ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی (ہم قسم کی کمی و زیادتی اور تغیر و تحریف سے) حفاظت کرنے والے ہیں۔

۱۔ (سورہ حجر، آیت ۹۔)

۲۔ (سورہ حجر، آیت ۶۔ ۹۔)

آیت کا سیاق، تنزیل ذکر جو قرآن ہے اس کے انحصار کی نشان دہی کر رہا ہے کہ اس کو نازل کرنے والی ذات خدائے تبارک و تعالیٰ ہے

اور اسی طرح اس کی تغیر و تحریف وغیرہ سے حفاظت بھی وہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس بات پر شاہد ہے الفاظ میں اتنی تمام تاکید کے ساتھ کہ ہم ہی نے اس کو نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہمارے ذمہ ہے۔ کیوں کہ کفار بالخصوص کفار قریش جو زمانہ نزول قرآن کے ہم عصر تھے کہتے تھے: بے شک تم مجنون ہو اور کچھ تم پر نازل ہوا ہے وہ جنوں کی طرف سے ہے لہذا وہ قابل اعتماد و اعتبار نہیں ہے۔

آیہ کریمہ در واقع یہ بیان کر رہی ہے کہ تم اس قرآن کو اپنی جانب سے نہیں لائے ہو تاکہ یہ لوگ تم کو عاجز بنادیں اور ان کے غضب اور دشمنی کو ختم کردیں، یہ قرآن پروردگار متعال کی طرف سے نازل ہوا ہے اور خود کو اس کی حفاظت کے لیے تکلف اور تکلیف میں نہ ڈالو، اور وہ ملائکہ اور فرشتوں کے پاس سے بھی نازل نہیں ہوا ہے تاکہ ان کی طرف سے نازل ہونے اور ان کی تصدیق کے محتاج رہو، بلکہ خود ہم نے تدریجی طور پر اس کو نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کی حفاظت میں مکمل عنایت رکھتے ہیں۔ کیوں کہ ذکر ہے زندہ ذکر ہے اور ہمیشہ ضائع ہونے سے مصون و محفوظ ہے یا یہ کہ مکمل طور پر فراموش ہو جائے اور اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے، اور اسی طرح کمی و زیادتی سے محفوظ ہے کہ اس کو ذکر ہونے سے ختم کر دے یا اس کی شکل میں تغیر و تحریف واقع ہو جائے اس حیثیت سے کہ خدا کے ذکر ہونے کی صفت اور اس کے حقائق و معارف کے بیان کرنے میں تغیر و تحریف واقع ہو جائے۔ ذکر کا اطلاق اور اسی طرح حفظ کا بھی اطلاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن خدائے بزرگ و برتر کی حفاظت کی وجہ سے ہر قسم کی کمی و زیادتی اور الفاظ میں تبدیلی یا نحوی ترتیب میں محفوظ ہے کہ وہ ذکریت (ذکر ہونے) کی صفت سے خارج ہو کر باطل ہو جائے ایسا ممکن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) بے شک جن لوگوں نے قرآن کے آنے کے بعد اس کا انکار کر دیا ان کا انجام برا ہے اور یہ ایک عالی مرتبہ کتاب ہے جس کے قریب سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ذکر سے مراد قرآن ہے اور بعد والا جملہ (لَمَّا جَاءَ هُمْ) اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کفر اختیار کرنے والے عرب کے مشرکین خواہ قریش سے ہوں یا غیر قریش سے وہ سب ہی قرآن کے ہم عصر تھے۔ اللہ کے اس قول میں ضمیر سے مراد بھی ذکر ہے جو قرآن ہے یعنی قرآن بے مثل و بے نظیر ہے، یا یہ کہ بلند قوت و طاقت کا حامل ہے جو اس کے مغلوب ہونے سے مانع ہے کوئی بھی شے اس پر غلبہ پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی اور بعد والا جملہ دوسرے معنی کی تائید کرتا ہے۔ باطل سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی صورت میں باطل کا اس میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے اس طرح سے کہ اس کے تمام یا بعض اجزاء کو باطل کر دے، اس کے حقیقی معارف کو غیر حقیقی معارف اور احکام و شرائع اور اس کے ملحقات کو اخلاق و غیرہ سے لغو و باطل کر دے کہ قابل عمل نہ رہ جائے۔ اس بنا پر جملہ (من بین یدیه ولا من خلفه) سے مراد دونوں زمانہ حال اور مستقبل ہے جو دونوں پر مشتمل ہے یعنی نازل ہونے کے زمانہ سے لے کر اس کے بعد قیامت تک تمام جہات سے مصون و محفوظ ہے نہ اس کے بیانات میں تضاد ہے نہ اس کی خبروں میں کذب پایا جاتا ہے نہ ہی اس کے

۴۲، ۱۔ (سورنہ فصلت، آیات ۴۱)

معارف و شرائع اور احکام میں کوئی خلل واقع ہوگا اور نہ ہی کسی قسم کی تغیر و تحریف پیدا ہوگی ایسا کیوں نہ ہو جب وہ ایک حکیم کی طرف سے کہ جس کے تمام افعال مستقل و محکم اور استوار ہیں نازل ہوئی ہو اور وہ اپنے تمام افعال میں محبوب و پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱)

(اے محمد!) آپ کہہ دیجیے کہ اگر انسان اور جنات سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لاسکتے چاہے سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت پناہ ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (۲)

خداوند متعال فرماتا ہے: کیا یہ لوگ (منافقین دقت اور تحقیق نہیں کرتے) قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے ہیں کہ اگر غیر خدا کی طرف سے (مخلوق کا کلام ہوتا) تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا۔

(۴)، اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳) خداوند متعال گزشتہ آیات میں فرماتا ہے: کیا تمہارے پاس لشکروں کی خبر آئی ہے جو پیغمبروں کو آزار و اذیت دیتے تھے (یعنی فرعون اور اس کا گروہ) فرعون اور قوم ثمود کی خبر، مگر کفار تو صرف جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ ان کو پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے یقیناً یہ بزرگ و برتر قرآن ہے جو لوح محفوظ میں محفوظ کیا گیا ہے۔

۱۔ (سورنہ اسراء، آیت ۸۸)۔
 ۲۔ (سورنہ نساء، آیت ۸۲)۔
 ۳۔ (سورنہ بروج، آیت ۱۷)۔
 ۴۔ (قوله تعالى وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ (۲۰) بَلْ بَوِّعْتُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (۲۱) فِي لُوحٍ مَحْفُوظٍ (۲۲)

تمام افراد بشر جب اس وسیع و عریض روشن دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو کسی بھی قسم کا علم اور معرفت نہیں رکھتے اور جاہل محض اور فقط نادان تھے جس کی یہ آیت کریمہ صراحت کر رہی ہے (۱)

آیت کریمہ میں تمام نعمتوں سے قطع نظر خداوند متعال کی نعمات صرف خود انسان کے وجود میں بہت زیادہ اور بے شمار ہیں ان میں سے تین چیزوں کی یاد دہانی کی گئی (کہ وہ کان، آنکھ اور دل) ہے کیوں کہ انسان کی انسانیت سننے والے کان اور چشم حقیقت رکھنے کے ساتھ جو دل کی باتوں سے آگاہ ہو حقائق کو سننے والا ہو واقعات کا مشاہدہ کرنے والا ہے اور دل و جان سے ان چیزوں کو درک کرنے والا ہو۔ تاکہ انسان کامل ہو جائے۔ اور ذیل کے جملہ میں (لعلکم تشکرون) : اس لیے ہے کہ نعمات الہی میں سے ہر نعمت کی شکر گزاری یہ ہے کہ اس نعمت کو اپنے مقام پر مصرف اور استفادہ کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)
اور جن لوگوں نے ظالموں سے علیحدگی اختیار کی ان کی عبادت کریں اور خدا کی طرف متوجہ ہو گئے ان کے لیے ہماری طرف سے بشارت ہے لہذا پیغمبر آپ میرے بندوں کو بشارت دے دیجیے جو باتوں کو سنتے ہیں اور جو بات اچھی ہوتی اس کا اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے

۱۔ (سورہ نحل، آیت ۷۸۔)
۲۔ (سورہ زمر، آیت ۱۷۔ ۱۸۔)

ہدایت دی ہے اور وہ لوگ ہیں جو صاحبان عقل ہیں۔ اور ایک طرف انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے انبیاء کو بھیجا اور آسمانی کتابوں کو ان پر نازل کیا تاکہ انسان کو خدا شناسی اور یگانہ پرستی کی طرف لے جائیں۔ پیغمبروں میں سے ہر ایک پیغمبر نے اپنے زمانے کی بہ نسبت ان لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے دستورات اور لائحہ عمل معین فرمایا اور انہوں نے بھی فرمان الہی کے مطابق اپنا وظیفہ انجام دیا اپنی امتوں کو معرفت الہی اور اس کی عبادت کی دعوت دی اور جس شخص نے خدا کی ان تین عظیم نعمت سے استفادہ کیا وہ سننے والا کان چشم بینا اور آگاہ دل کا حامل ہے نیز اگر اس نے پیغمبروں اور اپنے ائمہ کے فرمودات کو قبول کیا ان کی پیروی کی تو وہ دنیا و آخرت کی سعادت پر فائز ہوا ہے اور جن لوگوں نے ہوئی و ہوس اور کفر و عناد و لجاجت کا راستہ اختیار کیا تو وہ لوگ ذلت و بدبختی کے گرداب میں چلے گئے ہیں۔ جب مشیت و ارادہ خداوندی اس بات سے متعلق ہوا کہ مومنین پر احسان اور فضل و کرم کرے تو پیغمبر آخر الزمان حضرت خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ (ص) کو کہ جن کی مکتب وحی و توحید میں چالیس سال تربیت کی تھی خود آنحضرت (ص) کے قول کے مطابق (اذنبی ربی اربعین سنتہ ثم بعثنی) (۱) مبعوث فرمایا اور تعلیم و تربیت کے خاص لائحہ عمل اور تزکیہ نفوس کے لیے کہ آپہ کریمہ (۲) اس

۱۔ (پیغمبر (ص) نے فرمایا: ”پروردگار نے میری چالیس سال تربیت کی پھر مجھے مبعوث (فرمایا)۔“
۲۔ (سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴۔)

یقیناً خدا نے صاحبان ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیات الہیہ کی تلاوت کرتا ہے انہیں کفر و شرک کی آلودگیوں سے پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب و حکمت (دین اور احکام و معارف) کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ پہلے سے بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔
بات پر مشتمل ہے مقرر فرمایا: ۴۲۶۔ پیغمبر اکرم (ص) نے اس گراں قدر ہدف تک پہنچنے کی راہ میں کون سی ایسی زحمات، بلائیں اور مصیبتیں ہیں جسے تحمل نہ کیا ہو اور کون سے ایسے مظالم و اذیتیں ہیں جو اپنی امت سے نہ دیکھا ہو اور فرمایا: ” (کسی نبی کو ایسی اذیت نہیں دی گئی جو مجھے اذیتیں دی گئیں)۔ کیوں کہ ذمہ داریوں کا بہت زیادہ بار سنگین ان کے دوش پر تھا اور بہ حکم الہی (فاسقم کما امرت) (صبر و استقامت سے کام لو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے) نہایت صبر و تحمل اور استقامت سے کام لیا رسالت کے بار سنگین اور امانت الہی کو اپنے ہدف تک پہنچایا۔
اور اپنی مبارک زندگی کے آخری حصہ میں اپنی عمدہ ترین ذمہ داری اپنا وصی و خلیفہ و جانشین معین کرنے اور اس کی آسمانی کتاب قرآن مجید کی حفاظت میں انجام دی جو آپ کے لیے آپ کی زندگی کے آخری ایام میں اس دعوت الہی کو لبیک کہنے سے پہلے جو جبرئیل کے ذریعہ ابلاغ ہوئی تھی جب آخری مرتبہ بعنوان حجة الوداع زیارت خانہ خدا کے لیے تشریف لے گئے اور واپسی کے موقع پر عظیم پروردگار کے حکم (۱) (اے پیغمبر ! آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا) سے جحفہ کے ایک مقام پر جو غدیر خم کے نام سے مشہور ہے جہاں تمام لوگوں اور مختلف ممالک کے راستے جدا ہوتے ہیں۔ وہاں تمام حجاج اور لوگوں کو جمع کیا اور لوگوں کے مجمع کثیر میں جس کو اسی ہزار سے لے کر دو لاکھ تک مورخین نے تحریر کیا ہے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کی خلافت و امامت کو اس کے تمام تشخصات کے ساتھ جس طرح غدیر خم کے مفصل خطبہ میں مذکور ہے اعلان کیا اور فرمایا :

۴۲۷۔ ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَهَذَا عَلَى مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ اَوَّلُ مَنْ اَوْلَاهُ وَ عَادٍ مِّنْ عَادَاهُ وَ اَنْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَ اخْذُ لِمَنْ خَذَلَهُ“ جس جس کا مینمولا، اولی بالتصرف اور سرپرست ہوں اس کا یہ علی مولا ہے اولی بالتصرف اور سرپرست ہے۔ خدا! تو اسے دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور تو اسے دشمن رکھ جو اس سے دشمنی رکھے تو اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے تو اسے ذلیل و خوار فرما جو اسے ذلیل و خوار کرے۔

۴۲۸۔ پھر قرآن اور اپنے اہل بیت کو لوگوں کے درمیان بطور امانت رکھا اور فرمایا: < یقیناً میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کتاب خدا (قرآن مجید) اور عترت جو میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض (کوثر) کے کنارے میرے پاس وارد ہوں جس شخص نے ان دونوں سے وابستگی اور توسل اختیار کیا وہ یقیناً نجات پاگیا اور جس شخص نے ان دونوں سے دوری اختیار کی وہ یقیناً ہلاک ہوگیا جو شخص ان سے متمسک رہا ہرگز گمراہ نہ ہوگا۔

اس مبارک حدیث کو فریقین (شیعہ و سنی) نے اپنی معتبر کتابوں میں جسے صحاح ستہ، سنن، مسانید، تفاسیر، تواریخ و سیر اور لغت وغیرہ میں ہر ایک نے متعدد طرق سے جو ستر یا اس سے زائد ہیں نقل کیا ہے۔ جیسا کہ کتاب (حدیث ثقلین) جو دارالتقرب بین المذاهب الاسلامیہ مطبوعہ قاہرہ نے منتشر کیا ہے سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ کتاب و عترت یا اہل بیت یا دونوں ایک ساتھ اکثر طرق میں حضرت نبی اکرم (ص) سے متعدد روایات میں تواتر کی حد تک پہنچتے ہیں اسے نقل کیا ہے کہ ان سب کا ذکر کرنا اس مختصر کتاب کے دائرہ سے خارج ہے قارئین کرام عام کتابوں کے علاوہ طبقات الانوار علامہ میر حامد حسین الہندی اور کتاب الغدیر آیت اللہ علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہم کی طرف رجوع کریں اللہ تعالیٰ انہیں اسلام اور صاحب ولایت عظمیٰ کی خدمت کے صلہ میں بہترین جزا عطا فرمائے۔ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کا ہر دل عزیز مقدس وجود جو قرآن مجید کے ہم پلہ اور حبلیں میں سے ایک حبل ہے پیغمبر اکرم (ص) نے دونوں کو امت کے درمیان بطور امانت چھوڑا اور فرمایا: ”یعنی کبھی بھی کسی وقت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔“

جس طرح قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اسے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اسی طرح امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف اسی معیار کی بنا پر پروردگار کی عنایت اور حفظ و امان میں ہیں تاکہ وہ دونوں شانہ بہ شانہ چل کر پیغمبر اکرم (ص) کے پاس حوض کوثر پر وار دیں۔

لہذا بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہے گی اور اگر حجت خدا روئے زمین پر نہ ہو تو زمین اپنے ساکنین کو نگل لے گی اور سب نیست و نابود ہو جائیں گے۔

۴۲۹۔ ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ الْوَلَدِ شَاءَ أَقْلٍ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ إِنَّهَا لَا تَبْقَى إِلَّا أَنْ يَسْخَطَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى تَبْقَى الْأَرْضُ يُغَيَّرُ أَمِّمْ؟ أَقْلٍ: لَا، قُلْتُ إِنَّا نَرَوِي (الْعَبْدُ أَبْدُ؟ أَقْلٍ: لَا تَبْقَى إِلَّا أَنْ يَسْخَطَ اللَّهُ) (۱) کافی میں صحیح مسند کے ساتھ وشا (کہ جن کا نام حسن ابن علی ہے) سے روایت نقل کی گئی ہے کہ اس کا بیان ہے: میں نے ابو الحسن امام رضا - سے دریافت کیا: کیا امام کے بغیر زمین باقی رہے گی؟ فرمایا: نہیں میں نے عرض کیا: ہم روایت کرتے ہیں کہ بغیر امام کے نہ رہے گی مگر جب اللہ تعالیٰ اپنے

بندوں سے ناراض ہو۔ فرمایا: اس وقت یقیناً وہ اضطراب میں آجائے گی۔ ۴۳۰۔ ”وَفِي بَصَائِرِ الدَّرَجَاتِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي حَمَزَةَ الثَّمَالِيِّ أَقْلٍ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَبْقَى الْأَرْضُ يُغَيَّرُ أَمِّمْ؟ أَقْلٍ: لَوْ بَقِيَتِ الْأَرْضُ يُغَيَّرُ أَمِّمْ لَسَاخَتْ“ (۲)

صاحب بصائر الدرجات نے اپنے سلسلہ سند کے ساتھ ابو حمزہ ثمالی سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - سے عرض کیا: کیا زمین بغیر امام کے باقی رہتی ہے؟ فرمایا: زمین اگر بغیر امام کے باقی رہے تو تباہ و برباد ہو جائے گی۔ جَعْفَرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَوْ أَنَّ الْأَمِّمْ رُفِعَ مِنَ الْأَرْضِ أَرْسَهُ عَنْ أَبِي ۴۳۱۔ ”عَنْ أَبِي (سَاعَةً لَسَاخَتْ بِأَهْلِهِ كَمَا يَمْوُجُ الْبَحْرُ بِأَهْلِهِ)“ (۲)

ابو ہراسہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: اگر ایک ساعت کے لیے بھی امام روئے زمین پر نہ ہو

تو زمین اپنے اہل کے ساتھ اسی طرح حرکت میں آئے گی جس طرح کشتی والوں کے لیے دریا میں موج او شدید روانی پیدا ہوتی ہے۔ عُبْدُ اللّٰهِ عَلِيْهِ عَنْ اَبِي ۴۳۲۔ ”وَفِي الْكَافِي بِاسْنَادِهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ أَلَّا أَعْمَرِيَ السَّلَامُ قَالَ: مَا زَالَتْ الْأَرْضُ إِلَّا وَفِيهَا الْحُجَّةُ يُعْرِفُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَيُدْعُو النَّاسَ إِلَى سَبِيلِ اللَّهِ“ (۳)

کلینی نے کافی میں اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ عبد اللہ ابن سلیمان عامری سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: جب تک دنیا باقی ہے زمین میں کوئی نہ کوئی حجت

۱) (بصائر الدرجات، ص ۴۸۹، حدیث ۲۔)

۲) (الکافی، ج ۱، ص ۱۷۹، حدیث ۱۳۔)

۳) (الکافی، ج ۱، ص ۱۷۸، حدیث ۳۔)

خدا ضرور رہتا ہے وہ لوگوں کو حلال و حرام کی معرفت کراتا ہے اور ان کو خدا کے راستے (جو راہ ہدایت ہے) کی طرف بلاتا ہے۔

عُبْدُ اللّٰهِ عَلِيْهِ السَّلَامُ الْعُلَا قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ۴۳۳۔ ”وَفِيهِ بِاسْنَادِهِ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي (تَكُونُ الْأَرْضُ لَيْسَ فِيهَا إِمَامٌ؟ قَالَ: لَا قُلْتُ: يَكُونُ إِمَامٌ أَمْ؟ قَالَ: لَا إِلَّا وَاجِدُهُمَا صَامِتٌ“ (۱)

نیز اسی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ حسین ابن العلاء سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - کی خدمت میں عرض کیا: کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ زمین پر کوئی حجت خدا نہ ہو؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: دو امام بھی ایک وقت میں ہوسکتے ہیں؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ان میں سے ایک صامت و ساکت ہو۔

عَلِي بْنُ أَبِي رَاشِدٍ أَقْبَلَ: أَقْبَلَ أَبُو الْحَسَنِ (۲) عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْأَرْضَ لَا ۴۳۴۔ ”وَفِيهِ عَنْ أَبِي (تَخْلُومِن حُجَّةٍ وَأَنَا وَاللَّهُ لَذَكَ الْحُجَّةُ“ (۳)

نیز اسی کتاب میں ابو راشد سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام علی نقی - نے فرمایا: یقیناً خدا نے کبھی بھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑا اور خدا کی قسم! ہم حجت خدا ہیں۔

ر عَنْ أَخِيهِمَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: أَقْبَلَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَدَعْ بَصِي ۴۳۵۔ ”وَفِيهِ بِاسْنَادِهِ عَنْ أَبِي (الْأَرْضُ بَغَيْرِ عَالِمٍ وَلَوْ لَا لَذَكَ لَمْ يُعْرِفِ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ“ (۴)

کلینی نے کافی میں اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ ابو بصیر سے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام

۱) (الکافی، ج ۱، ص ۱۷۸، حدیث ۳۔)

۲) (ان سے مراد تیسرے ابو الحسن (یعنی امام علی نقی -) ہیں۔)

۳) (الکافی، ص ۱۷۸، حدیث ۹۔)

۴) (الکافی، ج ۱، ص ۱۷۸۔)

سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: یقیناً خدائے عزوجل نے بغیر عالم کے زمین کو نہیں چھوڑا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حق باطل سے جدا نہ ہوتا۔

۴۳۶۔ ”وَفِي بَصَائِرِ الدَّرَجَاتِ بِاسْنَادِهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْعَامَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَا رَأَيْتُ الْأَرْضَ إِلَّا وَاللَّهِ الْحُجَّةُ يَعْرِفُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَيَدْعُو إِلَى سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُطِعُ الْحُجَّةُ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا أَرْبَعِينَ يَوْمًا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ فَاذْ رَفَعَتِ الْحُجَّةُ أَغْلَقَ بَابَ التَّوْبَةِ وَلَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ أَمْنَتْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَرْفَعَ الْحُجَّةَ أَوْلَئِكَ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ وَهُمْ الَّذِينَ عَلَيْهِمْ (تَقُومُ الْقِيَمَةُ“ (۱) بصائر الدرجات میں اس حدیث کی سند کے ساتھ عبد اللہ ابن سلیمان عامری سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: ہمیشہ زمین کے لیے حجت خدا ہوا کرتا ہے تاکہ وہ حلال و حرام الہی کو بیان فرمائے اور لوگوں کی ہدایت کرے۔ مگر یہ کہ قیامت برپا ہونے کے چالیس دن پہلے حجت خدا موجود نہیں ہوتا اور توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اور اس سے پہلے ایمان لانا لازم و ضروری ہے۔

۱) (بصائر الدرجات، ص ۵۰۲۔)

قرآن اور آخری حجت مشرکات قرآن اور حجت زمان

۲۱ - غیبت

۲۱. الْحَجَّةُ الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ صَاحِبُ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَائِبٌ عَنْ أَهْلِ الْعَالَمِ

جس طرح امام زمانہ - غائب ہیں حقیقی قرآن کہ جسے حضرت علی - نے تحریر کیا وہ ہمارے درمیان نہیں ہے اور غائب ہے۔

ذَرِ الْغَفَارِي رَضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنَّهُ لَمَّا رَوَايَةِ أَبِي كِتَابِ سَلِيمٍ قُدْسَ سِرُّهُ فِي ۴۳۷ - "وَفِي نَ وَالْآنَ صَارَ تُوقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ جَمَعَ عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ وَ جَاءَ بِهِ إِلَى الْمُنْ هَاجِرِي أَوَّلَ صَفْحَةٍ فَتَحَ هَا وَعَرَضَهُ عَلَيْهِ مَكَ مَا قَدْ أَوْ صَاهُ بِلَ ذِك رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَلَمَّا فَتَحَهُ أَبُو بَكْرٍ خَرَجَ فِي هَ فَآخَذَهُ عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَنْصَرَ رَفَتْ فَ ضَايَحَ الْقَوْمَ فَزَيَّبَ عُمَرَ وَ أَقْلَ أَيْ عَلَى أُرْدُوْدَهُ فَلَا حَاجَةَ لَ أَنْ فِي ثُمَّ أَحْضَرَ رَوَا زَيْدَ بْنَ أَثْبِتَ وَ أَكْنَ أَقْرَبِيًّا لِلْقُرْآنِ فَ أَنْ تَأْلَفَ الْقُرْآنَ وَتُسْقِطَ مِنْهُ أَمْ أَكْنَ بِالْقُرْآنِ وَفِي هَ فَضْجَةً وَهَتَكَ فَ ضَايَحَ الْمُنْ هَاجِرِينَ وَالْآنَ صَارَ وَقَدْ رَأَى أَنْ أَنْ تَأْلَفَ الْقُرْآنَ وَتُسْقِطَ مِنْهُ أَمْ أَكْنَ فِي نَ وَالْآنَ صَارَ فَأُجَابَهُ زَيْدٌ إِي لَى لِيْكَ ثُمَّ أَقْلَ فَإِنْ أَنَا فَرَعْتُ مِنَ الْقُرْآنِ عَلَى أَمْ سَأَلْتُكُمْ وَ لِلْمُنْ هَاجِرِي لَهْ أَقْلَ أَلْفَهُ أَلَيْسَ قَدْ بَطَلَ أَمْ عَمِلْتُمْ أَقْلَ عُمَرَ فَمَا الْخِي ظَهَرَ عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ الَّذِي قَتَلَ هَ عَلَى لَهْ دُونَ أَنْ نَقَتَ لَهْ وَ نَسْتَرِيحَ مِنْهُ نَدَبَرُ فِي لَهْ فَقَالَ عُمَرَ أَمْ حَى أَنْتُمْ أَعْلَمَ بِالْخِي يَدَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَلَمْ يَقْضِ عَلَى لِيْكَ فَلَمَّا اسْتَخْلَفَ عُمَرَ سَنَلَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِ ثُمَّ كُنْتُ جَنَّتَ بِهِ إِي أَيْ مَا بَيْنَ هُم فَ أَقْلَ أَيْ أَبَا الْحَسَنِ إِنْ جَنَّتَ بِالْقُرْآنِ الَّذِي الْقُرْآنَ فَتَحَرَّفُوْهُ فِي بَكْرٍ حَتَّى تَجْتَمَعَ عَلَيْهِ فَ أَقْلَ عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَ هَاتَ لَيْسَ إِي لَى لِيْكَ سَبِيلَ إِنْ مَا جَنَّتَ بِهِ إِي لَى نَ أَوْ تَقُولُوا أَمْ جَنَّتَ أَنْ بِهِ بَكْرٍ لِقَوْمِ الْخِجَةِ عَلَيْكُمْ وَلَا تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَ أَذْ غَافِلِي أَبِي فَ أَقْلَ عُمَرَ فَهَلْ وَقَتٌ لِأَظْ هَارِهِ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَالْأَوْصِيَاءُ مِنْ وَلَدِي عِنْدِي إِنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي (نُظِّرُهُ رُؤْيَا وَحِمْلَ النَّاسِ عَلَيْهِ فَتَجْرِي السَّنَةُ عَلَيْهِ) " (۱) مَعْلُومٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا قَامَ الْقَائِمُ مِنْ وَلَدِي

سليم ابن قيس ہلالی علیہ الرحمہ ابوذر غفاری سے روایت میں ناقل ہیں کہ جب رسول خدا (ص) کی رحلت ہوئی تو حضرت علی - نے قرآن جمع کیا اور مہاجرین و انصار کے پاس لائے انہیں دکھایا کیوں کہ رسول خدا (ص) نے اسی طرح وضاحت فرمائی تھی۔ جب ابوبکر نے اسے کھولا تو اس میں قوم کی رسوائیاں برآمد ہوئیں تو عمر نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر کہا: اے علی ! اس قرآن کو واپس لے جائیے ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے لہذا حضرت علی - اسے اٹھا کر واپس لے گئے۔

پھر زید ابن ثابت جو قاری قرآن تھے انہیں حاضر کیا عمر نے کہا: یقیناً حضرت علی - ہمارے پاس قرآن لے کر آئے کہ جس میں مہاجرین و انصار کی رسوائیاں موجود تھیں، ہماری رائے اور تدبیر یہ ہوئی کہ ہم خود قرآن تالیف کریں اور اس میں جو مہاجرین و انصار کی ہتک حرمت اور رسوائیاں ہوئی تھیں اسے حذف کردیں، چنانچہ زید ابن ثابت نے مثبت جواب دیتے ہوئے کہا: اب اگر میں تمہاری رائے کے مطابق قرآن جمع کر کے فارغ ہوجاؤں اور جو قرآن علی - نے جمع کیا تھا اسے ظاہر کردیں

۱) (کتاب سلیم ابن قیس ہلالی، ص ۱۴۷)۔

تو کیا تمہاری تمام دسیسہ کاریاں اور کارستانیاں خراب نہیں ہوجائیں گی؟ عمر نے کہا: تو پھر چارہ کار کیا ہے؟ کہا: تم اس کی تدبیر کے بارے میں بہتر جانتے ہو؟ پھر عمر نے کہا: اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ انہیں قتل کردیں اور ان کی طرف سے سکون حاصل کریں اس تدبیر کے بعد مزید غور و فکر کر کے یہ مصمم ارادہ کیا کہ خالد ابن ولید کے بدست انہیں قتل کرایا جائے مگر کامیاب نہیں ہوا کیوں کہ وہ اس جرم میں ملوث ہونے سے زیادہ عاجز تھا کیوں کہ اس کا

واقعہ مشہور ہے۔ جب عمر خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت علی - سے درخواست کی کہ انہیں وہی قرآن عطا کریں تاکہ وہ اپنے درمیان مہاجرین و انصار کے متعلق جو مطالب مذکورہ ہیں اس میں تحریف و تبدیل سے کام لیں بلکہ اسے حذف کر دیں۔ لہذا کہا کہ: اے ابو الحسن! آپ وہ قرآن ہمارے لیے لے کر آئیں جو ابوبکر کے پاس لے گئے تھے تاکہ ہم لوگ اس پر عمل کریں تو حضرت - نے فرمایا: ہيہات! ایسا امر ممکن نہیں ہے اس کا کوئی راستہ نہیں ہے در حقیقت ابوبکر کے سامنے اتمام حجت کے لیے لایا تھا کہ کل روز قیامت یہ نہ کہیں کہ ہم تو اس سے غافل تھے یا یہ نہ کہیں کہ ہمارے سامنے پیش نہیں کیا تھا تاکہ ہم اس پر عمل کرتے یقیناً وہ قرآن جو میرے پاس موجود ہے سوائے پاک و پاکیزہ افراد اور میری اولاد میں سے جو اوصیاء ہیں مس نہیں کر سکتے، عمر نے کہا: کیا اس کے اظہار کے لیے وقت معلوم ہے؟ فرمایا: ہاں جس وقت میری اولاد میں سے قائم قیام کرے گا تو وہ اس (قرآن) کو ظاہر کرے گا اور لوگوں کو اس کی طرف برانگیختہ کرے گا اور پھر سنت پیغمبر (ص) کو جاری کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت علی ابن ابی طالب - کے قرآن مجید جمع کرنے کے بارے میں بہت سی روایت پائی جاتی ہیں کہ ہم نے احتجاج طبرسی علیہ الرحمہ سے صرف ایک روایت نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

لیکن حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کی اہل عالم سے غیبت کے بارے میں حضرت کی تاریخ زندگی میں ولادت سے لے کر ظہور تک کے حالات کی طرف رجوع کرنے سے ہر قاری محترم کے لیے واضح و روشن ہوجائے گا کہ آپ اکثر حالات میں اہل عالم سے مخفی و پوشیدہ رہے ہیں۔

اس حقیقی منجی اور مصلح کی ولادت کی کیفیت کے بارے میں بہت سی روایات مختلف عبارتوں کے ساتھ مفصل کتابوں میں ذکر ہوئی ہے کہ اس مختصر کتاب میں اس کی گنجائش نہیں پائی جاتی، ہم صرف ان کے مخفی ہونے اور اس عظیم ہستی کی غیبت یہاں تک کہ ان کی ولادت کی ابتدا سے اشارہ کر رہے ہیں۔

علامہ جلیل القدر شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کمال الدین میں اور عالی سند کے ساتھ کہ ان میں سے ایک سند میں موسیٰ ابن محمد ابن قاسم ابن حمزہ ابن موسیٰ ابن جعفر نے حکیمہ خاتون حضرت امام محمد تقی کی بیٹی سے اور دوسری سند میں محمد ابن عبد اللہ الطہوی سے نقل کیا ہے کہ ان میں سے ہم صرف موسیٰ والی حدیث کا انتخاب کر کے آپ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کریں گے۔

۴۳۸ - ”وفی کمال الدین یاس اندہ عن موسیٰ بن محمد بن ابی القاسم بن حمزہ بن موسیٰ طائب علیہ السلام، قال: بعثت ابي ابو محمد الحسن بن بن جعفر بن محمد بن علی بن ابی علی علیہما السلام ف قال: يا حكيمة اجعلي اطبارك (هذه) الليلة عند ان فان ها ليلة النصف من أرضه، اقلت: فقلت له: هذه الليلة وهو حجت في شع ابن فان الله تبارك وت اعل ى ستظهر في نرج سن فقلت له جعلني الله ف اذك ام ب ها اثر ف اقل: قل ما أقول لك، قالت: ومن أمه؟ اقل لي كيف (وسيدة اهلى) يا سيدتي وقالت لي فجننت فلما سلمت وجلت جاء ت تنز غ خفي و اقلت: ما هذا يا عمة؟ قالت: فانك رث قولي، وسيدة اهلى امسيت؟ فقلت: بل انت سيدتي الذن اي وال ا خرة اقلت: ليلىك هذه غلاماً سيداً في فقلت ل ها: ايبنية ان الله تعالى سيهب لك في فحجنت واستحب فلما ان فرغت من صلاة العشاء ا لخرة افطرت و اخذت مضجع ع ى فرقدت فلما ان و هي نائمة ليس بها حادث ثم جوف الليل فمت إلى الصلاة ففرغت من صلاتي ا كن في جلست معقبة ثم اضطجععت ثم انتبهت فرعة وهي ارقدة، ثم اقممت فصليت و انمت مة: وخرجت اتفقد والف جبر فإذا أنا بالف جبر الأول كذب السر خان وهي أنيمة لقت حكي أبو محمد عليه السلام من الم جل س ف اقل: لا تعج لي أي عمة الشوك، فصاح بي فدخلني ف هاك الأمر قد قرب اقلت: فجلست وقرأت ألم السجدة ويس، فبينما انا كذلك اذا انتهت فزع فوثبت اليها فقلت اسم الله عليك، ثم قلت لك، قالت: فأخذتني فترة واخذتها فترة فانتبهت بحس سیدی فكشفت الثوب عنه ماذا انا به عليه السلام ساجداً يتلقى الارض بمساجده فضمته الى فاذا انا به نظيف منتظف فصاح بي ابو محمد عليه السلام هلم لي ابني ما عمة فجننت به اليه فوضع يديه تحت الميتين وظهره ووضع قدميه على صدره ثم ادلى لسانه في فيه وامريده على عينيه و سمعه و مفاصله ثم قال: تكلم يا بني فقال: اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً رسول الله، ثم صلى على امير المؤمنين وعلى الأئمة عليه السلام الى ان وقف على ابية، ثم أحجم

ثم قال ابو محمد عليه السلام، يا عمة اذهبي به الى امه ليسلم عليها وانتيني به، فذهبت به فسلم عليها وردته فوضعت في المجلس ثم قال: يا عمة اذا كان يوم السابع فأتينا، قالت حكيمة فلما اصبحت جئت لا مسلم على ابی محمد عليه السلام وكشفت السر لا تفقد سیدی عليه السلام فلم اره فقلت جعلت فداك ما فعل سیدی؟ فقال يا عمة استودعناه الذي استودع عنه ام موسیٰ عليه السلام قالت حكيمة: فلما كان في اليوم السابع جئت فسلمت وجلست فقال: هلم لي ابني فجننت سیدی عليه السلام وهو في الخرقه ففعل به كفعلته الأولى ثم ادلى لسانه في فيه كانه يغذيه لبناً او عسلاً ثم قال تكلم يا بني فقال اشهد ان لا اله الا الله وتنى بالصلاة على محمد و على و امير المؤمنين و على الأئمة الطاهرين - صلوات الله عليهم اجمعين - حتى وقف على ابية (عليه السلام ثم تلا هذه الآية ”)

کمال الدین میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ موسیٰ ابن محمد ابن قاسم ابن حمزہ ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد علی ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب - سے نقل کیا ہے کہ جناب حکیمہ دختر امام محمد تقی - کا بیان ہے کہ: حضرت ابو محمد امام حسن عسکری - نے ایک آدمی بھیج کر مجھے بلوایا اور کہا: پھوپھی جان! آج رات آپ ہمارے پاس افطار کریں کیوں کہ یہ شب نیمہ شعبان ہے آج کی شب عنقریب اللہ تعالیٰ اپنی حجت کو ظاہر فرمائے گا جو ساری زمین پر حجت خدا ہوگا۔

میں نے دریافت کیا: کس کنیز کے بطن سے؟
آپ نے فرمایا: ”نرجس“ میں نے کہا: واللہ! مگر اس میں تو مجھے کچھ آثار نظر نہیں آرہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایسا ہی ہوگا جیسا میں نے کہا ہے۔ اتنے میں نرجس خاتون بھی آگئیں اور سلام کر کے بیٹھ گئیں اور میرے موزے اُتارتے ہوئے بولیں: اے میری سیدہ! کیسامزاج ہے؟

میں نے کہا: لیکن میری اور میرے سارے خاندان کی سیدہ تو اب تم ہو۔ نرجس خاتون نے کہا: پھوپھی جان! آپ یہ کیا فرما رہی ہیں؟ میں نے کہا: بیٹی آج کی شب تمہارے بطن سے اللہ تعالیٰ ایک ایسا فرزند پیدا کرے گا جو دنیا و آخرت کا سید و سردار ہوگا۔ یہ سن کر وہ کچھ شرما سی گئیں اور بیٹھ گئیں۔ الغرض جب میں نے شب کو نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر افطار کیا اور اپنے بستر پر چلی گئی۔ پھر نصف

۱) (کمال الدین صدوق، ص ۴۲۴، حدیث ۱، باب میلاد۔)

شب گزرنے کے بعد اٹھی اور نمازِ شب سے فارغ ہوئی تو دیکھا کہ نرجس خاتون سو رہی ہیں۔ اُن میں کوئی بات نظر نہیں آ رہی ہے تو میں تعقیبات کے لیے بیٹھ گئی، پھر اپنے بستر پر جاکر سو گئی تھوڑی دیر کے بعد پھر بیدار ہوئی اور اُٹھ کر دیکھا تو نرجس خاتون ابھی سو ہی رہی تھیں مگر ذرا دیر میں وہ بھی اُٹھیں اور انہوں نے بھی نمازِ شب ادا کی۔ جناب حکیمہ کا بیان ہے کہ: (جب ابھی تک کوئی آثار وضع حمل نظر نہ آئے تو) میرے دل میں شکوک پیدا ہوئے کہ اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری - نے آواز دی تعجیل نہ کیجیے وقت قریب ہی ہے۔ جناب حکیمہ کا بیان ہے کہ: یہ سن کر میں نے سورئہ حم سجدہ اور سورئہ یس کی تلاوت شروع کی۔ ابھی میں تلاوت کر ہی رہی تھی کہ نرجس خاتون نیند سے چونک کر اُٹھ بیٹھیں اور گھبرا کر میری طرف دوڑیں اور مجھ سے لپٹ گئیں۔ میں نے کہا: تم پر بسم اللہ کا سایہ رہے کیا تم کچھ محسوس کر رہی ہو؟

اُنہوں نے کہا: جی ہاں، اے پھوپھی جان! میں نے کہا: پریشان نہ ہو، اپنے دل کو مضبوط رکھو، میں نے جو کہا تھا یہ وہی ہے۔ جناب حکیمہ ناقل ہیں کہ اس کے بعد جیسے کسی نے مجھ پر غنودگی طاری کردی اور ادھر ولادت ہوگئی۔ آنکہ کھلی تو میں نے محسوس کیا کہ میرا شہزادہ، میرا سید و سردار پیدا ہو چکا ہے میں نے کپڑا اُٹھا کر دیکھا تو وہ اپنے اعضائے سجدہ زمین پر رکھے ہوئے سجدہ خالق میں ہے۔ میں نے بڑھ کر اسے اُٹھالیا اور سینے سے لگالیا اور دیکھا تو وہ بالکل پاک صاف، طاہر و مطہر ہے۔ اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری - نے آواز دی کہ پھوپھی جان! میرے فرزند کو میرے پاس لے آئیے۔

میں لے کر گئی تو آپ نے ان کو لے لیا اور ان کے دونوں پاؤں اپنے سینے پر رکھے، اپنی زبان ان کے دہن میں دے دی اور اُن کی آنکھوں، کانوں اور تمام جوڑ و بند پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ پھر فرمایا: اے فرزند کلام کرو۔ اُنہوں نے کہا: ”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ اس کے بعد اُنہوں نے امیر المومنین - اور تمام ائمہ طاہرین پر نام بنام درود بھیجا یہاں تک کہ اپنے پدر بزرگوار پر درود بھیج کر ٹھہر گئے۔

امام ابو محمد حسن عسکری - نے فرمایا: پھوپھی جان! ان کو لے جائیے تاکہ یہ اپنی ماں کو سلام کر لیں اور پھر میرے پاس ہی واپس لے آئیے۔ جناب حکیمہ کہتی ہیں کہ: میں لے کر گئی، انہوں نے اپنی ماں کو سلام کیا۔ پھر انہیں واپس لائی اور حضرت ابو محمد - کے سامنے لٹا دیا۔ آپ نے فرمایا: پھوپھی جان! ساتویں دن تشریف لائیں مگر میں دوسرے ہی دن پھر حضرت ابو محمد - کو سلام کے لیے گئی اور پردہ اٹھایا کہ اپنے نومولود شہزادے کو دیکھوں، مگر وہ نظر نہ آئے۔ میں نے حضرت ابو محمد - سے دریافت کیا کہ شہزادہ کہاں ہے؟

آپ نے فرمایا: پھوپھی جان! میں نے اُن کو اُس ذات کے سپرد کر دیا ہے جس کے سپرد مادر موسیٰ - نے موسیٰ - کو کیا تھا۔ جناب حکیمہ کا بیان ہے کہ: ساتویں دن میں پھر حضرت ابو محمد - کے پاس آئی، سلام کیا اور بیٹھ گئی۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: جائیے اور میرے فرزند کو میرے پاس لے آئیے۔ میں گئی اور ایک کپڑے کے پارچے میں لپیٹ کر انہیں لے آئی، تو آپ نے پھر وہی کیا جو پہلے کرچکے تھے، اپنی زبان اُن کے دہن میں دی جیسے انہیں دودھ یا شہد پلا رہے ہوں۔ پھر فرمایا: اے فرزند! کلام کرو۔

شہزادے نے کہا: ”أشهد ان لا اله الا الله“ پھر حمد و ثنائے الہی بجالانے اور محمد (ص) و علی - اور پھر تمام ائمہ طہرین پر نام بہ نام درود بھیجتے ہوئے اپنے پدر بزرگوار پر درود بھیج کر رک گئے اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَ لَهُمْ أَيْمَةً وَنَجْعَ لَهُمُ الْوَارِثِينَ - وَنُفَعِّلُهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِي فِرْعَوْنَ وَنُفَعِّلُهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ (۱)

اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنادیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیں۔ اور انہیں کو روئے زمین کا اقتدار دیں اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو انہیں کمزوروں کے ہاتھوں سے وہ منظر دکھلائیں جس سے یہ ڈر رہے ہیں۔

موسیٰ (راوی) کا بیان ہے کہ: میں نے جناب حکیمہ کی اس روایت کے بارے میں عقبہ خادم سے تصدیق چاہی تو اس نے کہا: جی ہاں جناب حکیمہ نے صحیح بیان کیا ہے اور وہ واقعی سچ ہے۔

من جملہ افراد میں سے کہ جنہوں نے حضرت مہدی - کی ولادت کے بعد ملاقات کی ہے حضرت امام حسن عسکری - کی نسیم نامی خادمہ بھی ہے۔

عليه السلام قَالَتْ (مُحَمَّدٌ) الْعَسْكَرِيُّ خَادِمُ أَبِي ۴۳۹ - ”وفي كمال الدين عَنْ نَسِي صَاحِبِ الزَّأَمَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ تَخَلَّتْ عَلَيْهِ بَعْدَهُ مَوْلًى بِهِ بَلِيلٌ ، فَعَطَسْتُ عَنْهُ فَأَقْلَ : أَقْلَ لِي عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَا أُبَشِّرُكَ فِي مُفَرِّحَتُ بِإِلْكَ فَأَقْلَ لِي يَرْحَمُكَ اللَّهُ ، أَقْلَتْ : نَسِي : لِي) الْعَسْكَرِيُّ فَتَقُلْتُ بَلَى أَيُّ مَوْلَى فَأَقْلَ : هُوَ أَمَّا مِنَ الْمَوْتِ ثَلَاثَ أَيَّامٍ “ (۲)

کمال الدین صدوق علیہ الرحمہ میں امام حسن عسکری - کی نسیم نامی خادمہ نے مجھے بتایا کہ حضرت صاحب الزمان - کی ولادت کے بعد ایک رات کو جب میں آپ کے پاس گئی تو اتفاقاً مجھے چھینک آگئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ”یرحمک اللہ“ یعنی خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے، نسیم کہتی

۱) (سورنہ قصص، آیت ۵)۔
۲) (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۳۰)۔

ہے کہ: یہ سن کر میں نے بڑی خوشی محسوس کی تو آپ نے فرمایا: کیا میں تجھے چھینک کے متعلق خوش خبری سناؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں اے میرے مولا! فرمایا: یہ چھینک تین دن تک امان کی نشانی ہے۔
أَقْلَ : لَمَّا وَلِدَ الْخَلْفُ الصَّالِحُ عَلَيْهِ ۴۴۰ - ”وفيه : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْقُمِيِّ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ السَّلَامِ وَرَدَّ عَنْ مَوْلَى الْأَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى جَدِّي (عَاتٍ عَلَيْهِ) وَفِي كَانَ تَرُدُّهُ التَّوْقِي ه مَكْتُوبٌ بِخَطِّ يَدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي كَاتَبَ فَإِذَا فِي وَلَدَ أَنْ مَوْلًى وَوَدَّ فَلْيَكُنْ عِنْدَكَ مَسْتُوراً وَعَنْ جَمِيعِ النَّاسِ مَكْتُوماً فَإِنَا لَمْ نَظْهَرِ عَلَيْهِ إِلَّا الْأَقْرَبَ لِقَرَابَتِهِ (وَالْوَلِيُّ لَوْلَايَتِهِ أَحَبُّ) أَنْ إِعْلَامَكَ لِيُسْرَكَ اللَّهُ بِهِ مِثْلَ أَم سَرَّ أَنْ بِهِ وَالسَّلَامُ “ (۱)

نیز اسی کتاب میں احمد ابن حسن ابن اسحاق قمی سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: جب خلف صالح (مہدی آل محمد (ص)) کی ولادت ہوئی تو میرے آقا و مولا حضرت امام حسن عسکری - کا ایک خط میرے جد احمد ابن اسحاق کے نام آیا جس میں انہوں نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا کہ میرے گھر میں بچے کی ولادت ہوچکی ہے مگر تمہارے لیے لازم ہے کہ اس ولادت کو تمام لوگوں سے پوشیدہ رکھو (دوسروں کو اطلاع نہ دینا) اس لیے کہ ہم بھی سوائے اپنے اقربا و قرابت داروں کے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتے، تم چونکہ ہمارے مخصوص دوست دار ہو اس لیے چاہا کہ تم کو باخبر کر دیں تاکہ جس طرح ہم لوگ خوش حال ہیں اسی طرح تم خوش حال رہو۔ والسلام۔

من جملہ ان میں سے ابو الادیان کا واقعہ مشہور و معروف ہے کہ جنہوں نے آپ کی ولادت کے بعد غیبت صغریٰ میں امام زمانہ - کے دیدار اور ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔

۴۴۱۔ “وفی کمال الدین: وَحَدَّثَ أَبُو الْأَدْنِ الْأَقْلَ: كُنْتُ أَخَذُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ بِنَاحِيَةِ رَأْسِهِ وَطَلَبْتُ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ وَاحْمِلْ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ عَلِيٍّ بْنَ الْحُسَيْنِ بْنَ أَبِي كَثْبٍ تُؤْفَى فِيهَا صَلَّيْتُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَكُنْتُ مَعَهُ كُنْتُ إِلَى الْأُمِّ صَلَّيْتُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي عِلِّيَّةِ النَّبِيِّ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَتَدَخَّلْتُ إِلَيْهِ مِنْ رَأْيِ يَوْمٍ وَأَقْلَ: إِمَضْتُ بِهَا إِلَى الْمَوْتِ أَدْنَى فَانْتَبَهْتُ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ أَبُو الْأَدْنِ: فَقُلْتُ: يَا وَجَدَنِي دَارِي الْخَامِسَ عَشَرَ وَتَسْمَعُ الْوَعْدَ أَوْعِيَّةً فِي فَقُلْتُ: فَهُوَ الْوَقْتُ بَعْدِي فَأَذَاكَ لَذِكْ فَمَنْ؟ أَقْلَ: مَنْ طَلَبَكَ بِحُجْرَةٍ أَوْ ابْنِ كَثْبٍ سَيَدِي فَاقْلَ مَنْ أَخْبَرَكَ بِمَا فِي، فَقُلْتُ: زِدْنِي، عَلَى فَهُوَ الْوَقْتُ بَعْدِي فَاقْلَ: مَنْ يُصَلِّي، زِدْنِي اللَّهُ يَنْ هَيْبَ نَفْسِهِ أَنْ أَسْأَلُهُ عَمَّا فِي ثُمَّ مَنَعَنِي، اللَّهُمَّ ابْنِ فَهُوَ الْوَقْتُ بَعْدِي وَخَرَجْتُ بِالْكَتَبِ إِلَى الْمَوْتِ أَدْنَى وَخَرَجْتُ مِنْ رَأْيِ يَوْمٍ الْخَامِسَ عَشَرَ كَمَا مَا دَرِهِ وَأَذَاكَ عَلَى الْمَوْتِ سَلَّيْتُ وَأَذَاكَ بَجَعْفَرٍ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا بَالِ أَوْعِيَّةً فِي دُكُلِي إِنْ يَكُنْ هَذَا: نَفْسِي عَنْهُ مِنْ حَوْلِهِ يَغْرُونَهُ وَيَهْنُونَهُ، فَقُلْتُ: فِيهِ بَابُ الدَّارِ وَالشَّيْءُ أَخِي دَوَى أَقْمِرُ فِي الْحَقِّ وَسَقَّ وَبَلَغَ بِالطَّنْبُورِ، كُنْتُ أَعْرِضُ بِشَرِّ النَّبِيِّ الْأَمِّ فَقَدْ بَطَلَتْ الْأُمُّ لَأَنِّي قَدْ كُنْتُ ذَا أَقْلَ: يَا سَيَدِي عَنْ شَيْءٍ، ثُمَّ خَرَجَ عَنِّي فَتَقَدَّمْتُ فَعَزَيْتُ وَهَنِيْتُ فَلَمْ يَسْأَلْنِي عَنْهُ مِنْ حَوْلِهِ يَغْرُونَهُ السَّمَانُ وَالْحَسَنُ بْنُ أَخُوكَ فَقُمْتُ وَصَلَّيْتُ عَلَيْهِ فَدَخَلَ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ وَالشَّيْءُ عَلَيَّ قَتِيلَ الْمَوْتِ عَثَرَ صَمَّ الْمَوْتِ عَرُوفَ بَسَلَمَةٍ

الدَّارُ إِذَا نَحْنُ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَّيْتُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَلِيٍّ نَعَشْنَاهُ وَكُنَّا فَتَقَدَّمْنَا فَلَمَّا صَبَرَ أَنْ فِي رَحْجٍ صَبِيٍّ بَوَاجِهِ سَمَرَةً، بِشَعْرَةٍ قَصَطَهُ، فَلَمَّا هُمْ بِالتَّكْبِيرِ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ لِيُصَلِّيَ عَلَيَّ أَخِي فَتَأَخَّرَ، بِاسِ أَنْنِي تَفْلِيحٌ، فَجَبَذَ بَرْدَاءِ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ أَقْلَ: تَأَخَّرَ أَيَّ عَمَّ قَانَا أَحَقُّ بِالصَّلَاةِ عَلَيَّ أَبِي هِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعْفَرُ وَقَدْ أَرَبَ دَوَاجُهُ وَأَصْفَرُ، فَتَقَدَّمَ الصَّبِيَّ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَفَنَ إِلَيْ جَانِبِ قَبْرِ أَبِي نَفْسِي: هَذِهِ مَعَكَ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: فِي هَاتِي جَوَابَاتِ الْكُتُبِ الَّتِي، ثُمَّ قَالَ يَا بَصْرِي بَيْنَتَانِ بَقِيَّ الْهَمِيَانِ، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَيْ جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَزْفَرُ، فَقَالَ لَهُ حَاجُزُ الْوَشَاءِ: يَا سَيَدِي مِنَ الصَّبِيِّ لِنَفْسِي مِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِ؟ فَاقْلَ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ وَلَا أَعْرِفُهُ فَتَحَنُّ جُلُوسٌ إِذَا قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ قَوْمٍ فَسَأَلُوا عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَعَرَفُوا أَمَوْتَهُ فَقَالُوا: فَمَنْ نَعَزِي؟ فَأَشَارَ النَّاسُ إِلَى جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ فَسَأَلُوا عَلَيْهِ وَعَزَوَهُ وَهَنُوهُ وَقَالُوا إِنَّ مَعَنَا كُتُبًا وَمَالًا، فَقُولُوا مِمَّنِ الْكُتُبُ؟ وَكَمْ الْمَالُ؟ فَقَامَ يُنْفِضُ اثْوَابَهُ وَيَقُولُ: ثُرِيدُونَ مِمَّا أَنْ نَعْلَمَ الْغَيْبَ قَالَ فَخَرَجَ الْخَادِمُ فَقَالَ: مَعَكُمْ كُتُبُ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَهَمِيَانٌ فِيهِ الْفِ دِينَارٌ وَعَشْرَةُ دَنَانِيرٍ مِنْهَا مَطْلِيَّةٌ، فَدَفَعُوا إِلَيْهِ الْكُتُبَ وَالْمَالُ وَقَالُوا: الَّذِي وَجَّهَكَ بِكَ لِأَخِي ذَلِكَ هُوَ الْإِمَامُ، فَدَخَلَ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى الْمُعْتَمِدِ وَكَشَفَ لَهُ ذَلِكَ، فَوَجَّهَ الْمُعْتَمِدَ بِخَدْمِهِ فَتَقَبَّلُوا عَلَى صَقِيلِ الْجَارِيَةِ فَطَالِبُهَا بِالصَّبِيِّ فَانْكَرَتْ وَأَذَعَتْ حُبْلَاهَا لِتَعْطِي حَالَ الصَّبِيِّ فَسَلِمَتْ إِلَى ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ الْقَاضِي وَنَعْتَهُمْ مَوْتُ غُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَاقَانٍ فُجَاءَةً وَخَرَجَ الزُّنُجُ بِالْبَصْرَةِ فَسُخِّلُوا بِذَلِكَ عَنِ الْجَارِيَةِ فَخَرَجَتْ عَنْ أَيْدِيهِمْ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ” (۱)

کمال الدین میں ابو الادیان سے روایت نقل کی گئی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں حضرت امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب کا خادم تھا اور آپ کے خطوط مختلف شہروں میں لے کر جاتا تھا۔ جب آپ کا وقت وفات قریب آیا، میں آپ

کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بہت سے خطوط تحریر فرمائے اور فرمایا کہ تم ان کو مدائن لے کر جاؤ گے، اس میں تمہیں پندرہ دن لگیں گے۔ پندرہویں دن جب تم سرمن رائے (سامرہ) واپس آؤ گے تو میرے گھر سے آہ و بکا کی آوازیں سنو گے اور مجھ تختہ غسل پر پاؤ گے۔ ابو الادیان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: آقا! جب ایسا ہوگا تو پھر (امام -) کون ہوگا؟ فرمایا: جو تم سے ان خطوط کے جوابات طلب کرے گا وہی میرے بعد امام قائم ہوگا۔ میں نے عرض کیا: کوئی اور علامت؟

فرمایا: جو میرے جنازے کی نماز پڑھائے گا، وہ میرے بعد امام قائم ہوگا۔ میں نے عرض کیا: کوئی اور علامت؟ فرمایا: جو تھیلی (ہمیان) کی رقم کی نشاندہی کرے گا۔

میں جرات نہ کر سکا کہ پوچھوں کہ ہمیان میں کتنی رقم ہوگی اور میں خطوط لے کر مدائن چلا گیا۔ وہاں سے ان کے جوابات وصول کیے اور پندرہویں دن سرمن رائے واپس آیا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اور آتے ہی میں نے ان کے گھر سے گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہوتی سنیں اور دیکھا کہ جعفر ابن علی گھر کے دروازے پر بیٹھا ہے اور شیعوں کا مجمع

ہے۔ وہ لوگ اس کے پاس رسم تعزیت ادا کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ: اگر اب یہی امام ہے تو امامت کا خداحافظ ہے اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ جعفر (کذاب) ابن علی شراب خوار اور قمار باز ہے اور وہ گانے بجانے میں بھی مشغول رہتا ہے۔

بہر حال میں نے بھی آگے بڑھ کر اُسے رسم تعزیت ادا کی، مگر اُس نے مجھ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا ہی نہیں۔ اس کے بعد عقید (خادم) اندر سے برآمد ہوا اور اُس نے کہا: مالک آپ کے بھائی کو کفن دیا جاچکا ہے اُن کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔ یہ سن کر جعفر ابن علی اندر گیا اور اُس کے ساتھ دوسرے شیعہ بھی گئے۔ جب ہم لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری - کی میت ایک تابوت میں کفن کی جاچکی ہے۔ جعفر ابن علی آگے بڑھا، تاکہ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائے۔ جونہی اُس نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا، اندر سے ایک بچہ گندمی رنگ، سر پر زلفیں، دندان مبارک در دار، (زنان خانے سے) برآمد ہوا اور آکر کہنے لگا: چچا! آپ پیچھے جائیں، میں اپنے باپ کی جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق دار ہوں۔

یہ سن کر جعفر نے منہ بنایا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اور وہ بچہ آگے بڑھا اور نماز جنازہ پڑھائی اور اُنہیں اُن کے والد کی قبر کے پہلو میں دفن کیا۔ پھر اُس بچے نے (حضرت امام زمانہ - نے) فرمایا: اے بصری! تمہارے پاس جو خطوط کے جوابات ہیں وہ مجھے دکھاؤ۔ میں نے اُن کی خدمت میں پیش کیے اور دل میں سوچا کہ کیا یہ دوسری نشانی ہے؟ اب صرف ہمیں (تھیلی) والی علامت اور باقی ہے۔ پھر میں وہاں سے اُٹھ کر جعفر ابن علی کے پاس آیا۔ وہ ابیں بھر رہا تھا۔ حاجز و شاء نے پوچھا: اے میرے سیدو سردار! وہ بچہ کون تھا؟ جعفر نے کہا: مجھے نہیں معلوم وہ کون تھا، نہ میں اسے پہچانتا ہوں۔ ابھی ہم لوگ وہیں بیٹھے ہوئے تھے کہ قم سے کچھ لوگ وارد ہوئے اور پوچھنے لگے: حضرت امام حسن عسکری - کہاں ہیں؟

لوگوں نے بتایا: اُن کا انتقال ہوچکا ہے۔ اُنہوں نے دریافت کیا: اُن کی تعزیت کس کو دی جائے؟ لوگوں نے جعفر بن علی کی طرف اشارہ کیا۔ اُنہوں نے (اہل قم نے) آگے بڑھ کر اُسے سلام کیا اور تعزیت کا حق ادا کیا اور بولے ہمارے پاس کچھ خطوط اور رقوم ہیں۔ یہ بتائیے وہ خطوط کس کے ہیں اور رقم کتنی ہے؟ یہ سن کر جعفر اپنا لباس سمیٹتا ہوا اُٹھا اور بولا: لوگ چاہتے ہیں کہ ہم غیبت کی باتیں بھی اُنہیں بتائیں۔

اسی اثنا میں اندر سے ایک خادم برآمد ہوا اور بولا: تم لوگوں کے پاس فلاں فلاں کے خطوط ہیں اور ایک تھیلی میں ایک ہزار دینار ہیں۔ مگر اس میں سے دس دینار گھسے ہوئے اور نقوش مٹے ہوئے ہیں۔

یہ سن کر قم والوں نے وہ خطوط اور تھیلی خادم کے حوالے کردی اور کہا: جس نے تجھے اس کام کے لیے بھیجا ہے در حقیقت وہی امام ہے۔ اس کے بعد جعفر ابن علی معتمد کے پاس پہنچا اور اُسے سارا حال کہہ سنایا۔ اُس نے اپنے سپاہی روانہ کیے کہ صیقل خادمہ کو گرفتار کرلو اور اس سے وہ بچہ طلب کرو چنانچہ سپاہی صیقل کو گرفتار کر کے لائے اور اس سے بچہ طلب کیا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ: مجھے تو ابھی حمل ہے تاکہ اس بچے (یعنی امام زمانہ -) کا حال لوگوں سے پوشیدہ رہے۔

اس کے بعد اسے (صیقل خادمہ کو) ابن ابی شواب قاضی کے حوالے کر دیا گیا مگر اسی اثنا میں (ناگہاں) عبید اللہ ابن یحییٰ ابن خاقان کا انتقال ہو گیا اور بصرے میں صاحب زنج نے خروج کر دیا، سب لوگ اس افراتفری میں مشغول ہو گئے اور وہ خادمہ ان لوگوں کے پنجے سے صحیح و سالم نکل گئی اور تمام عالمین کے پروردگار کا شکر ادا کیا۔ حضرت کی ولادت صحیح ترین قول کی بنا پر ۲۵۵ ھ میں واقع ہوئی اس کے بعد حضرت سے خاص ارتباط رکھتے تھے وہ وہی آپ کے نواب اربعہ کہ ان میں سے پہلے جناب عثمان ابن سعید اسدی، جناب محمد ابن عثمان ابن سعید، جناب حسین بن روح نوبختی اور جناب علی ابن محمد سمیری ہیں کہ جن کی رحلت تین سو انتیس ہجری قمری میں واقع ہوئی اور اس چوبتر سالہ مدت میں کہ جس کو حضرت کی غیبت

۱) (۲۵۵ ھ ہجری قمری کہ جس میں حضرت حجت ابن الحسن العسکری - کی ولادت باسعادت (واقع ہوئی ہے اس وقت سے لے کر ۳۲۹ ھ ہجری قمری تک جو آپ کے آخری محترم نائب علی ابن محمد سمیری کی رحلت کا زمانہ ہے وہ ثنائی النجوم (ستاروں کے منتشر ہونے) کے سال سے مشہور ہے اور مکمل ۷۴ سال غیبت صغریٰ کا زمانہ رہا ہے۔

صغریٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے خاص شیعہ اور مومنین حضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوتے تھے اور اپنی دینی و دنیوی مادی و معنوی اور تمام روزمرہ کی ضرورتوں کے مسائل کو نواب خاص کے ذریعہ حضرت تک پہنچاتے تھے اور

ان بزرگوار کی غیبی عنایتوں سے بہرہ مند ہوتے تھے اور اپنے مقدس اہداف و مقاصد پر فائز ہوتے تھے۔ اس بات کے اثبات کے لیے حضرت کی طرف سے صادر شدہ توقیعات کو پیش کیا جاسکتا ہے۔

۴۴۲۔ ”وفی کمال الدین : بإسنادہ عن محمد بن ابراہیم بن اسحاق الطالقانی قال : کنت عند الشيخ أبي القاسم الحسن بن روح قدس الله روحه مع جماعة فيهم علي بن عيسى القصري فقام اليه رجل فقال له اني اريد ان اسئلك عن شيء ، فقال له : سل عما بدا لك ، فقال الرجل : أخبرني عن الحسين بن علي عليه السلام أهو ولي الله ؟ قال نعم ، قال أخبرني عن قاتله ، أهو عدو الله ؟ قال نعم ، قال الرجل : فهل يجوز ان يسلم الله عز وجل عدوه على وليه ؟ فقال له أبو القاسم الحسين بن روح قدس الله روحه : أفهم عني ما أقول لك اعلم ان الله عز وجل لا يخاطب الناس بمشاهدته الغيان ولا يشافهم بالكلام ، ولكنه جل جلاله يبعث اليهم رسلاً من اجناسهم وصنافهم بشراً مثلهم ولو بعث اليهم رسلاً من غير صنفهم وصورهم لنفروا عنهم ولم يقتلوا منهم ، فلما جاورهم وكانوا من جنسهم يأكلون الطعام ويمشون في الأسواق قالوا لهم : انتم بشر مثلنا ولا نقبل منكم حتى تأتوا لنا بشيء يعجز ان يأتي بمثلهم فنعلم انكم مخصوصون دوننا بما لا نقدر عليه فجعل الله عز وجل لهم المعجزات التي يعجز الخلق فيها ، فمنهم من جاء بالطوفان بعد الأندار والأعدار ، فغرق جميع من طغى وتمرد ، ومنهم من ألقى في النار فكانت برداً وسلاماً ، ومنهم من أخرج من الحبر الصلد نافه وأجرى من ضرعها لبناً ومنهم من فلق له البحر وفجر لن من الحجر العيون ، وجعل له العصا اليابسة ثعباناً تلقف ما يافكون ومنهم من ابرأ الاكمة والأبرص وأحى الموتى بأذن الله وأبناهم بما يأكلون وما يدخرون في بيوتهم ومنهم من انشق له القمر وكلمة البهائم مثل التعبير والذئب وغير ذلك فلما اتوا بمثل ذلك وعجز الخلق عن امرهم وعن ان يأتوا بمثل كان من تقدير الله عز وجل وألطف بعباده وحكمته ان جعل انبيائه عليهم السلام مع هذه القدرة والمعجزات في حالة غاليين وفي اخرى مغلوبين ، في حال قاهرين وفي اخرى مهضومين ، ولو جعلهم الله عز وجل في جميع احوالهم غاليين وقاهرين ولم يبتلهم ولم يمتحنهم لأتخذهم الناس آلهة من دون الله عز وجل جعل احوالهم في ذلك كاحوال غيرهم ليكونوا في حال المحنة والبلوى صابرين ، وفي حال العافية والظهور على الأعداؤشاكيرين ويكونوا في جميع احوالهم متواضعين غير شامخين ولا متجبرين ، وليعلم العباد ان لهم عليهم السلام الها هو خالقهم ومُدبر هم فيعبده ويطيعوا رُسُلَهُ ، وَتَكُونُ حُجَّةُ اللَّهِ ثَابِتَةً عَلَى مَنْ تَجَاوَزَ الْحَدَّ فِيهِمْ وَادَّعَى لَهُمُ الرِّبُوبِيَّةَ اَوْ عَانَدَ اَوْ خَالَفَ وَعَصَى وَجَدَّ بِمَا أَثَبَتَ بِهِ الرُّسُلُ وَالْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لِيُهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ قَالَ: مُحَمَّدٌ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ : فَدَعَتِ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رُوحٍ قَدَّسَ اللَّهُ رُوحَهُ مِنَ الْغَدِّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي : أَتَرَاهُ ذَكَرَ مَا ذَكَرَ لَنَا يَوْمَ امْسٍ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ ، فَابْتَدَأَنِي فَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ لِأَنَّ آخَرَ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخَطَّفَنِي الطَّيْرُ اَوْ تَهْدِي إِلَى الرِّيحِ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ أَحَبُّ إِلَيَّ عَنِ اَنْ اَقُولَ فِي دِينِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بَرَانِي اَوْ مِنْ عِنْدِ نَفْسِي ، بَلْ ذَلِكَ) عَنِ الْاَصْلِ وَمَسْمُوعٌ عَنِ الْحُجَّةِ صَلَّ اللَّهُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ” (۱)

کمال الدین میں صدوق علیہ الرحمہ نے بطور سند محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی رضوان اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے : میں شیخ ابو القاسم حسین ابن روح علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک گروہ کے ساتھ موجود تھا کہ جس میں علی ابن عیسیٰ قصری بھی تھے ، ایک شخص بلند ہوا اور کہا : میں چاہتا ہوں کہ (حسین ابن روح) سے کسی شے کے متعلق سوال کروں تو انہوں نے کہا : جو دریافت کرنا چاہتے ہو دریافت کرو تو اس شخص نے کہا : مجھے یہ بتائیں کہ حسین ابن علی علیہا السلام کیاولیٰ خدا تھے ؟ شیخ ابو القاسم حسین ابن روح علیہ الرحمہ نے کہا : ہاں ، پھر دریافت کیا اُن کے قاتل کے متعلق مجھے خبر دیں کہ کیا وہ دشمن خدا تھا؟

فرمایا : ہاں اس شخص نے کہا : کیا اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے ولی اور دوست پر اس کے دشمن کو مسلط کرے شیخ بزرگوار نے اس سے کہا : خوب اچھی طرح سمجھو جو تم سے کہہ رہا ہوں ، جان لو کہ اللہ تعالیٰ براہ راست (لوگوں کے سامنے) لوگوں کو مخاطب قرار نہیں دیتا اور ان سے براہ راست گفتگو نہیں کرتا لیکن خدائے ذو الجلال ان کے لیے پیغمبروں کو انہیں بشر کی جنس سے مبعوث کرتا ہے ، اگر ان کی صنف اور صورت کے علاوہ وہ پیغمبروں کو مبعوث فرماتا تو وہ لوگ اس سے نفرت کر کے راہ فرار اختیار کرتے اور اس سے کسی چیز کو قبول نہیں کرتے ، لہذا جس وقت (انبیائے الہی) ان کے پاس آتے تو وہ ان کی جنس میں سے تھے جو انہیں کی طرح کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ بھی ہماری ہی طرح کے انسان ہیں ہم آپ کی بات اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے جب تک ہمارے لیے کوئی معجزہ پیش کریں لہذا اس وقت ہم یہ سمجھیں گے کہ یہ اعمال آپ ہی کی ذات سے مخصوص ہیں کہ جس کی ہم ہرگز قدرت نہیں رکھتے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے معجزات قرار دیے کہ تمام مخلوقاتِ خدا اس کے جواب لانے سے عاجز ہو جاتی ہے، بعض انبیاء جیسے نوح - نے اپنی قوم کو (عذابِ الہی سے) ڈرانے کے بعد (حجتِ تمام کی) عذر برطرف کیا اور طوفان کو اپنا معجزہ قرار دیا اور وہ افراد جو طغیان و سرکشی پر آمادہ ہوئے غرق ہو گئے اور ان میں سے بعض دوسرے جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ - آگ میں ڈالے گئے (ایسی آتشِ نمرودی میں کہ جس کی کیفیت تاریخ میں مذکور ہے) جو ان کے لیے سرد و سلامتی کا باعث اور گلستان ہو گئی اور ان میں سے بعض جیسے حضرت صالح - نے سخت پتھر سے ناقہ پیدا کیا اور اس کے پستان سے دودھ جاری کیا، اور دوسرے جیسے موسیٰ - کے لیے دریا شگافتہ ہوا اور ان کے لیے چشمے کے پتھر سے پانی جاری ہوا اور خشک عصارے کو اڑدھا قرار دیا جو افراد لوگوں سے جھوٹ بولتے تھے انہیں نکل جاتا تھا، اور بعض جیسے عیسیٰ - جو مادرِ زاد اندھوں اور (برص) کوڑھ میں مبتلا ہونے والے افراد کو شفا بخشتے تھے اور خدا کی اجازت سے مردے بھی زندہ کرتے تھے اور انہیں ان چیزوں کی خبر دیتے تھے جو کچھ وہ اپنے گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کرتے تھے اور ان میں سے بعض جیسے (پیغمبرِ اکرم حضرت خاتم الانبیاء محمد ابن عبد اللہ (ص) نے) چاند کے دو ٹکڑے کیے اور چوپایوں کو گفتگو کا سلیقہ سکھایا یا جیسے اونٹ اور بھیڑیے وغیرہ لہذا جس وقت ان معجزات کو پیش کیا تو مخلوقات ان کے اس امر کو سمجھنے سے عاجز رہی یا یہ کہ اس کی نظیر پیش کرے، خدائے عزوجل کی لازوال حکمت و تقدیر اور اس کا اپنے بندوں پر لطف و کرم کا تقاضا یہ ہوا کہ اپنے پیغمبروں کو ان تمام قدرت اور معجزات کے ساتھ بھیجا ایک حالت میں غالب تو دوسری حالت میں مغلوب ہوں اور ایک حالت میں قابض (غالب) اور دوسری حالت میں مقہور ہوں۔

جب بھی خداوند عالم انہیں ایسا قرار دیتا کہ تمام حالات میں قابض و غالب ہوں اور انہیں اپنے امتحانات میں مبتلا نہ کرتا تو یقیناً لوگ انہیں اپنا خدا قرار دیتے اور خدائے بزرگ و برتر کی پرستش و عبادت نہیں کرتے۔ (لہذا) خدائے سبحان نے ان کے حالات کو ایسا قرار دیا جیسے ان کے غیر کی حالت ہوا کرتی ہے تاکہ آزمائش و مصائب کی منزل پر صابر رہیں اور صحت و عافیت اور دشمنوں پر غلبہ کی صورت میں شکر گزار رہیں، اور اپنے تمام حالات میں متواضع رہیں نہ متکبر جاہ و طلب اور جابر انسان، اور اس لیے بھی تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ بندوں کے لیے یقیناً ایک خدا ہے جو ان کے امور کا خالق و مدبر ہے لہذا اس کی عبادت کریں اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کریں اور اس کے علاوہ ان افراد کے لیے حجتِ خدا کا ہونا ثابت ہو جو اس کے حق میں حد سے تجاوز کیے ہوں اور ان سے بالاتر ہو کر اپنی ربوبیت کا دعویٰ کیا ہو، یا دشمنی کی ہو یا حکمِ خدا کے برخلاف حکم کیا ہو اور نافرمانی کی ہو جو کچھ انبیاء و رسل لے کر آئے ان کا انکار کیا ہو تاکہ جو بھی نیست و نابود ہو تو وہ واضح و روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو بھی زندہ باقی رہے وہ واضح و روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔

محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق کا بیان ہے: پھر میں دوسرے دن شیخ ابو القاسم حسین ابن روح علیہ الرحمہ کی طرف واپس ہوا اور اپنے دل میں کہہ رہا تھا: کیا وہ (مطالب) جو مجھ سے کل بیان کیے وہ اپنی طرف سے کہا ہے؟ لہذا شیخ بزرگوار نے میرے سوال کے آغاز کرنے سے پہلے مجھ سے کہا: اے محمد ابن ابراہیم! اگر آسمان سے مجھے ایسے مرغ (مردار خوار) مجھے دستیاب ہوتے یا میری ہوا کو (فریاد رس سے) دور کسی جگہ لے آتے تو وہ مجھے اس بات سے زیادہ عزیز و محبوب ہے کہ میں نے خدائے بزرگ و برتر کے دین میں اپنے لیے یا اپنی طرف سے کوئی بات کہی ہو۔

بلکہ یہ تمام اصل و حقیقت ہیں اور حجتِ خدا - سے سنی ہوئی ہیں۔ یعنی خود حضرت حجتِ امام زمانہ - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ نے مذکورہ اقوال براہ راست بیان فرمائے اور شیخ ابو القاسم حسین ابن روح علیہ الرحمہ نے بغیر واسطے کے حضرت سے سنا اور محمد ابن ابراہیم کو گوش گزار کیا ہے۔ لیکن غیبتِ کبریٰ کے دوران کا آغاز ابو الحسن علی ابن محمد سمیری کے انتقال کے بعد ہوا کہ جن کا انتقال ۳۲۹ ھ میں ہوا اور وہی سال تناثر النجوم (ستاروں کے منتشر ہونے والا سال تھا) کتاب غیبتِ طوسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ میں حسن ابن احمد سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: جس سال ابو الحسن علی ابن محمد سمیری کا انتقال ہوا میں بغداد میں تھا پھر آپ کے انتقال کے چند دنوں قبل ایک توفیقِ مبارک ناحیہ مقدسہ حضرت حجتِ امام عصر عجل اللہ فرجہ کی جانب سے تحریر کی گئی تھی: ۴۴۳ - "بسم اللہ الرحمن الرحیم یا علی بن محمد السمیری اعظم اللہ اجرَ إخوانک فیک فائتک میت مابینک و بین سنۃ إمام فاجمع امرک ولا توص الی ا احد فیشوم مقامک بعد وفاتک فقد وقعت الغیبة التامۃ فلا ظہور الا بعد انن اللہ تعالیٰ ذکرہ ، وذلک بعد طول الامد وقسوة القلوب وامتلاء الارض جوراً وسیاتی من يدع المشاهدة لا فمن ادعى المشاهدة قبل خروج (السفیانی والصحیحہ فهو کذاب مفرّ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیّ العظیم)" (۱ بنام خدائے رحمن و رحیم۔ اے علی ابن محمد سمیری سنو! اللہ تعالیٰ تمہاری وفات پر تمہارے بھائیوں کو صبر کا عظیم ثواب عطا فرمائے۔ اس لیے کہ اب تمہاری موت چہ دن کی مدت میں واقع ہو جائے گی لہذا تم اپنے تمام کام سمیٹ لو اور آئندہ اپنی وفات کے بعد کسی کو اپنا قائم مقام کرنے کی وصیت نہ کرنا۔ کیوں کہ اب غیبتِ تامہ واقع ہو چکی ہے اور

اب بغیر حکم خدا کے ظہور نہ ہوگا اور وہ بھی ایک طویل عرصے کے بعد، جب لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے اور زمین ظلم و جور (اور فتنہ و فساد) سے بھر جائے گی اور آئندہ میرے شیعوں میں سے کچھ لوگ مجھے دیکھنے کا دعویٰ کریں گے لیکن جو شخص خروج سفیانی اور آسمانی آواز بلند ہونے سے قبل مجھے دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور افترا پرداز ہے اور نہیں ہے کوئی قوت و طاقت سوائے خدائے بزرگ و برتر کے۔

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۵۱۶، ذکر التوفیقات، حدیث ۴۴۔)

راوی کا بیان ہے : چہ دن بعد میں ان کی عیادت اور تیمارداری کے لیے گیا، میں نے دیکھا کہ جاکنی کے عالم میں ہیں میں نے عرض کیا: آپ کے بعد آپ کا وصی کون ہے؟ فرمایا: (اللہ امر ہو بالغہ) (یعنی یہ امر الہی ہے جسے وہ آپ تک پہنچائے گا) اور دنیا سے رحلت کر گئے اور ان کی رحلت کے ساتھ نیابت کا سلسلہ ختم ہو گیا یہاں تک کہ امام زمانہ - کا ظہور موفور السور کا وقت نزدیک ہو۔

(مؤلف کا بیان ہے:) حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الآف التحیۃ السلام کے جوار رحمت و برکت میں قیام پذیر ہونے کے زمانے میں عالم تشیع کے مرجع عالی قدر حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے الحاج سید محمد ہادی میلانی نور اللہ مرقہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت بقیۃ اللہ الاعظم صاحب العصر الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ذکر ہونے لگا تو مجھ سے فرمایا: ”آقائے مرزا (۱) طے یہ ہوا ہے کہ امام زمانہ - عام لوگوں کی نظروں سے غائب ہوں یعنی عام نگاہیں ان بزرگوار کو نہیں دیکھیں۔“ ان کا مقصد یہ تھا کہ انسان کو بہت زیادہ سعی و کوشش کرنی چاہیے اپنے خورد و نوش اور معاشرت میں دقت کرے خود کو اخلاق سے آراستہ کرے تزکیہ نفس کرے اس طریقے سے کہ اس کی نگاہ، عام نگاہ سے بالاتر ہو جائے بلکہ اس سے بھی اعلیٰ و ارفع ہو جائے تاکہ اس آفتاب برج امامت کا مشاہدہ کر سکے، کیا اس شعر کے ناظم و خالق نے بہت خوبصورت شعر نظم کیا ہے۔ دیدہ می باید کہ باشد شہ شناس تا شناس شاہ را در ہر لباس آنکھوں کو شہ شناس تو ہونا ہی چاہیے تاکہ بادشاہ وقت کو ہر لباس میں پہچان سکے جناب علی ابن سمیری کے لیے ناحیہ مقدسہ (امام زمانہ -) کی طرف سے صادر شدہ مبارک توفیق

۱) (حضرت آیت اللہ العظمیٰ میلانی علیہ الرحمہ میرے سوابق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور (اپنی عنایت و کرم کی کثرت کی بنا پر مجھے ہمیشہ ”مرزا“ کہہ کہ خطاب کرتے تھے۔

کے مضمون کی بنا پر کہ جس میں فرمایا: ”سَيَأْتِي مَنْ يَدْعُ الْمُ شَاهِدَةً...“ (۱) یعنی عنقریب ایسے افراد بھی آئیں گے جو میرے مشاہدے کا دعویٰ کریں گے جو شخص بھی خروج سفیانی اور ندائے آسمانی سے پہلے ایسا دعویٰ کرے جھوٹا اور افترا پرداز ہے۔“ یہ کہنا چاہیے کہ وہی عام اشخاص جو عادی نگاہوں کے حامل ہیں ورنہ یہ تمام علماء اور بزرگان دین جیسے سید بحر العلوم اور سید ابن طاووس، مقدس اردبیلی نامی افراد وغیرہ کہ ان میں سے بعض حضرت کے دیدار سے شرف یاب ہوئے ہیں اور انہیں پہچانا بھی ہے ان کے علاوہ بہت سے دوسرے افراد بھی مشرف ہو چکے ہیں خواہ حالت خواب میں ہو یا بیداری میں انہیں پہچان نہ سکے، اور بعد میں سمجھا کہ جسے دیکھا تھا وہ عزیز و محبوب فاطمہ مہدی آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ تھے۔

”آیت اللہ سید بحر العلوم اور آیت اللہ مرزائے قمی قدس اللہ اسرارہم کی داستان بھی مشہور و معروف ہے۔“ مؤلف کہتے ہیں: کتاب درر البہیۃ سید بحر العلوم جو علم اصول فقہ کا منظومہ کہلاتی ہے اور احتمال پایا جاتا ہے کہ معالم الاصول کا خلاصہ ہے اور بعض محققین شاید عالم فاضل محقق مدقق آقائے مرزا عبد الرحیم انصاری غروی طاب ثراہ ہوں اس کے پہلے صفحے کے پیچھے بعض کرامات ”سید المسند و الرکن المعتمد مولانا السید محمد مہدی ابن السید مرتضیٰ ابن الحسین محمد الحسنی الحسینی طباطبائی جو سید بحر العلوم علیہ الرحمہ کے نام سے مشہور ہیں“ کو ذکر کیا ہے جسے شیخ المحدثین الحاج مرزا حسین نوری رحمۃ اللہ علیہ نے جنۃ الماوی میں، عالم با عمل آقائے علی رضا ابن الحاج ملا محمد نائینی علیہ الرحمہ سے انہوں نے صاحب

۱) (حضرت کے کلام میں مشاہدہ کا معنی رویت اور دیکھنا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا معنی (ظہور و حضور ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا

قول ہے: فمن شهد منكم الشهر فليصمه اور اس معنی کے صحیح ہونے کا قرینہ حضرت کا قول ہے کہ فرماتے ہیں: ”فلا ظہور الا بعد“ یعنی ظہور واقع نہیں ہوگا مگر برج و مرج اور فتنہ و فساد کے بعد، حضرت کا دوسرا قول یہ ہے کہ فرماتے ہیں: جو شخص سفیانی کے خروج اور آسمانی ندا سے پہلے مشاہدے یعنی ظہور کا دعویٰ کرے کہ یہ دونوں علامتیں ظہور کی ہیں تو وہ شخص جھوٹا اور بہتان باندھنے والا ہے (یہ العبقری الحسان میں نہاوندی علیہ الرحمہ کی من جملہ تحقیقات میں سے ہے)۔

کرامات عالم ملا زین العابدین سلماسی سے جو آیت اللہ السید علامہ محمد طباطبائی السید محمد بحر العلوم علیہ الرحمہ کے محرم اسرار اور مخصوص افراد میں سے تھے انہوں نے خلوت اور جلوت میں کہا: ایک دن مشہد غردی (نجف اشرف) میں سید بحر العلوم کے مجلس درس میں حاضر تھا کہ ناگاہ جناب محقق قمی صاحب قوانین الاصول جب عجم سے عراق آئے تو سید بحر العلوم کی ملاقات کے لیے بھی تشریف لائے اس وقت سو افراد سے زائد مجمع تھا جب سب لوگ چلے گئے اور صرف تین ایسے صاحبان بیٹھے رہ گئے جو مدارج اجتہاد پر فائز تھے تو محقق قمی نے بحر العلوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نجف اشرف میں مقیم ہیں جہاں قرب مکان ظاہری و باطنی اور ولایت روحانیہ و جسمانیہ حاصل ہے اس خوان نعمت کی نعمتوں میں سے اور اس باغ جنت کے پھول میں سے جو کچھ آپ نے چنا ہے کچھ ہمیں بھی تصدق کیجیے تاکہ ہمارے سینے کشادہ ہوں اور اطمینان قلب حاصل ہو۔

سید بحر العلوم نے یہ سن کر فوراً کہا: میں پرسوں شب جمعہ کوفہ میں تھا اور یہ ارادہ کیے ہوئے تھا کہ اول صبح نجف پہنچ جاؤں تاکہ درس و بحث معطل نہ ہو کیوں کہ برسوں سے وہ درس و بحث کو جاری رکھے ہوئے تھے کہا: جب میں مسجد کوفہ سے باہر آیا تو میرے دل میں مسجد سہلہ کا ایک عجیب شوق پیدا ہوا لیکن اس تردد اور خوف میں تھا کہ صبح تک شہر (نجف اشرف) نہ پہنچ سکوں اور اس دن کا درس و بحث معطل ہو جائے لہذا یہ ارادہ ملتوی کیا لیکن ہر لمحہ (میرا شوق) زیادہ ہی ہوتا جا رہا تھا اور میرا دل اس مکان کی طرف رغبت پیدا کر رہا تھا، اسی اثنا میں جب میں تردد میں تھا کہ جاؤں یا نہ جاؤں یکایک ایسی تیز ہوا چلی اور آندھی سی آئی اس طرح کہ میں شاہراہ سے باہر آیا گویا توفیق جو بہترین رفیق ہے میرے ہمراہ ہے اس نے اٹھا کر مجھ کو مسجد سہلہ کے دروازے پر پہنچا دیا میں اندر داخل ہوا دیکھا کہ مسجد زائرین سے بالکل خالی ہے مگر ایک جلیل القدر بزرگ خدا سے مناجات میں مشغول ہیں اور وہ ایسے کلمات ادا کر رہے ہیں کہ جن سے سخت دلوں پر بھی رقت طاری ہو جائے اور پتھریلی آنکھیں بھی آنسو بہانے لگیں میرے بوش اڑ گئے اور حالت متغیر ہو گئی پاؤں لرزنے لگے آنکھوں سے اشک جاری تھے ایسے الفاظ میرے کانوں نے نہ کبھی سنے تھے نہ ادعیاں ماثورہ میں کبھی آنکھوں نے دیکھے تھے میں متوجہ ہو گیا کہ اس مناجات کے الفاظ خود مناجات کرنے والے کے ہیں نہ یہ کہ پہلے سے حفظ کیا ہو۔ میں اپنی جگہ ٹھہر گیا حالانکہ میں سن رہا تھا اور لطف اندوز بھی ہو رہا تھا جب وہ اس مناجات سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں آواز دی: ”مہدی بیا“ یعنی مہدی او میں چند قدم آگے بڑھا پھر فرمایا: ”بیا“ او پھر کچھ دور بڑھا اور میں رک گیا پھر حکم دیا آگے آؤ اور فرمایا: ”ادب تعمیل حکم کا نام ہے۔“ پھر میں آگے بڑھا اور اتنا قریب ہو گیا کہ میرا ہاتھ ان تک اور ان کا دست مبارک مجھ تک پہنچ جائے اس وقت انہوں نے یہ بات فرمائی:

جناب ملا زین العابدین سلماسی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: یہاں تک بیان کر کے اس آخری فقرے کے بعد سید بحر العلوم یکایک رک گئے اور اس بات کو ظاہر نہ کیا بلکہ کلام کا رخ بدل کر اس امر میں گفتگو کرنے لگے کہ جس کا اس واقعہ کے بیان سے پہلے ذکر ہو رہا تھا اور محقق قمی سے دریافت کیا تھا کہ آپ کی قلت تصانیف کا کیا سبب ہے محقق قمی نے کچھ وجہیں بیان کیں پھر محقق قمی علیہ الرحمہ نے اس مخفی کلام کی وضاحت طلب کی تو بحر العلوم نے اپنے دست مبارک سے ایسا اشارہ کیا کہ جس کا منشا یہ تھا کہ اب یہ ایک راز ہے جو اس وقت بیان نہیں ہو سکتا۔

نیز مرزائے نوری علیہ الرحمہ جنت الماویٰ میں آقا علی رضا الحاج ملا محمدی نائینی علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند جو صاحب کرامات اور پارسا عالم تھے، ملا زین العابدین سلماسی سید بحر العلوم اعلیٰ اللہ مقامہ کے شاگرد نے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: ایک دن میں حرم عسکرین علیہما السلام میں علامہ بحر العلوم کے ہمراہ نماز پڑھ رہا تھا دوسری رکعت کا تشہد ختم کر کے اٹھنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک ان پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اٹھنے میں کچھ توقف کیا جس کے بعد کھڑے ہو گئے جب نماز سے فراغت ہوئی تو ہم سب متعجب اور حیرت زدہ تھے مگر کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی اور نہ کسی کو ان سے دریافت کرنے کی جرأت ہوئی یہاں تک کہ قیام گاہ پر پہنچے دستر خوان کے لیے بچھایا گیا اس وقت من جملہ اصحاب بعض سادات نے میری طرف اشارہ کیا کہ اس توقف کا سبب دریافت کرو لیکن میں نے انکار کیا اور کہا کہ: آپ لوگ زیادہ قریب ہیں خود سوال کیجیے جس بات پر علامہ بحر العلوم متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کہ کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ چونکہ میں ان کی بہ نسبت لوگوں میں سب سے زیادہ جسور تھا میں نے عرض کیا کہ: یہ صاحبان اس کیفیت کی وجہ

اور راز معلوم کرنا چاہتے ہیں جو اس وقت نماز میں پیش آئی جواب دیا: حضرت حجّت علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کو سلام کرنے کے لیے روضہ مبارکہ میں تشریف لائے تھے جس سے میری یہ صورت ہوئی اور اس وقت تک رہی کہ حضرت حرم مطہر سے واپس ہو گئے۔

نیز نقل کرتے ہیں کہ مولا زین العابدین سلماسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے: میں سید بحر العلوم کی مجلس درس میں حاضر تھا ان میں سے ایک شخص نے غیبت کبریٰ کے زمانے میں حضرت حجّت - کی ملاقات کے متعلق سوال کیا کہ کیا موجودہ زمانے میں حضرت کا درخشاں دیدار کرنا ممکن ہے؟

اس وقت سید بحر العلوم حُفّہ پینے میں مشغول تھے، لہذا سائل کو کچھ جواب نہیں دیا خاموش رہے اور سر جھکا کر آہستہ آہستہ بار بار یہ کہتے رہے جو میں نے سنا اس کلام کا معنی یہ تھا ”اس شخص کو کیا جواب دوں وقد ضمتی۔ صلوات اللہ علیہ۔ الی صدرہ (الشریف)“ حالانکہ حضرت نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا ہے اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ ”زمانہ غیبت میں“ حضرت کے دیدار کا دعویٰ کرنے والے کو جھوٹا کہا گیا ہے۔“ اور اسی بات کو بار بار فرماتے تھے۔

پھر سائل کے جواب میں کہا: اخبار اہل عصمت و طہارت میں حضرت حجّت عجل اللہ فرجہ کے دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کو جھوٹا کہا گیا ہے اور صرف اسی مقدار پر سائل کے جواب دینے میں اکتفا کیا اپنے قول (وقد ضمتی الی صدرہ) کی طرف اشارہ کیے بغیر۔ نیز مذکورہ سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں جو ان کے مکہ معظمہ کی مجاورت کے زمانے میں یہ واقعہ پیش آیا کہ جب سید بحر العلوم کے امور کی دیکھ بھال کرتے تھے ان کا بیان ہے: باوجودیکہ سید بحر العلوم اعلیٰ اللہ مقامہ عالم مسافرت میں تھے گھر والوں سے بہت دور تھے لیکن بذل و عطا اور سخاوت و بخشش کی یہ صورت تھی کہ کچھ پروا نہ کرتے تھے یہاں تک نوبت پہنچی کہ خرچ کی کوئی سبیل نہ رہی ایک درہم بھی میرے پاس نہ تھا میں نے علامہ سے عرض حال کیا جس کا کچھ جواب نہ دیا اور حسب عادت صبح کے بعد خانہ کعبہ کے طواف کے لیے چلے گئے جب گھر واپس آکر اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھتے تھے تو حسب معمول میں ان کا حُفّہ حاضر کر دیا کرتا تھا پھر دوسرے کمرے میں آتے تھے جہاں مختلف مذاہب کے شاگرد جمع ہوتے تھے پھر ہر ایک شخص کو اس کے مذہب کے مطابق درس دیا کرتے تھے۔

جب طواف خانہ کعبہ کر کے واپس لوٹے جس دن پہلے دن کے متعلق شکایت کی تھی کہ آج نان و نفقہ گھر میں موجود نہیں ہے اور پھر میں نے حسب معمول حقہ حاضر کیا کہ یکایک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا جس پر وہ نہایت بے چینی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور مجھ سے کہا: جلدی یہاں سے حقہ ہٹاؤ اور فوراً تیزی سے کھڑے ہو کر بغیر آرام و سکون کے خود جاکر دروازہ کھولا ایک جلیل القدر شخصیت اعراب کی بیٹ میں داخل ہوئی اور اسی کمرے میں بیٹھ گئی اور علامہ بھی انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ بیٹھ گئے اور مجھ سے اشارہ سے کیا کہ حقہ نہ لانا کچھ دیر تک باتیں ہوئیں پھر وہ آنے والے کھڑے ہو گئے سید بحر العلوم نے تیزی کے ساتھ جاکر دروازہ کھولا ان کے ہاتھ کا بوسہ لیا ان کے ناقہ پر سوار کیا جو وہاں سویا ہوا تھا اور وہ چلے گئے۔

جب علامہ گھر واپس ہوئے تو چہرے کا رنگ اڑا اور بدلا ہوا تھا اس وقت مجھ کو ایک کاغذ دیا اور کہا کہ یہ رقعہ اس صراف سے متعلق ہے جو کوہ صفا پر بیٹھا ہے اس کو لے کر اس کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ دے لے آؤ چنانچہ میں گیا اور وہ نوشتہ اس کو دیا اس نے ہاتھ میں لے کر دیکھا اور بوسہ دیا اور کہا کہ بار برداروں کو بلا کر لاؤ، میں جاکر چار قلی لے آیا صراف وہ درہم لے کر آیا جسے ریال فرانس کہا کرتے تھے کہ ان میں ہر ایک پانچ قران سے زیادہ تھا اور عجم اسے اٹھانے کی قدرت نہیں رکھتے تھے لہذا اسے اپنے کاندھوں پر اٹھا کر گھر لائے، چند دن بعد میں صراف سے ملنے کے لیے گیا تاکہ اس کی خیریت بھی دریافت کروں اور یہ بھی پوچھوں کہ وہ رقعہ کس کا تھا لیکن جب اس مقام پر پہنچا تو نہ وہ دکان نظر آئی نہ وہ صراف دکھائی دیا میں نے ان لوگوں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے صراف کے متعلق سوال کیا سب نے یہ جواب دیا کہ ہم نے آج تک یہاں کسی صراف کو نہیں دیکھا جس کے بعد میں سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ اسرار الہیہ اور الطاف امام زمانہ - ہیں۔

من جملہ وہ افراد جو امام زمانہ - کے مقدس وجود کی ملاقات سے شرف یاب ہوئے ان میں شیخ جلیل القدر، زاہد و عابد متقی و پارسا آقائے الحاج شیخ محمد شوستری بھی ہیں جو الحاج شیخ محمد کوفی صاحب زمانی کے نام سے مشہور ہیں جو پہلے نجف اشرف میں مقیم تھے بعد میں کوفہ کو اپنا وطن اور محل سکونت قرار دیا۔

مولف کہتے ہیں: جب اس کی وجہ میں نے دریافت کی تو جواب دیا: صرف مولیٰ الموالی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کے پاس و لحاظ اکرام و احترام اور عظمت و منزلت کی خاطر کہ ممکن ہے کبھی بعض ایسے امور جو اگرچہ مباح بھی ہوں انجام پائیں تو کم احترامی شمار نہ ہو جیسے یہ کہا: راتوں کو سوتے وقت حرم مطہر کی طرف اپنا پاؤں دراز کرتے ہوئے شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور میں اس کو حضرت کے احترام کے برخلاف سمجھتا ہوں لہذا میں نے چاہا کہ

حرم سے تھوڑا فاصلے پر زندگی بسر کروں۔

شیخ بزرگوار کی عادت یہ تھی کہ چہار شنبہ (بدھ) کی راتوں میں مسجد سہلہ اور شب جمعہ کبھی کربلا اور نجف اشرف میں بسر کرتے تھے۔ آیات عظام میں سے جیسے آیت اللہ العظمیٰ سید ابو الحسن اصفہانی، آیت اللہ العظمیٰ الحاج آقا حسین قمی جیسے حضرات ان کا کافی احترام کرتے تھے اور ان کے معتقد اور محب تھے۔ مجہ مولف حقیر کے بھی کافی صمیمی دوست تھے ان کے ساتھ صبیحہ اخوت و برادری پڑھا تھا، اس بنیاد پر ہم لوگ محرم اسرار تھے ایک دن میں نے ان سے دریافت کیا کہ کس زمانے سے اس عظیم مقام پر فائز ہوئے؟

جواب دیا: پچیس سال کی مدت میں۔ اور چالیس مرتبہ خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اور اپنے بعض سفر میں قافلے سے پیچھے رہ جاتے تھے اور راستہ گم کر دیتے تھے تو حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے متوسل ہوتے تھے اور ان کی ہدایت سے قافلے والوں سے ملحق ہوجاتے تھے۔ اب ہم ان کے متعلق حضرت کے دیدار سے مشرف ہونے کے چند واقعات تیر کا اشارہ کر رہے ہیں:

۱ (ان کا بیان ہے ایک شب مولا و آقا امام زمانہ - کو میں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے فرمایا: ”قُلْ لِلّٰہِ اَرْخِصْ جَنَبَکْ وَاَجْعَلِ الدَّہْلِیَّزَ مَجْلِسَکَ وَوَسَّعَ النَّاسَ فِیْ حَوَائِجُہُمْ وَتَحْنُ نَنْصُرُکَ“

سید (آیت اللہ سید ابو الحسن اصفہانی) سے کہو: اپنے امور سے فارغ ہوجاؤ اور اپنے گھر کی دہلیز کو اپنی نشست گاہ قرار دو اور لوگوں کی ضروریات پوری کرنے میں مزید وسعت دو اور ہم اس سلسلے میں تمہاری مدد کریں گے۔ شاید حضرت ولی عصر - روحی لہ الفداء کے اس جملے سے مراد یہ ہو کہ موانع کو ارباب رجوع کی بہ نسب برطرف کرو تاکہ وہ براہ راست تم سے اپنی حاجتوں کو بیان کریں۔ اور خود آپ تواضع اور شکستہ نفسی کا مظاہرہ کریں لوگوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے وسعت دیں اور ہم آپ کی نصرت و مدد کریں گے۔ صبح کے وقت حسب دستور میں گیا اور اس خواب کو سید ابو الحسن اصفہانی علیہ الرحمہ کے سامنے بیان کیا اور حضرت - کا حکم بھی ابلاغ کیا آقائے سید ابو الحسن اصفہانی علیہ الرحمہ نے کہا: لکھو اور مجھے دو میں نے بھی تحریر کیا اور ان کی خدمت میں پیش کیا۔ دو تین شب نہیں گزری تھی کہ نجف اشرف کے بزرگواروں میں سے ایک بزرگوار (احتمالاً) جناب الحاج سید یحییٰ یزدی جو نجف اشرف کے آیات عظام میں سے تھے جن کا درس خارج ہوا کرتا تھا وہ خواب میں امام زمانہ - کی خدمت میں مشرف ہوئے ہیں حضرت فرماتے ہیں: سید کے پاس جاکر کہو: ”اعمل بصحیفتک“ یعنی جو شیخ کوفی کے ذریعہ آپ تک دستور العمل پہنچا ہے عمل کریں۔

آقائے یزدی نے بھی امام کے حکم کو سید اصفہانی تک ابلاغ کیا اور انہوں نے بھی امام کے فرمان پر عمل کیا اور حضرت - کے قول کی برکت سے جو انہوں نے فرمایا تھا: ”تَحْنُ نَنْصُرُکَ“ ہم تمہاری مدد کریں گے آیت اللہ العظمیٰ اصفہانی علیہ الرحمہ کی مرجعیت اور عظمت عالمی پیمانے پر کم نظیر بلکہ بے نظیر ہوگئی۔

۲ (آپ کا اپنے والد کے ہمراہ مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہونا اور گم ہوکر حضرت سے توسل اختیار کرنا اور امام - کی رہنمائی کے ذریعے قافلے سے ملحق ہونا - ایک دن آپس میں گفتگو کر رہے تھے تو بیان کیا: میں اپنے ایک سفر میں اپنے والد کی خدمت میں رہتے ہوئے زیارت بیت اللہ الحرام سے مشرف ہوا راستے میں قافلے سے پیچھے رہ کر اس سے ہم لوگ دور ہوگئے جس کے نتیجے میں ہم گم ہوگئے ہم نے جس قدر تلاش کیا راستہ نہ مل سکا میں اور میرے والد متحیر و سرگرداں نہایت بے چینی کی حالت میں تھے حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے توسل اختیار کیا اور میں بار بار عرض کر رہا تھا: یا ابا صالح المہدی ادرکنی ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میں نے دیکھا دو افراد (سوار ہوکر) میری طرف آرہے ہیں ایک سید ہیں اور ان کا چہرہ سید محمد ابن سید حسین نامی شخص سے جو نجف میں ہیں بہت مشابہ ہے کہ جنہیں میں پہچانتا ہوں میں نے عربی میں عرض کیا انت سید محمد ابن سید حسین؟ آپ سید محمد ابن سید حسین ہیں؟ جواب دیا: لا انا سید محمد بن سید حسن، نہیں میں سید محمد ابن سید حسن ہوں میں نے عرض کیا: ذاک الشایب؟ یعنی وہ ضعیف العمر کون ہیں؟ جواب دیا: ذاک اخي الخضر مولا کے قول سے جو انہوں نے فرمایا: میرے بھائی حضرت خضر ہیں مجھے یقین ہوگیا کہ خود امام زمانہ - ہیں میں نے عرض کیا: مولا ہم قافلہ سے چھوٹ گئے اور ہم گم گشتہ راہ ہوگئے مولا نے قافلہ کی طرف ہماری رہنمائی کی جب جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: بعد و این اشوفک؟ یعنی اس کے بعد آپ کا دیدار کہاں کروں؟ فرمایا: بالسهلة، یعنی مسجد سہلہ میں، ہم جاکر اپنے قافلے والوں سے ملحق ہوگئے اور اپنے مناسک حج کو اتمام پذیر کیا مکہ سے واپسی کے موقع پر ہمارا اونٹ سماوہ کی ندی کے درمیان پانی میں سو گیا، تھوڑی دیر ہم وہاں قیام پذیر تھے ہم نے ہر ممکنہ تلاش و کوشش کی کہ اسے بلند کریں تاکہ وہ اٹھے اور راستے پر لگ جائے وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کیا میں اور میرے والد ندی کے درمیان قیام پذیر رہے بالآخر میں مجبور ہوا، میں اٹھا اور اونٹ کے کان میں کہا کہ طے یہ ہوا تھا کہ تم ہمیں گھر تک پہنچاؤ گے کیوں پانی میں ٹھہرے ہوئے ہو؟ ایک مرتبہ یہ سن کر

اونٹ اپنی جگہ سے بلند ہوا اور حرکت کی اور ہمیں ہماری منزل تک پہنچایا۔ چند دن گزرے تھے کہ ہمارا مکان کوفہ کے کنارے تھا دروازے پر کسی نے دق الباب کیا میرے گھر والوں نے دروازہ کھولا باہر سے آواز دی گئی کہ اگر امام زمانہ - سے ملاقات کرنا چاہتے ہو تو مسجد سہلہ آؤ، میرے گھر والوں نے مجھ سے کہا: باہر سے اس طرح کی بات سننے میں آئی ہے اور کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ دوسری مرتبہ دروازہ پر کسی نے دستک دی میں خود گیا اور دروازہ کھولا عربی لب و لہجے میں آواز آئی: ”اذا تريد تشوف الحجة تعال بالسهلة“ یعنی: اگر حجّت خدا کو دیکھنا چاہتے ہو تو مسجد سہلہ آؤ۔ میں یہ بات سن کر ایسا بے خود ہو گیا کہ مجھے نہیں معلوم ہوسکا کہ کیسے زینے سے نیچے آؤں، بہر حال کسی طرح خود کو مسجد کوفہ کے دروازے تک پہنچایا تاکہ کسی بھی صورت میں مسجد سہلہ جاؤں، جب میں مسجد کوفہ پہنچا تو پھر میں یہ نہ سمجھ سکا کہ کیسے میں یکایک مسجد سہلہ کے نزدیک ہوں اور دور سے میں نے ایک عربی کی بیٹھتے میں ایک شخص کا مشاہدہ کیا جو ایک مسجد کی طرف سے جو مسجد زید کے نام سے مشہور ہے وہ مسجد سہلہ کی طرف آ رہا ہے یہاں تک کہ وہ پہلے دروازے تک پہنچا جو مسجد سے پہلے کی جگہ ہے اور حوض خانہ کی طرح وہاں ایک جگہ بھی ہے دروازے کے پیچھے کھڑا ہوا اور دیوار کے پیچھے کی طرف ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا (مولف کہتے ہیں: ہم جب بھی آپس میں مسجد سہلہ سے مشرف ہوتے جب ہم وہاں پہنچتے تھے تو حسرت و یاس سے کہتے تھے: حضرت یہاں ٹیک لگا کر کھڑے تھے ہم لوگ اس جگہ کا بوسہ لیتے تھے اور مسجد سے پہلے والے حصے میں داخل ہوتے تھے) میں ابتدا میں خوف زدہ تھا کیوں کہ کبھی کبھی بعض عرب خندق کے اطراف میں مخفی ہوتے تھے اور زائرین وغیرہ کے اموال کو لوٹ لیتے تھے میں نے کہا: شاید وہ ان میں سے ہو پھر میں نے خود سے کہا کہ بہتر ہے ہم آہستہ آہستہ آگے بڑھیں تاکہ دیکھیں مسجد کے بند دروازے کو کون کھولتا ہے اگر خود بخود کھل گیا تو ہم سمجھیں گے کہ خود مولا امام زمانہ - ہیں اور اگر کھڑے ہوکر دروازہ کھٹکھٹایا یا دوسرے افراد آکر دروازہ کھولیں تو معلوم ہوجائے گا کہ عام آدمی یا کوئی زائر ہے جو مسجد کے دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا ہے عین اسی حالت میں کہ ہماری توجہ اس شخص پر تھی کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ باہر کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ شخص مسجد سہلہ میں داخل ہوا میں بھی اس کے پیچھے آ رہا تھا لیکن مجھے مختصر سی بے چینی تھی یہاں تک کہ مسجد کے اندر داخل ہوا اس شخص نے اپنا چہرہ دوسری طرف پلٹایا اور ایک نگاہ میری طرف کی اس آنکھ کے اشارے سے تو میری تمام نگرانی برطرف ہو گئی اور مجھے اطمینان قلب حاصل ہوا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ خود حجّت خدا حضرت ولی عصر - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ ہیں کہ جنہونے اپنا وعدہ پورا کیا بعد میں مولا اس چبوترے پر تشریف لے گئے جو مسجد کے درمیان مقام امام صادق - کے نام سے مشہور ہے وہاں بیٹھے چند لمحوں کے بعد میں نے نور کے علاوہ کوئی دوسری شے نہ دیکھی (اور وہ حلقہ وار اس جگہ کا احاطہ کر کے مقام میں داخل ہو گیا۔ ۱)

۳ (حضرات ائمہ اطہار کی زیارت کے متعلق ہے بالخصوص زیارت حضرت امیر المومنین علی - اور حضرت سید الشہداء - کی زیارات دو طرح ذکر کی گئی ہیں۔ زیارات مطلقہ جو ہر جگہ اور تمام اوقات

۱) (مولف کہتے ہیں: مذکورہ حکایت ۱۳۷۲ ۶ ہجری قمری میں میرے ظن قوی کے مطابق مسجد (سہلہ میں جب باہم وہاں رات گزاری تو میرے لیے نقل کیا اور جناب الحاج شیخ علی اکبر نہاوندی اعلیٰ اللہ مقامہ نے اس حکایت کو ذی الحجہ ۱۳۵۳ ۶ ہجری قمری میں تینیسویں کی شب اپنے گھر میں کوفہ کے کنارے خود جناب شیخ محمد کوفی سے سنا ہے اور اپنی کتاب العیقری الحسن (المسلک الاذخر ۶۹) میں نقل کیا ہے۔ دونوں نسخوں کے درمیان تفصیل اور اختصار کا اختلاف فاصلہ زمانی کی بنا پر ہے کیوں کہ درمیان میں ۱۹ سال کا فاصلہ ہے یا خود جناب الحاج شیخ محمد کوفی علیہ الرحمہ نے خود مجھ حقیر (مولف) سے بطور اختصار بیان کیا یا دوسرے عوارض اور مسائل کی وجہ سے جیسے پیرانہ سالی وغیرہ کی بنا پر واقعے کا بعض حصہ نسیان وغیرہ کی نذر ہو گیا ہے کیوں کہ جب ہم ان واقعات کی گفتگو کرتے تھے تو شاید ۸۰ سال سے زائد ان کی مبارک عمر گزر چکی تھی اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت و عنایت سے مالا مال فرمائے، انشاء اللہ۔

میں پڑھی جاتی ہیں، اور زیارات جامعہ جو خاص مواقع و ایام میں پڑھی جاتی ہیں جیسے زیارت روز غدیر زیارت روز مولود حضرت رسول اکرم (ص)، زیارت شب مبعث جو مخصوص حضرت امیر المومنین کی زیارات میں سے ہے یا جیسے زیارت عرفہ، زیارت عاشوراء، زیارت اول رجب، نیمہ رجب، نیمہ شعبان جو حضرت سید الشہداء - کی مخصوص زیارت ہے۔

جناب الحاج شیخ محمد کوفی صاحب الزمانی اعلیٰ اللہ مقامہ کہا کرتے تھے: کسی ایک مخصوص زیارات میں شاید نیمہ رجب یا شعبان کی زیارت تھی (یہ شک و شبہ مولف کی طرف سے ہے) کربلا کی زیارت سے مشرف ہوا کرتا تھا تختے

والی گاڑی کے ذریعے کیوں کہ اس وقت اس کے علاوہ دوسری گاڑیاں نہیں تھیں زائرین میں سے ایک شخص یوں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی کہنی میرے شانے پر رکھی ہوئی تھی اور میں صرف اس لیے کہ وہ زائر امام حسین - ہے میں نے تحمل کیا اور کچھ نہیں کہا لیکن میرا شانہ بہت درد کر رہا تھا خلاصہ یہ کہ کسی صورت میں کربلا پہنچے اور حرم مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پھر میں نماز زیارت میں مشغول ہوا نماز کے درمیان متوجہ ہوا کہ سامنے والے دروازے کی طرف سے زائرین کے کثیر مجمع کے درمیان ایک وسیع راستہ کھل گیا حضرت ولی عصر - مولا امام زمانہ راستے کے درمیان سے بغیر کسی کی مزاحمت کے تشریف لائے یہاں تک کہ میرے پاس پہنچے اور اپنے دست مبارک کی دو انگلیوں کے ذریعے میرے شانے کے درد کی جگہ کو فشار دیا اور چلے گئے ، میرے شانے کا درد میرے مولا کی برکت سے سکون پاگیا کہ گویا کوئی صدمہ ہی نہیں پہنچا تھا۔

۴ (الحاج جناب شیخ محمد کوفی کی حضرت سے شبِ بیست و یکم ماہ رمضان شبِ شہادت مولیٰ الموحّدین حضرت علی ابن ابی طالب - مسجد کوفہ میں ملاقات ہوئی۔ مولف کہتے ہیں: اس واقعے کو جناب شیخ علی اکبر نہاوندی اعلیٰ اللہ مقامہ نے کتاب العبقری الحسان میں (المسک الانحر ۵۷) جناب آقا مرزا محمد علی اردو بادی علیہ الرحمہ سے اپنی کتاب کشکول میں الجواب المنضد سے نقل کیا ہے کہ الحاج شیخ محمد شوشتری الحاج محمد طاہر کے فرزند نے کوفہ کے کنارے نقل کیا: ۲۱ ماہ جمادی الاول ۱۳۵۷ء ہجری قمری میں شب چہار شنبہ مسجد سہلہ میں تقریباً ۱۳۳۵ء ہجری قمری میں مسجد کوفہ کا قصد کیا ماہ رمضان المبارک کی اٹھارہویں تاریخ کہ شب انیس جو حضرت امیر المومنین علی - کی شب ضربت تھی اور اکیسویں کی شب جو مولا علی کی شہادت کی شب ہے وہاں رات بسر کروں اور اس عظیم حادثے کے متعلق غورو فکر کروں اور حضرت کی غربت اور مظلومیت پر گریہ و زاری اور عزاداری کروں۔

ان کا بیان ہے: نماز مغرب و عشاء مشہور و معروف مقام امیر المومنین - میں ادا کی اور میں مسجد کے اطراف میں سے ایک طرف اس ارادے سے کھڑا ہوا تاکہ جاؤں اور میرے ہمراہ جو روٹی اور خیار (کھیرا) تھا کھا کے افطار کروں، پھر میں مسجد کے مشرقی سمت کی طرف متوجہ ہوا جیسے ہی پہلے کمرے سے گزر کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا دیکھا ایک فرش بچھا ہوا ہے اور ایک شخص خود کو عبا میں لپیٹے ہوئے اس پر سو رہا ہے اور ایک صاحب عمامہ اس کے پاس تشریف فرما ہیں جو اہل علم کی آن بان کے ساتھ ہیں لہذا میں نے انہیں سلام کیا میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: بیٹھو میں بیٹھ گیا پھر انہوں نے علمائے کرام میں سے ایک ایک کی احوال پرسی کی اور میں جواب دیتا تھا وہ بخیر و عافیت ہیں۔ پھر وہ شخص سویا اور ایک کلمہ اس سے کہا جسے میں نہ سمجھ سکا کہ کیا کہا اور پھر اس شخص نے کوئی دوسرا سوال نہیں کیا پھر میں نے سوال کیا کہ یہ کون سویا ہوا ہے؟ کہا: یہ سید عالم (لام پر زیر کے ساتھ) مجھے ان کی بات بُری معلوم ہوئی اور میں نے یہ گمان کیا کہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ اس شخص کی بزرگ نمائی کریں اور میں نے اپنے دل میں کہا: وہ عالم سید حجت منتظر - ہیں۔

میں نے عرض کیا: یہ سید عالم ہیں (لام پر زیر کے ساتھ) جواب دیا: نہیں یہ سید عالم ہے لام پر زیر کے ساتھ پھر میں خاموش ہو گیا اور اس کلام سے حیرت میں پڑ گیا، اور یہ دیکھ رہا ہوں کہ چراغوں کی روشنی کی طرح دیواروں پر نور ساطع و روشن ہے حالانکہ اندھیری رات ہے اور ابتدائے شب ہے میں متوجہ نہیں ہو رہا تھا جو یہ نور ظاہر ہے اور اس شخص کے کلام کا معنی جو یہ کہہ رہا تھا کہ یہ سید عالم ہے لام پر زیر کے ساتھ۔

الحاج شیخ محمد علیہ الرحمہ نے کہا: اس بیٹھے ہوئے شخص نے پانی طلب کیا میں نے دیکھا ایک شخص آ رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک پانی کا پیالہ ہے کاسۂ آب اسے عطا کیا اور اس نے بچالیا اور بقیہ مجھے دیا میں نے کہا: میں پیاسا نہیں ہوں اس شخص نے پیالہ لیا اور کچھ قدم چل کر غائب ہو گیا۔ پھر میں نماز کے لیے اٹھا اور حضرت امیر المومنین - کی عظیم مصیبت کے متعلق غور و فکر کر رہا تھا پھر اس شخص نے میرے مقصد کے متعلق سوال کیا اور میں نے اپنا مقصود بیان کیا پھر مجھے رغبت دلائی اور دعا کی پھر میں نے اپنی جگہ واپس آکر چند رکعت نماز ادا کی اور سستی اور اونگہ مجھ پر غالب ہوئی تو میں سو گیا اور بیدار نہیں ہوا مگر یہ کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ ہوا روز روشن کی طرح ہے میں نے خود اپنے نفس کو ملامت کی۔ کہ میرا ارادہ عبادت کا تھا مگر وہ وقت ختم ہو گیا اور بے حال ہونے کی بھی مجھے میرے دل نے ملامت کی حضرت علی کی شہادت کا بھی رنج و الم تھا کہ کیوں میں ایسی رات میں ایسی جگہ سو گیا حالانکہ میں اس مقام پر حضرت کے دیدار سے سرفراز ہوا پھر میں نے وہاں دیکھا کہ ایک جماعت ہورہی ہے جس میں دو صف برقرار ہوئی ہے اور نماز قائم ہے اور ایک شخص امام جماعت ہے ایک شخص نے اہل جماعت میں سے کہا: اس جوان کو اپنے ہمراہ لے جاؤں امام جماعت نے کہا: ان کے لیے دو امتحان واقع ہوئے ہیں ان میں سے ایک ۴۰ء اور دوسرا ۷۰ء میں، الحاج محمد کا بیان ہے: میں مسجد سے باہر وضو کے لیے گیا اور جب واپس ہوا تو دیکھا ہوا تاریک ہے اور اس جماعت کا کوئی شخص باقی نہیں ہے میں بعد میں متوجہ ہوا کہ وہ سید عالم وہی حجت منتظر تھے جو آرام

فرما رہے تھے اور وہ نور جو دیواروں پر ساطع و منور تھا وہ امامت کا نور تھا اور وہی امام جماعت تھے۔ دوسری مرتبہ ہوا اُن حضرت کے نور سے روشن و منور ہوئی اور وہ اہل جماعت کے خواص میں سے تھے اور اس شخص کا پانی لا کر واپس ہونا اُن حضرت - کے اعجاز کی وجہ سے تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کے مبارک ظہور میں تعجیل فرمائے ، اللہ ہمیں اور آپ سب کو ان کے منتظرین میں قرار دے اور ظہور کے وقت ان کے سامنے شہادت سے سرفراز فرمائے۔ آمین حجة الاسلام و المسلمین آقائے الحاج سید نور الدین میلانی علیہ الرحمہ اور آیت اللہ الحاج سید محمد بادی میلانی طاب ثراہ نے شیخ جلیل آقائے الحاج محمد کوفی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید عبد الہادی شیرازی جو دونوں آنکھوں سے نابینا تھے انہوں نے مجھ سے عرض کیا: حضرت حجت (صلوات اللہ علیہ) کے سامنے یہ درخواست کریں کہ میری آنکھوں کو شفاعت فرمائیں، الحاج شیخ محمد کوفی کا بیان ہے: میں نے آقا و مولا امام زمانہ - کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت (صلوات اللہ علیہ) نے فرمایا: صلاح اور بھلائی نہیں ہے کیوں کہ اگر آپ کی آنکھیں اگر شفا حاصل کریں تو آپ کو اپنے دونوں بیٹوں کی دونوں آنکھوں کو بھی ضائع کرنا ہوگا، الحاج شیخ کوفی نے کہا: میں نے ان بزرگوار کا حکم جناب سید عبد الہادی علیہ الرحمہ تک پہنچایا، فرمایا: نہ یہ لوگ جوان ہیں ان کی تمنا یہ ہے کہ زندگی بسر کریں صلاح اور بھلائی اس میں ہے کہ میں یوں ہی رہوں گا اور اسی طرح میں راضی رہوں گا۔ مولف کہتے ہیں: قارئین کرام کے ذہن و قلب کو اس سے زیادہ خستہ نہ کروں کیونکہ ان کے خاطرات اور حکایات بہت ہیں اگر سب کو ذکر کریں تو گفتگو طولانی ہو جائے گی اور کتاب کے حدود سے بھی خارج ہو جائیں گے۔ اب ایک مختصر داستان بعنوان (ختم مسک) بحسن ختام اکتفا کرتے ہیں اور بقیہ خاطرات اور حکایات کو ایک مستقل کتابچہ میں توفیق خداوندی کے ساتھ تحریر کر کے کتاب کے آخر میں آپ قارئین کے اختیار میں قرار دیں گے۔ آقائے الحاج شیخ محمد کوفی نے شب چہار شنبہ کی راتوں میں سے ایک رات مسجد سہلہ میں مجھ حقیر (مولف) سے بلا واسطہ نقل کیا اور جنائے آقائے الحاج سید نور الدین میلانی علیہ الرحمہ نے ان سے نقل کیا کہ نجف اشرف میں آیات عظام اور بزرگوں میں سے ایک بزرگ نے مجھ سے کہا کہ امام زمانہ - سے دریافت کروں کہ فلاں شخص کیسا ہے؟ اس شخص کا نام ذکر نہیں کیا چنانچہ میں نے بھی اس مہر تاباں کی خدمت میں شرف یاب ہو کر سوال کیا: حضرت (سلام اللہ علیہ) نے فرمایا: کہو: تمہاری ہر چیز بہتر ہے لیکن کبھی تمہارے دل میں یہ بات خطور کرتی ہے کہ میں بھی ایک چیز ہوں ایک شخصیت ہوں۔ مولف کہتے ہیں: حضرت کا قول اور تصدیق کرنا کہ تمہاری ہر شے درست ہے حقیقت میں یہ خود ایک تمغہ اور لوح افتخار ہے اس لحاظ سے کہ اس شخص کے تمام امور حضرت کی مرضی کے مطابق تھے البتہ اس مقدار بھر خود بینی خود کو ایک شخصیت تصور کرنا بھی اس کی شخصیت و عظمت کو کم کرنے کا باعث ہے۔ عین اسی حالت میں کہا جاسکتا ہے: یہ خود ایک امام زمانہ - کے مقدس وجود کی خاص عنایت ہے تاکہ اُن بزرگوار کی یاد آوری کی برکت کے ساتھ یہ حالت جو اس شخص کے دل میں خطور کرتی تھی ختم ہو جائے اور ایک انسان کامل کی شکل اختیار کر لیں جو تمام جہات سے اس آفتاب فروزاں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم - کی مورد رضایت قرار پائے۔

قرآن اور آخری حجت

مشرکات قرآن اور حجت زمان

۲۲ - عمومی ہدایت

۲۲ - القرآن ہُدًی للناس

و الحجة القائم عليه السلام ہُدًی للناس

قرآن لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور حجت قائم - بھی لوگوں کے لیے مایہ ہدایت ہیں۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ: الم - ذلک الکتاب لا ریبَ فیہ ہُدًی لِّلْمُتَّقِینَ الم یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”الم“ قرآن کے حروف مقطعات میں سے ہے۔ جس کے تفاسیر میں مختلف معانی اور بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں مجمع البیان وغیرہ میں دس سے زائد اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

تفسیر صافی میں فیض کاشانی نے معانی الاخبار سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: ہو حرف من حروف اسم

اللہ الاعظم المقطع فی القرآن الذی یؤلفہ النبی او (الامام علیہم السلام فاذا دعابہ اجیب۔) ۱
امام جعفر صادق - نے فرمایا: اللہ کے اسم اعظم کے حروف میں سے ایک حرف ہے جو

۱۔ (تفسیر صافی، ج ۱، ص ۹۰۔ تفسیر المیزان، ج ۱۸، ص ۱۶۔)

قرآن میں حرف مقطع ہے جس کی پیغمبر اکرم (ص) یا ائمہ ہدی علیہم السلام اجمعین جمع آوری کرتے ہیں اگر ان اسماء کے ذریعے خدا کو پکاریں تو اللہ تعالیٰ مستجاب فرماتا ہے۔ اس وجہ سے کہا گیا: حروف مقطعات خدا اور اس کے رسول کے درمیان اسرار و رموز ہیں کہ اس کے مقصود و مراد سے رسول خدا اور راسخین فی العلم کے علاوہ کوئی شخص آگاہ نہیں ہے۔

اور کہا گیا ہے: یہ تکراری حروف جو ۲۹ سورے میں کے آغاز میں جس میں سے بعض ایک حرف سے جیسے (ص)، (ق)، (ن) اور بعض دو حروف سے جیسے (طہ)، (طس)، (یس)، (حم) اور بعض تین حرف سے جیسے (الم)، (الر)، (طسم) اور بعض چار حروف سے جیسے (المر)، (المص) اور بعض پانچ حرف سے جیسے (کھیعص)، (حمعسق) اگر ان کے تکراری حروف کو حذف کر دیں تو چودہ حرف باقی رہتا ہے وہ یہ ہیں (ص ر ا ط ع ل ی ح ق ن م س ک ہ) کہ اگر ان سے جملہ بنایا جائے تو وہ، صراط علی حق نمسک، ”یا“ علی صراطہ حق نمسک” بنتا ہے۔ جسے ایک قسم کا خود قرآن کے لیے اعجاز شمار کیا جاتا ہے۔

اور کہا گیا ہے: ”عَلَّمَ مَعْنَاهُ عِنْدَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمُسْتَوْدَعِي عِلْمِهِ وَامَنَائِهِ عَلٰی وَحْيِهِ، وَلَا عَزَوُ فِيْ اِنْ يَكُوْنُ فِي الْقُرْآنِ مَا هُوَ مُحَاوَرَةٌ بِاسْرَارٍ خَاصَةٍ مَعَ الرَّسُوْلِ وَامْنَاءِ الْوَحْيِ“ ان کے حقیقی معنی خدا اور اس کے رسول (ص) نیز جن کے پاس علم خدا ودیعت کیا گیا ہے اور وحی الہی کے امین ہیں موجود ہے اور کوئی مانع نہیں ہے کہ قرآن میں ایسی چیزیں موجود ہوں جو رسول خدا (ص) اور امنائے وحی کے درمیان خاص اسرار ہوں۔

قوله تعالیٰ: > ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

(ذلک) دور کی طرف اشارہ ہے جس سے مراد کتاب قرآن مجید ہے اور لفظ ذلک سے اشارہ اس کی شان و منزلت کی رفعت کی بنا پر ہے جیسا کہ عرب میں یہ قرآن اسی کتاب سے متعارف ہے کہ تمہیں گزشتہ کتابوں میں، میں نے وعدہ کیا تھا اس میں شک و شبہ نہیں کرنا چاہیے کوئی مشکوک شے یا کسی کو اس میں شک میں مبتلا نہ کیا جائے بلکہ وہ محض ہدایت ہے موجودہ ہدایت جو حقیقت دین اور شریعت حق اور متقین کے لیے ایمان کے ارکان میں سے ہے ایسے پرہیز گاروں کے لیے کہ جن کا تقویٰ ہمیشہ خدا کے لیے ہے اور حقیقی طور پر اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے احکام کی اطاعت اور اس کے منکرات سے اجتناب کرتے ہیں آداب الہیہ سے آراستہ اور اس کے معارف سے ہدایت و رشد تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ”ہدی للمتقین“ متقین سے مراد وہ مومنین ہیں اور تقویٰ مومنین کے طبقات سے ایک خاص طبقہ کے اوصاف میں سے ہے یعنی مراتب ایمان میں سے ایک مرتبہ نہیں ہے تاکہ اس کے مقدمات میں سے ایک مقدمہ ہو جیسے احسان، اخبات، خلوص بلکہ تقویٰ ایک ایسی صفت ہے جو تمام مراتب ایمان کا مجموعہ ہے جب وہ جامع تقویٰ سے آراستہ ہو جائے، اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے گروہوں میں سے کسی مخصوص گروہ کو ان کے درجات و طبقات کے اختلاف کے اعتبار سے توصیف نہیں فرمائی بلکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تقریباً بیس آیت کے ضمن میں مومنین، کفار اور منافقین کی حالت کو بیان فرما رہا ہے تقویٰ کو پانچ صفت میں مقرر فرمایا اور وہ غیب پر ایمان، نماز قائم کرنا، راہ خدا میں جو کچھ انہیں عطا کیا ہے خرچ کرنا اور ان تمام انبیاء پر نازل کی ہوئی چیزوں پر ایمان اور آخرت کا یقین رکھنا ہے انہیں اوصاف سے ان کی توصیف فرمائی کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے (لباس ہدایت سے آراستہ ہیں۔) ۱ مفسرین نے ذکر کیا ہے: جو شخص خدا سے ہدایت کا طلب گار ہے اسے اس کے پاس مفقود ہونی چاہیے (کیوں کہ ہدایت یافتہ انسان کے لیے ہدایت تحصیل حاصل ہے جو محال ہے) لہذا توحید پرست مسلمان اپنی نماز میں ہدایت طلب کرے (اھدنا الصراط المستقیم) ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ۔ اس کا چند طریقوں سے جواب دیا گیا ہے۔

۱۔ (المیزان سے اقتباس، ج ۱، ص ۴۱۔)

۱۔ یہ کہ ہدایت سے مراد اس کا استمرار و دوام ہے اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے نمازگزاروں پر احسان کیا ہے اور اس کی ایمان کی طرف ہدایت کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس نعمت کی استمرار و ثبات کے لیے سوال کرتا ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ کہیں ثبات قدم کے بعد اس کے قدم میں لغزش پیدا ہو۔

۲۔ ثواب مراد ہے یعنی مجھے ثواب کی جہت سے جنت کے راستے کی طرف ہدایت فرما۔

۳۔ ہدایت کی زیادتی کا ارادہ کیا گیا ہے چون کہ ہدایت میں کمی و زیادتی کی صلاحیت موجود ہے لہذا جو شخص اس کے ایک مرتبہ کا حامل ہے اس کے لیے جائز ہے کہ اس سے زیادہ کامل ہدایت کا خدا سے مطالبہ کرے۔ مولف کہتے ہیں: یہ تمام وجہیں امتحانات میں سے ہیں جو ظاہری ایہ کریمہ کے تقاضے کے برخلاف ہیں۔

صحیح یہ ہے کہ یوں کہا جائے: وہ ہدایت جسے مسلمان اپنی نماز میں خدا سے طلب کرتا ہے وہ وہی ہدایت ہے جو ابھی حاصل نہیں ہوئی ہے اور صرف اپنے پروردگار سے تفضل و لامتناہی رحمت کے عنوان سے حاصل کرے۔

واضح عبارت میں کہا جائے: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی دو قسمیں ہیں: ہدایت عامہ اور ہدایت خاصہ اور ہدایت عامہ کبھی تکوینی ہوتی ہے اور کبھی تشریعی۔ لیکن ہدایت عامہ تکوینی یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے اسے ہر موجود کی طبیعت و فطرت میں ودیعت فرمایا ہے خواہ وہ جمادات ہوں یا نباتات یا حیوانات میں سے ہوں۔ لہذا وہ اپنی فطری خواہش سے یا اپنے اختیار سے اپنے کمال کی طرف گامزن ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ طلب کمال کی طاقت اس میں ودیعت فرمائی، کیاتم مشاہدہ نہیں کرتے کہ نبات کے سے اپنے رشدو نمو کی طرف ہدایت پاتی ہے اور ایسی جہت کی طرف جاتی ہے کہ اس کی سیر اور رشد میں کوئی مانع نہیں ہوتا یا جیسے حیوان کو ہدایت جو دوست اور دشمن کی شناخت جو اسے اس بات کی تمیز دیتا ہے کہ اسے کون اذیت دیتا ہے اور کون اذیت نہیں دیتا اور کس طرح چوہا بلی سے فرار کرتا ہے اور گوسفند سے فرار نہیں کرتا؟

اور کس طرح چیونٹی اور شہد کی مکھی کو گھر بنانے اور جمعیت تشکیل دینے کی ہدایت کی جاتی ہے (اس پیچیدگی اور تعجب انگیز قسم سے) اور کس طرح نومولود بچہ کو اس کی ولادت کی ابتدا میں ماں کی چھاتی کی طرف ہدایت ہوتی ہے کہ وہ اس کے دودھ سے استفادہ کرتا ہے؟ > قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقًا ثُمَّ يَدِّي > (۱) موسیٰ نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی مناسب خلقت عطا کی ہے اور پھر ہدایت بھی دی ہے۔ لیکن ہدایت عامہ تشریعی: ایسی ہدایت ہے جسے خداوند تبارک و تعالیٰ نے تمام افراد بشر کی، انبیاء کو مبعوث کر کے اور آسمانی کتابیں (قرآن وغیرہ) نازل کر کے ہدایت کی ہے اور تمام انسانوں کو عقل عطا کر کے حق و باطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لیے حجت تمام کی ہے۔

پھر انبیاء کو بھیجا تاکہ ان کے لیے اس (قرآن) کی تلاوت کرے اور شریعتوں کے احکام کو ان کے لیے بیان فرمائیں ان کی رسالت کو روشن معجزہ اور غالب برہان کے ساتھ متصل کیا تاکہ وہ ان کی سچائی اور صحیح ہونے کی دلیل قرار پائے۔ لہذا بعض لوگوں نے قبول کیا تو ہدایت یافتہ ہو گئے اور بعض نے قبول نہیں کیا تو وہ (ضلالیت و گمراہی میں پڑ گئے) (۲) یقیناً ہم نے اسے راستہ کی ہدایت دے دی ہے چاہے وہ شکر گزار ہو جائے یا کفران نعمت کرنے والا ہو جائے۔ لیکن ہدایت خاصہ: وہ ایسی تکوینی ہدایت اور ربانی عنایت ہے کہ خداوند متعال نے اپنے بعض

۱۔ (سورہ طہ، آیت ۵۰)۔

۲۔ (سورہ انسان، آیت ۳)۔

بندوں کو اپنی حکمت کے تقاضے کے مطابق مخصوص کیا ہے، لہذا اس کے لیے جو کچھ اپنے کمال کی ہدایت تک رسائی کے لیے لازم ہے فراہم کرتا ہے اور وہ اپنے مقصود تک پہنچتا ہے اور اگر تائید الہی شامل نہ ہو تو ضلالیت و گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔ اس قسم کی ہدایت کی طرف بہت سی آیات کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ > فَرِيقًا بَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ > (۱)

اس نے ایک گروہ کو ہدایت دی ہے اور ایک پر گمراہی مسلط ہو گئی ہے۔ > قُلْ فَلِلَّهِ الْخُجَّةُ الْبَاطِلُ الْغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ > (۲)

کہہ دیجیے کہ اللہ کے پاس منزل تک پہنچانے والی دلیلیں ہیں وہ اگر چاہتا تو جبراً تم سب کو ہدایت دے دیتا۔

(> إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ > (۳)

یقیناً خداوند متعال ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔ > وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ > (۴)

اور خداوند متعال جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے۔) <إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ > (۵)

پیغمبر بے شک آپ جسے چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔

- ۱.) سورہ اعراف، آیت ۳۰۔
- ۲.) سورہ انعام، آیت ۱۴۹۔
- ۳.) سورہ انعام، آیت ۱۴۴۔
- ۴.) سورہ بقرہ، آیت ۲۱۲۔
- ۵.) سورہ قصص، آیت ۵۶۔

اور دوسری آیات میں جو ان کی ہدایت سے مخصوص ہے اور خدائے تبارک و تعالیٰ کی خاص عنایت مخصوص گروہ کے لیے ہے نہ یہ کہ اس سے تمام افراد کے لیے استفادہ ہوتا ہے۔ لہذا ہر مسلمان اس اعتراف کے بعد کہ خداوند متعال نے احسان کیا ہے ہدایت عامہ تکوینیہ و تشریعیہ کا اللہ سے سوال کرتا ہے تاکہ اسے ہدایت خاصہ تکوینیہ سے جو اس سے مخصوص ہے اسے اپنے ہر ایک بندے کو کہ جس سے اس کا ارادہ و مشیت متعلق ہو ہدایت (کرے۔) ۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲) بے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان صاحبان ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ ۴۴۴۔ ”وفی الکافی عن ابی عمرو الزبیری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: ای يدعو“ (۳)

کافی میں امام جعفر صادق - نے فرمایا: (بہدی) یعنی ایسے راستے کی دعوت کرتا ہے جو زیادہ استوار اور پا برجہ ہے۔ ۴۴۵۔ ”وفی تفسیر العیاشی عن فضیل بن یسار عن ابی جعفر علیہ السلام قال یهدی (الی الولاية ” (۴)

- ۱.) مذکورہ مطالب تفسیر (البیان حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید الخونی رحمۃ اللہ علیہ) سے (منقول ہیں۔)
- ۲.) سورہ اسراء، آیت ۹۔
- ۳.) کافی، ج ۱، ص ۲۱۶۔
- ۴.) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۸۲۔

تفسیر عیاشی میں فضیل ابن یسار سے منقول ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: قرآن ولایت کبریٰ (اہل بیت) کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

۴۴۶۔ ”وفی تفسیر الصافی نقلاً عن المعانی عن الصادق عن أبيه عن جدّه السجّاد علیہ السلام الإمام منّا لا یكون إلا معصوماً ولایست العصمة فی ظاہر الخلقة فیعرف بها ولذلک لا یكون إلا منصوفاً فقیل ما معنی المعصوم قال هو المعتصم بحبل اللہ وحبل اللہ هو القرآن والقرآن یهدی (الی الامام وذلک قول اللہ عزوجل (۱)

لوگوں کا امام اور سرپرست ہم میں سے نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ معصوم ہوگا اور عصمت ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا وجود خارجی پایا جاتا ہے اور خلقت انسانی کے ظاہر سے نمایاں ہو اور وہ پہچانی جائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین اور منصوب ہونا چاہیے۔ ”کہا گیا: اے رسول خدا (ص) ! معصوم کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور ریسمان الہی وہی قرآن ہے اور قرآن بھی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے اور آیہ کریمہ کا معنی یہی ہے: ”یقیناً یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔

مولف کہتے ہیں: اس آیہ کریمہ سے استفادہ ہوتا ہے کہ قرآن اور ائمہ ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں دوسری تعبیر میں ”القرآن مع الائمة والائمة مع القرآن“ (قرآن ائمہ کے ساتھ ہے اور ائمہ قرآن کے ساتھ ہیں)۔

۴۴۷۔ ”وفی الکافی باسناده عن الفضیل قال سأل أبا عبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل فقال علیہ السلام کل إمام هادٍ للقرآن الذی

- ۱.) تفسیر صافی، ج ۱، ص ۳۶۵۔ معانی الاخبار، ص ۱۳۲۔

(۱) کلینی نے کافی میں بطور مسند فضیل سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق - سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق (ہر گروہ کے لیے ایک ہادی و رہبر ہے) دریافت کیا تو فرمایا: ہر امام اپنے زمانے کے لوگوں کے لیے ہادی اور رہبر ہے (اپنے زمانے کے دوران لوگوں کا رہبر اور رہنما ہے)۔

۴۴۸ - ”وفیه باسناده عن برید العجلی عن اَبی جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) الْمُنْذِرُ وَلِکُلِّ زَمَانٍ مِّنَّا هَادٍ یَّہْدِیْہِمُ اِلٰی مَا (جَاءَ بِہِ نَبِیُّ اللّٰہِ (ص) ثُمَّ الْهَادُ مِنْ بَعْدِہِ عَلَیْ ثُمَّ الْاَصِیَاءُ وَاِجْدًا بَعْدَ وَاِجْدٍ ” (۲) اسی کتاب میں بطور مسند برید عجل سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے خدائے عزوجل کے اس کلام ”یقیناً آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر گروہ کے لیے ایک رہنما ہے“ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: رسول خدا (ص) ڈرانے والے ہیں اور ہر زمانے میں ایک ہادی ہوتا ہے جو لوگوں کو ان چیزوں کی طرف ہدایت کرتا ہے جسے پیغمبر (ص) خدا کی طرف سے لے کر آئے پیغمبر اکرم (ص) کے بعد پہلے ہادی و رہبر حضرت علی - ہیں اور ان کے بعد اوصیاء میں ایک کے بعد دوسرے وصی ہیں (صالح بعد صالح) (نیک فرد کے بعد نیک فرد)۔

۴۴۹ ”وفیه باسناده عن بی بصیر قَالَ قُلْتُ لَا بَیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) الْمُنْذِرُ وَعَلِیُّ الْہَادِیْ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ هَلْ مِنْ هَادٍ الْیَوْمَ؟ قُلْتُ بَلٰی جَعَلْتُ فِدَاکَ مَا زَالَ مِنْکُمْ هَادٍ بَعْدَ ہَادٍ

۱) (الکافی، ج ۱، ص ۱۹۱)۔

۲) (الکافی، ج ۱، ص ۱۹۱)۔

حَتّٰی دُعِیْتَ اِلَیْکَ فَقَالَ رَحِمَکَ اللّٰہُ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ لَوْ کَانَتْ اِذَا نَزَلَتْ اٰیَةٌ عَلٰی رَجُلٍ ثُمَّ مَاتَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ (مَا نَتَّی الْاٰیۃ مَاتَ الْکِتَابُ وَلٰکِنَّہُ حَتّٰی یَجْرِی فِیْمَنْ بَقِیَ کَمَا جَرٰی فِیْمَنْ مَضٰی ” (۱)

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق - سے آیہ کریمہ ”یقیناً آپ مندر ہیں اور قوم کے لیے ایک ہادی ہے“ کے متعلق دریافت کیا: فرمایا: رسول اللہ (ص) مندر ہیں اور علی ہادی ہیں اے ابو محمد! بتاؤ اس زمانہ میں بھی کوئی ہادی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں میں آپ پر فدا ہوجاؤں آپ حضرات میں سے ہر زمانے میں ایک کے بعد دوسرا ہادی رہا ہے۔ فرمایا: اے ابو محمد! اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے اگر آیت کسی شخص کے لیے نازل ہوئی ہوتی اور وہ مرجاتا تو یہ آیت بھی ختم ہوجاتی اور اس کا کوئی دوسرا مصداق نہ ہوتا کہ قرآن بھی مرگیا ہوتا لیکن قرآن ہمیشہ اس کے بعد زندہ رہنے والوں کے لیے زندہ ہے وہ ان لوگوں پر ان کے گزشتہ لوگوں کی طرح منطبق ہوتا ہے۔

روایت عبد الرحیم قصیر میں بھی ذکر ہوا ہے کہ امام محمد باقر - سے خدائے تبارک و تعالیٰ کے اس قول ”یقیناً آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے“ متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: رسول خدا (ص) ڈرانے والے ہیں علی ہادی ہیں۔ خدا کی قسم! مقام و منصب ہدایت ہمارے گہرانے سے ختم نہیں ہوا اور اب تک ہمارے پاس روز قیامت تک موجود ہے۔ مولف کہتے ہیں: اللہ تبارک و تعالیٰ نے خلقت جن و انس کی علت غائی اپنی معرفت و عبادت قرار دی ہے اپنے اس قول سے (۲) ای ليعرفون اور میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ یعنی وہ ہماری معرفت حاصل کریں۔ معرفت سے تفسیر کی ہے یعنی مجھے پہچانیں اور یہ فطری بات ہے کہ عبادت شناخت کی

۱) (الکافی، ج ۱، ص ۱۹۱)۔

۲) (سورنہ ذاریات، آیت ۵۶)۔

فرع ہے جب تک معبود نہ پہچانا جائے عبادت کا کوئی معنی نہیں ہے اور اس مقدس ہدف کے تحقق کے لیے تمام انبیائے عظام اور آسمانی کتابوں کو ارسال فرمایا تاکہ اپنے بندوں کو کفر و شرک اور بت پرستی کے تاریک نشیب سے نجات عطا کر کے شاہراہ ہدایت کی طرف پیش گام کریں اور خدائے سبحان کی عبادت کی طرف دعوت و رہنمائی فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: > لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلَیْکَ رُسُلًا بِالْبَيِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ (النَّاسُ بِالْقِسْطِ > الْاٰیۃ ۱

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا ہے تاکہ لوگ انصاف کے ساتھ قیام کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

(اے محمد!) آپ کہہ دیجیے کہ یہی میرا راستہ ہے میں بصیرت کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اور میرے ساتھ میرا اتباع کرنے والا بھی ہے اور خدا پاک و بے نیاز ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳)

اور ہم نے فوج کو ان کی قوم کی طرف اسی پیغام کے ساتھ بھیجا کہ میں تمہارے لیے کھلے ہوئے عذاب الہی سے ڈرانے والا ہوں اور یہ کہ خبردار تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا کہ میں تمہارے

۱)۔ سورنہ حدید، آیت ۲۵۔

۲)۔ سورنہ یوسف، آیت ۸۔

۳)۔ سورہ بود، آیت ۲۶۔

بارے میں دردناک دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (الآیۃ۔ ۱)
اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا تو انہوں نے کہا: قوم والو اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ (آخری آیت تک) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (الآیۃ ۲)
اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اور انہوں نے کہا کہ اے قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔

البتہ اس عظیم اور سنگین فریضہ کو تمام انبیائے عظام اور اوصیائے کرام نے بہ نحو احسن و اکمل انجام دیا اور اس مقدس ہدف کی ارتقائی منزل کی راہ میں مشقتیں اور ناقابل تحمل اذیتیں برداشت کی ہیں۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب چند نمونوں کی طرف بطور تیرک، حضرت خاتم الانبیاء محمد ابن عبد اللہ (ص) کہ آنحضرت کے غزوات کے موقعوں پر بے شمار کفار و مشرکین اور یہود اسلام سے مشرف ہوئے اور پیغمبر (ص) کے مکارم اخلاق اور صاحب خلق عظیم کے معجزات کے اثر سے ایمان لائے یہاں تک کہ شہادت کے فیض پر بھی فائز ہوئے، اشارہ کیا جا رہا ہے۔

۱)۔ سورنہ بود، آیت ۵۰۔

۲)۔ سورنہ بود، آیت ۶۱۔

۱۔ یہودی کا اسلام قبول کرنا

ایک حدیث ہے کہ جسے شیخ عظیم الشان فخر الشیعہ ابو عبد اللہ ابن محمد ابن محمد ابن نعمان الملقب بہ شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ اپنے اسناد کے ساتھ حضرت جعفر ابن محمد سے وہ اپنے پدر بزرگوار وہ اپنے جد امجد حسین ابن علی ابن ابی طالب سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں یہودی لوگوں کے واقعے کو نقل کیا ہے کہ جنہوں نے تقریباً ستائیس سوال مختلف موضوعات پر دریافت کیے اور ہر ایک کا مکمل جواب بھی دریافت کیا نتیجہ میں کلمہ شہادتین کا اقرار کیا اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ چوں کہ ان تمام افراد کے مفصل واقعے کو درج کرنا اس مختصر کتاب کی حد سے خارج ہے لہذا پہلے واقعہ کے بعض حصہ کو بعنوان مقدمہ اور اس کے بعض آخری حصے سے جو کہ ہماری مورد بحث گفتگو ہے نقل کر رہے ہیں اور ان کی تفصیلات کو آپ قارئین کرام کو کتاب اختصاص کی طرف رجوع کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔

۴۵۰ قال جاء رجل من اليهود إلى النبي (ص) فقال يا محمد انت الذي تزعم انك رسول الله وأنه يوحى إليك كما وحي إلى موسى بن عمران؟ قال نعم أنا سيد ولد آدم ولا فخر أنا خاتم ن رسل رب العالمين فقال يا محمد إني أرى العزب أرسلت أم إلى العجم أم النبيين وإمام المتقي لنا؟ قال رسول الله (ص) إني رسول الله إلى الناس كافة فقال إني أسئلك عن عشر كلمات أعطاه الله موسى في البقرة المباركة حيث نجاه لا يعلمها الا نبي مرسل أو ملك مقرب
(فقال النبي (ص) سل عما بدالك (۱)

۱) (اختصاص مفید رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۳ (مسائل یہودی))

حضرت سید الشہداء حسین ابن علی ابن ابی طالب - نے فرمایا: ایک یہودی شخص پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے محمد (ص)! آپ کا خیال یہ ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر وحی نازل ہوتی ہے جس طرح موسیٰ ابن عمران پر وحی نازل ہوا کرتی تھی؟ آنحضرت نے فرمایا: ہاں میں اولادِ آدم کا مولا ہوں اور میں اپنے خاتم النبیین، امام المتقین اور تمام عالمین کی طرف رب العالمین کا رسول ہونے پر فخر نہیں کرتا۔

پھر عرض کیا: اے محمد (ص)! کیا صرف عرب لوگوں کے لیے مبعوث ہوئے ہیں یا اہل عجم کے لیے یا صرف ہمارے لیے؟ رسول خدا (ص) نے فرمایا: یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کے لیے (خواہ سیاہ و سفید ہوں یا دوسری نسل سے ہوں) یہودی نے عرض کیا: میرا آپ سے سوال ان دس کلمات کے متعلق ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ - کو بقعہ مبارکہ میں عطا فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ سے مناجات کی ان کلمات کو سوائے خدا کے فرستادہ نبی یا ملک مقرب (بارگاہ الہی) کے کوئی نہیں جانتا۔

پھر پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: جو کچھ تمہارے لیے سوال در پیش ہے دریافت کرو۔ مولف کہتے ہیں: یہودی شخص نے اپنے ایک ایک سوال کو حضرت رسول خدا (ص) سے دریافت کیا اور ان کے جوابات کو سن کر کہتا تھا: آپ نے سچ کہا اے محمد! یہاں تک کہ دسویں سوال تک پہنچا تو عرض کیا: قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْعَاثِرِ تَسْعَةَ خِصَالٍ اعطاك الله مِنْ بَيْنِ النَّبِيِّينَ اعطى امثك من بين الامم

فَقَالَ النَّبِيُّ (ص) : فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَالْاِذَاانِ وَالْاِقَامَةُ وَالْجَمَاعَةُ فِي مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِينَ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِجْهَارُ فِي ثَلَاثِ صَلَوَاتٍ وَالرَّخْصَةُ لِأُمَّتِي عِنْدَ الْأَمْرِ وَالسَّفَرِ وَبِصَلَاةٍ عَلَى الْجَنَائِزِ وَالشَّفَاعَةُ فِي أَصْحَابِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي قَالَ صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ فَمَا ثَوَابُ مَنْ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ (ص) : مَنْ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ اعطاه الله مِنْ الْأَجْرِ بَعْدَ كُلِّ كُتُبٍ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ قَرَأَهَا وَثَوَابُهَا ؛ وَأَمَّا الْأَذَانُ فَيَحْشَرُ مَوْذُنُ أُمَّتِي مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ ؛ وَأَمَّا الْجَمَاعَةُ فَأَنَّ صُفُوفَ أُمَّتِي كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ وَالرَّكْعَةُ فِي الْجَمَاعَةِ أَرْبَعٌ وَعَشْرُونَ رَكْعَةً كُلُّ رَكْعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ مِنْ عِبَادَةٍ أَرْبَعِينَ سَنَةً خَفَّفَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَهْوَالَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ بَعْدَ مَا يَخْطُبُ الْإِمَامُ هِيَ سَاعَةٌ يُرَحِّمُ التَّنْفِيهِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ؛ وَأَمَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَهُوَ يَوْمٌ جَمَعَ اللَّهُ فِيهَا الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْحِسَابِ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ مَشَى بِقَدَمَيْهِ إِلَى الْجُمُعَةِ إِلَّا وَأَمَّا الْأَجْهَارُ فَمَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُغْسِلُ مَبْتَأً إِلَّا يَتْبَاعِدُ عَنْهُ لَهَبُ النَّارِ (۱) وَيُوسَّعُ عَلَيْهِ الصَّرَاطُ بِقَدْرِ مَا يَبْلُغُ الصَّوْتُ وَيُعْطَى نُورًا حَتَّى يُوَا فِي الْجَنَّةِ ؛ وَأَمَّا الرِّخْصَةُ فَإِنَّ اللَّهَ يُخَفِّفُ أَهْوَالَ الْقِيَمَةِ عَلَى مَنْ رَخَّصَ مِنْ أُمَّتِي كَمَا رَخَّصَ اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ ؛ وَأَمَّا شَفَاعَتِي فِي أَصْحَابِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي مَا خَلَا الشُّرْكَ (۲) وَالْمُظَالِمَ ”۔

کہا: اے محمد (ص)! سچ کہا: مجھے دسویں کلمہ کے متعلق خبر دیں جو نو خصلت ہے اور خداوند متعال نے آپ کو تمام انبیاء کے درمیان اور تمام امتوں کے درمیان آپ کی امت کو عطا فرمایا ہے؟

پیغمبر اکرم نے فرمایا: ۱۔ فاتحہ الكتاب (سورہ حمد) ۲۔ اذان ۳۔ اقامہ ۴۔ مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز جماعت ۵۔ روز جمعہ ۶۔ تین نماز (صبح، مغرب، عشاء) بلند آواز سے پڑھنا ۷۔ میری امت کے لیے بیماریوں اور مسافرت کے موقعوں پر اسے رخصت (سہل) قرار دینا۔ ۸۔ جنازوں پر نماز پڑھنا۔ ۹۔ میری امت کے گناہان کبیرہ کے مرتکب ہونے والوں کے حق میں شفاعت۔

۱) (و فی امالی الصدوق) ”۔

۲) (اختصاص مفید، ص ۳۴)۔

یہودی نے کہا: اے محمد (ص)! آپ نے سچ کہا جو شخص فاتحہ الكتاب (سورہ حمد) کو پڑھے تو اسے کیا ثواب ملے گا؟ رسول خدا (ص) نے فرمایا: جو شخص سورہ فاتحہ الكتاب کو پڑھے خداوند متعال تمام آسمانی نازل شدہ کتابوں کی تعداد کے پڑھنے کا ثواب حاصل ہونے والا اسے اجر عطا فرماتا ہے، لیکن اذان کا ثواب میری امت کے موزن افراد انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ محشور ہوں گے، لیکن جماعت کا ثواب یقیناً میری امت کی صفیں نماز جماعت میں چوتھے آسمان میں فرشتوں کی صفوں کی مانند ہیں ایک رکعت جماعت کا ثواب چوبیس رکعت کے مساوی ہے اور ہر رکعت خدا کے نزدیک چالیس سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے، لیکن جمعہ کے دن کی فضیلت وہ ایسا دن ہے کہ خداوند عالم نے اولین و آخرین (جن و انس) کو روز جزا جمع فرمایا، کوئی مومن نہیں ہے جو اپنے قدموں سے نماز جمعہ کی طرف جاتا

ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کی سختی اس کے لیے آسان کرتا ہے جب امام جمعہ خطبہ پڑھ چکا ہو اور وہ وہی وقت ہے کہ خداوند متعال اپنی رحمت کو تمام مومنین و مومنات کے شامل حال قرار دیتا ہے۔ لیکن کوئی مومن نہیں ہے جو ایک میت کو غسل دے مگر یہ کہ آتش جہنم اس سے دور ہوجاتی ہے (۱) اور راہ صراط اس کے لیے وسیع ہوجاتی ہے اس اندازہ کے مطابق کہ آواز پہنچ جائے اور ایک)

نور اسے عطا کیا جاتا ہے تاکہ اس کو جنت تک پہنچائے۔ لیکن رخصت پس خدا قیامت کی سختی کو آسان کرتا ہے میری امت کے اس شخص کے لیے کہ جسے رخصت دی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رخصت دی ہے، لیکن جنازوں پر نماز ہر وہ مومن جو جنازوں پر نماز پڑھے تو وہ نماز اس کی شفاعت کرے گی اور اس کی شفاعت مقبول ہے۔ لیکن قیامت کے دن میری شفاعت ان افراد کے حق میں جو میری امت کے افراد گناہان کبیرہ

۱) (مالی صدوق کے نسخہ میں ذکر ہوا ہے کہ جو شخص میت کو غسل دیتا ہے جہاں تک (غسل دینے والے کی آواز پہنچتی ہے آتش جہنم اس سے دور رہتی ہے۔

کے مرتکب ہوئے ہیں شامل حال ہوگی سوائے شرک اور مظالم کرنے والوں کے (ان کے شامل حال نہ ہوگی)۔
”قَالَ صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ، اشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّكَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِمَامُ الْمُتَّقِينَ وَرَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ثُمَّ اخْرَجَ وَرَفَأَ أَبْيَضَ مِنْ كُمِّهِ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ جَمِيعُ مَا قَالَ النَّبِيُّ (ص) حَقًّا، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا مَا سَتَسْخَتْهَا إِلَّا مِنَ الْأَلْوَابِ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ لِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ قَدْ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ مِائَةَ أَلْفِ آيَةٍ فَمَا مِنْ آيَةٍ قَرَأْتُهَا إِلَّا وَجَدْتُكَ مَكْتُوبًا فِيهَا قَدْ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ فَضْلِيكَ حَتَّى شَكَكْتُ فِيهَا، يَا مُحَمَّدُ فَقَدْ كُنْتُ آمَحِي إِسْمَكَ فِي التَّوْرَةِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَكَلَّمَا مَحَوْتُ وَجَدْتُ إِسْمَكَ مَكْتُوبًا فِيهَا وَلَقَدْ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ هَذِهِ الْمَسَائِلَ لَا يَخْرُجُهَا غَيْرُكَ وَأَنَّ سَاعَةَ تَرُدُّ جَوَابَ بَذِهِ الْمَسَائِلَ يَكُونُ جِبْرِئِيلُ عَنْ يَمِينِكَ وَمِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِكَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا ” (۱)

یہودی شخص نے کہا: اے محمد (ص)! آپ نے سچ کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے اس اللہ کے جو یکہ و تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور آپ خاتم الانبیاء ہیں امام المتقین اور تمام عالمین کے پروردگار کے رسول ہیں۔

پھر ایک سفید ورق اپنی آستین سے باہر نکالا کہ جس میں وہ سب کچھ تحریر تھا جو پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا حق ہے۔ پھر فرمایا: اے اللہ کے رسول (ص)! اس خدا کی قسم! کہ جس نے آپ کو برحق نبی بناکر مبعوث فرمایا

۱) (اختصاص، ص ۴۰، مسائل یہودی۔)

میں نے اسے استنساخ (نسخہ برداری) نہیں کیا مگر ان الواح سے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ابن عمران کے لیے تحریر کیا یقیناً میں نے توریت میں ایک لاکھ آیتیں پڑھی ہیں اور کوئی آیت میں نہیں پڑھتا تھا مگر یہ کہ میناب کا نام تحریر کیا ہوا مشاہدہ کرتا تھا یقیناً آپ کی فضیلت کو توریت میں اس قدر پڑھا ہے کہ میں اس میں شک میں پڑ گیا۔ اے محمد (ص)! حقیقت میں چالیس سال آپ کا نام جو توریت میں تحریر کیا ہوا تھا اسے مٹاتا تھا لیکن جس وقت بھی اسے مٹاتا تھا تو میں یہ دیکھتا تھا کہ آپ کا اسم گرامی توریت میں تحریر ہے یقیناً ان مسائل کو میں نے توریت میں پڑھا ہے اسے آپ کے علاوہ انہیں کوئی دوسرا نہیں نکال سکتا جس وقت ان مسائل کے جوابات آپ بیان فرما رہے تھے جبرئیل آپ کے داہنی طرف اور میکائیل آپ کے بائیں طرف موجود تھے؟

حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: جبرئیل میرے داہنی طرف اور میکائیل میرے بائیں طرف موجود تھے۔ محمد و آل محمد علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔

۲۔ ہجرت کے تیسویں سال حویصہ کا اسلام قبول کرنا

۴۵۱۔ حویصہ اور محیصہ جھودان میں سے دو بھائی تھے، پہلے محیصہ نے ایمان قبول کیا جس وقت کعب ابن اشرف قتل ہوا رسول خدا (ص) نے حکم دیا کہ جہاں بھی جھودان ملے اسے قتل کر دیں، محیصہ تیزی سے اس تاجر کے پاس گیا جو اس کا ہمسایہ تھا اسے قتل کر دیا، حویصہ نے کہا: اے بھائی! تم نے کیا کیا، ہمارے گوشت و پوست کی نشوونما اس شخص کے احسان سے ہوئی آج تمام جھودان میں اس سے زیادہ بڑا اور کریم شخص کوئی نہ تھا۔ کہا: خاموش ہوجاؤ جس شخص

نے جھودان کے قتل کا حکم دیا اگر حکم دے ، تم تو میرے بھائی ہو میں تمہارا بھی سر تن سے جدا کر دوں گا، حویصہ سمجھ گیا کہ یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہا ہے خاموش ہو گیا اور تمام رات اس فکر میں تھا اور خود سے کہا: وہ دین جو بھائی کے قتل کی تلخی کو شیریں کرے سوائے برحق ہونے کے کچھ اور انہیں ہوسکتا دوسرے دن (آنحضرت (ص) کے پاس آیا اور کلمہ شہادتین پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (۱)

3۔ دعوت اور اسلام قبول کرنا

۴۵۲۔ جس سال غزوہ غطفان کہ جسے غزوہ ”ذی امر“ بھی کہا گیا ہے یہ واقعہ رونما ہوا بنی ثعلبہ اور محارب کا ایک گروہ ذی امر میں جمع ہوا تاکہ مدینے کے اطراف حملہ آور ہوں مال غنیمت حاصل کریں دعوت اور ابن حارث (ایک روایت کے مطابق غورت) جو اس قبیلہ کا سید و سردار تھا۔ پیغمبر اسلام (ص) نے عثمان ابن عفان کو مدینے میں چار سو پچاس افراد کے ساتھ اس امر کے لیے منصوب کیا تاکہ تیزی کے ساتھ سرزمین ”ذی امر“ پر جائیں ایک جبار نامی شخص کو لشکر والوں میں سے گرفتار کیا اور رسول خدا کے پاس لائے آنحضرت (ص) نے دشمنوں کی احوال پرسی کی کہا: یہ آپ کے خوف سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر فرار اختیار کیے ہوئے تھا پیغمبر اکرم (ص) نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور وہ اسلام کے شرف سے مشرف ہوا۔ اس وقت بادل جمع ہوئے شدید بارش ہوئی جس کے نتیجے میں لشکر والوں کے تمام لباس بدن اور تمام چیزیں تر ہو گئیں، لوگ اطراف میں منتشر ہو گئے اپنے سامان کی صفائی میں مصروف ہو گئے رسول خدا (ص) نے بھی اپنے لباس کو ایک درخت کی شاخوں پر آویزاں کیا تاکہ خشک ہوجائے اور خود اس درخت کے سائے میں آرام فرمایا۔

اس وقت دعوت اور اس کے دوست پہاڑ کے اوپر نظارہ کر رہے تھے دیکھا کہ رسول خدا (ص) لشکر

۱۔ (ناسخ جلد اول، حصہ دوم، ہجرت کے بعد والے واقعات میں، ص ۱۳۲)۔

سے دور یکہ و تنہا ہیں شمشیر کھینچ کر خود کو حضرت کے سرہانے پہنچایا اور کہا: ”یا محمد من یمنع الیوم“ اے محمد! آج آپ کو میرے شر سے کون بچائے گا؟ رسول خدا (ص) نے فرمایا: خداوند قادر و قاہر، ابھی آنحضرت (ص) کی گفتگو تمام نہ ہوئی تھی کہ جبرئیل نازل ہوئے اور طمانچہ اس کے سینے پر مارا کہ اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ پشت کے بل گر پڑا اور اس وقت پیغمبر (ص) نے شمشیر اٹھائی اور اس کے سر کی طرف کھڑے ہو کر فرمایا: ”من یمنع منی“ تمہیں میرے ہاتھ سے کون نجات دے گا؟ دعوت نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی نہیں نجات دے گا میں نے یقین کر لیا آپ خدا کے رسول ہیں ”اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ“ خدا کی قسم! اب میں آپ کے خلاف لوگوں کو نہیں بھڑکاؤں گا اور میں آپ کے برخلاف نہیں ہوں گا واللہ لانت خیر منی، خدا کی قسم! آپ مجھے سے بہتر ہیں۔ پھر آنحضرت (ص) نے اس کی شمشیر واپس دی تاکہ اپنی قوم کی طرف واپس جائے۔ اس کے چاہنے والے منہ بنا کر کہنے لگے: کیوں محمد کے سرہانے سے واپس آئے اس نے تمام واقعہ ان لوگوں کے لیے نقل کیا اور کہا: میں نے یقین کر لیا کہ محمد (ص) اللہ کے رسول ہیں میں نے ان کے راستے کو اپنا یا تم بھی ان کی شریعت اپنالو تاکہ کامیاب ہوجاؤ۔ اس طرح اپنے چاہنے والوں کو پیغمبر کی طرف دعوت دی اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: الایہ (۱)

۱۔ (سورنہ ماندہ، آیت ۱۱)۔

۲۔ (ناسخ، جلد اول، حصہ دوم، ہجرت کے بعد والے واقعات میں، ص ۱۳۰)۔

۴۔ اولاد ہارون میں سے ایک شخص کا ایمان قبول کرنا

ایک شخص حضرت موسیٰ - کے وصی کے رشتہ داروں میں سے حضرت امیر المومنین علی - کی برکت سے مسلمان ہوجاتا ہے۔

۴۵۳۔ ”وفی باسنادہ عن ابی الطفیل قال : شَهِدْتُ جَنَازَةَ اَبی بَکْرٍ یَوْمَ مَاتَ وَشَهِدْتُ عُمَرَ حَیْنَ بُوِیْعَ وَ عَلِیَّ جَالِسًا نَاجِیَةً فَاقْبَلَ غَلامٌ یَہُودِیٌّ جَمِیلٌ الوَجْہَ بَہِیَّ عَلَیْہِ ثِیَابٌ جَسَانٌ وَهُوَ مِنْ وَلَدِ هَارُونَ حَتَّی یَقَامَ عَلٰی رَاسِ عُمَرَ فَقَالَ : یا امیرَ المومنینِ انتَ اعْلَمُ ہذِہِ

الامۃ بکتابہم وامر نبیہم ؟ قَالَ فَطَاطَا عُمَرُ رَأْسَهُ فَقَالَ: إِيَّاكَ اعْنَى وَأَعَادَ عَلَيْهِ الْقَوْلَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَمْ ذَلِكَ ؟ قَالَ أَتَى جَنَّتُكَ مُرْتَادُ النَّفْسِ شَاكَاً فِي دِينِي ، فَقَالَ دُونِكَ هَذَا الشَّابُّ ، قَالَ وَمَنْ هَذَا الشَّابُّ ؟ قَالَ هَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَهَذَا أَبُو الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَا رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَهَذَا زَوْجُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَاقْبَلِ الْيَهُودِيَّ عَلِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: أَكْذَلِكَ أَنْتَ ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثٍ وَوَاحِدَةٍ، قَالَ فَتَبَسَّمَ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ: فَاتَى اسْأَلُكَ بِاللَّهِ الَّذِي تَعْبُدُهُ لَئِنْ أَنَا أَجَبْتُكَ فِي كُلِّ مَا تُرِيدُ لَتُدْعَنَ دِينُكَ وَلَتُدْخَلَنَّ فِي دِينِي ؟ قَالَ جَائِئْتُكَ الْآنَ إِذَاكَ قَالَ فَسَلْ ، قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ قَطْرَةٍ دَمٍ قَطَرَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَيُّ قَطْرَةٍ هِيَ ؟ وَأَوَّلَ عَيْنٍ فَاصَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَيُّ عَيْنٍ هِيَ ؟ وَأَوَّلَ شَيْءٍ أَهْتَزَّ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ ؟ فَاجَابَهُ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ : اخْبِرْنِي عَنْ الثَّلَاثِ الْآخِرِ ، اخْبِرْنِي عَنْ مُحَمَّدٍ (ص) كَمْ لَهُ مِنْ إِمَامٍ عَدْلٍ وَفِي أَيِّ جَنَّةٍ يَكُونُ وَمَنْ سَاكِنُهُ مَعَهُ فِي جَنَّتِهِ ؟ فَقَالَ: يَا هَارُونِي أَنْ لِمُحَمَّدٍ اثْنَتَيْ عَشَرَ إِمَاماً عَدَلاً ، لَا يَضُرُّهُمْ خِذْلَانُ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا يَسْتَوْحِشُونَ بِخُلَافٍ مَنْ خَالَفَهُمْ ، وَأَنَّهُمْ فِي الَّذِينَ أَرْسَبَ مِنَ الْجِبَالِ الرُّوَاسِي فِي الْأَرْضِ وَمَسْكَنٌ مُحَمَّدٍ فِي جَنَّتِهِ مَعَهُ أَوْلَاكَ إِلَّا ثِنَا عَشَرَ الْإِمَامُ الْعَدْلُ ، فَقَالَ: صَدَقْتَ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَنِّي لَا جِدُّهَا فِي كُتُبِ أَبِي هَارُونَ ، كَتَبَتْ بِيَدِهِ وَأَمْلَاهُ مُوسَى عَمِّي عَلَيْهِ السَّلَامُ ، قَالَ : فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْوَاحِدَةِ أَخْبِرْنِي عَنْ وَصِيِّ مُحَمَّدٍ (ص) كَمْ يَعْشَى مِنْ بَعْدِهِ؟ وَهَلْ يَمُوتُ أَوْ يُقْتَلُ؟ قَالَ: يَا هَارُونِي ، يَعْشَى بَعْدَهُ ثَلَاثِينَ سَنَةً لَا يَزِيدُ يَوْماً وَلَا يَنْقُصُ يَوْماً ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً هَبْهَاتٍ يَعْشَى عَلَى قَرْنِهِ فَتُخَضَّبُ هَذِهِ مِنْ هَذَا قَالَ: فَصَاحَ الْهَارُونِيُّ وَقَطَعَ كَسْتِجْنَهُ وَهُوَ يَقُولُ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّكَ وَصِيُّهُ ، يَنْبَغِي أَنْ تُفَوِّقَ وَلَا تُفَاقَ وَأَنْ تُعَظَّمَ لَا تُسْتَضَعَفَ ، قَالَ: ثُمَّ مَضَى بِهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَعَلَّمَ (مَعَالِمِ الدِّينِ ” (١)

كلینی علیہ الرحمہ نے کافی میں اپنے اسناد کے ساتھ ابو طفیل سے نقل کیا ہے کہ اس کا بیان ہے: جس دن ابوبکر کا انتقال ہوا میں اس کے جنازہ میں موجود تھا اور اس وقت بھی جب عمر سے بیعت کی گئی کہ علی ابن ابی طالب - ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے ایک نہایت خوب صورت، عمدہ لباس پہنے ہوئے آیا جو اولاد ہارون (وصی موسی - سے تھا) اور عمر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ اس امت میں سب سے زیادہ کتاب خدا اور اس کے نبی کے امر کو جاننے والے ہیں؟ عمر نے اپنے سر کو جھکالیا۔

۱) (کافی، کتاب الحجۃ، ج ۱، ص ۵۲۹، حدیث ۵۔)

یہودی نے کہا: میری مراد آپ ہی سے ہے اور اپنے قول کی تکرار کی۔ عمر نے کہا: تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟ یہودی نے کہا: میں اس لیے آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھے اپنے دین میں شک ہے۔ عمر نے اشارہ کیا کہ اس جوان کے دامن سے متمسک ہو جاؤ۔ یہودی نے کہا: یہ جوان کون ہے؟ عمر نے کہا: وہ علی ابن ابی طالب - ابن عم رسول خدا (ص) اور رسول خدا کے دونوں بیٹوں حسن و حسین کے والد ماجد اور فاطمہ بنت رسول اللہ کے شوہر ہیں۔ یہودی حضرت علی - کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا آپ ایسے ہی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔

یہودی نے کہا: میں آپ سے تین تین اور ایک سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں حضرت علی - نے مسکرا کر فرمایا: کیوں نہیں کہا سات مسئلے؟ یہودی نے کہا: میں پہلے آپ سے تین سوال کروں گا اگر جواب دے دیا تو بعد میں تین اور کروں گا ورنہ سمجھوں گا کہ تم میں کوئی عالم نہیں ہے۔ حضرت علی - نے فرمایا: میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو وہ کون ہے اگر میں نے ہر سوال کا جواب دے دیا تو تمہیں اپنا دین ترک کر کے میرے دین میں داخل ہونا پڑے گا۔ یہودی نے کہا: میں تو صرف اسی لیے آیا ہوں۔ حضرت علی - نے فرمایا: اب دریافت کرو۔ یہودی نے کہا: سب سے پہلے روئے زمین پر جو قطرہ خون بہایا گیا وہ کون سا تھا؟ اور سب سے پہلے کون سا چشمہ روئے زمین پر بہا اور سب سے پہلے کون سی شے روئے زمین پر حرکت میں آئی؟

حضرت علی - نے ان سوالات کے جوابات دیے اور یہودی نے بقیہ تین دوسرے مسائل دریافت کیے۔ محمد (ص) کے بعد کتنے امام عادل (بعنوان وصی و جانشین) ہوں گے اور محمد (ص) کس جنت میں ہوں گے اور ان کے ساتھ اس جنت میں کون سکونت حاصل کرے گا۔ حضرت علی - نے فرمایا: اے ہارونی! محمد (ص) کے بارہ امام عادل ہوں گے جو شخص انہیں چھوڑ دے تو ان کو کوئی ضرر نہیں ہوگا نہ وہ مخالفین کی مخالفت سے وحشت زدہ ہوں گے وہ دینی امور میں روئے زمین پر پہاڑوں سے زیادہ مستحکم ہوں گے محمد کا محل سکونت خود ان کی جنت ہے ان کی ہمرابی میں بارہ امام ہوں گے۔

پھر یہودی نے کہا: آپ نے سچ کہا، قسم اس خدا کی! جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے یہی مضمون اپنے والد ہارون کی کتابوں میں دیکھا ہے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور میرے چچا موسیٰ نے لکھوایا ہے۔ پھر کہا: مجھے بقیہ ایک مسئلہ بتائیے کہ محمد کے وصی ان کے بعد کتنے دن زندہ رہیں گے اور کیا وہ خود (اپنی موت) مریں گے یا انہیں قتل کریں گے؟

حضرت علی - نے فرمایا: اے ہارونی! وہ محمد (ص) کے بعد تیس سال زندہ رہیں گے ایک دن کم نہ زیادہ پھر ان کے سر پر ضربت لگے گی ان کی داڑھی خون سے رنگین ہوگی۔ راوی کہتا ہے: یہ سن کر ہارونی نے فریاد کی اور اپنی کمر کا پٹکا کاٹ کر کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور آپ ان کے وصی و برحق جانشین ہیں۔

آپ کے لیے سب پر فوقیت شائستہ معلوم ہوتی ہے اور آپ پر کسی کو فوقیت زیب نہیں دیتی اور آپ صاحبِ عظمت ہیں اور ضعف کا اظہار کرنے والے نہیں۔ پھر حضرت علی - اس کو اپنے گھر لے گئے اور دینِ الہی کے احکام اسے تعلیم دیے۔ ان پر اور ان کے اولاد طاہرین پر خدا کا دُور و سلام ہو۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۳ - جنت کا حکم اور جہنم سے منع کرنا

۲۳ - الْقُرْآنُ زَاجِرٌ وَأَمْرٌ يَأْمُرُ الْجَنَّةَ وَيَرْجُرُ عَنِ النَّارِ -

قرآن منع کرنے والا ہے اور حکم کرنے والا ہے۔

وَكَذَلِكَ الْحُجَّةُ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْمُرُ بِالْجَنَّةِ وَيَرْجُرُ عَنِ النَّارِ؛ امام زمانہ - بھی جنت کا حکم کرنے والے اور جہنم سے روکنے والے ہیں۔

قال الله تعالى: (۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت و رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا اور زیادہ محکم ہے اور ان صاحبانِ ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

۴۵۴ - تفسیر صافی میں نقل ہوا: "ای یهدی للطريق التي هي اقوم الطرق وأشد استقامة"۔ (۲)

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۹)۔

۲۔ (تفسیر صافی، ج ۱، ص ۶۷۲)۔

یعنی قرآن اس راستے کی طرف دعوت ہدایت دیتا ہے جو بالکل سیدھا اور زیادہ محکم ہے۔

۴۵۵ - عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَهْدِي إِلَى الْإِمَامِ جَعْفَرٍ صَادِقٍ - فرماتے ہیں: قرآن کریم امام - کی طرف ہدایت و رہنمائی کرتا ہے۔ ۴۵۶ - وَعَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَهْدِي إِلَى الْوَلَايَةِ (۱) اور امام محمد باقر - فرماتے ہیں: قرآن مجید (ائمہ اطہار) کی ولایت و محبت کی طرف ہدایت و رہنمائی کرتا ہے۔

۴۵۷ - "وَفِي الْمَعَانِي عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ السَّجَّادِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : الْإِمَامُ لَا يَكُونُ إِلَّا مَعْصُومًا وَلَيْسَتْ الْعِصْمَةُ فِي ظَاهِرِ الْخَلْقِ فَيُعْرِفُ بِهَا وَلِذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا مَنْصُوصًا ، فَقِيلَ مَا مَعْنَى الْمَعْصُومِ قَالَ هُوَ الْمُعْتَصَمُ بِحَبْلِ اللَّهِ وَحَبْلِ اللَّهِ هُوَ الْقُرْآنُ وَالْقُرْآنُ يَهْدِي لِلْإِمَامِ وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (۲) الْآيَةِ۔

لوگوں کا امام اور سرپرست ہم میں سے نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ معصوم ہوگا اور عصمت ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا وجود خارجی پایا جاتا ہے اور خلقت انسانی کے ظاہر سے نمایاں ہو اور وہ پہچانی جائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے معین اور منصوب ہونا چاہیے۔"

کہا گیا: اے رسول خدا (ص) معصوم کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور ریسمان

الہی وہی قرآن ہے اور قرآن بھی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے اور آیہ کریمہ کا معنی یہی ہے: ”یقیناً یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے“
 ۴۵۸۔ ”وفی التفسیر العیاشی عن الفضیل بن یسار عن أبی جعفر علیہ السلام قال (یرہدی الی الولاية وفی بعض روایات أخر یرہدی الی الامام ” (۳)

- ۱)۔ گزشتہ حوالہ۔
- ۲)۔ معانی الاخبار، ص ۱۳۲۔
- ۳)۔ تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۸۳۔

تفسیر عیاشی میں فضیل ابن یسار سے منقول ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: قرآن ولایت و حجت (ائمہ اطہار) کی طرف ہدایت و رہنمائی کرتا ہے۔
 ۴۵۹ دوسری روایات میں ذکر ہوا کہ امام معصوم - کی طرف رہبری کرتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: (۱)
 اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے اور اسے صاحبان تقویٰ کے لیے مہیا کیا گیا ہے۔
 (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: > ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحِبُّونَ < (۲)
 اب تم سب اپنی بیویوں سمیت اعزاز و احترام کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ۔
 (<وَأُولَئِكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أَوْصَدْتُمْ بِهَا كُنتُمْ تُعْمَلُونَ > (۳)
 اور یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں ان اعمال کی جزا کی بنا پر وارث بنایا گیا ہے جو تم ہمیشہ انجام دیا کرتے تھے۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۴)

- ۱)۔ سورنہ آل عمران، آیت ۱۳۳۔
- ۲)۔ سورنہ زخرف، آیت ۷۰۔
- ۳)۔ سورنہ زخرف، آیت ۷۲۔
- ۴)۔ سورنہ محمد، آیت ۱۵۔

اس جنت کی صفت جس کا صاحبان تقویٰ سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جس میں کسی طرح کی بو نہیں ہے اور کچھ نہریں دودھ کی بھی ہیں جن کا مزہ بدلنا ہی نہیں ہے اور کچھ نہریں شراب کی بھی ہیں جن میں پینے والے کے لیے لذت ہے اور کچھ نہریں صاف و شفاف شہد کی ہیں اور ان کے لیے ہر طرح کے میوے بھی ہیں اور پروردگار کی طرف سے مغفرت بھی ہے تو کیا یہ متقی افراد ان کے جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہیں اور جنہیں گرما گرم پانی پلایا جائے گا جس سے آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گی۔
 مولف کہتے ہیں: جس طرح قرآن جنت کی طرف جانے کا حکم اور آتش جہنم سے منع کرتا ہے اسی طرح ائمہ اطہار تمام بندگان خدا کو بالخصوص اپنے شیعوں کو جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور آتش جہنم سے منع فرماتے ہیں۔
 ۴۶۰۔ ”وفی سفینۃ البحار نقلاً عن کتاب فضائل الشیعة عن الصادق علیہ السلام ان (قال) عَمِ دِیَارِکُمْ لَکُمْ جَنَّةٌ وَقَبُورُکُمْ لَکُمْ جَنَّةٌ لِلْجَنَّةِ خُلُقْتُمْ وَآلِی الْجَنَّةِ تصیرون ” (۱ لشی سفینۃ البحار میں کتاب فضائل الشیعة سے امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت - نے فرمایا: اپنے شیعوں کو مخاطب کر کے فرمایا: تمہارے شہر تمہارے لیے جنت ہیں اور تمہاری قبریں تمہاری جنت ہیں اور جنت کے لیے تم خلق کیے گئے ہو اور جنت میں جاؤ گے۔ ۴۶۱۔ ”وفی بشارۃ المصطفیٰ لشیعة المرتضیٰ: باسناده عن محمد بن الصامت الجعفی قال کُنَّا عِنْدَ ابِی عَبْدِ اللہ علیہ السلام جَمَاعَةً مِنَ الْبَصْرِیِّیْنَ فَحَدَّثَهُمْ بِحَدِیْثِ أَبِیہِ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللہ رَحْمَةُ اللہِ فِی الْحَجِّ إِمْلَاءٌ عَلَیْہِمُ فَلَمَّا قَامُوا قَالَ

- ۱)۔ سفینۃ البحار، ج ۱، ص ۱۳۴۔

الْفَائِزُونَ وَهُمْ شِيعَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدَّثَنِي بِذَلِكَ أَبِي عَنْ أَبِيهِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (ص) قَالَتْ أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ وَقَالَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَهُمْ شِيعَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ” (۱)

نیز اسی کتاب میں اپنے اسناد کے ساتھ صفوان ابن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ: امام صادق -نے فرمایا: جو شخص خدا سے متمسک ہوا وہ خدائے عزوجل کی طرف ہدایت پاگیا اور جو شخص خدائے عزوجل پر توکل کرے تو خدا (اس کے تمام اہم امور میں) کفایت کرتا ہے اور جو شخص ان چیزوں پر قناعت کرے جو کچھ خدا نے اسے بطور رزق، عطا فرمایا ہے غنی ہوجاتا ہے۔ (دوسروں کا محتاج نہ ہو) اور جو متقی اور پرہیز گار انسان خدائے عزوجل سے خوف زدہ ہو نجات پاتا ہے لہذا اے بندگان خدا تقویٰ اختیار کرو اور خدا سے ڈرو جس قدر تمہاری قدرت و طاقت میں ہو اور اطاعت الہی

۱۔ (بحار الانوار، ج ۶۶، ص ۳۹۹)۔

انجام دو اور امر (خلافت و امامت) کو خاصانِ خدا کو تسلیم کرو تاکہ کامیاب رہو اور صبر کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور اس شخص کی طرح نہ ہوجاؤ کہ جنہوں نے خدا کو فراموش کردیا نتیجے میں خدا بھی (کیفر کردار کے عنوان سے) اسے بھی فراموش کر دیتا ہے اور کبھی بھی اہل جہنم اہل جنت کے مساوی نہیں ہوسکتے صرف اہل بہشت کامیاب ہیں اور وہ شیعین علی - ہیں۔ اس حدیث کو میرے والد ماجد امام باقر - نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام سجاد زین العابدین - سے انہوں نے ام سلمہ زوجہ پیغمبر (ص) سے بیان کیا کہ وہ ناقل ہیں: رسول خدا (ص) نے اس آیت کی میرے لیے تلاوت فرمائی: پھر فرمایا: شیعین حضرت علی - اہل بہشت ہیں۔

۴۶۵ - ”وفی نہج البلاغۃ: قال علیہ السلام: الْآخِرُ يَدْعُ هَذِهِ اللَّمَاطَةَ لَا هِلْهَا أَنَّهُ لَيْسَ (لَأَنْفُسِكُمْ تَمَنَّ الْأَجَنَّةُ فَلَاتَتَّبِعُوها إِلَّا بِهَا ” (۱)

نہج البلاغہ میں مذکور ہے کہ حضرت علی - نے فرمایا: کیا کوئی ایسا آزاد مرد ہے جو اس دنیا کے چبائے ہوئے لقمہ کو دوسروں کے لیے چھوڑ دے؟ (حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - نے دنیا کی بے اعتباری اور اس کے ناچیز ہونے کی تشبیہ ان ذرات سے بیان فرمائی ہے جو دانتوں کے درمیان باقی رہ جاتے ہیں) یعنی تم اے شیعو! یاد رکھو کہ تمہارے نفس کی قیمت جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے لہذا اسے کسی معمولی قیمت پر بیچنے کا ارادہ مت کرنا۔

و قال علیہ السلام: ما خیر بخیر بعدہ النار وماشر بشر بعده الجنّة وكل نعيم دون الجنّة (محذور وكل بلاء دون النار عاقبة - ۲)

۱۔ (نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۴۵۶)۔

۲۔ (نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۳۸۸)۔

وہ بھلائی، بھلائی نہیں ہے جس کا انجام جہنم ہو اور وہ برائی، برائی نہیں ہے جس کی عاقبت جنت ہو، جنت کے علاوہ ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم سے بچ جانے کے بعد ہر مصیبت آتش دوزخ کے مقابل میں عافیت و سلامتی ہے۔

مولف کہتے ہیں: قرآن مجید پیغمبر اکرم (ص) کا جاودانی معجزہ اور پروردگار کی لوگوں کے درمیان صامت حجّت ہے۔ اس کے مفسر اور واضح بیان کرنے والے خود پیغمبر اکرم (ص) اور انحضرت کے اوصیائے کرام کہ قرآن ان کے گھر نازل ہوا (و اہل البيت ادریٰ بما فی البيت) گھر والے گھر کی بات بہتر جانتے ہیں انہیں عظیم ہستیوں کی شان میں ہے۔ اور حضرات صادقین علیہما السلام کا یہ قول کہ قرآن امام اور ولایت کی طرف ہدایت و رہنمائی کرتا ہے کیوں کہ تمام علوم اور مشکلات کا حل نیز منہیات اور قرآن کی واقعی تفسیر ان کے اختیار میں ہے اور یہی افراد (من خطوب بہ) ہیں کہ جن سے خطاب کیا گیا ہے لہذا پیغمبر اکرم (ص) پر جب آیہ تبلیغ نازل ہوئی تو حجة الوداع سے واپسی کے موقع پر واقعہ غدیر خم کو پروردگار کے حکم سے بجا لائے اور بہت عظیم واضح گراں قدر مطالب کا حامل خطبہ ارشاد فرمایا جو لوگوں کے کثیر مجمع میں پڑھا اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کو ولایت و خلافت اور امامت کے لیے منصوب کیا ان حضرات کے فضائل و مناقب اور خصوصیات کو مکمل طور پر لوگوں کے لیے بیان فرمایا۔

ضروری ہے کہ پہلے مختصر اور اجمالی طور پر غدیر خم کی جغرافیائی حیثیت بیان کی جائے پھر واقعہ غدیر خم کے

موضوع کی اہمیت اور اس کے تشکیل پانے کی کیفیت آپ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کریں۔

غدير اور اس کی جغرافیائی حیثیت

مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑوں کے درمیان مقام جحفہ فراز و نشیب کا حامل وسیع پہاڑی علاقہ جس کا اختتام جنگل پر ہوتا ہے اور وہ جزیرۃ العرب کے مختلف ممالک کے چوراہے کی حیثیت رکھتا ہے جسے کراع غدير خم کہتے ہیں۔ ”کراع“ لغت میں اس مقام کو کہتے ہیں جہاں پانی جاکر آخر میں جمع ہوتا ہے۔ ”غدير“ نہر کے معنی میں ہے، سیلاب سے بعض محفوظ پانی کو کہا جاتا ہے۔ ”خم“ ایک گڑھا ہے کہ جہاں پانی جمع ہو گیا ہو خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ ”جحفہ“ جحفہ خشک سرزمین کو کہتے ہیں جو مکہ سے ۶۴ کلومیٹر کے دربان مصر، شام کے راستے میں واقع ہے اور اکثر لوگوں کے میقات کا مقام بھی دو علاقہ ہے اور حجاج کے قافلے والوں کے لیے ایک چوراہا ہے جو نجد، ریاض، کوفہ، عراق، شامات، فلسطین، یمن، حضرموت اور ینبوع سے دریائے میڈیترانہ خلیج فارس اور دریائے ہند کے سواحل کے درمیان واقع ہے۔ ایسے ڈھالان میں واقع ہے جو تمام قوم و قبیلے اور ہر ملت و جنس کا مرکز ہے وہاں عظیم ترین اسلامی اجتماع تشکیل پایا کہ مختلف روایات کی بنا پر ۱۲۰ ہزار، ایک قول کی بنا پر ۱۴۷ ہزار، ایک روایت کی بنا پر ۱۸۰ ہزار بلکہ دو لاکھ کی تعداد بھی نقل ہوئی ہے جو اس عظیم اجتماع میں حاضر تھے اور ابو ریحان بیرونی کی تحقیق کے مطابق ماہ ذی الحجہ کی ۲۸ تاریخ جو اسفند مہینہ کی ۲۸ تاریخ کے مطابق تھا جب کہ گرمی کا موسم تھا ہوا ایسی گرم تھی کہ عباؤوں کو پیر میں باندھتے تھے اور وسیع اور گرم تختوں کے اوپر بیٹھتے تھے۔

اس عظیم مجمع کی قیادت اور غدير خم کے خطبہ کا جاری کرنا جو تمام جہات سے خاص اہمیت کا حامل ہے صرف حضرت ختمی مرتبت محمد ابن عبد اللہ (ص) کے ذمہ تھا جو آیہ کریمہ کے مصداق کے مطابق تھا۔ خطبہ قرآن کی سیکڑوں آیات بلکہ قرآن کریم کی کلی روح پر مشتمل ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ یہ خطبہ اپنی ان تمام عظمت کے ساتھ جو مختلف لحاظ سے خطیب کی حیثیت سے پیغمبر خاتم الانبیاء، عقل کل، توحید کے علم بردار اور منجی عالم بشریت ہیں اور اسی طرح موضوع کے لحاظ سے اور اس شخص کا تعارف کرانے کے اعتبار سے کہ خطبہ کی بنیاد اس کے بارے میں ہے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

اور یہ عظیم اہمیت آیہ کے ان دو جملوں اور جملہ > وَ اللّٰهُ يَعِصْمُكَ مِنَ النَّاسِ < سے سمجھی جاسکتی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ اس عظیم اجتماع کے تشکیل پانے کی اہمیت وہ بھی اس گرم آب و ہوا میں اور پالان شتر کا منبر بنانا اور قافلے کے آگے بڑھ جانے والے افراد کو واپس بلانا اور پیچھے رہ جانے والے حاجیوں کے قافلے کو وہاں ملحق کرنا اور تمام خطبے کے مطالب کو بیان کرنا صرف اور صرف امر الہی بجالانے کے لیے تھا کہ آیہ کریمہ کا ابتدائی جملہ > بَلِّغْ مَا اَنْزَلَ الْبَلِکْ < دلالت کرتا ہے جو ایک بہت اہم موضوع کی اہمیت اجاگر کرتا ہے کہ عدم ابلاغ کی صورت میں اسے نہ پہنچانے والا خدائی تہدید کا نشانہ قرار پائے گا۔

یعنی آنحضرت (ص) کی عمر بابرکت کے ۶۳ سال کہ جس میں وظائف الہیہ اور ابلاغ امور رسالت میں مصروف تھے طاقت فرسا اذیتوں اور مشقتوں کو راہ خدا میں تحمل کیا اس حد تک کہ فرمایا: ”ما اوذی نبی مثل ما اوذیت“ (جس نوعیت کی اذیت مجھے دی گئی کسی اور نبی کو نہیں دی گئی) اس عظیم فرمان الہی کے مقابل میں قرار پائے کہ اگر یہ پیغام نہ پہنچایا تو تم نے تبلیغ رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا ہے۔

خطبے کی دوسری اہمیت کا اندازہ وہی آیہ تبلیغ کا دوسرا جملہ ہے جو رسول خدا (ص) کی لوگوں کے مکر و فریب سے محفوظ رہنے پر مشتمل ہے۔ یہ بات ناگفتہ نہ رہ جائے: غدير خم کے ایسے تاریخی پُر مسرت عظیم اجتماع کے موقع پر جس میں اصحاب و تابعین اور بہت سے رواۃ اور کاتبین حدیث اور غدير خم سے مربوط کتابوں کے مولفین موجود تھے کہ سیکڑوں جلد کتابیں مختلف عناوین سے ”کتاب ولایت“ فضائل علی ابن ابی طالب -- الولایۃ، اور اسی طرح دوسرے عنوان سے کتابیں ترتیب دے کر ہمارے اور آئندہ نسلوں کے اختیار میں قرار دیا ہے خدا انہیں جزائے خیر مرحمت فرمائے کہ اس مختصر کتاب میں ان کے اسمائے گرامی درج کرنے کی گنجائش نہیں ہے قارئین کرام عالی منابع جیسے عیقات الانوار میر حامد حسین لکھنوی، الغدير علامہ امینی وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی طرف رجوع کریں۔

مولف کہتے ہیں: اس اہم خطبہ میں ہمارا مطمح نظر آیہ کریمہ ہے کہ جس کی تفسیر امام اور ولایت کی گئی ہے اور رسول خدا (ص) نے بھی مختلف مقامات پر حضرت علی ابن ابی طالب - کے فضائل و مناقب، امتیازات و خصوصیات خطبہ کے دوران قسم کھا کر فرمایا کہ قرآن کے منہیات اور ان کی تفسیر کو جیسا بیان کرنے کا حق ہے علی اور ان کی اولاد طاہرین علیہم السلام کو ہے ان کے علاوہ کوئی بھی اس طرح بیان اور وضاحت نہیں کرسکتا۔ اب خطبے کا بعض حصہ ہم تبرکاً ذکر کر رہے ہیں۔

۴۶۶۔ ”مَعَاشِرَ النَّاسِ مَا مِنْ عِلْمٍ إِلَّا وَقَدْ احْصَاهُ اللَّهُ فِي كُلِّ عِلْمٍ عُلْمُهُ فَقَدْ احْصَيْتُهُ فِي عَلِيٍّ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ مَا مِنْ عِلْمٍ إِلَّا وَقَدْ عُلِمَتْهُ عَلِيًّا وَهُوَ الْإِمَامُ الْمُبِينُ إِلَى أَنْ قَالَ مَعَاشِرَ النَّاسِ تَدَبَّرُوا الْقُرْآنَ وَافْهَمُوا آيَاتِهِ وَانْظُرُوا إِلَى مُحْكَمَاتِهِ وَلَا تَتَّبِعُوا مُتَشَابِهَهُ فَوَاللَّهِ لَنْ يُبَيِّنَ لَكُمْ زَوَاجِرَهُ وَلِيُوضِّحَ لَكُمْ تَفْسِيرَهُ إِلَّا الَّذِي أَنَا آخِذٌ بِيَدِهِ وَمُصْعِدُهُ لِيَّ وَشَائِلٌ بَعْضُهُ وَمُعْلِمُكُمْ أَنَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ وَهُوَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَخِي وَوَصِيِّي وَمَوْلَايَ مِنْ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْزَلَهَا عَلَيَّ مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّ عَلِيًّا وَالطَّيِّبِينَ مِنْ وَلَدِي هُمُ الثَّقَلَيْنِ الْأَصْغَرُ وَالْقُرْآنُ هُوَ الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْبِئِي عَنْ صَاحِبِهِ وَمُوَافِقٌ لَهُ لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ أَمْنَاءُ اللَّهِ فِي خَلْقِهِ وَحُكْمَانِهِ فِي أَرْضِهِ إِلَّا وَقَدْ أُدْبِثَ أَلَا وَقَدْ بُلِّغْتُ أَلَا وَقَدْ أَوْضَحْتُ أَلَا وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ وَأَنَا قُلْتُ عَنْ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا إِنَّهُ لَيْسَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أَخِي هَذَا وَلَا تَحِلَّ أَمْرُهُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْدِي لِأَحَدٍ غَيْرِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى عَضِدِهِ فَرَفَعَهُ وَكَانَ مِنْذُ أَوَّلِ مَا صَعَدَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) سَأَلَ عَلِيًّا حَتَّى صَارَتْ رَجُلًا مَعَ رُكْبَةٍ رَسُولُ اللَّهِ (ص) ثُمَّ قَالَ مَعَاشِرَ النَّاسِ هَذَا عَلِيٌّ أَخِي وَوَصِيِّي وَوَاعِي عِلْمِي وَخَلِيفَتِي عَلَى أَمْنِي وَعَلَى تَفْسِيرِ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالِدَاعِي إِلَيْهِ وَالْعَامِلُ بِمَا يَرْضَاهُ الْمُحَارِبُ لِأَعْدَائِهِ وَالْمُوَالِي عَلَى طَاعَتِهِ وَالنَّاهِي عَنْ مَعْصِيَةِ خَلِيفَتِهِ رَسُولِ اللَّهِ وَآمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْإِمَامُ الْهَادِي وَقَاتِلُ الْنَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارْقِيْنَ بِأَمْرِ اللَّهِ أَقُولُ مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدَى بَأْمَرِ اللَّهِ رَبِّي أَقُولُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ (وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَالْعَنْ مَنْ انْكَرَاهُ وَاعْضَبْ عَلَيَّ مَنْ حَبَدَ حَقَّهُ ” (۱)

آنحضرت (ص) کے کلمات کا مختصر ترجمہ اور وضاحت یہ ہے کہ: اے لوگو! کوئی علم ایسا نہیں ہے جس کا خداوند عالم نے مجھ میں احصاء نہ کر دیا ہو اور جو علم خدا نے مجھے عطا کیا وہ سب میں نے علی - کے سپرد کر دیا (پروردگار عالم نے تمام زندگی کے امور اور عالم و آدم کی حیات کی مجھے تعلیم دی اور میرے لیے احصاء و شمار فرمایا اور وہ تمام علوم میں نے علی کے لیے احصاء و شمار کیے میں نے انہیں تعلیم دی وہ امام المتقین ہیں اور علم الہی کا خزانہ ہیں کوئی ایسا علم نہیں ہے کہ علی - نہ جانتے ہوں اور میں نے علی - کو تعلیم نہ دیا ہو وہ عظیم نمایاں مخلوق کا امام ہے) یہاں تک کہ فرماتے ہیں:

اے لوگو! قرآن مجید میں غور و فکر کرو، اس کی آیتوں کے معانی میں تدبیر کرو سمجھو، اس کے محکمات میں غور و فکر کرو اور متشابہات کی پیروی نہ کرو، کیونکہ خدا کی قسم! اس کی تنبیہات اور تفسیر کو کوئی واضح و آشکار

۱۔ (بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۴۲۸، ج ۳۷، ص ۲۰۸)۔

نہیں کر سکے گا سوائے اس کے جس کا میں (اس وقت) باتہ پکڑ کر اٹھا رہا ہوں اور ان کے بازوؤں کو تھام کر بلند کر رہا ہوں جو تمہیں علم سے مالا مال کرنے والے ہیں (کیوں کہ متشابہات کا علم اور اس کے حقیقی مفاہیم ائمہ معصومین کے پاس ہیں جو راسخون فی العلم ہیں)۔

من کنت مولاه فهذا علي مولاه یہ علی ابن ابی طالب میرے بھائی اور وصی ہیں جن کی ولایت کا (اعلان) خداوند عالم نے مجھ پر فرض کیا ہے۔

اے لوگو! علی اور ان کی معصوم اولاد جو میری بیٹی فاطمہ زہرا سے ہیں ثقل اصغر ہیں اور تمہاری معنوی حیات کا مرکز ہیں اور قرآن ثقل اکبر ہے ان میں سے ہر ایک دوسرے کی بابت بتانے والے ہیں دونوں ایک دوسرے سے ہم آہنگ اور دوست ہیں یہ دونوں قیامت میں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچنے تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، یہی مخلوقات کے درمیان اللہ کے امانت دار ہیں وہ لوگ روئے زمین پر مخلوقات کے درمیان معنوی حکام اور فرمان روا ہیں، وہی لوگوں کی پناہ گاہ اور ملجا و ماویٰ ہیں پھر فرمایا: آگاہ رہو کہ میں نے اپنا فرض رسالت ادا کر دیا اللہ کا دیا ہوا پیغام تم لوگوں تک پہنچا دیا۔ سب لوگوں کو سنا دیا اور ہر ایک کے لیے اسے واضح و آشکار کر دیا۔

اے لوگو! تم بھی گواہ رہنا کہ اس وحی تنزیل کو اس سرزمین میں اس مجمع کے سامنے جو سب کے سب خانہ خدا کی زیارت سے واپس ہوئے اور ان کے دل وفا و محبت سے سرشار ہیں تمہیں پہنچا دیا آگاہ رہو اور گواہی دو کہ میں نے مفصل طور پر واضح کر کے بیان کر دیا اور تم سب لوگوں کے گوش گزار کیا۔

اے لوگو! خداوند عالم نے مجھ سے فرمایا اور میں نے اس کی جانب سے تم لوگوں کو بتا دیا کہ میرے اس بھائی علی - کے علاوہ کوئی امیر المومنین نہیں ہے اور نہ ان کے علاوہ دوسروں کے لیے یہ منصب جائز ہے صرف علی امیر المومنین ہیں۔ پھر حضرت علی - کے شانے کو اپنے دست مبارک سے پکڑ کر انہیں اٹھایا اور جب ابتدا میں رسول (پالان شتر کے) منبر پر تشریف لے گئے تھے اس وقت بھی علی - کو اتنا اونچا اٹھایا تھا کہ آپ کے پاؤں حضور اکرم (ص) کے گھٹنوں کے برابر نظر آ رہے تھے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! یہ علی - میرے بھائی، وصی، میرے علم کا خزانہ، میری امت کے درمیان میرے خلیفہ و جانشین کتاب خدا کی تفسیر کرنے والے ہیں۔

میرے بعد یہی وہ ہیں جو تمہیں قرآن کی طرف دعوت دیں گے اور قرآن کے عملی ترجمان ہیں قرآن کی پسندیدہ چیزوں پر عمل کریں گے اور مرضی پروردگار کے مطابق اعمال انجام دیں گے۔

وہ دشمنانِ دین خدا سے جنگ کرنے والے اور حق کے مدافع ہیں وہی لوگوں کو اللہ کی دوستی کا حکم کریں گے اور معصیتِ الہی سے منع کریں گے وہ خلیفہ خدا اور امیر المومنین ہیں وہ مخلوقات کے ہادی و رہنما ہیں، وہ ناکثین (بیعت توڑنے والوں) قاسطین (عدل سے منحرف ہونے والوں) اور مارقین (دین سے خارج ہونے والوں) سے خدا کے حکم کے مطابق جنگ کرنے والے ہیں۔ اے لوگو! یہ جو کچھ مینیان کر رہا ہوں خدا کے حکم سے بیان کر رہا ہوں جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

پھر رسول خدا (ص) نے اپنا سر بلند کیا اور دعا کی: اے پالنے والے! جو علی سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما، جو علی سے عداوت رکھے تو اسے اپنا دشمن قرار دے۔ اے پالنے والے جو علی کا انکار کریں ان پر لعنت فرما، جو ان کے حق کا انکار کرے اس پر غضب فرما۔ آخری مبارک خطبہ تک۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۴۔ ناموس الہی

۲۴۔ الْقُرْآنُ هُوَ النَّامُوسُ الْإِلَهِيُّ الَّذِي تَكْفَلُ لِلنَّاسِ بِاصْلَاحِ الدِّينِ وَالْدُّنْيَا ؛ وَالْحُجَّةُ الْفَائِزَةُ الْمُهْدَى عَجَلَ اللَّهُ تَعَالَى فَرَجَهُ الشَّرِيفُ كَذَلِكَ

یقیناً قرآن مجید ناموس الہی ہے جو لوگوں کے دین و دنیا کی اصلاح کرنے کی کفالت کرتا ہے اور اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم قائم آل محمد اور ان کے اجداد پاک لوگوں کی اصلاح کے لیے ناموس الہی ہیں۔
”ناموس“ اصل میں بمعنی: احکام الہی اور شریعت کے ہیں جو الشرع الذی شرعہ اللہ وہ شریعت و قانون جسے اللہ نے بنایا۔ صاحب راز جو باطنی کام سے آگاہ ہے، وہ شخص جو آپ کے باطنی کام سے بالخصوص جو دوسروں سے پوشیدہ رکھا ہے واقف ہے، قاعدہ، عظیم حکم اور شریعت کیوں کہ لغت میں حکماً ناموس کا معنی تدبیر و سیاست ہے اور صاحب راز خیر ہے۔ (۱)

اس بنا پر قرآن مجید ناموس الہی ہے کیوں کہ بہت سے مختلف النوع احکام و شرائع کے پہلوؤں پر مشتمل ہے جیسے اسلامی قوانین، اقتصادی، اجتماعی، سیاسی اور اخلاقیات وغیرہ سے متعلق مسائل متعدد

۱۔ (دھخدا علیہ الرحمہ نے اپنے لغت نامہ میں حرف ”نون“ میں ناموس کے مادہ میں لغت کی (بہت سی کتابوں میں مختلف معانی کی جمع آوری کی ہے۔ قارئین کرام وہاں رجوع کریں، یہاں یہ مذکورہ موارد جو ہماری بحث سے مربوط تھے اسے ہم نے ذکر کیا ہے۔

آیات کے اندر مندرج ہیں۔ اب ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کریں گے اور اسے آپ کے گوش گزار کریں گے: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: (۱) بے شک اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور بدکاری، ناشائستہ حرکات اور ظلم سے منع کرتا ہے کہ شاید تم اسی طرح نصیحت حاصل کرلو۔

انسانی اجتماع کی اساس کیا ہے؟

آیہ کریمہ احکام کے چہ حصوں ”عدل و احسان، ایتاء ذی القربی، نہی عن المنکر اور ستم کاری“ پر مشتمل ہے۔ ابتدائی تین حصے ترتیب وار پُر اہمیت ترین خیر و خوبی ہیں کہ سماج بشریت کی اساس اس پر استوار اور پایدار ہے۔ بالخصوص عدل جو من جملہ الہی اسماء الحسنی اور پروردگار کے فعل کی ایک صفت ہے، اہمیت کے لحاظ سے وہ حدیث کفایت کرے گی جو رسول خدا (ص) سے نقل ہوئی ہے ”و بعد له قامت السموات والارض“ (۲) عدالت پروردگار کے باعث تمام آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں موجود ہے پایدار ہیں۔ یہ خود ایک تنبیہ اور تذکر ہے اس بات کے لیے کہ جب کبھی ان چار

ارکان میں سے کوئی رکن اس سے کم یا زائد ہوگا تو حکمت کائنات کے تقاضے کے مطابق اپنے اس وسعت انتظام کے باوجود خراب ہو جائے گا۔

۱) (سورہ نحل، آیت ۹۰)۔
۲) (تفسیر صافی، ج ۵، ص ۱۰۷)۔

ارباب لغت و ادب نے عدل کے معنا کے متعلق مفصل بحث کی ہے اور دادِ سخن حاصل کیا ہے۔ لیکن مختصر ترین اور جامع ترین معنی یہ ہے کہ کہتے ہیں: ”عدل کی حقیقت تمام امور کے درمیان مساوات کے ساتھ اسے قائم کرنا ہے اس طرح سے کہ جس شخص یا شے کے لیے جو مناسب ہے اس کا حصہ عطا کیا جائے اسے عطا کریں تاکہ ان میں سے ہر ایک اپنے موقع و محل پر قرار پائے اور مساوی ہو۔“

مثلاً اعتقاد میں عدل یہ ہے کہ جو کچھ حق و حقیقت ہے اس پر کما حقہ ایمان لایا جائے۔ عدل فعلِ انسانی میں یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی بہ نسبت اپنے ایسے افعال انجام دے کہ جس میں اس کی سعادت و نیک بختی پائی جاتی ہے اور ان چیزوں سے پرہیز کرے کہ ہوائے نفس کی پیروی کرنے کے نتیجے میں اس کی اس میں شقاوت و بدبختی پائی جاتی ہے۔

عدل معاشرے اور لوگوں کے درمیان یہ ہے کہ ہر شخص یا ہر شے کو اس کے استحقاقی مقام پر قرار دیا جائے خواہ وہ عقلی نقطہ نظر سے ہو یا شرعی و عرفی حیثیت سے۔ اس معنی میں کہ محسن اور نیک کام کرنے والے کے حق میں اس کے احسان اور نیکی کی وجہ سے جزا دی جائے اور بدکار کو اس کی بدی کے مقابل میں اسے کیفر کردار تک پہنچایا جائے، اور مظلوم کی بہ نسبت ظالم سے اس کے حق لینے میں قانون نافذ کرتے وقت کسی امتیاز یا استثناء کے قائل ہوئے بغیر منصفانہ طور پر فیصلہ کرے۔

بہر حال عدل اگرچہ دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے عدلِ انسانی خود اس کے نفس کی بہ نسبت اور عدلِ دوسرے کی بہ نسبت دوسری تعبیر میں: عدلِ انفرادی اور عدلِ اجتماعی بہر صورت لفظ عدل کا اطلاق ہوتا ہے لیکن ظاہر سیاق یہ ہے کہ آیت مینعدل سے مراد اجتماعی عدل ہے یعنی ان میں سے ہر ایک کے افراد کے ساتھ ایسا معاملہ ہونا چاہیے کہ جیسا وہ استحقاق رکھتے ہیں انہیں اس کی لیاقت کے لحاظ سے مناسب مقام عطا کیا جائے۔ کیوں کہ تمام اجتماع کے افراد کی خیر و صلاح اس میں ہے جو اسلام اپنی مصلحانہ تعلیمات میں چاہتا ہے۔ انسان اگرچہ خود اجتماع کی ایک فرد ہے لیکن ہر شخص کی سعادت اس بات پر موقوف ہے کہ اجتماعی ماحول اور فضا خیر و صلاح کی حامل ہو جس میں وہ زندگی بسر کر رہا ہے۔

کتنا سخت مرحلہ ہے انفرادی کامیابی اور سلامتی کا اس بارے میں اجتماع کہ (جہاں اسے ہر طرف سے شقاوت اور برائیوں نے اپنے احاطے میں لے لیا ہو۔) (۱ قولہ تعالیٰ: ”قال الراغب: ”الأحسان علی وجہین: احدهما: الانعام علی الغير يقال احسن الی فلان و الثانی: احسان فی فعله و ذلک اذا علم علماً حسناً او عمل عملاً حسناً“

۴۶۷۔ ”و علیٰ هذا قول امیر المؤمنین علیہ السلام: ”الْأَسُّ أَيْنَاءُ مَا يُحْسِنُونَ اِی مَنْسُوبُونَ اِلَی مَا یَعْلَمُونَ وَمَا یَعْمَلُونَ مِنْ الْاَفْعَالِ الْحَسَنَةِ قَالَ اللهُ تَعَالٰی: ”الَّذِیْ أَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهُ“ (۲) ” >

راغب اصفہانی کہتے ہیں: احسان کی دو قسمیں ہیں: (۱) دوسروں پر انعام و احسان کرنا (دوسری تعبیر میں یہ دوسرے پر تفضل و برتری ہے اور شاید آیت میں بھی یہی مراد ہو نہ یہ کہ کام کو نیک طور پر انجام دینا)۔

۲ (عمل میں احسان) یعنی اگر کوئی شے حاصل کرے کوئی علم تعلیم دے تو اچھی شے حاصل کرے پُر فائدہ علم تعلیم دے، یا ایسا کام انجام دینا ہے جو نیک عمل اور دل چسپ ہو اسے انجام دے کہ حضرت امیر المومنین - کے قول کا مقصود یہی معنی ہے۔ لوگ اس شے کی اولاد ہیں جو بہتر ہے یعنی ہر شخص کا انتساب اور اُس کی ارزش اس کے علم و عمل کی بہ نسبت ہوا کرتی ہے۔

۱) (المیزان سے تلخیص، ج ۱۲، ص ۲۵۴)۔
۲) (مفردات راغب، ص ۲۱۹۔ تاج العروس، ج ۹، ص ۱۷۶)۔

قابل ذکر یہ ہے کہ احسان کے کمال کا مرتبہ غیر سے وابستہ ہے جو جزا یا باہمی لین دین کے انتظار کے بغیر یا یہ کہ جس پر خود احسان کیا ہے اس سے زیادہ توقع رکھے بلکہ قصد قربت اور مفت میں انجام دے اور یہ ارادہ کرے کہ ایک ایسے انسان کی نجات چاہتا ہے جو فقر و فاقے اور ذلت میں گرفتار ہے تاکہ اس کے آثار و فوائد جو اس پر مترتب ہوتے ہیں وہ

حاصل کرسکے۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ذی القربىٰ سے مراد اقرباء کی جنس مراد ہے نہ خاص فرد کیوں کہ لفظ قریٰ عام ہے جس میں ہر قسم کی قرابت خواہ نزدیک کی ہو یا دور کی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تمام اقربا اور قوم کے حقوق عطا کرنے کا صلہ رحم کرنے سے اور ان میں عمیق غور و فکر کرنے سے کہ جس میں بہت سے آثار و فوائد پائے جاتے ہیں۔ ۴۶۸۔ ائمہ معصومین سے تفسیر میں نقل ہوا ہے کہ ذی القربىٰ سے مراد نبی اکرم (ص) کی قرابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

اور یہ جان لو کہ تمہیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ ، رسول، رسول کے قرابت دار، ایتم ، مساکین اور مسافران غربت زدہ کے لیے ہے۔ ۴۶۹۔ حضرت امام محمد باقر - سے روایت ہوئی ہے کہ فرمایا: ”نحن ہم“ یعنی ہم ذی القربىٰ ہیں۔

(اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲) ”أَلْفُ حَشٍّ وَالْفُحْشَاءُ وَالْفَاحِشَةُ مَا عَظُمَ قُبْحُهُ مِنَ الْأَفْعَالِ وَالْأَقْوَالِ ” (۳) راغب نے مفردات میں ذکر کیا ہے: فحش، فحشاء اور فاحشہ تینوں بہت بڑی برائی اور قباحت کے

۱.) سورنہ انفال ، آیت ۴۱۔)

۲.) سورنہ نحل، آیت ۹۰۔)

۳.) مفردات راغب، ص ۲۷۳۔)

لیے استعمال ہوتا ہے خواہ افعال و کردار میں ہو یا گفتار و اقوال میں کہ خداوند متعال نے اس سے منع فرمایا ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ > قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (وَالْأَثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْخَقِّ > (۱) کہہ دیجیے کہ ہمارے پروردگار نے صرف بدکاریوں کو حرام کیا ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی اور گناہ اور ناحق ظلم۔ ”والمکر“ وہ اعمال جو لوگوں کے درمیان غیر معروف اور متروک ہوں اس جہت سے کہ وہ برے ہیں جیسے شرمگاہ وغیرہ کھولنا ہے۔

”والبغی“ دراصل طلب کے معنی میں ہے پھر وہ ناحق طلب میں تجاوز کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اب اس کی وجہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تین خصلت کو مجموعی طور پر منع کیا ہے جب کہ ہر فعل منکر برا ہے ان کی برائیوں کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں جو ان تینوں عناوین میں پائی جاتی ہیں کہ اگر کسی ایک انسانی معاشرے میں وہ واقع ہو تو معاشرے کا نظم درہم برہم ہوجائے گا جس کے نتیجے میں لوگوں کی ہلاکت کا باعث بھی ہوگا۔ لہذا ان اوصاف کے صادر ہونے سے منع کیا گیا ہے کہ ان افعال کا واقع نہ ہونا بہت عظیم عامل اور محرک شمار ہوگا کہ معاشرے کے درمیان مناسب ماحول بہترین فضاء بابمی صمیمیت ایجاد ہو جو ہر قسم کی کدورت و نفرت سے دور ہے۔

پھر آیت کے آخر میں بعنوان موعظہ جو مکارم اخلاق پر مشتمل ہے فرماتا ہے: شاید تم نصیحت حاصل کرو اور فکر کرو درک کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی طرف دعوت دیتا ہے کہ جس میں تمہاری حیات طیبہ اور سعادت پائی جاتی ہے۔

۱.) سورنہ اعراف، آیت ۳۳۔)

”فرمودات الہی انسانوں کی دین و دنیا کی اصلاح کے ذمہ دار ہیں“ قرآن مجید کی آیات کے دوسرے حصے بعض محرمات الہی پر مشتمل ہیں جو تمام الہی شریعتوں میں مشترک ہیں اور کسی ایک شریعت سے مخصوص نہیں ہیں، اب ہم مربوطہ آیات آپ کے گوش گزار کرتے ہیں:

<قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ كُفْرًا بِشَيْءٍ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَمَلٍ نَحْنُ نَرِزُّكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ # وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ وَالْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكُمْ سَطَرٌ لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعًا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ # وَأَنْ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ > (۱)

کہہ دیجیے! کہ او ہم تمہیں بتائیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا کیا حرام کیا ہے خبردار کسی کو اس کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، اپنی اولاد کو غربت کی بنا پر قتل نہ کرنا کہ ہم تمہیں بھی رزق دے رہے ہیں اور انہیں

بھی اور بدکاریوں کے قریب نہ جانا وہ ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی اور کسی ایسے نفس کو جسے خدا نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر یہ کہ تمہارا کوئی حق ہو یہ وہ باتیں ہیں جن کی خدا نے نصیحت کی ہے تاکہ تمہیں عقل آجائے۔ اور خبردار مالِ یتیم کے قریب بھی نہ جانا مگر اس طریقہ سے جو بہترین طریقہ ہو یہاں تک کہ وہ توانائی کی عمر تک پہنچ جائیں اور ناپ تول میں انصاف سے پورا پورا دینا ہم کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں اور جب بات کرو تو انصاف

۱) (سورہ انعام، آیات ۱۵۱-۱۵۳)۔

کے ساتھ چاہے اپنے اقربا ہی کے خلاف کیوں نہ ہو اور عہد خدا کو پورا کرو کہ اس کے پروردگار نے تمہیں وصیت کی ہے شاید تم عبرت حاصل کر سکو۔ اور یہ ہمارا سیدھا راستہ ہے اس کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہِ خدا سے الگ ہو جاؤ گے اسی کی پروردگار نے ہدایت دی ہے کہ اس طرح شاید متقی اور پرہیز گار بن جاؤ۔

تینوں آیات، قرآن کے محکومات میں ہیں اور بعض احکام الہی پر مشتمل ہیں کہ ستر ہزار فرشتوں نے اس کی ہم راہی کی ہے اور کوئی شے اس کے احکام میں سے منسوخ نہیں ہوئی وہ قیامت تک باقی ہیں جیسا کہ بیان کیا جا چکا : مذکورہ آیات کریمہ تقریباً دس محرمات الہی کو بیان کر رہی تھیں جو تمام شریعتوں کے درمیان عام تھے کسی خاص شریعت سے مخصوص نہیں تھے۔ اس بات کے شواہد و دلائل گزشتہ انبیاء کے خطابات کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ان کی امتوں کی فراموش شدہ تبلیغات کے بارے میں جیسے یہ کہ حضرت نوح -، ہود -، صالح -، ابراہیم -، لوط -، شعیب -، موسیٰ -، عیسیٰ - وغیرہ سے وصیت کے عنوان سے نقل کیے گئے ہیں ہم تلاش کریں۔

و قد قال اللہ تعالیٰ: (۱) اس نے تمہارے لیے دین میں وہ راستہ مقرر کیا ہے جس کی نصیحت نوح کو کی ہے اور جس کی وحی پیغمبر تمہاری طرف بھی کی ہے اور جس کی نصیحت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی کی ہے کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ پیدا ہونے پائے۔ اسی طرح مورد بحث آیات میں جو محرمات کے اصول ہیں وصیت کے عنوان سے بیان فرمایا جو کچھ قابلِ دقت اور غورو فکر ہے یہ کہ پہلی آیت میں فرمایا: ذلکم وصیکم بہ لعلکم تعقلون

۱) (سورہ شوریٰ، آیت ۱۳)۔

دوسری آیت میں فرمایا: لعلکم تذكرون اور تیسری آیت میں لعلکم تتقون فرمایا ہے۔ مولف کہتے ہیں: شاید یہ اس مقصد کے لیے ہو کہ ہر شے کے متعلق انسان کو چاہیے کہ ابتداء میں غور و فکر کر کے ادراک کرے پھر اس کے متعلق یاد آوری کرے اور یہ واضح ہے کہ غور و فکر اور یاد آوری کا نتیجہ وہی تقویٰ و پرہیز گاری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں بیان فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ: (۱)

(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے کہ اؤ ہم تمہیں بتائیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا کیا حرام کیا ہے خبردار کسی کو اس کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ دس محرمات جو بعض نہی اور بعض امر کی صورت میں بیان ہوئے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول (اپنی گفتار میں عدالت سے کام لو)، (والدین کے ساتھ نیکی کرو)، (ناپ تول مکمل طور پر انجام دو) ان سب احکام کی باز گشت بھی مفہوم کے لحاظ سے نہی کی طرف ہے۔

یعنی کم فروشی نہ کرو، جھوٹ نہ بولو اور ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی نہ اختیار کرو۔ مولف کہتے ہیں: اگر آیاتِ مبارکہ کی جزئیات کو ہم بیان کریں تو وہ ہمارے ہدف سے دور اور اس مختصر کتاب کے حدود سے خارج ہے کیوں کہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ مر بوطہ آیات میں سے بعض اور وہ تمام جہات جو معاشرے کی دین و دنیا کی صلاح کے متکفل ہیں اشارہ کریں اب ان بعض محرمات کو جو ان آیات میں ذکر ہوئے اجمالی طور پر آپ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

شرک کا تمام محرمات پر مقدم ہونا اس کے عظیم فساد کی بنا پر ہے کہ خداوند متعال نے اپنے اس قوم میں اسے ظلم عظیم سے متعارف کرایا: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ

۱) (سورنہ شوریٰ، آیت ۱۳)۔

(لَمَنْ يَشَاءُ > ۱) اللہ اس بات کو معاف نہیں کر سکتا کہ اس کا شریک قرار دیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش سکتا ہے۔ آخری جملہ انسان کے وجود میں خوف و امید کی روح پیدا کرتا ہے۔ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو احسان و نیکی سے پیش آؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ عاق والدین کا شکار ہو جاؤ جو شرک کے بعد عظیم ترین گناہوں میں سے ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات مینوالدین کے ساتھ احسان کرنا توحید کے ساتھ اور شرک کی نفی کے ہمراہ قرار دیا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲) اور آپ کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳)

اور اس وقت کو یاد کرو جب لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خبردار! کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے بارے میں نصیحت کی ہے کہ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ سہہ کر اسے پیٹ میں رکھا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ۴)

۱) (سورنہ نساء، آیت ۴۸)۔

۲) (سورنہ اسراء، آیت ۲۳)۔

۳) (سورنہ لقمان، آیت ۱۴)۔

۴) (سورنہ انعام، آیت ۱۵۱)۔

خدائے عزوجل فرماتا ہے: اپنی اولاد کو غربت کی بنا پر قتل نہ کرنا کہ ہم تمہیں بھی رزق دے رہے ہیں اور انہیں بھی۔ قحط و خشک سالی زمانہ جاہلیت میں بہت زیادہ درپیش ہوتی تھی اس زمانے کے عرب لوگ اس خوف سے کہ ان کی اولاد ذلت و ناداری کا شکار نہ ہو اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔ رؤف و مہربان خداوند متعال منع فرماتا ہے کہ روزی کی وجہ سے اپنی نسل کو قتل نہ کرو کیوں کہ جو خدا تمہیں رزق فراہم کر رہا ہے وہی تمہاری اولاد کا رزق بھی عطا کرنے والا ہے۔ اس قسم کے افکار خام خیالی کی فکریں تمام زمانے میں برا انسانی معاشرے میں جاری و ساری رہے تو بھی یہ نہی الہی ان لوگوں کے شامل حال ہوگی۔ اس بات سے قطع نظر کہ اس کے مفاسد جو رونما ہوں گے برخلاف پیغمبر اسلام (ص) کے اس قول کے جو آپ شادی کے متعلق فرماتے ہیں:

۴۷۰۔ ”تَنَاقَحُوا تَنَاسَلُوا تَكْتَرُوا فَأَنْتُمْ أَبَاحِي بِكُمْ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَوْ بِالسَّقَطِ“ (۱) یعنی شادی کرو تولید نسل کرو تاکہ تمہاری تعداد میں مزید اضافہ ہو کہ میں قیامت کے دن سقط شدہ جنین کے ذریعہ تمام امت والوں پر فخر و مباہات کروں گا۔ یعنی تمام پیغمبروں کی امت کی تعداد ایک طرف اور پیغمبر اکرم (ص) کی امت مرحومہ ایک طرف، یہ ایک سقط جنین کے اضافہ کی بنیاد پر پیش قدم ہوگی۔

(اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ۲)

اور بدکاریوں کے قریب نہ جانا وہ ظاہر ہونیا چھپی ہوئی۔

فواحش فاحشہ کی جمع ہے جو گناہان کبیرہ زنا کو شامل کیے ہوئے ہے اور قرآن مجید میں زنا، لواط اور قذف محصنات کو فواحش میں شمار کیا گیا ہے یعنی پاک دامن عورتوں کی طرف زنا کی نسبت دینا۔

۱) (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۱۷۰)۔

۲) (سورنہ انعام، آیت ۱۵۱)۔

۴۷۱۔ ”فِي الْكَافِي وَالْعِيَّاشِي عَنْ السَّجَادِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ”مَا ظَهَرَ نِكَاحُ امْرَأَةِ الْأَبِّ وَ أُمِّ (بَطْنِ أَلْزَانِ“ (۱)

کافی اور عیاشی میں امام سجاد سے منقول ہے: ما ظہر سے مراد باپ کا نکاح کرنا ہے وما بطن سے مراد زنا ہے۔

۴۷۲۔ امام محمد باقر - سے منقول ہے: ”فِي عَنْ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ“ مَا ظَهَرَ هُوَ الزَّانَا (وَأُمُّ بَطْنِ الْمَخَالَةِ“ (۲)

یعنی ما ظہر سے مراد زنا ہے اور ما بطن سے مراد مخالفہ ہے۔ یا ما ظہر سے مراد زنائے آشکار ہے اور (ما بطن) سے

مراد ” اَتَّخَذَ الْأَخْذَانِ وَالْأَخْلَاءِ سِرّاً ” (۳) دوست بازی اور دوسرے اجنبی افراد کے ساتھ ایک دوسرے کو مصاحب اخذ کرنا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۴)

خدا نے تباہ و تباہی نے نفس محترمہ کا قتل حرام قرار دیا ہے مگر یہ کہ تمہارا کوئی حق ہو جیسے قصاص اور مرتد کا قتل تکراری زنانے محسنہ کے سنگسار کے موقع پر، قتل کا ذکر اگرچہ فواحش میں داخل تھا کیوں کہ نفس محترمہ کی تعظیم و تجلیل شامل تھی اسی طرح اولاد کے قتل میں فقر و ناداری کی بنا پر کہ زمانہ جاہلیت کے عرب اس بری سنت کو اجرا کرتے تھے اس خیال خام سے کہ فقر و فاقہ اس بات کا موجب ہے کہ اولاد کا قتل مباح قرار پائے تاکہ اپنی عزت و آبرو محفوظ رکھیں۔ صرف جو قتل کرنا استثناء ہوا ہے وہ بعنوان قصاص یا شرعی حدود میں ہے کہ جن کے موارد اپنی جگہ ذکر ہوئے ہیں۔

- ۱۔ (کافی، ج ۵، ص ۵۶۷، تہذیب الاحکام، ج ۷، ص ۴۷۲)۔
- ۲۔ (نور الثقلین، ج ۱، ص ۷۷۷۔ مجمع البیان، ج ۴، ص ۵۹۰)۔
- ۳۔ (تفسیر المیزان، ج ۷، ص ۲۰۹)۔
- ۳۔ (سورنہ انعام، آیت ۱۵۱)۔

آیت میں جن چیزوں کی حرمت تاکیداً ذکر ہوئی ہے وہ آپ کے لیے الہی نصیحتیں ہیں تاکہ شاید آپ غور و فکر کریں۔ کیوں کہ جب برائیاں پھیل جائیں گی تو اس کی قباحت کی شناخت بھی ختم ہو جائے گی اور عادی چیزوں کا جز بن جائیں گی پھر ایسی صورت میں وہ نسل کے خاتمہ کا باعث اور خاندان کے درہم برہم ہونے کا موجب ہو جائیں گی۔ اسی طرح نفس محترمہ کا قتل اور برائیوں کی عام آزادی عمومی امن و امان کو مختل بنادے گی نتیجے میں انسانی معاشرے کی بنیاد منہدم اور اس کے ارکان متزلزل ہو جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱) اور خبر دار! مال یتیم کے قریب بھی نہ جانا مگر اس طریقہ سے جو بہترین طریقہ ہو یہاں تک کہ وہ توانائی کی عمر تک پہنچ جائیں۔

آیہ کریمہ میں محرمات الہیہ کے اصول میں سے دوسرا حصہ بعنوان نصیحت ذکر ہوا ہے اور وہ مال یتیم کے قریب جانا اور اس میں تصرف کرنے کی حرمت ہے جو خود سے اور اپنے مال سے دفاع کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ تصرف کی حرمت عمومیت رکھتی ہے خواہ یہ کہ کھائے یا اپنے ذاتی منافع میں معاملات وغیرہ سے اسے استعمال کرے بالآخر کسی بھی قسم کا تصرف جائز نہیں ہے مگر بہتر طریقہ سے کہ جسے شارع مقدس نے معین فرمایا اور یہ حکم مسلسل ہے یہاں تک کہ وہ بلوغ اور رشد کی منزل تک پہنچ جائیں۔ ” اشدہ ” سے مراد وہی بلوغ اور رشد ہے۔

۱۔ (سورنہ انعام، آیت ۱۵۲)۔

۴۷۳ - ” وَفِي الْفَقِيهِ وَالتَّهْذِيبِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ” اِنْ قُطِعَ غُيُومُ الْيَتِيمِ اِلَّا حَتَّى لَا يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ مِنْهُ ” (۱)

من لا يحضره الفقہ اور تہذیب میں امام جعفر صادق - سے مروی ہے کہ یتیم کی یتیمی کا سلسلہ منقطع ہونا وہی احتلام ہے اور وہ حالت رشد کا آغاز ہے اور اگر محتلم ہو اور رشد کی علامتیں اس سے معلوم نہ ہوں یا احمق یا ضعیف ہو تو ولی کو چاہیے کہ اس کے مال کی حفاظت کرے۔

۴۷۴ - ” وَفِيهَا وَفِي الْكَافِي عَنْهُمَا السَّلَامُ: ” اِذَا بَلَغَ اَشَدُّهُ ثَلَاثُ عَشَرَ سَنَةً وَدَخَلَ فِي الْاَرْبَعِ عَشَرَ وَجَبَ عَلَيْهِ اَمَ وَجَبَ عَلَى الْمَحْتَلِمِينَ اِحْتَالَهُمْ اَوْ لَمْ يَحْتَلِمُوا عَلَيْهِ السَّيِّئَاتِ وَكُنْتِ لَكَ الْحَسَنَاتُ وَجَزَّ لَكَ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا اَنْ يَكُونَ ضَعِيفاً اَوْ سَفِيهاً ” (۲)

کافی میں امام جعفر صادق - سے مروی ہے کہ جب کبھی (یتیم) مکمل تیرہ سال کا ہو جاتا ہے اور چودہویں سال میں داخل ہوتا ہے تو اس کے اوپر وہ چیزیں واجب ہو جاتی ہیں جو احتلام ہونے والوں پر واجب ہوتی ہیں خواہ وہ محتلم ہو یا نہ ہو (اور اس کے نامہ اعمال میں) جو بھی ناشائستہ امور انجام دیا ہو تحریر کیا جاتا ہے اسی طرح نیک اعمال اور جو چیز اس کے لیے جائز ہوتی ہے (مختلف تصرفات) وہ بھی تحریر کیا جاتا ہے مگر یہ کہ وہ ضعیف یا احمق ہو۔

خداوند متعال فرماتا ہے: > وَابْتَئُوا الْيَوْمَ الَّذِي اِنْتُمْ مِنْكُمْ رُشْدًا (فَادْفَعُوا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا اِسْرَافًا وَبِدَارًا اَنْ يَكْبَرُوا) (۳)

اور یتیموں کا امتحان لو اور جب وہ نکاح کے قابل ہوجائیں تو اگر ان میں رشید ہوجانے کا احساس کرو تو ان کے اموال ان کے حوالے کردو اور زیادتی کے ساتھ یا اس خوف سے کہ کہیں وہ بڑے نہ ہوجائیں جلدی جلدی نہ کھا جاؤ۔

۱۔) من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۴، ص ۲۲۰۔ تہذیب الاحکام، ج ۹، ص ۱۸۳۔)

۲۔) تہذیب الاحکام، ج ۹، ص ۱۸۴۔ کافی، ج ۷، ص ۶۹۔)

۳۔) سورنہ نساء، آیت ۶۔)

۴۷۵۔ “وفی القمی عن الباقر علیہ السلام “قَالَ مَنْ كَانَ فِي يَدِهِ مَالٌ الْيَتَامَى فَلَا يَجُوزُ أَنْ يُعْطِيَهُ حَتَّى يَبْلُغَ النِّكَاحَ إِذَا احْتَلَّمَ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحُدُودُ وَأَقَامَةُ الْفَرَائِضِ ، وَلَا يَكُونُ مُضَيِّعًا وَلَا شَارِبُ خَمْرٍ وَلَا زَانِيًا فَإِذَا انْسَ مِنْهُ الرَّشْدُ دَفَعَ إِلَيْهِ الْمَالَ وَاشْهَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ كَانَ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَ فَانْهَ يَمْتَحَنُ بِرِيحِ ابْنِهِ أَوْ نَيْتٍ عَانَتْهُ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَقَدْ بَلَغَ فَيُدْفَعُ إِلَيْهِ مَا لَهُ إِذَا كَانَ رَشِيدًا وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَحْبِسَ عَلَيْهِ مَالَهُ وَيَعْلَلُ أَنَّهُ لَمْ يَكْبُرْ ” (۱)

وقوله : قَالَ : فَإِنَّ مَنْ كَانَ فِي يَدِهِ مَالٌ يَتِيمٌ وَهُوَ غَنِيٌّ فَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا قَدْ حَبَسَ نَفْسَهُ عَلَى مَالِهِ فَلَهُ أَنْ يَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ

تفسیر قمی میں امام محمد باقر - سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت - نے فرمایا:

جس شخص کے ہاتھ میں یتیم کا مال ہو خود اسے اس وقت تک دینا جائز نہیں ہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جب وہ محتلم ہو تو اس پر الہی حدود اور نماز اور دوسرے فرائض عائد ہوتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ مال ضائع نہ کرے، شراب نہ پیے، زنا کار نہ ہو، جب ان میں عقل و رشد ہونے کا احساس کرو تو ان کے اموال ان کے سپرد کردو اور اس امر پر گواہ بناؤ اور اگر معلوم نہ ہوسکے کہ بالغ ہوا یا نہیں تو اس کا امتحان اس کی بغل کی نیچے مخصوص ہو کو احساس کرنے سے کرو یا زیر ناف سخت بال اگنے سے کرو، جب بھی ان میں سے کوئی ایک علامت محقق ہوجانے کہ وہ حد بلوغ تک پہنچ گیا ہے اس کا مال اسے واپس دے دو اگر وہ عاقل و رشید ہو۔ پھر اس صورت میں جائز نہیں ہے کہ مال یتیم کو اپنے پاس محفوظ رکھو اس بہانے سے کہ ابھی وہ کبیر السن نہیں ہوا ہے۔

۱۔) تفسیر قمی، ج ۱، ص ۱۳۱۔)

بعد والی دوسری آیت “وَلَا تَأْكُلُوا” میں یعنی: جس شخص کے ہاتھ میں یتیم کا مال ہو اور وہ خود غنی اور محتاج نہیں ہے تو اس کے لیے مال یتیم کھانا اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے اور اگر فقیر ہے اور اپنے نفس کو اس کے مال سے محفوظ کیے ہو تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ بمقدار ضرورت کھالے۔

قوله تعالى : - ”الميزان بالقسط“ یعنی پیمانہ کی ناپ تول میں عدل و مساوات کے ترازو کو مدنظر قرار دو بغیر کسی کمی و زیادتی کے ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں۔ گویا یہ بات دفع دخل کے طور پر ہے یعنی وزن وغیرہ کرنے میں انسان کے لیے حقیقی اور واقعی عدالت انجام دینا ممکن نہیں ہے ناچار ہو کر تقریبی وزن وغیرہ اپنے امور میں انجام دیتا ہے۔

جواب میں کہا گیا ہے: ہم کسی بھی نفس انسانی کو اس کی طاقت و قدرت سے (زیادہ تکلیف نہیں دیتے) (۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

یعنی جب بات کرو تو انصاف کے ساتھ چاہے اپنے اقربا ہی کے خلاف کیوں نہ ہو اور عہد خدا کو پورا کرو کہ اس کی پروردگار نے تمہیں وصیت کی ہے کہ شاید تم عبرت حاصل کرسکو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قرابت و رشتہ داری کا لحاظ و مروت مدنظر رکھو اور دوسرے کو جانی اور مالی نقصان پہنچا دو۔

۱۔) المیزان، ج ۷، ص ۳۹۸۔)

۲۔) سورنہ انعام، آیت ۱۵۲۔)

وفی المجمع : “ وَهَذَا مِنْ أَمْرِ الْبَلِيغَةِ الَّتِي تَدْخُلُ فِيهَا مَعَ قَلَّةِ حُرُوفِهَا الْأَقَارِيرُ وَالشَّهَادَاتُ وَالْوَصَايَا وَالْفَتَاوَى وَالْقَضَايَا

والاحکام والمذاهب والامر بالمعروف والنهي عن المنکر” (۱)

مجمع البیان میں ہے کہ: یہ اوامر بلیغہ میں سے ہے اگرچہ اس کے حروف کم ہیں لیکن اس کے مطالب و مضامین عالی ہیں جو تمام اقرار، شہادت، وصیت، قتاوی، ابواب قضاوت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے احکام پر مشتمل ہے کہ یہ سب کے سب مقولہ قول واقع ہوئے ہیں لہذا عدالت کا لحاظ کیا جانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا قول بھی ہے عہد الہی کو وفا کرو۔

قال الراغب: قال الراغب: ”العہد“ حفظ الشی و مراعاتہ حالاً بعد حال: (۲) راغب کہتے ہیں: کسی شے کے عہد کو اس کی ہر حالت میں حفاظت و رعایت کرنا ہے اس بنا پر تمام احکام الہی اور تکالیف دینیہ کو شامل ہے۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳) اور اپنے عہدوں کو پورا کرنا کہ عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۴) سب مذکور ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وَأَنَّ بَدَأَ صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

۱.) مجمع البیان، ج ۴، ص ۱۹۴۔

۲.) مفردات راغب اصفہانی، ص ۳۵۰۔

۳.) سورنہ اسراء، آیت ۳۴۔

۴.) سورنہ انعام، آیت ۱۵۲۔

(عَنْ سَبِيلِهِ > (۱) اور یہ ہمارا سیدھا راستہ ہے اس کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہ خدا سے الگ ہو جاؤ گے۔

آیہ کریمہ میں شاید ان تمام چیزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اس سورنہ مبارکہ میں مذکور ہے وہ اثبات توحید و نبوت اور شریعتوں کا بیان ہے۔ اور صراط مستقیم سے مراد: ”و ان هذا صراطي“ کے ظاہر سیاق سے صراط پیغمبر اکرم (ص) ہوں اس اعتبار سے کہ متکلم اور ان سے مخاطب خود آنحضرت ہیں ورنہ صراط اس عظیم ہستی کے علاوہ تمام بندگان الہی کو اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام سے نوازا انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین روزانہ کی نمازوں میں پڑھتے ہیں: (۲) > ابْدِلْنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ # صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرماتا رہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں۔

۴۷۶۔ زیارت جامعہ کبیرہ میں بھی ہم پڑھتے ہیں: ”اَنْتُمْ الصِّرَاطُ الْاَقْوَمُ وَالسَّبِيلُ الْاَعْظَمُ“ آپ ہی صراط مستقیم اور سبیل اعظم ہیں۔

۴۷۷۔ ”وَفِي الْاِحْتِاجِ عَن - صَلَواتِ اللّٰهِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَطِيعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَتَنْتَفِرُقْ بِكُمْ السَّبِيلَ عَنْ سَبِيلِہٖ ، وَالنَّهْيُ مِنْ رَبِّہٖ فَاَسْمَعُوا لَامْرَہٗ تَسْلَمُوا وَاَطِيعُوْهُ تَهْتَدُوا وَتَنْتَفِرُقْ بِكُمْ السَّبِيلَ عَنْ سَبِيلِہٖ ، مَعَاشِرَ النَّاسِ اَنَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ الَّذِي اَمَرْتُكُمْ بِاتِّبَاعِہٖ ثُمَّ عَلٰی مَنْ بَعْدِیْ ثُمَّ وَلَدٰی مِنْ صَلْبِہٖ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ) یَعْدُلُوْنَ ” (۳)

۱.) سورنہ انعام، آیت ۱۵۳۔

۲.) تفسیر المیزان، ج ۷، ص ۴۰۱۔

۳.) احتجاج، ج ۱، ص ۷۸۔

احتجاج میں رسول اکرم (ص) سے منقول ہے: ایہا الناس! یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی فرمائی اور میں نے علی کو امر و نہی کی پس انہوں نے اپنے رب کی طرف سے امر و نہی کو جانا۔ لہذا اس کے حکم پر عمل کرو تاکہ صحیح و سالم رہو اور اس کی اطاعت کرو تاکہ ہدایت یافتہ ہو جاؤ اور ان کی نہی کو بھی قبول کرو تاکہ تم رشد و ہدایت پاؤ اور علی - کے مقصود و مطلوب تک پہنچ سکو اور تمہیں مختلف راستے راہ خدا (راہ علی) سے متفرق نہ کرسکیں۔

اے لوگو! میں وہ صراط مستقیم ہوں کہ جس کی فرمان برداری کا تمہیں حکم دیا گیا ہے پھر میرے بعد علی پھر اس کی صلب سے میرے وہ فرزند جو امام ہوں گے وہ حق کی طرف ہدایت کریں گے اور اس کے ذریعے عدالت قائم کریں گے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو کچھ گزشتہ آیات میں ذکر فرمایا اس کے کلیات دین کو صراط مستقیم نام رکھا کہ برگز اس کے راہرو افراد کی ہدایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ لوگ جب تک اس راہ میں ہیں بغیر اس کے کہ اس کے اجزاء اور راہرو افراد میں اختلاف ہو مقصد تک پہنچائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا ہے دوسری تمام راہوں پر چلنے سے کیوں کہ دوسری مختلف راہوں کی حالتیں یہ ہیں کہ ان میں تفرقہ و اختلاف پایا جاتا ہے اس جہت سے کہ وہ ہوائے نفس اور شیطانی راستے ہیں جو کبھی بھی صحیح ضابطہ نہیں رکھتے اس کے برخلاف الہی راستہ (جو فطرت اور ایسی خلقت پر ہے کہ (۱ خلقت الہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ذلکم وصیکم بہ لعلکم تتقون > آیت کے اس حصہ میں اللہ تعالیٰ تاکیداً حکم فرما رہا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور اس بات سے پرہیز کرو کہ راہ حق سے جدا ہو کر گمراہ ہوجاؤ۔

۱) (سورنہ روم، آیت ۳۰۔)

قرآن مجید کی آیات میں سے دو مورد (سورنہ نحل کی آیت نمبر ۹۰) اور سورنہ مبارکہ (۱) جو احکام شریع اور قوانین اسلامی کے اہم حصوں پر مشتمل (۱۵۳، ۱۵۲، انعام کی ۱۵۱ ہیں اور ان میں اخلاقیات و اجتماعیات وغیرہ کے مختلف پہلوؤں سے بحث ہوتی ہے تبرکاً اسے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور قصاص، حدود، دیات اور تعزیرات اسلامی کے متعلق جو آیات نازل ہوئی ہیں قارئین ان کے اقتصادی اور سیاسی پہلو کو اپنے مقام پر رجوع کریں ہم صرف یہاں چند مورد کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ ہم اس کتاب کے احاطہ سے خارج نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

و قال اللہ تعالیٰ: (۳)

و قال اللہ تعالیٰ: (۴)

۱) (مذکورہ آیات قرآن کے محکومات میں سے ہیں اور ستر ہزار فرشتوں کا نازل ہونا اور مشابعت (کرنا ہمیشہ پا برجا ہے اور کبھی بھی منسوخ نہیں ہونی ہے نہ ہوگی۔

۲) (سورنہ بقرہ، آیت ۱۷۸۔ ۱۷۹۔)

۳) (سورنہ مائدہ، آیت ۴۵۔)

۴) (سورنہ مائدہ، آیت ۳۲۔)

ایمان والو! تمہارے اوپر مقتولین کے بارے میں قصاص لکھ دیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اب اگر اس مقتول کے وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو نیکی کا اتباع کرے اور احسان کے ساتھ اس کے حق کو ادا کرے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے حق میں تخفیف اور رحمت ہے لیکن اب جو شخص زیادتی کرے گا اس کے لیے دردناک عذاب بھی ہے۔ صاحبان عقل تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے کہ شاید تم اس طرح متقی بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے توریت میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جان کا بدلہ جان اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت ہے اور زخموں کا بھی بدلہ لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی نفس کو کسی نفس کے بدلے یا روئے زمین میں فساد کی سزا کے علاوہ قتل کر ڈالے گا اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک نفس کو زندگی دے دی اس نے گویا سارے انسانوں کو زندگی دے دی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: قانون قصاص کی تاسیس اس کی کیفیت اور اس کے بعض مصادیق کے بیان کی طرف اشارہ ہے۔

خداوند تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت واسعہ کے ذریعہ صاحب حق (خون کے وارث کی بہ نسبت معاف کرنے کا اختیار قرار دیا ہے اور بیجان انگیز لحن کے ساتھ (خون کے وارث) کو بھائی سے تعبیر فرمایا تاکہ مہربانی و محبت کا احساس اس میں پیدا ہو اور معاف کرنے کو وہ انتقام پر ترجیح دے اور قصاص کو دیہ میں تبدیل کرے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: > و لکم فی القصاص حیوة < ان تمام اختصار اور حروف کی کمی کے باوجود الفاظ کی سلاست معنی

کی وسعت و بلاغت دوسری آیات سے زیادہ ہے لہذا علمائے علم فصاحت و بلاغت کو تعجب انگیز کر دیا ہے اور اس قصاص کا دیہ میں بدلنا وہی پروردگار کی جانب سے تخفیف و رحمت ہے لہذا خون کا وارث معاف کرنے کے بعد قصاص کا تقاضا نہیں کر سکتا کیوں کہ اس صورت میں حد سے تجاوز کرنے والا جانا جائے گا اور درد ناک عذاب میں گرفتار ہوگا اور سورنہ مبارکہ مائدہ کی آیت نمبر ۴۵ قصاص کے بعض دوسرے مصادیق کو مزید بیان کر رہی ہے اور وہ یہ کہ اعضاء کے قصاص کے علاوہ زخموں میں بھی بدلہ اور قصاص ہے۔

جن مقامات میں قصاص لینا ممکن ہو جس طرح اور کیفیت میں جراحت ہو مدمقابل سے قصاص لیا جائے گا اور اگر ممکن نہ ہو یعنی قابل قصاص نہ ہو تو ارش (تفاوت قیمت) اخذ کریں گے جیسا کہ یہ بات فقہی کتابوں میں تفصیلی طور پر بیان کی گئی ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ اعضاء انسانی اور ہر ایک نفس سے اسی جیسا قصاص لیا جائے گا۔

سورنہ مائدہ کی آیت نمبر ۳۲ میں قانون قصاص کی تشریح کے متعلق دوسری علت کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے فرزندان آدم کے درد ناک داستان کی وجہ سے مقرر کیا کہ جب کسی انسان کو قتل کا ارتکاب کیے بغیر اور روئے زمین پر فساد کے بغیر قتل کرے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور اگر موت سے نجات دے گویا تمام انسانوں کو نجات عطا کی ہے۔ لیکن یہ کہ ایک انسان کا قتل کیسے تمام انسانوں کے قتل کے مساوی ہے اسی طرح ایک انسان کو نجات دینا تمام افراد کو نجات دینے کے مساوی ہے؟ مفسرین نے بہت سے جوابات دیے ہیں جو مجمع البیان، تبيين اور کنز العرفان میں مذکور ہیں لیکن یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ قرآن مجید ایک اجتماعی اور تربیتی حقیقت کو مدنظر رکھتا ہے۔ کیوں کہ جو شخص ایک انسان کو بغیر گناہ کے کسی علت اور سبب کے بغیر قتل کرے تو درحقیقت اس کے اندر ایسی آمادگی موجود ہے کہ ہر دوسرے بے گناہ انسان کو جو اس مقتول کے ساتھ انسانی اور بے گناہ ہونے کے لحاظ سے برابر ہے اپنے حملہ کا ہدف قرار دے کر اسے بھی قتل کی منزل تک پہنچا دے وہ اگرچہ ایک قاتل ہے لیکن اس کے شکار کانوالہ دوسرے بے گناہ انسان بھی ہوسکتے ہیں۔

جہاں ایک انسانی فرد حقیقت میں ایسی ایک انسانیت کا حامل ہے جو تمام افراد میں موجود ہے لہذا فرد واحد اور زیادہ افراد ایک ہی رتبے میں ہیں اس معنی کا لازمہ یہ ہے کہ ایک نفس کا قتل بنی نوع انسان کے قتل کے مقام پر ہے اسی طرح ایک نفس کا زندہ کرنا تمام لوگوں کے زندہ کرنے کی منزلت میں ہے۔

بنی آدم اعضاء یکدیگرند کہ در آفرینش ز یک جوہرند چہ عضوی بدرد اور د روزگار دگر عضوہا را نماند قرار اولاد آدم ایک دوسرے کے اعضاء ہیں، چوں کہ خلقت میں ایک جوہر سے وجود میں آئے ہیں۔

جب زمانہ کسی ایک عضو میں درد کی شکایت پیدا کرتا ہے تو دوسرے اعضاء میں بھی بے قراری بڑھ جاتی ہے۔
۴۷۸ - ”وفی الفقیہ والعیاشی عن الصادق علیہ السلام : ”وَادِ فِي جَهَنَّمَ لَوْ قَتَلَ النَّاسُ جَمِيعًا كَانَ فِيهِ وَلَوْ قَتَلَ نَفْسًا وَاحِدَةً كَانَ فِيهِ“ (۱)

من لا یحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق - فرماتے ہیں: جہنم میں ایک وادی ہے اگر کوئی شخص تمام لوگوں کو قتل کرے وہاں لے جاتے ہیں اور اگر ایک شخص کو قتل کرے پھر بھی وہیں لے جاتے ہیں۔ ۴۷۹ - ”وفی الکافی عن الباقر علیہ السلام : ”يُؤْضَعُ فِي مَوْضِعٍ مِنْ جَهَنَّمَ الْيُهْتَبَى شِدَّةَ عَذَابِ أَهْلِهَا لَوْ قَتَلَ النَّاسُ جَمِيعًا كَانَ أَمَّا دَخَلَ ذَلِكَ الْمَكَانَ قُلْتُ فَإِنْ قَتَلَ آخَرَ ؟ قَالَ يُضَاعَفُ عَلَيْهِ“ (۲)

کافی میں امام محمد باقر - سے منقول ہے کہ حضرت فرماتے ہیں: قاتل کو جہنم کے ایک مقام میں رکھیں گے کہ اہل جہنم کے عذاب کی شدت وہاں تک پہنچے گی کہ اگر تمام لوگوں کو قتل کرے تو گویا اسی جگہ اسے داخل کیا ہے میں نے عرض کیا: اگر کوئی شخص دوسرے کو قتل کرے؟ فرمایا: اسے دو گنا عذاب دیں گے۔

۱) من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۴، ص ۹۴ - تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۳۱۳۔

۲) کافی، ج ۷، ص ۲۷۱۔

۴۸۰ - ”وفیه ایضاً فی تفسیر قال: ”مَنْ حَرَقَ أَوْ غَرِقَ قَبْلَ فَمَنْ أَخْرَجَهَا مِنْ ضَلَالٍ إِلَى هَدًى قَالَ ذَاكَ تَأْوِيلُهَا الْأَعْظَمُ“ (۱) اسی کتاب میں امام محمد باقر - سے جملہ ”من احياها“ کی تفسیر میں دریافت کیا گیا: اگر جلنے یا غرق ہونے سے نجات عطا کرے تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے گمراہی سے ہدایت کی سمت پیش قدمی کی (کیا یہ بھی احیاء ہے؟) فرمایا: یہ اس کی تاویل اعظم ہے (آیت کا باطن ہے)۔

۴۸۱ - ”وَعَنِ الصَّادِقِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ أَخْرَجَهَا مِنْ ضَلَالٍ إِلَى هَدًى فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا وَمَنْ أَخْرَجَهَا مِنْ هَدًى إِلَى ضَلَالٍ فَقَدْ قَتَلَهَا“

(۲)

حضرات صادقین علیہما السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی انسان کو گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جائے گویا اس نے اسے زندہ کیا اور جو شخص کسی انسان کو ہدایت سے گمراہی کی طرف لے جائے تو یقیناً اس کا قتل کیا ہے۔ (۴۸۲۔
 ”وَعَنهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ”تَاوِيلُهَا الْاِعْظَمُ اِنْ دَعَاها فاستجابت له“ (۳)

انہیں حضرت سے نقل ہوا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: تاویل اعظم یعنی حدیث مبارک کا باطنی معنی یہ ہے کہ جو شخص کسی فرد یا افراد قوم کو کسی راستے کی طرف دعوت دے مثلاً خواہ یہ کہ راہ ہدایت، نیک بختی یا راہ شیطانی، بدبختی ہو اور وہ بھی اس کی اس دعوت کو قبول کرے تو اگر راہ مستقیم اور سعادت ہو تو اسے زندہ کیا اور اگر راہ ضلالت و رسوائی ہو تو ۳۴ جو، گویا اسے قتل کیا ہے۔ قرآن مجید سے سورئہ مبارکہ مائدہ کی دو آیات کریمہ ۳۳ انسانی معاشرے کی اصلاح ان کے دین و دنیا کے لحاظ سے اور معاشرتی عدل و انصاف محقق ہونے کے اعتبار سے بھی اقتصاد اور امن و امان اور جہان بستی کے رفاہ عام کی جہت سے

- ۱) (کافی، ج ۷، ص ۲۷۱)۔
 ۲) (تفسیر نور الثقلین، ج ۱، ص ۶۱۹)۔
 ۳) (کافی، ج ۲، ص ۲۱۱)۔

ہے ہم صرف سیاسی اور اقتصادی حیثیت سے بحث کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) پس خدا و رسول سے جنگ کرنے والے اور زمین میں فساد کرنے والوں کی (جو لوگوں کی جان و مال اور ناموس پر حملہ کرنے کی دہمکی دیتے ہیں) سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پیر مختلف سمت سے قطع کر دیے جائیں یا انہیں ارضِ وطن سے نکال باہر کیا جائے۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

علاوہ ان لوگوں کے جو تمہارے قابو میں آنے سے پہلے ہی توبہ کر لیں تو سمجھ لو کہ خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔
 آیہ کریمہ کی شان نزول میں عامہ و خاصہ سے روایات ائمہ ہدیٰ سے صادر ہوئی ہیں جو مستضعفین ہیں۔
 ۴۸۳۔ وفی الکافی باسناده عن ابی صالح عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: قَدْ مَ عَلٰی صَبَّهٖ مَرْضٰی ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) اَقِمْوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمٌ مِّنْ بَنی عَنَدِیْ فَاِذَا بَرَأْتُمْ بَعَثْتُکُمْ فِیْ سَرِیۃٍ فَقَالُوْا اَخْرَجْنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ ، فَبَعَثَ بِہِمُ الِیْ اَبْلِ الصَّدَقَةِ یَشْرِبُوْنَ مِنْ اَبْوَالِہَا وَ یَأْکُلُوْنَ مِنْ الْبَانِیَہَا فَلَمَّا بَرَاوْا وَاشْتَدُّوا قَتَلُوْا ثَلَاثَہٗ مِمَّنْ کَانَ فِی الْاَبْلِ فَلَبِغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اٰلِہٖ وَسَلَّمٌ

۱) (سورنہ مائدہ، آیت ۳۳۔ ۳۴)۔

الِیْہِمُ عَلَیَّ وَاِذَا هُمْ فِیْ وَاٍ قَدْ تَحِیَّرُوْا لَیْسَ بِقَدْرُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْہٗ قَرِیْبًا مِنْ اَرْضِ الْیَمَنِ فَاَسْرَہُمْ وَجَآءَ بِہُمْ الِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ الْاٰیۃ (۱) وَیَسْعُوْنَ فِی الْاَرْضِ فِیْ فِسَادٍ اَنْ یَّقْتُلُوْا اَوْ یُصَلِّبُوْا وَ تُقَطَّعَ اَیْدِیْ کَلِیْنِیْ عَلَیْہِ الرَّحْمَہُ اِنِّیْ سَلْسَلْتُ اسْنَادَہُ کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق - سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ایک قوم بنی ضبہ سے مریض ہونے کی حالت میں رسول اکرم (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: کچھ دن میرے یہاں قیام کرو جب تمہیں شفا مل جائے گی تو میں تمہیں سریہ کے لیے بھیجوں گا۔ ان لوگوں نے عرض کیا: ہمیں مدینہ سے باہر لے چلیں رسول اکرم (ص) نے ان کی شفا کے لیے حکم دیا کہ انہیں مدینہ سے باہر ایسے خوش گوار آب و ہوا والے صحرائی علاقے میں لے جائیں کہ جہاں زکوٰۃ والے اونٹوں کو چرانے کے لیے لے جاتے تھے وہاں کی آب و ہوا سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اونٹوں کے پیشاب اور تازہ دودھ سے بھی استفادہ کریں۔ ان لوگوں نے اس حکم پر عمل کیا جب مکمل شفا یاب اور طاقت ور ہو گئے تو تین مسلمان چوپائوں (گڈریوں) کو قتل کیا، یہ خبر جب رسول اکرم (ص) کو موصول ہوئی تو حضرت علی - کو ان کی طرف بھیجا ناگاہ انہیں دیکھا کہ وہ سرزمین یمین کے نزدیک ایک صحرا میں حیران و سرگردان ہیں اور وہاں سے باہر جانے کی قدرت نہیں رکھتے حضرت علی - انہیں گرفتار کر کے رسول خدا (ص) کی خدمت میں لائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

لیکن عامہ اور خاصہ کی دوسری روایات میں جو اس آیت کی شان نزول میں وارد ہوئی ہیں آنحضرت نے حکم دیا کہ ان

لوگوں نے جو برتاؤ ان چوپانوں کے ساتھ انجام دیا تھا ان کے ساتھ بھی کیفر کردار

۱) (کافی، ج ۷، ص ۲۴۵۔ تہذیب الاحکام، ج ۱۰، ص ۱۳۴)۔

کے عنوان سے وہی سلوک کیا جائے جو انہیں نے کیا یعنی ان کی آنکھوں کو اندھا ان کے دست و پا کو قطع کیا جائے اور انہیں قتل کیا جائے تاکہ دوسرے عبرت و نصیحت حاصل کریں نیز اس قسم کے غیر انسانی اعمال کا ارتکاب نہ کریں۔ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور اسلامی قانون کی ان کے لیے یوں وضاحت کی۔

یہ داستان صرف شیعہ کتابوں میں نہیں بلکہ جوامع اہل سنت میں من جملہ صحاح ستہ وغیرہ میں اس کی خصوصیات کے اختلاف کے ساتھ نقل ہوئی ہے مثلاً انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ یہ کہ قتل کیا غارت گری کی یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کو باہر نکالنا ذکر کیا ہے اگرچہ اہل بیت سے منقولہ روایات میں ان کی آنکھوں کو باہر نکالنے کا کوئی اشارہ نہیں کیا گیا ہے مگر اہل سنت کی روایات میں وہ موجود ہے۔ اس سلسلے میں وہ روایت جو حضرت امام علی رضا - سے وار د ہوئی ہے اسے آپ کے گوش گزار کر رہے ہیں۔

۴۸۴ - "وفی الکافی باسناده عن عمرو بن عثمان بن عبید اللہ المدائنی عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال: "سئل عن قول اللہ عزوجل فما الذی اذا فعل استوجب واحدة من هذه الارباب ع ، ف اقل: اذا حارب اللہ ورسولہ وسعی فی الارض فساداً فقتل قتلاً یب ، وان قتل مال قتلاً وصلب وان اخذ المال ولم تقتل قطعت یدہ ورجلہ من خلاف ، وان شهز السیف ف حارب اللہ ورسولہ وسعی فی الارض ف ساداً ولم تقتل ولم یأخذ المال نفی من الارض قلت کیف ینفی من الارض وما حد نفیہ قال ینفی من المصر الذی فعل فیہ ما فعل الی مصر غیرہ ویکتب الی اهل ذلک المصر انہ منفی فلا یجالسوہ ولا یبايعوہ ولا یتأکحوہ ولا یشاربوہ فنفع ذلک بہ سنہ فان خرج من ذلک المصر الی غیرہ کتب الیہ یم بئیل لذلک حت ى تنم السنۃ ، قلت فان توجه الی ارض الشریک لیدخلها: قال ان توجه الی ارض الشریک لیدخلها فقتل اهلها " (۱ کلینی علیہ الرحمہ نے کافی میں اپنے اسناد کے ساتھ عمرو ابن عثمان ابن عبید اللہ المدائنی سے انہوں نے ابو الحسن علی رضا - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - سے آیہ کریمہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ کون سا عمل ہے یا کون شخص ہے کہ اگر اسے انجام دے تو ان چار حکم کا مستحق قرار پاتا ہے؟ فرمایا: اگر خدا اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے قیام کرے اور روئے زمین پر فتنہ و فساد برپا کرے اور بے گناہ انسان کو قتل کرے اس وجہ سے اسے قتل کریں گے۔ اگر کسی انسان کو بھی قتل کرے اور مال کی چوری بھی تو اسے قتل بھی کریں گے اور صلیب دی جائے گی، اور اگر اس کے مال کو غارت کرے لیکن خود اسے قتل نہ کرے تو اس کے دابنے ہاتھ اور بائیں پیر کو قطع کریں گے، اور اگر صرف لوگوں کے سامنے اسلحہ باہر نکالے تو خدا اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے وہ آمادہ ہوا اور اگر وہ فساد میں مبتلا ہوا بغیر اس کے کہ کوئی خون بہایا ہو یا چوری و غارت گری کی ہو تو اسے جلاوطن کریں گے جس شہر میں یہ عمل انجام دیا ہے اسے اس شہر سے دوسرے شہر بدر کردیں گے اور وہاں کے باشندوں کے لیے ایک خط تحریر کریں گے کہ اس میں یہ تعارف کرایا گیا ہو کہ اس شخص کو اپنے شہر سے جلاوطن کیا گیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اس کا ہم نشین ہو لوگ اس کے ساتھ معاملہ اور خرید و فروش انجام دیں اور اگر نکاح کی درخواست کرے تو اسے اپنی بیٹی نہ دیں۔ اس کے ساتھ ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا نہ کھائیں (خلاصہ یہ کہ کسی فعل میں اس کے ساتھ تعاون نہ کریں) یہ عمل ایک سال تک جاری رکھیں اور اس حکم کو نافذ کریں گے، اگر اس شہر سے باہر گیا اور دوسرے شہر میں منتقل ہوا تو اس شہر کے باشندوں کو بھی نامہ تحریر کر کے اس کی شناخت کرائیں یہ عمل

۱) (کافی، ج ۷، ص ۲۴۷۔ تہذیب الاحکام، ج ۱۰، ص ۱۳۳)۔

وہاں بھی ایک سال تک مسلسل انجام دیں۔ میں نے عرض کیا: اگر وہ مشرکین کی سرزمین کی طرف چلا جائے تو؟ فرمایا: اگر اہل مشرک کی سرزمین پر جائے تو وہاں جائیں گے اور اس شہر والوں سے جنگ کریں گے۔

ان مطالب کی تفصیلات تفاسیر اور فقہ کی کتابوں میں اہل بیت سے وارد شدہ روایت میں مستفیض کی حد تک ہے۔ اور فریقین (شیعہ و سنی دونوں) سے نقل ہوئی ہیں قارئین کرام مذکورہ منابع کی طرف رجوع کریں۔ اور قابل ذکر یہ ہے کہ یہ شدت عمل فوق العادہ اسلام نے محاربین کے بارے میں اختیار کیا ہے وہ بے گناہوں کے خون کی حفاظت کے لیے ہے

اور لا اُبالی اور طاقت ور افراد کے حملوں اور تجاوز کرنے سے روک تھام کے لیے بے اسی طرح بے گناہ انسان کی جان و مال اور لوگوں کی ناموس پر حملہ کرنے والے انسانوں کا قتل عام کرنے والوں سے بھی۔ اور یہ سزا اور رسوائی صرف دنیا میں ہے آخرت میں بھی عذاب عظیم (میں گرفتار ہوں گے۔) (۱)

لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کی لامتناہی رافت و رحمت واجب قرار دیتی ہے کہ تمام بندوں کی توبہ و بازگشت کی راہ، یہاں تک کہ ان خطرناک جرائم میں مبتلا ہونے والوں کے لیے بند نہ ہو اور اگر اصلاح کے راستے پر آجائیں تو تلافی اور تجدید نظر کی راہ ان لوگوں کے لیے کھلی ہے، مگر جو افراد ان تک دست رسی سے پہلے توبہ کریں تو خداوند متعال کی بخشش ان کے شامل حال ہوگی اور یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

۱۔ (تفسیر نمونہ سے اقتباس، ج ۴، ص ۳۶۱)۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

سرقہ اور اس کی سزا کی کیفیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو کہ یہ ان کے لیے بدلہ اور خدا کی طرف سے ایک سزا ہے اور خدا صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔

پھر ظلم کے بعد جو شخص توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لے گا کہ اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

مذکورہ آیات کریمہ اس بات سے قطع نظر کہ دین مقدس اسلام کی اہم ترین سیاست میں سے ہے جہاں ہستی میں عام امن و امان ایجاد کرنے کا باعث ہے اور معاشرتی عدالت کے محقق ہونے کی بھی مزید اسلامی اقتصاد کی محکم ترین اساس بھی ہے کہ جس کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

سورہ مبارکہ نور کی دوسری آیت میں زن زانیہ کی حد کو زانی مرد پر مقدم رکھا اپنے اس قول سے (۲) زناکار عورت اور زناکار مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ۔ لیکن اس آیت میں چور مرد کو چور عورت پر مقدم رکھا شاید یہ اس جہت سے ہو کہ چوری میں محرک اصلی مرد لوگ ہوا کرتے ہیں اور زنا کے ارتکاب میں اکثر اُبالی عورتوں کی شہوات کی قوت اصلی محرک ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ

۱۔ (سورہ مائدہ، آیت ۳۸ - ۳۹)۔

۲۔ (سورہ نور، آیت ۲)۔

چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو کہ یہ ان کے لیے بدلہ اور خدا کی طرف سے ایک سزا ہے۔

راغب اصفہانی المفردات میں کہتے ہیں: ”نکال“ حیوان کا قید کرنا ہے جس کا معنی لگام دینا ہے یہ اس بات کا کنایہ ہے کہ حیوان کا دوسروں پر تجاوز کرنے سے منع کرنا اور آیہ کریمہ میں گناہ کو ترک کرنا اور اس سے روک تھام کے لیے استعمال ہوا ہے اور بعد میں ہر اس مقام میں استعمال ہونے لگا جہاں کسی بھی کام کے انحراف کو روکا جائے۔ پھر خداوند تبارک و تعالیٰ آیت کے آخر میں اس توبہ کو دور کرنے کے لیے کہ مذکورہ سزا عادلانہ نہیں ہے فرماتا ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ قدرت والا بھی ہے اور صاحب اقتدار بھی کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ کسی سے خواہ مخواہ انتقام لے اور حکیم بھی ہے اس اعتبار سے کسی کو بغیر حساب سزا نہیں دیتا۔

قابل ذکر ہے کہ مندرجہ ذیل نکات مورد توجہ قرار پائیں۔ ۱۔ چوری کا ثبوت ۲۔ سزا کی شرطیں ۳۔ ہاتھ کاٹنے کے موارد ۴۔

ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اس کی حدود ۵۔ سزا ساقط ہونے میں توبہ کی قدرت۔

”چوری کس طریقے سے ثابت ہوتی ہے“

- ۱۔ خود چور کا دو مرتبہ اعتراف و اقرار کرنے سے۔
- ۲۔ اعتراف کرنے والا بالغ و عاقل اور آزاد ہونا چاہیے، بچے مجنون اور غلام کے اقرار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔
- ۳۔ دو شاہد عادل کے ذریعہ ثابت ہوتی ہے ایک مرد دو عورتیں اور صرف متعدد عورتوں سے ثابت نہیں ہوتی۔
- ”سزا کے شرائط اور چور کے ہاتھ کاٹنے کے مقامات“
- اور اسی (Godown) ۱۔ یہ کہ مال ایک محفوظ مکان میں ہو جیسے گھر، دکان، انبار جیسے دوسرے مقامات صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اندر جاکر ایسا فعل انجام دے۔
- ۲۔ یہ کہ مال لوگوں کی ملکیت ہو۔
- ۳۔ یہ کہ مال چور اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک نہ ہو۔
- ۴۔ شبہ والا مقام نہ ہو یعنی اگر یہ وبم و گمان ہو کہ فلاں مال اس کی ملکیت کا ہے اور اسے لے لے اور بعد میں معلوم ہو کہ دوسرے افراد کی ملکیت ہے ایسی صورت میں اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔
- ۵۔ یہ کہ چور صاحب مال کا باپ نہ ہو۔
- ۶۔ مخفی طور پر اور اپنے اختیار سے چوری کی ہو۔ (۱ / ۷۔ یہ کہ چوری کیا ہوا مال کم از کم ربع ۱ ہمارے فقہاء کے نزدیک مشہور و معروف یہ ہے کہ چوری کی ہوئی چیزوں کی قیمت ۴ (مثقال شرعی) ہے سونے کے ڈھلے ہوئے سکے تک پہنچ جائے / اپنے حد نصاب جو ربع دینار ۱ ان تمام شرائط کے ساتھ جس کی تفصیلات فقہی کتابوں میں مندرج ہے چور پر حد جاری کرنے کا حکم شامل ہے۔
- ۸۔ قحط سالی میں لوگ بھوکے ہوں اور ان کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ ہو، ایسا نہ ہو، لہذا وہ تنگ دستی جو شرعی اضطراب کی حد تک ہو حد جاری نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر چوری ثابت ہونے سے پہلے حاکم شرع (مجتہد جامع الشرائط) کے پاس چور توبہ کرے وہ بھی اختیار سے توبہ کرے تو ایسی صورت میں بھی حد جاری نہیں ہوگی۔

۱۔ (دینار سے مراد ایک مثقال شرعی طلائے مسکوک (سونے کے سکے) اور شرعی مثقال (۴ معمولی مثقال کے برابر ہے۔ / ۱۸ جنے یعنی ۳

”ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اس کے حدود“

فقہائے امامیہ کے درمیان اہل بیت عصمت طہارت سے منقولہ روایات سے استفادہ کرتے ہوئے مشہور و معروف یہ ہے کہ صرف چار انگشت دابنے ہاتھ سے کاٹی جائے گی اس سے زیادہ نہیں اگرچہ اہل سنت کے فقہاء اس سے زیادہ کے قائل ہیں لیکن مذکورہ حد سے زیادہ پر (کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ (۱)

نمونہ کے طور پر اس چور کی حد جاری ہونے کا واقعہ کہ جس کا معتصم خلیفہ عباسی کے پاس اس نے اعتراف کیا تھا اور اپنی تطہیر کا طالب تھا تمام اہل سنت کے فقہاء نیز حضرت امام محمد تقی - حاضر ہوئے موجودہ علماء میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی نوعیت کا فتویٰ دیا اور اظہار نظر کیا، معتصم نے ان کے جوابات پر اکتفا نہیں کیا کمال احترام کے ساتھ حضرت امام محمد تقی - سے تقاضا کیا تاکہ آپ حکم کو بیان فرمائیں۔

اب واقعہ کی تفصیل جو شیخ بزرگوار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں تفسیر عیاشی سے نقل کی ہے آپ کے گوش گزار کرتے ہیں:

۴۸۵۔ عن زُرْقَانِ صَاحِبِ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ وَصَدِيقِهِ بِشَدَّةٍ قَالَ رَجَعَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ عِنْدِ الْمُعْتَصِمِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ وَرَدَتِ الْيَوْمَ اَتَى قَدِمْتُ مِنْ عَشْرِينَ سَنَةً قَالَ قُلْتُ لَهُ وَلَمْ ذَاكَ قَالَ لَمَّا كَانَ مِنْ هَذَا الْاَسْوَدِ ابْنِ جَعْفَرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِي بْنِ مُوسَى الْيَوْمَ بَيْنَ يَدَيَّ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ، قَالَ قُلْتُ لَهُ وَكَيْفَ كَانَ لَكَ قَالَ اَنْ سَارِقًا اَقْرَأَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْاَسْرِقَةِ وَسَلَّ الْخَلِيفَةُ تَطْهِيرُهُ بِاِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ فَجَمَعَ لِي ذِكْرَ الْفَقْهَاءِ فِي مَجْلَسِهِ وَقَدْ احْضَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ

۱) (کتاب خلاف ، شیخ طوسی علیہ الرحمہ، ص ۴۶۹)۔

السلام فسالنا عن القطع في اي موضع يجب ان يقطع فجاء قال فقلت من الكرسوع ، قال وما الحجة في ذلك ؟ قلت لأن اليد هي الاصابع والكف الى الكرسوع لقول الله عليه السلام في التيمم فامسحوا بوجوهكم وايديكم ، واتفق معي ذلك قوم ، وقال آخرون بل يجب القطع من المرفق قال وما الدليل على ذلك ؟ قالوا لأن الله قال وايديكم الى المرافق في الغسل دل ذلك على ان حد اليد هو المرفق قال فالتفت الى محمد بن علي عليه السلام قال اما تقول في هذا يا ابا جعفر ؟ فقال عليه السلام قد تكلم القوم فيه يا امير المؤمنين قال دعني مما تكلموا به اي شيء عندك ؟ قال اعفني عن هذا يا امير قال افسمت عليك بالله لما اخبرت بما عندك فيه ؟ فقال اما اذا فسمت على بالله اني اقول انهم اخطوا فيه السنة ، قال القطع يجب ان يكون من مفصل اصول الاصابع فيترك الكف ، قال وما الحجة ذلك ؟ قال قول رسول الله (ص) السجود على سبعة اعضاء الوجه واليدين والركبتين والرجلين فاذا قطعت يده من الكرسوع او المرفق لم يبق له يد يسجد عليها وقال الله تبارك وتعالى يعني به بهذه الاغضاء السبعة التي يسجد عليها فلا يدعوا مع الله احدا ما كان الله لم يقطع قال فاعجب المعتصم ذلك امر بقطع يد السارق من مفصل الاصابع دون الكف قال ابن ابي داود قامت قيامتي وتمنيت اني لم السحيا قال زرقان قال ابن ابي داود صرت الى المعتصم بعد ثلاثة فقلت اني نصيحة اميرا على واجبة وانا كمله بما اعلم اني ادخل به النار قال وما هو قلت اذا جمع امير في مجلسه فقهاء وعية وعلمائهم لامر واقع من امور الدين فسألهم عن الحكم فيه فاخبروه بما عندهم من الحكم في ذلك وقد حضر مجلسه اهل بيته وقواده ووزرائه وكتابه وقد تسمع الناس بذلك من وراء بابهم يترك اقوالهم كله لقول رجل يقول شطر هذه ؟ بامامته ويدعون انه اولي منه بمقامه ثم يحكم بحكمه دون حكم الفقهاء ؟ قال فتغير لونه وانتبه لما نبهته له قال جزاك الله عن نصيحتك خيرا قال فامر العموم الرابع فلانا من كتاب وزرائه بان يدعوه الى منزله فدعاه فابى ان يجيبه وقال قد علمت اني لا احضر مجالسكم فقال انما ادعوك الى الطعام واحب ان تطأ ثيابي وتدخل منزلي فاتبرك بذلك فقد احب فلان بن فلان من وزراء الخليفة لقاتك فصار اليه فلما طعم منها احس السم فدعا بدايته فسأله رب المنزل ان يقيم قال خروجي من دارك خير لك فلم يزل يومه (ذلك في حلقه حتى قبض - صلوات الله وسلامه عليه -) ۱

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں تفسیر عیاشی سے نقل کیا ہے کہ زرقان جو ابن ابو داؤد کا صاحب اور اس کا بڑا گہرا دوست تھا اس کا بیان ہے کہ: ایک دن ابن ابي داؤد معتصم کے پاس آیا وہ بہت محزون و مغموم تھا میں نے دریافت کیا، بات کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: آج تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ کاش میں آج سے بیس سال پہلے ہی مر گیا ہوتا۔ میں نے دریافت کیا کیوں؟ اس نے کہا: آج امیر کے سامنے اس کالے چہرے والے ابو جعفر محمد ابن علی ابن موسیٰ (امام محمد تقی -) نے مجھے بہت ذلیل کیا۔ میں نے کہا: بات کیا ہوئی؟ اس نے کہا: ایک چور نے اپنی چوری کا اقرار کر لیا اور امیر سے درخواست کی کہ اس پر حد جاری کر کے اس کی تطہیر کر دی جائے تو اس کے لیے دربار میں تمام فقہاء جمع کیے گئے جس میں ابو جعفر محمد ابن علی تقی جواد - بھی آئے۔ امیر نے ہم لوگوں سے دریافت کیا کہ اس چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ میں نے کہا: کلانی سے، امیر نے ہم لوگوں سے اُس کی

۱) (تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۳۱۹ بحار الانوار، ج ۷۶، ص ۱۹۱، باب مولا محمد ابن علی الجواد -)

دلیل دریافت کی؟ میں نے کہا: اس لیے کہ یہ (ہاتھ) کا اطلاق انگلیوں اور ہتھیلی پر کلانی تک ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تیمم کے متعلق فرماتا ہے: فامسحوا بوجوهكم و ايديكم (اپنے ہاتھوں اور چہروں کو مسح کرو) اور تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں اس سے مراد کلانی ہے۔ دوسرے فقہاء نے کہا: نہیں بلکہ اس کے ہاتھ کہنی سے کاٹنا واجب ہے۔ امیر نے دریافت کیا اس کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ لوگوں نے کہا: دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وضو کے متعلق ارشاد فرمایا ہے: و ايديكم الى المرافق یعنی وضو میں ہاتھ کہنی تک دھوؤ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس (ہاتھ) کی حد کہنی تک ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ: اس کے بعد معتصم حضرت محمد ابن علی تقی - کی طرف متوجہ ہوا اور بولا: اے ابو جعفر! تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: اے امیر! فقہائے امت اپنی اپنی رائے کا اظہار تو کر ہی چکے ہیں لہذا مجھے چھوڑ دیں ان لوگوں کی گفتگو کے بعد میری رائے کی کیا ضرورت ہے؟ معتصم نے کہا: نہیں بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: اے امیر! مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہے، معتصم نے کہا: نہیں تم کو خدا کی قسم! یہ بتاؤ کہ آخر تمہاری رائے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: خیر جب تم نے اللہ کی قسم دے دی تو اب سو کہ ان سب نے غلطی کی اور سنت کے خلاف فتویٰ دیا اس لیے کہ صرف انگلیوں کی جڑ سے قطع کرنا واجب ہے ہتھیلی چھوڑ دی جائے گی۔ معتصم نے کہا: اس امر پر کیا

دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا: اس امر پر یہ قول پیغمبر (ص) دلیل یہ ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: سجدہ سات اعضاء سے ہوتا ہے، پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹے، اور دونوں پاؤں کے سرے۔ اب اگر ہاتھ کو کلائی سے کاٹ دیا گیا یا کہنی سے قطع کر دیا گیا تو وہ ہاتھ ہی باقی نہ رہے گا جس سے سجدہ ہوسکے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: > ان المساجد للہ < سجدے کی جگہیں اللہ کے لیے ہیں۔ اور اس سے مراد یہی سات اعضاء ہیں جس سے سجدہ کیا جاتا ہے لہذا ان ساتوں اعضاء کے ساتھ اللہ کے سجدے میں کسی اور کو شریک نہ قرار دو، لہذا جو چیز اللہ کے لیے ہے وہ نہیں قطع کی جائے گی۔

راوی کا بیان ہے: یہ حکم سن کر معتصم ششدر و حیران رہ گیا اور اس نے ہاتھ کو کلائی سے نہیں بلکہ انگلیوں کی جڑ سے کاٹنے کا حکم دیا۔ ابن ابی داؤد کا بیان ہے کہ یہ دیکھ کر تو مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی اور دل میں کہا: کاش میں اس سے پہلے ہی مرچکا ہوتا (اور یہ ذلت نہ دیکھنی پڑتی) زرقان کا بیان ہے کہ: پھر مجھے ابن ابی داؤد نے بتایا کہ اس کے بعد میں تیسرے دن معتصم کے پاس گیا اور عرض کیا: اے امیر! آپ کو ایک نصیحت کرنی مجھ پر واجب ہے اور میں جانتا ہوں جو کچھ میں کہوں گا اس کے نتیجے میں، میں جہنم میں جاؤں گا۔ معتصم نے دریافت کیا وہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: جب امیر المومنین کسی دینی مسئلہ کے متعلق اپنے دربار میں علماء و فقہائے امت کو جمع فرماتے اور فتویٰ دریافت کرتے ہیں اور وہ لوگ اپنا فتویٰ دے دیتے ہیں اور دربار میں امیر المومنین کا خاندان، امیر المومنین کے سرداران لشکر امیر المومنین کے وزراء امیر المومنین کے کاتبین سب موجود رہتے ہیں اور پشت در سے وہ لوگ یہ تمام باتیں سن لیتے ہیں۔ پھر امیر المومنین ان تمام علماء و فقہاء کے قول کو ترک کر کے ایک ایسے شخص کے قول کو اختیار کرتے ہیں کہ اس امت کے بہت سے افراد اس کی امامت کے قائل ہیں اور اس امر کے مدعی ہیں کہ امیر المومنین سے زیادہ اس خلافت کا مستحق یہ شخص ہے پھر اس کے باوجود امیر المومنین تمام فقہاء کے فتوؤں کو چھوڑ کر اس شخص کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے: یہ سن کر معتصم کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور جس چیز کی طرف میں نے اسے متنبہ کیا تھا وہ متوجہ ہو گیا اور کہا: تم نے بڑی اچھی نصیحت کی اللہ تمہیں جزائے خیر دے گا۔

اس کے بعد معتصم نے چوتھے دن اپنے کاتبوں اور وزیروں میں سے فلاں شخص کو حکم دیا کہ تم ابوجعفر محمد تقی کی اپنے گھر دعوت دے دو اس نے دعوت دی تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا اور کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میں تم لوگوں کی مجلسوں میں شریک نہیں ہوتا اس نے کہا: ہمارے یہاں کوئی نشست یا مجلس وغیرہ نہیں ہے ہم نے تو آپ کو کھانے کی دعوت دی ہے۔ اگر آپ زحمت فرما کر ہمارے گھر قدم رنجہ فرمائیں گے تو آپ کا آنا ہمارے لیے باعث خیر و برکت ہوگا۔ خلیفہ کے فلاں فلاں وزیر بھی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ الغرض آپ تشریف لے گئے جب آپ نے کھانا نوش فرمایا تو فوراً محسوس کر لیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے آپ نے حکم دیا کہ میری سواری لائی جائے۔ صاحب خانہ نے کہا: ابھی جلدی کیا ہے؟ تھوڑی دیر اور قیام کریں۔ آپ نے فرمایا کہ: تمہارے گھر سے میرا چلا جانا ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس کے بعد ایک دن اور ایک رات آپ کو اس کی شدید تکلیف رہی اور اسی تکلیف میں آپ نے انتقال فرمایا۔ ”سزا ساقط ہونے میں توبہ کی قدرت“ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: فَمَنْ أَتَبَّ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَ أَصْلَحَ قَانَ اللَّهُ يُتَوَّبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ >

پھر ظلم کے بعد جو شخص توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو خدا اس کی توبہ قبول کر لے گا کہ اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ایہ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ توبہ اور اس کے نتیجے میں عذاب کا ساقط ہونا از باب تفضل ہے اور الہی رحمت و اسعہ کی بنیاد پر ہے البتہ چور کو اپنے گناہ امام معصوم یا مجتہد جامع الشرائط جو بدطولی کے حامل ہوں ان کے پاس لے جانے سے پہلے اپنے اختیار سے بغیر کسی چیز و خوف کے توبہ کرے اور چوری کیا ہوا مال اس کے مالک کو واپس کرے تاکہ ہاتھ کاٹنے کا حکم اس سے ساقط ہو جائے۔

۴۸۶ - ”وفی صحیح عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام : ”قَالَ إِذَا دُجَاءَ (السَّارِقُ مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ تَائِبًا إِلَى اللَّهِ وَرَدَّ سَرَقَتَهُ عَلَى صَاحِبِهَا لَا قَطْعَ عَلَيْهِ“ (۱) روایت صحیح میں عبد اللہ ابن سنان سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: جب کبھی چور اپنے اختیار سے آئے اور توبہ کرے نیز چوری کیا ہوا مال اس کے مالک کو واپس کر دے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور اس کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا۔ ۴۸۷ - ”وفی الموثق عن اسحاق بن عمار عن جعفر عن ابیہ علیہما السلام“ إِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُولُ لَا قَطْعَ عَلَى أَحَدٍ تَخَوَّفَ مِنْ ضَرْبٍ وَلَا قَيْدٍ وَلَا سِجْنٍ وَلَا تَضْعِيفٍ إِلَّا أَنْ يَعْتَرَفَ فَإِنْ اعْتَرَفَ قُطِعَ وَإِنْ لَمْ يَعْتَرَفْ سَقَطَ عَنْهُ لِمَكَانِ التَّخْوِيفِ“ (۲)

موثق روایت میں اسحاق ابن عمار سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق - نے اپنے پدر گرامی امام محمد باقر - سے روایت کی ہے کہ حضرت علی - فرمایا کرتے تھے: جو شخص ضرب، زندان، ہتھکڑی اور آزار و اذیت کے خوف سے اعتراف کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر یہ کہ خود اپنے اختیار سے اعتراف کرے اور اگر خود اقرار کیا تو قطع کریں

گے اور اگر اعتراف نہیں کیا تو ہاتھ قطع کرنے کا حکم اسے ڈرانے کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا۔
۴۸۸۔ ”وفی الموثق عن سدير قال قال أبو جعفر عليه السلام “حَدَّثَ يُقَامُ فِي الْأَرْضِ أَزْكَى” (”اَي اَنَّمي“ فِيهَا مِنْ مَطَرِ رَبِّ عَيْنِ لَيْلٍ وَآيَامَهَا” (۳)

موثق روایت میں سدير سے مروی ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: وہ حد جو روئے زمین پر جاری ہو اس کے فوائد مسلسل چالیس شب و روز کی بارش برسے سے زیادہ ہے۔

۱) (کافی، ج ۷، ص ۲۲۰)۔

۲) (تہذیب الاحکام، ج ۱۰، ص ۱۲۸۔ روضة المتقين، ج ۱۰، ص ۲۳۶)۔

۳) (تہذیب الاحکام، ج ۱۰، ص ۱۲۸۔ روضة المتقين، ج ۱۰، ص ۴)۔

۴۸۹۔ ”وفی القوی عن عبد الرحمن بن الحجاج عن ابراهيم عليه السلام: “فی قول الله عَزَّوَجَلَّ قَالَ لَيْسَ يُحْيِيهَا بِالْمَطَرِ وَكَلَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ رَجُلًا فَيَحْيِيَنَّ الْعَدْلَ (فَتُحْيِيَ الْأَرْضُ لِأَحْيَاءِ الْعَدْلِ وَلَا قَامَةُ الْحَدِّ فِيهِ انْفِغَ فِي الْأَرْضِ مِنْ الْمَطَرِ رَبُّ عَيْنِ صَاحِبًا” (۱ قوی حدیث میں عبد الرحمن ابن حجاج اور ابو ابراهيم سے مروی ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم - نے آیہ کریمہ (یعنی خدا زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرے گا) کے معنی کے متعلق فرمایا: نہ یہ کہ بارش برسے کی وجہ سے زندہ کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ ایسے افراد کو بھیجے گا جو عدالت قائم کریں گے پھر زمین عدالت جاری کرنے کی وجہ سے زندہ ہوگی پھر فرمایا: وہ حد جو روئے زمین پر جاری ہو اس کا فائدہ مسلسل چالیس دن تک بارش برسے سے زیادہ ہے۔

۴۹۰۔ ”وفی الموثق كالصحيح عن سماعة عن ابي عبد الله عليه السلام“ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَدًّا وَمَنْ تَعَدَى لِذَلِكَ الْحَدَّ أَكُنْ لَهُ حَدٌّ وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) قَالَ سَاعَةٌ مِنْ إِمَامٍ عَادِلٍ (افضَلُ لَ مِنْ عَابِدَةٍ سَبْعِينَ سَنَةً وَحَدُّ يُقَامُ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ مَطَرٍ أَرْبَعِينَ صَاحِبًا” (۲ موثق حدیث میں جو صحیح کی طرح ہے سماعہ سے مروی ہے کہ امام صادق - نے فرمایا: ہر شے کے لیے ایک حد و مرز ہے جس شخص نے اس سے تجاوز کیا اس پر حد لازم ہے اور حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: ایک گھنٹہ امام عادل کے پاس رہنا ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اور وہ حد جو خدا کے لیے روئے زمین پر جاری کی جائے وہ چالیس دن کی بارش سے افضل اور زیادہ نفع بخش ہے۔

۱) (روضۃ المتقین، ج ۱۰، ص ۵)۔

۲) (روضۃ المتقین، ج ۱۰، ص ۵)۔

”اجرائے حدود کے مثبت آثار و فوائد، اسلامی اقتصادی اور سماجی نقطہ نظر سے“ ائمہ معصومین سے وارد شدہ آیات و روایت کی تعلیمات حدود الہی میں سے کسی حد کے جاری کرنے کے منافع اور فائدے لوگوں کے درمیان اور انسانی معاشرے میں خواہ مادی ہوں یا معنوی اس قدر اہمیت کے حامل ہیں کہ بیان فرماتے ہیں کہ: اس کا نفع بارانِ رحمت جو چالیس شب و روز آسمان سے نازل ہو زیادہ ہے۔

لیکن اس کے معنوی فائدے: یہ بات کسی کے کچھ کہے بغیر واضح ہے کہ ایک نا شائستہ فعل کا رواج پایا جاتا جیسے زنا، لواط اور بھی تمام برائیاں اور منکرات ایک معاشرے کے افراد کے درمیان کس قدر اس معاشرے کی فضا اور ماحول کو آلودہ و فاسد کرتے ہیں اور اگر صالح مربوط قوتوں کے ذریعہ روک تھام نہ کی جائے تو اخلاقی فساد تمام معاشرے کے افراد میں خود بخود رواج پیدا کر لے گا نتیجہ میں ایسے معاشرے کا سقوط یقینی اور ارکان انسانیت منہدم ہو جائیں گے۔ اس قسم کی آلودگیوں کی اصلاح اور صفائی سوائے شارع مقدس کی طرف سے معینہ حدود کو جاری کرنے کے امکان پذیر نہیں ہے۔

لیکن اس کے مادی فائدے: واضح ہے اگر ایک سرقت کا عمل معاشرہ میں عام طور پر رائج ہو جائے اس طرح سے کہ اس میں نا امنی حاکم ہو جائے تو اس کی روک تھام یا لوگوں کے اموال، ناموس کے حریم سے دفاع کے لیے قانون کی تاسیس اور اس سے مربوط ادارے کی تشکیل جیسے پولیس چوکی، شہرداری (بلدیہ، کارپوریشن)، محکمہ اطلاعات وغیرہ کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے رؤسا اور کارندے مخصوص انتظامیہ میں اس کے مربوط و سائل، میز، کاغذ تمام ادارے کے لوگوں کی تنخواہیں ان تمام امور کی انجام دہی کے لیے ایک عظیم بجٹ درکار ہے۔

اس بنا پر اگر ایک چور کا ہاتھ ان شرائط کے ساتھ جو فقہی کتابوں میں مذکور ہے قطع کریں اس طرح سے کہ لوگوں کے درمیان مشہور و معروف ہو جائے تو طبعی و فطری شے ہے کہ چور اور چوری مجموعی طور پر معاشرے سے رخت سفر باندھ کر رخصت ہو جائے گی۔ نتیجہ میں وہ اخراجات جو اس سے مربوط ادارے تشکیل دینے کے لیے ضروری تھے وہ کارخانے کی تاسیس اور سنگین اشیاء و آلات کے اسباب وغیرہ میں صرف ہوں تو اسلامی اقتصاد کو وسعت ملے گی، حکومت اور افراد کی ضروریات زندگی پوری ہوگی اور معاشرہ کا فقر و فاقہ خوشی اور خوشحالی میں تبدیل ہو جائے گا اور دوسروں سے قرض لینے کی بھی حاجت درپیش نہیں ہوگی جو اغیار سے وابستگی کے لیے بہت اہم محرک ہے۔ نہ صرف یہ کہ ایک اسلامی غنی اقتصاد محقق ہوگا بلکہ ایک اجتماع سو فیصد اسلامی متدین اور صالح افراد جو صالح معاشرہ تشکیل دینے والے ہیں ان کی تربیت کرے گا۔ کبھی اسلام کے مخالفین یا خود مسلمان حضرات معلومات کی کمی کی بنا پر یہ نغمے سرائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ان کا ہاتھ ایک مختصر چیز کی وجہ سے نہیں کاٹنا چاہیے اور نہ ہی ان کا ہاتھ ناقص کرنا چاہیے بلکہ شارع کا مقصد اس کے دستِ نیاز کو قطع کرنا ہے یعنی اگر ان افراد کی تمام ضروریات زندگی پوری کی جائیں جو ان امور کے مرتکب ہوتے ہیں تو پھر وہ ایسے افعال کی طرف تیزی سے قدم آگے نہیں بڑھائیں گے ورنہ اپنے بدن کا ایک حساس عضو کھونے کے علاوہ ایک عمر بھی اس معاشرے کے لوگوں میں حقارت و شکستگی کے ساتھ بسر کرنا چاہیے۔

لیکن اس قسم کے افراد سطحی افکار کے نتیجے میں نیز احکام اسلام سے ناواقفیت موضوع کے تمام جواب کی تحقیق کے بغیر قضاوت کرتے ہیں حالانکہ وہ شرائط جو چور کے ہاتھ کاٹنے کے متعلق غنی اسلامی فقہ کی کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں سوائے خطرناک چوروں کے وہ بھی مختصر تعداد میں قطع نہیں ہوں گے۔

قابل توجہ یہ ہے کہ یہ اسلامی حکم صدیوں سے جاری ہوتا رہا اور اس کی پناہ میں صدر اسلام کے مسلمان لوگ امن و امان اور رفاه عام میں زندگی بسر کر رہے تھے بہت کم تعداد افراد میں کہ ان کی تعداد چند افراد سے تجاوز نہیں کی یہ حکم چند صدیوں میں جاری ہو۔ کیا چند خطا کار ہاتھ کاٹنا چند صدی کی امن و امان مختلف اقوام کے افراد کے لیے بہت معمولی قیمت ادا کرنے کے مترادف ہے؟

بعض افراد یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس حد کا ایک چور کے لیے جاری کرنا صرف ایک ربع دینار کی خاطر ان اسلامی احترام سے منافات رکھتا ہے جو اسلام ایک مسلمان کی جان کی حفاظت کے لیے ہر طرح کے نقصان سے قائل ہوا ہے یہاں تک کہ ایک انسان کی چار انگشت کاٹنے کی دیت معمولی ہے سودہ قیمت معین ہوئی ہے۔ بطور اتفاق یہی سوال بعض تواریخ سے سامنے آتا ہے جو مسلمان عالم بزرگوار حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ سے تقریباً ایک ہزار سال قبل کیا گیا تھا۔ سوال کرنے والے نے اپنے سوال کے موضوع کو مندرجہ ذیل ایک شعر میں بیان کیا۔ ید خمس مئین عسجد ودیت ما بالھا قطعنت فی ربع دینار؟

یعنی وہ ہاتھ کہ جس کی دیت پانچ سو دینار ہے کیوں ایک ربع دینار کی خاطر قطع ہو؟ سید بزرگوار نے اس کا جواب اپنے اس شعر میں دیا۔ (عز الامانة اغلاھا و ارضھا ذل الخيانة فافهم حکمة الباری (۱) یعنی اسی ہاتھ کی امانت کی عزت نے اسے گراں قیمت کر دیا اور خیانت کی ذلت نے اس کی ارزش

۱) (وسائل الشیعة، ج ۱۸، ص ۴۸۴۔ بحار الانوار، ج ۱۰۴، ص ۹)۔

(گھٹا دی لہذا حکم خدا کے فلسفہ کوسمجھو۔ (۱) مولف حضرت امیر المومنین کی پُر برکت خلافت کے زمانے کا دو واقعہ جو خود چور کے اعتراف سے ثابت ہوا اور حضرت روحی لہ الفداء نے ان کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا بطور نمونہ اشارہ کر رہے ہیں:

۴۹۱۔ "وفی البحار نفلان الروضة والفضائل : بالإسنادہ یرفَعُ إلی الی الأصبَغ بن نباتة أَنَّهُ أَقْلُ كُنْتُ جالِساَ عِنْدَ امیرِ الْمُؤْمِنِینَ عَلَیْ بْنِ ابی طَالِبٍ عَلَیہِ السَّلَامُ وَهُوَ یَقْضِی بَیْنَ النَّاسِ اذْ جَاءَهُ جَمَاعَةٌ مَعَهُمْ اسْوَدُ مَشْدُوْدٌ لَّا کِتْفَافَ فَقَالُوا هَذَا سَارِقٌ یَا امیرِ الْمُؤْمِنِینَ فَقَالَ یَا اسْوَدُ سَرَقْتَ؟ قَالَ نَعَمْ یَا امیرِ الْمُؤْمِنِینَ عَلَیہِ السَّلَامُ قَالَ لَهُ تُکَلِّتُکَ امُکَ ان قُلْتَهَا ثَانِیَہُ قَطَعْتُ یَدَکَ قَالَ نَعَمْ یَا مَوْلَایَ قَالَ وَیَلِکَ انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ سَرَقْتَ؟ قَالَ نَعَمْ یَا مَوْلَایَ فَعُدَّ ذَلِکَ قَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ اِفْطَعُوا یَدَہُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَیْہِ الْقَطْعُ قَالَ فَقَطَعَ یَمِینَہُ فَاخَذَهَا بِشِمَالِہِ وَهَی تَقْطُرُ کَمَا فَاَسَتْ فَبَلَ رَبُّ یَقَالَ لَہُ ابْنُ الْکَوَا فَقَالَ یَا اسْوَدُ مَنْ قَطَعَ یَمِینَکَ قَالَ قَطَعَ یَمِینِی سَیِّدِ الْوَصَّیِّیْنِ وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ وَאוْلَی النَّاسِ بِالْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْ بْنِ ابی طَالِبٍ اِمَامِ الْهَدٰی وَزَوْجِ فَاطِمَةَ الزَّہْرَاءِ ابْنَةِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی اَبُو الْحَسَنِ الْمُجْتَبٰی وَابُو الْحُسَیْنِ الْمُرْتَضٰی السَّابِقِ اِلٰی جَنَاتِ النِّعَمِ مُصَادِمُ الْاَبْطَالِ الْمُنْتَقَمِ مِنَ الْجَهَالِ الْمُعْطٰی الزَّکُوَّةَ مِنْبَعِ الصِّیَانَةِ

مِنْ هَاشِمِ الْقَمَامِ ابْنِ عَمِّ الرَّسُولِ الْهَادِي إِلَى الرَّشَادِ وَالنَّاطِقِ بِالسَّدَادِ شَجَاعٌ مَكِي حَجَّاجٌ وَفِي بَطْنٍ أَنْزَعٌ أَمِينٌ مِنْ آلِ حَمٍّ وَتَيْسٍ وَطَهٍ
وَالْمَيَامِينِ مُحَلِّي الْحَرَمِينَ وَمَصْلَى الْقِبْلَتَيْنِ خَاتَمُ الْأَوْصِيَاءِ وَوَصِي صَفْوَةِ الْأَنْبِيَاءِ

۱) البتہ دو مکمل ہاتھ کی دیت ہزار دینار ہے طبعی امر ہے کہ ایک کی پانچ سو دینار ہوگی کہ (وہی پانچ انگشت ہے اگر قطع ہو۔
لیکن شیعہ مذہب کی بنا پر چوری کے موقع پر صرف چار انگشت قطع ہوگی۔

الْقِسْوَرَةُ الْهُمَامُ وَ الْبَطْلُ الضَّرْ غَامُ الْمُوَيْدِ بِجِبْرَائِيلِ الْأَمِينِ وَالْمَنْصُورِ بِمِيكَائِيلِ الْمُبِينِ وَصَى رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ الْمُطْفَى مِيزَانَ
الْمُؤْمِنِينَ وَخَيْرٌ مَنْ نَشَأَ مِنْ قَرِيشٍ أَجْمَعِينَ الْمُحْفُوفِ بِجَنْدٍ مِنْ
السَّمَاءِ عَلَى بَنِي أَبِي طَالِبٍ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى رَغَمِ أَنْفِ الرَّاغِبِينَ وَمَوْلَى النَّاسِ أَجْمَعِينَ فَعِنْدَ ذَلِكَ قَالَ لَهُ ابْنُ الْكَوَاءِ
وَيَا أَسْوَدَ قَطَعَ يَمِينَكَ وَأَنْتَ تَنْتَنِي عَلَيْهِ هَذَا لِنَاءٌ كُلُّهُ؟ قَالَ وَمَالِي لَا أَتْنِي عَلَيْهِ وَقَدْ خَالَطَ حُبُّهُ لَحْمِي وَدَمِي وَاللَّهُ مَا قَطَعَنِي إِلَّا بِحَقِّ
أَوْ حَبِّ اللَّهِ عَلَى قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ سَيِّدِي رَأَيْتُ عَجَبِيًّا قَالَ وَمَا رَأَيْتُ؟ قَالَ صَادَفْتُ أَسْوَدًا قَطَعْتُ
يَمِينَهُ وَأَخَذَ هَا بِشِمَالِهِ وَهِيَ يَقْطُرُ دَمًا فَقُلْتُ لَهُ يَا أَسْوَدَ مَنْ قَطَعَ يَمِينَكَ؟ قَالَ سَيِّدُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَعَدْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ وَيْحَكَ
قَطَعَ يَمِينَكَ وَأَنْتَ تَنْتَنِي عَلَيْهِ هَذَا لِنَاءٌ كُلُّهُ فَقَالَ أَمَلِي لَا أَتْنِي عَلَيْهِ وَقَدْ خَالَطَ حُبُّهُ لَحْمِي وَدَمِي وَاللَّهُ مَا قَطَعَنِي إِلَّا بِحَقِّ أَوْجِبَهُ اللَّهُ
عَلَيَّ قَالَ فَالْتَقَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى وَلَدِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ قُمْ هَاتِ عَمَّكَ الْأَسْوَدَ إِلَى فَخَرِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي طَلَبِ فَوْجَدِهِ فِي مَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ كُنْدَةُ وَأَتَى بِهِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ لَهُ يَا أَسْوَدَ قَطَعْتُ يَمِينَكَ وَأَنْتَ تَنْتَنِي عَلَيْهِ
فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَمَا لِي لَا أَتْنِي عَلَيْكَ؟ وَقَدْ خَالَطَ حُبُّكَ دَمِي وَلَحْمِي وَاللَّهُ أَمْ قَطَعْتُ؟ الْإِبْ حَقٌّ كَانَ عَلَيَّ مِمَّا مَنَحَنِي مِنْ
عِقَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَاتِ يَدَكَ فَنَاوَلَهُ فَأَخَذَهَا وَوَضَعَهَا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي قَطَعْتَ مِنْهُ ثُمَّ غَطَاها بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَامَ وَصَلَّى
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَدَعَا بِدُعَاءٍ سَمِعْنَاهُ يَقُولُ فِي آخِرِهِ عَائِدِ آمِينَ ثُمَّ شَالَ الرِّدَاءَ وَقَالَ اضْبِطِي أَيْتَهَا الْعُرُوقُ كَمَا كُنْتُ وَاتَّصِلِي قَامَ
الْأَسْوَدُ وَهُوَ يَقُولُ أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِمَحَمَّدٍ رَسُولِهِ وَبِعَلِيِّ آلِهِ الَّذِي رَدَّ إِلَيْنَا الْقُطْعَاءَ بَعْدَ تَخْلِيلِهَا مِنْ الرِّزْدِ ثُمَّ أَكْبَسَ عَلَى قَدَمَيْهِ وَقَالَ بَابِي
أَنْتَ وَأُمِّي (مَاوَارِثُ عِلْمِ النُّبُوَّةِ ” (۱)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب روضۃ الفضائل سے مرفوع اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ: اصبح ابن نباتہ کا بیان
ہے: میں مسجد کوفہ میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب - کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلے
کر رہے تھے ناگاہ کچھ لوگ اسود نامی شخص کی مشکیں باندھے ہوئے آپ کے پاس لے آئے اور کہا: یا امیر المومنین -!
یہ چور ہے، حضرت - نے فرمایا: اسود! کیا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: ہاں اے امیر المومنین -! میں نے چوری
کی۔ حضرت - نے فرمایا: تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے اگر تم نے دوسری مرتبہ اقرار کیا تو میں تمہارا ہاتھ کاٹ دوں گا۔
اس نے کہا: جی ہاں میرے مولا! حضرت - نے فرمایا: تم پر افسوس، خوب غور و فکر کر کے بتا کیا تم نے چوری کی ہے؟
کہا: جی ہاں میرے مولا! میں نے چوری کی ہے اس کے دو مرتبہ خود اعتراف کرنے کے بعد حضرت - نے حکم دیا کہ
اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے کیوں کہ اس کے لیے ہاتھ کاٹنا واجب ہو چکا ہے۔

اصبح ناقل ہیں کہ: (حسب الامر) اس کا داہنا ہاتھ کاٹا گیا اس نے کٹی ہوئی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ میں پکڑا اور اس کٹے حصہ
سے خون کے قطرات جاری تھے راستے میں وہ ابن کوا نامی شخص سے روبرو ہوا اس نے کہا: اے اسود! یہ تمہارا ہاتھ
کس نے کاٹا ہے؟ کہا: سید المومنین، قائد الغر المجملین، خلیفۃ الرسول بالیقین، سید الوصیین امیر المومنین علی ابن ابی طالب -
نے میرا ہاتھ کاٹا ہے اور میرے ہاتھ کو اس نے قطع کیا جو امام الہدیٰ ہے جو شوہر فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ (ص)
ہے، جو حسن و حسین علیہما السلام کے والد ماجد ہیں، جو جنات النعیم کی طرف سیقت کرنے والا اور بہادروں کو
بچھاڑنے والے، جابلوں کو زیر کرنے والے، زکوٰۃ عطا کرنے والے، بنی ہاشم کا سرمایۂ افتخار، رسول مقبول کا ابن عم
اور ان کا ناصر و مددگار، حق کا بادی، صداقت کا بیان، مکی بہادر انزع البطین، آل حم و آل یسین کا سردار، حرمین کی
عزت

۱) (الفضائل شاذان ابن جبرئیل قمی، ص ۱۷۲۔ الروضة المعجزات و الفضائل، ص ۱۶۰۔)

دونوں قبلوں کا نمازی، خاتم الاوصیاء، وصی سید الانبیاء، حیدر، منصور، ضرغام، جس کی جبرئیل - نے تائید کی، جس کی
میکائیل نے نصرت کی، قریش میں افضل ترین نشوونما پانے والی فرد، آسمانی لشکروں کو خوف دلانے والے اور تمام

لوگوں کے سید و سردار علی ابن ابی طالب - ہیں۔

جب اسود نے حضرت علی - کی ان اوصاف کے ساتھ تعریف کی تو ابن کوا نے کہا: اے اسود! تجھ پر صد حیف! اس نے تمہارا ہاتھ قطع کیا ہے اور تم اس کی یوں مدح و ثنا کر رہے ہو؟ کہا: میں ان کی تعریف کیوں نہ کروں وہ تو بے بی لائق ستائش، ان کی محبت میرے گوشت و خون میں رچی بسی ہے اور اگر انہوں نے میرا ہاتھ قطع کیا بھی ہے تو مجھ پر خدا کی واجب کی ہوئی حد کی وجہ سے ہے۔ یہ سن کر ابن کوا امیر المومنین - کے پاس آیا اور کہا: آپ نے اسود کا ہاتھ کاٹا ہے اور وہ آپ کی یوں مدح و ثنا کرنے میں مصروف ہے جب میں نے اس سے دریافت کیا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے تو اس نے آپ کی خوب تعریف کی۔ میں نے اس سے کہا: علی - نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے لیکن تو پھر بھی ان کی تعریف کر رہا ہے؟ اسود نے مجھ سے کہا: انہوں نے میرا ہاتھ کاٹ کر مجھ پر احسان کیا اور مجھے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا میں تو ہمیشہ ان کی تعریف کرتا رہوں گا کیوں کہ ان کی محبت میرے گوشت و خون میں رچی بسی ہے۔ ابن کوا کا بیان یہ ہے: امیر المومنین - نے اپنے فرزند ارجمند امام حسن - کی طرف رخ کر کے فرمایا: جاؤ اور چچا اسود کو بلا لاؤ، امام حسن - گئے تو اس وقت وہ محلہ کندہ میں بیٹھے (حضرت کے فضائل بیان کرنے میں مصروف) ہیں آپ انہیں وہاں سے لے کر بابا کی خدمت میں آئے حضرت - نے فرمایا: اے اسود! میں نے تمہارا ہاتھ کاٹا ہے اور تم میری تعریف کر رہے ہو؟ عرض کیا: اے امیر المومنین -! میں کیونکر آپ کی مدح و ثناء نہ کروں جب کہ آپ کی محبت میرے گوشت و خون میں رچی بسی ہے اور یوں بھی آپ نے مجھ پر شرعی حد نافذ کر کے مجھے جہنم کی آگ سے محفوظ کیا ہے۔

امیر المومنین - نے فرمایا: اپنا کٹا ہوا ہاتھ میرے سپرد کرو۔ آپ نے کٹا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے اس کی کلائی سے جوڑ کر اس پر اپنی چادر ڈالی اور اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ نے نماز پڑھی اور دعا مانگی اور ہم نے دعا کے آخر میں انہیں آمین کہتے ہوئے سنا۔ پھر آپ نے چادر ہٹائی اور فرمایا: اے رگہائے بریدہ! جیسے تم پہلے ایک دوسرے سے متصل تھیں اب بھی اسی طرح سے متصل ہو جاؤ، چنانچہ اسود کا ہاتھ از سر نو جڑ کر مکمل ہو گیا اور وہ اپنی جگہ سے بلند ہو کر یہ کہہ رہا تھا: میں اللہ اور محمد رسول اللہ اور اس علی - پر ایمان رکھتا ہوں جس نے میرے دستِ بریدہ کو دوبارہ متصل کر دیا پھر حضرت - کے قدموں پر اپنا سر رکھ کر کہنے لگا: اے علم نبوت کے وارث! آپ پر میرے ماں باپ نثار ہوں۔

۴۹۲ - ”وفیه : قَضَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي رَجُلٍ كُنْدِيٍّ أَمَرَ بِقَطْعِ يَدِهِ وَلِذَلِكَ أَنَّهُ سَرَقَ وَكَانَ الرَّجُلُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ وَجْهًا وَانْظُرْ لَهُمْ ثَوْبًا فَقَالَ عَلِيٌّ أَرَأَيْتَ مِنْ حُسْنِ وَجْهِكَ وَنَظَافَةِ ثَوْبِكَ وَمَكَانِكَ مِنَ الْعَرَبِ تَفْعَلُ مِثْلَ هَذَا الْفِعْلِ فَكَسَّ الْكُنْدِيُّ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ فِي أَمْرِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَا لِي الْكَرِيمِ لَا وَاللَّهِ مَا سَرَقْتُ شَيْئًا قَطُّ غَيْرَ هَذِهِ الدَّفْعَةِ فَقَالَ لَهُ وَيَحْكُ فَدَعَا عَسَى اللَّهُ أَنْ اللَّهُ لَع يُوَاجِدَكَ بِذَنْبٍ وَاحِدٍ اذْنُ بَيْتٍ هَ انْشَاءً فَبَكَى الْكُنْدِيُّ فَأَطْرَقَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَلِيًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ مَا أَجْدُ يَسْعَنِي إِلَّا قَطْعُكَ فَاقْطَعُوا فَبَكَى الْكُنْدِيُّ وَتَعَلَّقَ بِثَوْبِهِ وَقَالَ اللَّهُ فِي عِيَالٍ فَأَنَّكَ أَنْ قَطَعْتُ يَدِي هَلَكْتُ وَهَلَكَ عِيَالِي وَآئِي أَهْوَلُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ عِيَالًا مَا لَهُمْ غَيْرِي فَأَطْرَقَ مَلِيًّا تَنَكُّتُ الْأَرْضَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ مَا أَجْدُ يَسْعَنِي إِلَّا قَطْعُكَ أَخْرَجُوهُ فَاقْطَعُوا يَدَهُ فَلَمَّا وَقَعَتْ يَدُهُ الْمَقْطُوعَةَ بَيْنَ يَدَيِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْكُنْدِيُّ وَاللَّهِ لَقَدْ سَرَقْتُ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ مَرَّةً وَأَنْ هَذِهِ تَمَامُ الْمَاءِ كُلِّ ذَلِكَ يَسْتَرِ اللَّهُ عَلَيَّ قَالَ فَقَالَ النَّاسُ لَهُ فَمَا كَانَ لَكَ فِي طَوْلِ هَذِهِ الْمَدَّةِ زَاجِرٌ؟ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقَدْ فَرَجَ عَنِّي قَدْ كُنْتُ مَغْمُومًا بِمَقَالِيكَ الْإِدْلِيَّةِ وَأَنْ اللَّهُ خَلِيمٌ كَرِيمٌ لَا يَعْجَلُ عَلَيْكَ أَنْ شَاءَ فِي أَوَّلِ ذَنْبٍ قَوَّيْتُ النَّاسَ إِلَيَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالُوا (وَفَقَّكَ اللَّهُ فَمَا ابْقَاكَ لَنَا فَحَنٌُّ بِخَيْرٍ وَنِعْمَةٌ ” (۱)

اسی کتاب میں حضرت امیر المومنین علی - نے مرد کندی کے حق میں فیصلہ کیا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور وہ بھی چوری کرنے کی وجہ سے تھا حالانکہ وہ ایک شخص تھا جو سب سے زیادہ خوبصورت پاک و پاکیزہ لباس میں ملبوس تھا حضرت - نے فرمایا: تم اتنے خوب صورت ہوتے ہوئے اور پاک و پاکیزہ لباس کے حامل ہو پھر تمہاری عرب لوگوں کے درمیان ایک حیثیت ہے اور تم ایسا کام کر رہے ہو؟ کندی نے (شرمندگی سے) سر جھکالیا اور پھر عرض کیا: خدارا! خدارا! اللہ کے لیے میرے کام میں اے امیر المومنین - تساہلی برتیں خدا کی قسم! صرف یہ پہلی مرتبہ میں نے چوری کی ہے، حضرت - نے فرمایا: تم پر افسوس ممکن ہے خداوند علی و کریم اگر چاہے تو تم سے مواخذہ نہ کرے اس گناہ کی خاطر جو تم مرتکب ہوئے، پھر مرد کندی گریہ کرنے لگا اور حضرت امیر المومنین - نے سر نیچے کیا اور کچھ دیر فکر کرنے کے بعد اپنے سر مبارک کو بلند کیا اور فرمایا: میں نے تمہاری نجات کے لیے کوئی راستہ نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ تمہارا ہاتھ کاٹنا ضروری ہے اس کا ہاتھ قطع کر دو۔ کندی نے دوبارہ گریہ و زاری شروع کی اور حضرت کا دامن پکڑ کر عرض کیا: خدارا! خدارا! اللہ کے لیے میرے اہل و عیال پر (رحم کریں) کیوں کہ اگر میرا ہاتھ کاٹ دیا تو میں اور میرے اہل و عیال ہلاک ہو جائیں گے میرے تیرہ اولاد ہیں میرے علاوہ ان کا کوئی نان و نفقہ پورا کرنے والا نہیں ہے۔ پھر حضرت - نے سر جھکالیا اور زمین کو اپنے دستِ مبارک سے کریدنا شروع کیا پھر فرمایا: سوائے تمہارے ہاتھ کاٹنے کے کوئی چارہ کار مجھے دستِ یاب نہیں ہوا اس کا ہاتھ قطع کر دو (حسب الامر کندی کا ہاتھ کاٹ دیا) جب جب اُس کا دست

بریدہ مولا امیر المومنین - کے سامنے رکھا تو مرد کندی نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں ۹۹ مرتبہ چوری کی ہے اور یہ آخری چوری ملا کر سو چوریاں مکمل ہوئی ہیں ان سب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے میرے عیب کی

۱۔ (بحار الانوار، ج ۴۰ - ص ۲۸۶)۔

پردہ پوشی کی ہے، لوگوں نے اس شخص کی طرف اپنا چہرہ کر کے کہا: اتنی طولانی مدت تک تمہارے لیے کوئی روکنے والا نہیں تھا (تنبیہ کرنے والا نہیں تھا)؟ پھر حضرت امیر المومنین - نے فرمایا: میں تمہاری پہلی گفتگو سے (جو تم نے کہا تھا کہ یہ میری پہلی چوری ہے) بہت غمگین تھا (لیکن تمہاری آخری گفتگو) میرے غم کو خوشی میں تبدیل کرنے کا باعث ہوئی۔ البتہ خداوند حلیم و کریم ہے گناہ کے پہلے مرحلے میں سزا دینے میں عجلت سے کام نہیں لیتا، لہذا لوگوں نے امیر المومنین - کی طرف ہجوم کیا اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی عطا کرے آپ کا مبارک وجود تو ہمارے لیے ہمیشہ ہمیشہ خیر و نعمت رہا ہے۔ مولف کہتے ہیں: جس طرح قرآن مجید ناموس الہی اور لوگوں کے دین و دنیا کی اصلاح کا متکفل (ذمہ دار) ہے۔

اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم حجت قائم المہدی - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقدس وجود تمام مخلوقات کے دین و دنیا کی اصلاح کا متکفل ہے۔ ”آیات میں حجت کا لازم ہونا“
(قال اللہ تعالیٰ: > إِنَّ بَدَأَ الْفَرْقَانَ يَهْدِي لَلنُّبِيِّ أَقْوَمُ وَيُشِيرُ الْمُمْرِنِينَ < (۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور مومنین کو بشارت دیتا ہے۔
۴۹۳ - رواہ الكليني باسناده عن العلاء بن سبابه عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله تعالى ، قال يهدي إلى الامام عليه

۱۔ (سورنہ اسراء، آیت ۹)۔

(السلام ” ۱)

شیخ بزرگوار علامہ کلینی علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ علاء ابن سبابہ سے انہوں نے امام صادق سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ”کہ یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے“ کے متعلق فرمایا: یعنی قرآن امام کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بہت زیادہ آیات بیّنات موجود ہیں جو امام کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

ایمان والو! بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳)
ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تمہیں میں سے ہیں۔ پہلی آیت جسے فریقین (سنی و شیعہ) نے اپنی معتبر کتابوں میں نقل کی ہے کہ یہ آیت مجیدہ حضرت امیر المومنین کے حق میں سائل کو انگوٹھی دینے کے واقعہ کے موقع پر نازل ہوئی جب حضرت حالت نماز میں تھے۔
اور دوسری آیت میں خدا اور رسول کی اطاعت کے حکم کے بعد اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۲۱۶)۔

۲۔ (سورنہ مائدہ، آیت ۵۵)۔

۳۔ (سورنہ نساء، آیت ۵۹)۔

اولی الامر معادن وحی و تنزیل سے مری روایات کے نقطہ نظر سے ۴۹۴ - ”عن سلیم بن قیس الہلالی عن امیر المؤمنین علیہ السلام اَنْهُ سَأَلَ مَا أَذْنِي أَمَا يَكُونُ بِهِ الرَّجُلُ ضَالًّا فَقَالَ لَا يَعْرِفُ مَنْ أَمَرَ اللَّهُ بِطَاعَتِهِ وَفَرَضَ وَلَا يَتَّبِعُهُ وَجُعِلَ حُجَّتُهُ فِي أَرْضِهِ وَشَاهِدِهِ عَلَى خَلْقِهِ قَالَ فَمَنْ هُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ الَّذِينَ قَرَنَهُمُ اللَّهُ بِنَفْسِهِ وَنَبِيِّهِ فَقَالَ فَقَبِّلْتُ رَأْسَهُ وَ قُلْتُ أَوْضَحَّتْ لِي وَفَرَجَتْ عَنِّي وَأَذَهَبَتْ كُلَّ شَيْءٍ فِي قَلْبِي“

سلیم ابن قیس ہلالی نے امیر المومنین - سے دریافت کیا کہ کم ترین شے کیا ہے جو انسان کو گمراہ کرتی ہے؟ فرمایا: یہ ہے

کہ وہ انسان حجت خدا کی محبت اور اللہ کے بندوں کے گواہ کی معرفت نہیں رکھتا کہ جس کی اطاعت اور ولایت کو اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! وہ کون افراد ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبی کی ذات کے ساتھ ذکر کیا اور فرمایا: (اے ایمان والوں اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں۔) راوی کا بیان ہے: میں نے حضرت کے سر مبارک کا بوسہ دیا اور عرض کیا: میرے لیے آپ (نے مسئلہ واضح کر دیا اور میرے دل کے تمام ہم و غم کو ختم کر دیا۔ (۱ ۴۹۵ -) وفی کمال الدین للصدوق باسناده عن جابر بن یزید الجعفی مال سمعت جابر بن عبد اللہ الأنصاری یقول لما أنزل الله عز وجل علی نبيه محمد

۱) (کتاب سلیم ابن قیس، ص ۱۷۴)۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَرَفْنَا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَمَنْ أُولُوا الْأَمْرِ الَّذِينَ قَرَنَ اللَّهُ طَاعَتَهُمْ بِطَاعَتِكَ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُمْ خُلَفَاؤِي يَا جَابِرُ وَأُئِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ بَعْدِي أُولَهُمْ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْمَعْرُوفُ فِي الثَّوَرَةِ الْبَاقِرِ، وَتَسْتَدْرِكُهُ يَا جَابِرُ فَإِذَا لَقِيَهُ فَاقْرَأْ مِنِّي السَّلَامَ ثُمَّ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى ثُمَّ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ عَلِيٍّ ثُمَّ عَلِيٍّ ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ سَمِيٍّ وَكُنِيَّتِي حُجَّةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ وَبَقِيَّةُ فِي عِبَادِهِ ابْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، ذَاكَ الَّذِي يَفْتَحُ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرَهُ عَلِيٍّ يَدِيهِ مَشَارِقُ الْأَرْضِ وَمَغَارِبُهَا، ذَلِكَ الَّذِي يَغْيِرُ عَنْ شِيعَتِهِ أَوْلِيَاءَهُ غِيْبَةً لَا يَنْبُتُ فِيهَا عَلَى الْقَوْلِ بِأَمَامَتِهِ إِلَّا مَنْ أَمْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلْ يَقَعُ لِشِيعَتِهِ الْإِنْتِفَاعُ بِهٍ فِي غَيْبَتِهِ؟ فَقَالَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: إِي وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالنَّبُوءَةِ أَنَّهُمْ يَسْتَضِيئُونَ بِنُورِهِ وَيَنْتَفِعُونَ بِوَلَايَةِ فِي غَيْبَتِهِ كَانْتِفَاعُ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَإِنْ تَجَلَّلَهَا سَحَابٌ يَا جَابِرُ (هَذَا مِنْ مَكُونِ سِرِّ اللَّهِ وَمَخْزُونِ عِلْمِ اللَّهِ فَالْكَمَّةُ الْأَعْلَى عَنْ أَهْلِ) (۱)

کمال الدین میں عالم جلیل القدر شیخ صدوق نے اپنے اسناد کے ساتھ جابر ابن یزید جعفی سے روایت نقل کی ہے کہ جب خداوند متعال نے اپنے پیغمبر حضرت محمد (ص) پر آیہ نازل فرمائی تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ص)! خدا اور اس کے رسول کی معرفت حاصل کر لی پس اولو الامر کون سے افراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت کو آپ کی اطاعت کے ساتھ قرار دیا ہے؟ تو آنحضرت نے فرمایا:

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۲۵۳ - معجم احادیث الامام المہدی -، ج ۵، ص ۶۹)۔

”اے جابر! وہ میرے خلفاء و اوصیاء اور مسلمانوں کے امام ہوں گے، ان میں سے اول علی ابن ابی طالب، پھر حسن، پھر حسین، پھر علی ابن الحسین، پھر محمد ابن علی کہ جن کا نام توریت میں باقر مشہور ہے، اے جابر! تم عنقریب ان کو پاؤ گے جب تم ان سے ملاقات کرنا تو ان کو میرا سلام کہنا، پھر جعفر ابن محمد الصادق، پھر موسیٰ ابن جعفر، پھر علی ابن موسیٰ، پھر محمد ابن علی، پھر علی ابن محمد، پھر حسن ابن علی ہوں گے، ان کے بعد میرے ہم نام (محمد) اور میری ہم کنیت حجت خدا، بقیۃ اللہ روئے زمین میں اللہ کے بندوں کے درمیان حسن ابن علی علیہم السلام کے فرزند ہوں گے۔ وہ ایسی فرد ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے دست مبارک سے زمین کے تمام مشرق و مغرب کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے گا۔

وہ وہی بزرگوار ہیں جو اپنے شیعوں اور چاہنے والوں کی نظروں سے ایک عرصہ تک غائب ہو جائیں گے آپ کی امت میں سے وہ لوگ اپنے امامت کے عقیدہ پر ثابت قدم رہیں گے کہ جس کے قلب کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہوگا۔

جابر نے عرض کیا: اے رسول خدا! کیا حضرت کے شیعوں کو ان کی غیبت کے زمانہ میں کوئی فائدہ حاصل ہوگا؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: ہاں، ”قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت (و رسالت) کے ساتھ مبعوث کیا! وہ لوگ آپ کی غیبت میں آپ کی ولایت کے نور کی وضو سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج بادل کو چھپا لیتا ہے تو لوگ سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اے جابر! یہ بات اللہ تعالیٰ کے راز میں پوشیدہ ہے، علم الہی کے خزانہ میں مخفی ہے، لہذا (اس راز کو) اس کے اہل کے

سوا اوروں سے پوشیدہ رکھو۔“

۳۱ - اہل سنت کے مشہور و معروف علماء میں سے شیخ سلیمان حنفی قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودة میں کتاب مناقب سے سلیم ابن قیس ہلالی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن ایک شخص امیر المومنین حضرت علی - کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا: وہ کون سے مختصر شے ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ مومنین میں شامل ہو جاتا ہے؟ اور وہ کون سے مختصر شے ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ کافروں یا گمراہوں میں شامل ہو جاتا ہے؟ تو امام علی - نے فرمایا: جب تم نے سوال کر ہی لیا ہے تو جواب کو سنو اور سمجھو: اللہ تعالیٰ کے اس قول ہے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے (۱) کے ذیل میں روایت علاء ابن سیابہ میں اشارہ کیا جا چکا ہے کہ قرآن امام کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

اور اس کا یہ قول (یہدی للتی ہی اقوم) یعنی قرآن معرفتِ امام اور اس کی ولایت و اطاعت کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ یہ واضح ہے کہ قرآن معرفتِ امام کی ہدایت کرتا ہے اور امام بھی معرفتِ قرآن کی طرف ہدایت کرتا ہے کیوں کہ دونوں ہی محکم ریسمانِ الہی ہیں جو آپس میں متصل ہیں جو ایک (دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے صبح قیامت تک ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔) ۲

۴۹۶ - “وفی تفسیر نور الثقلین عن الصادق علیہ السلام عن ابیہ عن جدہ السجاد علیہ السلام: “الامامُ منّا لا یكونُ الا معصوماً ولَیست العِصْمَةُ فی ظاہر الخلقِ فَيَعْرِفُ بها وَلِذلِک لا یكونُ الا مَنْصُوصاً فَقِیل ما مَعْنٰی الْمَعْصُومُ قَالَ هُوَ الْمُعْتَصَمُ بِحَبْلِ اللَّهِ وَحَبْلُ اللَّهِ هُوَ الْقُرْآنُ وَالْقُرْآنُ یَهْدِی (للامام وَذلِک قولُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ ” (۳)

حویزی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر نور الثقلین میں صادق آل محمد (ص) سے انہوں نے اپنے آباء و اجداد کرام سے انہوں نے حضرت امام سجاد - سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا :

۱) (سورہ اسراء، آیت ۹)۔

۲) (تاویل الآیات، استر آبادی، ج ۱، ص ۱۷۹)۔

۳) (تفسیر نور الثقلین، ج ۱، ص ۳۷۷)۔

لوگوں کا امام اور سرپرست ہم میں سے نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ معصوم ہوگا اور عصمت ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا وجود خارجی پایا جاتا ہے اور خلقت انسانی کے ظاہر سے نمایاں ہو اور وہ پہچانی جائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین اور منصوب ہونا چاہیے۔ ”کہا گیا: اے رسول خدا (ص)! معصوم کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور ریسمانِ الہی وہی قرآن ہے اور قرآن بھی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے اور آیہ کریمہ کا معنی یہی ہے: ”یقیناً یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔“

< ”انّ هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم“ والمعصوم هو القرآن الناطق بوجود المقدس وسیرتہ تجسد القرآن والقرآن لا بدله من ترجمان وترجمانہ المعصوم علیہ السلام ومن اجلہ لا (یفترقان وشهد ذلک حدیث الثقلین المفق علیہ عند الشیعة والسنة ” (۱) او ر معصوم وہی قرآن ناطق کا مقدس وجود ہے اور اس کی سیرت طیبہ ہے جو مجسمہ قرآن ہیں اور قرآن کے لیے ایک ترجمان کا ہونا ضروری ہے اور اس کے ترجمان معصوم - ہیں اسی وجہ سے ایک دوسرے سے (ہرگز) جدا نہیں ہوں گے جس کے لیے حدیث ثقلین جو شیعہ اور سنی کے نزدیک متفق علیہ ہے گواہ ہے۔

مولف کہتے ہیں: امام - حجت خدا اور رونے زمین پر اس کا نمائندہ ہے اور بہت سی متواتر احادیث ائمہ ہدی سے وارد ہوئی ہیں کہ زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوگی ورنہ زمین سب کو اپنے اندر کر لے گی۔ تبرکاً ان میں سے ہم چند مورد کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۱) (عبقات الانوار کی حدیث ثقلین کی جلد کی طرف رجوع کریں۔)

۴۹۷ - “وفی الکافی باسناده عن اسحاق بن عمار عن ابی عبد اللہ علیہ السلام: “قَالَ سَمِعْتَهُ یَقُولُ انّ الارضَ لا تَخْلُو الا وفیہا اِمَامٌ کَیما انّ زَادَ الْمُؤْمِنُونَ شَیْئاً رَدَّہُمْ وَاَنْ نَقْصُوا شَیْئاً (اَنَمَ لَهُمْ ” (۱)

کافی میں اسحاق ابن عمار نے امام صادق - سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یقیناً زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی اس میں ایک امام ضرور رہتا ہے تاکہ مومنین اگر امر دین (اصول یا فروع دین) میں

کوئی زیادتی کردیں تو وہ تلافی کر دے اور اگر کمی کردیں تو اس کو ان کے لیے تکمیل کر دے۔ ۴۹۸۔ ”وفیہ عن عبد اللہ بن سلمان العامری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام“ قَالَ مَا زَالَتْ (الأَرْضُ إِلَّا وَبَلَّهَا الْحَبَّةُ يُعْرِفُ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَيَدْعُوا النَّاسَ إِلَى سَبِيلِ اللَّهِ ” (۲)

اسی کتاب میں عبد اللہ ابن سلیمان عامری نے امام صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: زمین پر ہمیشہ بہر حال کوئی نہ کوئی حجت خدا ضرور رہتا ہے وہ لوگوں کو حلال و حرام کی معرفت کراتا ہے اور ان کو راہ خدا کی طرف دعوت دیتا ہے۔

۴۹۹۔ ”وفیہ باسنادہ عن سلیم بن قیس الہلالی عن امیر المؤمنین علیہ السلام :“ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى طَهَّرَ أَنْ وَعَصَمَنَا وَجَعَلَنَا شُهَدَاءَ عَلَى خَلْقِهِ وَحُجَّةً فِي أَرْضِهِ وَجَعَلَنَا مَعَ الْقُرْآنِ (وَجَعَلَ الْقُرْآنَ مَعَنَا لَا تُفَارِقُنَا ” (۳)

اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ سلیم ابن قیس ہلالی سے انہوں نے امیر المومنین - سے نقل کیا کہ حضرت - نے فرمایا: خدائے تبارک و تعالیٰ نے ہمیں پاک و پاکیزہ کیا ہے

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۵۱)۔

۲) (کافی، ج ۱، ص ۱۷۸)۔

۳) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۱۔ بصائر الدرجات، ص ۱۰۳۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۲۵۰)۔

اور معصوم قرار دیا ہے نیز اپنی مخلوق پر گواہ بنایا ہے زمین پر اپنی حجت قرار دیا ہے قرآن کو ہمارے ساتھ اور ہم کو قرآن کے ہمراہ کیا ہے نہ ہم اس سے جدا ہوں گے نہ وہ ہم سے۔ ۵۵۰۔ ”وفیہ باسنادہ عن برید العجلی عن ابی جعفر علیہ السلام :“ فِی قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْمُنْذِرُ وَلِكُلِّ زَمَانٍ مِّنَا هَادٍ (يَهْدِيهِمْ إِلَى مَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّ) ثُمَّ الْهُدَاةُ مِنْ بَعْدِهِ عَلَى ثَمِّ الْأَوْصِيَاءِ وَاجِدًا بَعْدَ وَاجِدٍ ” (۱)

اس کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ برید عجللی سے انہوں نے امام محمد باقر - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - سے خدائے عزوجل کے اس قول ”یقیناً آپ (ثرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے“ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: رسول اللہ (ص) منذر (ثرانے والے) ہیں اور ہر زمانے کے لیے ہم میں سے ایک ہادی ہوتا ہے جو لوگوں کو ان چیزوں کی طرف ہدایت کرتا ہے جو نبی (ص) لے کر آئے حضرت رسول خدا (ص) کے بعد مخلوقات کے ہادی علی - ہیں اور ان کے بعد اوصیاء میں ایک کے بعد دوسرا ہادی ہے۔ ۵۰۱۔ ”وفیہ باسنادہ عن ابی بصیر قال قُلْتُ لَابِی عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) الْمُنْذِرُ وَعَلَى الْهَادِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ هَلْ مِنْ هَادٍ الْيَوْمَ ؟ قُلْتُ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا زَالَ مِنْكُمْ هَادٍ بَعْدَ هَادٍ حَتَّى دَفَعْتُ إِلَيْكَ ، فَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ، لَوْ كَانَتْ إِذَا نَزَلَتْ آيَةٌ عَلَى رَجُلٍ ثُمَّ مَاتَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مَاتَتِ الْآيَةُ مَاتَ الْكِتَابُ وَلَكِنَّهُ حَتَّى يَجْرِيَ فِيمَنْ (بَقِيَ كَمَا جَرَى فِيمَنْ مَضَى ” (۲)

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۲۔ بصائر الدرجات، ص ۴۹۔ بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۲)۔

۲) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۲)۔

اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابو بصیر سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - سے آیہ کریمہ (انما انت منذر و لكل قوم هاد) کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: رسول اللہ (ص) منذر ہیں اور علی - ہادی ہیں اے ابو محمد! کیا اس زمانہ میں بھی کوئی ہادی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہوں آپ کے اہل بیت میں سے ہر زمانہ میں ایک کے بعد دوسرا ہادی رہا ہے۔ فرمایا: اے ابو محمد! اللہ تم پر رحمت نازل کرے۔ اگر آیت کسی منزل پر نازل ہوئی ہو پھر یہ شخص مرجائے (اور اس کے بعد کوئی ہادی نہ ہو) تو یہ آیت (متشابه) بھی مرجائے گی اور وہ کتاب بھی (کیوں کہ آیات متشابہات کی تاویل کرنے والا کوئی نہ ہوگا) لیکن وہ زندہ رہتا ہے اور وہ اپنا قائم مقام اسی طرح چھوڑتا ہے جس طرح اس سے پہلے نے چھوڑا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے زمین میں اختیار دیا تو انہوں نے نماز قائم کی، اور (اپنے مقام پر) زکوٰۃ ادا کی نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا اور یہ طے ہے کہ جملہ امور کا انجام خدا کے اختیار میں ہے۔

تمام انسان اپنی زندگی کے ادوار میں اگرچہ زمانے کے ایک مخصوص حصے میں مادی اور معنوی امکانات و وسائل سے بہرہ مند ہوتے ہیں البتہ بعض افراد ان وسائل سے سوء استفادہ کرکے ہوس رانی اور بغاوت کی راہ اپنا کر لا ابالی پن کو اپنا شعار قرار دے کر ہر قسم کے فتنہ و فساد کو بھی اپنا ہدف قرار دیتے ہیں اور ایہ کریمہ (بے شک انسان سرکشی کرتا ہے کہ اپنے کو بے نیاز خیال کرتا ہے) کے منطوق و مضمون کے مطابق مسلسل نوابی الہی کو پائمال کرکے

۱۔ (سورنہ حج، آیت ۴۱)۔

ظلم و ستم گری اور ہر قسم کے منکرات کو رواج دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ البتہ اس قسم کے افراد کا نقصان معاشرے کا خانہ خراب کرنے کے لیے سرطان اور جراثیم کے وائرس سے بھی زیادہ بدتر اور خاکستر کرنے والا ہے۔

بعض دوسرے لوگ ان لوگوں کے برخلاف جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہر قسم کے اسباب زندگی کو عطیہ الہی جان کر دل و جان سے اطاعتِ خدا میں تن من دھن لگا کر مصروف رہتے ہیں اور احکامِ خداوندی کو انجام دینے کے لیے کمر ہمت باندھ کر دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کی ہے۔

۵۰۲۔ تفسیر قمی، مجمع البیان اور تاویل الآیات میں امام محمد باقر - سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: ”نحن ہم واللہ“ (۱) خدا کی قسم! اس آیات سے مراد ہم ہیں۔ ۵۰۳۔ ”وفی المناقب عن الکاظم علیہ السلام وجده سید الشهداء علیہم السلام“ ”ہذا (۲) فینا اهل البيت“

صاحب مناقب نے امام موسیٰ کاظم - سے انہوں نے اپنے جدِ امجد سید الشهداء سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: یہ آیت ہم اہل بیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۵۰۴۔ ”وفی البحار باسنادہ ابی الجارود عن ابی جعفر علیہ السلام فی قولہ عَزَّوَجَلَّ الذِّینَ اِنْ مَكَانَهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاتُوا الزَّكَاةَ وَامَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاللّٰهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ“ قَالَ هَذِهِ الْآیَةُ لِأَلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ؛ الْمَهْدِیُّ وَأَصْحَابُهُ یَمْلِكُهُمُ اللّٰهُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَا غَرَبَهَا وَیُطَهِّرُ الدِّینَ وَیَمِیتُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ وَأَصْحَابِهِ الْبِدْعَ وَالْبَاطِلَ کَمَا أَمَاتَ السَّفَهَةَ الْحَقَّ حَتَّى لَا یَرَىٰ اَثَرَ مِنْ الظُّلْمِ وَیَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

۱۔ (تاویل الآیات استرآبادی، ج ۱، ص ۳۳۴)۔

۲۔ (مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۴۷۔ بحار الانوار، ج ۲۴، ص ۱۶۶۔ کنز الدقائق، ج ۶، ص ۵۲۸)۔

(وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاللّٰهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ) ” (۱) علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ابو الجارود سے روایت نقل کی ہے کہ امام محمدباقر - نے ایہ کریمہ کے متعلق فرمایا: یہ آیت آل محمد کے لیے ہے۔ حضرت مہدی - اور ان کے اصحاب کو اللہ تعالیٰ (تمام دنیا میں) مالک اور مسلط فرمائے گا زمین کے تمام مشرق و مغرب تک دین اسلام کو غالب کرے گا اور خدائے بزرگ و برتر ان کے بدست اور ان کے اصحاب کے ذریعے تمام بدعتوں اور باطل امور کو مٹا دے گا جس طرح اہل باطل بے وقوف لوگوں نے حق کو مٹائے رکھا تھا، اور پھر ظلم کہیں نظر نہ آئے گا وہ لوگ نیکیوں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے روکیں گے اور تمام امور کا سر انجام خدا ہی کے لیے ہے۔ مولف محترم کہتے ہیں: نماز پُر اہمیت ترین فرائض الہی میں سے ایک ہے دین کا ستون

ہے مومنین کی معراج اور خداوند متعال (۲) کا تقرب حاصل کرنے کے لیے مومنین کے لیے (وسیلہ اور فحشاء و

منکرات سے روکھنے والی ہے۔ (۳)

۵۰۵۔ حضرت امام محمد باقر - نے فرمایا: ”أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةَ فَإِنْ قُبِلَتْ قَبْلَ مَا سِوَاهَا إِنْ الصَّلَاةَ إِذَا ارْتَفَعَتْ فِي وَقْتِهَا رَجَعَتْ إِلَىٰ صَاحِبِهَا وَهِيَ بَيْضَاءُ مُشْرِقَةٌ تَقُولُ حَفَظْتَنِي حَفَظَكَ اللَّهُ وَإِذَا ارْتَفَعَتْ فِي غَيْرِ وَقْتِهَا بَغِيرِ حُدُودِهَا رَجَعَتْ إِلَىٰ صَاحِبِهَا وَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ تَقُولُ ضَيَعْتَنِي ضَيَعَكَ اللَّهُ“ (۴)

بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا سوال کیا جائے گا وہ نماز ہے اگر یہ قبول ہو جائے گی تو بقیہ

۱۔ (کنز الفوائد، ص ۱۷۵۔ بحار الانوار، ج ۲۴، ص ۱۶۵)۔

۲۔ (الصلاة قربان کل تقی) نماز ہر متقی انسان کے لیے تقرب الہی کا ذریعہ ہے۔

۳۔ (ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر) یقیناً نماز برائی اور بدکاری سے روکنے والی ہے۔
۴۔ (کافی، ج ۳، ص ۲۶۸)۔

اعمال بھی قبول ہوجائیں گے کیوں کہ وہ نماز جو اول وقت پڑھی جائے جب وہ عالم بالا کی طرف جائے گی تو وہ اپنے صاحب کے پاس سفید اور نورانی حالت میں واپس ہوکر کہے گی: تو نے مجھے محفوظ رکھا خدا تمہاری بھی حفاظت فرمائے، اور جو نماز خلاف شرائط ہوگی اور ہر وقت نہ پڑھی جائے گی وہ اپنے صاحب کے پاس سیاہ رنگ میں تاریکی سے لپٹی ہوئی آئے گی اور کہے گی: تو نے مجھے ضائع کیا اللہ تجھے بھی ضائع کرے۔
۵۰۶۔ "سئل معاویہ بن وہب ابا عبد اللہ علیہ السلام عَنْ أَفْضَلِ مَا يَتَقَرَّبُ بِهِ الْعِبَادُ إِلَى رَبِّهِمْ فَقَالَ مَا أَعْلَمُ شَيْئاً بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ أَفْضَلَ مِنْ هَذِهِ الصَّلَاةِ إِلَّا تَرَىٰ أَنْ الْعَبْدَ الصَّالِحَ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ قَالَ" (۱)

معاویہ ابن وہب نے امام جعفر صادق - سے دریافت کیا کہ: بندوں کو اپنے رب سے زیادہ قریب کرنے والی اور خدا کے نزدیک زیادہ محبوب شے کیا ہے؟ فرمایا: خدا شناسی اور معرفت الہی کے بعد نماز ہے کیا تم نہیں جانتے کہ عبد صالح حضرت عیسیٰ - نے فرمایا ہے کہ: جب تک میں زندہ ہوں اللہ نے مجھے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔
(۵۰۷۔ "وَسئل النبی (ص) عَنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ قَالَ الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا" (۲ رسول خدا (ص) سے دریافت کیا گیا کہ افضل اعمال کیا ہیں؟ فرمایا: اول وقت میں نماز پڑھنا۔
۵۰۸۔ مولیٰ الموحدين امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب - اپنی بابرکت عمر کے آخری لمحات میں اپنی وصیتوں میں نماز کی تاکیداً وصیت فرمائی اپنے اس قول سے (تہادوا امر الصلاة فانها عمود دينكم) امر نماز کے پابند اور محافظ رہو کیوں کہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔
لہذا نماز قائم کرنے کی بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے اس طرح کہ اس کا ترک کرنے والا کافر شمار کیا گیا ہے۔

۱۔ (کافی ج ۳، ص ۲۴۶۔ من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۱، ص ۲۱۰)۔
۲۔ (اسی مضمون جیسی حدیث عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۱۲۳، بحار الانوار، ج ۸۰، ص ۱۳ میں موجود ہے۔

"من ترک الصلاة عمدا فقد كفر" جو شخص جان بوجہ کر نماز کو ترک کرے یقیناً اس نے کفر اختیار کیا۔
۵۰۹۔ "وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) لَيْسَ مَتَى مَنِ اسْتَخَفَ بِالصَّلَاةِ لَا يَرِدَ عَلَى الْحَوْضِ لَا وَاللَّهِ" (۱)
امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: وہ شخص مجھ سے نہیں ہے جو نماز کو سبک (خفیف) شمار کرے خدا کی قسم! وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہیں آسکتا۔
دوسری روایت میں امام جعفر صادق - نے فرمایا: جو افراد نماز کو سبک شمار کرتے ہیں وہ ہماری شفاعت سے محروم رہیں گے۔

۵۱۰۔ "وَفِي ثَوَابِ الْأَعْمَالِ : عَنْ أَبِي بصير قَالَ "تَخَلَّتْ عَلَيَّ أُمُّ حَمِيدَةَ أَعْرَبَهَا بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَكَتْ فَبَكَتْ لِيَكَاثِبَهَا ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَوْ رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَرَأَيْتُ عَجَباً فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ ثُمَّ قَالَ اجْمَعُوا إِلَيَّ كُلُّ مَنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ قَرَابَةٌ قَالَتْ فَلَمْ تَنْتَرِكْ أَحَدًا إِلَّا جَمَعْنَاهُ قَالَتْ فَتَنْظَرُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ شَفَاعَتَنَا لَا تَنَالُ مُسْتَحْفًا بِالصَّ وَلَهُ" (۲)
ابو بصیر کا بیان ہے: ام حمیدہ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ امام جعفر صادق - کی شہادت کی مناسبت سے تسلیت و تعزیت پیش کروں پھر انہوں نے گریہ و زاری کیا میں بھی ان کی گریہ و زاری کی وجہ سے رونے لگا پھر کہا: اے ابو محمد! (ابو بصیر کی کنیت ہے) اگر موت کے وقت امام جعفر صادق - کو دیکھتے تو یقیناً ایک عجیب شے کا مشاہدہ کرتے انہوں نے اپنی آنکھوں کو کھولا اور فرمایا: میرے تمام اعزہ و اقربا کو بلایا جائے، ام حمیدہ کا بیان ہے جو افراد تھے سب کو جمع کیا اور کسی ایک کو بھی بلانا نہیں

۱۔ (علل الشرائع، ج ۲، ص ۳۵۶۔ تہذیب الاحکام، ج ۹، ص ۱۰۷)۔
۲۔ (ثواب الاعمال، ص ۲۲۸۔ المحاسن، ج ۱، ص ۸۰۔ بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۲)۔

ترک کیا جب سب جمع ہوگئے تو امام نے سب کو ایک نظر دیکھا اور فرمایا: ہم ائمہ کی شفاعت اس شخص کے شامل حال نہیں ہوگی جو نماز کو سبک (معمولی) سمجھے گا (یعنی جس وقت اسے موقع ملا جیسے چاہا پڑھ لیا ورنہ بالکل نماز کو

کوئی اہمیت نہیں دیتا)۔ مولف کہتے ہیں: وہ نماز جو اتنی اہمیت و فضیلت کی حامل ہے اور حضرت صادق آل محمد - کے بقول جس کے چار ہزار باب یا چار ہزار حدود ہیں اس چند حدیث میں جو دریائے عظمتِ نماز کا ایک قطرہ ہے خلاصہ نہیں ہو سکتا۔ ہم بحث طولانی ہونے کے خوف سے اسی مقدار پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

اس عبادی امر (نماز) کی اہمیت و عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ تمام انبیاء و اوصیاء نے مکمل اہمیت کے ساتھ اس عمل کو انجام دیا اسے قائم کیا اور تمام لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی۔

۵۱۱۔ زیارت حضرت رسول اکرم (ص) اور ائمہ اطہار کی زیارتوں کے فقرات میں سب سے زیادہ یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے۔ ”اَشْهَدُ اَنْكَ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَاَتَيْتَ الزَّكَاةَ وَاَمَرْتَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ“

میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ نے تبلیغ رسالت انجام دی اور نماز قائم کی زکوٰۃ ادا کی اور آپ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر انجام دیا۔

۵۱۲۔ حضرت امیر المومنین - کی چھٹی زیارت میں وارد ہوا ہے ”وَعَلَى الْاَئِمَّةِ الرَّاشِدِينَ الَّذِينَ اَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَفَرَضُوا عَلَيْنَا الصَّلَاةَ وَاَمَرُوا بِاِتِّاءِ الزَّكَاةِ“ اور (سلام ہو) ائمہ راشدین پر جنہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا اور ہم پر نمازوں کو فرض قرار دیا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور زیارت مبعث: ”اَشْهَدُ اَنْكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَاَتَيْتَ الزَّكَاةَ وَاَمَرْتَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاتَّبَعْتَ الرَّسُولَ وَتَلَوْتَ الْكِتَابَ حَقَّ تِلَاوَتِهِ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم اور زکوٰۃ ادا کی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام دیا اور آپ نے رسول کی اطاعت کی اور کتاب الہی کی کماحقہ تلاوت کی۔ ۵۱۳۔ ہم زیارت حضرت سید الشہداء امام حسین - میں پڑھتے ہیں: ”اَشْهَدُ اَنْكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَاَتَيْتَ الزَّكَاةَ وَاَمَرْتَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اِلٰی قَوْلِهِ) وَعَبَدْتَ اللّٰهَ مُخْلِصًا حَتّٰى اَتَيْتَ الْيَقِيْنَ“ (یہاں تک کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ عبادت کی یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی۔

اور اسی طرح زیارت نیمہ رجب، شبہای قدر، روز عرفہ اور زیارت جامعہ کبیرہ میں ہے: ”وَاَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَاَتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَاَمَرْتُمُ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيْتُمُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَجَاهَدْتُمُ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ“ اور آپ نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کیا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا اور راہِ خدا میں جہاد کیا جو حق جہاد ہے۔

ان عظیم ہستیوں (ائمہ اطہار) کی تمام زیارتوں کے مجموعی جملوں میں ہم یہ مشاہدہ کرتے اور اس حقیقت تک پہنچتے ہیں کہ یہی لوگ دین مبین کے محافظ اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور لوگوں کو اس کو قائم کرنے کی جو امر بالمعروف کا مصداق ہے دعوت دیتے ہیں اور منکرات کہ ان میں سے عظیم ترین اور واضح ترین نماز کا ترک کرنا ہے اور تمام برائیوں سے بھی روکتے ہیں۔

قابل ذکر ہے کہ مشہور و معروف دعائے ندبہ کہ جس کا اعیاد متبرکہ عید فطر، عید قربان، عید غدیر اور جمعہ کے دنوں میں پڑھنا مستحب ہے اس کے مضمون میں ایسے مطالب ہمیں ملتے ہیں جو مجموعی طور پر انتظار کی بشارت اور دین و دنیا کی صلاح کی امید دلاتے ہیں جو ایہ کریمہ (یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے زمین میں اختیار دیا تو انہوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا) کے باطنی اور واقعی معنی کو روشن کرتے ہیں۔ جیسا کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: یہ آیت آل محمد کے حق میں ہے۔ حضرت مہدی - اور ان کے اصحاب کو خداوند متعال نے تمام سرزمین مشرق و مغرب کا مالک (سلطان) قرار دیا مقدس دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمایا اور خدا کے اختیار سے تمام اصحاب بدعت اور اہل باطل کو نابود اور ویران کرے گا اس طریقے سے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حقیقی معنی میں محقق ہوگا اور غارت گری ظلم و ستم اور خون ریزیوں کا کوئی اثر مشاہدے میں نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب ہم دعائے ندبہ کے عین مطالب کو جو این این کے عنوان سے ذکر ہوا ہے نقل کر رہے ہیں۔

اَيُّنْ بَقِيَّةُ اللّٰهِ اَلَّتِي لَا تَخْلُوْ مِنْ الْعِتْرَةِ الْهَادِيَةِ وَه بَقِيَّةُ اللّٰهِ جَسْ سَعِيْ بَدَايَةِ كَرْنِے وَالِيْ عَتْرَتِ پِيْغَمْبَرِ سَعِيْ دُنْيَا خَالِيْ نَهِيْں هُوسَكْتِيْ كِهَآں هِيْے۔

اَيُّنْ الْمُوْعَدَةُ لِقَطْعِ دَابِرِ الظُّلْمَةِ

كِهَآں هِيْے وَه جَسْے سَلْسَلَةُ ظَلَمِ كُو قَطْعِ كَرْنِے كَے لِيْے مِهِيَا كِيَا گِيَا هِيْے

اَيُّنْ الْمُنْتَهٰى ظَرْ لِقَامَةِ الْاُمْتِ وَ الْعَوَجِ

كِهَآں هِيْے وَه جَسْ كَا كَجِيْ اور انحراف كُو دَرَسْتِ كَرْنِے كَے لَے اِنْتِظَارِ هُو رِهَا هِيْے

اَيُّنْ الْمُرْتَجٰى لِاِزَالَةِ الْحَوَرِ وَ الْعُدُوْاْنِ

كِهَآں هِيْے وَه جَسْ سَعِيْ ظَلَمِ وَ تَعْدٰى كُو زَاوِلِ كَرْنِے كِيْ اَمِيْدِيْں وَ اَبَسْتَهِيْں

اَيُّنْ الْمُدْخَرُ لِتَجْدِيْدِ الْفَرَاغِ وَ السُّنَنِ

كِهَآں هِيْے وَه جَسْے فَرَاغِ وَ سُنَنِ كِيْ تَجْدِيْدِ كَے لِيْے ذَخِيْرَه كِيَا گِيَا هِيْے

أَيْنَ الْمُتَخَيِّرُ لِإِعَادَةِ الْمَلَةِ وَالشَّرِيعَةِ
 کہاں ہے وہ جسے مذاہب اور شریعت کو دوبارہ منظر عام پر لانے کے لیے منتخب کیا گیا ہے
 أَيْنَ الْمُوَمِّلُ لِإِحْيَاءِ الْكِتَابِ وَخُدُودِهِ
 کہاں ہے وہ جس سے کتاب خدا اور اس کے حدود کی زندگی کی امیدیں وابستہ ہیں
 أَيْنَ الْمُحْيِي مَعَالِمِ الدِّينِ وَ أَهْلِهِ
 کہاں ہے دین اور اہل دین کے آثار کا زندہ کرنے والا
 أَيْنَ قَاصِمُ شَوْكَةِ الْمُعْتَدِينَ
 کہاں ہے اہل ستم کی شوکت کی کمر توڑنے والا
 أَيْنَ هَادِمُ أْبْنِيَةِ الشُّرَكَ وَالنَّفَاقِ
 کہاں ہے شرک و نفاق کی عمارت کو منہدم کرنے والا
 أَيْنَ مُبِيدُ أَهْلِ الْفُسُوقِ وَالْعِصْيَانِ وَالطُّغْيَانِ
 کہاں ہے فسق و معصیت اور سرکشی کرنے والوں کو تباہ کرنے والا
 أَيْنَ حَاصِدُ فُرُوعِ الْغَيِّ وَالشَّقَاقِ
 کہاں ہے گمراہی اور اختلاف کی شاخوں کو کاٹ دینے والا
 أَيْنَ طَامِسُ آثَارِ الزَّبْعِ وَالْأَهْوَاءِ
 کہاں ہے انحراف اور خواہشات کے آثار کو محو کر دینے والا
 أَيْنَ قَاطِعُ حَبَائِلِ الْكَذِبِ وَالْاِفْتِرَاءِ
 کہاں ہے کذب اور افتراء پردازیوں کی رسیوں کو کاٹ دینے والا
 أَيْنَ مُبِيدُ الْغُتَاةِ وَالْمَرَدَّةِ
 کہاں ہے سرکشوں اور باغیوں کو ہلاک کرنے والا
 أَيْنَ مُسْتَأْصِلُ أَهْلِ الْغِنَادِ وَالنَّضْلِ وَالْإِلْحَادِ
 کہاں ہے عناد والحا دو گمراہی کے ذمہ داروں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکے والا
 أَيْنَ مُعْزِ الْأَوَّلِينَ وَالْمُذِلُّ الْأَعْدَاءِ
 کہاں ہے دوستوں کو عزت دینے والا اور دشمنوں کو ذلیل کرنے والا کہاں ہے
 أَيْنَ جَامِعُ الْكَلِمَةِ عَلَى التَّقْوَى
 کہاں ہے تمام کلمات کو تقویٰ پر جمع کرنے والا
 أَيْنَ بَابُ اللَّهِ الَّذِي مِنْهُ يُوتَى
 کہاں ہے وہ دروازہ فضل خدا جس سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہوا جاتا ہے
 أَيْنَ وَجْهُ اللَّهِ الَّذِي إِلَيْهِ يَتَوَجَّهُ الْأَوَّلِينَ
 کہاں ہے وہ وجہ اللہ جس کی طرف اس کے دوست متوجہ ہوتے ہیں
 أَيْنَ السَّبَبُ الْمُنْتَصِلُ بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ
 کہاں ہے وہ سلسلہ جو زمین و آسمان کا اتصال قائم کرنے والا ہے
 أَيْنَ صَاحِبُ يَوْمِ الْفَتْحِ وَ نَاشِئُ رَايَةِ الْمُدَى
 کہاں ہے وہ جو روز فتح کا مالک ہے اور پرچم ہدایت کا لہرانے والا ہے
 أَيْنَ مُؤَلِّفُ شَمْلِ الرِّضَا
 کہاں ہے وہ جو نیکی اور رضا کے منتشر اجزاء کو جمع کرنے والا ہے
 أَيْنَ الطَّالِبُ بِدُخُولِ الْأَنْبِيَاءِ
 کہاں ہے انبیاء اور اولاد انبیاء کے خون ناحق کا بدلہ لینے والا
 أَيْنَ الطَّالِبُ بِدَمِ الْمُفْتُولِ بِكَرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 کہاں ہے شہید کربلا کے خون ناحق کا مطالبہ کرنے والا
 أَيْنَ الْمَنْصُورُ عَلَى مَنْ اعْتَدَى وَ افْتَرَى
 کہاں ہے وہ جس کی ہر ظلم اور افتراء کرنے والے کے مقابلہ میں مدد کی جانے والی ہے
 أَيْنَ الْمُضْطَرُّ الَّذِي يُجَابُ إِذَا دَعَى

کہاں ہے وہ مضطر جس کی دعا مستجاب ہونے والی ہے؟
 أَيْنَ صَدْرُ الْخَلْقِ لَا يَنْقُذُ الْبَرَّ وَالتَّقْوَىٰ

کہاں ہے ساری مخلوقات کا سربراہ صاحب صلاح و تقویٰ؟
 أَيْنَ ابْنُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَىٰ، وَابْنُ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَىٰ، وَابْنُ خَدِيجَةَ الْعَرَّاءِ، وَابْنُ فَاطِمَةَ الْكُبْرَىٰ
 کہاں ہے رسول مصطفیٰ (ص) کا فرزند؟ اور علی مرتضیٰ کا دلبر کہاں ہے؟ اور خدیجہ
 کا نور نظر اور فاطمہ کبریٰ کا لخت جگر کہاں ہے؟
 يَا بِي أَنْتَ وَ أُمِّي وَ نَفْسِي لَكَ الْوَقَاءُ وَ الْحِمَامُ، يَا بِنَا السَّادَةَ الْمُقَرَّبِينَ
 تجھ پر میرے ماں باپ قربان اور میرا نفس تیرے لیے سپر اور محافظ ہے اے مقرب سرداروں کے فرزند!۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۵ - ظہور حق
 ۲۵ - بِالْقُرْآنِ الْأَصْلِيِّ تُبْلَى السَّرَائِرُ
 وَيُظْهِرُ الْحُجَّةَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ تُبْلَى السَّرَائِرُ
 اصلی قرآن کے ذریعہ جو حضرت بقیۃ اللہ الاعظم - کے پاس ہے کہ حضرت کے ظہور اور تشریف لانے کے وقت وہ سب
 کچھ ظاہر ہوگا جو دلوں میں مخفی و پوشیدہ ہے۔
 (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)
 جس دن اندرونی راز فاش ہوں گے۔
 ۵۱۴ - ” وَفِي الْاِحْتِجَاجِ : فِي رَوَايَةِ اَبِي ذَرٍّ الْغَفَارِيِّ رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى اِنَّهُ قَالَ لَمَّا تَوَفَّي رَسُولُ اللَّهِ (ص) جَمَعَ عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 الْقُرْآنَ وَجَاءَ بِهٖ اِلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَعَرَضَهُ عَلَيْهِمْ لِمَا قَدْ اَوْصَاهُ بِذٰلِكَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَلَمَّا فَتَحَهُ اَبُو بَكْرٍ خَرَجَ فِي اَوَّلِ
 صَفْحَةٍ فَتَحَهَا فُضَائِحُ الْقَوْمِ فَوَثَّبَ عُمَرُ وَقَالَ يَا عَلِيُّ اَرَدُوْا فَلَآ حَاجَةَ اَنَّا فِيْهِ فَاَخَذَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَانصَرَفَتْ ، ثُمَّ احضَرُوا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ
 وَكَانَ قَارِئًا لِلْقُرْآنِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اِنَّ عَلِيًّا جَاءَ نَا بِالْقُرْآنِ فُضَائِحُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَقَدْ رَأَيْنَا

۱) (سورنہ طارق، آیت ۰۹)

أَن نُّؤَلِّفَ الْقُرْآنَ وَنُسْقِطَ مِنْهُ مَا كَانَ إِنَّهُ فَضِيحَةٌ وَهَتِكٌ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَأَجَابَهُ زَيْدٌ اِلَیَّ لَذَكَ ثُمَّ قَالَ فَإِنَا فَرَعْتُ مِنَ
 الْقُرْآنِ عَلَیَّ مَا سَأَلْتُمْ وَأَطَعْتُمْ عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ الَّذِي أَلْفَهُ الْبَیِّنُ قَدْ بَطَلَ كُلُّ مَا عَمِلْتُمْ؟ قَالَ عُمَرُ فَمَا الْحِيلَةُ؟ قَالَ زَيْدٌ اَنْتُمْ
 اَعْلَمُ بِالْحِيلَةِ فَقَالَ عُمَرُ مَا حِيلَتُهُ دُونَ اَنَا نَقَتُ لَهُ وَ نَسْتَرِيحُ مِنْهُ فَدَبَّرَ فِي قَتْلِ عَلِيٍّ يَدْخُلُ بْنُ الْوَلِيدِ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَىٰ ذٰلِكَ فَلَمَّا
 اسْتَخْلَفَ عُمَرُ سَأَلَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَدْفَعَ اِلَيْهِ الْقُرْآنَ فَتُحَرِّقُوْهُ فَيَمَّا بَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَسَنِ اِنْ جِئْتُ بِالْقُرْآنِ الَّذِي كُنْتُ
 قَدْ جِئْتُ بِهٖ اِلَیَّ اَبَى بَكْرٍ حَتَّى نَجْتَمِعَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَاهُ لَا يَسَّ اِلَیَّ ذٰلِكَ سَبِيلٌ، اِنَّمَا جِئْتُ بِهٖ اِلَیَّ اَبَى بَكْرٍ
 لِتَقْوَمَ الْحُجَّةُ عَلَيْكُمْ وَلَا تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ اَوْ تَقُولُوا مَا جِئْتُنَا بِهٖ اِنَّا الْقُرْآنَ الَّذِي لَا يَمْسُهُ اِلَّا الْمَطْهَرُونَ
 وَالْاَوْصِيَاءُ مِنْ وَلَدِي ، قَالَ عُمَرُ فَهَلْ لِاِظْهَارِهِ وَقْتُ مَعْلُومٍ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَمْ اِذَا قَامَ الْقَائِمُ مِنْ وَلَدِي يُظْهِرُهُ وَيَحْمِلُ (النَّاسَ
 عَلَيْهِ فَتُجْرِي السَّنَةُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ ” (۱)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب احتجاج سے ابوذر غفاری کی روایت کے مطابق نقل کیا ہے کہ ابوذر کا بیان ہے: جب
 حضرت رسول خدا (ص) کی رحلت ہوئی تو حضرت علی - نے قرآن جمع کیا اور مہاجرین و انصار کے پاس لانے انہیں
 دکھایا کیوں کہ رسول خدا (ص) نے اسی طرح وضاحت فرمائی تھی۔ جب ابوبکر نے اسے کھولا تو اس میں قوم کی
 رسوائیاں برآمد ہوئیں تو عمر نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر کہا: اے علی! اس قرآن کو واپس لے جائیے ہمیں اس کی

ضرورت نہیں ہے لہذا حضرت علی - اسے اٹھا کر واپس لے گئے۔

۱) (احتجاج، ج ۱، ص ۲۲۸ - بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۴۲)۔

پھر زید ابن ثابت جو قاری قرآن تھے انہیں حاضر کیا عمر نے کہا: یقیناً حضرت علی - ہمارے پاس قرآن لے کر آئے کہ جس میں مہاجرین و انصار کی رسوائیاں موجود تھیں، ہماری رائے اور تدبیر یہ ہوئی کہ ہم خود قرآن تالیف کریں اور اس میں جو مہاجرین و انصار کی ہتک حرمت اور رسوائیاں ہوئی تھیں اسے حذف کر دیں، چنانچہ زید ابن ثابت نے مثبت جواب دیتے ہوئے کہا: اب اگر میں تمہاری رائے کے مطابق قرآن جمع کر کے فارغ ہوجاؤں اور جو قرآن علی - نے جمع کیا تھا اسے ظاہر کر دیں تو کیا تمہاری تمام دسیسہ کاریاں اور کارستانیاں خراب نہیں ہوجائیں گی؟ عمر نے کہا: تو پھر چارہ کار کیا ہے؟ کہا: تم اس کی تدبیر کے بارے میں بہتر جانتے ہو؟ پھر عمر نے کہا: اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ انہیں قتل کر دیں اور ان کی طرف سے سکون حاصل کریں اس تدبیر کے بعد مزید غور و فکر کر کے یہ مصمم ارادہ کیا کہ خالد ابن ولید کے بدست انہیں قتل کرایا جائے مگر کامیاب نہیں ہوا کیوں کہ وہ اس جرم میں ملوث (ہونے سے زیادہ عاجز تھا کیوں کہ اس کا واقعہ مشہور ہے۔) ۱

جب عمر خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت علی - سے درخواست کی کہ انہیں وہی قرآن عطا کریں تاکہ وہ اپنے درمیان مہاجرین و انصار کے متعلق جو مطالب مذکورہ ہیں اس میں تحریف و تبدیل سے کام لیں بلکہ اسے حذف کر دیں۔ لہذا کہا کہ: اے ابو الحسن! آپ وہ قرآن ہمارے لیے لے کر آئیں جو ابوبکر کے پاس لے گئے تھے تاکہ ہم لوگ اس پر عمل کریں تو حضرت - نے فرمایا: ہیہات! ایسا امر ممکن نہیں ہے اس کا کوئی راستہ نہیں ہے درحقیقت ابوبکر کے سامنے اتمام حجت کے لیے لایا تھا کہ کل روز قیامت یہ نہ کہیں کہ ہم تو اس سے غافل تھے یا نہ کہیں کہ ہمارے سامنے پیش نہیں کیا تھا تاکہ ہم اس پر عمل کرتے یقیناً وہ قرآن جو میرے پاس موجود ہے سوائے پاک و پاکیزہ افراد اور میری اولاد میں سے جو اوصیاء ہیں مس نہیں کرسکتے، عمر نے کہا: کیا اس کے اظہار کے لیے وقت معلوم ہے؟ فرمایا: ہاں

۱) (بعد والے صفحات میں آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں۔)

جس وقت میری اولاد میں سے قائم قیام کرے گا تو وہ اس (قرآن) کو ظاہر کرے گا اور لوگوں کو اس کی طرف برانگیختہ کرے گا اور پھر سنت پیغمبر (ص) کو جاری کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ”وَفِيهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ بَعَثَا إِلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَوَاعِدَاهُ وَفَارَقَاهُ عَلَى قَتْلِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصَمْنِ ذَلِكَ لَهُمَا فَسَمِعَتْ ذَلِكَ الْخَبْرَ اسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ امْرَأَةُ أَبِي بَكْرٍ فِي خَدْرِهَا ، فَأَرْسَلَتْ خَادِمَةً لَهَا وَقَالَتْ تَرَدَّدِي فِي دَارِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقُولِي إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمُرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ ، فَفَعَلْتُ الْجَارِيَةَ وَسَمِعَهَا عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَجَاهُ اللَّهُ قُولِي لِمَوْلَاتِكَ فَمَنْ يَقْتُلُ النَّاكِثِينَ وَالْمَارِقِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَوَقَعَتِ الْمَوَاعِدُ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ إِذْ كَانَ اخْفَى وَاخْتَبَرَتْ لِلْسَدْفَةِ وَالشَّبْهَةِ فَانْهَمُ كَانُوا بِالصَّلَاةِ حَتَّى لَا تُعْرِفَ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ وَلَكِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ لَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِذَا انْصَرَفَتْ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَاضْرِبْ عُنُقَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَلِّ إِلَى جَنْبِهِ لَا جِلَّ لَذَلِكَ وَأَبُوبَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ يَفْكَرُ فِي الْعَاقِبِ فَتَنْدَمُ فَجَلَسَ فِي صَلَوَاتِهِ حَتَّى كَادَتْ الشَّمْسُ تَطْلُعُ يَتَعَقَّبُ الْأَرَاءَ وَيَخَافُ الْفِتْنَةَ وَلَا يَأْمَنُ عَلَى نَفْسِهِ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ فِي صَلَوَاتِهِ يَا خَالِدُ لَا تَفْعَلْ مَا أَمَرْتُكَ بِهِ ثَلَاثًا“ ۵۱۵۔ “وفی روایة اخرى لا یفعلن خالد ما امرته ، فالتفت علی علیہ السلام فاذا خالد مشتمل علی السیف فقال ی جانیه فقال ما الادی امرک به ؟ قال یقتلک یا امیر المؤمنین قال اوکنت فاعلاً ؟ فقال ای والله لو لا انہ نہا نی لو صنعتہ فی اکثرک شعراً فقال له علی علیہ السلام کذبت لآم لك من یفعله اضیق حلقة است منک أما والذي فلق الحبة وبریء النسمة لو لا (ماسبق به القضاء العلیمت ای الفریقین شعر مکانا واضعف ” ۱)

۱) (احتجاج، ج ۱، ص ۱۱۸ - بحار الانوار، ج ۲۹، ص ۱۳۷)۔

اسی کتاب میں مذکور ہے کہ ابوبکر اور عمر دونوں خالد ابن ولید کے پاس گئے اور اسے جھوٹے وعدوں کے ساتھ فریب دیا اور ایک دوسرے سے اس بات پر اتفاق کرتے ہوئے علیحدہ ہوئے کہ علی - کو قتل کر دیں، خالد نے ان کو ضمانت دی

پھر جیسے ہی یہ خبر اسماء بنت عمیس جو ابوبکر کی زوجہ تھیں کو موصول ہوئی اپنی خادمہ کو حضرت علی کے گھر بھیج کر کہا کہ: جاؤ انہیں باخبر کر دو کہ لوگ آپ کے قتل کی سازش کر رہے ہیں چنانچہ خادمہ نے اپنے اس وظیفے کو انجام دیا جب حضرت علی - نے اس واقعہ کو سنا تو فرمایا: (خدا اس پر رحمت نازل کرے) اپنی شہزادی سے جاکر کہنا (اگر وہ مجھے قتل کر دیں) کون ہے جو ناکثین و مارقین و قاسطین (اہل صفین و جمل و نہروان) کو ہلاکت کے دہانے تک پہنچائے۔ ان کا وعدہ صبح کے وقت تھا، تاکہ مرد و زن میں تمیز نہ ہو سکے لیکن خداوند متعال تو اپنا کام ہر وقت کر کے رہتا ہے۔

ابوبکر نے خالد سے کہا: جب تم نماز صبح سے فارغ ہو تو علی - کی گردن اڑا دو، لہذا خالد نے علی - کے پاس اپنی نماز پڑھی تاکہ اپنا وعدہ پورا کر سکے ابوبکر نماز میں اپنے انجام کار کی فکر میں پڑ گئے اور شرمندہ ہو کر نماز کی حالت میں آفتاب طلوع ہونے کے نزدیک بیٹھے رہے، لوگوں کے نظریات کی تلاش میں حیران و سرگردان فتنے سے ہراساں اور اپنے خیال اور ہواس کھو بیٹھے تھے لہذا سلام نماز ختم کرنے سے پہلے کہا: اے خالد! جس کام کے لیے تمہیں مامور کیا گیا تھا اسے انجام نہ دو اپنے اس جملہ کی تین مرتبہ تکرار کی۔ دوسری روایت میں ذکر ہوا ہے: خالد کو اس چیز کا اقدام نہیں کرنا چاہیے جس کام کے لیے اسے مامور کیا گیا ہے۔ لہذا حضرت علی - متوجہ ہوئے دیکھا کہ خالد شمشیر کھینچ کر ان کے پاس کھڑا ہے، فرمایا: اے خالد! تمہیں اس کام کا کس نے حکم دیا ہے؟ کہا: آپ کے قتل کا اے امیر المومنین! حضرت نے فرمایا: کیا واقعاً مجھے قتل کرنا چاہتے تھے؟ کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے منع نہ کیا ہوتا تو یقیناً اس شمشیر کو آپ کے فرق مبارک پر چلاتا۔ حضرت - نے فرمایا: تم (جھوٹ بولتے ہو لا ام لک) (۱) یہ کام تمہارے بس کا نہیں ہے۔ (۲) جان لو کہ اس خدا کی قسم کہ جس نے دانے کو شگافتہ کیا مخلوقات کو پیدا کیا! اگر تم قضائے الہی کو سمجھتے ہوتے کہ ان دونوں فرقوں میں سے کس کی حیثیت زیادہ ضعیف اور کمتر ہے۔

۵۱۶ - "وفی رواہ اخری لأبی ذرّ رحمۃ اللہ انّ امیر المؤمنین علیہ السلام أخذ خالداً باصبعی السبابة والوسطی فی ذلک الوقت فعصره عصراً فصاح خالد صیحةً منكرة ففرغ الناس و همتم انفسهم و احدث خالد بی ثیابه وجعل یضرب برجلیه ولا یتکلم فقال ابو بکر لعمر هذه مشورتک المنکوسة کانی کنت انظر الی هذا و اجمد الله علّی سلامتنا کلما دنی أحد لیخل صه من یدہ الحظّة تضحی عنه رعباً، فبعث ابو بکر الی العباس فجاء و تشفع الیه و اقسّم علیہ فقال یحقّ (هذا القبر من فیہ و یحقّ ولذیه و امهما الا ترکته ففعل ذلک و قیل العباس بین عینیہ) (۳)

ابوذر غفاری علیہ الرحمہ کی دوسری روایت میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت امیر المومنین - نے اس خالد کو اپنی درمیانی دو انگلیوں کے درمیان پکڑ کر ایسا فشار دیا کہ خالد نے چیخ کر انکار کا نعرہ بلند کیا، لوگ ڈر کر اپنی اپنی فکر میں پڑ گئے اور خالد نے بھی خوف کی شدت سے اپنے لباس کو کثیف کیا اور اپنے پاؤں کو زمین میں مارنا شروع کیا اور اس میں بات کرنے کی طاقت باقی نہیں تھی۔

پھر ابوبکر نے عمر سے کہا: تم نے اپنے منحوس مشورے کا نتیجہ ملاحظہ کیا، گویا میں یہ منظر دیکھ رہا تھا اور خود سے کہہ رہا تھا الحمد للہ میں سلامتی کے ساتھ علی - کے ہاتھوں سے نجات پاگیا کیوں کہ جو شخص بھی

۱) یہ فقرہ ملامت کے وقت استعمال ہوتا ہے۔ ()

۲) خالد کی ناتوانی کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کام وہی انجام دے سکتا ہے کہ جس کی (طاقت تم سے کہیں زیادہ ہو۔

۳) احتجاج، ج ۱، ص ۱۱۸۔ ()

ان کے نزدیک جاتا تھا تاکہ خالد کو علی - کے ہاتھوں سے نجات بخشے وہ اپنی ہی جان کے خوف سے مزید دور ہو جاتا تھا، پھر ابوبکر نے کسی شخص کو عباس کے پاس بھیجا چنانچہ وہ آئے، سفارش کی اور حضرت کو قسم دلا کر کہا: اس قبر کے حق کا واسطہ اور جو اس میں محو خواب ہے اور اس کے فرزندوں اور ماؤں کے حق کا واسطہ اسے رہا کریں حضرت نے قبول کیا اور عباس نے حضرت علی - کی پیشانی کا بوسہ دیا۔

”حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کے ظہور کے ساتھ مخفی چیزیں آشکار ہو جائیں گی“ جیسا کی اصلی قرآن کے ساتھ بہت سی اشیاء حجاب میں مخفی رہ گئی ہیں وہ بھی ظاہر ہوں گی اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کے تشریف لانے پر جو کچھ انسانوں کے ضمیروں میں موجود ہے وہ بھی منصہ شہود و ظہور پر آئے گا۔ اور بہت سے وہ امور جو جہل و نادانی کی بنا پر انجام پذیر ہوئے ہیں اگرچہ ظاہری صورت میں حجت شرعی بھی رکھتے ہوں وہ بھی ظاہر ہوں گے، کیوں کہ حضرت - کی حکومت بعض انبیائے کرام کی حکومت کی طرح جیسے حضرت داؤد اور

حضرت سلیمان واقع امر کا حکم کرتے تھے وہ بھی ویسا ہی حکم کریں گے اور انہیں گواہ اور حجت و دلیل طلب کرنے کی بھی ضرورت نہ پہنچے گی۔

۵۱۷۔ ”وفی الکافی بإسناده عن أبي عبيدة الحذاء قال: كُنَّا زَمَانَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ قُبِضَ نَتَرَدَّدُ كَالْغَنَمِ لَا رَاعِيَ لَهَا فَلَقِينَا سَالِمَ بْنِ أَبِي خَفْصَةَ فَقَالَ لِي: يَا أَبَا عُبَيْدَةَ مَنْ إِمَامُكَ؟ فَقُلْتُ انْمَتَّي آلَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ هَلَكْتَ وَاهْلَكَتَ أَمَا سَمِعْتَ أَنَا وَأَنْتَ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ إِمَامٌ مَاتَ مِثْلَ جَاهِلِيَّةٍ؟ فَقُلْتُ بَلَى لَعُمْرِي وَلَقَدْ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ بَثَلَاتٍ أَوْ نَحْوَهَا دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَزَقَ اللَّهُ الْمَعْرِفَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي سَأَلِمْتُ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ إِنَّهُ لَا يَمُوتُ مِمَّا مَيِّتُ حَتَّى يَخْلُفَ مِنْ بَعْدِهِ مَنْ يَعْمَلُ بِمِثْلِ عَمَلِهِ يَسِيرُ بِسِيرَتِهِ وَيَدْعُوا إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْ مَا أُعْطِيَ دَاوُدَ أَنْ أُعْطِيَ سُلَيْمَانَ، ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ إِذَا قَامَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَكَمَ بِحُكْمِ دَاوُدَ وَ (سُلَيْمَانَ وَلَا يَسْأَلُ بَيِّنَةً)“ (۱)

کافی میں بطور مسند ابو عبیدہ خدائے سے مروی ہے کہ اس کا بیان ہے: جب امام محمد باقر - کا انتقال ہوا تو میں موجود تھا (ان کے جانشین کے معین ہونے کے لیے) ہم لوگ اس طرح متردد تھے جیسے وہ بکری جس کا چرواہا نہ ہو اور ہم سے سالم ابن ابی خفصہ نے ملاقات کی (جس نے بعد میں زیدی مذہب اختیار کیا اور امام صادق - پر لعنت اور ان کی تکفیر کی) وہ مجھ سے کہنے لگا: اب تمہارا امام کون ہے؟ میں نے کہا: آل محمد کے ائمہ ہیں۔ اس نے کہا: تم خود بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ امام محمد باقر فرمایا کرتے تھے کہ: جو شخص ایسی حالت میں مر گیا ہو کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ کفر کی موت مرا۔ میں نے کہا: اپنی جان کی قسم! ضرور ایسا ہی ہے اور اس سے پہلے بھی۔ وہ دو تین مرتبہ ایسا کہہ چکا تھا میں امام جعفر صادق - کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: سالم ایسا ایسا کہتا ہے فرمایا: اے ابو عبیدہ! ہم میں سے جو شخص مرتا ہے تو ضرور اپنے بعد ایسے شخص کو چھوڑتا ہے جو اس کی طرح عمل کرنے والا ہو اور اسی جیسی سیرت کا حامل ہو اسی کی طرح خدا کی طرف بلانے والا ہو۔ اے ابو عبیدہ! جو داؤد کو خدا نے عطا کیا تھا اس کے پانے میں سلیمان کے لیے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی (لہذا خدا نے جو فضیلت میرے والد گرامی کو عطا کی مجھے بھی عطا فرمائے گا) پھر فرمایا: اے ابو عبیدہ! جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا تو وہ داؤد و

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۳۹۷، باب ان الائمه اذا ظهر امرهم حکموا بحکم داؤد۔)

سلیمان علیہما السلام کی طرح بغیر گواہ کے مقدمات کا فیصلہ کریں گے۔

مولف کہتے ہیں: حکم داؤد سے مراد پیغمبر و امام کا حکم دینا ہے اس علم و یقین کے مطابق جو انہیں حاصل ہے اور طرفین کے حالات و فرائض اور ادلہ و شواہد کی طرف توجہ نہیں فرمائیں گے کیوں کہ حضرت داؤد کی قضاوت اسی طرح ہوا کرتی تھی۔

یعنی اپنے علم کے مطابق جو حقیقی واقعے کے حامل ہوتے تھے حکم کرتے تھے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کتاب مرآة العقول (۱) میں رقم طراز ہیں کہ: شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب المسائل میں تحریر کیا ہے: امام اپنے علم و یقین کے مطابق حکم کر سکتا ہے جیسا کہ ظاہری گواہوں کے مطابق حکم کرتا ہے اور جب بھی اسے معلوم ہو جائے کہ گواہوں کی گواہی خلاف واقع و حقیقت تھی تو ان کی گواہی کو رد کر دیتا ہے اور جو کچھ خدا نے اسے سمجھایا ہے اس کے مطابق حکم کرتا ہے اور میرے عقیدے کے مطابق ممکن ہے کبھی باطن اور حقیقت امر امام سے مخفی ہو جائے اور ظاہر کے مطابق حکم کر اگرچہ ایک واقع و حقیقت کے برخلاف ہو کہ جسے خدا جانتا ہے اور ممکن ہے خدا امام کو آگاہ کرے اور سچے گواہ کو جھوٹے گواہ سے اس کے لیے مشخص کرے اور اس طرح حقیقت حال امام سے پوشیدہ نہ رہے یہ امور ان مصالح و الطاف الہی سے وابستہ ہیں کہ جس سے کوئی خدائے عزوجل کے علاوہ واقف نہیں ہے۔ اور امامیہ گروہ کا یہاں تین قول پایا جاتا ہے۔

۱۔ بعض قائل ہیں: ان کے فیصلے ہمیشہ ظواہر کے مطابق ہیں اور کبھی بھی اپنے علم کے مطابق حکم نہیں کرتے۔

۲۔ بعض قائل ہیں: ان کے فیصلے باطن و حقیقت کے مطابق ہیں نہ ظاہری امور کے مطابق کہ جہاں اس بات کا امکان پایا جاتا ہے کہ مسئلہ اس کے برخلاف آشکار ہو۔

۱) (مرآة العقول، ج ۱، ص ۲۹۷)۔

۳۔ بعض افراد جیسے جو قول میں نے اختیار کیا ہے قائل ہیں کہ امام کبھی ظاہر کے مطابق اور کبھی باطن کے مطابق حکم کرتا ہے۔

لیکن اس بات کی روایات اور وہ عنوان جو کلینی علیہ الرحمہ نے اخذ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ جب بھی مبسوط الید ہوتے تقیہ کی حالت میں نہیں ہوتے تھے تو باطن (اور واقع کے مطابق قضاوت کرتے تھے۔ (۱) ۵۱۸۔ ”وفیہ باسناده عن ابان قال سمعتُ ابا عبد الله عليه السلام يقول لا تذهب الدنيا حتى يخرج رجلٌ مني يحكم بحكومة آل داود ولا يسألُ بيعةً يُعطي كُلَّ نفسٍ حقها ، وفي نسخة (حکمها ” (۲)

اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ اپنے اسناد کے ساتھ ابان سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے : میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ جب تک دنیا چلتی رہے گی ایک شخص مجھ سے اس کے خاتمہ سے پہلے ظاہر ہوگا جو آل داود کی طرف حکومت کرے گا اسے مقدمات کے فیصلہ میں گواہ کی ضرورت نہ ہوگی وہ ہر شخص کو اس کا حق عطا کرے گا۔ (ایک نسخہ میں ہے کہ ہر شخص کو اس کے حکم کے مطابق حکم دے گا)

۵۱۹۔ ”وفیہ باسناده عن عمار الساباطی قال قلتُ لأبي عبد الله عليه السلام ، بما تحكُمون إذا حكمتُم قال يحكم الله وحكم داود فإذا ورد علينا الشيء الذي ليس عندنا تلقأ أن به روح (القدس ” (۳)

اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ اپنے اسناد کے ساتھ عمار ساباطی سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان

۱) (الحاج سید جواد مصطفوی صاحب کی مترجم کتاب کافی سے منقول ، ج ۲، ص ۲۴۸)۔

۲) (کافی، ج ۱، ص ۳۹۸)۔

۳) (گزشتہ حوالہ)۔

ہے : میں نے امام جعفر صادق - سے عرض کیا کہ: جب آپ کسی قضیہ کا فیصلہ کرتے ہیں تو کیسے کرتے ہیں؟ فرمایا: حکم خدا کے مطابق اسی طرح جیسے داؤد فیصلے کرتے تھے جب کوئی ایسا معاملہ درپیش ہوتا ہے کہ جس کا ہمیں علم نہ ہو تو روح القدس ہمیں بتا دیتے ہیں۔

۵۲۰۔ ”وفیہ باسناده عن عمار الساباطی قال : قلتُ لأبي عبد الله عليه السلام ما منزلة الأئمة ؟ قال كمنزلة ذی القرنین وکمنزلة یوشع وکمنزلة آصف صاحب سليمان ، قال فيما تحكُمون ؟ قال يحكم الله وحكم آل داود وحكم محمد (ص) ويتلقأنا به روح القدس ” (۱)

اسی کتاب میں کلینی علیہ الرحمہ اپنے اسناد کے ساتھ عمار ساباطی سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - سے دریافت کیا کہ ائمہ کی منزلت کیا ہے؟ فرمایا: وہی جو ذو القرنین کی ہے یا یوشع کی یا آصف وزیر سلیمان کی۔ راوی نے کہا: آپ قضا کا فیصلہ کیسے کرتے ہیں؟ فرمایا: جو حکم خدا ہوتا ہے اس کے مطابق اور آل داؤد کے مطابق اور محمد مصطفیٰ (ص) کے فیصلے کے مطابق اور اسے ہمیں روح القدس بتاتے ہیں۔ ۵۲۱۔ ”وفی البصائر : با سنادہ عن ابی عبیدہ عنہ (الصادق) علیہ السلام قال إذا قام قائم آل محمد (ص) حکم بحکم داود وسليمان لا يسأل الناس بيعة” ۲

صاحب بصائر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ امام صادق - نے فرمایا: جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا تو وہ داؤد و سلیمان علیہما السلام کی طرح بغیر گواہ کے مقدمات کا فیصلہ کریں گے۔

۱) (گزشتہ حوالہ، حدیث ۵)۔

۲) (بصائر الدرجات، ص ۲۷۹)۔

۵۲۲۔ ”وفیہ عن جریز قال سمعتُ ابا عبد الله عليه السلام يقول لن تذهب الدنيا حتى يخرج رجلٌ من اهل البيت يحكم بحكم داود ولا يسأل الناس بيعة” (۱)

کتاب بصائر میں جریز سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - کو یہ فرماتے ہوئے سنا: دنیا کا اس وقت تک خاتمہ نہیں ہوگا جب تک ایک شخص ہم اہل بیت سے ظاہر ہوگا جو حضرت داؤد کی طرح فیصلہ کرے گا اور

لوگوں سے گواہ نہیں طلب کرے گا۔ ۵۲۳۔ ”وفی غیبة النعمانی بإسناده عن أبي حمزة الثمالی قال سمعتُ أبا جعفرٍ محمدَ بنَ عليٍّ عليهما السلام يقولُ لو قد خَرَجَ قائمُ آلِ محمدٍ عليه السلام لَنَصْرَهُ اللهُ بِالْمَلَائِكَةِ الْمُسَوِّمِينَ وَالْمُرْدِفِينَ وَالْمَنْزَلِينَ وَالْكُرُوبِينَ يَكُونُ جِبْرِئِيلُ أَمَامَهُ وَمِيكَائِيلُ عَنْ يَمِينِهِ وَإِسْرَافِيلُ عَنْ يَسَارِهِ وَالرُّعْبُ مَسِيرُهُ أَمَامَهُ وَخَلْفُهُ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ حِذَاهُ أَوَّلُ مَنْ تَبِعَهُ مُحَمَّدٌ (ص) وَعَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالثَّانِي وَمَعَهُ سَيْفٌ مُخْتَرِطٌ نَفَتْحَ اللهُ لَهُ الرُّومَ وَالْقَيْنَ وَالتُّرُكَ وَالدَّيْلِمَةَ وَالسَّنْدَ وَالْهِنْدَ وَكَابِلَ شَاهِ وَالْخَزَرَ يَا أبا حَمَزَةَ لَا يَقُومُ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا عَلَى خَوْفٍ شَدِيدٍ وَزَلْزَلٍ وَفِتْنَةٍ وَبَلَاءٍ يُصِيبُ النَّاسَ وَطَاعُونَ قَبْلَ ذَلِكَ وَسَيْفٌ قَاطَعَ بَيْنَ الْعَرَبِ وَاخْتِلَافٍ شَدِيدٍ بَيْنَ النَّاسِ وَتَشَيَّتْ وَتَشَتَّتْ فِي دِينِهِمْ وَتَغَيَّرَ مِنْ حَالِهِمْ حَتَّى يُيْتَمَنَى الْمُنْتَهَى الْمَوْتُ صَبَاحاً وَمَسَاءً مَا يَرَى مِنْ كَلْبِ النَّاسِ وَآكَلِ بَعْضُهُمْ بَعْضاً وَخُرُوجُ إِذَا خَرَجَ عِنْدَ الْآيَاسِ وَالْقُنُوطِ فَيَاطُوبِي لِمَنْ أَدْرَكَهُ وَكَانَ مِنْ أَنْصَارِهِ، وَالْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلُ لِمَنْ خَالَفَهُ وَخَالَفَ أَمْرَهُ وَكَانَ مِنْ أَعْلَامِهِ ثُمَّ

۱) بصائر الدرجات، حدیث ۰۴)

قال يقوم بأمرٍ جَدِيدٍ وَسُنَّةٍ جَدِيدَةٍ وَقَضَاءٍ جَدِيدٍ عَلَى الْعَرَبِ شَدِيدٍ لَيْسَ شَأْنُهُ إِلَّا الْقَتْلُ وَلَا) يَسْتَثْبِى أَحَدٌ وَلَا تَأْخُذُهُ فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ لَانِمٌ (۱)

نعمانی نے الغیبة میں اپنے اسناد کے ساتھ ابو حمزہ ثمالی سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام محمد باقر - کو یہ کہتے سنا: اگر قائم آل محمد ظہور کریں تو یقیناً ملائکہ مسومین (نشانیوں والے فرشتے) مردفین (یعنی وہ فرشتے جو مومنین کی مشایعت کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں) منزلین (یعنی بھیجے ہوئے)، کروبین (بڑے فرشتوں کو کہتے ہیں کہ جن کے سردار جبرئیل - ہیں) (۲) ان کی نصرت کریں گے، جبرئیل ان کے سامنے اور میکائیل دابنی طرف اسرافیل بائیں طرف ہوں گے اور رعب (خوف) چاروں طرف سے ہوگا اور ملائکہ مقربین مقابل میں ہوں گے اور سب سے پہلے جو ان کی مشایعت کریں گے حضرت محمد (ص) ہیں اور علی - دوسرے فرد ہوں گے ان کے ہمراہ شمشیر برہنہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے روم و دیلم سندھ و ہند اور کابل شاہ و خزر کو فتح عنایت کرے گا اے ابو حمزہ! امام قائم - اس وقت ظہور کریں گے جب لوگ شدید خوف زلزلوں، فتنوں اور بلاؤں میں مبتلا ہوں گے اور آپ کے ظہور سے پہلے طاعون کی وبا پھیلے گی، اہل عرب کے درمیان باہم شدید اختلاف اور کشیدگی پیدا ہوگی برہنہ تلواریں چلیں گی، دین میں انتشار پیدا ہوگا اور ان کا ایسا برا حال ہوگا کہ لوگ صبح و شام موت کی تمنا کریں گے اس لیے کہ دیکھ رہے ہوں گے کہ ایک دوسرے کو جانوروں کی طرح کھایا جا رہا ہے، ظلم ڈھایا جا رہا ہے۔ آپ اس وقت خروج کریں گے جب لوگوں پر مایوسی اور نا اُمیدی چھائی ہوئی ہوگی۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو امام قائم - کا زمانہ مل جائے اور ان کے انصار میں شامل ہوجائے اور ویل و افسوس ہے اس شخص پر جو ان کی مخالفت کرے ان کا حکم نہ مانے، ان کے دشمنوں میں شامل

۱) غیبت نعمانی، ص ۲۳۵۔)

۲) پرائنٹز کے درمیان کی عبارت مجمع البحرین سے ماخوذ ہے۔)

ہوجائے۔ پھر فرمایا: آپ ظہور کریں گے تو امر جدید و سنت جدیدہ، جدید فیصلہ کے ساتھ، جو اہل عرب کے لیے گراں ہوگا، کیونکہ ان کا کام صرف قتل ہوگا، وہ کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔

نبی اکرم (ص) اور ائمہ کے سامنے اعمال کا پیش کرنا
۵۲۴۔ ”وفی الکافی بإسناده عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال تُعَرَضُ الْأَعْمَالُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) (أَعْمَالُ الْعِبَادِ كُلُّ صَبَاحٍ اِبْرَارُهَا وَفَجَارُهَا فَاحْذَرُوهَا وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ) (تَعَالَى) > اَعْمَلُوا فَتَسِيرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ < وَسَكَّتْ ” (۱)
کلینی علیہ الرحمہ نے کافی میں اپنے اسناد کے ساتھ ابو بصیر سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: رسول خدا (ص) پر تمام لوگوں کے اعمال خواہ وہ نیک ہوں یا بد ہر صبح کو پیش کیے جاتے ہیں لہذا تم اس سے ڈرتے رہو برے اعمال نہ کرو، اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عمل کرو کہ ”اللہ تمہارے عمل کو دیکھتا ہے اور اس کا رسول ” اس کا معنی یہی ہے یہ فرما کر خاموش ہو گئے۔

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آیہ کریمہ میں کلمہ (و رسولہ) کے بعد کلمہ (و المومنون) ذکر ہوا ہے کہ جس سے

مراد تفسیر میں ائمہ ہیں امام صادق - نے اس کلمہ کو یا تقیہ یا مطلب واضح ہونے کی بنا پر بیان نہیں کیا اور ساکت رہے۔
 ۵۲۵ - ”وفیہ باسناده عن سماعة عن ابي عبد الله عليه السلام قال سمعته يقول مالکم تسوون رسول الله (ص) فقال رجل کیف تسووه فقال : أما تعلمون ان“

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۱۹، حدیث ۰۱)

(اعمالکم تُعرَضُ عَلَیْهِ فَإِذَا رَأَى فِيهَا مَعْصِيَةً سَاءَ هُ ذَلِكَ فَلَا تَسْوَوا رَسُولَ اللَّهِ وَسَرُّوهُ ” (۱ نیز کلینی علیہ الرحمہ نے کافی میں اپنے اسناد کے ساتھ سماعہ سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے : میں نے امام جعفر صادق - کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: تم کو کیا ہوگیا ہے کہ رسول خدا (ص) کو ناخوش اور آرزو کرتے ہو؟ ایک شخص نے کہا کہ: ہم کیسے ناخوش کرتے ہیں؟ فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ حضور اکرم (ص) کے سامنے تمہارے اعمال پیش ہوتے ہیں جب برے اعمال دیکھتے ہیں تو حضرت رنجیدہ ہوتے ہیں لہذا رسول خدا (ص) کو ناخوش نہ کرو بلکہ انہیں خوش رکھو۔
 ۵۲۶ - ”وفی البصائر : باسناده عن محمد بن مسلم عن ابي جعفر عليه السلام قال (أعمال) العباد تُعرَضُ عَلٰى نَبِيِّكُمْ كُلِّ عَشِيَةِ الْخَمِيسِ احَدُكُمْ اَنْ تُعْرَضَ عَلٰى نَبِيِّهِ الْعَمَلُ الْقَبِيحُ ” (۲ بصائر میں محمد ابن مسلم نے امام محمد باقر - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: بندوں کے اعمال تمہارے پیغمبر کے سامنے ہر شب جمعہ پیش کیے جاتے ہیں لہذا تم میں سے ہر ایک کو شرم و حیا کرنی چاہیے کہ کہیں تمہارے برے اعمال پیغمبر (ص) کے سامنے پیش کیے جائیں۔
 ” وفیہ : باسناده عن عبد الرحمن بن كثير عن ابي عبد الله عليه السلام قوله تعالى قال هُمُ الْأُمَّةُ تُعْرَضُ عَلَيْهِمْ أَعْمَالُ الْعِبَادِ كُلِّ يَوْمٍ إلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ” (۳)
 اسی کتاب میں عبد الرحمن ابن کثیر ناقل ہیں کہ: امام جعفر صادق - نے خدائے

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۱۹، حدیث ۰۳)

۲) (بصائر الدرجات، جزء ۹، ص ۴۲۶، حدیث ۰۱۴)
 ۳) (بصائر الدرجات، جزء ۹، ص ۴۲۷، حدیث ۰۴)

عزوجل کے قول (عمل کریں کہ خدا و رسول اور مومنین آپ کے عمل کو دیکھ رہے ہیں) کے متعلق فرمایا: مومنین ائمہ ہیں کہ جن کے سامنے بندوں کے اعمال روزانہ صبح قیامت تک پیش کیے جائیں گے۔
 ۵۲۷ - ”وفیہ ایضاً باسناده عن بريد العجلي قال قلت لا بی جعفر عليه السلام قال ما من مؤمن يموت ولا كافر فتوضع في قبره حتّى تُعْرَضَ عَمَلُهُ عَلٰى رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَعَلٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهَلُمَّ جَرًّا إلٰى آخِرِ مَنْ فَرَضَ اللَّهُ طَاعَتَهُ (عَلَى الْعِبَادِ ” (۱)
 اسی کتاب میں بريد عجلّی کا بیان ہے: میں نے امام محمد باقر - سے آیت کے متعلق : (کام کرتے رہو کہ خدا و رسول اور مومنین تمہارے عمل و کردار کو دیکھ رہے ہیں) عرض کیا تو فرمایا: کوئی بھی مومن ، کافر انتقال نہیں کرتا پھر قبر میں رکھا جاتا ہے مگر یہ کہ اس کا عمل رسول خدا (ص) اور علی - کے سامنے پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ان میں یکے بعد دیگرے آخری امام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ نے ان کی اطاعت تمام بندوں پر واجب قرار دی ہے۔
 ۵۲۸ - ”وفی الکافی باسناده عن عبد الله بن أبان الزيات وكان مكيّناً عند الرضا عليه السلام قال قلت للرّضا عليه السلام ادع الله لي ولا هل يبيتي فقال أَوْلَسْتُ أَفْعَلُ وَاللّٰهُ اِنَّ اَعْمَالَكُمْ لَتُعْرَضُ عَلٰى فِى كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ فَاسْتَعْظَمْتُ ذَلِكَ فَقَالَ لِي اَمَّا تَقْرَأُ كِتَابَ اللَّهِ غَزْوَجَلَّ ؟ قَالَ هُوَ وَاللّٰهُ عَلٰى بَنِ اَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ” (۲ کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ عبد اللہ ابن ابان زیات سے روایت نقل کی ہے کہ ان کا بیان ہے: (حضرت امام رضا - کے نزدیک ان کا ایک مقام تھا) میں نے امام رضا - سے

۱) (بصائر الدرجات، جزء ۹، ص ۴۲۹، حدیث ۰۸)

۲) (کافی، ج ۱، ص ۲۱۹، حدیث ۰۴)

عرض کیا: میرے اور میرے گھر والوں کے لیے دعا فرمائیں؟ فرمایا: کیا میں دعا نہیں کرتا؟ خدا کی قسم! تمہارے اعمال

ہر شب و روز میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ عبد اللہ کا بیان ہے: میں نے اس کو امر عظیم سمجھا تو حضرت - نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے کتاب خدا میں یہ آیت نہیں پڑھی ”عمل کرو پس تمہارے عمل و کردار کو اللہ دیکھتا ہے اس کا رسول اور مومنین“ پھر فرمایا: خدا کی قسم! اس مومن سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔

۵۲۹ - ”وفی البصائر بإسناده عن داود الرقي قال دخلت على أبي عبد الله عليه السلام فقال لي يا داود أعملكم عرضت على يوم الخميس فرايت لك فيها شيئاً فرحني وذلك صلتك لابن عمك أما إنَّ سيمحَقَّ أجلُّ ولا ينقصُ رزقك قال داود كان لي ابن عم ناصب كثير العيال (محتاج فلما خرجت إلَّي مَكَّة أمرتُ لهُ بصلَّة فلما دخلت علَّي أبي عبد الله أخبرني بهذا ” (۱ بصائر میں بطور مسند داود رقی سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق - کی خدمت میں شرف یاب ہوا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد! تمہارے اعمال بروز پنجشنبہ میرے سامنے پیش کیے گئے تو میں نے دیکھا کہ تمہارے نفع کی چیز اس میں موجود ہے (یا تحریر کی ہوئی ہے) وہ میرے لیے مایہ خوش حالی ثابت ہوا اور وہ تمہیں اپنے چچا کے بیٹے سے صلہ رحم کرنا تھا۔ جان لو عنقریب اس کی عمر ختم ہو جائے گی اور تمہاری روزی میں سے کوئی شے کم نہیں ہوگی۔ داؤد کا بیان ہے: میرے ایک چچا کا فرزند ناصبی تھا جو کثیر العیال اور ضرورت مند تھا، جب میں مکہ مکرمہ جانے کے لیے مامور ہوا تو میں نے اس کی مدد کی (یا حکم دیا کہ اس کی مدد کی جائے) جس وقت میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے اس واقعہ سے باخبر کیا۔

۱۔ (بصائر الدرجات، جزء ۹، ص ۴۲۹، حدیث ۰۳)

ائمہ ، خدا کی مخلوق پر اس کے گواہ ہیں

۵۳۰ - ”وفی البصائر : بإسناده عن محمد بن مسلم و زُرَّارَةَ قَالَ سَأَلْنَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْأَعْمَالِ تُعْرَضُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) قَالَ مَا فِيهِ شَكٌّ ثُمَّ تَلَاهُ الْآيَةَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ شُهَدَاءُ فِي أَرْضِهِ ” (۱)

بصائر میں بطور مسند محمد ابن مسلم اور زراره سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ان کا بیان ہے: ہم لوگوں نے امام جعفر صادق - سے سوال کیا کہ کیا لوگوں کے اعمال رسول خدا (ص) کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں؟ فرمایا: اس کام میں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: (اے محمد (ص)! کہہ دیجیے تمام کام انجام دو عنقریب خداوند متعال اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھے گا اسی طرح مومنین بھی دیکھیں گے) پھر فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے روئے زمین پر گواہ افراد موجود ہیں۔

۵۳۱ - ”وفی الکافی : بإسناده عن سَمَاعَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ نَزَلَتْ فِي أُمَّةٍ (مُحَمَّدٌ خَاصَّةٌ فِي كُلِّ قَرْنٍ مِنْهُمْ إِمَامٌ مِنْ شَاهِدٍ عَلَيْهِمْ وَمُحَمَّدٌ (ص) شَاهِدٌ عَلَيْنَا ” (۲) کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ سماعہ سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ: امام جعفر صادق - نے آیہ کریمہ (اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ہر امت سے ایک گواہ کے ساتھ بلائیں گے اور اے رسول! تم کو ان سب پر گواہ بنائیں گے) کے متعلق فرمایا: یہ آیت صرف امت

۱۔ (گزشتہ حوالہ، ص ۴۳۰، حدیث ۰۶)

۲۔ (کافی، ج ۱، ص ۱۹۰، حدیث ۰۱)

محمدیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان میں سے ہر فرقہ اپنے امام کے ساتھ ہوگا جو ان کے اعمال کے لیے حاضر و ناظر ہو گا ہم ان پر گواہ ہوں گے اور محمد (ص) ہمارے اعمال پر گواہ اور حاضر و ناظر ہوں گے۔ (یعنی ان کی گفتار و کردار پر ناظر ہیں اور قیامت کے دن خدا کے حضور گواہی دیں گے لہذا اس بات کا خیال رہے اور تقویٰ اختیار کرو کہ تمہارے گواہوں کی گواہی مقبول اور وہ سب عادل ہیں)۔

۵۳۲ - ”وفیه : بإسناده عن بُرَيْدِ الْعَجَلِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ نَحْنُ الْأُمَّةُ الْوَسْطَى وَنَحْنُ شُهَدَاءُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى خَلْقِهِ وَحُجَّةٍ فِي أَرْضِهِ قُلْتُ: قَوْلُهُ تَعَالَى قَالَ إِيَّا نَا غَنَى وَنَحْنُ الْمَجْتَبُونَ وَلَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي الدِّينِ مِنْ ضَيْقٍ فَالْخَرَجِ اشْدَّ مِنَ الضَّيْقِ > مَلَّةٌ ابْيَكُمُ اِبْرَائِيمَ < إِيَّا نَا غَنَى خَاصَّةٌ وَ “سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ” اللَّهُ سَمَّاَنَا الْمُسْلِمِينَ

مِنْ قَبْلُ فِي الْكُتُبِ الَّتِي مَضَتْ وَفِي هَذَا الْقُرْآنِ فَرَسُولُ اللَّهِ (ص) الشَّهِيدُ عَلَيْنَا بِمَا بَلَغَ أَنْ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَنَحْنُ الشَّهَدَاءُ عَلَى النَّاسِ) فَمَنْ صَدَّقَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَدَقْنَا وَمَنْ كَذَّبَ كَذَّبْنَا ” (۱)

اسی کتاب میں برید عجلٰی کا بیان ہے : میں نے امام محمد باقر - سے دریافت کیا کہ اس آیت کریمہ (اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت قرار دیا تاکہ لوگوں پر گواہ رہو اور پیغمبر اکرم (ص) آپ پر

۱۔ (گزشتہ حوالہ، ص ۱۹۱ ، حدیث ۴۔)

گواہ ہیں) کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا: امتِ وسط ہم ہیں اور ہم اللہ کے گواہ ہیں اس کی مخلوق پر اور ہم اللہ اس کی زمین میں حجت ہیں، میں نے کہا: اس آیت سے کیا مراد ہے: (اے ایمان لانے والو! رکوع کرو سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی کرو تاکہ تم فلاح پاؤ، اور راہِ خدا میں ٹوٹ کر جہاد کرو اس نے تم کو چن لیا ہے) ” فرمایا: اس سے مراد ہم ہیں کہ ہم کو اس نے چنا ہے اور اس خدا نے فرمایا: دین میں مسائل کے سمجھنے میں کوئی اشکال نہیں رکھتا پس مسائل میں حرج ہونا دل تنگی سے زیادہ برا ہے اور ”آپ کے باپ ابراہیم کی ملت سے ” صرف ہم مراد ہیں اور (تمہیں مسلمان نام رکھا) خدا نے ہمیں پہلے ہی سے مسلمان نام رکھا یعنی گزشتہ کتابوں میں بھی اس نام سے موسوم کیا اور اس قرآن میں بھی ہے ”تاکہ رسول (ص) ہم پر گواہ ہو اور ہم تم لوگوں پر ” لہذا جس نے دنیا میں ہماری تصدیق کی ہم روز قیامت اس کی تصدیق کریں گے اور جس نے ہمیں جھٹلایا ہم اسے جھٹلائیں گے۔

۵۳۳۔ ”وفیه بإسناده عن سُلَيْمِ بْنِ قَيْسِ الْهَلَالِيِّ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى طَهَّرَنَا وَعَصَمَنَا وَجَعَلَنَا شُهَدَاءَ عَلَى خَلْقِهِ وَحُجَّتَهُ فِي أَرْضِهِ وَجَعَلَنَا مَعَ الْقُرْآنِ (وَجَعَلَ الْقُرْآنَ مَعَنَا لَا نُفَارِقُهُ وَلَا يُفَارِقُنَا ” (۱)

اسی کتاب میں سلیم ابن قیس ہلالی نے حضرت امیر المومنین - سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں پاک و پاکیزہ بنایا اور ہمیں مقام عصمت عنایت فرمایا اور ہماری حفاظت کی ہمیں اپنی مخلوق پر گواہ بنایا ہے، اور اپنی زمین پر اپنی حجت قرار دیا ہے اور قرآن کو ہمارے ساتھ کیا ہے اور ہم کو قرآن کے ساتھ ، نہ ہم اس سے جدا ہوں گے نہ وہ ہم سے۔

(ہماری گفتار ہمارا کردار قرآن کے حقیقی معانی و مضامین پر منطبق ہوتا ہے اور جدائی ممکن ہی نہیں کیوں کہ ہم بھی قرآن سے تجاوز نہیں کرتے۔

۱۔ (گزشتہ حوالہ، ج ۱، ص ۱۹۱ ، حدیث ۵۔)

۵۳۴۔ ”وفی البصائر بإسناده عن مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلَمٍ وَزُرَّارَةَ قَالَ سَأَلْنَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْأَعْمَالِ تُعْرَضُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) قَالَ مَا فِيهِ شَكٌّ ثُمَّ تَلَاهُذِهِ الْآيَةَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ شُهِدَاءُ فِي أَرْضِهِ ” (۱)

بصائر میں بطور مسند محمد ابن مسلم اور زرارہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ ان کا بیان ہے: ہم لوگوں نے امام جعفر صادق - سے سوال کیا کہ کیا لوگوں کے اعمال رسول خدا (ص) کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں؟ فرمایا: اس کام میں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: (اے محمد (ص)! کہہ دیجیے تمام کام انجام دو عنقریب خداوند متعال اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھے گا اسی طرح مومنین بھی دیکھیں گے) پھر فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے روئے زمین پر گواہ افراد موجود ہیں۔

چند دوسری روایت بھی اسی مضمون کی امام محمد باقر - سے نقل ہو چکی ہے۔ جس وقت حضرت قیام کریں گے لوگوں کو نئے سرے سے اسلام کی دعوت دیں گے۔ ۵۳۵۔ کتاب وافی میں امام جعفر صادق - سے روایت کی گئی ہے کہ جب قائم آل محمد (ص) قیام کریں گے تو لوگوں کو نئے سرے سے اسلام کی دعوت دیں گے اور ان کے لیے جو چیزیں کہنے ہو گئی ہوں گی ان کی طرف ہدایت و رہنمائی فرمائیں گے۔ (۲ ۵۳۶۔ اسی کتاب میں امام جعفر صادق - نے فرمایا: قائم کو قائم اس لیے کہتے ہیں چوں کہ وہ حق کے ساتھ قیام کریں گے۔

۵۳۷۔ نیز اسی کتاب میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: قائم - کو مہدی کہتے ہیں

۱) (بصائر، جزء ۹، ص ۴۳۰، حدیث ۶۔)
۲) (وافی، ج ۲، ص ۱۱۳۔)

(چوں کہ وہ لوگوں کو ان کی غفلت شدہ چیزوں کی طرف رہنمائی کریں گے۔) ۱
۵۳۸۔ کافی میں امام حسن عسکری - سے مروی ہے کہ حضرت - نے راوی سے فرمایا: قائم کے متعلق سوال کیا ہے وہ جب قیام کرے گا تو لوگوں کے درمیان اپنے علم سے (حکم کرے گا حضرت داؤد کے فیصلے کی طرح بینہ و گواہ نہیں طلب کرے گا۔) ۲
حضرت - کے زمانہ غیبت کبریٰ میں اور اس کا عہد طولانی ہونے کی وجہ سے لوگوں نے علاماتِ ظہور کا مشاہدہ کر کے جو متعدد کتابوں میں مفصلاً ذکر ہوا ہے حضرت - کے ظہور موفور السرور کے انتظار میں سر راہ آنکھیں اس طرح بچھائی ہوئی ہیں جیسے وہ بغیر چرواہے اور بے سرپرست حیوانات کی طرح حیران و سرگردان ہیں۔ دوسری طرف سے مسلسل کئی صدیاں گزر چکیں کہ اس کے ہر دور میں ضروری طور پر دنیا کے عظیم افراد اور رہبر مختلف آراء و نظریات کی طرف اپنی ملتوں کو رہنمائی کر کے بہ مصداق آیہ کریمہ (ہر گروہ وہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہے اس پر خوش و مگن ہے) اپنے وجود کا اظہار کیا اور لوگ بھی بہ اعتبار (لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوا کرتے ہیں) رشد و نمو پیدا کیے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ ایسی صورت میں معاشرہ میں باآسانی ہرج و مرج پیدا ہوگا، لوگوں کے اموال و نوامیس یہاں تک ان کے نفوس بھی معرض خطر اور انحطاط کا شکار ہوں گے۔ احکام اور حدود الہی ماحول اور فضا کی آلودگی کے تاثر سے تبدیل ہو جائیں گے۔
جب مشیت الہی ہوگی اور اس کی لا متناہی دریائے رحمت میں جوش پیدا ہوا تو اپنے بندوں کو اپنی عنایت و رحمت سے سرفراز کرے گا اور حضرت مہدی آل محمد عجل اللہ فرجہ کے مقدس وجود ذی جود کے ظہور کی اجازت مرحمت فرمائے گا اور حضرت تشریف لا کر طبیعی طور پر

۱) (وافی، ج ۲، ص ۱۱۳۔)
۲) (کافی، ج ۱، ص ۵۴۔)

عدلاً کی منطق کے مطابق معاشرے کی فضا اور ماحول کی اصلاح اور احکام و حدود الہی کا احیاء کریں گے انحرافی قوانین اور فاسد عقیدوں کو جو دنیا کے رہبروں کی زہر آلود پروپیگنڈوں سے پھیلے ہیں اور ان کی تربیت سے متاثر ہوئے ہیں اور لوگوں نے اس راہ کو اپنا کر اپنے اصلی اور فطری عقیدوں کو کھو دیا ہے ان کی بھی اصلاح فرما کر اصلی اسلام جو پیغمبر اکرم (ص) اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں آشنا کرائے گا۔
ایسے مقام پر بسا اوقات بعض نادانیاں اور غفلتیں یا ظاہری شرع پر اعتبار کرنے سے ایسے افعال انجام پاتے ہیں کہ عدم اطلاع کی بنا پر در واقع خلاف شریعت ہوتے ہیں اور جہاں حضرت حجت - کی سیرت و رفتار ان کے آبائے کرام کی سیرت طیبہ کے برخلاف ہوگی وہاں حضرت داؤد - کی طرح واقعات کا حکم دیں گے تو بھی یقینی صورت میں حدود الہی میں بنیادی تبدیلی رونما ہوگی۔ اس وقت لوگ خیال کریں گے کہ یہ عظیم ہستی جدید اسلام لائی ہے۔
یہ بات واضح کرنے کے لیے دو مورد کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ مثلاً فرض کریں کہ ایک شخص ان موازین اور رسومات کے مطابق جو شادی کے متعلق ہے ایک خاندان میں شادی کے لیے منگنی کرتا ہے بعد میں طرفین کے توافق اور مراسم کے ساتھ شرعاً اور قانوناً شادی بھی کر لیتا ہے اور صاحب اولاد بھی ہو جاتا ہے مگر اس بات سے وہ شخص جاہل اور غافل تھا کہ اس کی بیوی اس کی رضاعی بہن ہے۔
یا ایک شخص نے اپنی تمام رحمت کے ساتھ حلال طریقے سے ایک رقم جمع کی اور شرعی معاملات کے موازین و قوانین کے ساتھ ایک جائداد خریدی اور اسے بڑپ کر لیا ہے جب کہ حقیقت میں وہ جائداد بچے کی تھی یا غصبی اور تجاوز کر کے حاصل کی تھی اسی طرح کی اور بھی دوسری مثالیں موجود ہیں۔
جس وقت حضرت حجت - روحی لہ الفداء ایسے موارد میں فرمان الہی کے مطابق واقعی حکم دیں گے اور کہیں گے کہ: اپنے اہل و عیال سے دست بردار ہوجاؤ وہ تم پر حرام ہے کیوں کہ تمہاری رضاعی بہن ہے یا صاحب جائداد سے کہیں گے کہ یہ جائداد فلاں بچے کی ہے یا فلاں شخص کی تھی کہ جسے غصب کر لیا ہے اسے اس کے مالک کو واپس کرنا ضروری ہے۔ تو لوگ یقیناً یہی کہیں گے: وہ جدید اسلام لے کر آئے ہیں البتہ میں نے ان دو مورد کو بطور نمونہ ذکر کیا

ہے۔ ممکن ہے کہ ان دو مورد کے علاوہ عدم اعتقاد کی بنا پر یا آیات و روایات سے نا واقفیت کی وجہ سے جو آخری زمانے اور علاماتِ ظہور کی کیفیت و حالات کے متعلق بہت سی معتبر کتابوں میں مدوّن و مذکورہ ہے ، یا حضرت - کی کفار و مومنین کے ساتھ سیرت و رفتار سے دوسرے مصادیق بھی معلوم ہو جائیں۔

لیکن جو لوگ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کے اصل مقدس وجود کی بہ نسبت کامل ایمان اور صحیح اعتقاد، غیبت، طول عمر، حضرت کا ظہور، حکومت کی کیفیت اور اصل عدالت کا احیاء اور اسے نافذ کرنے کی کافی اطلاع رکھتے ہیں اور روزانہ یا کم از کم کبھی کبھی دعائے عہد کو پڑھا ہے وہ صمیم قلب اور تہ دل سے کہتے ہیں:

۵۳۹۔ ”اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ اَعْوَانِهِ وَاَنْصَارِهِ وَالرَّاضِيْنَ بِفَضْلِهِ وَالْمُتَمَتِّلِيْنَ بِاَوَامِرِهِ وَالْمُحَامِلِيْنَ عَنْهُ وَالسَّابِقِيْنَ اِلَى اِرَادَتِهِ وَالْمُسْتَشْهِدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ“ یعنی : ”خدا یا! مجھے ان کے اعوان و انصار، جو ان کے تمام افعال سے راضی و خوشنود رہنے والے ان کے اوامر کی تعمیل کرنے والے، ان سے دفاع کرنے والوں، ان کی حاجتوں کو پورا کرنے میں تیزی سے کام کرنے والوں، ان کے مقاصد کی طرف سبقت کرنے والوں اور ان کے سامنے شہید ہونے والوں میں قرار دے۔ جب کبھی دعائے عہد کے مضامین بالخصوص یہ فقرات انسان کے گوش گزار ہوتے ہیں تو یہ امید ہوتی ہے حضرت حجت - روحی لہ الفداء کے الطاف و عنایات سے بہرہ مند ہیں اور ابدی سعادت نصیب ہو۔

اللّٰهُمَّ وَفَّقْنَا وَجْمِعِ الْمُشْتَاقِيْنَ بِمُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ خَدَايَا! ہمیں اور تمام مشتاقین کو محمد اور ان کی طیب و طاہر آل کے واسطے سے اس بات کی توفیق کرامت فرما۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۶۔ آسمانی پیشوا
۲۶۔ الْقُرْآنُ مَنْ جَعَلَهُ اِمَامَهُ قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ اِلَى النَّارِ
وَكَذَلِكَ الْحِجَّةُ الْقَائِمُ مَنْ جَعَلَهُ اِمَامَهُ قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ سَاقَهُ اِلَى النَّارِ
قرآن مجید کو جو شخص اپنا امام و پیشوا قرار دے گا وہ جنت کی طرف لے جائے گا اور جو شخص اسے پس پشت ڈال دے گا وہ اسے آتش جہنم کی طرف لے جائے گا بس اسی طرح حضرت حجت قائم آل محمد (علیہم السلام اجمعین) ہیں اگر انہیں اپنا امام اور پیشوا قرار دیا ان کے حکم کی اطاعت کی تو وہ اسے جنت کی طرف لے جائیں گے ورنہ اس کو آتش جہنم کی طرف لے جائیں گے۔

۵۴۰۔ ”وفی تفسیر العیاشی : عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن آبائہ علیہم السلام قال رسول اللہ (ص) اَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمْ فِیْ زَمَانٍ هُدًیً وَاَنْتُمْ عَلٰی ظَہْرِ السَّفَرِ وَالسَّیْرِ بِكُمْ سَرِیْعٌ فَقَدْ رَاَیْتُمُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ یُبْلِیَانِ کُلَّ جَدِیدٍ وَیَقْرَبَانِ کُلَّ بَعِیدٍ وَیَأْتِیَانِ کُلَّ مَوْعِدٍ فَاَعْدُوا الْجِهَانَ لِبُعْدِ الْمَفَازِ فَقَامَ الْمِقْدَادُ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا دَارُ الْهُدَنِ قَالَ دَارُ بَلٰی وَانْقِطَاعِ فَاِذَا التَّبَسَّتْ عَلَیْکُمُ الْفِتْنُ کَقِطْعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ فَعَلِیْکُمُ بِالْقُرْآنِ فَاَنْهَا شَافِعٌ مُّشَفَّعٌ وَمَا جَلَّ مُصَدِّقٌ مَنْ جَعَلَهُ اِمَامَهُ قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَهُ اِلَى النَّارِ وَهُوَ الدَّلِیْلُ یَذُلُّ عَلٰی خَیْرِ سَبِیْلِ وَهُوَ کِتَابٌ فِیْهِ تَفْصِیْلٌ وَبِیَانٌ وَتَحْصِیْلٌ وَهُوَ الْفَصْلُ لَیْسَ بِالْهَزْلِ وَلَهُ ظَہْرٌ وَبَطْنٌ فَظَاهِرُهُ حِکْمَةٌ وَبَاطِنُهُ عِلْمٌ ظَاهِرُهُ اَنْیَقٌ وَبَاطِنُهُ عَمِیقٌ لَهٗ تَخَوُّمٌ وَعَلٰی تَخَوُّمِ تَخَوُّمٍ لَا تَحْصٰی عَجَابُہٗ وَلَا تَبْلٰی غَرَابُہٗ فِیْهِ مَصَابِیْخُ الْهُدٰی وَمَنَارُ الْحِکْمَةِ وَدَلِیْلٌ عَلٰی الْمَعْرُوفِ لِمَنْ عَرَفَہٗ ” (۱)

عیاشی نے اپنی تفسیر میں امام جعفر صادق - سے انہوں نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: تم بدھنہ (صلح و مصالحت) کے گھر میں ہو تم سفر میں ہو (ایسی سواری جو بہت تیز رفتار ہے) اور نہایت تیزی سے سفر کر رہے ہو یقیناً تم نے دیکھا کہ رات اور دن (طلوع و غروب) سورج اور چاند ہر نئی چیز کو کہن بنا رہے ہیں اور ہر بعید کو قریب کرتے جا رہے ہیں اور وعدہ کیے ہوئے کو لا رہے ہیں لہذا راستہ دور ہے اور اپنی کوششوں سے خود کو آمادہ رکھو تاکہ مفاز جو فلاح و نجات کی جگہ ہے پہنچ جاؤ۔ اس وقت مقداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ امتحان (و آزمائش) کا گھر ہے اور اسی طرح کی لذتوں سے قطع کرنے کا مقام ہے لہذا جب بھی فتنے تمہارے اوپر مشتبہ ہو جائیں اور تاریک رات کی طرح چھا جائیں تو تم قرآن کی طرف رجوع کرو اس سے متمسک

رہو کیونکہ وہ شفاعت کرنے والا بھی ہے اور شفاعت کو قبول کرنے والا بھی اور جو خدا کی طرف سے آیا ہے اس کی تصدیق کرنے والا جس نے اسے آگے رکھا وہ جنت کی طرف لے گیا اور جس نے اسے پیچھے ڈالا اور اس کا احترام ملحوظ خاطر نہیں رکھا تو وہ اسے دوزخ کی طرف کھینچ لے گیا (روایت مفصل ہے) یہاں تک کہ فرمایا: قرآن مجید کے عجائب و غرائب شمار میں نہیں آتے اس کی حد شمار سے باہر اور اس کے غرائب ہمیشہ جدید اور تازہ ہیں، بوسیدہ و کہنہ نہیں ہوتے وہ ہدایت کے چراغ

۱) (تفسیر عیاشی، ج ۱، ص ۲۔ بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۱۷۔)

ہیں اور حکمت کے منارے ہیں اور جس نے اس کی حقیقت اور با ارزش مطالب کو پہچان لیا وہ اس کے لیے تمام نیکیوں کے لیے دلیل و راہ گشا ہو گیا۔

حدیث کے چند نکات کی طرف کہ جن کی یاد آوری ضروری ہے اشارہ کیا جا رہا ہے۔ ۱۔ زمانہ ہد نہ سے مراد ایسا زمانہ ہے کہ ایک انسان تمام جہات سے امتحان و آزمائش میں تھا اور اس کی دست رسی ائمہ تک نہ تھی۔

۲۔ ”ظہر سفر“ پروردگار کی طرف حرکت کرنے کی طرف اشارہ ہے اور خدا کی ملاقات کی طرف رغبت رکھنا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول (اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف جانے کی کوشش کر رہا ہے تو ایک دن اس کا سامنا کرے گا)۔ انسان جس دن سے اس وسیع دنیا میں قدم رکھتا ہے ہر روز سو میں سے ایک حصہ دنیا سے دور اور آخرت سے نزدیک ہوتا ہے شب و روز کی گردش آفتاب و مابتاب کا طلوع و غروب ہونا نئی چیزوں کو کہنہ اور دور کی چیزوں کو نزدیک کرتا ہے۔ ۵۴۱۔ حدیث میں وارد ہوا ہے: ”ما أسرع الساعات فی الیوم واسرع الايام فی الشهر (واسرع الشهور فی السنة السنین فی العمر“ (۱)

یعنی: دن کی ساعتیں، مہینہ کے دن، سال کے مہینے اور زندگی کے سال کس تیزی سے گزر جاتے ہیں۔

الہی وعدے مرور زمانہ کے ساتھ یکے بعد دیگرے محقق ہوتے جائیں گے۔ یہ مقدمہ اس بات کا موجب ہے کہ اس دور دراز کے سفر کے لیے آمادہ رہنا چاہیے جس کا بہترین زاد راہ قرآن کے صریحی قول کے مطابق تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) (اپنے لیے زاد راہ فراہم کرو کہ بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔)

۱) (نہج البلاغہ، خطبہ ۳۶۹۔)

۲) (سورنہ بقرہ، آیت ۱۹۷۔)

پیغمبر (ص) اور ائمہ اطہار کے نزدیک مقدار کی شخصیت

۵۴۲۔ ”وفی الاختصاص للمفید: عن صفوان بن مهران الجمال عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ (ص) ان اللہ امرنی بحب اربعة قالوا من هم یا رسول اللہ (ص)؟ قال علی بن ابی طالب علیہ السلام ثم سکت ثم قال ان اللہ امرنی بحب اربعة قالوا من هم یا رسول اللہ؟ قال علی بن ابی طالب علیہ السلام ثم سکت ثم قال ان اللہ امرنی بحب اربعة قالوا ومن هم یا رسول اللہ (ص) قال علی بن ابی طالب والمقداد بن الاسود و ابوذر الغفاری (وسلمان الفارسی“ (۱)

اختصاص میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے صفوان ابن مہران جمال سے انہونے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ: رسول خدا (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے دوستی کا حکم دیا ہے، دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ (ص)! وہ کون افراد ہیں؟ فرمایا: علی ابن ابی طالب - پھر خاموش ہو گئے، پھر فرمایا: اللہ نے مجھے چار افراد سے دوستی کا حکم دیا ہے، عرض کیا: یا رسول اللہ (ص)! وہ کون افراد ہیں؟ فرمایا: علی ابن ابی طالب - پھر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے دوستی کا حکم دیا ہے، عرض کیا: یا رسول اللہ (ص)! وہ کون افراد ہیں؟ فرمایا: علی ابن ابی طالب۔، مقداد ابن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

۵۴۳۔ ”وفیه عن النضر بن سويد عن حدث من اصحابنا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال مابقی احد بعد ما قبض رسول اللہ (ص) الا وقد جال جولة الا المقداد فان قلبه كان مثل زبر (الحديد“ (۲)

۱۰. (اختصاص، ص ۹)۔
۱۱. (اختصاص، ص ۱۱)۔

اسی کتاب میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نصر ابن سوید سے وہ اپنے اصحاب حدیث سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: رحلت پیغمبر اکرم (ص) کے بعد کوئی شخص باقی نہیں رہا مگر یہ کہ ایک جولانیوں میں آیا سوائے مقداد ابن اسود کے چوں کہ ان کا قلب لوبے کے ٹکڑے کی طرح محکم اور ثابت تھا انہوں نے کسی طرح رغبت نہیں کی۔

۵۴۴۔ ”وفیه عن ہاشم بن سالم : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا مَنْزِلَةُ الْمُقَدَّادِ (فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ كَمَنْزِلَةِ الْفِ فِي الْقُرْآنِ لَا يَلْزَقُ بِهَا شَيْءٌ ” (۱)

اسی کتاب میں ہشام ابن سالم کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: حقیقت میں اس امت میں مقداد ابن اسود کا مقام و مرتبہ ”الف“ کی منزلت میں ہے قرآن میں کوئی شے اس سے متصل نہیں ہوتی (یعنی الف تمام الف باء سے متصل ہوتا ہے لیکن الف سے ان الف باء میں سے کوئی متصل نہیں ہوتا)۔

۵۴۵۔ ”وفیه عن عیسیٰ بن حمزہ : قَالَ قُلْتُ لَا بِي عَبْدُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحَدِيثُ الَّذِي جَاءَ فِي الْأَرْبَعَةِ قَالَ وَمَا هُوَ قُلْتُ الْأَرْبَعَةُ الَّتِي اشْتَقَّتْ إِلَيْهِمُ الْجَنَّةُ قَالَ نَعَمْ مِنْهُمْ سَلْمَانُ وَابُوذَرَّ وَالْمِقْدَادُ وَعَمَّارٌ قُلْتُ فَأَيُّهُمْ أَفْضَلُ قَالَ سَلْمَانُ ثُمَّ اطَّرَقَ ثُمَّ قَالَ عَلِمَ سَلْمَانُ عِلْمًا لَوْ عَلِمَهُ ابُوذَرَّ (كَفَّرَ ” (۲)

اسی کتاب میں عیسیٰ ابن حمزہ ناقل ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق - سے عرض کیا: وہ کون سی حدیث ہے جو چار افراد کے حق میں وارد ہوئی ہے؟ فرمایا: وہ کون لوگ ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ چار افراد ہیں کہ جن کی جنت مشتاق ہے؟ فرمایا: ہاں ان میں سے سلمان، ابوذر، مقداد اور عمار ہیں۔ میں نے عرض کیا: ان میں

۱۰. (اختصاص، ص ۱۱)۔
۱۱. (اختصاص، ص ۱۱)۔

سے افضل کون ہے؟ فرمایا: سلمان، پھر مختصر تامل کے بعد فرمایا: سلمان ایسے علم کے حامل ہیں کہ اگر ابوذر کو اس کا علم ہوجائے تو وہ یقیناً ان کی تکفیر کرتے۔ ۵۴۶۔ ”وفیه عن ابی بصیر عن ابی عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله (ص) لِسَلْمَانَ يَا سَلْمَانُ لَوْ عَرَضَ عَلَيْكَ عَلَى الْمُقَدَّادِ لَكَفَّرَ يَا مُقَدَّادُ لَوْ عَرَضَ صَبْرُكَ عَلَى سَلْمَانَ لَكَفَّرَ (۱) ”

اسی کتاب میں ابو بصیر نے امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: رسول اکرم (ص) نے سلمان سے فرمایا: اے سلمان! اگر تمہاری معلومات مقداد کے سامنے پیش کی جائیں تو یقیناً وہ کافر و منکر ہوجائیں گے اور اے مقداد! اگر تمہارا صبر سلمان کے سامنے پیش کیا جائے تو یقیناً وہ کافر و منکر ہو جائیں گے۔ یہ حضرت مقداد کی شخصیت کا ایک شمع تھا کہ جنہوں نے اپنی جگہ بلند ہو کر عرض کیا تھا: یا رسول الله! دار ہدنہ کیا ہے؟

آنحضرت (ص) نے جواب میں فرمایا: بلا و آزمائش اور انقطاع کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) جس دن اندرونی تمام راز فاش ہوں گے۔ یہ ایہ کریمہ اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ انسان اپنی دو خلقت کی طرف توجہ کرے کہ کیاتھا اور کہاں سے آیا ہے اور کون لایا ہے اور کہاں جائے گا کیا خدائے علیم و قدیر کے علاوہ کوئی اور ہے جو مرنے کے بعد بھی اس کے واپس لانے پر قادر ہے۔ جس دن انسانوں کے مخفی اعمال آشکار ہوں گے تو وہ مشاہدہ کرے گا کہ پروردگار متعال کے علاوہ انسان کے لیے کوئی طاقت اور ناصر و یاور نہیں ہوگا۔

۱. (گزشتہ حوالہ۔ ۲) (سورنہ طارق، آیت ۹)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

اس وقت ہر شخص اپنے گزشتہ اعمال کا امتحان کرے گا اور سب مولائے برحق خداوند متعال کی بارگاہ میں پلٹا دیے جائیں گے اور جو کچھ افترا کر رہے تھے وہ سب بھٹک کر گم ہو جائے گا۔

<تبلوا>: بلا سے اختیار و امتحان کے معنی میں ہے، ایک شے کا دوسری شے سے مخلوط ہونا ہے۔ وہاں اختیار و امتحان کا موقف ہے۔ ہر وہ شخص جس نے جو کچھ پہلے سے ارسال کیا ہے آزمائش کرے اور خدا کی طرف پلٹائے جائیں جو ان لوگوں کا حقیقی مولا و سرپرست ہے اور ان مشرکین کی دائمی کذب پردازیوں سے دور ہو جائیں۔

امتحان کے موقع پر حقائق اعمال منکشف ہوجاتے ہیں اور ہر شخص واضح طور پر مشاہدہ کرتا ہے نہ بیان و ذکر کے ذریعہ، اور جب ہر شے کی حقیقت و واقعیت عینی طور پر مشاہدہ کرلیتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی مولا اور سرپرست وہی خدائے سبحان ہے، اور تمام اوہام باطل منہدم ہو جاتے ہیں اور کاذب و باطل دعائیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ (ہنا لک)

اس موقف کی طرف اشارہ ہے جو اسی سورہ کی آیت نمبر ۲۸ میں ہم پڑھتے ہیں: (۲)

جس دن ہم سب کو اکٹھا جمع کریں گے اور اس کے بعد شرک کرنے والوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شرکاء سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرو اور پھر ہم ان کے درمیان جدائی ڈال دیں گے اور ان کے شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ اور کافروں سے دریافت کریں کہ کیوں بتوں کی

۱۔ (سورہ یونس، آیت ۳۰)۔
۲۔ (سورہ یونس، آیت ۲۸)۔

پرستش کرتے تھے؟ کہیں گے کہ وہ لوگ مجھے اپنی عبادت کا حکم دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے بتوں کو قوت گویائی عطا کی اور ان کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) شریکوں (یعنی بتوں) نے کہا: تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی خواہشات کی عبادت کرتے تھے، (ہنالک) اور ایک شخص نے جس کے پاس کتاب کا ایک حصہ علم تھا اس نے کہا کہ میں اتنی جلدی لے آؤں گا کہ آپ کی پلک بھی نہ جھپکنے پائے اس کے بعد سلیمان نے تخت کو اپنے سامنے حاضر دیکھا تو کہنے لگے: یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے وہ میرا امتحان لینا چاہتا ہے کہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں۔ اور جو شکریہ ادا کرے گا وہ اپنے فائدہ کے لیے کرے گا اور جو کفرانِ نعمت کرے گا اس کی طرف سے میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا بعض نیک کردار تھے اور بعض اس کے خلاف اور ہم نے انہیں آرام اور سختی کے ذریعہ آزمایا کہ شاید راستہ پر آجائیں۔ آیہ کریمہ یہودیوں کے متفرق اور پراکندہ ہونے کی طرف اشارہ کر رہی ہے اس لحاظ سے گزشتہ آیت سے یہ آیہ کریمہ ارتباط رکھتی ہے گزشتہ آیت میں ہم پڑھتے ہیں: (۳)

۱۔ (سورہ نمل، آیت ۴۰)۔
۲۔ (سورہ اعراف، آیت ۱۶۷)۔
۳۔ (سورہ اعراف، آیت ۱۶۶)۔

خداوند متعال فرماتا ہے: “اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے علی الاعلان کہہ دیا کہ قیامت تک ان پر ایسے افراد مسلط کیے جائیں گے جو انہیں بدترین سختیوں میں مبتلا کریں گے کہ تمہارا پروردگار جلدی عذاب کرنے والا بھی ہے اور بہت زیادہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔

اس آیت سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ باغی اور سرکش گروہ کبھی بھی مکمل سکون کا مشاہدہ نہیں کرسکتا اگرچہ وہ اپنے لیے حکومت کی بھی تاسیس کرے پھر بھی وہ ہمیشہ دباؤ میں رہے گا مگر یہ کہ سنجیدگی کے ساتھ اپنی روش کو بدل دے اور ظلم و فساد سے دست بردار ہو جائے۔ لہذا آیت کے ذیل میں فرماتا ہے: تمہارا پروردگار جلدی عذاب کرنے والا بھی ہے اور بہت زیادہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔ یہ جملہ بخوبی نشان دہی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بازگشت کی راہ تمام لوگوں کے لیے وا کی ہے وہ خواہ تمام (برے افعال) انجام دے چکے ہوں۔

اور مورد بحث آیت نے خصوصی طور پر کائنات میں یہودیوں کے متفرق اور پراکندہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ فرماتا ہے: ہم نے بنی اسرائیل کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا بعض نیک کردار تھے صرف فرمان حق اور پیغمبر اسلام (ص) کی دعوت سن کر ایمان لائے اور بعض دوسرے ایسے نہ تھے اور اپنی مادی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کسی کام کو فرو گزار نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) اور ہم یقیناً تم سب کا امتحان لیں گے تاکہ یہ دیکھیں کہ تم مینجہاد کرنے والے اور صبر کرنے والے

۱۔ (سورنہ محمد، آیت ۳۱۔)

کون لوگ ہیں اور اس طرح تمہارے حالات کو باقاعدہ جانچ لیں۔ ”البلاء و الابتلاء“ بہ معنی ”الامتحان و الاختبار“ ہے آیہ کریمہ مومنین کے لیے قتال کی کتابت کی علت بیان کر رہی ہے اور وہ ایک امتحان الہی ہے تاکہ مجاہدین کا امتیاز راہ خدا میں اور تکالیف الہیہ کے مشتاق صابریں کا بھی رتبہ دوسروں کی بہ نسبت واضح ہو جائے۔ اور جملہ سے مراد ان کے اعمال کی خبریں ہیں جو ان سے انجام پذیر ہوتا ہے اور امتحان و آزمائش سے انسان کے اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ کے مشخص ہونے کے لیے بھی جس طرح صالح نفوس امتیاز حاصل کرتے ہیں اور یہ انہیں معلوم ہوتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱ حق کو باطل کے ساتھ مخلوط نہ کرو اور جان بوجہ کر حق کی پردہ پوشی نہ کرو (کہ یہ محمد (ص) وہی پیغمبر ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا)۔

حق وہی ثابت حقیقت و واقعیت ہے اور خود بخود عقلوں سے پوشیدہ نہیں رہتا لیکن چوں کہ جب باطل کے ساتھ مخلوط ہوجاتا ہے تو اسے مخفی کیا جاسکتا ہے اور عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ اور ذہنوں کو اس سے منحرف کیا جا سکتا ہے۔

(۵۴۷ - ”وقوله (ص) فاذا التبتست عليكم الفتن فليكنم بالقرآن“ (۲ حضرت محمد مصطفیٰ (ص) فرماتے ہیں: جب کبھی تم فتنوں میں گھر جاؤ تو قرآن کی طرف رجوع کرو۔ کلمہ: التبتست، مادہ لبس سے ہے جس کا معنی مخلوط، اشتباہ، اختلاط، شبہ و اشکال اور غیر واضح ہونا ہے يقال ”ليس عليه الامر اي خلطه و عله مشتبهاً بغيره“ والفتن : قال الراغب في المفردات : ”اصل الفتن ادخال الذهب النار لتظهر

۱۔ (سورنہ بقرہ، آیت ۴۲۔)

۲۔ (کافی، ج ۱، ص ۵۹۸۔)

(جودتہ من ردائہ ” (۱ کلمہ فتن کے متعلق راغب اصفہانی نے مفردات میں کہا: اصل فتن کا معنی یہ ہے کہ سونے کو آگ میں ڈالیں تاکہ ان میں سے خوب و بد جدا ہوجائے۔ (فتنہ کے لیے اور بھی دوسرے مختلف معانی ذکر کیے ہیں جیسے: (۲ کہ اب اپنا عذاب چکھو۔ <الا في الفتنة سقطوا> (۳) آگاہ ہوجاؤ کہ یہ واقعاً فتنہ میں گر چکے ہیں۔ کبھی اختبار و امتحان کے مواقع کے لیے ذکر ہوا ہے (۴) اور جان لو کہ یہ تمہاری اولاد اور تمہارے اموال ایک آزمائش ہیں (۵) اور تمہارا باقاعدہ امتحان لے لیا اور کبھی امتحان اور بلا دونوں ایک جگہ استعمال ہوتا ہے جیسے (۶) اور ہم تو اچھائی اور برائی کے ذریعہ تم سب کو آزمائیں گے۔ اور کبھی مکرو فریب کے معنی میں بھی، جیسے: (۷) اور اس بات سے بچتے رہیں کہ یہ بعض احکام الہی سے منحرف کردیں۔ اور کبھی ضلالت و گمراہی کے لیے بھی ذکر ہوا ہے جیسے: (۸) اور سب مل کر بھی اس کے خلاف کسی کو بہکا نہیں سکتے ہو۔

۱۔ (مفردات راغب، ص ۲۴۱۔)

۲۔ (سورنہ الذاریات، آیت ۱۴۔)

۳۔ (سورنہ توبہ، آیت ۴۹۔)

۴۔ (سورنہ انفال، آیت ۲۸۔)

۵۔ (سورنہ طہ، آیت ۴۰۔)

۶۔ (سورنہ انبیاء، آیت ۳۵۔)

۷۔ (سورنہ مائدہ، آیت ۴۹۔)

۸۔ (سورنہ صافات، آیت ۱۶۲۔)

یعنی جب کبھی اس قسم کے مختلف امتحانات میں مبتلا ہو اور حیران و سرگردان ہو جاؤ تو ہلاکتوں سے گریز اور راہ نجات صرف وہی اللہ کی عظیم کتاب قرآن مجید ہے جو ہر درد کی دوا اور ہر مرض کے لیے شفا بخش ہے۔

۵۴۸۔ ”وَفِي نَهْجِ الْبَلَاغَةِ قَالَ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنَّمَا بَدَأَ وَقُوعُ الْفِتَنِ اهْوَاءُ تُتَّبَعُ وَأَحْكَامُ تُبَدَّلُ يَخَالِفُ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ وَيَتَوَلَّى عَلَيْهَا رِجَالٌ رَجَالًا عَلَى غَيْرِ دِينِ اللَّهِ فَلَوْ أَنَّ الْبَاطِلَ خَلَصَ مِنْ خِرَاجِ الْحَقِّ لَمْ يَخَفْ عَلَى الْمُتَرَدِّينَ وَلَوْ أَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ مِنَ لُبْسِ الْبَاطِلِ انْقَطَعَتْ عَنْهُ السُّنُ الْمَعَانِدِينَ وَلَكِنْ يُوَخِّدُ مِنْ هَذَا ضِغْثٌ وَمِنْ هَذَا ضِغْثٌ فَيَمِزْجَانِ فَهَذَا لِكَيْ يَسْتَوْلِيَ الشَّيْطَانُ عَلَى أَوْلِيَائِهِ وَيَنْخُو الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحُسْنَى ” (۱)

فتنوں کی ابتدا ان خواہشات سے ہوتی ہے جن کا اتباع کیا جاتا ہے اور ان جدید ترین احکام سے ہوتی ہے جو گڑھ لیے جاتے ہیں اور سراسر کتاب خدا کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس میں کچھ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ ہوجاتے ہیں اور دین خدا سے الگ ہوجاتے ہیں کہ اگر باطل حق کی آمیزش سے الگ رہتا تو حق کے طلبکاروں پر مخفی نہ ہو سکتا اور اگر حق اور باطل کی ملاوٹ سے الگ رہتا تو دشمنوں کی زبانیں نہ کھل سکتیں، لیکن ایک حصہ اس میں سے لے لیا جاتا ہے اور ایک اس میں سے ، اور پھر دونوں کو ملا دیا جاتا ہے پس ایسے ہی مواقع پر شیطان اپنے ساتھیوں پر مسلط ہوجاتا ہے اور صرف وہ لوگ نجات حاصل کر پاتے ہیں جن کے لیے پروردگار کی طرف سے نیکی پہلے ہی پہنچ جاتی ہے۔ حضرت امیر المومنین اپنے اس گہر بار کلام میں فتنہ و فساد کے منشا کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فتنے کا منشا چند چیز ہیں:

۸۔) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۵۰۔)

۱۔ خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنا ۲۔ وہ احکام جو خلافِ شرع ایجاد کیے جائیں اور کتاب خدا ان کے مخالف ہو ۳۔ ان احکام کی پیروی کرنا جو دین الہی کے برخلاف وضع کیے گئے ہوں۔ کیوں کہ احکام الہی مختارین کی گمراہیوں سے مخلوط ہو گیا لہذا راہ حق اس کے اپنے متلاشیوں کے لیے مسدود ہوجاتی ہے۔ لہذا اگر باطل حق کی آمیزگی سے خالص ہو تو وہ اپنے متلاشیوں کے لیے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور اگر حق باطل کی آمیزگی سے خالص ہو تو دشمنوں کی زبان اس سے قاصر ہوجائے گی۔

لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حق و باطل باہم ایک دوسرے سے مشتبہ ہوتے ہیں لوگ اس میں فتنے میں واقع ہوجاتے ہیں کہ اس کی علت یہ ہے کہ اکثر اوقات حق سے بعض حصہ اور باطل سے بعض حصہ آپس میں مخلوط کر لیتے ہیں لہذا ایسے مقام پر شیطان اپنے دوستوں پر غالب ہوتا ہے اور باطل کو ان کے لیے حق کی صورت میں نشان دہی کر کے انہیں گمراہ کرتا ہے۔ لیکن جن افراد کے لیے خداوند متعال کی خاص عنایت شامل حال ہوتی ہے وہ شیطان کے مکرو فریب میں نہیں آتے اگرچہ حق کو باطل کے ساتھ مخلوط بھی کیا ہو اس کو پہچان کر نجات یافتہ بن کر کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) اے اہل کتاب ! کیوں حق کو باطل سے مشتبہ کرتے ہو اور جانتے ہوئے حق کی پردہ پوشی کرتے ہو۔

گزشتہ آیت میں ذکر ہوا تھا لہذا خداوند متعال نے اہل کتاب کو مورد خطاب قرار دیا اور فرماتا ہے: ”کیوں یہ لوگ اپنی لجاجت اور عناد سے دست بردار نہیں ہوتے جب کہ پیغمبر اسلام (ص) کی نشانیاں توریت و انجیل میں پڑھ چکے ہیں اور اس سے مکمل اطلاع و آگاہی رکھتے ہیں پھر بھی راہ انکار اختیار کرتے ہیں۔“

۱۰۔) سورہ آل عمران، آیت ۷۱۔)

موجودہ بحث کی آیت میں بھی اہل کتاب کو اطلاع اور نوٹس دی گئی ہے کہ حق و باطل کو آپس میں ملاتے ہیں اور علم و آگاہی کے باوجود حقیقت کو مخفی کرتے ہیں اور وہ آیات جو توریت و انجیل میں پیغمبر اسلام (ص) کے تعارف کے متعلق اور ان کی علامتوں سے مربوط ہے پوشیدہ کرتے ہیں۔

”لبس“ لام پر زبر کے ساتھ: شبہ میں ڈالنا ہے یعنی حق کو باطل کی صورت میں ظاہر کرنا ہے۔ اور حقیقت میں پہلی آیت میں ان لوگوں کا راہ حق سے علم و آگاہی کے باوجود منحرف ہونے کی صورت میں مواخذہ فرمائے گا۔ اور مذکورہ آیت میں دوسروں کو منحرف کرنے کے متعلق بیان کر رہا ہے کیوں کہ ان کا حق ، باطل کے ساتھ ملانے کا ہدف اس کے علاوہ

کچھ اور نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

اور یہ کہتے ہیں کہ ان پر ملک کیوں نہیں نازل ہوتا حالانکہ ہم ملک نازل کر دیتے تو کام کا فیصلہ ہوجاتا اور پھر انہیں اس طرح کی مہلت نہ دی جاتی۔ اگر ہم پیغمبر کو فرشتہ بھی بناتے تو بھی مرد ہی بناتے اور وہی لباس پہناتے جو مرد پہنا کرتے ہیں۔

مشرکین پیغمبر اسلام (ص) کی دعوت قبول کرنے سے گریز کرنے کے لیے بہانے کی تلاش میں ہوا کرتے تھے۔ قرآن کی بعض آیات میں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے من جملہ مورد بحث آیتوں میں کہ وہ لوگ کہتے تھے: کیوں صرف پیغمبر (ص) اس عظیم کام کے لیے مامور ہوئے؟ کیوں اس کام کی انجام دہی کے لیے بشر کی جنس کے علاوہ فرشتوں کی جنس میں سے کوئی دوسرا ان کی ہمرابی نہیں کرتا؟ کیا ممکن ہے کہ ایک انسان جو ہماری ہی جنس سے ہے وہ تنہا بار رسالت کو اپنے دوش پر حمل کرے؟ یہ ایک قسم کا بہانہ تھا جسے وہ لوگ اپنی دستاویز اور مسند قرار دیے تھے۔

۱۔ (سورہ انعام، آیت ۸۰، ۸۱)

حالانکہ ان تمام آیات بینات اور آنحضرت (ص) کی رسالت و نبوت پر واضح دلائل کے ساتھ بہانہ تلاش کرنے کا کوئی مقام و محل ہی باقی نہیں رہتا اس کے علاوہ قرآن مجید نے بھی اپنے دو مختصر جملوں میں سے کہ ان میں سے ہر ایک استدلالی پہلو کا حامل ہے اور ان کے لیے جواب دہ بھی۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ذریعے وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّفُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يَنْتَظِرُونَ اور جب ہم کبھی کوئی فرشتہ بھیجتے تو کام کا فیصلہ ہوجاتا ہے اور اگر پھر بھی مخالفت کریں تو بھی انہیں مہلت نہیں دی جاتی اور سب ہلاک ہوجاتے۔ ممکن ہے یہ کہا جائے: کیوں فرشتے کی آمد اور ان کا پیغمبر (ص) کی ہمرابی کرنا منکرین کی موت کا باعث ہوتا ہے؟ ہم کہیں گے: اس دلیل کی بنا پر کہ جس کی طرف چند آیت کے پہلے اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر نبوت شہود و احساس کے پہلو کی حامل ہوجائے اور تمام چیز کو آنکھوں سے دیکھے تو نتیجہ میں ہر جہت سے ان لوگوں کے لیے حجت تمام ہوجائے گی اور اس سے بالاتر کوئی دلیل بھی مقصود نہیں ہوگی لہذا اگر کوئی شخص اس حالت میں بھی مخالفت کرے تو طبعی و فطری امر ہے کہ اس کی سزا یقینی ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر الطاف و عنایات کی وجہ سے کہ ان کے لیے تجدید فکر کی ایک فرصت باقی رہے اور اس کام کو انجام نہیں دیتا۔

دوسرا جواب: پیغمبر اکرم (ص) ان تمام عظمت و منزلت کے باوجود تمام لوگوں کی تربیت کی ذمہ داری اور بار رسالت کو تحمل کیے ہوئے ہیں ضروری ہے کہ خود لوگوں کی جنس سے ہوں ان کے ہم رنگ اور ہم صفات ہوں بلکہ تمام انسانی صفات اور غریزے ان میں موجود ہوں۔ کیونکہ فرشتے بشر کے ساتھ سختیت نہ رکھنے کے علاوہ قابل دید نہیں ہے وہ انسان کے لیے عملی سر مشق نہیں بن سکتا کیوں کہ نہ وہ ان کی ضرورتوں اور دردوں سے آگاہ ہے اور نہ ہی اس کی خواہشات اور غرائز کی کیفیت سے آشنا ہے۔ اسی دلیل کی وجہ سے اس کی رببری ایسے موجود کی بہ نسبت جو تمام جہت سے اس سے فرق رکھتا ہے مکمل طور پر ناسازگار ہے لہذا قرآن مجید کا قول ہے: وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبِيسَ أَنْ عَلِيًّا أَمْ يَلْبَسُونَ>

اگر ہم پیغمبر (ص) کو فرشتہ بھی بناتے اور ان کی پیش کش کو قبول کرتے پھر بھی ضروری تھا کہ انسانی صفات ان میں ایجاد کریں اور انہیں ایک مرد کی صورت و سیرت میں قرار دیں پھر بھی اس کے باوجود یہ کہتے کہ کیوں ایک انسان کو رببری کے لیے مامور کیا اور حقیقی چہرہ کو ہم سے مخفی رکھا؟

۵۴۹۔ ”وفی الکافی باسناده عن ہاشم بن الحکم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام اَنَّهُ قَالَ لِلزَّنْدِيقِ الَّذِي سَأَلَهُ مِنْ اَيْنَ اثْبَتَ الْاَنْبِيَاءُ وَالرُّسُلُ؟ قَالَ اِنَّا لَمَّا اَثْبَتْنَا اَنَّ لَنَا خَالِقًا صَانِعًا مُتَعَالِيًا عَنَّا وَعَنْ جَمِيعِ مَخْلُوقٍ وَكَانَ ذَلِكَ الصَّانِعُ حَكِيمًا مُتَعَالِيًا لَمْ يَجْزِ اَنْ يُشَاهِدَهُ خَلْقُهُ وَلَا يَلَامِسُوهُ فَيُبَاشِرُوهُ وَيَحَاجُّوهُ وَثَبَّتْ اَنْ لَّهُ سَفَرًا فِي خَلْقِهِ، يُعْتَرُونَ عَنْهُ اِلَى خَلْقِهِ وَعِبَادِهِ وَيَدُلُّوْنَهُمْ عَلَى مَصَالِحِهِمْ وَمَنْعِهِمْ وَمَا بِهِمْ مِنْ بَقَائِهِمْ وَفِي تَرْكِهِ مِنْ مَنَافِعِهِمْ، فَثَبَّتَ الْأُمُورَ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْحَكِيمِ الْعَلِيمِ فِي خَلْقِهِ وَالْمُعْتَرُونَ عَنْهُ جَلَّ وَعَزَّ، هُمْ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَصَفَوْتُهُ مِنْ خَلْقِهِ، حُكَمَاءُ مُورَّبِينَ بِالْحِكْمَةِ، مَبْعُوثِينَ بِهَا غَيْرُ مُشَارِكِينَ لِلنَّاسِ عَلَى مُشَارِكَتِهِمْ لَهُمْ فِي الْخَلْقِ وَالتَّرَكِيبِ فِي شَيْءٍ مِنْ أَحْوَالِهِمْ مُؤَيَّدِينَ مِنْ عِنْدِ الْحَكِيمِ الْعَلِيمِ بِالْحِكْمَةِ، ثُمَّ ثَبَّتَ ذَلِكَ فِي كُلِّ دَهْرٍ وَزَمَانٍ مِمَّا أَتَتْ بِهِ الرُّسُلُ وَالْأَنْبِيَاءُ مِنَ الدَّلَائِلِ وَالْبَرَاهِينِ لِكَيْلَا تَحُلُوْا أَرْضَ اللَّهِ) مِنْ حُجَّةٍ يَكُونُ مَعَهُ عِلْمٌ يَدُلُّ عَلَى صِدْقِ

کافی میں ابو جعفر محمد ابن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ بشام ابن الحکم سے مروی ہے کہ : امام جعفر صادق - سے ایک زندیق (دہریہ) نے دریافت کیا کہ: انبیاء و مرسلین کے آنے کا راہ ثبوت کیا ہے۔

۱) (اصول کافی، ج ۱، ص ۲۳۶، باب اضطرار الی الحجۃ)

فرمایا: جب ہمارے لیے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ہمارا ایک خالق ہے جو صانع عالم ہے اور ہم سے اور تمام مخلوق سے بلند و برتر ہے اور یہ صانع حکیم سب پر غالب ہے اور یہ بھی جان لیا کہ مخلوق میں سے کوئی اس کو دیکھ نہیں سکتا اور نہ ہی اس کو چھو سکتا ہے اور نہ وہ مخلوق سے ملتا ہے اور نہ مخلوق اس سے ملتی جلتی ہے تو ثابت ہو گیا کہ اس کے کچھ پیغمبر اس کے بندوں کی طرف آئے تاکہ وہ اس کی باتیں بتائیں اور ان کے منافع اور مصالح کو سمجھائیں اور ان چیزوں کو بتائیں جن کے بجالانے میں ان کی بقا اور ترک میں ان کی موت ہو پس وہ ثابت ہو گئے کہ وہی لوگ خدا کی مخلوق کو امر و نہی کرنے والے اور اس کے احکام کو بتانے والے انبیاء ہیں جو اس کے برگزیدہ بندے صاحب حکمت اور ادب آموز ہیں اور راست گفتار اور درست کردار والے ہیں ان کی خصوصیت میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں باوجودیکہ خلقت کے لحاظ سے وہ لوگوں کے شریک ہیں اور وہ خدائے حکیم و علیم کی طرف سے موید بالحکمہ ہیں۔

پھر یہ بھی ثابت ہے کہ زمانے کے ہر حصے میں انبیاء و مرسلین دلائل و براہین کے ساتھ آتے رہے تاکہ زمین کسی وقت حجت خدا سے خالی نہ رہے اور ہر حجت کے ساتھ علم ہوتا ہے جو ان کے راست گفتار اور صاحب عدل و انصاف ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔

۵۵۰ - ”وفیه باسنادہ عن منصور بن حازم قال: قُلْتُ لَا بِي عَبْدُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ اجْتُ وَ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يُعْرِفَ بِخَلْقِهِ بَلِ الْخَلْقُ يَعْرِفُونَ بِاللَّهِ، قَالَ صَدَقْتَ، قُلْتُ اِنْ مَنْ عَرَفَ اَنْ لَهٗ رَبًّا فَقَدْ يَبْتَغِي لَهٗ اَنْ يُعْرِفَ اَنْ لِيْذَلِكَ الرَّبُّ رِضًا وَسَخَطًا وَاَنْهُ لَا يُعْرِفُ رِضًا وَسَخَطُهُ اِلَّا بِوَحْيٍ اَوْ رَسُوْلٍ فَمَنْ لَمْ يَأْتِهِ الْوَحْيُ فَقَدْ يَنْبَغِي لَهٗ اَنْ يَطْلُبَ الرُّسُلَ اِذَا لَفِيْهِمْ عَرَفَ اَنْهُمْ الْحُجَّةُ وَاَنْ لَهُمُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ وَقُلْتُ لِلنَّاسِ: تَعْلَمُوْنَ اَنْ رَسُوْلَ اللَّهِ (ص) كَانَ هُوَ الْحُجَّةُ مِنَ اللَّهِ عَلٰى خَلْقِهِ؟ قَالُوا بَلٰى قُلْتُ فَحِيْنَ مَضٰى رَسُوْلُ اللَّهِ (ص) مَنْ كَانَ الْحُجَّةَ عَلٰى خَلْقِهِ؟ فَقَالُوا: الْفَرَاْنُ فَتَنْظَرْتُ فِي الْفَرَاْنِ اِذَا هُوَ يَخَاصِمُ بِهٖ الْمَرْجِيْءُ وَالْقَدْرِيُّ وَالزَّنْدِيْقُ الَّذِي لَا يُؤْمِنُ بِهٖ حَتّٰى يَغْلِبَ الرِّجَالُ بِخُصُوْمَتِهٖ فَعَرَفْتُ اَنْ الْفَرَاْنَ لَا يَكُوْنُ حُجَّةً اِلَّا بِقِيَمٍ، فَمَا قَالَ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ كَانَ حَقًّا، فَقُلْتُ لَهُمْ مَنْ قِيَمُ الْفَرَاْنِ فَقَالُوا ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَدْ كَانَ يُعْلَمُ وَغَمَرُ يَعْلَمُ وَحَدِيْفَةُ يَعْلَمُ، قُلْتُ كَلَّهٗ؟ قَالُوا لَا فَلَمْ اَجِدْ اِخْدًا يُقَالُ اَنْهُ يَعْرِفُ ذٰلِكَ كُلُّهٗ اِلَّا عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَاِذَا كَانَ الشَّيْءُ بَيْنَ الْقَوْمِ فَقَالَ هٰذَا الْاَدْرِيُّ وَقَالَ هٰذَا لَا اَدْرِيْ هٰذَا اَنَا اَدْرِيْ فَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ قِيَمُ الْفَرَاْنِ وَكَانَتْ طَاعَتُهُ مُفْتَرَضَةً) وَكَانَ الْحُجَّةَ عَلٰى النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ (ص) وَاَنَّ مَا فِي الْفَرَاْنِ فَهُوَ حَقٌّ فَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ ” (۱)

منصور ابن حازم روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق - سے عرض کیا: یقیناً اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر اور جلیل القدر ہے اس بات سے کہ مخلوق کو اپنی معرفت کرائے (کیوں کہ مخلوق کے صفات اس کی ذات میں نہیں ہیں اور اس کی معرفت وہی ہے وہ اپنی طرف سے صرف پیغمبروں کی رہنمائی کرتا ہے) بلکہ مخلوق کو چاہیے کہ خود اللہ کے ذریعے اللہ کی معرفت حاصل کرے یعنی ان صفات کے ذریعے جو خود اس نے اپنے لیے بیان کیے ہیں، فرمایا: صحیح ہے میں نے عرض کیا: جو شخص اتنی بات سمجھ لے کہ اس کا کوئی رب ہے تو اس کو چاہیے کہ یہ بھی جانے کہ اس کے لیے رضا اور غصہ بھی ہے لہذا اس کی رضامندی اور ناراضگی کو نہیں جانا جاسکتا مگر وحی کے ذریعے یا رسول کے وسیلے سے۔ لہذا جس کے پاس وحی نہیں آتی اسے چاہیے کہ رسولوں کو تلاش کرے اور جب مل جائے تو یہ جان لے کہ یہ لوگ حجت خدا ہیں ان کی اطاعت فرض ہے، میں نے (اہل سنت کے) لوگوں سے دریافت کیا: کیا تمہیں

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۶۸، باب اضطرار الی الحجۃ، حدیث ۲)

معلوم ہے کہ مخلوق الہی کے درمیان پیغمبر (ص) حجت خدا تھے؟ کہا: ہاں، میں نے کہا: جب پیغمبر کا انتقال ہو گیا تو پھر مخلوق الہی کے درمیان حجت خدا کون ہے؟ کہا: قرآن، میں نے کہا: قرآن سے تو مرجئہ، قدریہ، مفوضہ اور وہ زندیق جو قرآن پر ایمان نہیں رکھتے اپنے عقیدہ و مقصد کے مطابق دوسروں سے مباحثہ اور غلبہ پانے کے لیے دلیل لاتے ہیں (اور قرآنی آیات کو اپنی رائے اور سلیقے سے اپنے اعتقاد کے مطابق تطبیق کرتے ہیں لہذا میں نے جان لیا کہ قرآن بغیر وارث

و سرپرست کے جو اس کی حقیقت و واقعیت کے مطابق تفسیر کرے) حجت نہیں ہوگا اور وہ وارث و سرپرست قرآن کی بہ نسبت جو کہے گا وہ حق ہوگا، لہذا میں نے ان سے کہا: قرآن کا وارث اور سرپرست کون ہے؟ کہا: ابن مسعود وہ عالم قرآن ہیں، عمر بھی جانتے ہیں، حذیفہ کو بھی علم ہے میں نے کہا: کیا یہ تمام قرآن کے عالم ہیں؟ کہا: نہیں، میں نے کہا: پھر میں کسی کو یہ کہتے کیوں نہیں پاتا کہ پورے قرآن کا علم رکھنے والا اور کوئی نہیں، میں تو ان (علی ابن ابی طالب -) کے علاوہ کسی ایک کو بھی ایسا نہیں جانتا۔ لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ علی عالم، وارث اور محافظ قرآن ہیں اور ان کی اطاعت لازم ہے نیز وہ رسول اکرم (ص) کے بعد لوگوں پر حجت خدا ہیں اور وہ قرآن کی بہ نسبت جو کچہ کہیں حق ہے۔ یہ سن کر امام - نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۷ - خستگی ناپذیر

۲۷ - الْقُرْآنُ نَاطِقٌ لَا يَعْيُ لِسَانُهُ كَذَلِكَ الْحُجَّةُ الْقَائِمَةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قرآن ایسا گفتگو کرنے والے ہے کہ اس کی زبان خستہ نہیں ہوتی۔ قائم آل محمد بھی اسی طرح ہیں۔ منجملہ آیات میں سے اس کی یہ آیت (۱)

الم، یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے متقین کے لیے ہدایت ہے۔
حروف مقطعات جو بعض قرآنی سوروں کی ابتدا میں ذکر ہوئے ہیں وہ قرآن کریم کی منجملہ خصوصیات میں سے ایک ہے جو اس آسمانی کتاب کے علاوہ نہیں مل سکتی۔ مفسرین نے اس کے معانی میں اختلاف کیا ہے، شیخ بزرگوار علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے مجمع البیان میں اسی آیت کریمہ کے ذیل میں گیارہ اقوال ذکر کیے ہیں اس کی طرف اشارہ کرنا اگرچہ مختصر طور پر ہی کیوں نہ ہو فائدے سے خالی نہیں ہے۔
۱۔ یہ کہ وہ (حروف مقطعات) متشابہات قرآن ہیں، اس کے علم کو خداوند عالم نے اپنی ذات سے مخصوص کیا ہے اور اس خدائے سبحان کے علاوہ اس کی تاویل اور باطن کا علم کسی فرد بشر کو نہیں ہے۔

۲، ۱ (سورہ بقرہ، آیت ۱)

۲۔ وہ سب کا سب اسی سورہ کا نام ہے جو اس کی ابتدا میں واقع ہوا ہے۔

۳۔ وہ تمام قرآن کے اسمائے گرامی ہیں۔

۴۔ اسمائے الہی کے لیے دلیل و رہنما ہے جیسے (الم) اس کا معنی یہ ہے (ان اللہ اعلم) یعنی میں خدا جاننے والا ہوں
"الم" یعنی "انا اعلم و اری" میں خدا جاننے اور دیکھنے والا ہوں۔ "المص" یعنی "انا اللہ اعلم و افضل" میں خدا جاننے والا اور افضل ہوں۔ اسی طرح بقیہ تمام سوروں کے حروف مقطعات ہیں۔

۵۔ اسمائے الہی ہیں جب کبھی حروف مقطعات کی تالیف و جمع آوری کرنا ممکن ہو تو اسم اعظم الہی کی راہ تک رسائی بھی ممکن ہوتی ہے۔

۶۔ یہ وہ قسمیں ہیں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ ان حروف کے ذریعہ قسم کھاتا ہے کہ قرآن کلام الہی ہے اور وہ شریعت ہیں کیوں کہ آسمانی نازل شدہ کتابوں کے تمام مبنی و اصول اور اسمائے حسنائے الہیہ اور صفات الہیہ اور لغات کے اصول اپنے تمام اختلافات کے ساتھ اس میں موجود ہیں۔

۷۔ نعمات الہیہ کی طرف اشارہ ہے اور بلاؤں اقوام و ملل کی مدتوں بلاؤں ان کی عمروں نیز اموات کی طرف بھی۔

۸۔ ان سے مراد اس امت کی بقا کی طرف اشارہ ہے حساب جمل (ابجد) کی دلالت کی بنا پر۔

۹۔ مراد حروف معجم ہیں۔ ۱۰۔ کفار کو خاموش کرانے کے لیے ہے کیوں کہ مشرکین اپنے درمیان یہ نصیحت کرتے

تھے کہ قرآن سماعت نہ کریں اور بے ہودہ گفتگو میں مصروف رہیں، جیسا کہ قرآن مجید خود اپنے اس قول سے اس بات کی حکایت کرتا ہے: لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ (۱) >

۱۔ (سورہ فصلت، آیت ۲۶۔)

”اس قرآن کو ہرگز مت سنو اور اس کی تلاوت کے وقت ہنگامہ کرو شاید اسی طرح ان پر غالب آجاؤ۔ کبھی سیٹی بجاتے تھے اور کبھی تالیاں اور کبھی مغالطہ دیتے تھے تاکہ شاید پیغمبر اسلام کو اس کی تلاوت میں مغالطہ میں ڈال دیں اللہ تعالیٰ نے ان حروف کو نازل فرمایا، جب کبھی (یہ حروف مقطعات) سنتے تھے تو ان کے لیے یہ عجیب و غریب معلوم ہوتا تھا اور اسے سنتے تھے اس میں غور و فکر کرتے تھے اور اپنے ذاتی معاملات اور حالات کو ترک کر دیتے تھے لہذا قرآن ان کی سماعتوں پر نفوذ کر جاتا تھا۔

۱۱۔ حروف تہجی کے تعداد کی طرح ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہ وہی قرآن ہے کہ تم اس کا جواب لانے سے قاصر ہو وہ انہیں حروف مقطعات کی جنس سے تشکیل پایا ہے کہ تم اپنے خطبوں اور اپنے کلام میں گفتگو کے وقت استعمال کرتے ہو، لہذا اگر ان پر قدرت نہیں رکھتے تو پھر یہ جان لو اور تسلیم کرلو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی دوسرے معانی ذکر ہوئے ہیں قارئین کرام معتبر تفسیروں کی طرف رجوع کریں۔ ان مجموعی حروف سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ خدائے سبحان اور رسول اسلام (ص) کے درمیان مخفی اسرار و رموز ہیں کہ جہاں تک ہمارے عام افہام و ادراک کا طائر فکر پرواز نہیں کر سکتا مگر صرف اس حد تک واقف ہوسکتے ہیں کہ ان کے اور ان کے اندر موجود (مضامین میں ایک خاص ارتباط پایا جاتا ہے۔ ۱)

۵۵۱۔ اہل سنت و الجماعت نے امیر المومنین علی - سے روایت کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: ”لِكُلِّ كِتَابٍ صَفْوَةٌ وَصَفْوَةٌ هَذَا الْكِتَابِ حُرُوفُ التَّهْجِي“ ہر کتاب کے لیے ایک منتخب موجود ہے اور اس کتاب (قرآن) کا منتخب، حروف تہجی ہیں۔ کہ

۱۔ (المیزان، ج ۱۸، ص ۶۔)

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔
”قِيلَ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَ نَبِيَّہٗ اَنْ يُنَزِّلَ عَلَیْہِ کِتَابًا لَا یَمْحُوہُ الْمَآءُ وَلَا یَخْلُقُ عَلَیْکَ کُتْرَہٗ الرِّدِّ فَلَمَّا اَنْزَلَ الْقُرْآنَ قَالَ هَٰذَا الْقُرْآنَ ذٰلِکَ الْکِتَابُ الَّذِیْ وَعَدْنٰکَ (۱) قیل معناه ہذا القرآن ذلک الکتاب الذی وَعَدَمَکَ بِہِ فِی الْکُتُبِ السَّالِفَۃِ (۲) و فی تفسیر الامام : یعنی القرآن الذی افتتح بالہم ”۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے وعدہ کیا کہ ان پر ایک کتاب نازل کرے کہ جسے پانی نہ مٹا سکے اور کثرت تردید کی بنا پر وہ کہنے نہ ہوسکے، لہذا جب قرآن نازل کیا تو کہا : یہ قرآن وہی کتاب ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا تھا اور کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ قرآن وہ کتاب ہے جس کا گزشتہ کتابوں میں تم سے وعدہ کیا تھا۔ اور امام کی ایک تفسیر میں کہا گیا ہے: یعنی وہ قرآن جو الم کے ذریعہ شروع کیا گیا۔ (ہدی للمتقین) : اصل تقویٰ کیا ہے اور متقین کون افراد ہیں۔

۵۵۲۔ ”روی عن النبی (ص) اَنَّهُ قَالَ مَعْنٰی التَّقْوٰی فِی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلِیْ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ“ > قیل : متقی الذی اتقٰی مَآخِرَہٗ عَلَیْہِ وَفَعَلَ مَا اَوْجَبَ عَلَیْہِ وَقیل : هُوَ الَّذِی یتَّقٰی صَالِحِ اَعْمَالِہٖ عَذَابُ اللّٰہِ

حضرت رسول اکرم (ص) سے مروی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: معنی کے لحاظ سے تمام تقویٰ اس آیت میں جمع ہو گیا ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عدل و احسان کا حکم دیتا ہے ”متقی وہ شخص ہے جو خود کو محرمات الہیہ سے محفوظ رکھے اور واجبات کو بجالائے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: متقی وہ شخص ہے جو

۱۔ (مجمع میں فراء اور ابو علی جبائی سے منقول ہے۔)

۲۔ (مجمع میں مبرد سے منقول ہے۔)

اپنے اعمال صالحہ کے ذریعے عذاب الہی سے نجات بخشے۔ ۵۵۳۔ ”روی عن النبی (ص) اَنَّهُ قَالَ اِنَّمَا قَالَ سُمِّیَ الْمُتَّقُوْنَ

الترکھم مالا باس بہ حذرًا للوقوع فیما بہ بأسٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمُ التَّقْوَىٰ اِنْ لَا يَرَاكَ اللَّهُ حَيْثُ نَهَاكَ وَلَا يَفْقَدَكَ حَيْثُ اَمَرَكَ ” (۱)
پیغمبر اکرم (ص) سے مروی ہے کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: متقی کو متقی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو انجام دینا ترک کرتا ہے جو اسلام کی نظر میں منع نہ کی گئی ہوں تاکہ کبھی ایسا نہ ہو کہ ان چیزوں میں گرفتار ہو کہ جس کا بجالانا اسلام کی نظر میں جائز نہیں ہے۔

اور بعض افراد نے تقویٰ کا معنی یوں کیا ہے: “اللہ تمہیں اس مقام پر دیکھے جہاں تمہیں ہر محل رہنے کا حکم دیا ہے اور تمہیں اس مقام پر نہ دیکھے جہاں اس نے منع فرمایا ہے۔ ”هُوَ ذَلِكَ الْكِتَابُ الَّذِي اخْبَرْتَ بِهِ مُوسَىٰ وَمِنْ بَعْدِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَهُمْ اخْبَرُوا بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي سَأُنْزِلُهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ (ص) لَارِيبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ“ یہ وہی کتاب ہے کہ جس کی موسیٰ کو خبر دی گئی اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کو اور ان لوگوں نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ یقیناً میں اسے آپ پر اے محمد نازل کروں گا اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ صاحبان تقویٰ کے لیے ہدایت ہے۔ اور سوروں کے آغاز میں حوامیم اور طواسین وغیرہ سے کتاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو قرآن کریم ہے۔

جیسے سورۃ مومن میں : حم یہ خدائے عزیز و علیم کی طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے۔ جیسے سورۃ فصلت میں :
حم # تَنْزِيلٌ مِّنْ

۱۔) مجمع البیان، طبرسی، ج ۱، ص ۳۷۔)

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ # كِتَابٌ فَصَّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا يَقُومُ يَعْلَمُونَ > حم یہ خدائے رحمن و رحیم کی تنزیل ہے اس کتاب کی آیتیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں عربی زبان کا قرآن ہے اس قوم کے لیے جو سمجھنے والی ہو۔ سورۃ دخان میں: حم روشن کتاب کی قسم ہم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے ہم بے شک عذاب سے ڈرانے والے تھے۔ اسی طرح طواسین کی مثالیں جیسے سورۃ نمل میں: طس # تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ طس یہ قرآن اور روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔ سورۃ قصص میں طسم # تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ طسم یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں۔

قوله تعالى: ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یعنی یہ کتاب جو قرآن کریم ہے کبھی بھی اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے یہ صاحبان تقویٰ اور پرہیز گار لوگوں کے لیے مجسم ہدایت ہے۔ متقین سے ہدایت مخصوص ہونے کی علت یہ ہے کہ اگرچہ قرآن تمام لوگوں کی ہدایت کرنے والا ہے مگر چونکہ متقین ہی قرآن سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کی ہدایت سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔

قابل ذکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد والی آیت میں متقین کے اوصاف کو تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیا ہے (۱) اسی کے ذیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے۔ (۲)

۴۔ ۱۔) سورۃ بقرہ، آیت ۳)

۲۔) سورۃ اسراء، آیت ۹۔)

جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں۔ وہ ان تمام باتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جنہیں (اے رسول!) ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

بے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو تمام ملتوں کی بہ نسبت بالکل سیدھا ہے۔

۵۵۴۔ ”وفی الکافی عن الصادق علیہ السلام ای يدعو وعنه علیہ السلام یهدی الی (الامام ” (۱)

کافی میں امام جعفر صادق - فرماتے ہیں: ”یهدی“ بمعنی ”دعوا“ ہے یعنی قرآن امام - کی طرف دعوت ہدایت دیتا ہے۔

(”وعن الباقر علیہ السلام یهدی الی الولاية“ (۲)

امام محمد باقر - فرماتے ہیں: (قرآن) ولایت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ ۵۵۵۔ ”وفی المعانی عن الصادق علیہ السلام وعن ابیہ

عن جدہ السجاد علیہ السلام : الامام مَنَّا لَا یُکُونُ إِلَّا مَعْصُومًا وَلَیْسَتْ الْعِصْمَةُ فِی ظَاهِرِ الْخَلْقَةِ فَعِیْرَفَ بِهَا وَلِذَلِكَ لَا یُکُونُ إِلَّا مَنْصُوصًا فَقَلِيلٌ مَا مَعْنَى الْمَعْصُومِ بِحَبْلِ اللَّهِ وَحَبْلُ اللَّهِ هُوَ الْقُرْآنُ وَالْقُرْآنُ یُہْدِی الِی الْاِمَامِ وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ

” (۳) امام صادق - نے معانی الاخبار میں اپنے پدر بزرگوار اور اپنے جدّ امجد امام سجاد سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: لوگوں کا امام اور سرپرست

- ۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۲۱۶)۔
 ۲۔ (کافی، ج ۱، ص ۲۱۶)۔
 ۳۔ (المیزان سے اقتباس، ج ۱۳، ص ۴۸)۔

ہم میں سے نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ معصوم ہوگا اور عصمت ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا وجود خارجی پایا جاتا ہے اور خلقت انسانی کے ظاہر سے وہ نمایاں اور پہچانی جائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین اور منصوص ہونا چاہیے۔“
 کہا گیا: اے رسول خدا (ص)! معصوم کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور ریسمان الہی وہی قرآن ہے اور قرآن بھی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے اور اس آیہ کریمہ کا معنی یہی ہے: “یقیناً یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے“
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین وہ فطرت الہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقت الہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے۔
 یہ تمام دعوت دین حنیف و قیم کی طرف صرف اس لیے ہے کہ یہ دین ان چیزوں کا حافظ و نگہبان ہے جس میں لوگوں کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی پائی جاتی ہے۔ اور ان کے حالات (معاش و معاد کی اصلاح کا سرپرست ہے۔ (۲)
 اسی کے ذیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: (۳)
 اور اس خدائے تبارک و تعالیٰ کے پاس غیب کے خزانے ہیں جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا

- ۱۔ (سورنہ روم، آیت ۳۰)۔
 ۲۔ (المیزان سے اقتباس، ج ۱۳، ص ۴۸)۔
 ۳۔ (سورنہ انعام، آیت ۵۹)۔

ہے اور وہ خشک و تر سب کا جاننے والا ہے کوئی پتہ بھی گرتا ہے تو اسے اس کا علم ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ یا کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین کے اندر محفوظ نہ ہو۔
 قرآن مجید یا امام مبین کی جو تفسیر کی گئی ہے وہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کا مقدس وجود ہے۔
 گفتگو غیب کی ہے۔ غیب کیا ہے؟ کیا علم غیب مطلقاً ذات اقدس الہی میں منحصر ہے؟ ”قال الراغب فی المفردات : “ الغیب مصدر غابت الشمس وغیرها اذ استترت عن العین یقال غاب عنی کذا ” (۱) الغیبت ، غابت الشمس کا مصدر ہے جس کے معنی کسی چیز کے نگاہوں سے اوجھل ہوجانے کے ہیں۔ چنانچہ محاورہ ہے۔ غاب عنی کذا فلاں شے میری نگاہ سے اوجھل ہوگئی۔ یعنی جب آفتاب کا ہالہ ہماری ظاہری اور مادی آنکھوں سے پوشیدہ ہوگیا تو غیبت ہوجاتی ہے یعنی آفتاب یا دوسری چیزیں ہم سے غائب ہوجاتی ہیں بعد میں یہ لفظ ہر اس شے کے لیے استعمال ہونے لگا جو حواس ظاہری سے غائب ہے اور جو کچھ انسانی علم و دانش سے مخفی ہے۔
 (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) اور آسمان و زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذکر کتاب مبین میں نہ ہو۔ (وہ لوح محفوظ میں تحریر ہے)۔

کبھی غیب اور غائب شے پر اطلاق ہوتا ہے البتہ لوگوں کی بہ نسبت نہ خدا کے لیے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی شے مخفی و پوشیدہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْأَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ

- ۱۔ (مفردات راغب، ص ۳۶۶)۔

۲) (سورہ نمل، آیت ۷۵۔)

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ فِيهَا وَبَوِ الرَّحِيمِ الْغُفُورُ # وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَ بَيْنَكُمْ الْعَالَمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ > (۱)
خداوند متعال جانتا ہے کہ زمین میں کیا چیز داخل ہوتی ہے اور کیا چیز اس سے نکلتی ہے اور کیا چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اور کیا اس میں بلند ہوتی ہے اور وہ مہربان اور بخشنے والا ہے۔ اور کفار کہتے ہیں کہ قیامت آنے والی نہیں ہے تو آپ کہہ دیجیے کہ میرے پروردگار کی قسم! وہ ضرور آنے گی وہ عالم الغیب ہے اس کے علم سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ دور نہیں ہے اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا بلکہ سب کچھ اس کی روشن کتاب میں محفوظ ہے (وہ لوح محفوظ میں تحریر ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وہ عالم الغیب و الشہادت ہے غالب اور حکیم ہے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲) اور صرف اللہ ہی کے لیے آسمان اور زمین کا کل غیب ہے اور اسی کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے لہذا آپ اس کی عبادت کریں اور اسی پر اعتماد کریں کہ آپ کا رب لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳) آسمان و زمین کا سارا غیب صرف اللہ ہی کے لیے ہے اور قیامت کا حکم تو صرف ایک پلک جھپکنے

۱) (سورہ سبا، آیت ۲، ۳۔)
۲) (سورہ ہود، آیت ۱۲۳۔)
۳) (سورہ نحل، آیت ۷۷۔)

کے برابر یا اس سے بھی قریب تر ہے اور یقیناً اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: > قُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصَرُ بِهِ (وَأَسْمِعُ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ كُفً فِي حُكْمِهِ أَحَدًا > (۱)
آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ان کی مدت قیام سے زیادہ باخبر ہے اسی کے لیے آسمان و زمین کا سارا غیب ہے اور اس کی سماعت و بصارت کا کیا کہنا ان لوگوں کے لیے اس کے علاوہ کوئی سرپرست نہیں ہے اور نہ وہ کسی کو اپنے حکم میں شریک کرتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)
آپ کہہ دیجیے کہ تمام غیب کا اختیار پروردگار کو ہے اور تم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

مذکورہ آیات وغیرہ سے استفادہ ہوتا ہے کہ علم غیب ذاتِ اقدس الہی سے مخصوص ہے۔
لیکن سورہ جن کی آیت نمبر ۲۷ سے یوں استفادہ ہوتا ہے۔ (> وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَ عَلَيْكَ الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ > (۳) اور وہ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرنا چاہتا ہاں اپنے نمائندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس کام کے لیے منتخب کر لیتا ہے۔

چنانچہ باب ”بدا“ میں کہا گیا ہے ، وہ علم جس میں بدا حاصل ہوجاتا ہے وہ ذاتِ پروردگار متعال سے مخصوص ہے اور کوئی بھی شخص اس سے واقف نہیں ہے۔ جو کچھ ہماری فکر قاصر میں خطور کیا ایک مثال کے ضمن میں آپ کے لیے بیان کر رہے ہیں:

۱) (سورہ کہف، آیت ۲۶۔)
۲) (سورہ یونس، آیت ۲۰۔)
۳) (سورہ آل عمران، آیت ۱۷۹۔)

مثلاً: خداوند متعال ایک بندے کی عمر پچاس سال معین و مقدر فرماتا ہے اور انبیاء و ائمہ کے ذریعے بیان فرماتا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص صلہ رحم انجام دے تو اس کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔
اور وہ شخص صلہ رحم انجام دیتا ہے اور اس کی عمر ساٹھ سال تک مزید بڑھ جاتی ہے۔ لہذا ہم یہاں کہیں گے کہ: خداوند متعال پیغمبر یا امام کو اطلاع دیتا ہے کہ اس شخص کی عمر پچاس سال ہے، لیکن چوں کہ وہ شخص صلہ رحم کرتا ہے

اور اس کی عمر میں اضافہ ہوجاتا ہے، کوئی بھی شخص سوائے اس کی ذات کے اس کا علم نہیں رکھتا۔ اس بنا پر وہ مسائل جن میں ”بدا“ واقع نہیں ہوتا اور کوئی تغیر نہیں پیدا ہوتا اس کا علم معصومین کے اختیار میں قرار دیتا ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بھی علم ائمہ کے متعلق قائل ہیں: ”وہ علم جو ائمہ کے لیے وسیع یا کم ہوتا ہے وہ ان مسائل اور ان امور کے علاوہ ہیں کہ جس کے متعلق لوگ امام سے دریافت کرتے ہیں۔ کیوں کہ امام - دینی احکام اور لوگوں کی ضروریات زندگی سے مربوط سوالات کو ہمیشہ جانتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں مخصوص روایت بھی موجود ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ امام - سے ایک مسئلہ دریافت کریں اور وہ کہے کہ میں نہیں جانتا۔ اس بنا پر امام - کے علم سے مراد لوگوں کی ضروریات زندگی کے علاوہ ہے۔ اور وہ علوم اسرار و رموز میں سے ہیں ہم اس سے واقفیت نہیں رکھتے۔ اور یہی علوم (اسرار) ہیں جو روزانہ شب و روز اور شبہائے قدر اور جمعہ میں امام کے لیے حاصل ہوتے ہیں۔

۵۵۶۔ ”وفی الکافی باسناده عن معمر بن خلاد قال سأل أبا الحسن عليه السلام رجلاً من أهل فارس فقال له تعلمون الغيب؟ فقال قال أبو جعفر عليه السلام يُبَسِّطُ لَنَا الْعِلْمُ فَلَا تَعْلَمُ وَيَقْبِضُ عَلَيْنَا فَلَا نَعْلَمُ وَقَالَ سِرَّ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ اسْرَهُ إِلَيَّ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاسْرَهُ جِبْرِئِيلُ إِلَيَّ (ص) مُحَمَّدٌ (ص) وَاسْرَهُ مُحَمَّدٌ إِلَيَّ مَنْ شَاءَ اللَّهُ ” (۱)

۱) (کافی، ج ۱، باب نادر فیہ ذکر الغیب، ص ۲۵۶، حدیث ۰۱)

کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ معمر ابن خلاد سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: امام علی رضا - سے ایک اہل فارس نے دریافت کیا کہ کیا آپ علم غیب جانتے ہیں؟ فرمایا کہ امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ: جب علم الہی ہمارے لیے کشادہ ہوتا ہے (الہام یا فرشتہ کی خبر وغیرہ سے) تو ہم جانتے ہیں اور جب ایسا نہیں ہوتا تو ہم نہیں جانتے یہ علم تو اللہ تعالیٰ نے ایک راز کے طور پر رکھا ہے جسے اس نے جبرئیل - کو سونپا اور جبرئیل - نے محمد (ص) کو بطور راز سپرد کیا اور انہوں نے جس کو چاہا سپرد کیا۔

چنانچہ باب بدا میں کہا گیا ہے کہ وہ علم جس میں بدا حاصل ہوتا ہے وہ ذات الہی سے مخصوص ہے کسی شخص کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ جو کچھ ہماری فکر قاصر میں خطور کیا ایک مثال کے ضمن میں بیان کر رہے ہیں: صرف خدا اور اس کے تمام حجج عالم ہیں جو کچھ کہتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ ایک بندے کی عمر پچاس سال معین و مقدر فرماتا ہے اور انبیاء و ائمہ کے ذریعے بیان فرماتا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص صلہ رحم انجام دے تو اس کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ بندہ صلہ رحم انجام دیتا ہے اور اس کی عمر ساٹھ سال تک مزید بڑھ جاتی ہے۔ ہم یہاں کہیں گے کہ: اگر خدا چاہے تو پیغمبر اور امام کو باخبر کرے کہ اس بندے کی عمر پچاس سال معین و مقدر تھی لیکن اس امر کی بہ نسبت یہ معلوم ہونا کہ بندہ صلہ رحم انجام دے گا اور اس کی عمر ساٹھ سال تک مزید بڑھ جائے گی صرف ذات احادیث سے مخصوص ہے اور دوسرا شخص اس سے آگاہ نہیں ہے۔

لیکن ان امور کی بہ نسبت کہ جسے مقدر و معین اور امضا کیا ہے اور اس میں بدا واقع نہ ہو تبدیلی نہ ہو ان کے متعلق پیغمبر اور ائمہ کو اطلاع دی جاتی ہے جیسے بندے کی عمر پچاس سال معین ہوئی اور اس نے صلہ رحم انجام نہیں دیا تو پچاس سال کی عمر میں انتقال کر جائے گا۔

أَقْلَ سَمِعْتُ حُمَرَ بْنَ أَعْيُنٍ سَأَلَ أَبَا جَعْفَرٍ الصَّيْرَفِيَّ ۵۵۷۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ سُدى عَلَيْهِ السَّلَام عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ ابْتَدَعَ الْأَشْيَاءَ كُلَّهَا بَعْلَمَهُ عَلَى غَيْرِ مَثَالٍ كَانَ قَبْلَهُ فَايْتَدَعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ وَلَمْ يَكُنْ قَبْلَهُنَّ سَمَوَاتٍ وَلَا أَرْضُونَ أَمَا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَقَالَ لَهُ حُمَرَانُ أَرَيْتَ قَوْلَهُ جَلَّ ذِكْرُهُ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ اللَّهُ مُحَمَّدٌ مِمَّنْ ارْتَضَاهُ وَأَمَّا قَوْلُهُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ عَالِمٌ بِمَا غَابَ عَنْ خَلْقِهِ فِيمَا يُقَدَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَيَقْضِيهِ فَيُخَلِّقُهُ وَقَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهُ وَقَبْلَ أَنْ يَفْضِيَهُ إِلَى الْمَلَائِكَةِ فَذَلِكَ يَا حُمَرَانَ عِلْمٌ مَوْقُوفٌ عِنْدَهُ إِلَيْهِ فِيهِ الْمَشْنُونَةُ فَيَقْضِيهِ إِذَا ارَادَ هُوَ الْعِلْمُ الَّذِي وَيَبْدُوهُ فِيهِ فَلَا يَمْضِيهِ فَاَمَّا الْعِلْمُ الَّذِي يُقَدِّرُهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقْضِيهِ وَيَمْضِي (انتهى إلى رسول الله (ص) ثُمَّ أَلَيْنَا ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند صدیر صیرفی سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے حمران ابن اعین کو امام محمد باقر - سے آیہ کریمہ کے متعلق دریافت کرتے ہوئے سنا تو حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو اپنے علم سے ایجاد کیا ہے بغیر اس کے کہ کوئی مثال اس سے پہلے ہو اس نے تمام زمین و آسمان کو پیدا کیا جب کہ اس سے پہلے زمین و آسمان نہ تھے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ فرمایا: ”اس کا عرش پانی پر تھا“ لہذا اگر آسمان و زمین تھے تو خدا کا عرش اس پر برقرار ہوتا حمران نے عرض کیا: مجھے اس آیت کے معنی بتائیے جو خدائے عزوجل کے قول کو نقل کر

رہی ہے ”عالم الغیب خدا ہے اور کسی کو اپنے علم غیب سے آگاہ نہیں کرتا۔“
امام - نے فرمایا: آیت کے ذیل میں مزید یہ بھی تو بیان فرمایا ہے: ”مگر اپنے رسولوں میں سے

۱) (کافی، ج ۱، ص نادر فیہ ذکر الغیب، ص ۲۵۶، حدیث ۰۲)

جس کو بھی چن لیا۔“ اور خدا کی قسم! محمد مصطفیٰ (ص) ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ نے منتخب کیا ہے۔ لیکن یہ قول جو فرماتا ہے: ”خدا غیب کو جانتا ہے“ تو یقیناً خدائے عزوجل ہر اس شے کا عالم ہے جو اس کی مخلوق سے غائب ہے اس چیز کی بہ نسبت جو وہ اپنے علم میں مقدر فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے قبل اس کے کہ اس کو خلق کرے اور قبل اس کے کہ ملائکہ کو اس کا علم ہو۔ اے حمران! یہ علم اسی کے پاس محفوظ ہے جب اس کی مشیت ہوتی ہے تو اس کو جاری و نافذ کرتا ہے (یعنی ملائکہ کو بتاتا ہے) اور کبھی اس کی بہ نسبت بدا واقع ہوتا ہے اور اسے جاری و نافذ نہیں کرتا۔ لیکن وہ علم جسے خداوند متعال نے مقدر کیا حکم و امضاء فرمایا وہ ایسا علم ہے کہ جسے سب سے پہلے پیغمبر (ص) کو عطا کرتا ہے پھر ہم تک پہنچا دیتا ہے۔

۵۵۸ - ”وفی البصائر باسناده عن عمر بن حنظلة قال قلت لأبي جعفر عليه السلام إنني أظن أني لي عندك منزلة قال أجل قال قلت فإن لي إليك حاجة قال وما هي قلت تعلمني الاسم الأعظم قال وتطيعه قلت نعم قال فادخل البيت فوضع أبو جعفر عليه السلام يده على الأرض فاطلم البيت فارعدت فرايص عمر فقال ما تقول أعلمك فقال لا قال فرقع) يده فرجع البيت كما كان“ (۱)

بصائر میں بطور مسند عمر ابن حنظلہ سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے کہ: میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر - سے عرض کیا: میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ میری آپ کے نزدیک کوئی قدر و منزلت ہے۔ فرمایا: ہاں میں نے عرض کیا: تو پھر میری آپ سے ایک ضرورت درپیش ہے۔ فرمایا: کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اسم اعظم کی تعلیم دیں۔ فرمایا: اس کی طاقت کے حامل ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں ، فرمایا: تو پھر گھر میں داخل ہو جاؤ راوی کا بیان ہے: حضرت بھی داخل ہوئے پھر اپنا دست مبارک زمین کے اوپر رکھا گھر بالکل تاریک ہو گیا، (عمر ابن حنظلہ اس حالت کا مشاہدہ کرتے

۱) (بصائر الدرجات، نادر من الباب، ص ۲۱۰، حدیث ۰۱)

ہی لرزہ بر اندام ہو گئے ان کی ہڈیاں اور اعضائے بدن لرزنے لگے پھر حضرت نے فرمایا: اب کیا خیال ہے (تاب تحمل ہے) تمہیں (اسم اعظم) تعلیم دوں؟ عرض کیا: نہیں، پھر حضرت - نے اپنا دست مبارک اٹھایا اور زمین گزشتہ حالت میں ہو گئی۔

۵۵۹ - ”عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام قال إن اسم الله الأعظم على ثلاثة وسبعين حرفاً وإنما كان عند آصف من ها حرف واحد فتكلم به فحسفت بالأرض ما بينه وبين سرير بلقيس حتى تناول السرير بيده ثم عادت الأرض كما كانت اسرع من طرفه العين ونحن عندنا من الاسم الأعظم اثنان وسبعون حرفاً وحرف واحد عند الله تعالى استأثر به في علم الغيب عنده ولا حول (ولا قوة إلا بالله العلي العظيم“ (۱)

جابر سے منقول ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: اسم اعظم الہی کے ۷۳ حروف ہیں آصف برخیا کے پاس صرف ایک حرف تھا اسی سے انہوں نے کلام کیا پس ان کے اور تخت بلقیس کے درمیان سمٹ گئی یہاں تک کہ انہوں نے تخت کو اپنے ہاتھ سے اٹھا لیا اور زمین چشم زدن میں جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی اور ہمارے پاس اسم اعظم کے ۷۲ حروف ہیں اور ایک حرف اللہ کے پاس ہے اسی سے وہ علم غیب میں ممتاز ہوا اور کوئی قوت و طاقت نہیں ہے سوائے عظیم المرتبت خدا کے۔

۵۶۰ - ”وفیه باسناده عن ہارون بن الجهم عن رجل من اصحاب ابی عبد اللہ علیہ السلام لم احفظ اسمہ قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اعطی حرفین کان یعمل بہما و اعطی موسیٰ اربعۃ حروف اعطی ابراہیم ثمانیۃ احرف واعطی نوح خمسۃ عشر حرفاً واعطی آدم خمسۃ

۱) (کافی، ج ۱، باب اسم اللہ الاعظم، ص ۲۳۰، حدیث ۰۱)

وَ عَشْرِينَ حُرُوفًا وَاللَّهُ تَعَالَى جَمَعَ ذَلِكَ كُلَّهُ لِمُحَمَّدٍ (ص) وَأَنَّ اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمَ ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ (حُرُفًا) أُعْطِيَ مُحَمَّدًا (ص) اثْنِي وَسَبْعِينَ حُرُفًا وَحُجِبَ عَنْهُ حَرْفٌ وَاحِدٌ ” (۱)

اسی کتاب کافی میں بطور مسند ہارون ابن جہم سے منقول ہے وہ ایک ایسے شخص سے جو امام جعفر صادق کے اصحاب میں سے تھے نقل کرتے ہیں کہ ان کا نام یاد نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ: میں نے امام جعفر صادق - کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: عیسیٰ ابن مریم - کے پاس دو حرف تھے انہی دو حرف سے وہ اعجاز دکھاتے تھے اور موسیٰ کو صرف ۴ حرف دیے گئے تھے اور ابراہیم - کو آٹھ حرف اور نوح - کو پندرہ اور آدم - کو پچیس حرف دیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان تمام حروف کو حضرت محمد مصطفیٰ (ص) کے لیے جمع کر دیا کہ اسم اعظم الہی ۷۳ حرف ہیں ان میں سے حضرت محمد (ص) کو ۷۲ حرف دیے گئے اور ایک حرف ان سے پوشیدہ رکھا گیا۔

۵۶۱ - “علی بن محمد النوفلی عن ابی الحسن صاحب العسکری علیہ السلام قال سَمِعْتُهُ يَقُولُ اسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ حُرُفًا كَانَ عِنْدَ أَصْفَ حَرْفٌ وَاحِدٌ فَتَكَلَّمَ بِهِ فَانْخَرَقَتْ لَهُ الْأَرْضُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَبَا فَتَنَالَوْا عَرْشَ بَلْقِيسَ حَتَّى صَبَرَهُ إِلَى سُلَيْمَانَ ثُمَّ انْبَسَطَتِ الْأَرْضُ فِي أَقْلٍ (مِنْ طَرَفَةِ عَيْنٍ وَعِنْدَ ثَامِنَةِ اثْنَانِ وَسَبْعُونَ حُرُفًا وَحَرْفٌ عِنْدَ اللَّهِ مُسْتَأْثَرٌ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ ” (۲)

علی ابن نوفلی سے منقول ہے ان کا بیان ہے: امام حسن عسکری کے پدر بزرگوار ابو الحسن امام علی نقی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اسم اعظم الہی ۷۳ حروف ہیں ان میں سے آصف کے پاس صرف ایک حرف تھا جس سے انہوں نے کلام کیا زمین ان کے اور شہر صبا کے درمیان سمٹی اور انہوں نے تخت بلقیس کو اٹھالیا

۱) (کافی، ج ۱، حدیث ۰۲)
۲) (بصائر الدرجات، ج ۱، ص ۲۱۱، حدیث ۰۳)

اور حضرت سلیمان - تک پہنچایا پھر زمین طرفہ لعین میں سمٹ گئی اور ہمارے پاس اسم اعظم کے ۷۲ حروف ہیں اور اللہ کے پاس ایک حرف ہے جس سے وہ عالم غیب ہے۔ ۵۶۲ - “فی بصائر الدرجات باسناده عن ابی عبد اللہ البرقی یَرْفَعُهُ إِلَيْكَ ابی عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ اسْمَهُ الْأَعْظَمَ عَلَى ثَلَاثَةِ وَسَبْعِينَ حُرُفًا فَأُعْطِيَ آدَمُ مِنْهَا خَمْسَةً وَعَشْرِينَ حُرُفًا وَأُعْطِيَ نُوحًا مِنْهَا خَمْسَةً عَشْرَ حُرُفًا وَأُعْطِيَ إِبْرَاهِيمَ ثَمَانِيَةَ أَحْرَفٍ وَأُعْطِيَ مُوسَى مِنْهَا أَرْبَعَةَ أَحْرَفٍ وَأُعْطِيَ عِيسَى مِنْهَا حَرْفَيْنِ وَكَانَ يَحْيَى بِهِمَا الْمَوْتَ وَيُورِي بِهِمَا الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُعْطِيَ مُحَمَّدًا (ص) اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ حُرُفًا وَاحْتَجِبَ حَرْفًا لئَلَّا يَعْلَمَ مَا فِي نَفْسِهِ وَيَعْلَمَ مَا فِي نَفْسِهِ وَيَعْلَمَ مَا (فِي) نَفْسِ الْعِبَادِ ” (۱)

بصائر الدرجات میں بطور مرفوع ابو عبد اللہ برقی سے روایت کی گئی ہے کہ وہ امام جعفر صادق - سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم اعظم کے ۷۳ حروف قرار دیے حضرت آدم - کو پچیس حرف عطا فرمایا حضرت نوح - کو پندرہ حرف عنایت کیا اور حضرت ابراہیم - کو آٹھ حرف دیا گیا اور حضرت موسیٰ کو چار حرف عطا فرمایا اور حضرت عیسیٰ - کو دو حرف اور حضرت عیسیٰ - انہی دو حرف سے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور اسی کے ذریعے مبروص افراد کا علاج فرماتے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ (ص) کو ۷۲ حرف عطا فرمایا اور ایک حرف ان میں سے ان سے مخفی رکھا اور اپنی ذات سے مخصوص قرار دیا۔

لیکن امام - کا یہ قول جو فرمایا: قرآن ایک ایسا ناطق ہے کہ اس کی زبان خستگی ناپذیر ہے کیوں کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو آسمانی ہے اور عالمی کتاب ہے کسی ایک مخصوص زمانے کے لیے نہیں ہے

۱) (بصائر الدرجات، ج ۱، ص ۲۰۸، حدیث ۰۳)

یا کسی ایک ہی گروہ سے مخصوص نہیں ہے لہذا اس کا اعجاز یہ ہے کہ وہ نہ کہنہ ہوتی ہے اور نہ ہی تمام ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ پڑھی جائے یا دقت نظر سے کام لیا جائے اس کے فائدے زیادہ سے زیادہ اور اس کے آثار و نتائج مزید ظاہر ہوں گے۔

۵۶۳۔ “عَنِ الرُّضَا عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَنَّ سُلَّ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَالُ الْقُرْآنُ لَا يَزَادُ عَلَى النَّشْرِ وَالْدَّرْسِ الْإِغْضَاظَةَ ؟ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَجْعَلْهُ لِزَمَانٍ دُونَ زَمَانٍ وَلَا لِنَاسٍ دُونَ نَاسٍ فَهُوَ فِي كُلِّ زَمَانٍ جَدِيدٌ وَعِنْدَ كُلِّ قَوْمٍ غَضٌّ أَلَيْسَ بِقَوْمٍ الْقِيَمَةُ ” (۱)

حضرت امام رضا - نے اپنے بزرگوار (علیہما السلام) سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - سے سوال کیا کہ کیوں قرآن کی جتنا زیادہ نشرو اشاعت کرتے ہیں اور اس کی تدریس کرتے ہیں اس کی شادابی اور تازگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے (اس سے احساس خستگی نفرت اور دوری نہیں پیدا ہوتی) تو امام - نے فرمایا: چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کو کسی ایک ہی زمانہ سے مخصوص نہیں کیا ہے اور اسی طرح صرف خاص لوگوں کے لیے نہیں نازل فرمایا بلکہ ہر زمانے میں اور ہر قوم کے نزدیک صبح قیامت تک ہر دل عزیز اور شادابی و تازگی کے ساتھ ہے۔

۵۶۴۔ “وفيه باسناده عن محمد بن موسى الرازي عن أبيه قال ذكر الرضا عليه السلام يوماً القرآن فعظم الحجة فيه ولأية العجزة في نظمهم فقال هو خيل الله المتين عروة الوثقى وطريقته المثل للمؤدى إلى الجنة والمنجى من النار لا يخلق من الأزمنة ولا يبعث على الألسنة لأنه لم يعجل لزمان دون زمان بل جعل البرهان وحجة على كل إنسان لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم

۱۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۹۳۔ امالی طوسی، ص ۵۸۰۔ بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۲۱۳۔)

(حمید ” (۱)

کتاب عیون الاخبار الرضا میں محمد ابن موسی رازی نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت امام رضا - نے ایک دن قرآن مجید کے بارے میں گفتگو کی تو فرمایا اس میں حجت اور برہان بہت عظیم ہے ایک عاجز کر دینے والی علامت اس کی نظم و ترتیب میں پائی جاتی ہے پھر فرمایا: قرآن اللہ تعالیٰ کی محکم رسی ہے اور اس خدا کا نہ ٹوٹنے والا دستہ ہے اور اس (خدائے سبحان) کا بغیر کجی کے سیدھا راستہ ہے جو بہشت کی طرف لے جاتا ہے اور آتش جہنم سے نجات عطا کرتا ہے، زمانے کی طولانی مدت اسے بوسیدہ نہیں کر سکتی اور زبانوں پر سنگینی کا احساس نہیں ہونے دیتیں اس لیے کہ اسے کسی مخصوص زمانے کے لیے نہیں قرار دیا گیا ہے بلکہ اسے تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی اور رہ گشتائی کے لیے دلیل و برہان قرار دیا گیا ہے۔ اس کے قریب سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل ابھی نہیں سکتا ہے کیونکہ یہ خدائے حکیم و حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔

۱۔ (عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۱۳۷۔)

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۸۔ ہمہ گیر ضرورت

۲۸۔ الْقُرْآنُ لَيْسَ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ مِنْ فَقْرٍ وَفَاقَةٍ وَلَا لِأَحَدٍ قَبْلَ الْقُرْآنِ مِنْ غِنًى وَالْحُجَّةُ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَذَلِكَ

قرآن وہ گراں قدر سرمایہ ہے کہ کسی شخص کے لیے اس کے بعد فقر و فاقہ کا گزر نہیں ہوسکتا اور کسی شخص کے لیے قرآن سے پہلے غنی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح حجت قائم بھی ہیں۔

قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو آسمان سے پیغمبر اکرم حضرت خاتم الانبیاء محمد ابن عبد اللہ (ص) پر ان کی رسالت و نبوت کی حقانیت کے لیے جاویدانی معجزہ اور زندہ سند کے طور پر نازل ہوئی ہے اور ایسا گراں قدر گوہر ہے کہ جس کے پاس وہ موجود ہو تو وہ کبھی بھی فقر و ہلاکت اور بے چارگی کا شکار نہ ہوگا۔ یعنی جو شخص قرآن کے عظیم القدر مطالب اور اس کے مختلف علوم سے مکمل باخبر ہوگا اور اس سے مکمل فائدہ اٹھاتا ہوگا وہ تمام معنی میں تمام چیزوں سے غنی

اور بے نیاز ہے اور کسی بھی شخص کے لیے قرآن کے نازل ہونے سے پہلے کسی قسم کی دولت و ثروت اور بے نیازی مقصود نہیں تھی اور نہ ہے، امام زمانہ - کا مقدس وجود بھی اسی طرح ہے۔

۵۶۵۔ ”وفی ثواب الاعمال باسنادہ عن معاویۃ بن عمار قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام (من قرأ القرآن فَهُوَ غَنَى فَا لْفَقْر بَعْدَهُ وَالَا مَا بِہِ غَنَى ” (۱)

کتاب ثواب الاعمال میں بطور مسند معاویہ ابن عمار سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھنے کے علم و معرفت سے سرفراز ہوگا تو وہ غنی اور بے نیاز ہے اور اس کے بعد کوئی بھی فقر و فاقے کا وجود نہ ہوگا لہذا جو شخص قرآن پڑھے وہ اللہ کے علاوہ ان تمام چیزوں میں کہ جس کا وہ ضرورت مند ہے سب سے بے نیاز ہوجائے گا۔ اور اگر اپنی ضروریات قرآن سے برطرف نہ کرسکے تو اسے کوئی شے غنی اور بے نیاز نہیں کرسکتی۔ پیغمبر اکرم (ص) کے اس فرمان کے من جملہ معانی میں سے یہ ایک معنی ہے جو فرمایا ہے:

۵۶۶۔ ”مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا ” (۱) جو شخص قرآن کے ذریعے خود کو غنی و بے نیاز نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ممکن ہے کبھی اگر کوئی شخص لم یتغن کو غنا کے مادہ سے سمجھے اور یوں معنی کرے یعنی جو شخص قرآن قرأت میں غنا سے کام نہ لے وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ اشتیاب ہے۔

۵۶۷۔ ”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَنْ اعطاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَرَأَى أَنَّ اخْدًا اعطِيَ شَيْئًا اَفْضَلَ مِمَّا (اعطِيَ فَقَدْ صَغُرَ عَظِيمًا وَعَظُمَ صَغِيرًا ” (۲)

حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی قرأت اور علم و فہم عطا فرمایا اور وہ یہ خیال کرے کہ دوسرے شخص کو اس سے افضل شے عطا ہوئی ہے جو اسے عنایت کی گئی ہے تو یقیناً اس نے عظیم شے کو حقیر اور حقیر شے کو عظیم شمار کیا ہے۔

۱۔) ثواب الاعمال، ص ۱۲۸۔ کافی، ج ۲، ص ۶۰۵، حدیث ۸۔

۲۔) کافی، ج ۲، ص ۶۰۵۔ معانی الاخبار، ص ۲۷۹۔ بحار الانوار، ج ۷۳، ص ۳۴۲۔

۳۔) کافی، ج ۲، ص ۶۰۵، حدیث ۷۔

۵۶۸۔ ”وفی نہج البلاغۃ: قال علیہ السلام وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَيَكَاذُ صَاحِبُهُ أَنْ يَشْبَعَ مِنْهُ وَيَمْلَأُ إِلَّا الْحَيَاةَ فَإِنَّهُ لَا يَجْذُلُهُ فِي الْمَوْتِ رَاحَةً وَأَتَمَّا ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْحِكْمَةِ الَّتِي هِيَ حَيَاةٌ لِلْقَلْبِ الْمَيِّتِ وَبَصَرٌ لِلْعَيْنِ الْعَمْيَاءِ وَسَمْعٌ لِلْأُذُنِ الصَّمَاءِ وَرِئٌ لِلْظَّمَانِ وَفِيهَا الْغِنَى كُلُّهُ وَالسَّلَامَةُ كِتَابُ اللَّهِ تَبْصُرُونَ بِهِ وَتَنْطَفِئُونَ بِهِ وَتَسْمَعُونَ بِهِ وَيَنْطِقُ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَيَشْهَدُ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ وَلَا يَخْتَلِفُ فِي اللَّهِ وَلَا يُخَالِفُ بِصَاحِبِهِ عَنْ اللَّهِ قَدْ اصْطَلَحْتُمْ عَلَى الْغُلِّ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَتَبَتِ الْمَرَعُ عَلَى عِلَى دِمْنِكُمْ وَتَصَافَيْتُمْ عَلَى حُبِّ الْأَمَالِ وَتَعَادَيْتُمْ فِي كَسْبِ الْأَمْوَالِ لَقَدْ اسْتَهَامَ بِكُمْ (الْخَبِيثُ وَتَاءَ بِكُمْ الْغُرُورُ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى نَفْسِي وَانْفُسِكُمْ ” (۱)

(اس خطبہ کا بعض حصہ قرآن کی توصیف اور اس کے تمسک اختیار کرنے کے متعلق ہے)۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - فرماتے ہیں: یاد رکھو کہ دنیا میں جو شے بھی ہے اس کا مالک سیر ہوجاتا ہے اور وہ اکٹا جاتا ہے علاوہ زندگی کے کہ کوئی شخص موت میں راحت نہیں محسوس کرتا اور یہ بات اس حکمت کی طرح ہے جس میں مردہ دلوں کی زندگی،

اندھی آنکھوں کی بصارت، بہرے کانوں کی سماعت اور پیاسے کی سیرابی کا سامان ہے۔ اور اسی میں ساری مال داری ہے اور مکمل سلامتی ہے مال دنیا سے بھی اور عذاب آخرت سے بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: و من اوتی الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً (جسے حکمت دی گئی تو یقیناً اسے خیر کثیر عطا کیا گیا) اور اس کے ذریعے خداوند متعال تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے اور دریائے معرفت ذوالجلال میں غور کیا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب خدا ہے جس میں تمہاری بصارت اور سماعت کا سارا سامان موجود ہے اس میں ایک حصہ دوسرے کی وضاحت کرتا ہے اور ایک دوسرے کی گواہی دیتا ہے یہ احکام خدا کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتا ہے اور اپنے ساتھی کو خدا کی شاہراہ سعادت سے جدا نہیں کرتا ہے۔ مگر تم نے آپس میں کینہ و

۱۔) نہج البلاغہ، خطبہ ۱۳۳۔

حسد پر اتفاق کر لیا ہے اور اسی گھوڑے پر سبزہ آگ آیا ہے۔ امیدوں کی محبت میں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو اور مال جمع کرنے میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ شیطان نے تمہیں حیران و سرگردان کر دیا ہے اور فریب نے تم کو بہکا دیا ہے اب اللہ ہی میرے اور تمہارے نفس کے مقابلہ میں فتنہ و فساد سے نجات پانے کا ایک سہارا ہے۔

۵۶۹۔ ”وَفِيهِ مِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعْطِي النَّاسَ بِمَوَاعِظٍ بَلِيغَةٍ وَيَذَكِّرُ فَضَائِلَ قُرْآنِ الْكَرِيمِ يَقُولُ ۖ إِنْفَعُوا بَيَانَ اللَّهِ وَاتَّعِظُوا بِمَوَاعِظِ اللَّهِ وَاقْبَلُوا نَصِيحَةَ اللَّهِ (الِیٰ قَوْلِهِ): وَاعْلَمُوا أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ هُوَ النَّاصِحُ الَّذِي لَا يَغْشَى وَالْهَادِي الَّذِي لَا يَضِلُّ وَالْمُحَدِّثُ الَّذِي لَا يَكْذِبُ وَمَا جَالِسَ هَذَا الْقُرْآنَ أَحَدٌ إِلَّا قَامَ عَنْهُ بِزِيَادَةٍ أَوْ نَقْصَانٍ زِيَادَةٌ فِي هُدًى وَنَقْصَانٍ مِنْ عَمَى وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ أَحَدٌ إِلَّا قَامَ عَنْهُ بِزِيَادَةٍ أَوْ نَقْصَانٍ زِيَادَةٌ فِي هُدًى وَنَقْصَانٍ مِنْ عَمَى وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ مِنْ فَاقَةٍ وَلَا لِأَحَدٍ قَبْلَ الْقُرْآنِ مِنْ غَنًى فَاسْتَشْفَوْهُ مِنْ أَدْوَانِكُمْ وَاسْتَعِينُوا بِهِ عَلَى الْأَوَانِكُمْ فَإِنَّ فِيهِ شِفَاءً مِنْ أَكْبَرِ الدَّاءِ وَهُوَ الْكُفْرُ وَالنَّفَاقُ وَالْغَى وَالضَّلَالُ فَاسْتَلُوا اللَّهَ بِهِ وَتَوَجَّهُوا إِلَيْهِ بِحُبِّهِ وَلَا تَسْأَلُوا بِهِ خَلْقَهُ إِنَّهُ مَا تَوَجَّهَ الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ بِمِثْلِ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّهُ شَافِعٌ وَمُشَفِّعٌ تَأْوِيلٌ وَمُصَدِّقٌ وَأَنَّهُ مَنْ شَفَعَ لُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَفَعَ فِيهِ وَمَنْ مَحَلَّ بِهِ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَدَّقَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ : إِنْ كُلَّ حَارِثٍ مُبْتَلًى فِي حَرْثِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَاسْتَدْلُوهُ عَلَى رَبِّكُمْ) وَاسْتَنْصَحُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَاتَّهَمُوا عَلَيْهِ أَرْأَكُمْ وَاسْتَغْشَوْا فِيهِ أَهْوَانَكُمْ ” (۱)

۱۔) نہج البلاغہ، خطبہ ۱۷۶۔)

نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کے مبارک خطبہ کا ایک حصہ ہے کہ جس میں لوگوں کو مواعظ بلیغہ کے ساتھ قرآن کریم کے فضائل کا تذکرہ فرمایا ہے : اے لوگو! پروردگار کے بیان سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرو۔

پھر فرماتے ہیں: قرآن وہ ناصح ہے جو دھوکہ نہیں دیتا ہے جیسا کہ ہر صحیح ناصح کی شان یہی ہوا کرتی ہے اور وہ ہادی ہے جو گمراہ نہیں کرتا ہے وہ بیان کرنے والا ہے جو غلط بیانی سے کام لینے والا نہیں ہے قصوں، حدیثوں اور اپنی خبروں میں کوئی شخص اس کے پاس نہیں بیٹھتا ہے مگر یہ کہ جب اٹھتا ہے تو ہدایت میں اضافہ کر لیتا ہے یا کم سے کم گمراہی میں کمی کر لیتا ہے کیوں کہ اس میں آیات بینات اور براہین و اضمحلات اس حد تک موجود ہیں کہ مستبصرین کی بصیرت میں اضافہ اور جاہلین کی جہالت ختم کر دیتا ہے۔ یاد رکھو! قرآن کے بعد کوئی کسی کا محتاج نہیں ہوسکتا ہے اور قرآن سے پہلے کوئی بے نیاز نہیں ہوسکتا ہے۔

یعنی جو شخص قرآن کو پڑھے اور اس کے معانی و مطالب میں تدبر کرے اور اس کے احکام پر عمل کرے اس کی تمام تہیوری اور پریکٹیکل حکمت کو سمجھے تو دوسری چیز کا محتاج نہیں ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو تو تمام شے کا محتاج ہوجائے گا بلکہ احوج المحتاجین اور محتاجوں میں سب سے زیادہ محتاج ہوگا۔

اپنی بیماریوں میں اس سے شفا حاصل کرو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد مانگو کہ اس میں بدترین بیماری کفر و نفاق اور گمراہی و بے راہ روی کا علاج بھی موجود ہے اس کے ذریعہ اللہ سے سوال کرو اور اس سے محبت کے وسیلہ سے اس کی طرف رخ کرو اور اس کے ذریعے مخلوقات سے سوال نہ کرو۔ اس لیے کہ مالک کی طرف متوجہ ہونے کا اس کے جیسا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یاد رکھو کہ وہ ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے اور ایسا بولنے والا ہے جس کی بات مصدقہ ہے۔ جس کے لیے قرآن روز قیامت سفارش کردے اس کے حق میں شفاعت قبول ہے اور جس کے عیب کو وہ بیان کردے اس کا عیب تصدیق شدہ ہے۔ روز قیامت ایک منادی آواز دے گا کہ ہر کھیتی کرنے والا اپنی کھیتی اور اپنے عمل کے انجام میں مبتلا ہے لیکن جو اپنے دل میں قرآن کا بیج بونے والے تھے وہ کامیاب ہیں لہذا تم لوگ انہیں لوگوں اور قرآن کی پیروی کرنے والوں میں شامل ہوجاؤ۔ اسے مالک کی بارگاہ میں رہنما بناؤ اور اس سے اپنے نفس کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور اپنے خیالات کو متہم قرار دو اور اپنی خواہشات کو فریب خوردہ تصور کرو۔

۵۷۰۔ ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ فِيهِ مَنَارٌ الْهُدَى وَمَصَابِيحُ الدُّجَى فَيَلْجَلُ جَالٍ بَصَرَهُ وَيَفْتَحُ لِلضِّيَاءِ نَظْرَهُ فَإِنَّ التَّفَكُّرَ حَيَاةٌ قَلْبٍ (التَّبصِيرُ كَمَا يَمْشِي الْمُسْتَنِيرُ فِي الظُّلُمَاتِ بِالنُّورِ ” (۱)

کافی میں بطور مسند طلحہ ابن زید سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: اس قرآن میں ہدایت کے منارے ہیں تاریکی کے لیے چراغ ہیں لہذا اس سے آنکھوں میں روشنی حاصل کرے اور اس کی ضیاء حاصل کرنے کے لیے اپنی نظر کو کھولے کیوں کہ تفکر قلب بصیر کے لیے مایہ زندگی ہے جس سے کوئی شخص ظلمتوں میں روشنی کے ذریعہ چلتا ہے۔ ۵۷۱۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ الْعَزِيزَ الْجَبَّارَ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ كِتَابَهُ وَهُوَ

الصَّادِقُ الْبَارُّ فِيهِ خَبْرُكُمْ وَخَبْرُكُمْ مِنْ قَبْلُ مِنْ قَبْلُكُمْ وَخَبْرُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ (وَالْأَرْضِ وَلَوْ اتَّكُمْ مَنْ يَخْبُرُكُمْ لَ لَ ذِكَّ تَعَجَّبْتُمْ ”)
۲

اسی کتاب میں بطور مسند سماعہ ابن مہران سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: خدائے عزیز و جبار نے تم پر اپنی کتاب نازل کی اور وہ سچا اور خیر پسند ہے اور اس میں تمہارے متعلق بھی خبر دی گئی ہے اور تم سے پہلے گزشتہ افراد کے متعلق بھی اور تم سے بعد والوں کے متعلق بھی اس آسمان و زمین کی بھی خبر موجود ہے۔ اگر کوئی شخص تمہارے پاس یہ خبریں بیان کرتا تو کیا تم تعجب نہ کرتے۔

۱) (کافی باب فضل القرآن، ج ۲، ص ۶۰۰، حدیث ۵۔)
۲) (کافی باب فضل القرآن، ج ۲، ص ۵۹۹، حدیث ۳۔)

۵۷۲۔ “وفی الکافی باسناده عن معاویۃ بن عمار قال قال ابو عبد الله عليه السلام من قرء القرآن فهو غنی ولا فقر بعده والا ما به غنی” (۱)

کافی میں بطور مسند معاویہ ابن عمار سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: جو شخص قرآنِ قرآن کے علم سے سرفراز ہوگا تو وہ غنی اور بے نیاز ہے اور اس کے بعد کوئی بھی فقر و فاقے کا وجود نہ ہوگا اور اگر نہ پڑھ سکے یعنی قرآنِ قرآن کا علم نہ رکھتا ہو اگرچہ تمام مادیات اور اسبابِ زندگی فراہم ہوں تو بھی فقیر ہے۔ شارح بحرانی کہتے ہیں: یعنی قرآن کے نزول کے بعد لوگوں کے لیے اس کے واضح بیانات کی بنا پر کسی ایسے حکم کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے جو ان کی اصلاح معاش و معاد کرے اور نہ ہی اس کے نازل ہونے سے پہلے اپنے جاہل نفوس پر غنی و بے نیاز تھا اور نہ ہے۔ لہذا تمام اپنی ظاہری، باطنی، روحانی اور جسمانی دردوں کا اس سے معالجہ کیا جائے کیوں کہ اس میں تمام دردوں کی شفا موجود ہے۔ خدائے تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: (۲) اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبانِ ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

۵۷۳۔ “وفی الکافی باسناده عن السکونی عن ابی عبد الله عليه السلام عن آبائه علیہم السلام قال شکی رجل الى النبی (ص) وجعاً فی صدره فقال (ص) استشف بالقرآن (فان الله عزوجل یقول وشفاء لما فی الصدور ” (۳)
کافی میں بطور مسند سکونی سے منقول ہے کہ : حضرت امام جعفر صادق - نے اپنے آبائے کرام

۱) (کافی باب فضل القرآن، ج ۲، ص ۶۰۵، حدیث ۸۔)
۳) (سورہ اسراء، آیت ۸۲۔)
۴) (کافی، ج ۳، ص ۶۰۰، حدیث ۷۔)

سے روایت کی ہے کہ: ایک شخص نے رسول خدا (ص) سے سینہ کے درد کی شکایت کی تو فرمایا: قرآن کے ذریعہ شفا حاصل کرو خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے: قرآن سینوں کے ہر قسم کے درد میں شفا ہے۔ زمانے کی گرفتاریوں اور بلاؤں اور شدید مصیبتوں میں اس سے مدد طلب کرو کیوں کہ بڑے دردوں یعنی کفر و نفاق اور تباہی و گمراہی کا علاج قرآن کریم میں موجود ہے۔

۵۷۴۔ “وفی الکافی باسناده عن احمد المنقری قال سمعت ابا ابراہیم علیہ السلام یقول (من استکفی بآیۃ من القرآن من المشرق الى المغرب کف ی اذا کان یقین ” (۱)

کافی میں بطور مسند احمد منقری سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ: میں نے حضرت موسیٰ ابن جعفر - کو کہتے ہوئے سنا: جو شخص قرآن کی ایک آیت کے ذریعے یقین اور صدق نیت کے ساتھ کفایت طلب کرے تو قرآن اس کے مشرق و مغرب تک تمام مہمات میں کفایت کرے گا۔

۵۷۵۔ “وفیه عن الاصبغ بن نباتہ عن امیر المؤمنین علیہ السلام قال والذی بعت محمداً (ص) بالحق واکرم اهل بیته ما من شیء تطلبونہ من جز من عرق او سرق او آفات دابة (من صاحبها اوضالہ او ابی الا وهو فی القرآن فمن اراد ذلک فلیسأ لنی عنه ” (۲) اسی کتاب میں اصبغ ابن نباتہ ناقل ہیں کہ حضرت امیر المومنین - نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی! جس نے محمد مصطفیٰ (ص) کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان کے اہل بیت کو صاحب عزت و اکرام بنایا، اگر کوئی شخص جلنے سے ڈوبنے سے چوری یا چوپایہ کا اپنے مالک کے یہاں سے بھاگ جانے سے یا انسان یا چوپایہ کے گم ہوجانے سے یا غلام

کے فرار وغیرہ کرنے سے پناہ طلب کرے ان سب کا

۱۔ (کافی، ج ۳، ص ۶۲۳، حدیث ۱۸۔)

۲۔ (کافی، ج ۳، ص ۶۲۵، حدیث ۲۱۔)

(علاج) ذکر قرآن میں موجود ہے ان امور میں سے جو معلوم کرنا چاہے مجھ سے معلوم کر لے۔ حدیث کے آخر تک۔ مولف کہتے ہیں: اگر انسان ان روایات میں غور و فکر کرے جو قرآنی آیات اور سوروں کے خواص کے متعلق معادن وحی و تنزیل سے صادر ہوئی ہیں تو یہ مشاہدہ کرے گا کہ وہ لافانی خزانے ہیں ایک فنا ناپذیر دریا ہے اس میں تمام ہم و غم سے نجات کے اسباب موجود ہیں اور ہر قسم کی ناراحتی سے پناہ اور جائے امن ہے ہر درد سے سلامتی ہے تمام شدائد سے خلاصی اور راہ نجات ہے ہر عظیم مصیبت کا چارہ کار موجود ہے معیشت کی تنگی سے کشائش ہے اور زندگی میں وسعت پیدا کرنے کی راہیں ہیں اس کے علاوہ اور بھی لا تعداد و بے شمار مشکلات کا راہ حل موجود ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ کوئی شے مختلف دردوں، بلاؤں اور گرفتاریوں میں مدد اور حاصل کرنے کے لیے قرآن سے افضل نہیں ہے۔

کیوں کہ بڑے دردوں یعنی کفر و نفاق اور تباہی و گمراہی کا علاج قرآن میں موجود ہے۔ ۵۷۶۔ “وفی الکافی: ابو علی الاشعری عن بعض اصحابہ عن الخشاب رفعہ قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام لا واللہ لا یرجع الامر والخلافة الی آل ابی بکر و عمر ابداً ولا الی بنی امیہ ابداً ولا فی ولا طلحة والزبیر ابداً وذلك انهم نبؤوا القرآن واطلوا السنن وعطلوا الاحکام، وقال رسول اللہ (ص) القرآن هدی من الضلالة وتبیان من العمی واستقالة من العثرة ونور من الظلمة وضیاء من الاحداث وعصمة من الهلكة ورشد من الغواية وبيان من الفتن وبلاغ من الدنيا الی (الآخرة وفيه کمال دینکم وما عدل احد عن القرآن الا الی النار) ” ۱

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۰۰، حدیث ۸۔)

کافی میں ابو علی اشعری سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے خشاب سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: خدا کی قسم! امر امامت و خلافت برگز اولاد ابوبکر و عمر کی طرف واپس نہیں ہوگا اور نہ یہ کبھی بنی امیہ کی طرف اور نہ ہی کبھی طلحہ و زبیر کی اولاد کی طرف جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا اور سنتوں کو باطل قرار دیا اور احکام کو معطل بنادیا۔ رسول خدا (ص) نے فرمایا ہے کہ: قرآن ضلالت سے بچانے والا ہے اندھے پن کو امور شرع میں بیان کرنے والا ہے غلط کاریوں سے نجات دہندہ ہے ظلمت کفر میں نور ہے اور احداث و بدعت میں حق کی روشنی اور ہلاکت سے بچانے والا ہے گمراہی میں باعث ہدایت ہے فتنوں میں حق کا بیان ہے اور دنیا سے آخرت کی طرف پہنچانے والا ہے اس میں تمہارے دین کا کمال موجود ہے جس نے قرآن کریم سے روگردانی کی وہ جہنمی ہے۔

۵۷۷۔ “وفیه باسناده عن الزبیری قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام ای الأعمال افضل قال الحال المرتجل قلت وما الحال المرتجل؟ قال فتح القرآن وختم کلماتہ بآیہ ارحل فی آخره وقال قال رسول اللہ من اعطى الله القرآن فرأى ان رجلاً اعطى افضل مما اعطى فقد صغراً عظيماً وعظم صغيراً ” (۱)

یعنی اس کے عمل کو۔ اور النہایہ میں مذکور ہے کہ زہری نے دریافت کیا کہ کون سا عمل افضل ہے فرمایا: حال و مرتجل دریافت کیا گیا: اس سے کیا مراد ہے، فرمایا: (قرآن) ختم کرنے والا وہی اسے کھولنے والا ہے جو قرآن کو اپنی تلاوت کے ذریعہ ختم کرتا ہے پھر اسی کتاب میں بطور مسند زہری سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے عرض کیا: کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اس شخص کا عمل جو نازل ہو اور کوچ کرے، میں نے عرض کیا وہ کیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: قرآن کو کھول کر اسے پڑھنا شروع کرے اور آخر تک پہنچائے اور جس زمانے میں اس کا اول آجائے تو اس کے آخر تک کوچ کرے اور فرمایا کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: جس شخص کو اللہ نے قرآن عطا کیا ہو اور وہ یہ خیال کرے کہ دوسرے شخص کو اس سے افضل شے عطا ہوئی ہے جو اسے عنایت کی گئی ہے تو یقیناً اس نے عظیم شے کو حقیر اور حقیر شے کو عظیم شمار کیا ہے۔

۱) (گزشتہ حوالہ، ص ۶۰۵، “ای عملہ فی النہایۃ فی اَنَّهُ سَنَلَّ اِیْ الْاَعْمَالِ اَفْضَلَ فَقَالَ الْحَالُ (المر تجل قیل وما ذلک قال الخاتم المفتح هو الذی یختتم القرآن بتلاوتہ ثُمَّ یَفْتَحُ التَّلَاوَةَ مِنْ اَوَّلِهِ شَبَّهَهُ بِالْمُسَافِرِ یَبْلُغُ الْمَنْزَلَ فِیْحَلُّ فِیْهِ ثُمَّ یَفْتَحُ السَّیْرَ اِیْ یَبْتَدِنُهُ وَكَذَلِکَ قِرَاءَةُ اَهْلِ مَكَّةَ اِذَا خَتَمُوا الْقُرْآنَ بِالتَّلَاوَةِ اَبْدُوا وَقَرَأُوا الْفَاتِحَةَ وَخَمْسَ آیَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ اِلٰی قَوْلِهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ثُمَّ یَقْطَعُونَ الْقِرَاءَةَ وَیَسْمَوْنَ فَاِیْلَ ذَلِکَ الْحَالُ الْمُرْتَحِلُ اِیْ اَنَّهُ خَتَمَ الْقُرْآنَ وَابْتَدَنَهُ بِاَوَّلِهِ وَلَمْ یَفْصِلْ بَیْنَهُمَا بِزَمَانٍ اَتَ“

تلاوت کو اس کے اول سے شروع کرتا ہے ایسے فرد کو مسافر سے شبابت دی گئی ہے جو ایک منزل پر پہنچتا ہے پھر اس جگہ سے کوچ کرتا ہے پھر اپنی سیر کا آغاز کرتا ہے اسی طرح اہل مکہ کی قرأت ہے جب قرآن اپنی تلاوت کے ساتھ ختم کر دیتے تھے تو پھر سورنہ فاتحہ سے اپنی قرأت کا آغاز کرتے تھے اور حمد کے ساتھ سورنہ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات “ہم المفلحون” تک پڑھتے تھے پھر قرأت ختم کر دیتے تھے اسی عمل کو انجام دینے والے کو حال اور مرتحل کہتے ہیں یعنی جو قرآن ختم کر کے اس کی ابتدا سے آغاز کرے اور ان دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ زمانی بھی نہ رکھے۔

۵۷۸۔ “وفیہ فی ذیل حدیث عمر وبن جمیع عن الصادق علیہ السلام وَمَنْ اُوتِيَ الْقُرْآنَ (فَظَنَّ اَنَّ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ اُوتِيَ اَفْضَلَ مِمَّا اُوتِيَ فَقَدْ عَظَّمَ مَا حَقَّرَ اللَّهُ وَحَقَّرَ مَا عَظَّمَ اللَّهُ ” (۱) اسی کتاب میں حدیث عمرو ابن جمیع کے ذیل میں منقول ہے کہ امام صادق نے فرمایا: جس شخص کو قرآن عطا کیا گیا ہو اور یہ گمان کرے کہ دوسرے شخص کو اس سے افضل شے عطا ہوئی ہے جو اسے بخشی گئی ہے تو اس نے جس شے کو خدا نے حقیر جانا ہے اسے عظیم شمار کیا ہے اور جسے خدا نے عظیم جانا ہے اسے حقیر شمار کیا ہے۔ مذکورہ روایات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا علم اور اس کے مطالب کی شناخت خواہ

1) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۵، حدیث ۰۷)

احکام و قوانین ہو اور دنیا میں معاشرتی زندگی کے دستورات ہوں وہ کتنا با ارزش گوہر ہے کہ خدائے سبحان جس شخص کو عطا فرمائے وہ تمام جہات سے غنی و بے نیاز ہے دنیا و ما فیہا کے تمام خزانے اس کا مقابلہ اور برابری نہیں کر سکتے۔ عین اسی حالت میں اگر کوئی شخص قرآن مجید کے علم سے محروم اور اس کے معانی و مطالب سے بے بہرہ ہو لیکن اس کے اختیار میں تمام دنیا و ما فیہا ہو تو وہ فقیر و بے چارہ اور مسکین ہے۔

مولف کہتے ہیں: قرآن کریم اپنی شناخت و معرفت کے علاوہ ہر جہت سے غنی اور بے نیاز ہے اس کے اور تمام دوسرے پہلو آثار و فوائد قابل تعریف و تحسین ہیں۔ فضیلت قرآن، حامل قرآن اس کی تعلیم و تعلم جو زحمت کے ساتھ ہو، اس کا حفظ کرنا، اس کا گھر میں محفوظ رکھنا اس کی قرأت کا ثواب بالخصوص ترتیل اور اچھی آواز کے ساتھ انجام دینا اس کی آیات سے شفا طلب کرنا، اس کی روز قیامت شفاعت وغیرہ بھی قابل ذکر ہیں۔

لہذا ہم بطور تبرک ان میں ہر ایک سے ایک روایت اس کتاب کو زینت بخشنے کے عنوان سے نقل کر رہے ہیں :

”فضل قرآن:“

۵۷۹۔ “فی الکافی باسناده عن اسحاق بن غالب قال قال ابو عبد الله علیہ السلام : اِذَا جَمَعَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ الْاَوَّلَیْنَ وَالْاٰخِرَیْنَ اِذَا هُمْ بِشَخْصٍ قَدْ قَبِلَ لَمْ یَرْقُطْ اَحْسَنُ صُوْرَةً مِنْهُ فَاِذَا نَظَرَ اِلَیْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ هُوَ الْقُرْآنُ قَالُوْا هَذَا مِنْ اَحْسَنُ شَیْءٍ رَاٰنَا فَاِذَا اَنْتَهٰی اِلَیْهِمْ جَازَ هُمْ ، ثُمَّ یَنْظُرُ اِلَیْهِ شُهَدَآءٌ حَتّٰی اِذَا اَنْتَهٰی اِلَیْ اٰخِرِهِمْ جَازَ هُمْ فِیَقُوْلُوْنَ هَذَا الْقُرْآنُ فِیْجُوْزُ هُمْ کُلُّهُمْ حَتّٰی اِذَا اَنْتَهٰی اِلَی الْمُرْسَلِیْنَ فِیَقُوْلُوْنَ هَذَا الْقُرْآنُ فِیْجُوْزُ هُمْ حَتّٰی یَنْتَهٰی اِلَی الْمَلَائِکَةِ فِیَقُوْلُوْنَ هَذَا الْقُرْآنُ فِیْجُوْزُ هُمْ ثُمَّ یَنْتَهٰی حَتّٰی یَقْفُ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ فِیَقُوْلُ الْجِبَارُ وَعَزَّتٰی وَجَلَالٰی وَارْتِفَاعِ مَکَانِی : (لَا) کَرَمَ الْیَوْمَ مَنْ اُکْرِمَکَ وَلَا هِیْئَ مَنْ اِهَانَکَ ” (۱)

کافی میں بطور مسند اسحاق ابن غالب سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: روز قیامت جب اولین و آخرین جمع ہوں گے تو ناگہاں ایک نہایت خوبصورت شخص نظر آئے گا ایسا حسین کہ اس سے بہتر دیکھا ہی نہیں گیا جب مومن لوگ اس شخص کو جو درحقیقت قرآن ہوگا دیکھیں گے تو کہیں گے یہ ہم میں سے ہے جب ان سے آگے بڑھے گا تو شہداء اس کو دیکھیں گے جب وہ ان کے آخر میں پہنچے گا تو وہ کہیں گے: یہ قرآن ہے وہ ان سب سے گزرتا ہوا مرسلین تک پہنچے گا وہ کہیں گے یہ قرآن ہے پھر وہ ان سے گزرتا ہوا ملائکہ کی طرف آئے گا وہ کہیں گے: یہ قرآن ہے یہاں سے چل کر وہ عرش کے داہنی طرف کھڑا ہوگا تو خدا فرمائے گا: قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی اور ارتفاع مکان

کی! میں آج اس کی عزت کروں گا جس نے تیری عزت کی اور اس کی توہین کروں گا جس نے تیری توہین کی ہے۔

”فضیلت حامل قرآن:“

۵۸۰۔ ”وفیه باسناده عن السَّکُونِی عَنْ ابی عَبْدِ اللَّهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِنَّ أَهْلَ الْقُرْآنِ فِي عِلَىٰ دَرَجَةٍ مِنَ الْأَدْمِیْنَ مَلَاحِلَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ فَلَا تَسْزِعُفُوا أَهْلَ (الْقُرْآنِ حُقُوقَهُمْ فَانْهَمِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِیزِ الْجَبَّارِ لِمَكَانًا عَلِیًّا ” (۲) اسی کتاب میں بطور مسند سکونی سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: یقیناً اہل قرآن، سوائے انبیاء و مرسلین کے انسانوں میں سے بلند ترین درجے پر فائز ہیں لہذا اہل قرآن کے حقوق کو کمزور مت شمار کرو کیوں کہ ان کے لیے خدائے عزیز و جبار کی طرف سے بلند مقام ہے۔

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۳، حدیث ۱۴۰)۔

۲) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۳، حدیث ۱۰)۔

۵۸۱۔ ”وفیه باسناده عن الفضیل بن یسار عن ابی عَبْدِ اللَّهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ (الْحَافِظُ لِلْقُرْآنِ الْعَامِلُ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْکِرَامِ الْبَرَةِ ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند فضیل ابن یسار سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: وہ حافظ قرآن جو اس پر عمل کرنے والا بھی ہو خدا کے صاحب کرامت اور نیکو کار پیغمبروں کے ساتھ ہوگا۔
۵۸۲۔ ”وفیه باسناده عن السَّکُونِی عَنْ ابی عَبْدِ اللَّهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) حَمَلَةُ الْقُرْآنِ عَرَفَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالْمُجْتَهِدُونَ قَوَادُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالرُّسُلُ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ ” (۲) اسی کتاب میں بطور مسند سکونی سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا: قرآن کے حاملین (پڑھنے والے) اہل جنت کے عارفین ہوں گے اور مجتہدین اہل جنت کے پیش رو اور مرسلین اہل جنت کے سید و سردار ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم و تعلّم

۵۸۳۔ ”فی الکافی باسناده عن سلیم الفراء عن رَجُلٍ عن ابی عَبْدِ اللَّهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ (یَنْبَغِی لِلْمُؤْمِنِ انْ لَا یَمُوتَ حَتَّىٰ تَتَعَلَّمَ الْقُرْآنَ اَوْ یَكُونَ فی تَعْلِیمِهِ ” (۳) کافی میں کلینی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ سلیم الفراء سے وہ ایک شخص سے وہ امام جعفر صادق - سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت - نے فرمایا: مومن کے لیے سزا وار ہے کہ مرنے سے پہلے قرآن پڑھنا سیکھے یا سکھائے۔

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۳، حدیث ۲۰)۔

۲) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۶، حدیث ۱۱)۔

۳) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۸، حدیث ۲۰)۔

۵۸۴۔ ”وفیه باسناده عن الفضیل بن یسار عن ابی عَبْدِ اللَّهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ سَمِعْتُ (یَقُولُ إِنَّ الَّذِی یُعَالِجُ الْقُرْآنَ یَحْفَظُهُ بِمَشَقَّةٍ مِنْهُ) وَفَلَّهٖ حِفْظُ لُہٗ أَجْرَانِ ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند فضیل ابن یسار سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے کہ: میں نے امام جعفر صادق - کو یہ کہتے ہوئے سنا: جو شخص قرآن پڑھنے کی مشق جاری رکھتا ہے اور حفظ کرنے کی مشقت برداشت کر کے مختصر سا بھی حفظ کر لیتا ہے تو پیش خدا اس کے لیے دہرا اجر ہے۔ ایک حفظ کرنے کا اور دوسرا مشقت برداشت کرنے کا۔

فضیلت قرائت قرآن کریم

۵۸۵۔ ”وفیه باسناده عن حَرِیزٍ عن ابی عَبْدِ اللَّهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ الْقُرْآنُ عَهْدُ اللَّهِ إِلَىٰ خَلْقِهِ (فَقَدْ یَنْبَغِی لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ انْ یَنْظُرَ فی عَهْدِهِ وَأَنْ یَقْرَأَ مِنْهُ فی كُلِّ یَوْمٍ خَمْسِینَ آیَةً ” (۲)

اسی کتاب میں بطور مسند حریز سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: قرآن خداوند تبارک و تعالیٰ کا ایک

عہد ہے اس کی مخلوق کے لیے لہذا مسلمان شخص کو چاہیے کہ خدا کے معاہدے پر نظر رکھے اور روزانہ پچاس آیتیں پڑھے۔
 ۵۸۶ - ”وفیہ باسناده عن الزہری قال سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ آيَاتُ (الْقُرْآنِ خَزَائِنُ فَكُلَّمَا فُتِحَتْ خَزَائِنُهُ يَتَّبِعُنِي لَكَ أَنْ تَنْظُرَ مَا فِيهَا“ (۳)

- ۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۶، حدیث ۰۱)
 ۲) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۹، حدیث ۰۱)
 ۳) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۸، حدیث ۰۲)

اسی کتاب میں بطور مسند زہری سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے حضرت علی ابن الحسین - کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قرآنی آیات خزانے ہیں لہذا جب ایک خزانہ کھولو تو یہ بھی تو دیکھو کہ اس میں کیا ہے۔

”وہ گھر جن میں قرآن پڑھا جاتا ہے“

۵۸۷ - ”وفی الکافی باسناده عن ابی القداح عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال امیر المؤمنین علیہ السلام النبیُّ الَّذِیْ یُقْرَأُ فِیْهِ الْقُرْآنُ وَیُذْکَرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْهِ تَکْثُرُ بَرَکَتُهُ وَتَحْضَرُهُ الْمَلَائِکَةُ وَتَهْجُرُهُ الشَّیَاطِیْنُ وَیُضِیْءُ لَاهِلِ السَّمَاءِ کَمَا یُضِیْءُ الْکَوَاکِبُ لِأَهْلِ الْأَرْضِ وَأَنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ لَا یُقْرَأُ فِیْهِ الْقُرْآنُ وَلَا یُذْکَرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْهِ یَقْتُلُ بَرَکَتُهُ وَتَهْجُرُهُ الْمَلَائِکَةُ وَتَحْضَرُهُ الشَّیَاطِیْنُ“ (۱)
 کافی میں بطور مسند ابن قداح سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: حضرت امیر المومنین - نے فرمایا: جس گھر میں قرآن پڑھا جائے گا اور ذکر خدا کیا جائے گا تو اس میں برکت زندہ ہوگی اور ملائکہ موجود ہوں گے اور شیاطین دور ہوں گے اور وہ گھر اہل آسمان کے لیے اس طرح چمکے گا جیسے اہل زمین کے لیے ستارے چمکتے ہیں اور جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے گا اس کی برکت کم ہو جائے گی ملائکہ اس گھر کو چھوڑ دیں گے اور شیاطین داخل ہو جائیں گے۔

۵۸۸ - ”وفی ثواب الاعمال باسناده عن حماد بن عیسیٰ عن جعفر بن محمد عن ابیہ (علیہم السلام قال انہ لیعیننی ان یشکر فی البیت مصحف یطرد اللہ بہ الشیطان“ (۲) شیخ صدوق نے ثواب الاعمال میں بطور مسند حماد ابن عیسیٰ سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: میں اس بات پر خوش ہوتا ہوں کہ گھر میں قرآن ہو اللہ اس کے ذریعے شیطان کو دور کرے۔

- ۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۱۰، حدیث ۰۳)
 ۲) (کافی، ج ۱، ص ۶۱۳، ثواب الاعمال، ص ۱۰۳)

۵۸۹ - ”وفی الکافی باسناده عن لیث بن ابی سلیم رفعہ قال قال النبی (ص) نَوْرُوا بُیُوتَکُمْ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَلَا تَتَخَذُوا قُبُورًا کَمَا فَعَلَتْ الْیَهُودُ وَالنَّصَارَى صَلُّوا فِی الْکَنَائِسِ وَالبیْعِ وَعَطَّلُوا بُیُوتَهُمْ فَإِنَّ الْبَیْتَ إِذَا کَثُرَ فِیْهِ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ کَثُرَ خَیْرُهُ وَاتَّسَعَ أَهْلُهُ وَضَاءَ لَأَهْلِ السَّمَاءِ کَمَا تُضِیْ نُجُوم (السَّمَاءِ لِأَهْلِ الدُّنْیَا“ (۱)

کافی میں لیث ابن سلیم سے مرفوعاً یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اپنے گھروں کو تلاوت قرآن سے روشن و منور کرو اور یہود و نصاریٰ کی طرح ان کی قبریں نہ بناؤ کہ وہ کلیساؤں اور دیروں میں عبادت کرتے تھے اور اپنے گھروں کو خالی چھوڑ دیا تھا۔ وہ گھر جس میں زیادہ تلاوت ہو تو اس کی نیکی زیادہ ہوگی اور اہل و عیال میں وسعت رزق حاصل ہوگی اور وہ اہل آسمان کے لیے اسی طرح روشنی دے گا جیسے اہل دنیا کے لیے ستارے روشنی دیتے ہیں۔

”قرآن کو ترتیل اور خوش الحانی سے پڑھنا“

۵۹۰ - ”وفی الکافی باسناده عن عبد اللہ بن سلیمان قال سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ قَالَ امیر المؤمنین علیہ السلام بَیْتُهُ نَبِیَانًا وَلَا تَهْذُ هَذَا الشَّعْرُ وَلَا تَنْتَرُهُ نَثْرَ الرَّمْلِ وَلَکِنْ أَفْرَعُوا قُلُوبَکُمْ الْقَاسِیَةَ وَلَا یَکُنْ هَمُّ أَحَدُکُمْ آخِرَ (السُّورَةِ) فِی رِوَايَةِ حِفْظِ الْوُقُوفِ وَادَاءِ الْحُرُوفِ“ (۲) کافی میں بطور مسند عبد اللہ ابن سلیمان سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۱۰، حدیث ۰۱)

۲) (کافی، ج ۲، ص ۶۱۴، حدیث ۰۱)

اس آیت >وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا< (قرآن کو ترتیل سے پڑھو) کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ امیر المومنین - نے فرمایا: الفاظ کو واضح طریقہ سے ادا کرو اور شاعروں کی طرح برعایت وزن اور لفظی آرائش کے لیے جلدی نہ کرو۔ بلکہ اس طرح پڑھو کہ تمہارے سخت دل نرم ہو جائیں اور اس طرح نہ پڑھو کہ سننے والے یہ چاہنے لگیں کہ تمہارا پڑھنا کب ختم ہو۔ (بلکہ اپنی ہمت کو اس امر میں مصروف رکھو کہ اس کی آیات سمجھنے میں تدبیر و تامل کرو اور اس پر عمل کرنے میں بھی نہ یہ کہ سورہ کو آخر تک پہنچاؤ۔ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ وقف کی جگہوں کو محفوظ کرنا اور حروف کو بہتر ادا کرنا ہے۔ ۵۹۱۔ امام جعفر صادق - نے فرمایا: قرآن لوگوں کے نفوس میں رنج و اندوہ اور تاثر کے لیے نازل ہوا ہے لہذا قرآن کو محزون اور دل گداز لہجے میں پڑھو۔ ۵۹۲۔ ”وفی الکافی وجامع الاخبار بسندہ عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ (ص) اقروا القرآن بالحنان العربی واصواتها وایاکم ولحون اهل الفسق واهل الکبائر فانہ سیجی ء من بعدی اقوام یرجعون القرآن ترجیع الغناء والنوح والرهبانۃ لا یجوز (تراقیہم قلوبہم مقلوبہ وقلوب من تعجبہ شأنہم ” (۱)

کافی اور جامع الاخبار میں بطور مسند عبد اللہ ابن سنان سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: قرآن کو عرب کے لہجہ اور ان کی آواز میں پڑھو اور اپنے کو بدکاروں اور گناہگاروں کے لہجے سے بچاؤ یعنی گویوں، غزل سراؤں وغیرہ کے لہجوں سے، میرے بعد کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ قرآن کو راگ کی طرح آواز کے الٹ پھیر کے ساتھ پڑھیں گے یا نوحہ

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۱۴، حدیث ۰۳)

خوانوں کی طرح یا ترک دنیا والوں کے غم گین لہجہ میں اور ان کا یہ پڑھنا بارگاہ الہی میں مقبول نہیں، ان کے دل الٹ چکے ہیں اور ان لوگوں کے دل بھی جن کو یہ ممنوع قرأت پسند ہے۔ ۵۹۳۔ ”وفیہ باسناده عن الحسن بن راشد عن جدہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قرائۃ القرآن فی المصحف تخفف العذاب عن الوالدین ولو کانا کافرین ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند حسن ابن راشد سے انہوں نے اپنے جد سے انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: قرآن کو دیکھ کر اس کی تلاوت کرنا والدین سے عذاب کو سبک اور خفیف کرتا ہے اگرچہ دونوں کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

”قرآن مجید روز قیامت شفیع ہے“

۵۹۴۔ ”وفی الکافی باسناده عن سعد الخفاف عن ابی جعفر علیہ السلام قال یا سعد تعلموا القرآن فان القرآن یأتی یوم القیامۃ فی الحسن صورۃ نظر الیہا الخلق والناس صفوف عشرون وماء الف صف ثمانون الف صف امۃ محمد (ص) واربعون الف صف من سائر الامم (الی قولہ) ثم یجاوز حتی ینتہی الی رب العزۃ تبارک وتعالیٰ فیخیر تحت العرش فینادیہ تبارک وتعالیٰ یا حجتی فی الارض وکلامی الصادق الناطق ارفع رأسک وسل تعط واشفع تشفع فیرفع رأسہ فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ کیف رأیت عبادی ؟ فیقول یا رب منہم من صاننی وحافظ علی ولم یضیع شیئاً منہم من ضیعنی واستخف بحقی وکذب بی وأنا حجتک علی جمیع خلقک فیقول اللہ

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۱۳، حدیث ۰۴)

تبارک وتعالیٰ وعزتی وجلالی وارتفاع مکانی لا ینبئ علیک الیوم احسن الثواب ولا عاقبت علیک (الیوم الیم العقاب ” (۱)

کافی میں بطور مسند سعد خفاف سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: حضرت امام محمد باقر - نے فرمایا: اے سعد! قرآن کے

معانی و مطالب حاصل کرو کیوں کہ قیامت کے دن قرآن نہایت خوب صورت شکل میں آئے گا لوگ اسے دیکھیں گے لوگوں کی ایک لاکھ بیس ہزار صفیں ہوں گے جن میں اسی ہزار صفیں تو امت محمد کی ہوں گی اور چالیس ہزار تمام امتوں کی۔ مسلمانوں، شہدائے بر و بحر انبیاء و مرسلین اور ملائکہ کی صفوں سے گزرتا ہوا اللہ تبارک کی بارگاہ میں پہنچے گا۔ پھر عرش کے نیچے (یہاں تک کہ فرمایا) سجدہ میں جائے گا خدا فرمائے گا: اے رونے زمین پر میری حجت! اے میرے کلام صادق و باطقی اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا سفارش کرو قبول ہوگی وہ اپنا سر اٹھائے گا خدا دریافت کرے گا: تو نے میرے بندوں کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: پروردگار کچھ تو ان میں ایسے تھے جنہوں نے میری حفاظت کی اور مجھے حفظ کیا اور کوئی شے ضائع نہیں ہونے دی اور کچھ ایسے ہیں جنہوں نے مجھے ضائع کیا اور میرے حق کو سبک سمجھا مجھے جھٹلایا حالانکہ میں تمام مخلوق پر تیری حجت تھا تو خدائے تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے عزت و جلال اور بلندی مکان کی قسم کھا کر کہتا ہوں: آج تیری حفاظت کرنے والوں کو بہت زیادہ دیا گیا اور نہ ماننے والوں اور ناقدری کرنے والوں کو سخت سزا دی گئی۔ یہ چند حدیث نمونہ کے طور پر ذکر ہوئی ہیں ان کے علاوہ بہت سی آیات و روایات موجود ہیں جو تفاسیر وغیرہ میں ثبت و ضبط ہوئی ہیں قارئین محترم مربوطہ منابع کی طرف رجوع کریں۔ کہا گیا تھا کہ قرآن عظیم با ارزش گوہر ہے کہ اس کا رکھنے والا تمام چیزوں سے غنی اور بے نیاز ہے۔

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۵۹۶، بحار الانوار، ج ۱۳۱۷)۔

اس بنا پر جو قرآن کریم اور حجت خدا حضرت امام زمانہ - کا موازنہ کیا گیا جو اس کتاب کا موضوع اور عنوان سخن ہے۔ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ولی امر صاحب العصر و الزمان - ارواحنا و ارواح المؤمنین لہ الفداء کا مقدس وجود بھی با ارزش اور گراں قدر گوہر ہے کہ دنیا و مافیہا اپنے تمام خصوصیات کے ساتھ سونا ہو جائے پھر بھی وہ ایک مٹھی خاک کی طرح بے ارزش ہے۔

لہذا جو شخص اس قسم کے گراں قیمت گوہر کا حامل ہوگا یعنی حضرت ولی عصر ناموس دہر امام منتظر المہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی امامت و خلافت اور وصایت و ولایت مطلقہ پر قلبی اعتقاد اور خالص ایمان رکھتا ہوگا۔ وہ غنی ترین افراد سے بھی زیادہ غنی ہے اور برگز فقر و فاقہ اور بے چارگی خواہ دنیوی ہو یا اخروی اس کے سراغ میں نہیں آئے گی۔

۵۹۵۔ "وفی الکافی باسناده عن زُرَّارَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْبِرْنِي عَنْ مَعْرِفَةِ الْأَمَامِ مِنْكُمْ وَاجِبَةً عَلَى جَمِيعِ الْخَلْقِ ؟ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ مُحَمَّدًا (ص) وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَإِنَّ مَعْرِفَةَ الْأَمَامِ مِنَّا وَاجِبَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَمْ يَتَّبِعْهُ وَلَمْ يُصَدِّقْهُ وَيَعْرِفْ حَقَّهُ فَكَيْفَ يَجِبُ عَلَيْهِ مَعْرِفَةُ الْإِمَامِ وَهُوَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيَعْرِفُ حَقَّهَا ؟ قَالَ قُلْتُ قَمَا تَقُولُ فِيمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيُصَدِّقُ رَسُولَهُ فِي جَمِيعِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ يَجِبُ عَلَى أُولَئِكَ حَقُّ مَعْرِفَتِكُمْ ؟ قَالَ نَعَمْ لَيْسَ هُوَ لَا يَعْرِفُونَ فَلَانًا فَلَانًا ؟ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَتَرَى أَنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي وَقَعَ فِي قُلُوبِهِمْ مَعْرِفَةُ هُوَ لَا ؟ (وَاللَّهُ مَا أَوْقَعَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا الشَّيْطَانُ لَا وَاللَّهُ مَا لَهُمُ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا إِلَّا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ) " (۱)

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۱۸۰، حدیث ۰۳)۔

کافی میں زرارہ سے بطور مسند منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے حضرت امام محمد باقر - سے عرض کیا: مجھے معرفت امام کے متعلق یہ بتائیے کہ کیا وہ تمام مخلوق پر واجب ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ (ص) کو تمام مخلوق پر تمام لوگوں کی طرف رسول اور اپنی حجت بنا کر بھیجا۔ لہذا جو اللہ اور محمد رسول اللہ پر ایمان لایا اور اللہ کی پیروی کی ان کی تصدیق کی تو اس پر ہم میں سے ہر امام کی معرفت واجب ہے اور جو اللہ اور محمد رسول اللہ پر ایمان نہیں لایا اور نہ ہی ان کا اتباع کیا اور نہ ہی رسول (ص) کی اطاعت کی اور نہ ہی ان دونوں کے حق کو پہچانا تو معرفت امام ان پر کیسے واجب ہوگی؟ راوی کہتا ہے: میں نے دریافت کیا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور جو کچھ رسول (ص) پر نازل ہوا ہے اس کی تصدیق کی ہو تو کیا آپ لوگوں کی کما حقہ معرفت ان پر واجب ہے؟ فرمایا: ہاں یہ (اہل سنت) لوگ فلاں فلاں (ابوبکر و عمر) کو پہچانتے ہیں - میں نے کہا: ہاں، تو

فرمایا: کیا اللہ نے ان کے دلوں میں ان کی معرفت ڈالی ہے اللہ نے تو مومنین کے دلوں میں ہمارے حق کے متعلق الہام کیا ہے۔

مولف کہتے ہیں: (حضرت - کے قول سے استفادہ ہوتا ہے کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ جانشین اور اس کے محافظ و مروج شریعت اور اس کی امانت کا معتقد ہو۔ جیسا کہ اہل سنت بھی اس قاعدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

۵۹۶ - ”وفیہ باسناده عن مَقْرَنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ جَاءَ ابْنُ الْكَوَّاءِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ نَحْنُ عَلَى الْأَعْرَافِ نَعْرِفُ أَنْصَارَنَا بِسِمَائِهِمْ وَنَحْنُ الْأَعْرَافُ الَّتِي لَا عَرَفَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا بِسَبِيلِ مَعْرِفَتِنَا وَنَحْنُ الْأَعْرَافُ يُعْرِفُنَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ بَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَنَا وَعَرَفْنَا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا مَنْ أَنْكَرَنَا وَانْكُرْنَا إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَشَاءَ لَيَعْرِفَ الْعِبَادَ نَفْسَهُ وَلَكِنْ جَعَلْنَا أَبْوَابَهُ وَصِرَاطَهُ وَسَبِيلَهُ وَالْوَجْهَ الَّذِي نَوْتِي مِنْهُ فَمَنْ عَدَلَ عَنَّا وَلَا يَتَنَا أَوْضَلَّ عَلَيْنَا غَيْرَنَا فَإِنَّهُمْ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ فَلَا سَوَاءَ مَنْ اعْتَصَمَ النَّاسُ بِهِ وَلَا سَوَاءَ حَيْثُ ذَهَبَ النَّاسُ إِلَى عِيُونٍ كَدْرَةٍ يَفْرَعُ بَعْضُهَا فِي بَعْضٍ وَذَهَبَ مَنْ ذَهَبَ إِلَيْنَا إِلَى عِيُونٍ صَافِيَةٍ تَجْرِي بِأَمْرِ رَبِّهَا لَا (نَفَادَ لَهَا وَلَا انْقِطَاعَ ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند مقرر سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا: ابن کو حضرت امیر المومنین - کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا امیر المومنین! - اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ (اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو سب کو چہرے دیکھ کر پہچانیں گے) فرمایا: اعراف ہم ہیں ہم اپنے انصار کو ان کے چہرے سے پہچانیں گے ہم ہی وہ اعراف ہیں کہ اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی مگر ہماری معرفت کی راہ سے اور ہم ہی وہ اعراف ہیں جن کی معرفت اللہ روز قیامت صراط پر کرائے گا۔ لہذا جنت میں داخل نہ ہوگا مگر وہ شخص جس نے ہمیں پہچانا ہوگا اور جس کو ہم نے پہچانا ہوگا اور جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر وہ شخص جس نے ہمارا اور ہم نے اس کا انکار کیا ہوگا۔ اگر خدائے تبارک و تعالیٰ چاہتا تو اپنے بندوں کی اپنی معرفت خود کرا دیتا لیکن (۲) اس نے ہم کو اپنے دروازے، اپنی صراط اور اپنا راستہ قرار دیا اور وجہ بنایا جس سے اس کی طرف توجہ کی ہے لہذا جس نے ہماری ولایت سے عدول کیا اور ہمارے غیر کو ہم پر فضیلت دی تو ایسے لوگ (قیامت میں) صراط سے ڈھکیل دیے جائیں گے اور جو غیروں سے تمسک کریں وہ مکرر (گندے) چشموں سے سیراب

۱۔ (گزشتہ حوالہ، ص ۱۸۴)۔

۲۔ (لیکن وہ لوگ امام اور خلیفہ کے تعین میں اشتباہ میں پڑ گئے۔ امام - نے فرمایا: مگر کیا (تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے فلاں فلاں شخص کی معرفت ان کے دلوں میں ڈالی ہے؟ خدا کی قسم! ان کے دلوں میں سوائے شیطان کے کسی نے نہیں ڈالی ہے اور نہ ہی خدا کے علاوہ ہمارے حق کے متعلق مومنین کے دلوں میں الہام کرتا ہے یعنی اے زرارہ! یہ بھی جان لو کہ معرفت ایک ربانی گوہر ہے اور ایک توفیق الہی ہے جو سوائے سلیم الطبع اور صحیح فطرت والوں کو نصیب ہوتی ہے چنانچہ ناحق ائمہ و خلفاء کی پیروی کرنا ایک ایسا عقیدہ ہے جو شیطانی ہے جو دوسرے افراد باطنی خیانت رکھتے ہیں انہیں اس کی وجہ سے ملتا ہے۔ ہوں گے وہ ان کے کیسے برابر ہوں گے جو ہماری طرف رجوع کریں اور ایسے چشموں سے سیراب ہوں جو امر رب سے جاری ہیں نہ ان کے لیے ختم ہونا ہے اور نہ ہی قطع ہونا۔ جو لوگ کامل اور صحیح اعتقاد کے ساتھ ہماری ولایت کے قائل ہیں اور انہوں نے ہمیں اپنا پیشوا قرار دیا ہے اور وہ ہمارے علوم سے فیض یاب ہوتے ہیں جو علم الہی کے نامحدود سمندر کے صاف و شفاف چشمے سے متصل ہے وہ عین واقعیت کا حامل ہے جو کبھی اختتام پذیر اور قطع ہونے والا نہیں ہے برخلاف ان افراد کے کہ جنہوں نے دوسرے ادیان کے ائمہ و خلفاء کے گرویدہ ہوئے ہیں جو کم اور مکرر چشمے کے پانی کی طرح ہیں ان کے علوم بے بنیاد (خلاف واقع اور بے ثبات ہیں۔) (۱)

۵۹۷ - ”وفیہ باسناده عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عَزَّوَجَلَّ (فَقَالَ طَاعَةُ اللَّهِ وَمَعْرِفَةُ الْإِمَامِ ” (۲) اسی کتاب میں بطور مسند ابوبصیر سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - ائمہ کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: جس کو حکمت دی گئی اسے یقیناً خیر کثیر سے نوازا گیا۔ اس حکمت سے مراد اطاعتِ خدا اور معرفتِ امام - ہے۔ ۵۹۸ - ”وفیہ باسناده عن الحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ (۳) قَالَ الطَّاعَةُ الْمَفْرُوضَةُ ” (۴)

۱۔ (الحاج سید جواد مصطفوی کی مترجم کافی سے اقتباس، ج ۱، ص ۲۶۰)۔

۲) (کافی، ج ۱، ص ۱۸۰، باب معرفت امام، حدیث ۱۱۰)۔

۳) (سورنہ نساء، آیت ۵۴)۔

۴) (کافی، ج ۱، ص ۲۰۶)۔

اسی کتاب میں بطور مسند حسین ابن مختار ہمارے بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں کہ امام محمد باقر - نے آیہ کریمہ (ہم نے انہیں ملک عظیم عطا کیا) کے متعلق فرمایا: اس سے مراد ان کی اطاعت ہے جو لوگوں پر واجب ہے۔
۵۹۹ - ”وفیہ عن برید العجلی عن ابی جعفر علیہ السلام فی قولِ اللہ تبارک وتعالیٰ (۱) قَالَ جَعَلَ مِنْهُمْ الرُّسُلَ وَالْانْبِیَاءَ وَالْاِئِمَّةَ فَکَیْفَ یَقْرَؤُنَ فی آلِ ابراهیم علیہ السلام وینکرونہ فی آلِ مُحَمَّدٍ (ص) ؟ قَالَ قُلْتُ وَاتَّيْنَاهُمْ مُلْکًا عَظِیْمًا؟ قَالَ الْمُلْکُ الْعَظِیْمُ اَنْ جَعَلَ فِیْهِمْ اِئِمَّةً مَنْ اطاع اعطاهم اللہ وَمَنْ عَصَاهُمْ عَصَى) اللہ فَهُوَ الْمُلْکُ الْعَظِیْمُ ” (۲)
اسی کتاب میں برید عجل سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے کہ: امام محمد باقر - نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ”ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت اور ملک عظیم عطا کیا) کے متعلق فرمایا: خدا نے انبیاء ، رسل اور ائمہ کو آل ابراہیم میں سے قرار دیا لہذا کیسے یہ لوگ آل ابراہیم - کی بہ نسبت اس مقام و منزلت کو تسلیم اور اعتراف کرتے ہیں لیکن آل محمد کے بارے میں انکار کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس قول ”ہم نے انہیں ملک عظیم عطا کیا ” سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: عظیم ملک یہ ہے کہ ائمہ کو ان کے خاندان میں قرار دیا اور جو شخص ان کی اطاعت کرے اس نے خدا کی اطاعت کی ہے اور جو شخص ان کی معصیت و نافرمانی کرے اس نے خدا کی معصیت و نافرمانی کی ہے یہی ملک عظیم ہے۔ یہ روایات جو بطور نمونہ ذکر ہوئی ہیں اور دوسری روایات سے بخوبی استفادہ ہوتا ہے کہ حقیقت میں

۱) (سورنہ نساء، آیت ۵۴)۔

۲) (کافی، ج ۱، ص ۲۰۶، حدیث ۵)۔

جو شخص بھی حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ اور ان کے اجدادِ طاہرین کا اعتقاد کامل اور یقین خاص رکھتا ہے کہ وہ تمام ہستیاں ولایتِ مطلقہ الہیہ کی من جانب اللہ بغیر کسی قید و شرط کے حامل ہیں اور وہ تمام مخلوقات کے ائمہ ہیں اور ان کی اطاعت تمام لوگوں پر واجب و لازم ہے۔ اور اس نعمتِ عظمیٰ کے حاملین ایسے غنی اور بے نیاز ہیں کہ جن کی کسی صورت میں توصیف نہیں کی جاسکتی۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مولیانِ ائمہ اطہار کو ان کی ولایت کا رزق عطا فرمائے اور اللہ ہمیں ان کے ساتھ محشور فرمائے محمد و آل محمد کے ذریعہ)۔
۶۰۰ - ”وفی روضة الکافی بإسناده عن ابان بن تغلب وَعَدَّةٌ قَالُوا کُنَّا ابی عَبْدِ اللہ علیہ السلام جُلُوسًا فَقَالَ علیہ السلام لَا یَسْتَحِقُّ عَبْدٌ حَقِیْقَةَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یَكُوْنَ الْمَوْتُ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الْحَیَاةِ وَکُوْنَ الْمَرَضُ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الصَّحَّةِ وَیَكُوْنَ الْفَقْرُ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الْغِنٰی فَأَنْتُمْ کَذَا فَقَالُوا لَا وَاللّٰهُ جَعَلْنَا اللّٰهُ فِدَاکَ وَسَقَطَ فِیْ اَیْدِیْهِمْ (۱) وَوَقَعَ الْیَأْسُ فِی قُلُوبِهِمْ فَلَمَّا رَأٰی مَا دَاخَلَهُمْ مِنْ ذَلِکَ قَالَ : اَیْسَرُ اَخَذَکُمْ اِنَّهُ عَمَّرَ مَا عَمَّرَ ثُمَّ یَمُوتُ عَلٰی غَیْرِ هَذَا الْاَمْرِ اَوْ یَمُوتُ عَلٰی مَا هُوَ عَلَیْهِ؟ قَالُوا بَلْ یَمُوتُ عَلٰی مَا هُوَ عَلَیْهِ السَّاعَةَ قَالَ: فَارَی الْمَوْتَ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ الْحَیَاةِ ثُمَّ قَالَ: اَیْسَرُ اَخَذَکُمْ اِنْ یَبْقٰی مَا یَبْقٰی لَا یُصِیْبُهُ شَیْءٌ مِنْ هَذِهِ الْاَمْرَاضِ وَلَا اَتَوَجَّعُ حَتّٰی یَمُوتَ عَلٰی غَیْرِ هَذَا الْاَمْرِ ؟ قَالُوا لَا بَیْنَ رَسُوْلٍ اللّٰهُ قَالَ فَارَی الْمَرَضُ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ الصَّحَّةِ ثُمَّ قَالَ: اَیْسَرُ اَخَذَکُمْ اِنْ لَمْ مَا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ وَهُوَ عَلٰی غَیْرِ هَذَا الْاَمْرِ ؟ قَالُوا لَا یَابْنَ (رَسُوْلُ اللّٰهُ قَالَ فَارَی الْفَقْرُ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ الْغِنٰی ” (۲)

۱) (شدتِ ندامت و حسرت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان ایسے موقع پر انگشتِ بدنِ ربتا (ہے)۔

۲) (روضۃ الکافی، ص ۲۵۳، حدیث ۳۵۷)۔

کلینی علیہ الرحمہ نے روضۃ الکافی میں ابان ابن تغلب اور بعض دوسرے لوگوں سے نقل کیا ہے ان لوگوں کا بیان ہے: ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق - کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو فرمایا: کوئی بھی بندہ حقیقتِ ایمان کا مستحق نہیں ہے مگر یہ کہ موت اس کے نزدیک حیات سے زیادہ پسندیدہ ہو اور بیماری اس کے لیے تندرستی سے زیادہ محبوب ہو اور فقر و ناداری اسے تونگری اور دولتِ مندی سے زیادہ عزیز ہو۔ کیا آپ لوگ ایسے ہی ہیں؟ سب نے کہا: نہیں خدا کی قسم! خدا ہم سب کو آپ پر فدا کرے، اور سب بہت شرمسار ہوئے سر کو جھکایا اور ان کے قلوب نا امید سے بھر گئے۔ جب امام - نے مشاہدہ کیا کہ ان کے دل پر کیا گزر گئی تو فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک کو اس بات پر خوشی محسوس ہوگی کہ جتنا اس

کا دل چاہے اس کائنات میں باقی رہے اور پھر غیر مذہب حق اور وہ عقیدہ جو امامت و ولایت کے متعلق رکھتا ہے مرجائے یا دوست رکھتا ہے کہ اپنے عقیدہ پر باقی رہتے ہوئے دنیا سے گزر جائے اگر اس کی عمر کم ہی کیوں نہ ہو؟ سب نے کہا: بلکہ ہر ایک ہم میں سے یہی چاہتا ہے کہ اپنے عقیدے پر باقی رہتے ہوئے ابھی انتقال کر جائیں۔ امام - نے فرمایا: اس بنا پر میں جانتا ہوں کہ تمہارے نزدیک مرجانا جینے سے بہتر ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم میں سے ہر شخص خوش حال ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ تندرست باقی رہے اور تمام بیماریوں اور دکہ درد سے کوئی شے اس تک نہ پہنچے تاکہ غیر مذہب حق پر اسے موت آجائے؟ سب نے کہا: نہیں، فرزند رسول، تو فرمایا: لہذا میں جانتا ہوں کہ تمہارے نزدیک بیماری اور دکہ درد، تندرستی اور سلامتی سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک اس بات پر خوش حال ہوگا کہ جس پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے وہ اس سے متعلق ہو جائے لیکن مذہب حق پر نہ ہو، سب نے کہا: نہیں اے فرزند رسول خدا! فرمایا: لہذا میں جانتا ہوں کہ فقر و ناداری تمہارے نزدیک تو نگری اور دولت مندی سے زیادہ محبوب ہے۔

مذہب حق سے مراد وہی امامت و خلافت اور ولایت مطلقہ الہیہ ہے اور وہی گوہر گراں بہا ہے کہ جو کچھ جہان ہستی میں آفتاب عالم تاب کے نور سے منور ہوتی ہے ایسے گوہر (ولایت کبریٰ) کے مقابل میں ناچیز ہے۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۲۹ - خزانہ

۲۹. القرآن خزائن وكذلك الحجة القائم عليه السلام -

تقلین (قرآن کریم اور امام زمانہ -) بے مثل خزانے ہیں۔

۶۰۱ - "عن الزبیری قال سمعت علی بن الحسین علیہ السلام یقول: "القرآن خزائن فکلما (فتحت خزانه ینبغی لک ان تنظر ما فیہا" (۱)

امام سجاد - فرماتے ہیں: قرآن مختلف خزانوں کا حامل ہے لہذا جب بھی اس سے کوئی خزانہ کھولا جائے تو سزاوار اور مناسب یہ ہے کہ اس کو دیکھا جائے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ تمام موجودات کا پیدا کرنے والا خواہ انسان، حیوان، وحوش، طیور، حشرات، جمادات، نباتات وغیرہ ہوں ان کا مالک اور اس میں تصرف کرنے والا ہے (لَهُ الْأَمْرُ وَالْخَلْقُ أَبْرَأُ الْخَ أَلِيقَ أَجْمَعِينَ أَمْلِكُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضَيْنِ وَمَا فِيهِمَا وَمَا عَلَيْهِمَا وَمَا بَيْنَهُمَا) یعنی اس کے لیے خلق و امر کا مرحلہ مخصوص ہے تمام مخلوقات کا خالق تمام آسمانوں اور زمینوں کا مالک اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ اور اسی طرح متعدد اور مختلف خزانوں کا مالک کہ جس کی طرف بہت سی آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۹)۔

قوله تعالى: الآية (۱)

آپ کہہ دیجیے کہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ہمارے پاس خدائی خزانے (منبع علم فیض الہی) ہیں یا ہم عالم الغیب ہیں اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ملک ہیں ہم تو صرف وحی پروردگار کا اتباع کرتے ہیں۔

(اللہ تعالیٰ کا یہ قول (۲)

کیا ان کے پاس آپ کے صاحب عزت پروردگار کی رحمت کا کوئی خزانہ ہے؟

(اللہ تعالیٰ کا یہ قول (۳)

کیا ان کے پاس پروردگار کے خزانے ہیں یا یہی لوگ حاکم ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۴)

یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول خدا کے ساتھیوں پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں حالانکہ آسمان و زمین کے تمام خزانے اللہ ہی کے لیے ہیں اور یہ منافقین اس بات کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۵)

۱. سورنہ انعام، آیت ۵۰۔)
۲. سورنہ ص، آیت ۹۔)
۳. سورنہ طور، آیت ۳۷۔)
۴. سورنہ منافقون، آیت ۷۔)
۵. سورنہ بنی اسرائیل، آیت ۱۰۰۔)

آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم لوگ میرے پروردگار کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے خوف سے سب روک لیتے اور انسان تو تنگ دل ہی واقع ہوا ہے۔

مذکورہ آیات میں کہ مختلف عناوین سے کلمہ خزان ذکر ہوا ہے مفسرین ان میں سے ہر ایک مقام کی مناسبت سے آیت کی ایک تفسیر کے قائل ہوئے ہیں مثلاً: خداوند متعال فرماتا ہے:

﴿لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِن أَتَّبِعْ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ فُلْ بَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ﴾ (۱)

۱۔ سورہ انعام آیت ۵۰ ، آیہ کریمہ کفار و مشرکین کے اعتراضات کا جواب دے رہی ہے جو (پیغمبر ص) سے عجیب و غریب تقاضے کیا کرتے تھے لہذا آنحضرت (ص) نے فرمایا: نہ میں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں اور نہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ہی خدائی خزانے میرے اختیار میں ہیں میں تو صرف وحی پروردگار کی پیروی کرتا ہوں۔

سورنہ ہوں میں فرماتا ہے: وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدَ خَزَائِنِ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ > (۱)

اور میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس تمام خدائی خزانے موجود ہیں اور نہ ہر غیب کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ جو لوگ تمہاری نگاہوں میں ذلیل ہیں ان کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ خدا انہیں خیر نہ دے گا۔ اللہ ان کے دلوں سے خوب باخبر ہے۔ میں ایسا کہہ دوں گا تو ظالموں میں شمار ہو جاؤں گا۔ اس آیت میں خزانے سے مراد: تمام غیبی خزانے اور ذخیرے کہ جس کے ذریعے تمام مخلوقات کا رزق فراہم ہوتا ہے ان خزانوں میں سے جو کچھ مورد ضرورت ہے اس کے موجود اور باقی رہنے نیز اس کے نقص و ترمیم سے اس کی تکمیل کے لیے استقامت اور پائیداری طلب کریں۔

گزشتہ آیات میں محور گفتگو، انسان اور حیوان جس رزق کے ذریعہ زندگی گزارتے ہیں،

۱۔ (سورہ بود، آیت ۳۱، یہ آیت بھی ان لوگوں کے قول کا جواب ہے جو یہ کہتے تھے کہ: آپ کا (ہم پر فضل و کرم ہے، تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: تمہارے خیال کے مطابق رسول کو الہی خزانوں کا حامل اور تام الاختیار ہونا چاہیے اور وہ اجزائے عالم میں بھی مکمل تصرف رکھتا ہو عالم الغیب ہو اور فرشتہ (ایسا برگز نہیں) لیکن تم لوگ غلط سمجھتے ہو میں ان امور میں سے کسی امر کا دعویٰ نہیں کرتا ہاں صرف رسالت کی صداقت پر ایک سند رکھتا ہوں۔
۲۔ (سورہ حجر، آیت ۲۱۔)

اس کے متعلق تھی۔ اس بنا پر شے سے مراد جو آیت میں توصیف ہوئی ہے نبات اور اس کے ملحقات حبوبات اور میوہ جات ہیں۔ اور خزانہ سے مراد جو خدائے تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے اور معین مقدار میں نازل کرتا ہے وہ بارانِ رحمت ہے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے نتیجے میں نباتات حبوبات اور میوہ جات سامنے آتے ہیں اور انسان و حیوان ان کے ذریعے آرام سے زندگی گزارتا ہے۔ (۱)

بعض ہم عصر مفسرین قائل ہیں: خزان سے مراد وہ مختلف عناصر ہیں کہ جس سے ارضاق وغیرہ ترکیب و تشکیل پاتے ہیں البتہ خدائے سبحان نے اس مشہود و ظاہری دنیا میں اس کی عظیم مقدار فراہم کی ہے جو مختلف ترکیبات کے ذریعے اور مجموعی وسائل جو مرکبات کی ترکیب میں بروئے کار لائے جاتے ہیں جیسے نور و حرارت، دائمی ہواؤں وغیرہ کا بھی تمام اشیاء اور وسائل کا انسان اپنی زندگی وغیرہ گزارنے کے لیے ضرورت مند ہے فنا ناپذیر ہے اور اس میں نابودی کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔

یہ وجہ بذات خود پسندیدہ ہے اور بہت سی آیات اس قول کی تائید کرتی ہیں جیسا کہ بعد والی آیت میں ہم پڑھتے ہیں: (۲)
اور ہم نے ہواؤں کو بادلوں کا بوجہ اٹھانے والا بنا کر چلایا ہے پھر آسمان سے پانی برسایا ہے جس سے تم کو سیراب کیا ہے اور تم اس کے خزانہ دار نہیں تھے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳)

کیا ان کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ زمین و آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے اور ہم نے ان کو

۱۔ (تمام مفسرین کے نظریات کا خلاصہ اگرچہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔)

۲۔ (سورہ حجر، آیت ۲۲۔)

۳۔ (سورہ انبیاء، آیت ۳۰۔)

الگ کیا ہے اور ہر جان دار کو پانی سے قرار دیا ہے پھر کیا یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّ السَّمَاءَ اَوْتِیَ الْاَرْضَ اَ كُنَّا رَتْقًا فَفَنَّكَ اُنْهُمَا وَ جَعَلْنَا مِنْ اَلْ مَاءِ كُلِّ شَيْءٍ حَیٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰی کا یہ قول: وَ سَخَّرَ لَكُمْ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَائِبَیْنِ وَ سَخَّرَ لَكُمْ اللَّیْلَ وَ النَّهَارَ اللّٰهُ تَعَالٰی کا یہ قول: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمِ اَوْتِیَ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَ النَّهَارِ
الی قولہ (۱) ہے شک زمین و آسمان کی خلقت روز و شب کی رفت و آمد ان کشتیوں میں جو دریاؤں میں لوگوں کے فائدہ کے لیے چلتی ہیں اور اس پانی میں جسے خدا نے آسمان سے نازل کر کے اس کے ذریعہ زمینوں کو زندہ کر دیا ہے اور اس میں طرح طرح کے چوپائے پھیلا دیے ہیں اور ہواؤں کے چلانے میں اور آسمان و زمین کے درمیان مسخر کیے جانے والے بادل میں صاحبانِ عقل کے لیے اللہ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔
مذکورہ آیات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ ہواؤں کا چلنا آسمانوں اور زمین کا پھٹنا، بارش نازل ہونا آفتاب و مابتاب کی حرکت شب و روز کی گردش آسمان و زمین کے درمیان بادل کے ٹکڑوں کا پایا جانا یہ سب ایسے وسائل زندگی ہیں جسے پروردگار متعال نے مخلوقات کو زندگی بسر کرنے کے لیے اپنی قدرت سے خلق کیا جو ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲) کیا ان کے پاس آپ کے صاحبِ عزت پروردگار کی رحمت کا کوئی خزانہ ہے؟

۱۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۶۴۔)

۲۔ (سورہ ص، آیت ۹۔)

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱) کیا ان کے پاس پروردگار کے خزانے ہیں یا یہی لوگ حاکم ہیں؟

(اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ۲)

مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردہ کہ میں محافظ بھی ہوں اور صاحب علم بھی۔ ان مذکورہ آیات کے علاوہ بھی لفظ خزان ان میں ذکر ہوا ہے۔

ان مذکورہ آیات وغیرہ میں جو خزان کے لیے مختلف عناوین ذکر ہوئے ہیں مفسرین ان میں سے ہر ایک مقام کی مناسبت سے ایک تفسیر کے قائل ہوتے ہیں جیسے ارادۃ الہی، بندوں کی تمام روزی اور اس کی تقسیم، نعمات الہی وغیرہ کہ ان میں سے بعض کی طرف سورہ انعام کی آیت نمبر ۵۰ اور سورہ ہود کی آیت نمبر ۳۱ اور سورہ حجر کی آیت نمبر ۲۱ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

آیہ کریمہ (اور کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم ہر شے کو ایک معین مقدار میں نازل کرتے ہیں) کے پیش نظر لفظ خزان سے جو خزینہ کی جمع ہے جس کا معنی گنج و خزانہ یا ہر اس شے کا منبع و مرکز ہے کہ اس کی حفاظت اور دوسروں کی دست رسی نہ ہونے کے لیے وہاں جمع آوری کی جاتی ہے انسان کا ذہن فوراً اسی معنی کی طرف جاتا ہے۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ خزان الہی تمام چیزوں کے منبع پر مشتمل ہے کہ قرآن مجید بھی انہیں خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے کہ ہم نے ابتدائی بحث میں جسے عنوان قرار دیا تھا (القرآن خزان) اور حقیقت میں یہ منبع خدائے سبحان کی لامتناہی ذات جو تمام کمالات اور قدرتوں کا سرچشمہ ہے نشا پاتا ہے۔

قرآن مجید کے الہی خزانے کی وضاحت کے متعلق یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ

۱۔ (سورہ طور، آیت ۳۷۔)

۲۔ (سورہ یوسف، آیت ۵۵۔)

استفادہ کرنے کے امکانات اور طاقت فراہم کریں ہم ناگزیر طور پر آپ قارئین کرام کے ذہن سے اس مطلب کو قریب کرنے کے لیے ایک مقدمہ پیش کر رہے ہیں۔

فرض کریں اسی منبع و مرکز کو ایک بہت بڑے احاطے میں کئی عرب میٹر زمین کو (اسلامی میوزیم کے) عنوان سے چھت بنائیں اور اس میں تمام بہت قیمتی اشیاء جیسے جواہرات، گراں قدر پتھر (پیرے اور گولڈن جواہرات) اور قدیمی فقہی کتابوں وغیرہ کو جو ان کے مصنفین کے خط سے تحریر شدہ ہوں اسی طرح نفیس چیزیں آثار قدیمہ کے اسباب آسمانی کتابوں زبور و توریت و انجیل کی اصل اور سونا کاری کیے ہوئے تمام قرآن ابو کی پوست پر بہت خوبصورت خط کی تحریر سے مزین ہو اس کے علاوہ اور بھی مختلف قیمتی چیزیں جمع کریں لوگوں کے عام اور آزادانہ استفادہ کی غرض سے اور نہ اس کا کوئی کنٹرول کرنے والا ہو نہ ہی اس میں کوئی محدودیت رکھی جائے۔ ایسے مقام میں ایک نقاد، ماہر اور باخبر شخص کو اس خزانے میں داخل کریں اور تمام جہات سے اس کے اختیار میں دے کر اس سے کہیں: ان میں سے جس شے سے جتنی مقدار استفادہ کرنا چاہیں یہ آپ کو اختیار ہے۔ اب یہ شخص اس خزانے میں جس طرف نگاہ کرے گا تو ایک طرف اس کے مختلف جواہرات کی شعاعوں کا مشاہدہ کرے گا تو دوسری طرف دوسری نفیس چیزوں کا نظارہ کرے گا کہ ہر ایک اپنے مقام پر چمک رہے ہیں، حالانکہ وہ مبہوت و حیرت زدہ ہو کر محو تماشا ہے مگر وہ ہر حیثیت سے اپنے امکانات و طاقت کے مطابق اس سے فائدہ اٹھائے گا اور وہاں سے دست خالی نہیں نکلے گا۔ اب خود قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس معنی کی طرف اجمالاً اشارہ کیا گیا ہے کہ ان میں سے بعض آپ کے گوش گزار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

اور اس کے پاس غیب کے خزانے ہیں جنہیں اس کے علاوہ کوئی جاننے والا نہیں ہے۔ اور وہ خشک و تر سب کا جاننے والا ہے۔ کوئی پتہ بھی گرتا ہے تو اسے اس کا علم ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ یا کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین کے اندر محفوظ ہو۔ (کتاب علم خدا میں ثبت ہے)

اس آیت کریمہ کو گزشتہ آیات جو خدا کی قدرت، علم اور اس کے حکم کے دائرے کی وسعت کے سلسلے میں بتا رہی تھی کی وضاحت کرنے والی آیت کہا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلَمُ مُمْهَا إِلَّا هُوَ غیب کے خزانے یا غیب کی کنجیاں سب ہی خدا کے پاس ہیں اس کے علاوہ کوئی شخص اسے نہیں جانتا۔ (مفاتیح) مفتاح کی

جمع میم پر زیر کے ساتھ بہتر کے وزن پر کلید کا معنی ہے اور ممکن ہے ”مفتح“ میم پر زیر کے ساتھ دفتر کے وزن پر خزانہ اور کسی چیز کی حفاظت کرنے کے مرکز کے معنی میں تھا۔ پہلی صورت میں آیت کا معنی یہ ہے کہ تمام غیب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے بدست ہے اور دوسری صورت میں تمام غیبی خزانے خدائے سبحان کے اختیار میں ہیں۔ ممکن ہے دونوں ہی معنی ایک ہی عبارت میں ملحوظ خاطر ہوں کیوں کہ یہ ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں اس لیے کہ جہاں کہیں کوئی خزانہ ہوگا تو کوئی کنجی بھی موجود ہوگی۔ لیکن اس کی کثرت استعمال کے مقامات کے پیش نظر کہ وہ کنجی کے متعلق زیادہ استعمال (ہوا ہے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ وہی کنجی کا معنی ہے نہ خزانے کا۔) ۲

۱۔ (سورنہ انعام، آیت ۵۹۔)
 ۲۔ (سورنہ قصص کی آیت نمبر ۷۶ میں بھی کلید کا معنی ذکر ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے (یعنی ہم نے بھی اسے اتنے خزانے دے دیے تھے کہ) ایک طاقت ور جماعت سے بھی اس کی کنجیاں نہیں اٹھ سکتی تھیں سورنہ نور کی آیت نمبر ۶۱ (یا جن گھروں کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں)۔

(اللہ تعالیٰ کا یہ قول: > وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا < (۱)
 ”بر“ وسیع مکان کے معنی میں ہے عام طور سے خشکیوں (بیابانوں) کے لیے بولا جاتا ہے۔
 ”بحر“ بھی حقیقت میں وسیع مقام کے معنی میں ہے کہ اس میں پانی زیادہ جمع ہوا ہو اور عام طور سے دریاؤں اور عظیم لامتناہی سمندروں اور کبھی عظیم نہروں کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔
 بہر حال خدائے تبارک و تعالیٰ کی آگاہی جو کچہ خشکیوں اور دریاؤں اور عظیم لامتناہی سمندروں میں ہے وہ اس معنی میں ہے کہ اس کا علم تمام چیزوں کا احاطہ کیے ہے اور چاہیے کہ اس جملے (جو کچہ خشکیوں اور دریاؤں میں ہے خدا جانتا ہے) کی وسعت کے پیش نظر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے وسیع علم کے ایک گوشہ کی حقیقت روشن ہو جائے۔ یعنی خدائے سبحان اربوں زندہ چھوٹے بڑے موجودات کی حرکت دریاؤں کی تہوں اور لامتناہی عظیم سمندروں میں تمام جنگلوں، پہاڑوں اور باغات میں درختوں کے پتوں کی حرکت کو اور ہر غنچہ کے یقینی طور پر شگفتہ ہونے کی تاریخ کو اور گلوں کی پنکھڑیوں کے کھلنے کو اس کے تمام مختلف رنگ اور انواع و اقسام کے ساتھ بیابانوں میں سرد ہواؤں کا چلنا، دروں کی خمیدگی، اور ہر انسان کے بدن کے خلیے کی واقعی تعداد اور خون کی دوران اور تمام مرموز الکثرون کی ایٹموں کے دل میں حرکتیں، بالآخر وہ تمام افکار اور تفکرات جو اپنے مغز کے پردوں میں سے گزرتے ہیں اور ہماری روح کی تہوں میں نفوذ کرتے ہیں ہاں وہ ان تمام چیزوں سے بطور یکساں باخبر ہے بعد والے جملے میں خداوند متعال کے علمی احاطے کی تاکید کو اس جملہ سے بیان فرمایا: ”کسی درخت کا کوئی ایک پتہ جدا نہیں ہوتا مگر یہ کہ اسے وہ جانتا ہے۔“

یعنی ان پتوں کی تعداد اور ان کا شاخوں سے جدا ہونے کا لحظہ اور ان کے درمیان فضا میں گردش کرنا اور ان کا روئے زمین پر گرنے کا لحظہ بالخصوص فصل خزاں میں جو خود قابل دید نظارہ کا حامل ہوتا ہے یہ سب کچہ اس کے علم میں واضح و روشن ہے۔

۱۔ (سورنہ انعام، آیت ۵۹۔)

اسی طرح کوئی ایک دانہ زمین کے سینے میں مستقر نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے تمام خصوصیات کہ وہ کیسے زمین کی رطوبت کے اثر اور آفتاب کی تپش سے نیز اس کی حرارت سے متاثر ہو کر کیسے وہ دانہ ظاہر ہوگا اس کے ریشے اور ڈنٹھل کیسے زمین کے اوپر گریں (گے ان سب حالات کو وہ جانتا ہے) (۱)
 حقیقت میں قابل توجہ اور وہ حساس نقطہ کہ جس پر خصوصی توجہ کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی انسان کے لیے خواہ اس کی عمر کے لاکھوں سال گزر رہے ہوں اور صنعتی و تکنولوجی حیرت انگیز تکامل و ترقی کی مشینریاں اس کے علم پر احاطہ پیدا کریں یہ ممکن ہی نہیں ہے کون شخص جانتا ہے کہ ہواؤں نے ہر شب و روز میں تمام کرٹہ زمین پر کتنے بیجوں کو گھانسیوں سے جدا کیا ہے اور وہ کس مقام پر اسے پہنچائیں گی۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

اور ہم نے بادلوں کو ہواؤں کا بوجھ اٹھانے والا بنا کر چلایا ہے پھر آسمان سے پانی برسایا ہے جس سے تم کو سیراب کیا

ہے اور تم اس کے خزانے دار نہیں تھے۔
 بہت سے بیج ممکن ہیں دراز مدت تک زمین کی تہوں میں مخفی رہیں تاکہ اپنے رشد و نمو کے لیے پانی وافر مقدار میں فراہم کریں کون شخص جانتا ہے کہ ہر وقت حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) کے ذریعے یا انسانوں کے وسیلہ سے کتنا دانہ کس قسم کا بیج زمین کے کس خطہ میں چھڑکا جاتا ہے؟
 کون سا الکترونیکی مغز ہے جو جنگلوں کے ڈھیروں سے درختوں کی شاخ کے جدا ہونے والے پتوں کی تعداد کا علم رکھتا ہو اور اسے شمار کرے؟ ایک جنگل کے منظر کی طرف نظارہ کرنا بالخصوص فصل خزاں میں مخصوصاً مسلسل بارشوں کے

۱) (گزشتہ حوالہ)۔
 ۲) (سورنہ حجر، آیت ۲۲)۔

مواقعوں پر یا ایک تیز ہوا کے چلنے سے عجیب انوکھا منظر پتوں کے پے درپے گرنے سے پیدا ہوتا ہے وہ بخوبی اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے کہ اس قسم کے علوم کبھی بھی انسان کی دست رس میں قرار پانا ممکن نہیں ہے۔
 پتوں کا گرنا حقیقت میں ان کی موت کے لحظے ہیں لیکن دانوں کا زمین کے اندر گرنا ان کی حیات کا پہلا قدم ہے جو مختصر ترین وقت میں خاک سے اپنا سر باہر لایا مختلف رنگا رنگ پھولوں سے اور ان پھولوں کے ذریعے جو اس کے اندر ودیعت کیے گئے ہیں تمام لوگوں کو فائدہ پہنچائیں گے۔ وہ خدائے سبحان ہے جو اس کے نظام موت و حیات سے باخبر ہے یہاں تک کہ ایک دانہ کو جو مختلف درجات کامل زندگی اور اسے شکوفائی کی منزل طے کرنے میں درکار ہوتے ہیں ہر لحظہ اور لمحہ اس کے علم میں وہ آشکار ہے۔
 قابل ذکر یہ ہے کہ یہ موضوع چونکہ انذار کا پہلو رکھتا ہے اور تربیتی اثر کا حامل ہے کیوں کہ اس وسیع علم پر ایمان رکھنا انسان کو ہوشیار کرتا ہے کہ تمہارے وجود کے تمام اسرار و رموز تمہاری رفتار و کردار اور تمہاری نیتوں اور افکار وغیرہ سب ہی چیزوں سے ذات اقدس الہی باخبر ہے وہ اس کے لیے واضح اور نمایاں ہے تو پھر کیسے ممکن ہے انسان ایسے ایمان کے ساتھ اپنی حالت کی حفاظت نہ کرے اور اپنے اعمال و گفتار اور اپنی نیتوں کو کنٹرول نہ کرے۔
 اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱) یعنی کوئی خشک و تر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین کے اندر محفوظ نہ ہو۔ خداوند تبارک و تعالیٰ اسے مختصر جملے میں اپنے علم کی بے نہایت وسعت کو تمام موجودات کے لیے بیان فرما رہا ہے اور کوئی شے اس سے مستثنیٰ نہ ہوگی۔ کیوں کہ خش و تر سے مراد اس کے لغوی معنی نہیں ہیں بلکہ یہ تعبیر عام طور سے عمومیت کے لیے کنایہ استعمال کرتے ہیں۔

۱) (سورنہ انعام، آیت ۵۹)۔

کتاب مبین کے متعلق مفسرین کی طرف سے مختلف احتمالات دیے گئے ہیں۔ کہا گیا ہے: کتاب مبین وہی مقام علم پروردگار ہے یعنی تمام موجودات اس کے بے نہایت علم میں ثبت و ضبط ہیں۔ یا مراد لوح محفوظ ہے۔ یا مراد دنیائے آفرینش اور خلقت کا سامان اور علت و معلول کا سلسلہ ہے کہ تمام شے ان میں تحریر شدہ ہیں یا اس سے مراد یہ عالم ہستی ہے جو تمام ظاہری اور بیرونی چیزوں پر مشتمل موجود ہے اور اس خدائے بزرگ و برتر سے کوئی شے نہاں نہیں ہے چھوٹی، بڑی، خشک و تر سب ہی کچھ اس کے لیے نہایت علم میں ثبت و ضبط ہیں۔ کیوں کہ وہ شے جو تصور کی جائے وہ دو صفت سے خالی نہیں ہے اور خدائے تبارک و تعالیٰ کا لامتناہی علم ان سب پر احاطہ رکھتا ہے۔ اور بعض نے جو لوح محفوظ سے تفسیر کیا ہے بعید نہیں ہے کہ لوح محفوظ بھی وہی خدائے عزوجل کا صفحہ علم ہو اور وہ مذکورہ معنی میں بھی قابل تطبیق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

خدائے تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اے پیغمبر (ص)! آپ کسی حال میں رہیں اور قرآن کے کسی حصہ کی تلاوت کریں اور اے لوگو! تم کوئی عمل کرو ہم تم سب کے گواہ ہوتے ہیں جب بھی کوئی عمل کرتے ہو اور تمہارے پروردگار سے زمین و آسمان کا کوئی ذرہ دور نہیں ہے اور کوئی ذرہ سی بڑی یا چھوٹی ایسی نہیں ہے جسے ہم نے اپنی کھلی کتاب میں

جمع نہ کر دیا ہو۔
 اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَ بَيْنَكُمْ عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ

۱) (سورہ یونس، آیت ۶۱۔)

(وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابِ مُبِينٍ) ۱
 کفار کہتے ہیں کہ قیامت آنے والی نہیں ہے تو آپ کہہ دیجیے کہ میرے پروردگار کی قسم وہ ضرور آئے گی وہ عالم الغیب ہے اس کے علم سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ دور نہیں ہے اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا بلکہ سب کچھ اس کی روشن کتاب میں محفوظ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)
 اور زمین میں کوئی بھی رینگنے والا یا دونوں پروں سے پرواز کرنے والا طائر ایسا نہیں ہے جو اپنی جگہ پر تمہاری طرح کی جماعت نہ رکھتا ہو ہم نے کتاب میں کسی شے کے بیان میں کوئی کمی نہیں کی ہے اس کے بعد سب اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳)
 اور آسمان و زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذکر کتاب مبین میں نہ ہو۔
 اس بنا پر قرآن خزانہ ہے اور خزائن بھی جیسا کہ پہلے بھی وضاحت کی جاچکی ہے کہ وہ ہر قسم کی اشیاء کا منبع و مرکز ہے جو قرآن میں جمع کیا جاتا ہے۔ یعنی جس چیز پر شے کا اطلاق ہو خواہ وہ خشک و تر ہو یا چھوٹا بڑا، زمین میں یا آسمان میں وہ سب اپنے تمام انواع و اقسام اور ہر قسم کی جنس کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہے اور سب کا علم اور کنجی خدائے عزوجل کی بارگاہ میں یا لوح محفوظ میں ہے کہ اس کی طرف بھی اشارہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا صفحہ ہے۔

مورد بحث مباحث و مطالب کے پیش نظر کہ قرآن کریم میں جو کچھ موجود ہے اور جو خصوصیات اس

۱) (سورہ سبا، آیت ۳۔)

۲) (سورہ انعام، آیت ۳۸۔)

۳) (سورہ نمل، آیت ۷۵۔)

میں پائی جاتی ہیں وہی حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف میں بھی موجود ہیں کیوں کہ وہ قرآن کے شریک اور ہم مرتبہ ہیں۔

اور اس لحاظ سے کہ مذکورہ آیات میں مختلف عناوین خزائن غیب کتاب مبین (کی جو قید تھی) سب علم الہی کے مقام و منزلت کی طرف اشارہ کر رہے تھے یعنی جو کچھ قرآن کریم میں ہے اس کی کنجی اور علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔
 دوسرے لحاظ سے جو کچھ آیات اور ان روایات سے استفادہ ہوتا ہے جو معادن وحی و تنزیل سے وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہر شے کے علم کو یہاں تک کہ علم غیب کو بھی اپنے پیغمبر اکرم (ص) کو عطا فرمایا ہے اور ان بزرگوار نے بھی جو کچھ خداوند سبحان سے اخذ کیا اسے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کو عطا فرمایا اور ان کے بعد یکے بعد دیگرے تمام ائمہ اطہار تک پہنچا جو علم پیغمبر (ص) کے وارث ہیں اور آخر میں ان کے آخری وصی حضرت مہدی قائم آل محمد صاحب العصر و الزمان - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تک پہنچا جو تمام انبیاء اور اوصیاء کے علوم کے وارث ہیں۔ ہم اس سلسلے میں چند روایات اور آیات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

آیات میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

آپ کہہ دیجیے کہ اگر میرے پروردگار کے کلمات کے لیے سمندر بھی روشنائی بن جائیں تو کلمات رب کے ختم ہونے سے پہلے ہی سارے سمندر ختم ہو جائیں گے ان کی مدد کے لیے ہم ویسے ہیں سمندر اور بھی لے آئیں۔

۱) (سورہ کہف، آیت ۱۰۹)۔

۶۰۲۔ ”و فی الدر المنثور : فی قوله تعالى اخرج احمد و الترمذی و غیرہم فی الدلائل عن ابن عباس قال قالت قریش لليهود اعطونا مثیناً نسأل (هذا الرجل فقالوا سألوه عن الروح فسألوه فنزلت ” (۱) یسألونک عن الروح > پیغمبر اکرم (ص) سے خطاب ہے کہ لوگ ان سے سوال کرتے ہیں روح کے متعلق تو ان سے کہہ دیجیے: روح میرے پروردگار کا امر ہے تمہیں بہت کم علم عطا کیا گیا ہے، کہا کہ ہمیں علم کثیر عطا کیا گیا ہے علم توریت ہمیں دیا گیا ہے جسے علم توریت دے دی گئی ہو اسے خیر کثیر دے دیا گیا پھر خداوند متعال نے سورہ کہف کی آیت نمبر ۱۰۹ نازل فرمائی۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کا سہارا دینے کے لیے سات سمندر اور آجائیں تو بھی کلمات الہی تمام ہونے والے نہیں ہیں بے شک اللہ صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳) اور یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں تو کہہ دیجیے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کے لیے خدا کافی ہے اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔

۱) منزلت :۔

۲) (سورہ لقمان، آیت ۲۷)۔

۳) (سورہ رعد، آیت ۴۳)۔

”معادن وحی و تنزیل سے وارد شدہ روایات“
۶۰۳۔ ”و فی الکافی : باسناده عن عبد الرحمن بن کثیر قال سمعتُ أبا عبد الله عليه السلام يقول نحن ولاة أمر الله وحرزته علم الله وعبیه وحی الله ” (۱)
کافی میں بطور مسند عبد الرحمن ابن کثیر سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ : میں نے امام جعفر صادق - کو یہ فرماتے سنا ہے کہ : ہم والیان امر الہی (امامت و خلافت) ہیں ہم اس علوم الہی کا خزانہ ہیں اور مرکز اسرار الہیہ ہیں۔
۶۰۴۔ ”وفیه باسناده عن سورة بن کلیب قال: قال لی أبو جعفر علیه السلام والله اننا (لخزان الله فی سماءه وأرضه لا ع لی ذهب ولا ع لی فضة إلا ع لی علم ” (۲) اسی کتاب میں بطور مسند سوده ابن کلیب سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ: امام محمد باقر - نے فرمایا: خدا کی قسم! یقیناً ہم زمین و آسمان میں اللہ کے خزانہ دار ہیں مگر سونے یا چاندی کے خزانہ دار نہیں بلکہ علم الہی کے۔
۶۰۵۔ ”وفیه باسناده عن اسماعیل بن ابی زیاد عن جعفر بن محمد عن أبيه عليهم السلام اقل قال أمير المؤمنين عليه السلام أنا أهل النبوة وبيت الرحمة وموضع الرسالة ومختلف الملائكة وبيت الرحمة ومعدن العلم ” (۲)
اسی کتاب میں بطور مسند اسماعیل ابن ابی زیاد سے انہوں نے امام جعفر صادق - سے انہوں نے

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۲، حدیث ۱)۔

۲) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۲، حدیث ۲)۔

۳) (گزشتہ حوالہ، ص ۲۲۱، حدیث ۲)۔

اپنے پدربرگوار سے انہوں نے حضرت امیر المومنین - سے نقل کیا ہے: ہم اہل بیت شجرہ نبوت مقام رسالت اور ملائکہ کے آنے جانے کی جگہ، رحمت کا گھر اور علم کا مرکز و منبع ہیں۔

۶۰۶۔ ”وفیه : باسناده عن خثیمة قال قال لی أبو عبد الله عليه السلام : ای خثیمة نحن شجرة النبوة وبيت الرحمة وم أفتیح الحکمة ومعدن العلم وموضع الرسالة ومختلف الملائكة وموضع سیر الله ونحن وديعة الله فی عبادہ ونحن حرم الله الأكبر ونحن ذمة الله ونحن وفی ی بعهدنا فقد وفی ی بعهد الله ومن خفر ها فقد خفر ذمة الله

وَعَهْدِهِ ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند خیشمہ سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے مجھ سے فرمایا: اے خیشمہ! ہم شجرہ نبوت اور بیت رحمت ہیں اور باب حکمت کی کنجیاں ہیں، علم کا مرکز و منبع ہیں اور رسالت کا مقام ہیں ملائکہ کے نازل ہونے کی جگہ ہیں اور مقام سر الہی ہیں اور ہم اللہ کی اس کے بندوں میں ودیعت و امانت ہیں ہم اللہ کا حرم اکبر ہیں (لہذا ہماری رعایت اور احترام کرنا کعبہ سے زیادہ ہے) ہم اس کے دین کی بقا کے ذمہ دار ہیں ہم اللہ کے عہد ہیں لہذا جس نے ہمارے عہد کو پورا کیا اس نے خدا کے عہد کو پورا کیا اور جس نے اسے توڑا اس نے اللہ کے ذمہ اور عہد کو توڑا۔
۶۰۷ - “وفیه باسناده عن فضیل بن یسار قال : سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ إِنَّ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُنَّةَ أَلْفِ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنَّ الْعِلْمَ الَّذِي نَزَلَ مَعَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَرْفَعْ وَمَا مَاتَ عَالِمٌ قَطْرَهَبَ عِلْمُهُ وَالْعِلْمُ يَتُورَثُ ” (۲)
اسی کتاب میں بطور مسند فضیل ابن یسار سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ: ہم نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا: حضرت علی - انبیا میں سے ہزار نبیوں کی سنت (خصائل) رکھتے تھے (جیسا کہ پیغمبر

۲)۔ گزشتہ حوالہ، ص ۲۲۱ ، حدیث ۳۔)

۳)۔ گزشتہ حوالہ، ص ۲۲۲ ، حدیث ۴۔)

نے فرمایا: جو آدم - کا علم ، نوح - کی عبادت، ابراہیم - کی خلت، موسیٰ - کی سطوت اور عیسیٰ - کا زہد دیکھنا چاہتا ہے اسے علی ابن ابی طالب - کی طرف نظر کرنا چاہیے اور جو علم آدم - کے ساتھ آیا تھا وہ اٹھایا نہیں گیا اور ایسا عالم رحلت نہیں کیا کہ اس کا علم چلا گیا ہو علم تو میراث میں منتقل ہوتا ہے۔

۶۰۸ - “وفیه باسناده عن علی بن النعمان رفعه عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال أبو جعفر علیہ السلام یُصَوِّنَ الثَّمَادَ وَیَهْدُونَ النَّهْرَ الْعَظِيمَ قِيلَ لَهُ وَمَا النَّهْرُ الْعَظِيمُ ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَالْعِلْمُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَمَعَ لِمُحَمَّدٍ (ص) سُنَنَ النَّبِيِّينَ مِنْ آدَمَ وَهَلَمْ جَرًّا إِلَى مُحَمَّدٍ (ص) قِيلَ لَهُ وَ أَمْ تِلْكَ السُّنَنُ ؟ قَالَ: عِلْمُ النَّبِيِّينَ بِأَسْرِهِ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) صَيَّرَ ذَلِكَ كُلَّهُ عِنْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَابِنَ رَسُولَ اللَّهِ فَأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْلَمَ أَمْ بَعْضُ النَّبِيِّينَ ؟ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْمَعُوا مَا يَقُولُ ؟ إِنَّ اللَّهَ يَفْتَحُ مَسَامِعَ مَنْ يَشَاءُ أَنِي حَدَّثْتُكَ أَنَّ اللَّهَ جَمَعَ لِمُحَمَّدٍ (ص) عِلْمَ النَّبِيِّينَ وَ أَنَّهُ جَمَعَ ذَلِكَ كُلَّهُ عِنْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ يَسْأَلُنِي أَهْوَا أَعْلَمَ أَمْ بَعْضُ النَّبِيِّينَ ” (۱)

اسی کتاب میں مرفوعاً علی ابن نعمان سے انہوں نے امام محمد باقر - سے نقل کیا ہے کہ: حضرت نے فرمایا: لوگ رطوبت کو چوستے ہیں اور نہر عظیم کو چھوڑتے ہیں۔ کسی نے دریافت کیا: نہر عظیم کیا ہے؟ فرمایا: رسول اللہ (ص) اور وہ علم جو اللہ نے انہیں عطا فرمایا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے آنحضرت میں تمام انبیاء کی سنتوں کو جمع کیا تھا، آدم - سے لے کر خود آنحضرت (ص) تک جتنے انبیاء گزرے ہیں، کسی نے دریافت کیا: یہ سنتیں کیا ہیں: فرمایا:

۱)۔ گزشتہ حوالہ، ص ۲۲۳ ، حدیث ۶۔)

انبیاء کا علم اور رسول اللہ (ص) نے وہ سب کا سب علم حضرت علی - کو تعلیم کیا ایک شخص نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ (ص)! کیا امیر المومنین - زیادہ عالم تھے یا بعض انبیاء؟ امام نے فرمایا: سنو! خدا کیا کہتا ہے اللہ جس کے لیے چاہتا ہے کان کھول دیتا ہے، میں نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے تمام نبیوں کا علم ذات محمد مصطفیٰ (ص) میں جمع کر دیا تھا اور انہوں نے وہ سب امیر المومنین - کو تعلیم دیا، ایسی صورت میں یہ شخص دریافت کرتا ہے حضرت علی - زیادہ تھے یا بعض انبیاء - اور وہ یہ سمجھ سکا کہ میری بات کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ تمام انبیاء جانتے تھے وہ سب علی تنہا جانتے تھے۔

مولف کہتے ہیں: رطوبت چوسنے سے کنایہ ہے ان علوم کی طرف جو ابو حنیفہ اور اس جیسے افراد کے بدست قیاس و اجتہاد اور اپنی ذاتی ایچ و افکار سے حاصل کیا ہے جیسے وہ رطوبت اور تری ہے جو گڑھے میں باقی رہتی ہے اس کا منبع و سرچشمہ نہیں ہوتا ان کے پیروکار ان بچوں کی طرح ہیں جنہیں ماں کی چھاتی سے سروکار ہوتا ہے یہ لوگ بھی اسے یاد کرنے کی سعی و کوشش کرتے ہیں لیکن ہمارے علوم جو عظیم لامتناہی علم الہی کے سمندر سے متصل ہے ایک

عظیم نہر کے مانند ہے جو جاری و ساری ہے جسے آزاد چھوڑا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ ہمارے رشتہ اتصال کو تادم مرگ اس عظیم نہر سے ختم نہ کرے، ان شاء اللہ)۔

۶۰۹ - ”وفیه باسناده عن محمد بن مسلم قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقولُ نَزَلَ جِبْرِئِلُ عَلٰی مُحَمَّدٍ (ص) بِرُ مَآئِنِیْنِ مِنَ الْجَنَّةِ فَلَقِیْہُ عَلٰی عَلِیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ اُمَّ هَاتَنِی الرَّمَّانِیْنِ اللَّتَانِ فِی بَیْکَ ؟ فَقَالَ اَمَّا هٰذِهِ فَالْنَّبُوَّةُ اَلِیْسَ لَکَ مِنْہَا نَصِیْبٌ وَاَمَّا هٰذِهِ فَالْعِلْمُ ، ثُمَّ فَلَقَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) بِنَصْفَیْنِ فَاَعْطَاہُ نِصْفَہَا وَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) نِصْفَہَا ، ثُمَّ قَالَ اَنْتَ شَرِیْکِی فِیْہِ وَاَنَا شَرِیْکُکَ فِیْہِ ، قَالَ فَلَمْ یَعْلَمْ وَاَللّٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) حَرَفًا مِّمَّا عَلَّمَهُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا وَقَدْ عَلَّمَهُ عَلِیًّا عَلِیْہِ السَّلَامُ ، ثُمَّ اَنْتَهٰی الْعِلْمُ اِلَیْنَا ثُمَّ وَضَعَ یَدَہُ عَلٰی صَدْرِہُ ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند محمد ابن مسلم سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ : میں نے امام محمد باقر - کو یہ فرماتے سنا: حضرت جبرئیل - حضرت رسول خدا (ص) کے پاس جنت سے دو انار لائے تو حضرت علی - سے ملاقات ہوئی انہوں نے دریافت کیا: آپ کے دست مبارک میں یہ دو انار کیسے ہیں؟ فرمایا: یہ ایک نبوت ہے جس میں تمہارا حصہ نہیں، دوسرا علم ہے اس کے بعد آپ نے اس کے دو ٹکڑے کیے، نصف علی - کو دیا نصف خود کھایا، پھر فرمایا : تم اس میں میرے شریک ہو اور میں بھی تمہارا شریک ہوں۔

پھر امام محمد باقر - نے فرمایا: خدا کی قسم ! جو چیزیں خدا نے رسول (ص) کو تعلیم دی وہ انہوں نے علی - کو دی پھر یہ علم ہماری طرف آیا اس وقت اپنا دست مبارک اپنے سینہ پر رکھا۔

۶۱۰ - ”وفیه عن سیف التمار قال کُنَّا مَعَ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیْہِ السَّلَامُ جَمَاعَةً مِنَ الشَّیْعَةِ فِی الْحَجْرِ فَقَالَ عَلِیُّ اَنْ عِیْنٌ ؟ فَالْتَفَتَ اَنْ یُمْنَةً وِیْسِرَةً فَلَمْ نَرَ اَحَدًا فَعَلْنَا اَلِیْسَ عَلَیْنَا عِیْنٌ فَقَالَ وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ وَ رَبِّ الْبَنِیَّةِ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ لَوْ کُنْتُ بَیْنَ مُوسٰی وَالْخِضْرَ لَأَخْبَرْتُہُمَا اَنِّیْ اَعْلَمُ مِنْہُمَا وَلَا نَبِیَّتُہُمَا مِمَّا لَیْسَ فِیْ اَیْدِیْہُمَا لِاَنَّ مُوسٰی وَالْخِضْرَ اَعْطِیَا عِلْمَ مَا کَانَ وَلَمْ یُعْطِیَا عِلْمَ مَا یَکُوْنُ وَمَا هُوَ کَاثِرٌ) حَتّٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدْ وَرَثَاہُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ (ص) وَرَاثَہُ ” (۲)

اسی کتاب میں سیف تمار (خرما فروش) ناقل ہیں: ہم شیعوں کی ایک جماعت کے ہمراہ حجر اسماعیل میں امام جعفر صادق - کے پاس موجود تھے تو حضرت - نے دریافت فرمایا: کوئی جاسوس تو یہاں نہیں ہے؟ ہم نے دابنہ اور بانیں سمت دیکھ کر کہا: کوئی نہیں ہے تو حضرت نے فرمایا: رب کعبہ

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۲۳، حدیث ۳۰۳)

۲) (کافی، ج ۱، ص ۲۶۰، حدیث ۱۰۱)

کی قسم ہے! اور یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اگر میں موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے زمانے میں ہوتا تو میں ان کو بتاتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ عالم ہوں اور اس چیز سے آگاہ کرتا جو وہ نہیں جانتے کیونکہ موسیٰ و خضر علیہما السلام وہ جانتے تھے جو ہو چکا ہے، آئندہ کے متعلق ان کو علم نہیں دیا گیا تھا اور نہ جو قیامت تک ہونے والا ہے اور ہم نے یہ علم رسول اللہ (ص) سے ورثہ میں پایا ہے۔

”پیغمبر اکرم (ص) کاسفر حجة الوداع اور واقعة غدیر خم“

حضرت پیغمبر اکرم (ص) ہجرت کے دسویں سال ماہ ذی الحجة الحرام کی اٹھارہ تاریخ

عازم سفر حج ہوئے جو حجة الوداع کے نام سے مشہور ہے، مکہ سے واپسی کے موقع پر کثیر جماعت کے ساتھ غدیر خم پہنچے اور وہ مقام جحفہ کے نزدیک ہے۔ اس مقام پر جبرئیل آیہ مبارکہ (۱) اے پیغمبر ! آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا ہے اور اگر آپ نے یہ نہ

کیا تو اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا، لے کر پیغمبر (ص) پر نازل ہوئے۔

پھر آنحضرت (ص) نے امر پروردگار سے واقعة غدیر کو عملی جامہ پہنایا تمام حجاج کو جمع کیا جو آگے چلے گئے تھے یا پیچھے رہ گئے تھے اکھٹا کر کے حکم دیا: ایک منبر بنایا گیا آنحضرت (ص) نے اس منبر پر جاکر ایک مفصل خطبہ ارشاد فرمایا جو ہزاروں حدیث پر مشتمل ہے اور وہ قرآن نیز منطق وحی کے مطابق تھا اور سیکڑوں معتبر اور موثق روایت جو فریقین سے یعنی اہل سنت و الجماعت اور علمائے شیعہ ان میں ہر ایک سے متعدد حدیث نقل ہوئی ہیں بعض نے ان مسلمانوں کے مجمع کثیر کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار سے لے کر دو لاکھ تک تحریر کی ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب - کی شخصیت و حیثیت کا تعارف

۱) (سورنہ ماندہ، آیت ۶۷۔)

کرانے کے لیے اور انہیں منصب امامت و وصایت اور ولایت و خلافت الہیہ پر منصوب کرنے کے لیے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ کے مضامین عالی شان اعلیٰ درجے کے سبق آموز اور دنیائے اسلام اور مکتب تشیع بالخصوص مولیان مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب - کے لیے بہشتی تحفہ ہے۔

آپ قارئین کرام! وہ کتابیں جو اس قول (خطبہ غدیر اور اس کی شرح) کے متعلق تحریر کی گئی ہیں رجوع کر کے اس سے فیض یاب ہوں۔ پیغمبر اسلام (ص) نے احتجاجات کے بعد اور تمام تر اتمام حجت کر کے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کی ہر ایک خصوصیت کو بیان فرمایا۔ مولف کتاب ائمہ اطہار کے وارث علوم انبیاء و اوصیاء ہونے کی تائید و تاکید کے لیے اس خطبے سے دو مقام کی طرف اس مختصر کتاب میں اشارہ کرتے ہیں جو یہاں اس موضوع سے بھی مربوط ہے۔

۶۱۱ - قال - صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ -: مَعَاثِرِ النَّاسِ مَا مِنْ عِلْمٍ إِلَّا وَقَدْ أَحْصَاهُ اللَّهُ فِيَّ وَكُلِّ عِلْمٍ عَلَّمْتُهُ فَقَدْ أَحْصَيْتُهُ عَنِ عَلِيٍّ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ مَا مِنْ عِلْمٍ إِلَّا وَقَدْ عَلَّمْتُهُ عَلِيًّا وَهُوَ إِمَامُ الْمُبِينِ

مَعَاثِرِ النَّاسِ لَا تَضَلُّوا عَنْهُ وَلَا تَنْفَرُوا مِنْهُ وَلَا تَسْتَكْفُوا مِنْ وَلَايَتِهِ فَهُوَ الَّذِي يَهْدِي إِلَى (الْحَقِّ وَيَعْمَلُ بِهِ وَيَزْهُقُ الْبَاطِلَ وَيَنْتَهِي عَنْهُ) وَلَا تَأْخُذْهُ فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ لَانٍ ” (۱) اے لوگو! کوئی علم ایسا نہیں ہے جس کا خداوند عالم نے مجھ میں احصاء نہ کر دیا ہو اور جو علم خدا نے مجھے عطا کیا وہ سب میں نے علی - کے سپرد کر دیا (پروردگار عالم نے تمام زندگی کے امور اور عالم و آدم - کی حیات کی مجھے تعلیم دی اور میرے لیے احصاء و شمار فرمایا اور وہ تمام علوم میں نے علی - کے

۱) (بحار الانوار، ج ۳۷، ص ۲۰۸۔)

لیے احصاء و شمار کیے میں نے انہیں تعلیم دی وہ امام المتقین ہیں اور علم الہی کا خزانہ ہیں کوئی ایسا علم نہیں ہے کہ علی - نہ جانتے ہوں اور میں نے علی - کو تعلیم نہ دیا ہو وہ عظیم نمایاں مخلوق کا امام ہے)

اے لوگو! کبھی ان سے برگشتہ نہ ہونا نہ ان سے متنفر ہونا، نہ ان کی ولایت سے انکار کرنا کیوں کہ صرف یہ حق کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں حق پر عمل کرنے والے ہیں اور حق گو ہیں وہی باطل کو مٹانے والے اور اس سے نیز برے اور ناپسند اخلاق سے روکنے والے ہیں وہ اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔

مَعَاثِرِ النَّاسِ تَدَبَّرُوا الْقُرْآنَ وَافْهَمُوا آيَاتِهِ وَانظُرُوا إِلَى مُحْكَمَاتِهِ وَلَا تَتَّبِعُوا مُتَشَابِهَهُ فَوَاللَّهِ لَنْ يُبَيِّنَ لَكُمْ زَوَاجِرَهُ وَلَا يُوضَحَ لَكُمْ تَفْسِيرَهُ إِلَّا الَّذِي أَنَا آخِذٌ بِيَدِهِ وَمُصْعِدُهُ إِلَى رَشَائِلِ بَعْضِيهِ وَمُعْلِمُكُمْ أَنَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ وَهُوَ عَلِيٌّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَخِي وَوَصِيِّي وَمَوْلَايَ مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَهَا عَلَيَّ

مَعَاثِرِ النَّاسِ إِنَّ عَلِيًّا وَالطَّيِّبِينَ مِنْ وَلَدِي هُمُ الثَّقَلُ الْأَصْغَرُ وَالْقُرْآنُ هُوَ الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ فَكُلُّ (وَاحِدٍ مُنْبِئٍ عَنْ صَاحِبِهِ وَمُوَافِقٍ لَهُ لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ) ۱

اے سامعین حضرات! قرآن مجید میں غور و فکر کرو، اس کی آیتوں کے معانی میں تدبر کرو سمجھو اس کے محکمات میں غور و فکر کرو اور متشابہات کی پیروی نہ کرو، کیونکہ خدا کی قسم! اس کی تنبیہات اور تفسیر کو کوئی واضح و آشکار نہیں کر سکے گا سوائے اس کے جس کا میں (اس وقت) ہاتھ پکڑ کر اٹھا رہا ہوں اور ان کے بازوؤں کو تھام کر بلند کر رہا ہوں جو تمہیں علم سے مالا مال کرنے والے ہیں (کیوں کہ متشابہات کا علم اور اس کے حقیقی مفاہیم ائمہ معصومین کے پاس ہیں جو راسخون فی العلم ہیں)۔

۱) (بحار الانوار، ج ۳۷، ص ۲۰۸۔)

من كنت مولاه فهذا علي مولاه یہ علی ابن ابی طالب میرے بھائی اور وصی ہیں جن کی ولایت کا (اعلان) خداوند عالم نے مجھ پر فرض کیا ہے۔

اے لوگو! علی اور ان کی معصوم اولاد جو میری بیٹی فاطمہ زہرا سے ہیں ثقل اصغر ہیں اور تمہاری معنوی حیات کا مرکز ہیں اور قرآن ثقل اکبر ہے ان میں سے ہر ایک دوسرے کی بابت بتانے والے ہیں دونوں ایک دوسرے سے ہم آہنگ اور دوست ہیں یہ دونوں قیامت میں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچنے تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، یہی مخلوقات کے درمیان اللہ کے امانت دار ہیں وہ لوگ روئے زمین پر مخلوقات کے درمیان معنوی حکام اور فرمان روا ہیں، وہی لوگوں کی پناہ گاہ اور ملجا و ماویٰ ہیں پھر فرمایا: آگاہ رہو کہ میں نے اپنا فرض رسالت ادا کر دیا اللہ کا دیا ہوا پیغام تم لوگوں تک پہنچا دیا۔

مولف کہتے ہیں: خلاصہ کلام اس سلسلے میں یہ ہے کہ قرآن کریم مختلف خزانے کا حامل ہے اپنی حد میں بے نہایت اور لا زوال ہے جس طرح ائمہ ہدی کے علوم جو ربوبیت کے مصدر اور منبع وحی سے نشاۃ پاتے ہیں اپنی حد میں بے نہایت اور لا زوال ہیں۔ دوسری تعبیر میں مذکورہ آیات و روایات کے مضمون کے مطابق بالخصوص خطبہ غدیر کے جو بعض حصے کی طرف اشارہ کیا گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جن چیزوں پر شے کا اطلاق ہو اس کا علم اور اس کی معرفت اپنے پیغمبر اکرم (ص) کی ذاتِ با برکت میں احصاء و شمار کیا یعنی آنحضرت (ص) کو عطا فرمایا اور رسول خدا (ص) نے بھی اپنے تمام علوم کو حضرت علی ابن ابی طالب - کی ذات گرامی میں احصاء کیا اور اسے عطا فرمایا ہے اس بنا پر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - علوم پیغمبر اکرم (ص) کے وارث ہیں اور اسی طرح ائمہ اطہار یکے بعد دیگرے یہاں تک ان کے آخری وصی حضرت بقیۃ اللہ الاعظم صاحب الامر و الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ اپنے مخصوص امتیاز کے ساتھ بہ نسبت آباء و اجداد گرامی کے کہ وہ تمام انبیاء و اوصیاء کے علوم کے وارث ہیں اور قرآن کے شریک اور ہم پلہ ہیں جیسا کہ علوم قرآن کریم اور اس کے خزانے لا زوال ہیں قائم آل محمد مہدی فاطمہ علیہم السلام اجمعین کے علوم اپنی حد میں بے نہایت اور لا زوال ہیں۔

رَزَقْنَا اللّٰهَ وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُشْتَاقِينَ لَظُهُورِ دَوْلَتِهِ قَطْرَةً مِّنْ مَّعَارِفِهِمُ الْحَقِّ بِمُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ
اے اللہ! ہمیں اور تمام مومنین، مشتاقین اور ان کی حکومت کے منتظرین کو ان کے علوم و معارف کا ایک قطرہ عنایت فرما اور ہمیں بحق محمد و آل محمد ان کے ساتھ ملحق فرما۔ آمین یارب العالمین۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۳۰۔ روح و جسم کی شفا

۳۰۔ اَلْقُرْآنُ شِفَاءٌ مِّنْ اَكْبَرِ الدَّاءِ وَهُوَ الْكُفْرُ وَالنَّفَاقُ وَالْبَغْيُ وَالضَّلَالُ

قرآن بہت عظیم دردوں ناقابل علاج اور ویران گر امراض کے لیے شفا بخش ہے جیسے کفر و نفاق، ظلم و ستم اور ضلالت و گمراہی۔

۶۱۲۔ قال ابو عبد الله عليه السلام في الحديث المروي في الكافي مرفوعاً لا والله لا

يَرْجِعُ الْأَمْرُ وَالْخِلَافَةُ إِلَى آلِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَلَا إِلَى بَنِي أُمَيَّةٍ أَبَدًا وَلَا فِي وَلَدِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ أَبَدًا (وذلك انهم تَبَذَّلُوا الْقُرْآنَ وَابْطَلُوا السُّنَنَ وَعَطَّلُوا الْأَحْكَامَ) (۱)

کافی میں ابو علی اشعری سے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے خشاب سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: خدا کی قسم! امر امامت و خلافت ہرگز اولاد ابوبکر و عمر کی طرف واپس نہیں ہوگا اور نہ یہ کبھی بنی امیہ کی طرف اور نہ ہی کبھی طلحہ و زبیر کی اولاد کی طرف پلٹے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا اور سنتوں کو باطل قرار دیا اور احکام کو معطل بنادیا۔

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۰۰۔ الفصول المهمہ فی اصول الائمہ، ج ۱، ص ۴۹۹)۔

۶۱۳۔ ”وقال رسول الله (ص) القرآن هُدًى مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَيَانٌ مِنَ الْعَمَىٰ وَاسْتِقَالَةٌ مِنَ الْعَثَرَةِ وَنُورٌ مِنَ الظُّلُمِ وَضِيَاءٌ مِنَ الْاِحْدَاثِ وَعَصِيْمَةٌ مِنَ الْهَلَكَةِ وَرُشْدٌ مِنَ الْغَرَابَةِ وَبَيَانٌ مِنَ الْفِتَنِ وَ (بَلَاغٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ وَفِيهِ كَمَالٌ دِينُكُمْ وَمَا عَدَلَ أَحَدٌ عَنِ الْقُرْآنِ إِلَّا إِلَى النَّارِ) ” (۱)

حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: قرآن ضلالت سے بچانے والا ہے اندھے پن کو امور شرع میں بیان کرنے والا ہے غلط کاریوں سے نجات دہندہ ہے ظلمت کفر میں نور ہے اور احداث و بدعت میں حق کی روشنی ہے اور ہلاکت سے بچانے والا ہے گمراہی میں باعث ہدایت ہے فتنوں میں حق کا بیان ہے اور دنیا سے آخرت کی طرف پہنچانے والا ہے اس میں تمہارے دین کا کمال موجود ہے جس نے قرآن کریم سے روگردانی کی وہ جہنمی ہے۔ جس طرح قرآن مجید عظیم دردوں، ناقابل علاج اور ویران گرا مرض کے لیے شفا بخش ہے جیسے کفر و نفاق اور ضلالت و گمراہی ہے اسی طرح حضرت ولی عصر صاحب الزمان حجت وقت قائم آل محمد المہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف افراد بشر کے مختلف حوادث زندگی میں جو ہمیشہ درپیش ہوتے ہیں شفا بخش ہیں۔ انسان کا نفس ایک طرف انسان کا سخت ترین دشمن ہے تو دوسری طرف شیطان ہے اور دونوں ہی مجرم الہی ہیں۔ ۶۱۴۔ حضرات معصومین - کے قول کے مطابق ”اعادہ عذوک نفسک الّتی بین جنّیک“ تمہارا سب سے بڑا دشمن، خود تمہارا نفس ہے جو تمہارے پہلو کے درمیان ہے۔

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۰۰)

۶۱۵۔ اسی طرح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب تک نفس اور شیطان زندہ ہیں۔ خطا و معصیت الہی سے امن و امان نہ سمجھو۔

شیطان ملعون کے پاس مختلف فریب کے حربے موجود ہیں ہر شخص کو اس کی حالت اور عادات و اطوار کے تناسب سے اغوا اور اسے گمراہ کرتا ہے سوائے خالص مومن بندوں کے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱) یقیناً میرے بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے علاوہ ان کے جو گمراہوں میں سے تیری پیروی کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا: (۲) اس نے کہا کہ پروردگار جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں ان بندوں کے لیے زمین میں ساز و سامان آراستہ کروں گا اور سب کو اکٹھا کروں گا۔ علاوہ تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص بنالیا ہے۔ طول تاریخ میں اور گزشتہ افراد کے تجربات اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ ان تمام دنیا کے فرعونوں اور سرکشوں کا معرض وجود میں آنا، خطائیں، معصیتیں، کفر و شرک و نفاق ضلالت و گمراہی، اموال کی غارت گری اور محترم نوامیس پر تجاوز وغیرہ یہ سب ہی کچھ شیطان اور نفس کے وسوسوں اور ان کی چال بازیوں کی پیروی کرنے سے وابستگی رکھتا ہے۔ لہذا خداوند تبارک و تعالیٰ نے متعدد آیات میں یہ آواز دی اور ان سے لوگوں کو ڈراتا ہے :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳)

۱۔ (سورہ حجر، آیت ۴۲)۔
۲۔ (سورہ حجر، آیت ۳۹)
۳۔ (سورہ فاطر، آیت ۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم اسے دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو صرف اس بات کی طرف دعوت دیتا ہے کہ سب جہنمیوں میں شامل ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَمْ اَعِدْ اِلَيْكَ مَیَّانِیْ اَدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّیْطَانَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (۱) >
اے اولاد آدم! کیا ہم نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ خبردار شیطان کی عبادت نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کرلیا کہ وہ جنات میں سے تھا پھر تو اس نے حکم خدا سے سرتابی کی تو کیا تم لوگ مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا سرپرست بنا رہے ہو کہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں یہ تو ظالمین کے لیے بدترین بدل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳)
اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بغیر جانے بوجھے خدا (کی توحید و صفات اور افعال) کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کا اتباع کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّا زَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزَيْنَةٍ الْكَوْكَبِ (۴) وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ

- ۱۔ سورنہ یس، آیت ۶۰۔
۲۔ سورنہ کہف، آیت ۵۰۔
۳۔ سورنہ حج، آیت ۳۔

(شَيْطَانٍ مَارِدٍ > (۱)
بے شک ہم نے آسمانِ ددنیا کو ستاروں سے مزین بنادیا ہے اور انہیں ہر سرکش شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بنا دیا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر بس عورتوں کی پرستش کرتے ہیں اور سرکش شیطان کو آواز دیتے ہیں جس پر خدا کی لعنت ہے اور اس نے خدا سے بھی کہہ دیا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ ضرور لے لوں گا اور انہیں گمراہ کروں گا، امیدیں دلاؤں گا اور ایسے احکام دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے پھر حکم دوں گا تو اللہ کی مقررہ خلقت کو تبدیل کر دیں گے اور جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی اور سرپرست بنائے گا وہ کھلے ہوئے خسارہ میں رہے گا (کیوں کہ عمر کا عظیم سرمایہ اپنے ہاتھ سے کھو دیا اور نفع سے بے بہرہ رہ گیا ہے)۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳)
شیطان (انفاق کے وقت) تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور تمہیں برائیوں (بخل ، انفاق نہ کرنے) کا حکم دیتا ہے اور خداوند متعال (صدقہ اور انفاق کے وقت) مغفرت اور فضل و احسان کا وعدہ کرتا ہے خدا صاحب وسعت بھی ہے اور علیم و دانا بھی۔

- ۱۔ سورنہ صافات، آیت ۷۔
۲۔ سورنہ نساء، آیت ۱۱۷۔
۳۔ سورنہ بقرہ، آیت ۳۶۸۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)
ان کی مثال شیطان جیسی ہے کہ اس نے انسان سے کہا کہ کفر اختیار کر لے اور جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں میں تو عالمین کے پروردگار سے ڈرتا ہوں۔ تو ان دونوں کا انجام یہ ہے کہ دونوں جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی ظالمین کی واقعی سزا ہے۔
۶۱۶۔ ”وفی الدر المنثور : أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي مَكَائِدِ الشَّيْطَانِ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رُفَاعَةَ الدَّارِمِيِّ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ (ص) قَالَ: كَانَ رَاهِبٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَآخَذَ الشَّيْطَانُ جَارِيَةً فَحَقَّقَهَا فَالِقَ يَ فِي قُلُوبِ أَهْلِهَا أَنَّ دَوَائِهَا عِنْدَ الرَّاهِبِ فَاتَتْ يَ بِهَا الرَّاهِبَ فَابَى أَنْ يَقْبَلَهَا فَلَمْ يَزَالُوا بِهَ حَتَّى قَبِلَهَا فَكَانَتْ عِنْدَهُ ، فَأَتَاهُ الشَّيْطَانُ فَوَسَّوَسَ لَهُ وَزَيْنَ لَهُ فَلَمْ تَزَلْ بِهَ حَتَّى وَقَعَ عَلَيْهَا فَلَمَّا حَمَلَتْ وَوَسَّوَسَ لَهُ الشَّيْطَانُ فَقَالَ الْآنَ تُفْتَضِّحُ يَا بَيْتَكَ أَهْلَهَا فَأَقْتَلَهَا فَإِنْ أَتَوَكَ فَقُلْ مَاتَتْ فَقَتَلَهَا وَدَفَنَهَا فَاتَى الشَّيْطَانُ أَهْلَهَا فَوَسَّوَسَ إِلَيْهِمْ وَأَلْقَى فِي قُلُوبِهِمْ إِنَّهُ أَحْبَلَهَا ثُمَّ قَتَلَهَا فَأَتَاهُ أَهْلَهَا فَسَأَلُوهُ فَقَالَ : مَاتَتْ فَأَخَذُوهُ فَأَتَاهُ الشَّيْطَانُ فَقَالَ أَنَا الَّذِي أَلْقَيْتُ فِي قُلُوبِ أَهْلِهَا وَأَنَا الَّذِي أَوْقَعْتُكَ فِي هَذَا فَأَطِيعْنِي تُنَجَّ وَاسْجُدْ لِي سَجْدَتَيْنِ فَسَجَدَ (لَمْ سَجَدَتَيْنِ فَهُوَ الَّذِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ” (۲)

- ۱۷۔ ۱۔ سورنہ حشر، آیت ۱۶۔
۲۔ الدر المنثور ، ج ۶ ، ص ۲۲۰ ، المیزان ، ج ۹۹ ، ص ۲۴۳۔

تفسیر الدر المنثور میں منقول ہے کہ ابن ابی الدنیا نے کتاب مکائد الشیطان میں ابن مردویہ اور بیہقی نے کتاب شعب الایمان میں عبید ابن رفاعہ دارمی سے ذکر کیا ہے کہ اس سے پیغمبر (ص) نے کہا: بنی

اسرائیل میں ایک راہب تھا۔ پھر (ایک دن) شیطان نے ایک کنیز کو پکڑا اور اسے غضب ناک کیا اور اس کے اہل و عیال کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کی دوا راہب کے پاس ہے چنانچہ کنیز کو اس راہب کے پاس لائے لیکن اس نے قبول نہیں کیا جب بہت زیادہ اصرار کیا تو آخر میں قبول کیا وہ کچھ مدت راہب کے پاس تھی پھر شیطان آیا اور راہب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا اور کنیز کو آراستہ کر کے اس کا جلوہ دکھایا اس حد تک کہ راہب کو فریفتہ کر لیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کنیز سے نزدیکی کی جب وہ حاملہ ہوئی تو شیطان نے راہب کو ڈرایا اور یہ وسوسہ پیدا کیا اور کہا: ارے کنیز والے آئیں گے اور تمہیں ذلیل و رسوا کریں گے لہذا اس کو قتل کر دو جب وہ لوگ آئیں تو کہنا وہ مر گئی ہے راہب نے شیطان کی تدبیر کے مطابق کنیز کو قتل کر کے اسے دفن بھی کر دیا، پھر شیطان آیا کنیز والوں کے خاندان کی طرف اور ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ راہب نے اس سے نزدیکی کی وہ حاملہ ہوئی اور پھر اسے قتل کر ڈالا، پھر کنیز کے خاندان والے آئے اس سے دریافت کیا تو راہب نے کہا: وہ مر گئی ہے۔ کنیز کے خاندان والوں نے راہب کو گرفتار کیا۔ پھر شیطان آیا اور راہب سے کہا: میں ہی وہ تھا کہ جس نے کنیز کے خاندان والوں کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ راہب نے اسے حاملہ کر دیا اور بعد میں اسے قتل کر دیا ہے میں ہی وہ ہوں کہ تمہیں اس ہلاکت میں ڈالا ہے اب میری اطاعت کرو تاکہ نجات پاؤ میرے لیے دو سجدہ کرو۔ راہب (بے چارے) نے ابلیس ملعون کے لیے دو سجدہ انجام دیا یہ وہی واقعہ ہے کہ جس کے لیے قرآن فرماتا ہے۔ **كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِنْ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُ رُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا: (۱)**

اور شیطان تمام امور کا فیصلہ بوجانے کے بعد کہے گا کہ اللہ نے تم سے بالکل برحق وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی ایک وعدہ کیا تھا پھر میں نے اپنے وعدہ کی مخالفت کی اور میرا تمہارے اوپر کوئی زور بھی نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اسے قبول کر لیا تو اب تم میری ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس کی ملامت کرو کہ تم نے مجھے اس کا شریک بنا دیا اور بے شک ظالمین کے لیے بہت بڑا درد ناک عذاب ہے۔

خود شیطان کنارہ کشی اختیار کرے گا

شیطان جب دنیوی امور سے فراغت حاصل کرے گا تو اپنے اولیاء اور دوستوں سے کنارہ کش ہو کر کہے گا: خداوند متعال نے تم سے وعدہ کیا اور سچا و برحق وعدہ کہ جس سے مراد قیامت اور اعمال کی جزا ہے اور اپنے وعدہ کو پورا کیا میں نے بھی تم سے وعدہ الہی کے برخلاف وعدہ کیا مگر میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا میں نے پورا نہیں کیا۔ میں تم پر تسلط نہیں رکھتا تاکہ تمہیں مجبور کروں کہ کفر و معصیت میں مبتلا ہو، میں نے صرف تمہیں دعوت دی اپنی سہولتوں اور وسوسوں کے ذریعہ تمہیں کفر و معصیت کی طرف بلایا تم نے میری دعوت پر لبیک کہا لہذا مجھے ملامت نہ کرو، جس شخص کی عداوت واضح ہو اس کی فریب خوردہ باتوں میں نہیں آنا چاہیے۔ اس بنا پر خود اپنے نفس کی ملامت کرو کہ میرے دام فریب میں آگئے اطاعت خدا کو ترک کر کے میری اطاعت کی میں تمہیں عذاب الہی سے نجات نہیں دے سکتا، نہ ہی پناہ دے سکتا ہوں اور تم بھی مجھے پناہ دینے سے عاجز ہو۔

۱۔ (سورہ ابراہیم، آیت ۲۲)۔

شیطان شریک کے معنی میں آیا ہے اور کبھی قرآن مجید میں جن و انس میں سے ہر شریک فرد پر اطلاق ہوا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے جنات و انسان سے شیاطین کو ان کا دشمن قرار دیا ہے۔ لیکن آیہ کریمہ میں جو اولاد آدم کی تمام ضلالت و گمراہی کا منبع و مصدر ہے وہ وہی ابلیس ہے۔ روز قیامت جس دن تمام اسرار آشکار ہو جائیں گے تمام مخفی اعمال نمایاں ہو جائیں گے جو کچھ دنیا میں انجام دیا ہوگا خواہ خلوت میں یا جلوت میں، فرشتے ان لوگوں سے بیزاری اختیار کریں گے جنہوں نے انہیں خدا کا شریک قرار دیا جن کے قبیلے والے انہیں دور کریں گے بتوں اور ان خداؤں کو جنہیں بعض افراد نے اللہ تعالیٰ کے بجائے اپنا رب تسلیم کیا تھا وہ ان کی تکفیر کریں گے مجرمین اپنی ضلالت کا اعتراف کریں گے اسی طرح یہاں تک کہ خود ابلیس

بھی معترف ہوگا جیسا کہ یہ آیہ کریمہ اس معنی کی وضاحت کر رہی ہے (۲)

اس نے کہا: تو پھر تیری عزت کی قسم! میں سب کو گمراہ کروں گا علاوہ تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص بنا لیا ہے۔ ارشاد ہوا تو پھر حق یہ ہے اور میں تو حق ہی کہتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے بھردوں گا۔

مذکورہ آیات اور بہت سی دوسری آیتوں نے شیطان کی مابیت، عداوت، سہولتیں اور وسوسوں کا تعارف کرایا ہے اور وہ ہوشیار کر رہی ہیں کہ اس کی اہم ترین آرزو یہ ہے کہ اولاد آدم کو کفر و شرک و نفاق اور تمام گناہوں کے گرداب میں پھنسا کر اپنے ہمراہ ہلاکت میں ڈالے۔

۱۔ (سورہ انعام، آیت ۱۱۲)۔
۲۔ (سورہ ص، آیت ۸۵)

قرآن کریم جیسا کہ پہلی بحث کے عنوان میں بیان ہوا کہ وہ ان تمام ویران گر دردوں سے انسان کے لیے دین و دنیا میں شفا ہے ہم یہاں بعض آیات و روایات کو آپ کے گوش گزار کر رہے ہیں۔
قرآن کی آیات کریمہ کے دو پہلو ہیں: ۱۔ بشیر ۲۔ نذیر۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

اور خداوند عالم نے اس قریہ کی بھی مثال بیان کی ہے جو محفوظ اور مطمئن تھی اور اس کا رزق ہر طرف سے باقاعدہ آ رہا تھا لیکن اس قریہ کے رہنے والوں نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو خدا نے انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھا دیا صرف ان کے ان اعمال کی بنا پر کہ جو وہ انجام دے رہے تھے۔
اور یقیناً ان کے پاس رسول آیا تو انہوں نے اس کی تکذیب کردی پھر ان تک عذاب آ پہنچا کہ یہ سب ظلم کرنے والے تھے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

(واو قسم کے لیے ہے): میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ان کے پیچھے رسولوں کا سلسلہ قائم کیا۔ عیسیٰ ابن مریم کو واضح معجزات عطا کیے، روح القدس سے ان کی تائید کرا دی لیکن کیا تمہارا مستقل طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی رسول تمہاری خواہش کے خلاف کوئی پیغام لے کر آتا

۱۱۳، ۱۔ (سورہ نحل، آیت ۱۱۲)
۸۸، ۲۔ (سورہ بقرہ، آیت ۸۷)

ہے تو اکڑ جاتے ہو اور ایک جماعت کو جھٹلا دیتے ہو اور ایک کو قتل کر دیتے ہو۔
اور یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں ہماری کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے شک ان کے کفر کی بنا پر ان پر خدا کی مار ہے اور یہ بہت کم ایمان لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان آیات میں اتمام حجت کے عنوان سے فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو آیات بینات کے ساتھ مسلسل بھیجنے کا سلسلہ قائم کیا تم اپنے ہوائے نفس کی پیروی کرنے لگے ان میں سے بعض کی تکذیب کی اور بعض کو قتل کر دیا بعد میں یہ عذر پیش کیا کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں لہذا لعنت خدا میں گرفتار ہوئے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

کیا (کفار قریش) نے زمین (شام و یمن) کی سیر نہیں کی کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے والوں کا کیا انجام ہوا ہے (تاکہ ان سے عبرت حاصل کریں) جو ان سے زیادہ زبردست قوت رکھنے والے تھے اور زمین میں آثار کے مالک تھے پھر خدا نے انہیں ان کے گناہوں کی گرفت میں لے لیا اور اللہ کے مقابلہ میں ان کا کوئی بچانے والا نہیں تھا۔
یہ سب اس لیے ہوا کہ ان کے پاس رسول کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آتے تھے تو انہوں نے انکار کر دیا تو پھر خدا نے بھی انہیں اپنی گرفت میں لے لیا کہ وہ بہت قوت والا اور سخت عذاب کرنے والا ہے۔

۲۲، ۱۔ (سورہ مومن، آیت ۲۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

ہے شک جو لوگ ہماری آیات میں ہیرا پھیری کرتے ہیں وہ ہم سے چھپنے والے نہیں ہیں۔ سوچو کہ جو شخص جہنم میں ڈال دیا جائے گا وہ بہتر ہے یا جو روز قیامت بے خوف و خطر نظر آئے تم جو چاہو عمل کرو وہ تمہارے اعمال کا دیکھنے

والا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں خداوند متعال نے دونوں گروہ کے انجام کار کو مشخص فرمایا ہے عاقل انسان کبھی بھی آتش جہنم سے امن و امان میں رہنے کے بجائے آتش جہنم میں جانے کا تبادلہ نہیں کرتا اور خدائے تبارک و تعالیٰ نے ان میں ہر ایک کو انتخاب کرنے کا حق اپنے بندوں کے سپرد کیا ہے۔

ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے چند آیات، نمونے کے طور پر ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

اور وہ دوسری آیات جو ناقابل علاج دردوں کے لیے شفا بخش ہیں ان کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

اور خدا اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی دعوت دیتا ہے اور اپنی آیتوں (احکام) کو واضح کر کے بیان کرتا ہے کہ شاید یہ لوگ سمجھ سکیں (اور نصیحت حاصل کریں)۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۳)

۱)۔ سورنہ فصلت، آیت ۴۰)۔

۲)۔ سورنہ بقرہ، آیت ۲۲۱)۔

۳)۔ سورنہ یونس، آیت ۲۵)۔

خدائے تبارک و تعالیٰ (اپنے بندوں کو) سلامتی کے گھر (جو بہشت ہے) کی طرف دعوت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

سیدھے راستہ کی ہدایت دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

ایہا الناس! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی شفا کا سامان اور ہدایت اور صاحبان ایمان کے لیے رحمت ”قرآن“ آچکا ہے۔ یہ قرآن کریم ایک آسمانی کتاب ہے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد ابن عبد اللہ صلوات اللہ علیہ

والہ کا جاودانی معجزہ ہے جو تمام افراد بشر کی ہدایت کا ذمہ دار ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے:

<إِنَّ بَدَأَ الْقُرْآنَ نَهْدًى لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا # وَأَنَّ الَّذِينَ

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا > (۲) بے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور

ان صاحبان ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے اور جو لوگ آخرت پر

ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ یہاں اقوام سے کیا مراد ہے اس کے لیے بہت سی

وجہیں ذکر ہوئی ہیں: ۱ (یعنی وہ ملت جو اقوام ہے یعنی ملت حنیف ابراہیم - جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

۱)۔ سورنہ یونس، آیت ۵۷)۔

۲)۔ سورنہ بنی اسرائیل، آیت ۹، ۱۰)۔

(۲)، <قُلْ إِنِّي بَدَأْتُ رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا > (۱) آپ کہہ دیجیے کہ میرے پروردگار نے

مجھے سیدھے راستے کی ہدایت دے دی ہے جو ایک مضبوط دین اور باطل سے اعراض کرنے والے ابراہیم کا مذہب ہے۔

۶۱۷ - ”وفی الکافی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ قال ای یذعو“ (۳)

کافی میں امام جعفر صادق - نے اس مذکورہ آیہ کریمہ کے متعلق فرمایا: ہدایت کا معانی دعوت کرنے اور بلانے کے ہیں۔

۶۱۸ - ”وفی تفسیر العیاشی عن ابی جعفر علیہ السلام قال یہدی الی الولاية“ (۴)

تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر - نے مذکورہ آیہ کریمہ کے متعلق فرمایا: قرآن ولایت کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

۲ (الطَّرِيقَةُ الَّتِي هِيَ أَقْوَمُ الطَّرِيقُ وَأَشَدَّ اسْتِقَامَةً : ایسا راستہ جو بالکل سیدھا اور پُر استقامت ہو۔

۶۱۹ - ”وفی المعانی عن السجاد علیہ السلام : الا اُمُّ مَنَا لَا يَكُونُ الْاَمْعُصُومُ وَلَا يَسْتِ الْعَصْمَةُ فِي ظَاهِرِ الْخَلْقَةِ فَيَعْرِفُ بِهَا

وَلِذَلِكَ لَا يَكُونُ الْاَمْنُصُوصُ قَلِيلٌ اُمَّ مَعْنَى الْمَعْصُومِ قَالَ هُوَ الْمُعْتَصَمُ بِحَبْلِ اللَّهِ هُوَ الْقُرْآنُ وَالْقُرْآنُ يَهْدِي إِلَى الْاِمَامِ

۱)۔ سورنہ انعام، آیت ۱۶۱)۔

۲)۔ المیزان، ج ۱۳، ص ۴۸)۔

۳)۔ کافی، ج ۵، ص ۱۳۔ المیزان، ج ۱۳، ص ۷۲)۔

وَذَلِك قَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ“ لوگوں کا امام اور سرپرست ہم میں سے نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ معصوم ہوگا اور عصمت ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا وجود خارجی پایا جاتا ہے اور وہ خلقت انسانی کے ظاہر سے نمایاں اور پہچانی جائے۔ لہذا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین اور منصوب ہونا چاہیے۔” کہا گیا: اے رسول خدا (ص)! معصوم کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور ریسمان الہی وہی قرآن ہے اور قرآن بھی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے اور آیہ کریمہ کا معنی یہی ہے: “یقیناً یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے“

اسی حصہ میں جو بحث ہماری قرآن مجید کے شفا ہونے سے مربوط ہے وہ یہ ہے کہ قرآن تمام ویران گر دردوں جیسے کفر و نفاق و شرک وغیرہ جو انسانوں کے جسمانی یا روحانی امراض ہوا کرتے ہیں شفا ہے۔ اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ اور ان کے اجداد کرام علیہم السلام اجمعین بڑے علاج دردوں سے شفا بخشنے والے ہیں خواہ وہ کفر و شرک و نفاق کا مرض ہو یا افراد بشر کے جسمانی و روحانی امراض ہوں۔

لیکن جسمانی امراض سے شفا بخشنا خواہ جس قسم کے ہوں ان کا شمار کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔
۶۲۰۔ ”وَفِي الْخَرَايجِ رَوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ اَذِينَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ دَخَلَ الْأَشْتَرُ عَلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمَ فَأَجَابَهُ ثُمَّ قَالَ مَا ادْخَلَكَ عَلَيَّ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ قَالَ خُبْرِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ تَعَالَى فَهَلْ رَأَيْتَ بِبَابِي أَخْذًا قَالَ نَعَمْ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ فَخَرَجَ الْأَشْتَرُ مَعَهُ فَآذَا بِالْبَابِ أَكْمَهُ وَأَبْرَصَ وَكَفُوفٌ وَمُقَعَّدٌ فَقَالَ مَا تَصْنَعُونَ هَاهُنَا قَالُوا جِئْنَاكَ لَمَّا بِنَا فَرَجَعَ فَفَتَحَ حَقًّا لَهُ فَاخْرَجَ رِقًا صَفْرَاءَ (فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ فَأَقَمُوا كُلُّهُمْ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ ” (۱)

خرائج میں عمر ابن اذینہ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: مالک اشتر حضرت علی - کی خدمت میں آئے سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا پھر فرمایا: اس وقت کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا: اے امیر المومنین -! آپ کی محبت کھینچ کر لائی ہے۔ فرمایا: کیا میرے دروازے پر کسی اور شخص کو دیکھا تھا؟ عرض کیا: ہاں چار افراد ہیں پھر مالک اشتر عمر ابن اذینہ کے ہمراہ باہر گئے دیکھا سب مریض ہیں مادرزاد اندھے، میروص، نابینا اور لنگڑے ہیں دریافت کیا: یہاں کیوں آئے ہو؟ جواب دیا: شفا حاصل کرنے۔ مالک واپس آگئے ایک رقیہ (۲) (ڈبیا) کھولی ایک تعویذ زرد رنگ کی برآمد ہوئی پھر اسے ان لوگوں کے لیے پڑھی پھر سب کے سب بغیر کسی مرض کے اٹھ کھڑے ہوئے اور شفا یاب ہو گئے۔

۶۲۱۔ ”قَالَ وَ رَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنْ اَعْمَى قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (ص) اَدْعُ اللَّهَ اَنْ يَكْشِفَ لِي عَنْ بَصَرِي قَالَ فَاَنْطَلِقْ فَنُؤْصَا ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ وَاتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلَى رَبِّكَ اَنْ يَكْشِفَ عَنْ بَصَرِي اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ) فَيَقَالَ قَالَ فَرَجَعَ وَ دُو كَشَفَ اللَّهُ عَنْ بَصَرِهِ ” (۳)

نسائی نے عثمان ابن حنیف سے روایت کی ہے کہ: ایک نابینا شخص رسول اکرم (ص) کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ص)! دعا فرمائیں خداوند متعال میری آنکھوں کو شفا بخش

۱۔) الخرائج و الجرائح، ج ۱، ص ۱۹۶۔)

۲۔) رقیہ: ایسی شے ہے کہ جس میں دعا وغیرہ تحریر کی جاتی ہے جسے مریض کے لیے)

پڑھتے ہیں یا باندھتے ہیں وہ خدا کی اجازت سے شفا پاتا ہے۔

۳۔) السنن الکبری، ج ۶، ص ۱۶۹۔ الشفا بتعريف الحقوق المصطفیٰ۔ قاضی عیاض، ج ۱، ص ۳۲۳۔ (دے ان حضرت نے فرمایا: جاؤ وضو کرو اور دو رکعت نماز بجالاؤ پھر کہو: خدایا! تیری بارگاہ میں تجھ سے تیرے پیغمبر رحمت حضرت محمد (ص) کے وسیلے سے درخواست کرتا ہوں، اے محمد (ص)! میں یقیناً آپ کے وسیلے سے پروردگار کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ اللہ میری آنکھوں کو شفا عنایت کرے خداوند! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، راوی کہتا ہے: وہ نابینا ایسی حالت میں واپس ہوا کہ اللہ نے اس کی آنکھوں کے پردے کھول دیے اور وہ صحت یاب ہو گیا۔

۶۲۲۔ ”عَنْ صَالِحِ بْنِ مِثْمٍ فِي حَدِيثٍ إِنِّي خَبَاةُ الْوَالِيَّةِ قَالَتْ كُنْتُ أَزُورُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَتْ : فَحَدَّثَ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَضَحٌ وَشَقٌّ لَذِكْ عَلَيٍّ وَاحْتَبَسْتُ عَلَيْهِ آيَامًا ، فَسَأَلْتُ عَنِّي مَا فَعَلْتَ حَ ابْنَةُ آلِ أُولِيَّةٍ ؟ فَقَالُوا إِنَّمَا حَدَّثَ عَلَيْهَا حَدَّثَ بَيْنَ عَيْنَيَّ هَا ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ : قُومُوا إِلَيْهَا فَجَاءَ مَعَ أَصْحَابِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ وَأَنَا فِي مَسْجِدِي هَذَا ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيْ خَبَاةُ أَمْ أَبْطَأَ بِكَ عَلَيٌّ ؟ قُلْتُ حَدَّثَ هَذَا لِي فَكَشَفْتَ الْقِنَاعَ فَتَقَلَّ عَلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ أَيْ خَبَاةُ احْدِثْنِي اللَّهُ شُكْرًا فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ ذَرَأَهُ عَنْكَ قَالَتْ

فَحَرَرْتُ سَاجِدَةً فَقَالَ أَيُّ حَ أَبِیَةِ إِرْفَعِي رَأْسِيكَ (وَانْظُرِي فِي مِرَاتِكَ قَالَتْ فَرَفَعَتْ رَأْسِي فَلَمْ أَحَسَّ مِنْهُ شَيْئاً قَالَتْ فَحَمِدَتْ اللَّهَ ” (محمد ابن حسن صفار ، صالح ابن میثم سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حبابہ والیبہ کا بیان ہے: میں حسین ابن علی - کی زیارت کے لیے جایا کرتی تھی اتفاقاً میری آنکھوں کے درمیان سفید داغ (برص) نکل آیا اور یہ مجھے ناگوار ہوا لہذا چند روز تک حضرت - کی زیارت کرنے نہیں گئی تو انہوں نے ایک دن اپنے اصحاب سے میرے متعلق دریافت فرمایا، اصحاب نے عرض کیا: اس کی دونوں

۱. (بصائر الدرجات، ص ۲۹۱۔ دلائل الامامة، ص ۱۸۷۔ مدينة المعاجز، ص ۴۵۸۔ بحار الانوار، ج ۴۴ (ص ۱۸۰۔

آنکھوں کے درمیان سفید داغ پیدا ہو گیا ہے اس سبب سے اس نے گھر سے نکلنا ترک کر دیا ہے، یہ سنتے ہی حضرت - نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا: اٹھو اور اس خاتون کی عیادت کے لیے چلیں۔ حضرت مع اصحاب کے میرے گھر میں تشریف لائے اس وقت میں اپنے مصلے پر نماز میں مشغول تھی، حضرت نے فرمایا: اے حبابہ! تو کس وجہ سے میری زیارت کے لیے نہیں آئی؟ میں نے کہا: اس مرض کی وجہ سے جو یہ میری پیشانی پر عارض ہوا ہے۔ حضرت - نے اپنا لعاب دین اسی سفید داغ پر ملا اور فرمایا: اے حبابہ! خدا کا شکر بجا لا کہ اس نے اپنے لطف و کرم سے تیرے مرض کو زائل کیا چنانچہ میں سجدہ شکر میں گئی پھر حضرت نے فرمایا: اے حبابہ! اپنا سر سجدہ سے اٹھا جب میں نے سر اٹھایا اور اٹھنے میں دیکھا تو فرزند رسول (ص) کے اعجاز سے مطلق نشان اس مرض کا نہ پایا پس شکر خدا بجا لائی۔ ائمہ ہدی بھی دونوں حیات (دنیا و آخرت) میں لوگوں کے لیے شفا بخش ہیں۔

بالخصوص صاحب الامر امام زمانہ - نے اس زمانے کے انسانوں کو اپنی عنایتوں کے زیر سایہ قرار دیا ہے۔
۶۲۳۔ “نوادیر الراوندی عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَمَّا يَعْتَنِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: أَيُّ عَلِيٍّ لَا تُقِيلُ أَحَدًا حَتَّى يُتَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَيُّمُ اللَّهُ لَئِنْ يَهْدِيَ اللَّهُ لِي يَدِيكَ رَجُلًا خَيْرٌ” (لَكَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَلَكَ وَ لَأَنَّهُ ” (۱)
صاحب نوادر راوندی نے حضرت علی - سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا: جب رسول خدا نے مجھے یمن کی طرف (تبلیغ کے لیے) بھیجا تو فرمایا: اے علی -! کسی شخص سے روبرو نہ ہونا مگر یہ کہ اسے دین اسلام کی طرف دعوت دینا خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے بدست ایک شخص کی ہدایت کرے تو یہ (ثواب کے لحاظ سے) تمہارے لیے ان چیزوں سے بہتر ہے جس پر آفتاب چمکے۔

۱. (سفينة البحار میں نوادر راوندی سے منقول، ج ۳، ص ۷۰۰۔)

۶۳۴۔ “فِي الْبَحَارِ نَقْلًا عَنْ أُمِّ الْوَلَدِ الشَّيْخِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ سُدَيْرِ الصَّيْرِفِيِّ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ لَهُ: جُعِلْتُ فَبُ أَذْكَ إِنِّي وَأَهْلِي بَيْتِي نَتَوَلَّيْكُمْ يَنْ؟ قَالَتْ لَهُ الْمَرْأَةُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَالَ لَهَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صَدَقْتُ فَمَا الَّذِي تُرِيدِي فَادْعِي اللَّهَ أَنْ يَهْدِيكَ بِهِ عَنِّي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَابْنَ رَسُولِ اللَّهِ أَ صَانِبَنِي وَضَعُ (الْبَرَصِ) فِي عَضْدِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَتُحْيِي الْعَمَ ظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ أَلْبَسَ هَا مِنْ عَفْوِكَ (ي) فَقَالَتْ الْمَرْأَةُ: وَاللَّهِ لَقَدْ قُمْتُ وَ أُمُّ بِي مِنْهُ قَلِيلٌ وَ لَأَكْثِيرُ ” (۱) وَعَافَيْتِكَ مَا تَرَى أَثَرَ إِبْجَابَةٍ دُعَايَ

علامہ مجلسی بحار میں امالی شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے اور وہ بطور مسند سدید صیرفی سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے: ایک خاتون حضرت امام جعفر صادق - کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میں آپ پر قربان، میں میرے باپ اور میرے گھر والے آپ کی محب اور دوست دار ہیں تو حضرت امام جعفر صادق - نے اس سے فرمایا: تم سچ کہتی ہو، تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ کہا: میں آپ پر قربان میرے بازو پر سفید داغ ہیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو میرے بازو سے ختم کر دے تو حضرت نے ان کلمات کے ذریعہ اس کے لیے دعا کی: اے خدا! یقیناً تو ابرص (مادر زاد نابینا اور برص والوں) کو شفا بخشتا ہے اور بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے ان میں روح ڈالتا ہے اپنا لباس صحت و عافیت اس خاتون کو پہنا دے اس طرح سے کہ میری دعا قبولیت کا اثر دیکھ لے۔ اس خاتون کا بیان ہے: خدا کی قسم! میں اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تو میں نے اس مرض سے کسی بھی قسم کا اثر باقی نہیں دیکھا۔

۶۲۵۔ “فِي الْبَحَارِ نَقْلًا عَنْ الْخَرَايِجِ رَوَى أَنَّ قَوْمًا مِنَ النَّصَارَى كَانُوا دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ (ص) وَقَالُوا: تَخْرُجُ وَتَجِيءُ بِأَهْلٍ أَنْ وَقَوْمٍ أَنْ فَإِنْ آخَرَ جَبْتَ لَ أَنْ مِائَةً أَنْفَةٍ مِنَ الْحَجَرِ سَوَاءٌ دَاءٌ مِنْ كُلِّ أَوْجَدَةٍ فَصَيَّلَ أَمْنَا فَضَمِنَ لَذِكِ رَسُولِ اللَّهِ (ص)،

۱) (امالی طوسی، ص ۴۰۷ - مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۲۵۸ - مدینۃ المعاجز، ج ۵، ص ۴۶۸) (بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۶۵)

بِنَّة فَسَالُوا عَنْ قَانَصٍ رَفُوا إِلَى بِلَادِهِمْ ، فَلَمَّا أَكْنَ بَعْدَ وَقَاتِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) رَجَعُوا فَدَخَلُوا الْمَدَنَ النَّبِيَّ (ص) فَقِيلَ لَهُمْ تُوفِي (ص) فَقَالُوا نَحْدُ فِي كُنْبِنَا إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا نَبِيٌّ إِلَّا وَيَكُونُ لَهُ وَصِيٌّ فَمَنْ أَكْنَ وَصِيٌّ نَبِيِّكُمْ مُحَمَّدٌ (ص) فَدَلُّوا عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَتَقَالُوا أَنْ دِينَ عَلَى لَ وَكُلُّهَا سُودٌ ؟ فَقَالَ : أَمْ تَرَكَ رَسُولُ مُحَمَّدٍ (ص) قَالَ وَ أَمْ هُوَ ؟ أَقْلُوا : مَاءَ أَنْقَةٍ مَعَ كُلِّ أَنْقَةٍ فَصَى اللَّهُ (ص) تَرَكَهُ تَقَى بِلَ ذَلِكَ ، فَتَقَالُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ بِلَ سَابِئِهِمْ أَمْ أَكْنَ أَمْرُ مُحَمَّدٍ (ص) إِلَّا أَبْطَلًا ، وَ أَ كْنَ سَلْ مَنْ حَاضِرًا وَ أَكْنَ يَعْرِفُ لَ أَغْتَهُمْ ، فَتَقَالُ لَهُمْ : أَنَا أَذْلُكُمْ عَلَى وَصِيٍّ مُحَمَّدٍ (ص) فَإِذَا بَعْلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَتَنَهَضُوا إِلَيْهِ وَجَتُوا بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَقَالُوا أَنْ عَلَى نَبِيِّكُمْ دِينَ مَاءَ أَنْقَةٍ دِينَ بِصِفَاتٍ مَخْصُوصَةٍ قَالَ عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَسَلَّ مَنْ جِيئَ ؟ أَقْلُوا : نَعَمْ فَتَقَالُ لَهُمْ إِلَى الْغَدِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْحِجَابَةِ وَالْمُتَفَقُونَ يَزْعُمُونَ إِنَّهُ يُقْتَضُ حُ فَلَمَّا وَصَلَ إِلَيْهِمْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَدَعَا خَفِيًّا ثُمَّ ضَرَبَ بِبِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) عَلَى الْحَجَرِ فَسَمِعَ مِنْهُ أَنْبَى يَكُونُ لِلنُّوقِ عِنْدَ مَا خَاضَ هَا فَبَيْنَ مَا كَلَ ذَلِكَ بِقَضِ إِذْ انْشَقَّ الْحَجَرُ وَخَرَجَ مِنْهُ رَأْسُ أَنْقَةٍ وَقَدْ تَعَلَّقَ مِنْهُ رَأْسُ الزَّامِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِابْنِ هِ الْحَسَنِ لَ كُلُّهَا سُودٌ الْأَلْوَانُ فَاسْلَمَ النَّصَارَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خُذْهُ فَخَرَجَ مِنْهُ مَاءَ أَنْقَةٍ مَعَ كُلِّ وَاجِدَةٍ فَصَى بِرِ يَرِ فَادَعُ أَى أَمْ كُلُّهُمْ ثُمَّ أَقْلُوا أَ كُنْتَ أَنْقَةً صَالِحِ النَّبِيِّ أَوْ جَدِّهِ وَ أَكْنَ بِسَبَبِهَا هَلَكَ قَوْمٌ كَثَرُ الْمَوْتُ نِينَ حَتَّى تَدْخُلَ النَّوْقُ وَفِ صَلَّ هَا فِي الْحَجَرِ لِنَلَا يَكُونُ شَيْءٌ مِنْهَا سَبَبٌ هَ لَأَكِبَ أُمَّةٌ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَخَلَتْ كَ مَا خَرَجَتْ ”)

۱) (الخرائج و الجرائح، ج ۱، ص ۲۱۳ - بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۱۹۸)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں خرائج راوندی سے نقل کیا ہے کہ: نصاریٰ کا ایک گروہ نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اگر آپ ہمارے لیے اس سیاہ سنگ سے سو اونٹ نکال دیں تو ہم سب اپنے مع اہل و عیال ایمان لائیں گے رسول خدا (ص) نے (اس معاملہ کی ضمانت دی وہ لوگ اپنے شہر کی طرف واپس گئے اور جب رسول اسلام (ص) کا دنیا سے انتقال ہوا تو وہ دوبارہ مدینہ واپس آئے اور نبی اکرم (ص) کا سراغ لگایا۔ کہا گیا: پیغمبر اسلام (ص) کی وفات ہو چکی ہے جب ان لوگوں نے آنحضرت (ص) کے وفات کی خبر سنی تو کہا: ہم نے اپنی کتاب میں ایسا ہی پایا تا کہ کوئی پیغمبر دنیا سے نہیں انتقال کرتا مگر یہ کہ اس کا ایک وصی ہوتا ہے۔

آپ کے پیغمبر محمد (ص) کا وصی کون ہے؟ لوگوں نے ابوبکر کی طرف رہنمائی کی تو وہ لوگ وہاں گئے اور عرض کیا: ہم محمد سے سو سیاہ اونٹ کہ جن کے ہمراہ ایک ایک بچہ بھی ہو طلب گار ہیں؟ خلیفہ نے کہا: رسول خدا (ص) نے کوئی شے بعنوان ترکہ نہیں چھوڑی جو اس کے لیے کفایت کرے پھر بعض افراد دوسرے افراد سے اپنی زبان سے کہہ رہے تھے محمد کا تمام کام باطل تھا، اتفاق سے حضرت سلمان وہاں موجود تھے جو ان کی زبان سے واقف تھے کہا: میں تمہیں وصی محمد مصطفیٰ (ص) کی رہنمائی کروں گا اسی اثنا میں حضرت امیر المومنین علی - مسجد میں وارد ہوئے سب ہی اپنی جگہ احتراماً کھڑے ہو گئے اور دو زانو ہو کر حضرت علی - کی خدمت میں بیٹھے اور عرض کیا: ہم محمد سے سیاہ اونٹ کہ جن کے ہمراہ ایک ایک بچہ بھی ہو طلب گار ہیں؟ حضرت نے فرمایا: کیا اس صورت میں اسلام قبول کرو گے؟ عرض کیا: ہاں، دوسرے دن صبح کے وقت ملنے کا وعدہ کیا پھر حضرت ان لوگوں کے ہمراہ صحرا میں گئے اور منافقین اپنے زعم ناقص میں یہ خیال کر رہے تھے کہ حضرت ذلیل و رسوا ہوں گے (اتنے اونٹ ان اوصاف کے ساتھ کہاں سے لائیں گے) جب حضرت وہاں پہنچے دو رکعت نماز ادا کی پھر رسول خدا (ص) کا عصائے مبارک پتھر پر مارا تو ایسے نالہ کی آواز سنائی دی جیسے ایک اونٹنی زچگی کے وقت نالہ کرتی ہے اسی اثنا میں ناگہاں پتھر شکافتہ ہوا اور ناقہ کا سر باہر آیا کہ اس کی لگام اس کے سر میں لگی ہوئی تھی حضرت علی - نے اپنے فرزند ارجمند امام حسن - سے فرمایا: اسے لو پھر سو اونٹ باہر آئے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ہمراہ ایک بچہ لیے ہوئے تھا جو سب کے سب سیاہ رنگ کے تھے پھر تمام نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور حضرت - سے عرض کیا: صالح پیغمبر کا ناقہ ایک تھا لہذا وہ ہماری قوم کے بہت سے افراد کی ہلاکت کا باعث ہوا،

پس اے امیر المومنین !- دعا فرمائیں تاکہ تمام ناقے اپنے بچوں کے ہمراہ پتھر میں داخل ہوجائیں اور امت محمد (ص) کی ہلاکت کا سبب نہ ہوں چنانچہ حضرت نے دعا فرمائی اور اونٹ جہاں سے جیسے خارج ہوئے تھے داخل ہو گئے۔

۶۲۶ - ”و فی اثبات الہدایۃ باب معجزات ابی عبد اللہ الحسین بن علی علیہما السلام
ی وبالاسناد عن مُحَمَّد بن مُوسٰی الشَّریفی عن اَبیہ عن یُوحنا النَّصَّ اَرْنِی الْمُنْطَبِبَ ف حَدِیْثُ قَالَ: دَخَلَ اَنْ عَلٰی مُوسٰی بنِ عِیْسٰی اَلْ هَاشِمِی فَوَجَدَ اَنْهُ اَزِیْل الْعَقْلِ مُتَکِیًّا عَلٰی وَ سَادَہٗ وَاِذَا یَلُّ لُ : اَ کُنْ مُنْذُ سَاعَہٗ جَالِسًا وَهُوَ مِنْ اَصْحٰبِ یَ حَشُوْ جَوْفِہٖ فَسَّ اَلْ عَنْہُ ، فَقَ عِنْدَہٗ طَشْتُ ف ہِ حَتّٰی النَّاسِ جِسْمًا اِذْ جَرٰی ذِکْرُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَام فَقَالَ مُوسٰی : اِنَّ الرَّافِضَہَ لَتَعْلُوْ وَ فِی اِنْہُمْ یَعْبُوْ لَوْنُ ثَرِیْئَہٗ دَاوْءٌ یَّتَدُّ وَاوْنَ بِہِ ، فَ اَقْلَ لُہٗ رَجُلٌ مِنْ بَنٰی اَبِیْہِم اَ کُنْ حَاضِرًا ، قَدْ اَ کُنْتُ بِیْ عَلَہٗ ی دَابِیْ اَنْ اَخَذَ مِنْ ہِذِہِ التُّرْبَہِ ی حَتّٰی وَصَفَتْ لَ طَہً فَتَ اَ عَلَجْتُ لَ ہَا بِکُلِّ عَ لَاجٍ فَ مَا نَفَعَن عَلٰی فَاَخَذْتُ ہَا فَفَعَلَنِی اللّٰہُ بِ ہَا اَقْلَ فَبَقِیَ عِنْدَکَ شَیْءٌ؟ اَقْلَ : نَعَمْ ، قَالَ فَوَجَّہَ فَ جَاءَ مِنْ ہَا بِقَطْعِہٖ فَ اَنْوَلَ ہَا ی دُبْرَہٗ اِسْتِہٖ اَزَّہٗ بِمَنْ یَدَاوٰی بِ ہَا وَاحْتِہٖ قَارًا فَ مَا ہُوَ اِلَّا اَنْ سَ ی فَاَسْتَدَخَلَہَا ف مُوسٰی بنِ عِی اِسْتَدَخَلَ ہَا دُبْرَہٗ حَتّٰی صَلَاحُ النَّارِ النَّارُ الطَّشْتُ اَلطَّشْتُ فَجِی اَنْہُ بِالطَّشْتُ فَ اَخْرَجَ مِنْہَا مَیْرَی ، اَقْلَ : فَتَطَرْتُ فَاِذَا کَبْذُہٗ وَطَّ حَالُہٗ وَرِیْئَہٗ وَفَوَادَہٗ خَرَجَ مِنْہُ فِی الطَّشْتُ اِلَیَّ اَنْ اَقْلَ فَ مَاتَ فِی السَّحَرِ اَقْلَ) (یہ تَمَّ اَسْلَمَ بَعْدَہٗ اَذْ وَحَسَنَ اِسْ لَامُہُ ” (۱) وَ اَ کُنْ یُوح اَنْ یَزُوْرُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَام وَهُوَ عَلٰی دِ اثبات الہدایۃ میں باب معجزات ابی عبد اللہ الحسین ابن علی علیہما السلام میں بطور مسند محمد ابن موسیٰ شریفی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے یوحنا نصرانی طبیب سے ایک حدیث کے ذیل میں نقل کیا ہے: کہ یوحنا ناقل ہیں: میں موسیٰ ابن عیسیٰ ہاشمی کے پاس گیا دیکھا دیوانہ ہو گیا ہے اور اپنی تکیہ کے سہارے بیٹھا ہے، اس کے مقابل میں طشت ہے کہ اس میں اس کے بعض اعضا و جوارح (انٹریوں) کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں اصل واقعہ کی تفصیل طلب کی تو کہا: ایک گھنٹہ پہلے مکمل سلامتی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا درمیان گفتگو امام حسین - کا تذکرہ ہوا موسیٰ نے کہا: یہ وہی حسین - ہیں جن کے متعلق رافضی بہت غلو کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کی خاک قبر سے اپنا مداوا و علاج کرتے ہیں۔ اتفاق سے بنی ہاشم کا ایک آدمی وہاں موجود تھا کہا: مجھے بھی سخت مرض لاحق ہوا تھا بہت دوا علاج کیا کوئی فائدہ نہیں ہوا میری دایہ نے میرے لیے تربت امام حسین - کی خاصیت بیان کی میں نے اسے حاصل کیا اور کھایا اور مجھے فائدہ ہوا، موسیٰ نے دریافت کیا: تمہارے پاس کیا اس میں سے کچھ باقی رہ گئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، چنانچہ وہ گیا اور تھوڑی سے خاک شفا لے آیا موسیٰ نے وہ مٹی لے کر بطور مسخرہ اسے اپنی خلوت گاہ میں رکھ لیا اور جیسے ہی وہاں مقام خاص میں اسے داخل کیا فریاد بلند کی: النار النار الطشت الطشت (ہائے میں جلا، ہائے میں جلا، جلدی طشت لاؤ، جلدی طشت لاؤ) جب طشت لایا گیا اور یہ اس پر بیٹھا تو اس کی آنتیں کٹ کٹ کر نکلنے لگیں۔ راوی کا بیان ہے: جب میں نے طشت کو قریب سے دیکھا تو اس میں اس کے جگر، تلی، پھیپھڑے اور دل کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں اسی طرح اس کے اعضاء کٹ کٹ کر مقام خاص سے باہر آکر گرتے رہے یہاں تک کہ صبح کے نزدیک وہ واصل جہنم ہوا، یوحنا طبیب اگرچہ اپنے عیسائی عقیدہ پر باقی تھا وہ ہمیشہ امام حسین - کی

۱)۔ اثبات الہدایۃ، ج ۵ باب معجزات حضرت سید الشہداء -، ص ۱۸۲۔ حدیث ۱۱۔

زیارت کرنے جایا کرتا تھا اور آخر میں وہ مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام لانا اس کے حق میں بہتر ہوا۔
۶۲۷ - ”وفیہ : باب معجزات الإمام زین العابدین فخر الساجدین علی بن الحسین علیہما السلام
وروی أبو علی الفضل بن الحسن الطبرسی فی کتاب اعلام الوری قال : قال الصادق علیہ یِنَّ قَسَمَ السَّلَام : اَ کُنْ اَبُو خَالِدٍ یَقُوْلُ بِاَ اُمَّہٗ مُحَمَّد بنِ الْحَ تَفِیْہَ فَقَدِمَ مِنْ اَ کِبَلِ شَہ اِلٰی الْمَدِیْنَةِ بِمَا لَا ی فَ اَقْلَ لُہٗ اَنْتَ خَاطِبُ اِبْنِ اَخِ مُحَمَّدٍ یُخَاطِبُ عَلٰی بنِ الْحُسَیْنِ ، فِیْقُوْلُ لُہٗ : یَا سَیِّدُیْ خَاطِبُکَ بِمِثْلِہٖ فَ اَقْلَ : اِنَّہٗ حَاکِمُنِیْ اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدَ فَصِرْتُ مَعَہٗ اِلَیْہِ فَسَمِعْتُ الْحَجَرَ یَقُوْلُ : یَا (یَکَ فَاِنَّہٗ اَحَقُّ بِہِ مِنْکَ) وَ صَلَاةَ اَبُو خَالِدٍ اَلْ اُ کِبَلٰی اِ اَمَمِیَّ ” (۱) مُحَمَّدٌ سَلَّمَ الْاَمْرَ اِلَی اِبْنِ اَخِ اَبُو عَلٰی فَضْلِ اِبْنِ طَبْرِسِیْ کتابِ اَعْلَامِ الْوَرٰی بابِ مَعْجَزَاتِ اِمَامِ زَیْنِ الْعَابِدِیْنِ فَخْرِ السَّاجِدِیْنِ حَضْرَتِ عَلٰی اِبْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامِ مِیْنِ اِمَامِ جَعْفَرِ صَادِق - سے نقل کرتے ہیں: ابو خالد کابلی محمد ابن حنیفہ کی امامت کا قائل تھا وہ کابل سے مدینہ آیا دیکھا کہ محمد حنفیہ حضرت علی ابن الحسین - کو یوں خطاب کرتے ہیں: اے میرے سید و سردار! تو میں نے کہا: آپ اپنے چچا کے بیٹے سے یوں خطاب کر رہے ہیں کہ وہ تمہیں اسی طرح خطاب نہیں کرتے؟ کہا: چلو ہم اپنا اور تمہارا فیصلہ حجر اسود کے بیٹے کے سپرد کردیں کہ وہ اس امر کا تم سے زیادہ سزاوار ہے اور ابو خالد نے اپنے عقیدہ سے برگشتہ ہو کر مذہب امامیہ اختیار کیا۔

یَا اِلٰہِ اَعْلِمُ اِنْ کُنْتُ تُرِیدُ عِلْمَ النَّصْرِ اِنِّیْہَ فَاَنَا اَعْلَمُ وَقَرَأْتُ ظَہَرَ الْقُرْآنِ حَتّٰی اَسْتُ وَعَبْتُہُ کُلُّہٗ ، فَ اَقْلَلْ لِّی السَّامِیَ اَعْلَمُ النَّاسُ بِہَا یَدُ عَلِیِّمِ الْیَہُودِ فَ اَبْطِیْ بِنِ شَرْحِی الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ بِہَا وَاِنْ کُنْتُ تُرِیدُ عِلْمَ الْیَہُودِ وَ اَتَّبِ الْیَہُودَ وَ کُلَّ مَا اَنْزَلَ الْیَہُودُ ، وَاِنْ کُنْتُ تُرِیدُ عِلْمَ الْاَسْلَامِ اَعْلَمُ النَّوَارَہِ وَاَعْلَمُ الْاَنْجَی دَہْرَکَ وَ دَہْرَ غَیْرِکَ وَ اَمْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ خَبَرٍ ؛ فَعَلِمَہُ اَحَدٌ اَوْ لَمْ عَلِیُّ نَبِیِّ مِنَ الْاَنْبِیَّۃِ اَیَّہُ فَبِیْنَ وَ رُوحِ لِمَنْ اَسْتُ رُوحِ لِمَنْ اَسْتُ رُوحِ الْیَہُودِ وَ یَصِیْرَہُ یَہُودِ یَبِیْ اَبِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَ شِءٍ اَفْءَلُ لِّی اَعْلَمُ یَعْلَمُ بِہِ اَحَدٌ فَبِیْنَ اَرَدَ اللّٰہُ بِہِ خَیْرًا وَ اَنْسَ اِلَی الْحَقِّ فَارْشَدَ ذَکَ الْیَہُودِ فَاتَّبِعُوْهُ لَوْ مَشِیْاً عَلٰی رِجْلِ یَہُودِ فَاِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَخَبِّرْ عَلٰی رُکْبَہِ نَبِیِّکَ ، فَاِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَزَحْفْ اَعْلَمُ اَسْتُ یَہُودِ فَاِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَعَلِیُّ وَجْہِکَ ، فَقُلْتُ لَا بَلْ اَنَا

رَفِی النَّبِیِّ وَالْمَالِ ، اَقْلَ فَاَنْطَلِقُ مِنْ فُورِکَ حَتّٰی تَاْتِیْ یَثْرِبَ ، فَقُلْتُ : لَا اَعْرِفُ اَقْدَرُ عَلٰی الْمَسٰی اَبِی بَعِثْ فِی الْعَرَبِ وَہُوَ النَّبِیُّ الْعَرَبِیُّ بِنَہِ النَّبِیِّ (ص) اَلَّذِی یَثْرِبُ ، اَقْلَ فَاَنْطَلِقُ حَتّٰی تَاْتِیْ مَدِیْنَتِیْ غَنَمِ بَنِیْ اَمْلِکَ بَنِیِّ النَّجَارِ وَہُوَ مِنْ عِنْدِ اَبِی مَسْجُودٍ ہَا اَلْہَاشِمِیُّ فَاِذَا دَخَلْتَ ہَا فَسَلْ عَنْ بَنِیْہَا یَتَشَدَّدُ عَلَیْہِمْ وَالْحَیْلُ لَیْفَہُ اَشَدُّ ، ثُمَّ تَسْأَلُ عَنْ بَنِیْ عَمْرِو وَاطْمَرِ بِزَہِ النَّصْرِ اَرَبِیَّةً وَحَلِیَّہَا فَاِنْ اَوَّلَ حِزْبِیِّہِ ، ثُمَّ تَسْأَلُ عَنْ مُوسٰی بْنِ جَعْفَرِ وَابْنِ مَنْزِلِہُ وَابْنِہُ ہُوَ؟ مُمْ سَافِرٌ اَمْ بِنِ مَبْدُولِ وَہُوَ یَبْقٰی حَظِیْرٌ فَاِنْ کَانَ مُمْ سَافِرًا فَالْحَقُّہُ فَاِنْ سَفَرَہُ اَقْرَبُ مِمَّا ضَرَبْتَ اِلَیْہِ ، ثُمَّ اَعْلَمُہُ اَنَّ مَطْرَانَ عَلٰی اَیِّ الْعُوطِیَّۃِ اَرَشَ اَدْنٰی اِلَیْکَ وَہُوَ یَقْرُؤُ ثَمَّ السَّلامَ لَمْ کَثِیْرًا وَ یَقُوْلُ لَکَ اِنِّیْ لَأَکْثَرُ مُمْ اَنْجَاتِ رَبِّیْ غُوطَہُ بِمَشَقِّہِ ہُوَ الَّذِی اَنْ یَجْعَلَ اِسْمَیْ عَلٰی لَیْ یَدِیْکَ ، فَقَصَّ ہَذَہُ الْقِصَہَ وَہُوَ اَقْبَمُ مَعْتَمِدٌ عَلٰی عَصَاہُ ، ثُمَّ اَقْلَ : اِنْ اَیِّ سَیِّدِی کَفَرْتُ لَکَ وَجَلَسْتُ فَ اَقْلَ : اَذْنُ لَکَ اَنْ تَجْلِسَ وَ لَا اَذْنُ لَکَ اَنْ تُکْفَرَ فَجَلَسَ اِذْنَتْ لَیْ اَلْکَلَامِ ؟ قَالَ : نَعَمْ اَمْ جَنَّتْ اِلَّا لَہُ ، فَ اَقْلَ ثُمَّ اَلْفٰی عَنْہُ بُرْسَہُ ثُمَّ قَالَ : جُعِلْتُ فَاِذَا دَکَ تَاَذَنَ لَیْ فَاِنَّہُ النَّصْرَانِیُّ : اَرَدْتُ عَلٰی صَاحِبِی السَّلَامَ اَوْ مَاتَرْتُ السَّلَامَ ، فَقَالَ اَبُو الْحَسَنِ عَلَیہِ السَّلَامُ عَلٰی دِیْنِنَا ، فَقَالَ النَّصْرَانِیُّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ ؟ مُمْ فَاِذَا دَکَ اِذَا صَارَ فَاِذَا صَاحِبِکَ اَنْہَا اَدَّ اللّٰہُ فَاَمَّا التَّسْلٰی عَنْ کِ اَتَّبِ اللّٰہُ تَعَالٰی الَّذِی اَنْزَلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَنَطَقَہُ ثُمَّ اَصْلَحَ حَکَ اللّٰہُ - اَقْلَ : سَلْ ؛ اَقْلَ : اَخْبِرْنِیْ وَصَفَہُ بِمَا وَصَفَہُ بِہِ ، فَ اَقْلَ

فِیہَا یَقْرُؤُ کُلَّ اَمْرِ حَکِیْمٍ مَا تَفْسِیْرُہَا فِی الْبَاطِنِ ؟ قَالَ : اَمَّا فَہُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَہُوَ مَنْقُوصُ الْحُرُوفِ وَ اَمَّا فَہُوَ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَہُوَ فِی کِ اَتَّبِ الْیَہُودَ الَّذِی ہَا یُفَرِّقُ کُلَّ یَوْمٍ اَلْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی عَلَیْہِ السَّلامَ وَ اَمَّا اللَّیْلُہُ فَ اَفْطَمَہُ عَلٰی ہَا السَّلامَ وَ اَمَّا قَوْلُہُ یَقُوْلُ یَخْرُجُ مِنْ ہَا خَیْرٌ کَثِیْرٌ فَجَزَلَ حَکِیْمٌ اَمْرٌ حَکِی الْمَرْجُلُ صِیْفٌ لِّی الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مِنْ ہُوَ لَا اِلَّا الرَّجَالُ فَ اَقْلَ : اِنَّ الصَّاحِبَ اَفْتَتَشْتُ بِہِ وَ کُلُّ الثَّلَاثِ مِنَ الْقِیَومِ اَصِیْفُ الْکُتُبِ الَّتِی تَزَلَّتْ عَلَیْکُمْ اِنْ لَمْ تُغَیِّرُوْا وَ تُحَرِّقُوْا وَ تُکْفَرُوْا لَکَ اَمْ یَخْرُجُ مِنْ نَسْلِہِ وَ اِنَّہُ عِنْدَکُمْ لَفِیْ اِنِّیْ لَا اَسْتُ رُغْنُکَ اَمْ عَلِمْتُہُ وَ لَا اُکْذِبُکَ وَ اَنْتَ تَعْلَمُ اَمْ اَقُوْلُ وَ قَدِیْمًا اَمْ فَعَلْتُہُ ، اَقْلَ لَہُ النَّصْرُ اَرْنَ فِی صِدْقِہِ اَمْ اَقُوْلُ وَ کَذِبِہِ وَ اللّٰہُ لَقَدْ اَعْطَاکَ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہِ وَ قَسَمَ عَلَیْکَ مِنْ نَعِیْمِہِ اَمْ لَا یَخْطُہُ یَہُودِ مِنْ کَذِبٍ ، فَقَوْلِیْ لَکَ فِی لَکَ الْحَقِّ کَمَا ذَکَرْتُ اَلْخَاطِرُ وَ لَا یَسْتُرُہُ السَّائِرُونَ وَ لَا یُکْذِبُ فِیْہِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَعْجَلْتَ اَیْضًا خَبَرًا لَا یَعْرِفُہُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِمَّنْ قَرَأَ فَہُوَ کَمَا ذَکَرْتُ ، فَ اَقْلَ لَہُ اَبُو اِبرَہٰہِ مَرِیٌّ مُمْ وَلَکُمْ مِنْ سَاعَۃٍ مِنَ النَّارِ هَارٍ ، وَ اِیُّ الْکُتُبِ : اَخْبِرْنِیْ اَمْ اِسْمُ اَمْ مَرِیٌّ اَمْ اِیُّ یَوْمٍ نَفَخْتُ فِیْہِ عِیْسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ وَلَکُمْ مِنْ سَاعَۃٍ مِنَ النَّہَارِ ؟ فَقَالَ النَّصْرَانِیُّ لَا اَدْرِی ، یَوْمٍ وَضَعْتَ مَرِیٌّ مُمْ فَمُمْ عَلَیہِ السَّلَامُ : اَمَّا اَمْ مَرِیٌّ مُمْ فَاسْمُہَا مَرَاتٌ وَہِیْ وَہِیْۃٌ بِالْعَرَبِیَّةِ ، وَ اَمَّا الَّذِی قَالَا اَبُو اِبرَہٰہِ اَلرُّوحُ الْاَمِیْنُ وَ لَیْسَ فِیْہِ مَرِیٌّ مُمْ فَہُوَ یَوْمُہُ الْحُمُوعِ لِلزَّوْلِ وَہُوَ الَّذِی یَوْمُہُ الَّذِی حَمَلْتُ فِی

یَدِیْ اَنْ اَوَّلَی مِنْہُ عَظَمَہُ اللّٰہُ تَابَرَکَ وَ تَعَالٰی وَ عَظَمَہُ مُحَمَّدٌ (ص) فَ اَمَرَ اَنْ یَجْعَلَ لَہُ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَمْرٌ مَرِیٌّ مُمْ فَہُوَ یَوْمُہُ الثَّلَاثِ اَنْہَا لَارِبُ عَسَا عَاتٍ وَ نِصْفُی وَ کَلَّتْ فِی دَا فَہُوَ یَوْمُہُ الْحُمُوعِ وَ اَمَّا الَّذِی یَوْمُہُ الَّذِی عَمِی مِنَ النَّارِ هَارٍ وَ النَّہْرُ الَّذِی وَ کَلَّتْ عَلَیْہِ مَرِیٌّ مُمْ عِیْسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ هَلْ تَعْرِفُہُ ؟ اَقْلَ : لَا قَالَ ہُوَ الْفَرَاتُی حَجَبَتْ وَ عَلَیْہِ شَجَرُ النَّخْلِ وَ الْکَرَمِ وَ لَیْسَ فِی سَاعَۃٍ بِاَلْفِ رَاۃٍ شَیْءٍ لِّلْکُرُومِ وَ النَّخْلِ ، فَ اَمَّا الَّذِی ہَا وَ اَنْدِی قَبِیْدُوسُ وَ لَدَہُ وَ اَشِ اُیْعَہُ فَاَ عَاثُوْہُ وَ اَخْرَجُوْا اَلْ عَمَارَ لَیَنْتَظُرُوْا اِلَی مَرِیٍّ مُمْ ، فَ اَقْلُوا فِی کِ اَتَّبِہُ وَ عَلٰی اَنْ فِی کِ اَتَّبِہُ فَہَلْ فَہِمْتُہُ ؟ اَقْلَ : نَعَمْ وَقَرَأْتُہُ الَّذِی یَوْمُہُ الْاَحْذَنَتْ ، لَہَا اَمْ قَصَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ فَ اَقْلَ اِذْنُ لَا تُقُوْمُ مِنْ مَجْلِسِکَ حَتّٰی یَهْدِیْکَ اللّٰہُ اَقْلَ النَّصْرَانِیُّ اَمْ اَنْ اِسْمُ اَمٰی بِالْسَّرِ اَبِیْنِیَّةٍ وَ بِالْعَرَبِیَّةِ ؟ فَ اَقْلَ عَلَیہِ السَّلَامُ : اَنْ اِسْمُ اَمٰکَ بِالْسَّرِ اَبِیْنِیَّةٍ عَنْ اَقْلِیَّةٍ وَ عَفْوَرُہُ اَنْ اِسْمُ جَدِّکَ خَبَرٌ نَبِیْلٌ عَلَیہِ مَجْلِسِی ہَذَا اَمَّا اِنَّہُ کَانَ مُسْلِمًا ؟ قَالَ اَبُو اِبرَہٰہِ وَہُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَمِیْتُہُ فَ لَہُ وَ الْاَوَّلُ اَنْہُ مِنْ اَهْلِی اَنْہُ مِنْ اَهْلِی مَنْزِلِہِ غٰی یَدَا ، دَخَلْتُ عَلَیْہِ اَجَّ اَنْہُ فَقَتَلُوْہُ فَاَلَسَّ عَلَیْہِ : نَعَمْ قَتَلَ شَہِیْدًا یَبِیْ اَقْلَ : فَ مَا تَسَمَّی السَّامَ ، اَقْلَ : فَ مَا اَنْ اِسْمُی قَبْلَ کُنِیَّتِی ؟ اَقْلَ : اَنْ اِسْمُکَ عَبْدُ الصَّلٰی مُمْ وَ شَہِدْتُ اَنْ لَا اِلَّا اللّٰہُ وَ حْدَہُ یَکَ عَبْدُ اللّٰہِ ، قَالَ فَاِنِّیْ اَمْنْتُ بِاللّٰہِ

الْعَظِي؟ أَقُلْ: أَسَمَّ يَكْ لَهُ فَرْدًا صَمَدًا لَيْسَ كَمَا تَصِفُهُ النَّصَارَى وَلَيْسَ كَمَا تَصِفُهُ الْيَهُودُ وَلَا جِنْسٌ مِنْ أَجْ أَنْسٍ لَا شَرَّ الشَّرِّكَ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَ بِالْحَقِّ قَائِلًا بِنَبِيِّهِ لِأَهْلِ هَذِهِ وَاعْمَى الْمُبْطِلُونَ وَإِنَّهُ أَكْبَرُ مُشْتَرَكٍ فَأَبْصَرَ مَنْ أَبْصَرَ وَاهْتَدَى مَنْ رَسَّوَلُ اللَّهِ إِلَى النَّاسِ أَكْفَى إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ كُلِّ فِي اهْتَدَى وَاعْمَى الْمُبْطِلُونَ وَضَلَّ عَنْهُمْ أَمَّا أَكُنُوا يَدْعُونَ وَأَشْهَدُ أَنَّ وَلِيَّهُ نَطَقَ بِحُكْمِهِ وَأَنَّ مَنْ أَكُنَ قَبْلَهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ؛ نَطَقُوا بِالْحَقِّ كَذِبًا أَلْ أَبْلَغَ وَتَوَازَرُوا عَلَى الطَّاعَةِ لِلَّهِ وَافْرَقُوا أَلْ أَبْطَلُ وَأَهْلُ هَذِهِ وَالرَّجْسُ وَأَهْلُ هَذِهِ وَهَجَرُوا سَبِيلَ الضُّلَالَةِ وَنَصَرَهُمُ اللَّهُ بِأَلِ طَّاعَةٍ لَهُ وَعَصَمَهُمُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ، فَهَمَّ اللَّهُ أَوْلَى آيَةٍ

وَاللَّذِينَ أَنْ صَارُوا، يَحْتَوُونَ عَلَى الْخَيْرِ يَأْمُرُونَ بِهَ امْنَتُ بِالصَّغِيرِ مِنْهُمْ وَالْكَبِيرِ وَمَنْ ذَكَرْتُ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يَأْكُنْ فِي عُنُقِهِ مِنْ أَذْكَرُ، وَامْنَتُ بِاللَّهِ تَأْبِرَكَ وَتَعَالَى رَبُّ أَلْ أَعْلَمِينَ ثُمَّ قَطَعَ زُنَّارَهُ وَقَطَعَ صَلَى ذَهَبٍ، ثُمَّ أَقُلْ: مَرْنَى حَتَّى أَضْعُ صَدَقَتِي حَيْثُ تَأْمُرْنِي فَقَالَ هَاهُنَا أَخْ لَكَ أَكُنْ عَلَى مِثْلِ دِينِكَ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِكَ مِنْ قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَهُوَ فِي نِعْمَةٍ كُنِعْمَتِكَ فَتَأْمُرْنِي أَوْسَى وَتَجَاوَزَا وَلَسْتُ أَدْعُ أَنْ أُوْرِدَ عَلَيْكَ مَا حَقَّكَ مَا فِي الْإِسْلَامِ، فَتَأْمُرْنِي: وَاللَّهُ أَصْلَحَ حَكَ اللَّهُ - إِنِّي لَغَنِيٌّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ ثَلَاثَ لِمَاءَ طُرُوقٍ بَيْنَ يَدَيَّ فَحَقَّقْتُ فِيهَا أَوْفَرَ مِنْ حَقِّي، فَتَأْمُرْنِي: أَنْتَ مَوْلَى اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَأَنْتَ فَرَسٌ وَفَرَسٌ وَتَرَكْتُ أَلْفَ بَعٍ فِي حَذِّ نَسَبِكَ عَلَى حَالِكَ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي فَهْرٍ وَأَصْدَقَ هَؤُلَاءِ اِبْرَاهِيمَ عَلَى أَنْتَرَا مِنْ صَدَقَةٍ عَلَى بَنِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَخَذَ مَهْرًا وَوَأَقَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَمْسِينَ د (حَتَّى أَخْرَجَ أَبُو اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَمَاتَ بَعْدَ مَخْرَجٍ بَثْ مَا نَ وَعَشْرِينَ لَيْلَةً) (۱)

يعقوب ابن جعفر ابن ابراہیم کا بیان ہے: میں امام موسیٰ کاظم - کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک نصرانی آیا اور ہم حضرت کے ساتھ مقام عربض (۲) میں تھے۔ نصرانی نے کہا مینایک دور دراز شہر سے بڑی مشقت اٹھانے کے بعد آیا ہوں میں اپنے رب سے تیس سال سے دعا کر رہا ہوں کہ مجھے بہترین دین اور بہترین بندہ کی طرف ہدایت کر اور جو ان میں سب سے زیادہ عالم ہو، پس ایک شخص نے خواب میں مجھے ایک شخص کو بتایا جو دمشق کے بالائی حصے میں رہتا ہے میں اس کے پاس پہنچا اور

۱) (کافی، ج ۱، ص ۴۷۸، کتاب الحجۃ، حدیث ۴۰۴)

۲) (مدینے میں ایک جگہ کا نام ہے۔)

اس سے گفتگو کی اس نے کہا: اگرچہ میں اپنے دین (عیسائی) کا بہت بڑا عالم ہوں لیکن ایک اور شخص جو مجھ سے زیادہ عالم ہے۔ مینے کہا: تو پھر مجھے اس کی رہنمائی کرو جو تم سے زیادہ عالم ہے کیوں کہ طلب علم میں سفر کو دشوار نہیں جانتا اور نہ مشقت کا خیال دل میں لاتا ہوں میں نے پوری انجیل پڑھی ہے داؤد کی زبور پڑھی ہے اور توریت کی چاروں کتابوں کو پڑھا ہے میں نے ظواہر قرآن کو پورا پڑھا ہے۔ پھر اس عالم نے مجھ سے کہا: اگر تم علم نصرانیت جاننا چاہتے ہو تو میں عرب و عجم میں اس کا سب سے بڑا عالم ہوں اور اگر قباطی ابن سرجیل سامری والا علم یہود چاہتے ہو تو میں اس کا سب سے بڑا عالم ہوں اور تم علم الاسلام، علم تورات و علم زبور اور کتاب بود اور ہر اس چیز کا علم جو انبیاء میں سے کسی نبی پر اب یا اس سے قبل نازل نہیں ہوا جو خبر آسمان سے آئی اور اس کو کسی نے نہ جانا ہو یا جانا ہو اور وہ ایسی کتاب جس میں ہر شے کا بیان ہے اور مومنین کے لیے شفا ہے اور روحانی مسرت اور بصیرت کا باعث ہے اس شخص کے لیے جو نیکی کا ارادہ رکھتا ہو اور جسے حق سے انس ہو تو میں تیری رہنمائی ایک ایسے شخص کی طرف کرتا ہوں تو اس کے پاس جا اگر اپنے پیروں سے چل سکتا ہو اگر پیروں سے نہ چل سکتا ہو تو گھٹتوں کے بل جانا اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر گھسٹتا ہوا اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو چہرے کے بل جانا میں نے کہا: مجھے جانے کی قدرت بلحاظ بدن و مال حاصل ہے۔ اُس نے کہا: تم فوراً جاؤ اور یثرب پہنچو۔ میں نے کہا: یثرب قطعاً نہیں جانتا۔ اس نے کہا: تو مدینہ جا جہاں عرب میں ایک بنی ہاشم مبعوث ہوئے تھے جب وہاں پہنچے تو اولاد ابن غنم ابن مالک ابن نجار کا پتہ لگا جو باب مسجد کے پاس رہتے ہیں اور نصرانیوں کا سالیاس پہنتے ہیں کیوں کہ وہاں کا حاکم ان (موسیٰ ابن جعفر اور ان کے شیعوں کے جن کی طرف میں بھیج رہا ہوں) پر سختی کرتا ہے اور خلیفہ اور زیادہ سخت ہے۔

پھر بنی عمرو ابن مبدول سے جو بقیع زبیر میں رہتے ہیں امام موسیٰ ابن جعفر کے متعلق پوچھنا کہ ان کا گھر کہاں ہے کیا وہ شہر میں موجود ہیں یا سفر میں ہیں اگر سفر میں ہوں تو وہاں جاکر ملنا کیوں کہ ان کا سفر اس سے زیادہ دور نہ ہوگا جتنا تم نے کیا ہوگا۔ پھر ان کو بتانا کہ مطران علیا نے جو غوطہ دمشق میں رہتا ہے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور بہت

بہت سلام کہا اور یہ پیغام دیا ہے کہ میری اکثر خدا سے یہ دعا رہتی ہے کہ میرے اسلام کا اظہار آپ کے ہاتھوں پر ہو ۔ پھر حضرت سے یہ سب واقعہ بیان کرنا وہ تجھ کو عصا پر تکیہ کیے ہوئے ملیں گے پھر کہنا: اے میرے سردار! آپ کی اجازت ہے کہ میں برائے تعظیم سینہ پر ہاتھ رکھوں اور بیٹھ جاؤں۔

حضرت نے فرمایا: بیٹھنے کی اجازت ہے تکفیر (۱) یعنی سینہ پر ہاتھ رکھنے کی نہیں۔ وہ بیٹھا اور اپنی ٹوپی اتار کر کہا: میں آپ پر فدا ہوں کلام کرنے کی اجازت ہے؟ فرمایا: تم تو آئے ہی اسی لیے ہو۔

نصرانی نے کہا کہ: جس شخص نے میری رہنمائی آپ کی بارگاہ تک کی ہے آپ اس کو جواباً سلام کرتے ہیں یا وہ سلام کرتے ہیں: فرمایا: میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کی ہدایت کرے اب رہا سلام یہ اسی وقت ہوگا جب وہ ہمارے دین میں داخل ہو جائے گا۔ نصرانی نے کہا: خدا آپ کی حفاظت کرے میں آپ سے کتاب خدا کے متعلق سوال کرتا ہوں جو محمد پر نازل ہوئی اور انہوں نے اس کو بیان کیا اور اسے متعارف کرایا اور فرمایا: (حَمِّ اور اس واضح اور روشن کتاب کو ہم نے مبارک رات میں نازل کیا تاکہ ہم اپنے احکام سے خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرائیں)۔ (۲) اس نے کہا: اس کی باطنی تفسیر کیا ہے فرمایا: ”حم“ سے مراد ہے محمد (ص) ، جیسا کہ کتابِ بود میں ہے جو ان پر نازل ہوئی تھی اس سے دو حرف م اور ح کم کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی کتابِ بود میں لفظ محمد حم سے تعبیر کیا گیا ہے اور دو حرف (م د) اس میں تخفیف یا کسی دوسری وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔

لیکن کتابِ مبین سے مراد ہیں علی ابن ابی طالب - اور رات سے مراد فاطمہ ہیں اور جو خدا نے فرمایا ہے ”اس سے جدا کیا جائے گا ہر امر حکیم“ تو مراد ہے کہ بطن فاطمہ سے خیر کثیر کا ظہور یعنی مردِ حکیم (یعنی

۱۔) تکفیر: ایک مخصوص تواضع و انکساری کا نام ہے جو بزرگوں اور بادشاہوں کے سامنے انجام (دی جاتی ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ تھوڑا جھک کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں کو رانوں کے درمیان مخفی کرتے ہیں۔

۲۔) سورنہ دخان، آیت ۴۔)

امام حسن) مردِ حکیم (یعنی امام حسین) مردِ حکیم یعنی ہر زمانہ میں ایک امام تا ظہور قائم آل محمد پیدا ہوتا رہے گا۔ اس نے کہا: ان لوگوں میں سے اول و آخر کا وصف بیان کیجیے۔ فرمایا: بلحاظ صفات سب ایک دوسرے کی طرح ہیں تیسرے کا (یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک شخص کو اس کے مکمل اوصاف بیان کر کے مشخص اور ممتاز کیا جاسکے) لیکن امام حسین کا اس گروہ کے وصف بیان کرنا ہوں جس کی نسل میں امامت تا قیامت باقی رہے گی اگر تم نے تغیر و تحریف نہ کی اور انکار نہ کیا ہو جیسا کہ تم کرتے ہو تو اس کا ذکر تم اپنی اس کتاب میں پاؤ گے جو تم پر نازل ہوئی۔

نصرانی نے کہا: میں جو کچھ جانتا ہوں آپ سے چھپاؤں گا نہیں اور نہ آپ کی تکذیب کروں گا اور جو کچھ میں کہوں گا اس کے صدق و کذب کو آپ جان ہی جائیں گے کیونکہ اللہ نے اپنے فضل سے بڑا علم دیا اور آپ کو وہ نعمتیں دی ہیں جو لوگوں کے خیال میں نہیں آسکتیں اور نہ چھپانے والے اس کو چھپا سکتے ہیں اور نہ جھٹلا سکتے ہیں بس میرا قول اس بارے میں حق ہوگا جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا اور جیسا کہ آپ نے فرمایا (جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے واقع کے بالکل مطابق ہے)۔

امام موسیٰ کاظم - نے فرمایا: میں اب تم کو وہ چیز بتاؤں گا جس کو کتبِ آسمانی کے پڑھنے والے بہت کم لوگ جانتے ہیں اچھا بتاؤ مریم کی ماں کا نام کیا تھا؟ کس روز بطنِ مریم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور دن کے کس ساعت میں ایسا ہوا اور مریم نے کس روز حضرت عیسیٰ - کو جنا اور دن کی کون سی ساعت تھی۔

نصرانی نے کہا: مجھے معلوم نہیں حضرت نے فرمایا: مریم کی ماں کا نام مرثا تھا جس کے معنی عربی میں بخشی ہوئی کے ہیںز اور جس دن عیسیٰ - کا حمل قرار پایا روزِ جمعہ وقتِ زوال تھا یہی وہ دن تھا کہ

ز - قاموس میں ان کا نام حنہ لکھا ہے ہوسکتا ہے کہ دو نام ہوں اور نصرانیوں میں مرثا مشہور ہو۔ (مترجم)

روح الامین (جبرئیل -) مریم کے پاس آسمان سے آئے تھے مسلمانوں کے لیے اس سے بڑی عید نہیں اللہ نے بھی اس کو صاحبِ عظمت قرار دیا اور حضرت رسول خدا (ص) نے بھی، پس حکم دیا کہ روزِ جمعہ کو عید قرار دیں اور مریم کی پیدائش سے شنبہ کو ہوئی چار گھنٹی دن چڑھے نصف روز میں۔

پھر کہا: کیا تم اس نہر کو جانتے ہو جس کے قریب مریم نے عیسیٰ - کو جنا تھا؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: وہ نہر فرات

تھی جس کے قریب خرّمہ اور انگور کے درخت تھے اور کوئی نہر انگور اور کھجور کے درخت کے لحاظ سے فرات کے برابر نہیں ہے۔ لیکن وہ دن کہ جب مریم کی زبان بات کرنے سے بند ہوئی (یعنی ان کا یوم صمت (خاموشی کا دن) تھا) وہی تھا کہ قیدوس (قوم یہود کے ظالم بادشاہ) نے اپنی اولاد اور اپنے پیروکاروں کو پکارا اور انہوں نے اس کی مدد کی اور اولادِ عمران کو ان کے گھروں سے نکالا تاکہ وہ مریم کے معاملہ میں غور کریں اور انہوں نے مریم کے بارے میں وہی کہا جس کی حکایت اللہ نے اپنی کتاب (قرآن) میں کی ہے (یہ تم نے کیا کیا نہ تمہارا باپ بد تھا اور نہ تمہاری ماں بدکارہ تھی) پس تم نے اس دن کے واقعات کو سمجھا۔ اس نے کہا: ہاں میں نے انجیل میں پڑھا ہے اس دن کو نیا دن لکھا گیا ہے حضرت نے فرمایا: جب میرے بیان سے تصدیق ہوگئی تو اب بغیر ہدایت پائے یہاں سے نہ اٹھنا۔

نصرانی نے کہا: یہ بھی بتائیے کہ میری ماں کا نام سریانی اور عربی زبان میں کیا تھا؟ فرمایا: تمہاری ماں کا نام سریانی زبان میں عقیلیہ ہے اور تیری دادی کا نام عنقورا ہے اور تیری ماں کا نام عربی میں ہومیہ ہے اور تیرے باپ کا نام عبد المسیح ہے عربی میں عبد اللہ ہے کیونکہ مسیح کا کوئی بندہ نہ تھا۔ نصرانی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا اور میرے ساتھ نیکی کی (کہ جو کچھ میں نے دریافت بھی نہیں کیا تھا آپ نے جواب دیا) اب یہ بتائیے کہ میرے دادا کا نام کیا تھا؟ فرمایا: جبرئیل تھا لیکن وہ عبد الرحمن تھا یہ نام میں نے ابھی تجویز کیا ہے اس نے کہا: کیا وہ مسلمان تھا حضرت نے فرمایا: ہاں وہ شہید قتل کیا گیا اس پر ایک لشکر نے حملہ کر کے شہید کر دیا اور یہ لشکر اہل شام کا تھا۔ اس نے کہا: یہ بتائیے کہ کنیت سے پہلے میرا نام کیا تھا؟ فرمایا: عبد الصلیب تھا اس نے کہا: اب آپ نے میرا کیا نام رکھا؟ فرمایا: عبد اللہ اس نے کہا: خدائے عظیم پر ایمان لایا اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا اور بے نیاز ہے وہ ایسا نہیں جیسا نصاریٰ بیان کرتے ہیں (کہ عیسیٰ مسیح خدا کے بیٹے یا ان کے ساتھ متحد ہیں) اور نہ ایسا ہے کہ جیسا یہودی (کہ اسے مجسم اور عزیر ابن عبد اللہ) کہتے ہیں اور نہ وہ اجناس شرک میں سے کوئی جنس ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ص) اللہ کے عبد و رسول ہیں کہ جن کو خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے پس جو اہل تھے حق ان پر ظاہر ہو گیا اور نا اہل باطل پرست بنے رہے۔ حضرت رسول خدا سرخ و سیاہ سب کی طرف بھیجے گئے ان کی رسالت تمام بنی نوع آدم کے درمیان مشترک اور مساوی ہے بس جسے صاحب بصیرت بننا تھا بن گیا اور جسے ہدایت پائی تھی پالی۔ باطل پرست اندھے بنے رہے اور گمراہ ہوئے اور ان کی وجہ سے جن کو وہ خدا کے سوا پکارتے تھے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کا ولی ناطق حکمت ہے اور ان سے پہلے جو انبیاء گزر چکے انہوں نے بھی حکمت بالغہ سے کلام کیا اور اطاعتِ خدا کے بارے میں انہوں نے لوگوں کی مدد کی، باطل اور اس کے ماننے والوں، پلیدی (گناہ) اور اس میں ملوث لوگوں کو انہوں نے چھوڑ دیا اور انہوں نے گمراہی کے راستہ کو ترک کیا خدا نے ان کے اطاعت گزار ہونے کی وجہ سے ان کی مدد کی اور ان کو معصیت سے بچائے رکھا۔

پس وہ اولیائے خدا ہیں اور ناصرِ دین ہیں لوگوں کو خیر و برکت کی طرف رغبت دلاتے اور نیکی کرنے کا حکم دیتے تھے۔ میں نے کہا: میں ان کے ہر چھوٹے بڑے پر ایمان لایا جن کا میں نے ذکر کیا اور ان پر بھی اور میں برکت بخشنے والے اور بلند مرتبہ والے رب العالمین پر ایمان لایا پھر اس نے زَنار کو توڑ ڈالا اور سونے کی صلیب کو نکال پھینکا پھر حضرت سے کہا: اب آپ مجھے حکم دیں تاکہ میں اس کے مطابق نیکی کروں؟

فرمایا: یہاں تمہارا ایک بھائی ہے جو دین میں تم ہی جیسا ہے اور وہ تمہاری قوم کا آدمی ہے قبیلۂ قیس ابن ثعلبہ سے اور اس کو بھی اللہ نے تمہاری طرح نعمتِ اسلام دی ہے پس اس سے اظہارِ ہمدردی کرو اس کی ہمسائیگی اختیار کرو اور تم دونوں کے لیے جو اسلام میں تمہارا حق ہے میں اسے پورا کروں گا۔

اس نے کہا: خدا آپ کی حفاظت کرے میں مال دار ہوں محتاج اعانت نہیں۔ میں تین سو نجیب گھوڑے اور ایک اونٹ اپنے وطن میں چھوڑ آیا ہوں آپ کا حق ان پر مجھ سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا: تم اللہ اور اس کے رسول (ص) کی پناہ میں ہو اور تم اس وقت بحیثیت ابن السبیل ہمارے مہمان ہو الغرض وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان بنا۔ بنی فہر کی ایک عورت سے اس نے شادی کی اور امام موسیٰ کاظم - نے اوقافِ امیر المومنین - سے پچاس ہزار درہم اس کا مہر ادا کیا اور خدمت کے لیے کنیزیں دیں رہنے کو گھر دیا اور جب تک امام - کو مدینہ سے نہ لے جایا گیا آپ کے ساتھ رہا حضرت کے جانے کے بعد وہ صرف ۲۸ روز زندہ رہا۔ ۳۱ - نیک ہم نشین

یٰ هُدٰی وَنُقْصَانٍ مِنْ عَمٰی ۳۱ - اَلْقُرْآنُ اَمْ جَالِسٌ اَحَدًا اِلَّا اَقَمَ عَنْهُ بِرَ اٰیْدَةٍ اَوْنُقْ صٰنٍ ، ز اٰیْدَةٌ ف وَكَذٰلِكَ الْحَجَّةُ الْقَائِمُ عَلَیہِ السَّلَام

تمام انسان قرآن مجید کی صحبت اور ہم نشینی سے دو اہم فائدے سے بہرہ مند ہوتے ہیں ہدایت یافتہ افراد کی ہدایت میں مزید اضافہ اور اندھوں کے اندھے پن میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اسی طرح حضرت قائم آل محمد کی ذات گرامی ہے جو لوگ اہلیت و ظرفیت رکھتے ہیں وہ ان کی حیاتِ طیبہ کے صاف و

شفاف چشمہ فیض سے سیراب ہوتے ہیں اور نا اہل و کم ظرف افراد توفیق حاصل کرتے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کائنات میں آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے پیدا کرنے کے بعد دنیا کو حضرت آدم ابو البشر اور ان کی اولاد کا مرکز قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں سے پیغمبروں کو منتخب کیا اور ان سے وحی و تبلیغ رسالت اور ادائے امانت کا عہد و پیمان لیا۔ اور یہ وہ وقت تھا جب اکثر لوگوں نے عہد خدا کو توڑ دیا اور اس کے حق کو ضائع کیا اس کا شریک قرار دیا اور شیاطین نے مکر و حیلے کے ذریعہ انہیں اس کی پرستش سے باز رکھا۔ لہذا خداوند متعال نے اپنے پیغمبروں کو وادار کیا اور انہیں ان کی طرف مبعوث کیا تاکہ فطری عہد اور روز الست کے وعدے کو ان سے طلب کرے اور فراموش شدہ نعمات الہی کی یاد آوری کر کے تبلیغ کے ذریعے ان لوگوں پر حجت تمام کرے۔
 اسی ڈگر پر صدیاں گزریں زمانے گزرے۔ نسلیں بدلیں باپ گئے بیٹے آئے یہاں تک کہ خدائے مَنان نے حضرت خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ (ص) کو اپنے وعدے کی بجا آوری کے لیے اور اپنی نبوت کا سلسلہ ان کے ذریعہ تمام کرنے کے لیے آنحضرت (ص) کو مبعوث فرمایا حالانکہ گزشتہ انبیاء سے ان کی نبوت کا عہد و پیمان لے چکا تھا ان کی ولادت کے وقت مشہور نشانیاں سب نیک اور پسندیدہ تھیں۔ اس زمانے میں لوگ روئے زمین پر مختلف ملتوں اور بہت سی آرزوؤں نیز مختلف راستوں پر تھے، بعض گروہ خلق کو مخلوق سے تشبیہ دیتا تھا بعض اس کے نام میں سبحانہ و تعالیٰ کا تصرف کرنا تھا اور ایک گروہ اس کے علاوہ کی طرف اشارہ کیا کرتا تھا لہذا خداوند متعال نے پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفیٰ (ص) کے ذریعے ان لوگوں کو گمراہی سے نجات بخشی اور ہدایت دی اور ان کے وسیلے سے کفر کی جہالت سے انہیں بچایا۔

سنت الہی اسی طرح جاری و ساری رہی کہ ہر ایک پیغمبر کو اس کے زمانے اور اس کی امت کے لحاظ سے ایسا معجزہ عطا کیا جائے جو اس کی رسالت کی تصدیق کرے جیسے حضرت موسیٰ - کو عصا اور ید بیضاء اور حضرت عیسیٰ - کو اکہ (مادر زاد اندھوں) ابرص (سفید داغ والوں) اور مردوں کو زندہ کرنے کا اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ (ص) کو قریش اور عرب کے لوگوں میں اگرچہ بعض ان میں سے بہت سے عظیم فصاحت و بلاغت کے حامل تھے قرآن مجید کو آنحضرت (ص) کے لیے جاودانی معجزہ قرار دیا۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

قرآن پیغمبر اکرم (ص) کا معجزہ ہے۔
 مولف کہتے ہیں: اعجاز باب افعال کا مصدر ہے جس کا معنی عاجز کرنا یعنی خارق العادت فعل انجام دینا کہ بشر اس کے مثل لانے سے عاجز ہو۔ کفار و مشرکین اور جابلیت کے عرب نیز دوسرے اقوام و ملل کے لوگ کہ پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت اور قرآن ان کے لیے نازل ہوا قبول نہیں کرتے تھے یا شک رکھتے تھے یا استناداً ان کی فصاحت و بلاغت کو قبول نہیں کرنا چاہتے تھے۔

خداوند متعال فرماتا ہے: (۱)

(اے محمد!) آپ کہہ دیجیے کہ اگر انسان اور جنات سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لاسکتے چاہے سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت پناہ کیوں نہ ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۲)

یا کہتے ہیں کہ: اسے محمد (ص) نے گڑھ لیا ہے تو کہہ دیجیے کہ تم اس کے جیسا ایک ہی سورہ لے آؤ اور خدا کے علاوہ جسے چاہو اپنی مدد کے لیے بلالو اگر تم اپنے الزام میں سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۳)

یا کفار و مشرکین کہتے ہیں کہ: یہ قرآن محمد (ص) نے گڑھ لیا ہے تو کہہ دیجیے کہ اس کے جیسے دس سورہ گڑھ کر تم بھی لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جس کو چاہو اپنی مدد کے لیے بلالو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔

مذکورہ آیات قرآن کریم کے اعجاز کے چیلنج کی نشان دہی کر رہی ہیں اور یہ چیلنج اپنے وسیع مفہوم کے ساتھ ان تمام

چیزوں کو شامل کیے ہوئے ہے جو کچھ قرآن مجید میں موجود ہے خواہ وہ اس کے حقیقی

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۸۸۔)

۲۔ (سورہ یونس، آیت ۳۸۔)

۳۔ (سورہ ہود، آیت ۱۳۔)

معارف، حجج و براہین، مواظ حسنہ، اخلاق کریمہ اور الہی شریعتیں ہوں خواہ اخبار غیبیہ اور فصاحت و بلاغت ہوں جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول (۱) (اے محمد!) آپ کہہ دیجیے کہ اگر انسان اور جنات سب اس بات پر متفق ہوجائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں تو بھی نہیں لاسکتے چاہے سب ایک دوسرے کے مددگار اور پشت پناہ کیوں نہ ہوجائیں۔ مولف کہتے ہیں: قرآن کریم کے من جملہ اعجاز میں سے وہی حقائق و معنویات اور وہ جذائیت جو قرآن کی آیات کریمہ میں ہے صرف اس کا استماع (غور سے سنا) انسان کی روح میں بہت زیادہ موثر واقع ہوتا ہے۔

خدائے تبارک و تعالیٰ نے جب اپنے پیغمبر اکرم (ص) کو مبعوث فرمایا ہے تو آیت کے مطابق اس کی یوں عکاسی کی ہے۔
> لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ < (۲)

یقیناً خدا نے صاحبان ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیات الہیہ کی تلاوت کرتا ہے انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر یہ لوگ پہلے سے بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ اور یہ آیہ کریمہ: (۳)

اس خدا نے مکہ والوں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو انہیں میں سے تھا کہ ان کے سامنے آیات کی

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۸۸۔)

۲۔ (سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴۔)

۳۔ (سورہ جمعہ، آیت ۲۔)

تلاوت کرے، ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور انہیں کتاب (قرآن) و حکمت کی تعلیم دے اگر یہ لوگ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔

دونوں آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان و کرم کیا ہے کہ انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان پر آیات الہیہ کی تلاوت کرے، ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور انہیں کتاب (قرآن) و حکمت کی تعلیم دے۔ یہ دونوں آیتیں پیغمبر اکرم (ص) کی بعثت کی بشارت دے رہی ہیں بعثت کا اولین پیغام قرآن کی آیات کی تلاوت قرار پائی تاکہ قرآن سماعت کرنے کی حلاوت ان کی حوصلہ افزائی کرے اور حق و حقیقت قبول کرنے کا زمینه بھی فراہم کرے۔ کیوں کہ آیات الہیہ کا سننا انسانی قلب و روح کو پاک و پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آمادہ کرتا ہے۔

۶۳۰۔ ”وَفِي السَّفِينَةِ : رَوَى أَنَّ رَجُلًا تَعَلَّمَ مِنَ النَّبِيِّ (ص) الْقُرْآنَ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ أَقْلٌ يَكْفِينِي هَذِهِ وَانْصُرَفَ فَأَقْلٌ يَهْ ” (۱) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ لَأُمِّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّصُرَفَ الرَّجُلُ وَهُوَ فَق

سفینۃ البحار میں مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول اکرم (ص) کی خدمت اقدس میں قرآن کی تعلیم حاصل کی جب اس آیہ کریمہ (یعنی جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ اسے دیکھے گا) پر پہنچا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! بس میرے لیے اتنا ہی کافی ہے وہ بزم پیغمبر (ص) سے اٹھ کر چلا گیا۔ تو رسول خدا (ص) نے فرمایا: یہ شخص یہاں سے فقہ (دین شناس) بن کر گیا ہے۔

۱۔ (سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۴۱۴، باب فضل التدبر فی القرآن۔)

مولف کہتے ہیں: شیعوں کے تجسم اعمال کے اعتقاد کے مطابق جو ان کے من جملہ عقائد میں سے ایک ہے خود خیر و شر

کے عمل کو ہر مناسب شکل میں اپنے عمل کی بہ نسبت (روز قیامت) حاضر ہوتا ہوا دیکھے گا۔
 (اللہ تعالیٰ کے قول کی بنا پر : (۱) اس دن کو یاد کرو جب ہر نفوس اپنے نیک اعمال کو بھی حاضر پائے گا اور اعمال بد کو بھی اعمال خیر خوبصورت بہترین جذبات شکل میں آئیں گے اور خدانخواستہ اعمال شر برے اور وحشت انگیز شکلوں میں، جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: < تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَ بَا وَبَيْنَ هَ امَدًا بَعِيدًا > (۲) جن کو دیکھ کر یہ تمنا کرے گا کہ کاش ہمارے اور ان برے اعمال کے درمیان طویل فاصلہ ہو جاتا ۔ (۳)
 اے کاش ! ہمارے اور ان کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا یہ تو بڑا بدترین ساتھی ہے۔
 کفار و مشرکین اور قبائل عرب کے مختلف افراد اپنے آباء و اجداد کے دین سے دست بردار نہیں ہونا چاہتے تھے یا پیغمبر اکرم (ص) کی دعوت قبول کرنے سے گریزاں رہتے تھے لہذا وہ آیات الہیہ کی سماعت سے بھی پرہیز کرتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے۔
 (< وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ > (۴)
 اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ کہتے ہیں: اس قرآن کو نہ سنا کرو اور شور مچایا کرو تاکہ تم غالب آ جاؤ۔

- ۱۔ سورنہ آل عمران، آیت ۳۰۔
- ۲۔ سورنہ آل عمران، آیت ۳۰۔
- ۳۔ سورنہ زخرف، آیت ۳۸۔
- ۴۔ سورنہ فصلت، آیت ۲۶۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لِيَلَّا وَنَهَارًا # فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا # وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِيَتَغَفَّرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَعْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصْرُوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتَكْبَارًا (۱)
 نوح نے کہا: پروردگار مینے اپنی قوم کو (تیری طرف) دن میں بھی بلایا اور رات میں بھی پھر بھی میری دعوت کا کوئی اثر سوائے اس کے نہ ہوا کہ انہوں نے فرار اختیار کیا اور مینے جب بھی انہیں دعوت دی کہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیوں کو کانوں میں رکھ لیا اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور اپنی بات پر اڑ گئے اور شدت سے اکڑے رہے۔
 اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

اے پیغمبر! آپ کہہ دیجیے کہ میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر قرآن کو سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی ہدایت کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔
 <وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنَّ يَشْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَوْ إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ # قَالُوا يَا قَوْمِ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْخَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ # يَأْقُومُونَ أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ > (۳)
 اور (یاد کیجیے) جب ہم نے جنات کے ایک گروہ کو آپ کی طرف متوجہ کیا تاکہ قرآن سنیں۔ پس جب وہ رسول کے پاس حاضر ہو گئے تو آپس میں کہنے لگے: خاموش ہو جاؤ! جب تلاوت ہو گئی تو وہ تنبیہ (ہدایت) کرنے میں اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گئے۔ کہنے لگے کہ اے قوم والو! ہم نے ایک

- ۱۔ سورنہ نوح، آیت ۵۔ ۷۔
- ۲۔ سورنہ جن، آیت ۱۰۲۔
- ۳۔ سورنہ احقاف، آیت ۲۹۔ ۳۱۔

کتاب کو سنا ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے یہ اپنے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور حق و انصاف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والی ہے۔ اے قوم والو! اللہ کی طرف تمہیں دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ تاکہ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے دے۔
 ۶۳۱۔ ”وفی تفسیر القمی فی قولہ تعالیٰ: <وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنَّ > الْآيَاتِ كَانَ سَبَبُ نَزُولِ هَذِهِ الْآيَاتِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى سُوْقٍ عَاطِظٍ وَمَعَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَدْعُو النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يَجِبْهُ أَحَدٌ وَلَمْ يَجِدْ

أَحَدًا يَقْبَلُهُ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَّةَ فَلَمَّا بَلَغَ مَوْضِعًا يُقَالُ لَهُ وَادِي مُجَنَّةَ تَهَجَّدَ بِالْقُرْآنِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَمَرَّ بِمَنْعَرَةٍ مِنَ الْجِبِّ فَلَمَّا سَمِعُوا قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) اسْتَمِعُوا لَهُ فَلَمَّا سَمِعُوا قَرَأَتْهُ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَنْصِتُوا (نَ) قَالُوا يَا قَوْمُنَا إِلَى آخِرِ أَسْكَتُوا) فَلَمَّا قَضَىٰ أَيْ فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَلَوْ أَنَّ إِلَى قَوْمٍ هُمْ مُنْذَرِي الْآيَاتِ فَجَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَأَسْلَمُوا وَأَمَنُوا وَعَلَّمَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ (ص) شُرَاطِعَ الْإِسْلَامِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ (ص) السُّورَةَ كُلَّهَا فَحَكَى اللَّهُ قَوْلَهُمْ وَلَىٰ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مِنْهُمْ وَأَكْثُوا يُعَوِّدُونَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) فِي كُلِّ وَقْتٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُعَلِّمَهُمْ وَيَقِفَ هُمْ فَمِنْهُمْ (مُؤْمِنُونَ وَكَافِرُونَ وَانْصِبُونَ وَيَهُودُ وَنَصَارَى وَمَجُوسٌ وَهُمْ وَلَدُ الْجَانِّ) (١)

۱) (تفسیر قمی، ج ۲، ص ۳۰۰۔ تفسیر صافی، ج ۵، ص ۱۸۔ تفسیر نور الثقلین، ج ۵، ص ۵۳۴۔ (تفسیر المیزان، ج ۱۸، ص ۲۲۰)

صاحب تفسیر قمی مذکورہ آیات کا سبب نزول یوں نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا (ص) مکہ سے تشریف لا رہے تھے بازار عکاظ تک پہنچے زید ابن حارثہ بھی آنحضرت کے جوار میں تھے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے رہے تھے لیکن کسی نے ان کی دعوت پر لبیک نہیں کہا اور نہ اسے قبول کیا مکہ واپس آئے، جب آنحضرت (ص) وادی مجنہ (جنوں کی سکونت کی جگہ) پر پہنچے تو رات قرآن پڑھنے میں گزاری۔ اس وقت وہاں سے جن کے ایک گروہ کا گزر ہوا رسول خدا (ص) کے قرآن پڑھنے کی دل نشین آواز سنی مزید غور سے کان لگا کر سننے لگے، بعض بعض دوسرے سے کہہ رہے تھے: خاموش ہو جاؤ اور سنتے رہو جب پیغمبر اکرم (ص) قرائت قرآن سے فارغ ہوئے تو اپنی قوم والوں کے پاس واپس گئے حالانکہ انہیں ڈراتے تھے اور کہتے تھے: اے میری قوم والو! دعوت پیغمبر کو قبول کرو پھر وہ رسول اللہ (ص) کی خدمت میں واپس آئے، اسلام لائے، ایمان قبول کیا اور آنحضرت (ص) نے اسلامی شریعتوں کی انہیں تعلیم دی نیز خداوند متعال نے سورہ جن کو پیغمبر (ص) پر نازل فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کی حکایت بیان کی اور رسول خدا (ص) ان لوگوں کے پاس سے واپس آئے۔ وہ لوگ جس وقت بھی رسول اللہ (ص) کی خدمت میں آتے تھے تو آنحضرت (ص) امیر المؤمنین - سے فرمایا کرتے تھے: انہیں تعلیم و تربیت دیں اور فقہ سکھائیں۔ لہذا ان میں سے بعض مومن اور بعض دوسرے کافر یہودی اور مجوسی ہیں وہ سب کے سب جن ہیں۔

اس بنا پر مذکورہ مجموعی آیات سے استفادہ ہوتا ہے کہ کلام الہی کا سننا کس قدر با استعداد لوگوں کی روح میں موثر اور ہدایت پانے والا انگیزہ ایجاد کرتا ہے۔ جنات جب تک خود قرآن سنتے ہیں متاثر ہوتے ہیں اور اپنی قوم والوں کو ڈراتے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

پیغمبر اکرم (ص) بعثت کے آغاز میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ کے مطابق اور سورہ جمعہ کی دوسری آیت کے آخر تک تمام چیزوں سے پہلے قرآنی آیات کی تلاوت پر مامور کیے جاتے ہیں اور بہت سے پاک طینت افراد صرف قرآن کریم کی آیات سنتے ہیں ان کے جسم میں نور اسلام روشن ہو کر انہیں ہدایت کرتا ہے اور دوسرا گروہ کہ ابھی جن کے نفس اور روح کی گہرائیوں میں شیطانی وسوسے نفوذ رکھتے ہیں وہ اپنی آنکھوں اور کانوں کو مخفی رکھتے ہیں تاکہ قرآن نہ سنیں جیسا کہ (قرآن میں ہم پڑھتے ہیں: (۱)

اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ کہتے ہیں: اس قرآن کو نہ سنا کرو اور شور مچایا کرو تاکہ تم غالب آ جاؤ۔

اسی طرح ہم پڑھتے ہیں: (۲)

اور میں نے جب بھی انہیں دعوت دی کہ انہیں معاف کردے تو انہوں نے اپنی انگلیوں کو کانوں میں رکھ لیا اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے اور اپنی بات پر اڑ گئے اور شدت سے اکڑے رہے۔ مولف کہتے ہیں: جیسا کہ قرآن مجید کی مصاحبت و ہم نشینی اور اس کی آیات کریمہ کی سماعت مزید ہدایت کا باعث یا دلوں کے اندھے پن میں کمی کا موجب ہوتی ہے اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الاعظم حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اور ان کے آبائے کرام ائمہ اطہار کے شرف حضور کی توفیق جو شخص حاصل کرے تو اس کی ہدایت اور نورانیت میں اضافہ ہوگا اور کبھی اگر انحرافی جادہ کی سیر کرتا ہوگا تو اسے شاہراہ صراط مستقیم کی ہدایت نصیب ہوگی۔

اب چند نمونے معادن وحی و تنزیل سے صادر شدہ روایات آپ کے گوش گزار کر رہے ہیں۔ ۶۳۲ - ”وفی کمال الدین: قال علامة الکلبی: وَحَدَّثَنِي جَ مَاعَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۱) (سورنہ فصلت، آیت ۲۶)۔

۲) (سورنہ نوح، آیت ۷)۔

ی، تَمَّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مَلِكِ الْهِنْدِ فِي قَشْمِيرِی عَنْ غَانِمِ ابْنِ سَعِيدِ الْهِنْدِ مُحَمَّدِ الْأَشْعَرِ الدَّاخِلَةِ وَتَحْنُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا نَفَعُوا حَوْلَ كُرْسِيِّ الْمَلِكِ وَقَدْ قَرَأْنَا التَّوَارَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ يُفَرِّغُ إِلَيَّ أَنْ فِي الْعِلْمِ قَتَا ذَكَرَ أَنْ يَوْمًا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَقُلَّ أَنْ نَجِدَهُ فِي كُتُبٍ أَنْ فَاتَّقَ أَنْ عَلِيٌّ أَنْ أَخْرَجَ فِي طَلَبِهِ وَأَبْخَثَ عَنْهُ، فَخَرَجْتُ وَمَعِيَ مَالٌ فَطَفَعَ عَلَى الثَّرَكِ وَسَلَّحُونِي فَوَقَعْتُ إِلَى كَابِلٍ وَخَرَجْتُ مِنْ كَابِلٍ إِلَى بَلْخٍ وَالْأَمِيرُ بِهَا ابْنُ أَبِي مُثُورٍ فَأَتَيْتُهُ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ أَمَّ خَرَجْتُ، فَجَمَعَ الْفَتَقَ أَمَّ وَالْعُلَّ مَاءً لِمُنَاطَرَتِي، فَسَأَلْتُ هُمْ عَنْ مُحَمَّدٍ (ص) فَقَالَ: هُوَ نَبِيُّ أَنْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ أَمَّتْ فَقُلْتُ: وَمَنْ أَكَنْ خَلِيفَتُهُ؟ فَاقْلُوا: أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَتَسَبَّوهُ إِلَى قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: لَيْسَ يَكُنُّ ابْنُ خَلِيفَتِهِ ابْنُ عَمِّهِ وَزَوْجُ ابْنَتِهِ وَأَبُو وَلَدِهِ، فَاقْلُوا لِلْأَمِيرِ نَجِدُهُ فَبِهَا بَنِيَّ إِنَّ النَّبِيَّ الَّذِي هَذَا قَدْ خَرَجَ مِنَ الشَّرَكِ إِلَى الْكُفْرِ قَمَرٍ بِضَرْبِ عُنُقِهِ، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَنَا مُتَمَسِّكٌ بِدِينٍ وَلَا أَدْعُهُ إِلَّا بِأَبِي ابْنِ قَدَعَا الْأَمِيرُ الْخُسَيْنُ بْنُ إِسْكَنْدَرٍ وَقَالَ لَهُ: يَا حُسَيْنُ نَظِرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: الْغُلَامُ وَالْفَقْهَاءُ حَوْلَكَ فَمَرَّةٌ بِمُنَاطَرَتِهِ، فَاقْلُ لَهُ: أَنْظِرُهُ كَمَا أَقُولُ لَكَ وَاخْلُ بِهٍ وَالطُّفُفَ لَهُ، فَاقْلُ فَخُ لَا بِي الْخُسَيْنُ وَسَأَلْتُ عَنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَاقْلُ: هُوَ كَمَا أَقُولُهُ لَكَ غَيْرَ أَنَّ خَلِيفَتَهُ ابْنُ عَمِّهِ طَالِبٌ وَهُوَ زَوْجُ ابْنَتِهِ فَاطِمَةُ وَأَبُو وَلَدِهِ الْخَسَنُ وَالْخُسَيْنُ، فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا عَلَى بْنِ أَبِي اللَّهِ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ، وَصِرْتُ إِلَى الْأَمِيرِ فَاسْأَلْتُ عَنْهُ فَقَضَى بِي إِلَى الْخُسَيْنِ فَقَفَّهَنِي فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّا فَهُ عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: قَفَّ، فَمَنْ أَكَنْ خَلِي نَجِدُ فِي كُتُبٍ أَنْ أَنَّهُ يَكُنُّ خَلِيفَةً إِلَّا عَنْ خَلِي الْخَسَنُ، ثُمَّ الْخُسَيْنُ، ثُمَّ سَمَى الْأَنْبِيَاءُ أَوْجِدًا أَوْجِدًا حَتَّى يَبْلُغَ الْخَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ أَقْلُ لِي: نَحْ أَتُجَّ أَنْ تَطْلُبُ خَلِيفَةَ الْحَسَنِ وَتَسْأَلُ عَنْهُ فَخَرَجْتُ فِي الطَّلَبِ

أَقْلُ مُحَمَّدَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَأَوْفَى مَعَ أَنْ بَعْدَ أَنْ دَفَّكَرْتُ أَنْ أَنَّهُ أَكَنْ مَعَهُ رَفِيقٌ قَدْ صَحِبَهُ عَلِيٌّ هَذَا الْأَمْرَ فَكَرَهُ بَعْضُ الْأَخْلَاقِ فَافْرَقَهُ أَقْلُ: فَبَيْنَ مَا أَنَا يَوْمًا وَقَدْ تَمَسَّحْتُ فِي الْقَارَةِ وَأَنَا مُفَكِّرٌ فِي مَا خَرَجْتُ لَهُ إِذَا أَتَنِي أَتَى أَقْلُ لِي أَجِبْ مَوْلَاكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَرِقُ فِي الْمَحَالِ حَتَّى أَدْخَلَ لِي دَارًا وَبُسْتَانًا وَإِذَا بِمَوْلَايَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَقْعَدَ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ كَلَّمَنِي بِالْهِنْدِيَّةِ وَسَلَّمْ عَلَيَّ، وَأَخْبَرَنِي عَنْ إِسْمِي وَسَأَلَنِي عَنِ الْأَرْبَعِينَ رَجُلًا بِأَسْمَائِهِمْ عَنْ إِسْمِ رَجُلٍ رَجُلٍ، ثُمَّ أَقْلُ لِي تُرِيدُ الْحَجَّ مَعَ أَهْلِ قُمْ فِي هَذِهِ السَّنَةِ؟ فَاتَّحَجَّ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَانصَرَفَ إِلَى خُرَاسَانَ وَحَجَّ مِنْ قَابِلٍ، أَقْلُ: وَرَمَى إِلَيَّ بِصُرَّةٍ وَأَقْلُ: إِبْجَعْ هَذِهِ فِي نَفَقَتِكَ وَلَا تَدْخُلْ فِي بَيْتِ دَارٍ إِلَّا دَارَ أَحَدٍ وَلَا تُخْبِرْ بِشَيْءٍ مِمَّا رَأَيْتَ

أَقْلُ مُحَمَّدٌ: قَالَ صَرَفَ أَنْ مِنَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقْضِ لَنَا الْحَجَّ، وَخَرَجَ غَانِمُ إِلَى خُرَاسَانَ وَانصَرَفَ مِنْ قَابِلٍ حَاجًّا، فَجَعَلَ إِلَيَّ أَنْ بِالطَّافِ وَلَمْ يَدْخُلْ قُمْ وَحَجَّ وَانصَرَفَ إِلَى خُرَاسَانَ فَمَاتَ رَحِمَهُ اللَّهُ بِهَذَا فَدَفَّنَ إِنَّهُ خَرَجَ مِنْ قَابِلٍ مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ عَنِ الْكَابِلِيِّ: وَقَدْ كُنْتُ رَأَيْتُهُ عِنْدَ أَبِي سَعْيٍ (كَابِلٍ مَرَّ أَوَّلًا وَأَنَّ وَجَدَ صَحَّةَ هَذَا الدِّينِ فِي الْإِنْجِيلِ وَبِهِ اهْتَدَى) ()

۱ علامہ کلینی نقل کرتے ہیں: محمد ابن علی ابن محمد ابن حاتم نے عبد اللہ ابن جعفر سے، انہوں نے محمد ابن جعفر فارسی سے، انہوں نے محمد ابن اسماعیل ابن بلال سے، انہوں نے ازہری مسرور ابن عاص،

۱) (صدق نے کمال الدین، ج ۲، ص ۴۴۴ میں ازہری سے نقل کیا ہے لیکن غیب طوسی اور (بحار میں علی ابن ابراہیم فدکی ازہری سے نقل کیا ہے۔

انہوں نے مسلم ابن فضل سے روایت کی ہے کہ اُن کا بیان ہے: میں کوفہ میں ابو سعید غانم ابن سعید ہندی کے پاس جانے آنے لگا۔ جب میری آمد و رفت کو ایک عرصہ ہو گیا تو میں نے اُس کے حالات دریافت کیے۔ کیونکہ مجھے اُس کے متعلق کچھ خبر ملی تھی۔

اُس نے بتایا کہ میں ہند کے قریب کشمیر کے ایک شہر کا باشندہ ہوں۔ میں اُن چالیس آدمیوں میں سے ایک ہوں جو بادشاہ کے مصاحب تھے۔ توریت و زبور و انجیل کی تلاوت کرتے اور اس سے معلومات حاصل کرتے رہتے۔ ایک دن ہم لوگوں نے حضرت محمد (ص) کا آپس میں تذکرہ کیا اور کہا کہ اُن کا ذکر ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے لہذا ان کی تلاش و جستجو میں نکلنا چاہیے۔

چنانچہ میں اس کام کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ میرے پاس مال و زر کافی تھا، مگر ترکی رہزنوں نے مجھے لوٹ لیا، بدن کے

کپڑے بھی نہ چھوڑے پھر میں وہاں سے چل کر کابل اور بلخ جا پہنچا۔ اُس وقت وہاں کا حاکم ابن ابی شور تھا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور بتایا کہ میں کس غرض سے چلا ہوں۔

یہ سن کر اُس نے یہاں کے تمام فقہاء اور علماء کو مجھ سے مناظرہ و بحث کرنے کے لیے طلب کر لیا۔ میں نے اُن فقہاء اور علماء سے حضرت محمد (ص) کے متعلق سوال کیا۔ اُنہوں نے کہا: وہ ہمارے نبی محمد ابن عبد اللہ تھے جنہوں نے رحلت فرمائی۔ میں نے آنحضرت کا نسب دریافت کیا؟

اُنہوں نے کہا: آپ قبیلہ قریش میں سے تھے۔ میں نے کہا: یہ کوئی بات نہیں، بلکہ آپ یہ بتائیے کہ اُن کے بعد اُن کا خلیفہ کون ہوا؟ اُنہوں نے کہا: ابو بکر۔

میں نے کہا: مگر میں نے تو اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اُن کا ابن عم، اُن کی بیٹی کا شوہر اور اُن کے فرزندوں کا باپ آنحضرت (ص) کا خلیفہ ہوگا (یہ بات جو تم نے بتائی غلط نکلی)۔

یہ سن کر علماء اور فقہاء نے کہا: اِس شخص نے شرک کو چھوڑ کر کفر اختیار کیا ہے لہذا اپنے حاکم سے کہا کہ اس کی گردن مارنے کا حکم دیجیے۔ میں نے کہا: میں ابھی اپنے سابقہ دین پر ہوں جب تک مجھے دلیل و برہان نہ ملے گی میں اسے نہ چھوڑوں گا۔

یہ جواب سن کر بلخ کے حاکم نے حسین ابن اسکیب کو بلایا اور کہا: آپ اِس شخص سے بحث و مناظرہ کریں۔

اُنہوں نے کہا: یا امیر! آپ کے اطراف و جوانب میں اتنے سارے علماء و فقہاء بیٹھے ہیں آپ ان لوگوں کو حکم دیں کہ وہ اس شخص سے مناظرہ و بحث کریں۔ امیر بلخ نے کہا: میرا حکم ہے کہ اس شخص کو تنہائی میں لے جاکر سمجھاؤ۔

چنانچہ حسین ابن اسکیب مجھے تنہائی میں لے گئے۔ تو میں نے اُن سے بھی حضرت محمد (ص) کے متعلق دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا: جیسا کہ ان علماء و فقہاء نے آپ کو بتایا ہے وہ درست ہے۔ واقعاً وہ ہمارے نبی ہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ (ابوبکر نہیں) بلکہ آنحضرت (ص) کے ابن عم علی ابن ابی طالب - ہیں جو آپ کی بیٹی فاطمہ # کے شوہر اور آپ کے دونوں فرزند حسن و حسین علیہما السلام کے باپ ہیں۔

مینے کہا: پھر تو میں کلمہ پڑھتا ہوں: ”

(میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں) پھر اس کے بعد میں امیر بلخ کے پاس گیا اور اُس کے سامنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا پھر مجھے امیر بلخ نے حسین ابن اسکیب کے ساتھ بھیج دیا اور اُنہوں نے مجھے فقہ کی تعلیم دی۔

ایک دن میں نے حسین ابن اسکیب سے کہا کہ: میں نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ آنحضرت کا جو بھی خلیفہ ہوگا وہ اس دنیا سے رخصت ہونے سے قبل اپنا جانشین و خلیفہ چھوڑ جائے گا بتائیے کہ اس وقت مجھ پر (ہم پر) کون خلیفہ ہے؟

حسین نے کہا: پھر اُن کے (علی - کے) بعد حسن، پھر حسین - اور ان کے بعد تمام ائمہ کے نام لیے یہاں تک کہ حضرت امام حسن عسکری - کے نام تک پہنچ کر کہا اور تمہیں سر دست اس امر کی ضرورت ہے کہ تم امام حسن عسکری - کے خلیفہ کو تلاش کرو اور اُن کے متعلق لوگوں سے دریافت کرو۔ چنانچہ اُن کی تلاش میں نکلا محمد ابن محمد ناقل ہیں: ہم لوگ ساتھ میں بغداد آئے اور کہا: ہمارا ایک دوست تھا وہ بھی اسی کام کے پیچھے لگا ہوا تھا لیکن اس کے بعض اخلاق اچھے نہیں تھے لہذا میں اس سے کنارہ کش ہو گیا۔ غانم کا بیان ہے کہ: پھر میں بغداد پہنچا۔ وہاں ایک دن میں نہر الصراط عباسیہ کے کنارے ٹہلتا ہوا جس کام کے لیے آیا تھا اُس کے متعلق سوچتا ہوا جا رہا تھا کہ ناگہاں ایک شخص نے آکر مجھ سے کہا: چلو تمہیں تمہارے مولا نے بلایا ہے۔

اِس کے بعد وہ مجھے لے کر مختلف گلیوں اور محلوں کو طے کرتا ہوا ایک مکان بلکہ ایک باغ میں پہنچا میں نے دیکھا کہ وہاں میرے مولا (امام عصر -) بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو بزبان ہندی مجھ کو میرا نام لے کر سلام کیا، کچھ کلام کیا اور اُن چالیس آدمیوں کے متعلق ہر ایک کا نام لے کر اُن کی خیریت دریافت کی اور فرمایا: تم اس سال اہل قم کے ساتھ حج کا ارادہ کر رہے ہو مگر اس سال حج نہ کرو بلکہ خراسان چلے جاؤ اور آئندہ سال حج کرو۔

یہ فرما کر آپ نے رقم کی ایک تھیلی میری طرف پھینکی اور فرمایا: یہ تمہارے اخراجات کے لیے ہیں اور اب بغداد میں کسی کے گھر نہ جانا اور ہماری اِس ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

راوی کا بیان ہے کہ: اس کے بعد غانم خراسان چلا گیا اور دوسرے سال حج کے لیے واپس ہوا اور بعد فراغت حج قم نہیں گیا، بلکہ خراسان واپس آیا اور وہیں اُس کا انتقال ہوا۔ محمد ابن شاذان، کابلی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اسے ابو سعید کے پاس دیکھا اس نے کہا: کابل سے مرتا دیا طالب حق کی حالت میں باہر آیا اور جب اس دین کے صحیح ہونے کا یقین کر لیا جیسا کہ انجیل میں پڑھا تھا ہدایت یافتہ ہو گیا۔

۶۳۳ - قال الصدوق حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبرَاهِيمَ بْنِ اسحاقِ الطالقانی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو القاسمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الخَدِجی

الْكَوْفَى ، قَالَ حَدَّثَنَا الْأَزْدِيُّ (۱) قَالَ بَيْنَا أَنَا فِي الطَّوَافِ قَدْ طَفَعْتُ سَيْتًا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ السَّابِعَ فَإِذَا أَنَا بِخَلْقٍ عَنِ يَمِينِ الْكَعْبَةِ وَشَابٌ حَسَنُ الْوَجْهِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ هَيُوبٌ مَعَ هَيْبَةٍ تَمُتُّ مُتَقَرِّبٌ إِلَى النَّاسِ يَتَكَلَّمُ فَلَمْ أَرِ أَحْسَنَ مِنْ كَلَامِهِ وَلَا أَعَدُّبَ مِنْ نُطْقِهِ وَحَسَنَ جُلُوسِهِ ، فَذَهَبْتُ أَكَلِمَهُ فَرَبَّرَنِي النَّاسُ ، فَسَأَلْتُ بَعْضَهُمْ ، مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا هَذَا ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ (ص) يَظْهَرُ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمًا لِحَوَاصِمِهِمْ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي مُسْتَرَشِدًا أَتَيْتُكَ فَأَرَشْتُ دُنَى هَذَاكَ اللَّهُ فَنَازَلَنِي عَلَيْهِ السَّلَامُ جِصَاءً فَخَوَّلْتُ وَجْهِي ، فَقَالَ لِي بَعْضُ جُلَسَائِهِ مَا الَّذِي دَفَعَ إِلَيْكَ؟ فَقُلْتُ جِصَاءً ، وَكَشَفْتُ عَنْهَا فَإِذَا أَنَا بِسَبِيكَةٍ ذَهَبٍ فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَنَا بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ لَحِقَنِي فَقَالَ لِي ثَبِّتْ عَلَيْكَ الْحُجَّةَ ، وَظَهَرَ لَكَ الْحَقُّ وَذَهَبَ عَنْكَ الْعَمَى ، أَتَعْرِفَنِي؟ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَا الْمَهْدِيُّ (أَنَا قَائِمُ الزَّمَانِ) أَنَا الَّذِي أَمْلَأُهُ عَدْلًا كَمَا مُلِنْتُ جَوْرًا إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُوْا مِنْ حُجَّةٍ وَلَا يَبْقَى النَّاسُ فِي قَفَرَةٍ وَهَذِهِ أَمَانَةٌ لِأَتَحَدَّثَ بِهَا إِلَّا إِخْوَانُكَ مِنَ الْحَقِّ ” (۲)

۱. (کمال الدین صدوق میں ازدی ہے ج ۲، ص ۴۴۴، لیکن غیب طوسی اور بحار میں ابن ابراہیم (فدکی سے اور اس نے اودی سے نقل کیا گیا ہے۔
۲. (غیب طوسی، ص ۱۵۲۔ الخرائج و الجرائح، ج ۲، ص ۷۸۴۔ تبصرة الولی حدیث ۳۴۔ بحار (الانوار، ج ۵۲، ص ۱، معجم احادیث الامام المہدی، ج ۴، ص ۳۹۴۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ ناقل ہیں: مجھ سے محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق الطالقانی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو القاسم علی ابن احمد خدیجی کوفی نے یہ حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے ازدی نے یہ حدیث بیان کی کہ : ایک مرتبہ ہم لوگ طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھے چہ طواف کرچکے تھے اور جب ساتویں طواف کا ارادہ کیا تھا تو کعبہ کے داہنی طرف ایک گروہ کو دیکھا جس میں ایک بارعب جوان تھا، مگر بڑا وجہ و حسین بھی تھا اور لوگ اس کی زیارت اور تقریب کے خواہاں اس کے اطراف جمع تھے وہ بیٹھا ہوا مصروف گفتگو تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس سے بہتر حسن بیان اور شیریں سخن اس سے قبل کسی کو نہیں پایا۔ میں اس جوان سے گفتگو کا خواہش مند ہوتے ہوئے آگے بڑھا تو لوگوں نے مجھے جھڑک دیا۔ میں نے دریافت کیا یہ جوان سال صاحب کون ہیں؟ ایک شخص نے جواب دیا: یہ فرزند رسول (ص) ہیں، سال میں ایک مرتبہ لوگوں کے سامنے آتے ہیں اور اپنے مخصوص لوگوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ پھر میں نے بھی عرض کیا کہ اے میرے سید و سردار! اللہ تعالیٰ آپ کی ہدایت کو ہمیشہ قائم رکھے، ایک ہدایت چاہنے والا حاضر ہوا ہے، لہذا اس کی ہدایت فرمائیے۔ یہ سن کر انہوں نے (زمین سے اٹھا کر) چند سنگریزے میرے حوالے کر دیے۔ میں انہیں لے کر مجمع سے باہر نکل آیا تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ فرزند رسول (ص) نے تجھے کیا عنایت کیا ہے؟

مینے کہا: چند سنگریزے اور یہ کہہ کر میں نے اسے دکھانے کے لیے مٹھی کھولی تو دیکھا کہ وہ سونے کی ٹلیاں تھیں۔ راوی کا بیان ہے کہ: میں وہ لے کر چلنے لگا تو اس جوان (فرزند رسول (ص)) نے بڑھ کر مجھ سے دریافت فرمایا: کیوں؟ اب تو تجھ پر حجت ثابت ہو گئی اور حق واضح ہو گیا اور اب تو تیری بے بصیرتی دور ہو گئی ہوگی؟ تو نے مجھے پہچانا کہ میں کون ہوں؟ میں نے عرض کیا: نہیں

تو انہوں نے فرمایا: جان لو کہ: میں مہدی (قائم الزمان) ہوں، میں وہ ہوں جو اس زمین کو عدل و انصاف سے بھر دوں گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، زمین کبھی بھی اللہ کی حجت سے خالی نہیں رہ سکتی اور لوگ زمانہ فترت کی طرح (حیران و سرگردان) باقی نہیں رہیں گے اور یہ واقعہ بطور امانت ہے اسے صرف اپنے اہل حق برادران سے بیان کرنا۔

۶۳۴۔ “ قَالَ الصَّدُوقُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَراقُ قَالَ حَدَّثَنَا أَن سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حُجَّةِ بْنِ سَنِّ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدِ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْ الْخَلْفِ مِنْ بَعْدِهِ فَقَالَ مُبْتَدِئًا: يَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَلْهُ إِلاَّ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ مِنْ حُجَّةِ اللَّهِ عَلَى الْخَلْقِ مِنَ الْأَرْضِ مُنْذُ خَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا يَخْلُقُ خَلْقًا بِهِ يَدْفَعُ الْبَلَاءَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَبِهِ يُنْزَلُ الْغَيْثُ وَبِهِ يَخْرُجُ بَرٌّ أَوْ كُفَّ الْأَرْضُ فَهَبْ عَلَى السَّلَامِ مُسْرِعًا أَقَلَّ قُلْتُ لَهُ يَا بِنَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ الْأَمُّ وَالْخَلْفُ لِي فَدَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَى عَاتِقِهِ لَامٌ أَوْ كُنْ وَجْهَهُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مَنْ أَبْأَنَّهُ النَّاسُ سَبَّيْنِي فَأَقْلَبْتُ أَيَّ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، لَوْ أَلَّ كَرَامَتِكَ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلَى حُجَّتِهِ أَمْ عَرَضْتُ عَلَيْكَ أَنْ يَمْلَأَ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِنْتُ جَوْرًا هَذَا إِنَّهُ سَمِيَّ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَكُنِّيهِ الذَّابِئِي وَظَلَمُ

الْقَرْنَيْنِ ، اِی اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰق ، مَثَلُهُ فِی هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَثَلُ الْخِصْرِ عَلَیهِ السَّلَامُ وَمَثَلُ ذِی وَاللّٰهِ لَیْغِبَنَّ غَیْبُهُ لَا یَنْجُو مِنْهَا مِنْ هٰذَا مِنْ هٰذَا لَکِنَّ الْاَمْرَ مِنْ نَبِیِّهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَی الْقَوْلِ بِاِمْمَتِهِ وَوَقْفِهِ لِفَرَجِهِ ، فَ اَقْلَ اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰق فَقُلْتُ لَهُ : اِی مَوْلَایَ قَهْلٌ مِنْ عِلْمِ لَامَةِ هٰذَا لِلدَّعَاءِ بِتَعَجُّی فِی ح ، فَ اَقْلَ اَنَا بَقِیَّةُ اللّٰهِ فِی فَنَطَقُ الْغُ لَامَ عَلَیهِ السَّلَامُ بِلِ سَانِ عَرَبِیِّ فَصِی ؟ یَطْمَعُ بِنِّ اِلَیْ هٰذَا قَلْبِی اَرْضِیْهِ ، وَالْمُنْتَقِمُ مِنْ اَعَادِنِهِ فَ لَا نَطْلُبُ اَثَرَ بَعْدَ عَیْنِ اِی اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰق فَ اَقْلَ اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰق فَخَرَجْتُ مُسْرُوْرًا قَرَحًا ، قَلَّ مَا کَانَ مِنَ الْغَدِ عُدْتُ اِلَیْهِ فَقُلْتُ یَابْنَیْ هٰذَا مِنْ الْخِصْرِ وَ ذِی رَسُوْلٍ اللّٰهُ لَقَدْ عَظُمَ سُرُوْرِیْ بِ مَا مَنَنْتَ بِهِ عَلَیْ فَمَا السُّنَّةُ الِ جَارِیَةِ فِی الْقَرْنِیْنِ ؟ فَ اَقْلَ طُوْلُ الْغَیْبِیَّةِ ، قُلْتُ : یَابْنَیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنَّ غَیْبَتَهُ لَتَطُوْلُ ؟ نَبِیْ وَلَا یَبُ فِی الْاَمْرِ اَخَذَ اللّٰهُ حَتَّی یَرْجِعَ عَنْ هٰذَا اِلَّا مَرَّةً اَكْثَرُ اِلَّا اَقْلَی وَرَبِّیْ اَقْلَ : اِی اَمِنْ اَیْدِهِ بِرُوْحٍ مِنْهُ قَلْبُیْ هِ الْاَمْرِ عَزَّوَجَلَّ عَهْدُهُ لَوْ لَا یَتِ اَنْ وَکَتَبَ فِی اِی اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰق هٰذَا اَمْرٌ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ وَسِرٌّ مِنْ سِرِّ اللّٰهِ وَغَیْبٌ مِنْ غَیْبِ اللّٰهِ فَخُذْ اَم) یَنْ ” (۱) عَلَی نَ تَكُنْ مَعَ اَنْ غَدًا فِی ثَابِتِ کَ وَاکْتُمُهُ وَکُنْ مِنَ الشَّاکِرِی

علامہ جلیل القدر شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے احمد ابن اسحاق ابن سعد اشعری سے روایت بیان کی ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام حسن عسکری - کی خدمت میں اِس ارادے سے حاضر ہوا کہ دریافت کروں کہ آپ نے اپنا جانشین کس کو مقرر فرمایا ہے۔ مگر میرے سوال کرنے سے قبل ہی آپ نے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اللہ تعالیٰ نے خلقت آدم سے یوم قیامت تک زمین کو اپنی حجت سے کبھی خالی نہ چھوڑا تاکہ اس کی وجہ سے اہل زمین کی بلائیں دور کرتا رہے، اس کی ہی وجہ سے پانی برساتا رہے، اس کی وجہ سے زمین سے برکتیں ظاہر فرماتا رہے۔ میں نے عرض کیا: یابن رسول اللہ! پھر آپ کے بعد امام و خلیفہ کون ہوگا؟ یہ سن کر آپ اٹھے، گھر میں داخل ہوئے اور جب واپس آئے تو آپ کے دوش مبارک پر ایک تین

۲۴ . باب ذکر من رآه “ع” ، ۱ . (کمال الدین، ج ۲، ص ۳۸۴ . بحار الانوار، ج ۵۲ ، ص ۲۳)

سالہ بچہ تھا جس کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح منور تھا۔ آپ نے فرمایا: اے احمد! اگر اللہ اور اللہ کی حجت کی نظر میں تمہاری کوئی وقعت نہ ہوتی تو میں اپنے اِس بچے کو تمہارے سامنے نہ لاتا۔ یہ بچہ وہ ہے جس کا نام اور جس کی کنیت خود ہمارے جد امجد رسول اللہ (ص) تجویز فرما گئے تھے۔ یہی زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اے احمد بن اسحاق! اس بچے کی مثال اِس اُمت میں خضر - کی طرح ہے اس کی مثال ذوالقرنین کی مثال ہے۔ خدا کی قسم، اس کی ایسی غیبت ہوگی کہ جس میں ہلاکت سے نجات وہی پائے گا جس کو اللہ تعالیٰ اِس کی امامت پر ثابت قدم رکھے گا اور اس امر کی توفیق دے گا کہ وہ اس کی غیبت میں تعجیلِ ظہور کے لیے دعا کرتا رہے گا۔ احمد ابن اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: مولا و آقا! کیا کوئی ایسی علامت بھی ہے جس سے میرا قلب مطمئن ہو جائے؟ یہ سن کر اُس بچے نے فصیح عربی زبان میں فرمایا: سنو! “میں اللہ کی زمین پر اللہ کی طرف سے باقی رہنے والا ہوں، میں اللہ کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں۔ اور اے احمد ابن اسحاق، اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کرو۔“ احمد ابن اسحاق کا بیان ہے کہ: پھر میں وہاں سے خوش خوش نکلا۔ اور دوسرے دن پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: فرزند رسول (ص)! آپ نے (اپنے جانشین کی زیارت سے) مجھ پر احسان فرمایا ہے اس سے مجھے بے حد خوشی ہے مگر یہ تو فرمانیے کہ ان میں حضرت خضر - اور حضرت ذی القرنین کی کیا صفات ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: طویل غیبت، میں نے عرض کیا: فرزند رسول (ص)! کیا ان کی غیبت بہت طویل ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم اتنی طولانی غیبت ہوگی کہ اکثر لوگ جو ان کی امامت کے قائل ہوں گے وہ بھی اپنے قول سے پھر جائیں گے، صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کا اقرار لے لیا ہوگا، جن کے دلونپر اللہ نے ایمان کو نقش کر دیا ہوگا، اور جن کی مدد روح القدس کے ذریعہ فرمائی ہوگی۔ اے احمد ابن اسحاق! یہ قدرت کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ، اللہ کے اسرار میں سے ایک راز اور اللہ کے غیوب میں سے ایک غیبت ہے۔ میں نے جو کچھ بتایا ہے اُسے یاد رکھنا، دل میں پوشیدہ رکھنا، خدا کا شکر ادا کرتے رہنا، تم کل کے دن علیین کے درجے میں ہو گے۔ (مؤلف کہتے ہیں :)

یہ دو واقعہ (ازدی اور احمد ابن اسحاق کے متعلق) اس بات کی تصدیق اور نشان دہی کرنے والا ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم حجت ابن الحسن العسکری عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقدس وجود قرآن مجید کی طرح ہے جو شخص ان کے

شرف حضور کی سعادت سے مشرف ہوگا یا اس کی ہدایت میں اضافہ ہوگا یا اگر اس کے عقیدے میں کوئی نقص ہوگا وہ برطرف ہو جائے گا۔

اور یہ بات واضح طور پر معلوم ہے کہ یہ منقبت و فضیلت صرف انہیں بزرگوار سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ان کے تمام آباء و اجداد کرام ائمہ طاہرین میں سے ہر ایک قرآن مجید کی طرح ہیں جو شخص ان کے شرف حضور کی سعادت سے مشرف ہوگا اور ان کا ہم رکاب رہا ہوگا ان کی ہمسائیگی اور ان کے تقرب کی وجہ سے ایسا صاف و شفاف ہوگا کہ ان کی عنایات و الطاف اس کے شامل حال ہونے کے علاوہ قابل مدح و ثنا بلکہ لائق شکر و اطمینان بھی ہوگا۔ اب ہم چند مورد (جلیل القدر اصحاب) کی طرف تیرکا اشارہ کر رہے ہیں۔

۶۳۵۔ “وفی الاختصاص: باسناده عن سلیمان بن خالد الأقطّعی قال سمعتُ أبا عبد الله عليه السلام إلا زُرارة و أبو بصیر ثابی علیہ السلام یقولُ اُم اجد اُحدًا اَحَی ذِکْرَ اَن وَا حادی و مُحمَّد بن مُسلم و بُرید بن مُعَاویة و لَوْلَا هُوَلَاءِ مَا کَانَ اَحَدٌ یَسْتَنْبِطُ هُدًی ، هُوَلَاءِ حُفَاطُ الْمُرَادِ عَلَیهِ السَّلَامُ عَلَی خ لَالِ اللَّهِ وَحَ اَرَمِهِ وَهُمْ السَّابِقُونَ اِلَی اَن فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ نِ وَاُمُّ اَبِی الدَّی (۱) ”

اختصاص میں بطور مسند سلیمان ابن خالد اقطع سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ: میں نے امام جعفر صادق - کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے ذکر اور اپنے والد ماجد کی احادیث کو احیاء (زندہ) کرنے والا سوائے زرارہ، ابوبصیر مرادی، محمد ابن مسلم اور برید ابن معاویہ کے کسی کو نہیں پایا اگر یہ (مذکورہ افراد) نہ ہوتے تو کسی شخص کو راہ استنباط کی ہدایت نصیب نہ ہوتی یہ لوگ دین اسلام کے پاسباں ہیں، اور میرے والد ماجد امام باقر العلوم کے امین ہیں جو حلال خدا اور حرام خدا کے امانت دار ہیں اور وہی لوگ دنیا و آخرت میں ہمارے فرمودات کی پیروی کرنے میں پیش قدم ہیں۔

د قال أبو عبد الله عليه السلام رَجَمَ اللَّهُ ۶۳۶۔ “وفیه باسناده عن ابراهیم بن عبد الحمّی (ی علیہ السلام ” (۲ ث اب زُرارة یَنْ اَعِیْنُ لَوْ لَا زُرارة لَا نَدْرَسَتْ اَثَارُ النَّبِیَةِ اَحادی اسی کتاب میں بطور مسند ابراہیم ابن عبد الحمید کا بیان ہے: حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: اللہ زرارہ ابن اعین پر اپنی رحمت نازل کرے اگر زرارہ نہ ہوتے تو آثارِ نبوت (جو وہی میرے والد گرامی کی حدیثیں ہیں) کہنے اور مٹ گئے ہوتے۔

أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیهِ السَّلَامُ أَقَالَ حَدَّثَنِي دِ بْنِ الْجَعْفَى ۶۳۷۔ “وفیه باسناده عن جَابِرِ بْنِ یَزِی ثَأْلَمْ اُحَدَّثْتُ بِ هَا اَحَدًا قَطُّ وَلَا اُحَدَّثْتُ بِ هَا اَحَدًا اَبَدَنْ اَلْفَ حَدِی سَبْعِی وَقَرَأَ قَالَ جَابِر : فَقُلْتُ لَا بَی جَعْفَرِ عَلَیهِ السَّلَامُ جُعِلَتْ قَدَاکَ اِنِّکَ حَمَلْتَنِي

۱) (الاختصاص، ص ۶۶، رجال کشی، ص ۹۰۔)

۲) (الاختصاص، ص ۶۶، رجال کشی، ص ۹۰۔)

حَتَّى صَدَرْتُ لَا اُحَدَّثُ بِ اَحَدًا ، وَرُبَّ مَا جَاشَ فِی مَآبِ مَا حَدَّثْتُ نِی بِ مِنْ سِرِّکُمْ الَّذِی عَطَى رةً وَكَلَّ هِ الْجُنُونَ اَقَلَ اِی جَابِرُ قَا اِذَا كُنْ لَیْكَ فَاحْزَنُج اِلَی الْحُبَّانُ فَاحْفَ ر حَفِی مِنْهُ شَبِی یَاخُذْنِی) بِکَ اِذَا وَكَلَّ اِذَا ” (۱ مُحمَّد بن ِ عَلَی هَا ثُمْ قَالَ حَدَّثَنِي رَأْسَکَ فِی

اس کتاب میں جابر ابن یزید جعفی سے استناد کرتے ہوئے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: حضرت امام محمد باقر العلوم - نے مجھ سے ایسی ستر ہزار احادیث بیان فرمائیں جو اسرار آل محمد ہیں وہ میں نے کسی سے بیان نہیں کیں اور نہ ہی آئندہ کسی سے (تا قیامت) بیان کروں گا۔

ایک دن میں نے امام محمد باقر - سے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں آپ نے مجھ پر بہت بار عظیم لاد دیا ہے کیوں کہ آپ نے مجھ سے اپنے راز کی وہ ستر ہزار احادیث بیان کی ہیں جنہیں میں کسی سے بیان نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے میرے سینے میں بعض اوقات ایک جوش و تلاطم پیدا ہوتا ہے اور میں اپنے کو پاگل جیسا محسوس کرنے لگتا ہوں۔

امام محمد باقر - نے فرمایا: اے جابر! جب تمہیں اپنے سینہ میں تلاطم محسوس ہو تو کسی ویران جگہ پر جاکر ایک گڑھا کھود لیا کرو اور اس میں اپنا سر داخل کر کے کہا کرو کہ مجھ سے محمد باقر - نے یہ یہ فرمایا تھا (اس عمل سے تمہارے سینے کا بار عظیم کم ہو جائے گا)۔

من جملہ انہیں افراد میں سے میثم تمار ہیں جو عظیم بندگی اور حضرت علی ابن ابی طالب - کی ولایت عظمیٰ کی معراج پر پہنچے ہوئے تھے کہ انہیں ماہ رمضان کی شب انیس کے واقعہ اور ضربت ابن ملجم کی عظیم مصیبت واقع ہونے کے متعلق خبر دے رہے ہیں کہ جس کے نتیجے میں حضرت کی ریش مبارک ان کے سر مبارک کے خون سے خضاب ہوگی۔

رُ اَسَدَ فَاشَتْ اَرُهُ اَمِی ۶۳۸۔ “وفی کتاب الغارات : اُكُنْ مِیْثُ مُ عِبْدًا لَامْرُ اَوْ مِنْ بَنِی

۱) (رجال کشی، ص ۱۲۸ - بحار الانوار، ج ۱۱، ص ۹۷)۔

رَأسِ أَرَرٍ خَفِيَّةٍ مِنَ الْمَوْتِ نَيْنٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَعْتَقَهُ وَأَطْلَعَهُ عَلَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ع لِي عِلْمٍ كَثِي هَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكَوْفَةِ وَيَنْسُبُونَ عَلِيًّا أَسَ أَرَرٍ الْوَصِيَّةَ ، فَ أَ كَنَ مَيْثَمَ يَحْدُثُ بَعْضُ لَذِكَ فَيَشْكُ فِي سِ حَتَّى أَقْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمًا بِمَحْضَرٍ مِنْ خَلْقٍ هَامٍ وَالتَّدْلِي لَذِكَ إِلَى الْمَوْخَرَفَةِ وَالْأَيِّ فِي (وَتُصَلِّبُ الْخَ ” (۱) هُمُ الشَّاكُّ وَالْمُخَلِّصُ أَيْ مَيْثَمَ إِنَّكَ تُؤَخِّدُ بَعْدِي رَ مِنْ أَصْ حَابِهِ وَفِي كَثِي

کتاب غارات میں مذکور ہے کہ میثم ابن اسد کی ایک خاتون کے غلام تھے حضرت امیر المومنین - نے انہیں خرید کر راہ خدا میں آزاد کردیا اور انہیں بہت سے علوم اور ناگفتہ بہ اسرار و رموز سے باخبر کیا۔

یہی وجہ تھی کہ میثم کبھی بعض ان علوم میں سے ایسی چیزیں بیان کرتے تھے کہ اہل کوفہ شک و حیرت میں پڑ جاتے تھے۔

اور حضرت علی - کی طرف خرافات و موبومات اور خود ساختگی کی نسبت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علی - اپنے اصحاب کے کثیر مجمع میں کہ ان میں سے بعض شک میں تھے اور بعض دوسرے آپ کے معتقد اور مخلص تھے فرمایا: اے میثم! تمہیں میرے بعد گرفتار کیا جائے گا اور تمہیں دار پر لٹکایا جائے گا۔ الخ۔ لَا يَحْتَـمِلُهُ إِلَّا مَلَكٌ اِسِي كِتَابِ مِیْن مَذْكَوْرَ هَی: “إِنَّ مَيْثَمًا أَ كَنَ مَمَّنْ يَحْتَـمِلُ الْعِلْمَ الَّذِي (مَا نَ ” (۲) مُقَرَّبٌ أَوْ نَبِيٍّ مُرْسَلٌ أَوْ عَبْدٌ اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِإِلَای یَقِیْنَا مِیْثَمَ اِن افراد میں سے تھے جو ایسے علم کے حامل تھے کہ اس علم کو سوائے مقرب فرشتے یا نبی مرسل کے یا وہ بندہ کہ جس کے قلب کا خداوند متعال نے ایمان کے ذریعہ امتحان لیا ہوگا تحمل نہیں کر سکتا۔

۱) (الغارات، ج ۲، ص ۷۹۷ - بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۳۴۳)۔

۲) (الغارات، ج ۲، ص ۷۹۸)۔

لیکن حدیث میثم اور ان کی شہادت کی کیفیت تراجم رجال میں علامہ مجلسی رضوان اللہ علیہ وغیرہ نے شیخ مفید علیہ الرحمہ کی مبارک کتاب الارشاد سے نقل کیا ہے۔ لہذا ہم نے بھی شیخ مفید کے نسخہ کا انتخاب کیا ہے۔
ذُ طَابَ اللّٰهُ دِ الشَّيْخُ الْمُفِي نَ مَوْلَانَا الشَّيْخُ السَّعْيُ ۶۳۹ - “مَنْهَا مَا رَوَاهُ فَخْرُ الْمُحَدِّثِ نَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَخَ اِبْرَهَ عَن رَ الْمَوْمِنِي كَبِ اَتِيهِ الْاِرْ شَادِ عِنْدُ اَم يَذْكُرُ مُعْجَزِ اَزَتْ اَمِي ثَرَاهُ فِي نَ عَلَيْهِ رَ الْمَوْمِنِي الْمَوْعِي اَبَتْ : اِنَّ مَيْثَمَ التَّمَارِ اَكْنَ عَبْدًا لَامِرًا اَوْ مِنْ بَنِي اَسَدٍ فَاشْتَرَاهُ اَمِي رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) اِنَّ اِسْمَكَ السَّلَامُ مِنْ هَا فَاعْتَقَهُ فَتَ اَقْلَ لُهُ مَا اِسْمُكَ فَتَ اَقْلَ سَالِمَ ، فَتَ اَقْلَ اَخْبَرَ رَنِي نَ رَ الْمَوْمِنِي سَمَاكَ بِهَ اَبَ اَوْكَ فِي الْعِجَمِ مَيْثَمَ ، اَقْلَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَصَدَقْتَ اَي اَمِي الَّذِي سَمَاكَ بِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) وَدَعَّ سَالِمًا ، فَزَجَّ اَقْلَ فَارْجٍ عِ اَلِ ي اِسْمَكَ الَّذِي وَاللّٰهُ اِنَّهُ لَاسْمِي فَتَ تَصَلِّبُ وَتَطْعَنُ سَالِمَ ، فَتَ اَقْلَ لُهُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَذَتْ يَوْمَ اِنَّكَ تُؤَخِّدُ بَعْدِي مَيْثَمَ وَ اَكْتَ لِي يَابِي بِحَرْبَةٍ ، فَا اَذَ اَكْنَ يَوْمَ اَثْلَبُ اِبْتَـمَنْخَ اَرْكَ وَفَمَكَ دَمًا وَيَخْضُ بَ لِحِي تَتَكَ فَاَنْتَ ظَرُّ لَذِكَ الْخِ صَابُ فَتُصَلِّبُ بَ ع لِي اَبِي اَدْرَ عَمْرٍ وَ بِنِ حَرْبٍ عَاشِرِ عَشْرَةٍ اَنْتَ اَقْصَرُ رُهُمْ خَشْبَةً وَ اَقْرَبُهُمْ مِنَ الْمَطْهَرَةِ وَ اَمْضِ حَتَّى عِنْدَ هَا وَيَقُوْلُ هَا فَيُصَلِّي تَصَلِّبُ ع لِي جَذْغِ هَا ، فَا اَرُهُ اَيَا هَا وَ اَكْنَ مَيْثَمَ يَأْتِي اُرِيكَ النُّخْلَةَ التَّتِي تَ ، وَلَمْ يَزَلْ يَتَ اَعْهَدَ هَا حَتَّى قُطِعَتْ وَحَتَّى عَرَفَ الْمَوْضِعَ بُوْرِكَتَ مِنْ نَخْلَةٍ لَكَ خَلَقْتُ وَلِي غَدِي مُ جَاوَرِكَ فَاحْسِنُ عَمْرٍ وَ بِنِ حَرْبٍ فَيَقُوْلُ لُهُ اِنِّي يُصَلِّبُ عَلِيَّ هَا بِاَلِكُ وَفَةٍ ، اَقْلَ وَ اَكْنَ يُلْفِي الَّذِي مَ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ اَدْرَ بِنِ مَسْعُودٍ اَوْ اَدْرَبِنِ حَكِي دُ اَن تَشْتَـرِي فَيَقُوْلُ لُهُ عَمْرٍ اَثْرِي جَ اُورِي هَا فَتَدْخُلُ عَ لِي اُمَ سَلَمَةً فَتَ اَقْلَتَ مَنْ اَنْتَ ؟ اَقْلَ اَن قُتِلَ فِ السَّنَةِ التِّي دُ وَحَجَّ فِي مَا يَرِي جَوْفِ اللَّيْلِ ، بِكَ عَلِيًّا فِي مَيْثَمَ اَقْلَتَ وَاللّٰهُ لَرَبِّ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) يَذْكُرُكَ وَيُوصِي قَدْ اَحْبَبْتُ هَ اِنَّنِّي حَاطِطٌ لُهُ اَقْلَ اَخْبَرَ رِي فَسَالُ هَا عَنِ الْخُسْبَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؟ فَتَ اَقْلَتَ هُوَ فِي بِنِ اِن شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى ، فَدَعَتْ اُمَ سَلَمَةَ بِطِي السَّلَامُ عَلِيٍّ وَحَنُ مَلْتَقُونَ عِنْدَ رَبِّ اَلِ اَعْلَمِي وَطَيَّبْتُ لِحِي تَهَ وَ اَقْلَتَ لُهُ اَم اِن هَا سَتُخْضُ بَ بِدَمِ ، فَقَدِمَ الْكَوْفَةَ فَآخَذَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بِنِ رَ اَيَّدَ فَادْخَلَ عَلَيْهِ لَ لَ لَ لَ هَا اَذَ اَكْنَ مِنْ ثَارِ النَّاسِ عِنْدَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، اَقْلَ وَ يَحْكُمُ هَذَا الْاَعْجَمِي ؟ قِي فَقِي نَعَمْ اَقْلَ لُهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَيْنَ رَبُّكَ ؟ اَقْلَ بِالْمَرَصِنِ اِدْ لِكُلِّ ظَالِمٍ وَ اَنْتَ اَحَدُ الظَّالِمَةِ اَقْلَ اِنَّكَ عَ لِي عَجْمَتِكَ عَاشِرِ عَشْرَةٍ اَنَا تَصَلِّبُنِي اَفْعَلُ بِكَ اَقْلَ اَخْبَرَ رَنِي دُ اَم اَخْبَرَ رَكَ صَاحِبِكَ اِنِّي تُرِي لَتَبْلُعَ الَّذِي اِلَّا عَنِ اَقْصَرَهُ اَمْ خَشْبَةً وَ اَقْرَبُهُمْ إِلَى الْمَطْهَرَةِ اَقْلَ لَا خَالِفَتُهُ ، اَقْلَ كَيْفَ مَ خَالِفُهُ

فَوَاللّٰهُ اَمْ اَخْبِرْنِيْ اَصْلَبُ لِيْ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَكَيْفَ اَمْ خَالَفْتُ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ عَرَفْتُ الَّذِيْ وَضَعَ الَّذِيْ النَّبِيُّ (ص) عَنْ جِبْرِئِيْ الْاَسْلَمَ لَامَ فَحَبَسَهُ وَحَبَسَ مَعَهُ اَتَرَ بَنِيْ اَبِيْ عَلَيْهِ اَيْنَ مِنَ الْكَافِرَةِ اَنَا اَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ فِيْ تَقَاتُلِهَا فَلَمَّا عُبِدَ اَقْلَ لَهُ مَيْثُ اِنَّكَ تَقْلُتْ وَتَخْرُجُ اَثَرًا بِدَمِ الْخُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَقَاتُلُ هٰذَا الَّذِيْ لَهٗ اِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بِأَمْرِهِ بِتَخْلِيَةِ سَبِيْ دِيْكَ اَنْتَبِ يَزِيْ دَعَا عُبَيْدِ اللّٰهِ بِالْمُخِ اَتَرَ لَيْقَتُ لَهٗ طَلْعَ بَرِيْ فَخَ لَاهُ وَاَمْرَ بِمَيْثُ اَنْ يُصَلِّبَ ، فَاَخْرَجَ فَاقْلَ لَهُ رَجُلٌ لَّقِيَهُ اَمْ اَكُنْ اَغْ اَنْكَ عَنْ هٰذَا اَي مَيْثُ مَ ، فَتَبَسَّمَ بَ ، فَلَمَّا رُفِعَ عَلٰى الْخُسَيْنِ اَجْمَعِ النَّاسُ اِلَى النَّخْلَةِ لَهَا خُلُقْتُ وَلِيْ غَدٰى وَاقْلَ وَهُوَ يُوحٰى مُ جَاوَزَكَ فَلَمَّا صَلِّبَ اَمْرَ جَارِيَّتِهِ حَوْلَهُ عَلٰى اَبِيْ عَمْرٍ وَبَنِيْ حُرَيْثٍ ، اَقْلَ عَمْرُوْ قَدْ اَكُنْ وَاللّٰهِ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَ لِابْنِ زَايِدٍ اَبِيْثَمَ ، فَقِيْ رَهٗ فَجَعَلَ مَيْثُ مَ يُحَدِّثُ بِفِ ضَائِلِ بَنِيْ بَكْسٍ تَحْتِ خَشْبَةٍ وَرَشَبَةٍ تَجْمِي الْاِسْلَامَ وَ اَكُنْ قُتِلَ مَيْثُ مَ قَبْلَ قَدْ فَضَحَكُمْ هٰذَا الْعَبْدُ فَاقْلَ الْحَمْدُ وَ اَكُنْ اَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ فِيْ قُدُوْمِ الْخُسَيْنِ بَنِيْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْعَرَقُ بَعَشْرَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا اَكُنَ الْيَوْمُ اَلْاَثَلُثُ مِنْ صَلْبِ هِ طَعْنُ) اَخِرُ النَّهَارِ قَمَهُ وَاَنْفَهُ دَمًا ” (١ مَيْثُ مَ بِالْحَمْدِ رَبِّهِ فَكَبَّرَ ثُمَّ اِنْبَغَتْ فِيْ

محقق جلیل القدر شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب ارشاد میں جہانمجازات و مغیبات اور مستقبل کی خبروں کے متعلق نقل کرتے ہیں ان میں سے ایک واقعہ میثم تمار کا بھی ہے مولا امیر المومنین - کی خدمت کو درک کرنے سے پہلے میثم تمار ابن اسد کی عورت کے غلام تھے اور امیر المومنین - نے میثم کو اس عورت سے خرید کر کے آزاد کیا تو آپ نے اس سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: سالم، تو آپ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ (ص) نے خبر دی تھی کہ تیرا نام جو عجم میں تیرے ماں باپ نے رکھا وہ میثم ہے تو انہوں نے کہا کہ: اللہ اور اس کے رسول (ص) اور آپ نے اے امیر المومنین - سچ فرمایا خدا کی قسم! میرا یہی نام ہے تو آپ نے فرمایا: پھر اپنے اصلی نام کی طرف پلٹ جاؤ جس نام سے رسول اللہ (ص) نے تمہیں یاد کیا ہے اور سالم کو چھوڑ دو پس میثم کے نام کی طرف پلٹ آئے اور اپنی کنیت ابو سالم رکھی۔ ایک دن حضرت علی - نے ان سے فرمایا کہ: میرے بعد تمہیں گرفتار کر کے سولی پر لٹکایا جائے گا اور تمہیں نیزے سے مارا جائے گا پس جب تیسرا دن ہوگا تو تمہاری ناک اور منہ سے خون جاری ہوگا جس سے تمہاری داڑھی خضاب ہوگی اس خضاب کا انتظار کرو پس تمہیں عمرو ابن حریث کے گھر کے دروازے پر سولی پر لٹکایا جائے گا تو تم دس افراد میں سے دسویں فرد ہو گے کہ جس کی سولی کی لکڑی سب سے چھوٹی ہوگی، اور وضو خانہ کے زیادہ قریب ہوگا اور چلو! میں تمہیں وہ کھجور دکھاؤں جس کے تنے (کی لکڑی) پر سولی دی جائے گی پھر آپ نے وہ درخت دکھایا۔ میثم اس کے قریب آکر نماز پڑھا کرتے تھے اور کہتے کہ تجھے برکت نصیب ہو اے کھجور کے درخت! میں تیرے لیے خلق ہوا ہوں اور تجھے میرے لیے غذا دی گئی ہے اور ہمیشہ اس کی نگرانی

۱) (الغارات، ج ۲، ص ۷۹۷۔ الارشاد، ج ۱، ص ۳۲۵۔)

کرتے رہے یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا گیا اور انہیں وہ مقام بھی معلوم تھا جہاں کوفہ میں پھانسی پر لٹکایا جاتا تھا اور میثم جب عمرو بن ثابت سے ملاقات کرتے تو کہتے: میں تیرا پڑوسی بننے والا ہوں پس میری اچھی ہمسائیگی کرنا تو عمرو اس سے کہتا کہ: کیا تو نے ابن مسعود کا مکان لینا چاہا ہے یا ابن حکیم کا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ میثم کی مراد کیا ہے۔ میثم نے اس سال حج کیا جس میں قتل ہوئے پس جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ: تم کون ہو تو کہا کہ: میں میثم ہوں - کہا: میں نے بسا اوقات رسول اللہ سے سنا وہ تمہارا ذکر کرتے تھے اور علی - کو پردہ شب میں تمہارے متعلق وصیت کرتے تھے پس میثم نے ان سے امام حسین - کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا: وہ اپنے باغ میں گئے ہوئے ہیں عرض کیا ان کو بتائیے گا کہ میں ان کو سلام کرنا چاہتا تھا اور انشاء اللہ عالمین کے پروردگار کے ہاں ہماری ملاقات ہوگی۔

پس جناب ام سلمہ نے خوشبو منگوائی اور میثم کی داڑھی کو خوشبو لگائی ان سے کہا: یاد رکھو عنقریب یہ خون سے خضاب ہوگی پس میثم کوفہ میں آئے تو عبید اللہ ابن زیاد لعین نے انہیں گرفتار کیا جب اس کے دربار میں داخل ہوئے تو اس لعین سے کہا گیا کہ یہ شخص علی - کے ہاں سب سے زیادہ ترجیح رکھتا تھا تو وہ کہنے لگا: افسوس ہے تم پر یہ عجمی ہے؟ بتایا گیا ہاں! تو عبید اللہ نے میثم سے کہا: تیرا رب کہاں ہے؟ جواب دیا: ہر ظالم کی گھات میں ہے اور ان ظالموں میں سے تو بھی ہے تو وہ لعین کہنے لگا: تو عجمی ہوکر اس جگہ پر پہنچ جائے گا جہاں تو چاہتا ہے تیرے ساتھی نے تجھے کیا خبر دی کہ میں تجھ سے کیا سلوک کروں گا تو کہا کہ آپ نے مجھے خبر دی تھی کہ میں دسواں آدمی ہوں گا جسے تو سولی پر لٹکائے گا میری لکڑی ان سب سے چھوٹی ہوگی اور وہ طہارت خانہ کے قریب ہوگی وہ کہنے لگا کہ ہم اس کے

قول کی مخالفت کریں گے تو میثم اس ملعون سے کہنے لگے کہ : تو مخالفت کیسے کرسکتا ہے پس خدا کی قسم! آپ نے جو کچھ خبر دی ہے وہ نبی کریم (ص) سے اور نبی کریم نے جبرئیل سے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دی ہے تم ان سب کی مخالفت کیسے کرو گے اور میں تو اس جگہ کو بھی جانتا ہوں جہاں پر مجھے سولی پر لٹکایا جائے گا کہ وہ کوفہ میں کہاں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے پہلا شخص ہوں کہ جس کے منہ میں لگام دی جائے گی پس اس لعین نے میثم کو قید کردیا اور اس کے ساتھ مختار ابن ابو عبیدہ کو بھی قید کردیا تو میثم نے مختار سے کہا کہ تم امام حسین - کے خون کا بدلہ لینے کے لیے رہا کر دینے جاؤ گے پس تم اس کو قتل کرو گے جو ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔

تو جب عبید اللہ لعین نے مختار کو بلایا تاکہ وہ اسے قتل کرے تو قاصد عبید اللہ کے نام یزید کا خط لے کر آیا وہ اس کو حکم دے رہا تھا کہ مختار کو رہا کر دو اور اس نے مختار کو چھوڑ دیا اور میثم کے لیے پھانسی کا حکم دیا تو میثم کو نکالا گیا پس میثم سے ایک شخص نے جو اس سے ملا کہا کہ تو اس سے کتنا بے پرواہ ہے اے میثم! تو میثم مسکرائے اور اس کھجور کے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ: میں اس کے لیے پیدا ہوا ہوں اور اس کو میرے لیے غذا دی گئی ہے۔

پس جب میثم کو اس لکڑی پر لٹکایا گیا تو لوگ ان کے گرد عمرو ابن حریث کے دروازے پر جمع ہو گئے تو عمرو کہنے لگا کہ: خدا کی قسم! میثم مجھ سے کہا کرتا تھا کہ میں تمہارا پڑوسی بننے والا ہوں لہذا جب میثم کو سولی پر لٹکایا گیا تو عمرو نے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ اس لکڑی کے نیچے جھاڑو دو اور پانی چھڑکاؤ اور دھونی دو پس میثم نے فضائل بنی ہاشم کو بیان کرنا شروع کر دیا تو ابن زیاد کو بتا یا گیا کہ اس غلام نے تجھے رسوا کر دیا ہے یہ سن کر اس خبیث نے حکم دیا کہ اس کے منہ میں لگام دے دو اور وہ اللہ کی مخلوق میں پہلا شخص ہے کہ جس کے منہ میں لگام دی گئی ہے اور جناب میثم کی شہادت امام حسین - کے عراق کی طرف آنے سے دس دن پہلے ہوئی پس جب میثم کی سولی کا تیسرا دن آیا تو اس مظلوم کو نیزہ مارا گیا اور اس نے تکبیر کہی پھر دن کے آخر میں اس بیکس کے منہ اور ناک سے خون) بہنے لگا۔ اور شہید کی صورت میں رحمت الہی سے جاملے۔ (۱)

۱) جناب میثم تمار رضوان اللہ علیہ کے حالات رجال اور حدیثوں کی متعدد کتابوں میں مختلف (عبارتوں کے ساتھ رجال کشی، تفسیر عیاشی اور ارشاد وغیرہ میں ذکر ہوئے ہیں مولف نے صرف ارشاد کے نسخے سے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

ہ عَنْ أَبِيهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي ۶۴۰ - "وَفِي الْبَحَارِ عَنِ الْكُشِيِّ وَرَوَى عَنْ أَبِي لَ لَّهُ إِنَّهُ نَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِي رَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْلَ أَنْ يَأْتِيَ مَيْثَمَ بْنَ أَبِي الْإِمَامِ أَجْمَعٍ عَمَّا نَزَلَ فِي بَيْتِهِ لِيُحَدِّثَهُ عَنْ أَبِيهِ النَّائِمِ قَوْلَهُ لِيُحْصِنَ لِحْيَتَكَ مِنْ رَأْسِكَ فَتَأْتِيكَ فِي رَأْسِكَ وَأَنْتَ وَاللَّهُ فِي الْكُؤُوسِ أَنْتَ فَتَقْطَعُ قَنْصَلُ بَابِ أَنْتَ لِيَقْطَعَنَّ يَ أ دَكُ وَرَجُلَاكَ وَلِتَقْطَعَنَّ النَّخْلَةَ الَّتِي عَ لِي رُبْعٍ هَا وَمُحَمَّدُ بْنُ عَدِيٍّ عَ لِي رُبْعٍ هَا وَمُحَمَّدُ بْنُ أَكْتُ عَ لِي رُبْعٍ هَا وَخَالِدُ بْنُ مَسْعُودٍ عَ لِي رُبْعٍ هَا ، رَ وَقُلْتُ إِنَّ عَلِيًّا لِيُخْبِرُنِي أَنَّ بَالِغَ الْبَيْبِ فَقُلْتُ لَهُ أَوْ أَكُنَّ أَيْ ذَكَ أَيْ أَمَى نَفْسِي أَقْلَ مَيْثَمَ فَشَكَكْتُ فِي ذَلِكَ يَا وَرَبَّ الْكَؤُوسِ كَ أَذْ عَهْدَهُ إِلَى النَّبِيِّ (ص) أَقْلَ فَقُلْتُ لِمَ يَفْعَلُ بِي نَ فَتَأْتِي الْمُؤْمِنِينَ إِذَا أَقْلَ وَأَكُنَّ يَمُ بْنُ ابْنِ الْأَمَةِ الِ أَفْجَرَةَ غَبِيذُ اللَّهِ بْنُ زِي نَ فَتَأْتِي لِيَأْخُذَنَّكَ الْعُزْلُ الزَّنَّ رَ الْمُؤْمِنِينَ أَمَى أَيْ مَيْثَمَ إِنَّ لَكَ وَلَ هَا شَأْنًا مِنَ الشَّأْنِ ، أَقْلَ يَخْرُجُ إِلَى الْجُبَّةِ وَأَنَا مَعَهُ فَيَمُرُّ بِالنَّخْلَةِ فَيَقُولُ لِي بِالْكَؤُوسِ أَنْتَ فَتَقْطَعُ قَنْصَلُ إِدِ الْكَؤُوسِ وَتَدْخُلُ هَا تَعْلَقُ بِالنَّخْلَةِ الَّتِي فَلَمَّا وَلِيَ غَبِيذُ اللَّهِ بْنُ زِي يَنْ فَشَقَّ هَا أَرْبَعَ قَطْعَ أَقْلَ مَيْثَمَ فَقُلْتُ لِي صَالِحَ مِنْ لَذِكُ فَامْرَأَ بَقَعَطَ هَا فَاشْتَرَا رَجُلًا مِنَ النَّجَارِ بَعْضُ بَلْكَ الْأَجْ أَذْ أَقْلَ فَلَمَّا وَدَّقَهُ فِي أَبِي فَخَذَ مَسَ مَارًا حَدِيدًا فَانْقَشَ عَلَيْهِ اسْمُ ابْنِي إِلَيْهِ رَ تَشْتَكِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ السُّوقِ فَتَأْتِي أَيْمِيثَمَ أَنَّهُ ضَمَعَ أَنْ إِلَ الْأَمَى بَعْدَ لَذِكُ أَيَّامًا أَتَوْتِي بِ الْقَوْمِ فَنَصْتُ لِي عَلِيَّ أَنْ غَيْرَهُ ، أَقْلَ كُنْتُ خَطِي غَامِلُ السُّوقِ فَتَسْأَلُهُ أَنْ يَعْزِلَهُ عَنَّا وَيُوَلِّيَ رَ تَعْرِفُ هَذَا الْمُؤْمِنُ أَقْلَ مَيْثَمَ الْتَمَارَ فَتَأْتِي لِي عَمْرُو بْنُ حَرِيثَ أَصْلَ اللَّهِ الْأَمَى وَأَعَجَبَهُ مَنْطِقِي مَا تَقُولُ ؟ طَالِبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَقْلَ فَاسْتَوَى جَالِسًا فَتَأْتِي لِي الْكَؤُوسُ دَابَّ عَلَى بَنِي أَبِي

نَ رَ الْمُؤْمِنِينَ طَالِبُ أَمَى رَ بَلْ أَنَا صَادِقُ مَوْلَى الْأَدِقِّ عَلَى بَنِي أَبِي فَقُلْتُ كَذِبَ أَصْلَ اللَّهِ الْأَمَى لَتَبْرَأَنَّ مِنْ عَلِيٍّ وَلَتَذْكُرَنَّ مَ سَالُوِيَهُ وَتَتَوَلَّى عُثْمَانَ وَتَذْكُرَنَّ حَاسِنَةَ أَوْ عَلِيَةَ السَّلَامَ حَقًّا ، فَقَالَ لِي بَكَيْتُ مِنْ الْقَوْلِ دُونَ الْفِعْلِ ، فَقُلْتُ وَاللَّهِ أَمْ لَا قَطْعَ عَنْ يَدَيْكَ وَرَجُلَيْكَ وَلَا أَصْلَ بَيْتِكَ فَبَكَيْتُ ، فَتَأْتِي بِي سَيِّدِي يَوْمَ أَحْبَبَ رَأَى بَكَيْتُ مِنْ شَكِّ أَمْ كُنْ دَخَلْتُ بَكَيْتُ مِنْ الْقَوْلِ وَلَا مِنَ الْفِعْلِ وَلَكِنِّي إِنَّ نَائِمًا فَتَأْتِي نَائِمًا لِي وَأَمْ أَقْلَ لَكَ ؟ أَقْلَ فَقُلْتُ أَتَيْتُهُ الِ أَبْبَ فَقِي وَمَوْلَايَ ، فَتَأْتِي لِي النَّائِمُ قَوْلَهُ لِيُحْصِنَ

لَحَيْثُكَ مِنْ رَأْسِكَ فَاقْلَ صَدَقْتُ وَأَنْتَ وَاللَّهُ لِيَقْطَعَ عَنِّي أَدَاكَ وَرَجَ لَأَكْ وَلِ سَانِكَ نَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ بِأَخْذِكَ الْعُلْتُ رَ الْمُومِنِي يَا أُمِّي وَلْتَصِلْ بِنِّي ، فَقُلْتُ وَمَنْ يَفْعَلُ لَذِكْ بِي إِذْ أَقْلَ فَامَتْ لَ لَا غِيْظًا ثُمَّ أَقْلَ وَاللَّهُ لَا قُطْعَنَ يَدَيْكَ وَرَجَلَيْكَ مَ ابْنُ الْأَمَةِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْ الرِّزْنِيِّ وَلَا دَعْنُ لِ سَانِكَ حَتَّى أَكْذَبَكَ وَأَكْذَبَ مَوْ لَأَكَ ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَتْ عِيَادُهُ وَرَجَ لَأَهُ ثُمَّ أُخْرِجَ وَأَمَرَ بِهِ أَنْ يَبْثَلَ الْمَكْنَ مَوْ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي يُصْلَبَ ، فَتَ أَنْدَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ إِثْبَاهًا لِنَسْ مِنْ أَرَادَ أَنْ يَسْمَعَ عَ الْحَدَّ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؟ أَقْلَ فَاجْتَمَعَ مَعَ النَّاسِ وَأَقْبَلَ لِيُحَدِّثَهُمْ بِأَلْعَ جَانِبٍ ، أَقْلَ وَخَرَجَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ وَهُوَ طَالِبٌ عَلَيْهِ دُ مَنْزِلُهُ فَاقْلَ أَمْ هَذِهِ الْحَ مَاعَةُ أَقْلَ مَيْثُ التَّمَارِ يُحَدِّثُ النَّاسَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي يُرَى رَ أَدِرَ أَفْبَعَثَ إِلَيَّ هَذَا مَنْ يَقْطَعُ لِي سَانَهُ فَإِنِّي السَّلَامُ ، أَقْلَ فَانْصَرَفَ مُسْرِعًا فَاقْلَ أَصْلَحَ اللَّهُ الْأُمِّي لَسْتُ مَا أَنْ يَتَغَيَّرَ قُلُوبُ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَيَخْرُجُ عَلَيْكَ ، أَقْلَ فَالْتَفَتَ إِلَى حَرْسٍ عَلَى فَوْقِ رَأْسِهِ فَاقْلَ إِذْهَبْ فَاقْطَعْ لِي سَانَهُ أَقْلَ فَإِنَّهُ الْحَرْسُ وَاقْلَ لَهُ مَيْثُ ؟ أَقْلَ أَمْ تَشَاءُ أَقْلَ أَخْرَجَ لِي سَانَكَ فَقَدْ أَمَرَنِي أَقْلَ فَقُطِعَ مَوْلَايَ هَاكَ لِسَانِي رُ بَقِطْعَ هَذِهِ أَقْلَ مَيْثُ أَلَا زَعَمَ ابْنُ الْأَمَةِ أَلَا أَفْجَرَهُ أَنْهُ يُكْذِبُنِي الْأُمِّي دَمَهُ ثُمَّ أَمَتَ وَأَمَرَ بِهِ فَصُلِبَ أَقْلَ صَالِحٌ قَمَضَتْ بَعْدَ أَيَّامٍ فَإِذَا هُوَ قَدْ لِي سَانَهُ وَتَشَحَّطَ سَاعَةً فِي (هَذَا الْمَسْأَلَةِ) (١) كَتَبْتُ وَتَقَفْتُ فِي صُلْبِ عَلَى الرَّبْعِ الَّذِي

بحار سے صاحب رجال کشی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو الحسن امام رضا - سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے آباء و اجداد علیہم السلام سے کہ انہوں نے فرمایا: میثم تمار حضرت امیر المومنین - کے بیت الشرف تشریف لائے تو ان سے بتایا گیا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں، میثم نے بلند آواز کے ساتھ کہا: اے سونے والے بیدار ہو جائیے! خدا کی قسم! یقیناً آپ کی ریش مبارک آپ کے سر کے خون سے خضاب ہوگی حضرت نے فرمایا: تم نے سچ کہا اور خدا کی قسم! تمہارے ہاتھ پاؤں اور تمہاری زبان بھی قطع کریں گے اور اس کھجور کے درخت کو جو طہارت خانے میں ہے اسے قطع کر کے چار ٹکڑے کریں گے۔ اس کے ایک ٹکڑے میں تمہیں دار پر لٹکانیں گے دوسرے ٹکڑے پر حجر ابن عدی اور تیسرے پر محمد ابن اکثم اور چوتھے ٹکڑے پر خالد ابن مسعود کو لٹکانیں گے۔

میثم کا بیان ہے: میں خود شک میں پڑ گیا تو میں نے کہا: مولا علی - غیب کے متعلق خبر دے رہے ہیں لہذا یا امیر المومنین -! یہ واقعہ یقیناً رونما ہونے والا ہے؟ حضرت نے فرمایا: ہاں رب کعبہ کی قسم! یہ وہ عہد و پیمان ہے کہ جسے پیغمبر اکرم (ص) نے خود سے کیا ہے، راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا یا امیر المومنین -! کیوں میرے ساتھ ایسا سلوک کریں گے؟ فرمایا: تمہیں زنا زادہ، "ام فاجرہ" کا بیٹا عبید اللہ ابن زیاد گرفتار کرے گا، فرمایا: میثم اس خبر کے بعد ہمیشہ جبانہ کی طرف جاتے تھے میں بھی ان کے ہمراہ اس درخت کے پاس سے گزرتا تھا لہذا مجھ سے کہتے تھے: اے میثم! یقیناً تمہیں اس درخت سے بہت کام درپیش ہوں گے، کہا: جب عبید اللہ ابن زیاد کوفہ کا گورنر ہوا اور کوفے میں وارد ہوا تو اس کا پرچم، طہارت خانے میں جو کھجور کا درخت تھا اس میں پھنس کر پھٹ گیا عبید اللہ ابن زیاد نے اسے فال بد سمجھا اور حکم دیا تاکہ اسے کاٹ دیں کوفہ کے نجاروں میں سے ایک شخص نے اسے خرید کر چار ٹکڑے کیے۔

۱) (الاختصاص، ص ۷۵۔ مدینۃ المعاجز، ج ۳، ص ۱۴۲۔ بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۱۳۱۔)

میثم کا بیان ہے: میں نے اپنے بیٹے صالح سے کہا: ایک لوہے کی کیل لے کر میرا اور میرے والد کا نام اس پر کندہ کرو پھر ان چار ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے کا انتخاب کر کے اس میں کیل جڑ دو۔ میثم کا بیان ہے: چند دنوں کے بعد بازار کے کچھ افراد میرے پاس آئے اور کہا: اے میثم! ہمارے ساتھ او ہم امیر کے پاس چلیں اور بازار کے عامل کی اس سے شکایت کریں کہ اسے معزول کر دیں اور کسی دوسرے شخص کو ہمارے لیے انتخاب کرے۔

میثم کا بیان ہے: میں قوم کا خطیب تھا یہ طے پایا کہ میں گفتگو کروں، میری باتیں امیر کے پاس مقبول ہوئیں اسے اچھا لگا۔

عمرو ابن حریث نے کہا: اللہ امیر کے امور کو بہتر بنائے اس خطیب کو پہنچاتے ہو؟ کہا: کون ہے؟ کہا: یہ میثم دروغ گو (جھوٹا) اور وہ علی ابن ابی طالب - (دروغ گو) کا آزاد کردہ غلام ہے۔

راوی کا بیان ہے: ابن زیاد اٹھا اور بیٹھ کر مجھ سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: عمرو جھوٹ بولتا ہے اللہ امیر کے امور کو بہتر بنائے بلکہ میں یقیناً راست باز سچا اور سچے علی ابن ابی طالب - کا آزاد کردہ ہوں۔

اس وقت مجھ سے کہا: تمہیں علی سے بیزاری اختیار کرنی پڑے گی اور ان کی برائیوں کو بیان کرنا پڑے گا اور عثمان کو اپنا ولی تسلیم کرو اور اس کی نیکیوں کو بیان کرو۔ اور اگر یہ کام انجام نہ دیا تو یقیناً تمہارے ہاتھ اور پاؤں کو کاٹ دوں گا۔ جب اس بات کو میں نے سنا تو میں نے گریہ کیا: کہا: میری بات سے خوف زدہ ہو کر گریہ کر رہے ہو جب کہ ابھی میں

وَكَذَا فَيَكُونُ كَمَا نَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ لَهُ: أَنْتَ رُشِيدٌ الْبَلَاءِ لَا أَيْ تُقَاتِلُ بِ هَذِهِ الْقَوْلِ تَلَوَّ رُ الْمُؤْمِنِي يَقُولُ الرُّشِيدُ وَ أ كَنَ
 آمِي (ن) - صلوات اللہ وسلامہ علیہ - ” (۱ رُ الْمُؤْمِنِي فَ أ كَنَ كَمَا أَقَلَّ آمِي

اختصاص میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ابو حسان عجل سے انہوں نے قنوء بنت رشید ہجری سے بطور مسند نقل کیا ہے کہ اس کا بیان ہے: میں نے اس سے کہا: اس کے متعلق مجھے باخبر کرو جو تم نے اپنے پدر گرامی سے سنا ہے؟ کہا: میں نے اپنے پدر گرامی کو یہ کہتے سنا ہے: حضرت امیر المومنین - نے مجھ سے حدیث بیان کرنے کے ضمن میں فرمایا: اے رشید! تم اس وقت کیسے صبر کرو گے کہ جب دعی (زنا زادہ) بنی امیہ کسی شخص کو بھیج کر تمہارے ہاتھ پاؤں اور زبان کو جدا کرے گا؟ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین - ! آخر کار اس کا نتیجہ بہشت ہے؟ فرمایا: ہاں اے رشید! تم دنیا و آخرت میں ہمارے ساتھ ہو،

قنوء کا بیان ہے: خدا کی قسم! ابھی چند دن نہیں گزرے تھے کہ دعی عبید اللہ ابن زیاد نے کسی کو بھیجا میرے والد ماجد کو بلا وا کر کہا: امیر المومنین - سے برائت اور دوری اختیار کرو تو رشید نے انکار کیا اور بیزاری و دوری اختیار کرنے سے انکار کر دیا دعی بنی امیہ نے کہا: تمہارے مولا نے تمہارے حق میں کیا

۱) (الاختصاص، ص ۷۸ - مدینۃ المعاجز، ج ۲، ص ۶۴ - بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۱۳۶ - معجم رجال (الحدیث، ج ۸، ص ۱۹۷ -

کہا اور تمہارے مرنے کی کیفیت کس طرح بیان کی؟ کہا: میرے مولا اور دوست نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ تم مجھے بلاؤ گے اور مجھے اس بات کے لیے اُکساؤ گے کہ میں ان سے بیزاری و دوری اختیار کروں اور میں اس سے انکار کروں گا لہذا تم اسی وجہ سے میرے ہاتھ پیر اور زبان کو جدا کرو گے، کہا: خدا کی قسم! ابھی اس کے جھوٹ کو تمہارے حق میں پیدا کرتا ہوں او اور اس کے ہاتھ پیر کو جدا کرو اور اس کی زبان کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ میں نے اپنے بابا کے ہاتھ پیر کو جمع کیا اور اپنے والد سے کہا: بابا جان آپ کو اس مصیبت کا درد کیسا محسوس ہوا؟ کہا: اے میری پیاری بیٹی! کوئی خاص شے نہ تھی سوائے اس کے کہ میں نے یہ محسوس کیا کہ جیسے لوگوں کے مجمع کے درمیان ہوں۔ پھر اپنے بابا کو قصر سے باہر لانی میرے بابا کے چاروں طرف لوگ جمع ہو گئے اور کہا: کاغذ اور دوات لے آؤ تاکہ تمہارے لیے جو کچھ صبح قیامت تک ہونے والا ہے تحریر کروں کیوں کہ لوگ مجھ سے ایسی چیزوں کے طالب ہوں گے جو ابھی ان کی تمنائیں پوری نہیں ہوئی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کاغذ اور دوات لائی گئی لکھنا شروع کیا جب بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر کر لیا تو وہ ملعون بڑی تیزی سے گیا اور ابن زیاد کو خبر دی کہ رشید لوگوں کے لیے جو کچھ صبح قیامت تک ہونے والا ہے تحریر کر رہے ہیں، لہذا ابن زیاد نے حجام کو بھیجا تاکہ ان کی زبان کو بھی جدا کر دے اور اسی رات ان کی مقدس روح فردوس اعلیٰ میں جا پہنچی۔

حضرت امیر المومنین - انہیں رشید بلایا کے نام سے یاد کرتے تھے اور حضرت نے انہیں علم بلایا و منایا تعلیم فرمایا تھا۔ اور رشید نے اپنی زندگی میں ایک شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا: اے فلاں! تم فلاں طریقے سے انتقال کرو گے اور ان میں سے ایک شخص کہتا تھا کہ تمہیں اس طرح قتل کریں گے اور جس طرح بیان کیا تھا اسی طرح ہوا بھی۔ امیر المومنین - ان سے فرماتے تھے: تم رشید بلایا ہو تمہیں بھی اس کیفیت کے ساتھ قتل کریں گے چنانچہ جیسا حضرت نے بیان کیا تھا اسی طرح ہوا بھی۔

أَقْلَ: لَمَّا طَلَبَ زَايِدٌ مَ يَرْفَعُ إِلَى رُشِيدٍ الْهَجْرِي ۴۲۲ - ”وفيه باسناده عَنْ عَدِيٍّ الْكُرِّي أَرْكَهَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى أَبِي فِي إِخْتَفَافِ رُشِيدٍ فَجَاءَ أَذْتُ يَوْمٍ إِلَى أَبِي عُبَيْدٍ اللَّهِ رُشِيدٍ الْهَجْرِي أَثَرَهُ فَأَقْلَ: وَيَخُكُّ قَتْلَتْنِي أَرْكَهَ وَخَافَ فَأَقَمَ فَدَخَلَ فِي جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ مَنْزِلَ أَبِي وَأَهْلُ كَثَ هُمْ، أَقْلَ وَ أَمَ ذَكَ؟ أَقْلَ أَنْتَ مَطْلُوبٌ وَجَنَّتْ حَتَّى دَخَلْتَ أَدْرِي وَقَدْ رَأَى وَابْتِ مَتَّ وَلَدِي أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَقْلَ وَسَجَزَ بَيْنَ أَيْضًا فَأَخَذَهُ وَشَدَّهُ كَأَنْتَ أَدَخَ لَنَا بَيْنًا وَأَعْلَقَ فَأَقْلَ أَمْرَانِي، عِنْدِي عَلَيْهِمْ أَنْتُمْ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَأَقْلَ لَهُمْ، إِنَّهُ خِيَلٌ إِلَيَّ أَنْ رَجُلًا شَيْخًا قَدْ دَخَلَ نَافَا أَدْرِي أَقْلُوا: مَا رَأَى أَنْ أَحَدًا فَكَّرَ لَذِكْ عَلَيْهِمْ كُلُّ لَذِكْ يَقُولُونَ أَمْرَانِي أَنْ أَحَدًا فَسَكَّتْ عَنْهُمْ ثُمَّ إِنَّهُ تَخَوَّفَ أَنْ يَكُونَ قَدْ رَأَى غَيْرَهُمْ فَدَخَلَ مَجْلِسَ زَايِدٍ لِيَتَجَسَّسَ هَلْ يَذْكُرُونَ فَإِنْ هُمْ أَحْسَبُوا بِ لَذِكْ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ عِنْدَهُ فَ قَالَ: فَبَيَّ أَنْ هُوَ كَلْ لَذِكْ بَيْنَهُمَا مَا لَطَى وَرَفَعَهُ إِلَيْهِمْ أَقْلَ: فَسَلَّمَ عَلَى زَايِدٍ وَفَعَهُ عِنْدَهُ وَ أ كَنَ الْأَذَى أَرْكَهَ مُقْبَلًا نَحْوَ مَجْلِسِ زَايِدٍ أَقْلَ: فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ أَبُو أَرْكَهَ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ إِذَا قَبْلَ رُشِيدٍ عَلَى بَفْعَلٍ أَبِي يَدِيهِ وَأَيْقَنَ بِالْهَلَاكِ، فَتَزَلَّ رُشِيدُ عَنِ الْبَلَاءِ وَاقْبَلَ إِلَى زَايِدٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَ أَقَمَ إِلَيْهِ وَأَسْقَطَ فِي رُكْ؟ مَسَى زَايِدٌ فَاعْتَبَرَتْهُ وَقَبِلَهُ وَقَبِلَ ثُمَّ أَخَذَ سَائِلُهُ كَيْفَ فَدَمَتْ؟ وَكَيْفَ مَنْ خَلَقَتْ؟ وَكَيْفَ كُنْتُ فِي رَمَنْ هَذَا الشَّيْخِ وَأَخَذَ لِحْيَتَهُ ثُمَّ مَكَثَ هُنَيْئَةً ثُمَّ أَقَمَ فَذَهَبَ فَ أَقْلَ أَبُو أَرْكَهَ لَزِي زَايِدٍ أَصْلَحَ اللَّهُ

الْأَمَى؟ أَفَلَمْ يَذْخِرْ مِنْ إِيَّاهُ مَنْ أَبْلَى الشَّامَ قَدِمَ عَلَيَّ أَنْ أُرْبِرَ فَأَنْصَحَ رَفَ أَبُو أَرْكَهُ إِلَيَّ مَنْزِلَهُ فَأَذْ رُشِيدُ
بِالْبَيْتِ كَمَا تَرَكَهُ فَتَأْتِي لَهُ أَبُو أَرْكَهُ: أَمَّا إِذَا كُنَّ عِنْدَكَ مِنَ الْعِلْمِ أَمَّا رَأَى أَمِصْنَعُ أَمِيبُ أَدَلَّكَ وَأَدْخُلْ عَلَيَّ
أَنْ (كَيْفَ شِئْتَ) ” (۱)

۱) (الاختصاص، ص ۷۸ - بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۱۴۰)۔

نیز اسی کتاب میں اپنے اسناد کے ساتھ عبدالکریم سے بطور مرفوع نقل کیا ہے کہ اس کا بیان ہے: جب ابو عبید اللہ ابن زیاد رشید بصری کی تلاش میں تھا تو رشید نے خود کو مخفی کیا پھر انہیں دنوں میں سے ایک دن ”ابو اراکہ“ کے گھر آئے جب وہ اپنے گھر آئے ابو اراکہ خوف زدہ ہوا ان کے پیچھے گھر میں داخل ہوا بعد میں اس سے کہا: تم پر افسوس ہے کہ تم نے مجھے مار ڈالا اور میری اولاد کو یتیم کیا اور مجھے ہلاک کر دیا، کہا: کیوں کیا بات ہے؟ کہا: تم ابن زیاد کے مطلوب و مقصود کی تلاش میں پھر رہے ہو تم میرے گھر میں داخل ہوئے ہو اور یقیناً جو افراد میرے پاس موجود تھے انہوں نے تمہیں دیکھا ہے۔

کہا: ان میں سے کسی شخص نے مجھے نہیں دیکھا، کہا: یقیناً اس کا امتحان لیں گے لہذا انہیں پکڑا اور ان کے ہاتھ پاؤں کو باندھ کر گھر میں داخل کیا اور دروازے کو تالا لگایا، پھر اپنے اصحاب کے پاس آکر ان سے کہا: میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے کوئی بوڑھا شخص میرے گھر میں داخل ہوا ہو؟ کہا: ہم نے کسی کو نہیں دیکھا، ابو اراکہ نے جتنی مرتبہ اس بات کی تکرار کی وہ کہتے تھے: ہم نے اس قسم کے کسی شخص کو نہیں دیکھا پھر وہ خاموش ہو گیا اور کچھ نہیں کہا لیکن وہ خوف زدہ تھا کہ ممکن ہے دوسروں نے دیکھا ہو۔ پھر دربار ابن زیاد میں داخل ہوا تاکہ تلاش کرے اور دیکھے کہ ابو اراکہ کے متعلق کوئی بات ان کے درمیان ہو رہی ہے یا نہیں اگر وہ لوگ ابو اراکہ کے آنے کا احساس کر چکے ہیں تو وہ انہیں باخبر کرے کہ اس کے پاس ہیں اور انہیں ان کے سپرد کرے ان سے کہا: زیاد کے پاس آکر زیاد کو سلام کیا اس کے پاس بیٹھا اور جو کچھ ان کے درمیان لطیف بات تھی بیان کیا: اسی دوران رشید خچر پر سوار ہو کر داخل ہوئے اور ابن زیاد کے دربار کی طرف رخ کر کے کہا: جب ابو اراکہ کی نظر رشید پر پڑی اس کا رنگ فق ہو گیا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا زمین پر گر گیا اور اپنی ہلاکت کا یقین کیا۔

رشید اپنی سواری سے اترے اور ابن زیاد کی طرف آئے اسے سلام کیا، زیاد احتراماً کھڑا ہو گیا اور بار بار گلے ملا اور رشید کا بوسہ دیا پھر ان کی احوال پرسی شروع کی: کیسے آنا ہوا؟ کیسے کس شخص کو اپنی جگہ چھوڑ کر آئے ہیں اور آپ کا سفر میں کیا حال تھا؟ پھر تھوڑی دیر کے وقفے کے بعد کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ پھر ابو اراکہ آیا اور زیاد سے کہا: اللہ امیر کو صحیح و سالم رکھے اس ضعیف العمر شخص کو پہچانتے ہیں؟ کہا: کیوں ہمارے بھائیوں میں سے ایک بھائی ہے جو شام کا رہنے والا ہے ہماری ملاقات کے لیے آیا تھا۔ ابو اراکہ کسی حد تک آسودہ خاطر اور اطمینان قلب کے ساتھ گھر واپس ہوا دیکھا جیسے جہاں رشید کو باندھا تھا برقرار ہیں کہا: ابو اراکہ یہ علم و قدرت جس کا میں تمہاری ذات میں مشاہدہ کر رہا ہوں جو کام چاہو انجام دو اور جب بھی میرے پاس آنا چاہو آؤ۔ مولف کہتے ہیں: یہ وہ چند افراد کے اعلیٰ نمونے تھے کہ جنہوں نے ائمہ اطہار کو درک کیا اور ان کی معنویات اور برحق معارف الہیہ سے سرشار و شاداب ہو کر استفادہ کیا اور لوگوں کے سامنے اپنے کردار کو پیش کیا۔ قابل ذکر ہے کہ جو کچھ ذکر ہو چکا ہے وہ نمونے صرف انہیں افراد میں خلاصہ نہیں کیے جاسکتے بلکہ ایسے ہزاروں لاکھوں نمونے ہیں جیسا کہ سلمان، ابوذر، مقدار اور عمار یاسر جیسے افراد جو تدوین شدہ کتابوں میں تحریر و ثبت ہیں کیوں کہ وہ سب ہمارے دائرے سے باہر اور اس کی یہاں گنجائش نہیں ہے لہذا اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ صاحبان نعمت کے لیے ان کی نعمتیں گوارا اور مبارک ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان کی نعمات و فیوضات سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

قرآن اور آخری حجت

مشرکات قرآن اور حجت زمان

۳۲۔ بدبخت مخالفین

۳۲۔ اَمَّ مَعَدْلَ أَخَذَ عَنِ الْقُرْآنِ إِلَّا إِلَى النَّارِ

کذلک الحجة المنتظر القائم وآبانه الکرام - صلوات اللہ علیہم اجمعین -

کسی شخص نے قرآن مجید سے عدول و اعراض کیا مگر یہ کہ وہ راہی آتش جہنم ہوا۔ اسی طرح حضرت حجّت منتظر قائم آل محمد اور ان کے آباء کرام اجمعین سے روگردانی نہیں کی مگر یہ کہ وہ اہل جہنم میں سے ہو گیا۔

(اللہ تعالیٰ کے قول کی بنیاد پر : > (۱)

اور کفار آپس میں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو ہرگز مت سنا کرو اور اس کی تلاوت کے وقت ہنگامہ کرو شاید اس طرح ان پر غالب آجاؤ۔ تو اب ہم ان کفر کرنے والوں کو شدید عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور انہیں ان کے اعمال کی بدترین سزا دیں گے۔

یہ دشمنان خدا کی صحیح سزا جہنم ہے جس میں ان کا ہمیشگی کا گھر ہے جو اس بات کی سزا ہے کہ یہ آیات الہیہ کا انکار کیا کرتے تھے۔

۱۔ (سورنہ سجدہ، آیت ۲۶ - ۲۸۔)

اللَّغْوُ مِنَ الْأَمْرِ أَمْ لَا أَصْلَ لَهُ وَمِنَ الْكَلَامِ لَمْ يَلَمْ لَمْ لَا مَعْنَى لَهُ افعال و اعمال میں لغو کام یہ ہے کہ اس کی کوئی اصل و اساس نہ ہو جو من گھڑت ہو اور کلام میں لغو اسے کہتے ہیں جس کا معنی نہ ہو مہمل ہو۔

یہ بے ہودہ گوئی اور مقدمہ چینی ان کے نہایت عاجزی کی دلیل ہے جو قرآن کے مثل یا اس کے برابر کوئی دوسرا قرآن پیش کریں یا ایسی حجّت قائم کریں جو قرآن مجید کے معارض و متضاد ہو لے آئیں۔ لہذا چارہ کار اس میں پایا کہ ایک دوسرے سے کہیں کہ جب پیغمبر اکرم (ص) قرآن مجید کی تلاوت فرمائیں تو سماعت نہ کرو اور اشعار اور بے ہودہ باتوں سے اس عظیم ہستی کے سامنے فریاد و ہنگامہ آرائی کرو تاکہ پیغمبر (ص) کی دل نشین آواز لوگوں کے گوش گزار نہ ہو شاید اس طرح تم ان کی تلاوت پر غالب آجاؤ۔

خدائے تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم! ہم انہیں ان کے کفر اختیار کرنے کا شدید عذاب، دردناک طور پر چکھائیں گے ان لوگوں نے کہا: اس قرآن کو نہ سنو تو، ہم یقیناً انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں گے جو وہ بدترین کردار انجام دیا کرتے تھے۔ یہ دشمنان خدا کی صحیح سزا دائمی جہنم ہے جس میں ان کی ہمیشگی کا گھر ہے (اور آتش جہنم انہیں مدام اپنے احاطے میں رکھے گی۔) (۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: > وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَجَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ جَبَابًا مَّسْتُورًا # وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِذَا ذُكِّرْتُمْ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ (وَلَوْ أَنَّ عَلَى آدَبٍ نَفُورًا) > (۲) اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے درمیان حجاب

۱۔ (المیزان، ج ۱۷، ص ۳۸۸ سے اقتباس۔)

۲۔ ۴۶۔ (سورنہ اسراء، آیت ۴۵)

قائم کر دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں کہ کچھ سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں کو بہرہ بنا دیتے ہیں اور جب تم قرآن میں اپنے پروردگار کا تنہا ذکر کرتے ہو تو یہ الٹے پاؤں متنفر ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔

قوله تعالیٰ: (۱)

مذکورہ بالا آیت سے مراد یہ ہے کہ حواس ظاہری پر پردہ پڑ گیا ہے برخلاف رائج پردوں کے جو لوگوں کے درمیان معمولی ہے یعنی ایک شے کا دوسری شے سے ڈھانپ لینا یعنی یہ حجاب، معنوی حجاب ہے مشرکین اور آنحضرت (ص) کے درمیان چوں کہ پیغمبر اکرم (ص) جو قاری قرآن اور اس کے حامل ہیں اور مشرکین بھی آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ معنوی حجاب اس بات سے مانع ہوتا ہے کہ وہ اسے سن سکیں اور معارف و حقیقت قرآن تو آنحضرت (ص) کے پاس ہے لہذا انہیں ان پر ایمان لانا چاہیے۔

یا یہ کہ یہ عقیدہ رکھیں کہ وہ اللہ کی جانب سے بھیجے گئے ہیں اور رسول برحق بن کر آئے ہیں لہذا آنحضرت (ص) سے رو گرداں ہوتے ہیں جب وہ خدا کو وحدہ لا شریک کے عنوان سے یاد کرتے ہیں اور اس وقت قیامت کے دن کو بطور مبالغہ پیش کر کے اس عظیم ہستی کو سحر سے تعبیر کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام اس کا معنی یہ ہے کہ جب قرآن کی ان کے لیے تلاوت کرتے ہو تو تمہارے اور مشرکین کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حجاب معنوی حائل ہو جاتا ہے نہ کہ حجاب ظاہری و حسی قرار دیتا ہوں جو ان کے سمجھنے سے مانع ہو لہذا اس وقت خدا کو یکتا نہیں توصیف کر سکتے یا یہ کہ آپ کی رسالت حقہ کو پہچانیں اور نہ ہی قیامت پر ایمان لائیں اور اس کی حقیقت کو سمجھیں۔

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۴۵)۔

۶۴۲۔ ”وَفِي الدَّرِ الْمُنْتَوْرِ اخْرَجَ ابُو يَعْلَىٰ وَابْنُ ابِي حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَابْنُ نَجْمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ لَهَبٌ أَقْبَلَ الْإِلَٰهَ وَارْتَمَىٰ بِكَرٍّ أَقْبَلَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنَتْ أَدَابِي مَعَاذِي الدَّلَائِلَ عَنْ أَسْمَاءِ بَنَتْ إِبْنِي نَا أَنْ وَأَمْرُهُ عَصَىٰ نُهُ قَلِي نَا وَدَىٰ يَدِيهَا فَهَرُّ وَهِيَ تَقُولُ : مُذَمِّمًا أَبِي لَوْلَا وَلَوْ لَهَ وَفِي جَمِي وَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) جَالِسٌ وَأَبُو بَكْرٍ إِلَىٰ جَنْبِهِ ، فَ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ : لَقَدْ أَقْبَلَ هَذِهِ وَأَنَا خَافُ أَنْ تَارَكَ وَقَرَأْنَا عِنَّا عَصَمَ بِهِ كَمَا أَقْبَلَ تَعَالَىٰ فَجَانَتْ حَتَّىٰ قَامَتْ عَلَىٰ أَبِي فَ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَلَا وَرَبَّ هَذَا اللَّبِيبِ أُمَّ هَ جَاكَ قَانَصٌ رَفَتْ وَهِيَ تَقُولُ أَنَّ صَلَاحَكَ هَ جَاتِي أَيْكَرُ بَلْغَنِي) قَدْ عَلِمْتُ قُرَيْشٌ أَنِّي بَنْتُ سَيِّدَهَا ” (۱)

سیوطی نے اپنی تفسیر (الدَّرِ الْمُنْتَوْرِ) میں اسماء بنت ابوبکر سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: جب سورہ نبت پڑھا ابی لہب و تب (ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے) نازل ہوئی، ام جمیل فریاد کرتی ہوئی اس حالت میں آئی کہ اس کے ہاتھ میں پتھر تھا اور ان اشعار کو پڑھ رہی تھی حضرت رسول اکرم (ص) تشریف فرما تھے اور ابوبکر بھی ان کی خدمت میں موجود تھے ابوبکر نے کہا: ام جمیل چلی آ رہی ہے مجھے خوف لاحق ہے کہ وہ آپ کا دیدار کر لے، آنحضرت (ص) نے فرمایا: وہ مجھے نہیں دیکھے گی آنحضرت یہ کہہ کر تلاوت قرآن میں مشغول ہو گئے اور اس سے متمسک ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے درمیان حجاب قائم کر دیتے ہیں“ لہذا ام جمیل آئی اور ابوبکر کے پاس کھڑی ہو گئی اور نبی اکرم (ص) کو نہیں دیکھا اور ابوبکر سے کہا: میں نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب میری بھو اور مذمت

۱۔ (الدَّرِ الْمُنْتَوْرِ، ج ۴، ص ۱۸۶۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۶۰۴۔ تفسیر قرطبی، ج ۱۰، ص ۲۶۹)۔ (تفسیر نور الثقلین، ج ۵، ص ۶۹۸۔ تفسیر مجمع البیان، ج ۱۰، ص ۴۷۷، مستدرک حاکم، ج ۲، ص ۳۶۱۔ بحار الانوار، ج ۱۸، ص ۱۷۶)۔

کر رہے تھے؟ ابوبکر نے جواب دیا: قسم ہے اس صاحب خانہ کی! انہوں نے تمہاری بھو اور مذمت نہیں کی ہے پھر ام جمیل واپس گئی اور کہا: قریش کو بہتر معلوم ہے کہ میں سید قریش کی بیٹی ہوں۔

۶۴۴۔ تفسیر منہج مینیون نقل کیا گیا ہے کہ سورہ ”نبت“ نازل ہونے کے بعد ام جمیل نے ایک پتھر اٹھایا اور پیغمبر اکرم (ص) کی تلاش میں باہر آئی اور چاہا کہ آنحضرت (ص) کو اس پتھر سے مارے لوگوں نے بتایا کہ آنحضرت (ص) ابوبکر کے گھر تشریف فرما ہیں، چنانچہ حضرت رسول خدا (ص) وہاں بیٹھے قرآن پڑھنے میں مشغول تھے، ام جمیل نے ابوبکر سے کہا: تمہارا صاحب کہاں ہے جس نے میری بھو اور مذمت کی ہے تاکہ اس سے میں انتقام لوں، ابوبکر نے جواب دیا: وہ شاعر نہیں جو کسی کی بھو کے لیے لب کشائی کریں کہا: پھر ”فی جیدھا حبیل من مسد“ (اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی بندھی ہوئی ہے) کیا ہے؟ اسے کیا معلوم کہ میری گردن میں کیا ہوگا؟

پیغمبر اکرم (ص) نے ابوبکر سے فرمایا کہ: اس سے دریافت کرو کہ تم اپنے علاوہ کسی اور کو اس گھر میں دیکھ رہی ہو؟ ابوبکر نے کہا: اے ام جمیل! اس گھر میں تم اپنے، میرے علاوہ کسی اور کو دیکھ رہی ہو؟ کہا: میرا مسخرہ کر رہے ہو رب کعبہ کی قسم! سوائے فرزند ابو قحافہ کے کسی کو نہیں دیکھ رہی ہوں۔

اور یہ اس جہت سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا (ص) کو اس کی نظروں سے پوشیدہ کر رکھا تھا کیوں کہ آنحضرت (ص) کو نہیں دیکھا واپس آئی اور یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم نے تمہیں قرآن کی تلاوت کے وقت کافروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا۔ (اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱) اور ہم نے اس قرآن میں سب کچھ اس طرح سے (باربا) بیان کر دیا ہے کہ یہ

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۴۱۔)

کریں لیکن (حق تک پہنچنے کے لیے ان کی نفرت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ راغب المفردات میں رقم طراز ہیں: ”الصرف ردّ الشی من حالة الی حالة او ابدالہ بغیرہ۔“

”الصرف“ کے معنی ہیں کسی شے کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینا یا کسی اور چیز سے بدل دینا۔ ”التصریف کالصرف الا فی التکثیر“ : تصریف صرف کی طرح ہے انتہا کے معنی میں ہے اور تصریف تکثیر کے مورد میں استعمال ہوتا ہے۔ ”واکثر ما یقال فی صرف (الشی من حالة الی حالة ومن امر الی امر“ (۱)

بہت سے مقامات پر ایک شے کو ایک حالت سے دوسری حالت تک پلٹانے کے لیے اور ایک امر کو دوسرے امر میں بدلنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

و تصریف الریاح سے مراد یہ ہے کہ ہواؤں کو مختلف حالات میں بدلنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) اسی بات سے تصریف الکلام اور تصریف الدراہم بھی ہے۔ جس سے مراد وہی معنی (بدلنا) ہے۔

مزید راغب اصفہانی کہتے ہیں: ”وَأَقْلَ اِیضاً:“ النفر : الانزعاج من شی الی الشی، كالفرع الی الشیء یقال نفر عن الشی نفوراً قال تعالیٰ ” (۳)

النفر (عن) کے معنی کسی چیز سے روگردانی کرنے اور ”الی“ کے ساتھ کسی کی طرف دوڑنے کے ہیں جیسا کہ فرع کا لفظ الی اور عن دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے محاورہ ہے نفر عن الشی نفور

۱۔ (مفردات راغب، ص ۲۷۹۔)

۲۔ (سورہ طہ، آیت ۱۱۳۔)

۳۔ (مفردات راغب، ص ۵۰۱۔)

ایسی چیز سے دور بھاگنا یا اللہ تعالیٰ کا یہ قول (تو ان سے ان کی نفرت ہی بڑھی) انزعاج، قلق اور اضطراب، ایک جگہ سے دوسری کسی جگہ مستقر ہونا، معصیت کی طرف بھیجنا

(فقولہ: (۱) یعنی مجھے اپنی عزت کی قسم! میں نے خدا شناسی، یکتا پرستی اور نفی شرک کو مختلف وجوہات اور متعدد بیانات کے ذریعہ تمہیں بنایا اور نصیحت کی تاکہ نصیحت حاصل کرو اور ان پر حق روشن و واضح ہو جائے۔ ان پر کسی کا کوئی اثر نہیں ہوا مگر یہ کہ ہر صورت میں ہر بیان کے موقع پر ایک نئی نفرت پیدا کر دی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ یہ رحمن کیا ہے کیا ہم اسے سجدہ کر لیں جس کے بارے میں تم حکم دے رہے ہو اور اس طرح ان کی نفرت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

پیغمبر اکرم (ص) ہمیشہ کفار و مشرکین کو حق و حقیقت کی طرف اور خدا پرستی کی دعوت دیتے رہے اور وہ لوگ آنحضرت (ص) کی دعوت کے مقابل میں مختلف قسم کے منفی جوابات دیتے تھے اور آنحضرت ان سے روبرو ہوتے تھے۔ اس آیہ کریمہ میں ان کے اکثر پنے کو دوسرے انداز سے بیان کیا ہے اور ان کی آنحضرت (ص) کی دعوت قبول کرنے سے نفرت کو خدائے رحمن کی بہ نسبت سجدہ کرنے سے نشان دہی کی گئی ہے۔

(قولہ تعالیٰ: (۳) چوں کہ ان سے کہا گیا تھا کہ رحمن کا سجدہ کرو کہتے ہیں: وہ پیغمبر اکرم (ص) ہیں اور ضمیر لہم کفار کی

۱۔ (سورہ اسراء، آیت ۴۱۔)

۲۔ (سورہ فرقان، آیت ۶۰۔)

۳۔ (سورہ فرقان، آیت ۶۰۔)

يَسْتَمِعُونَ بَيْتَهُ فَأَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُ مَجْلِسًا يَسْمَعُ فِيهِ قُفَّتْ لَأَوْمُوا فَ أَقْلَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : لَا تَعُودُوا قُلُورًا
كَمْ لَهُ حَتَّى إِذَا ذُطِّلَ الْفَجْرُ تَفَرَّقُوا فَجَمَعَتْهُمُ الطَّرِيقُ نَفْسُهُ شَيْءٌ بَعْضُهُمْ سَفْ هَانِيكُمْ لَأَوْقِ عَتَمٌ فِي
ثُمَّ انصَرَفُوا حَتَّى إِذَا ذُكُنَا اللَّيْلَ عَادَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُ إِلَى مَجْلِسِهِ فَابْتُثُوا بِسَمْعِهِمْ لَه حَتَّى قُفَّتْ أَقْلَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : يَمُتْلُ مَا قَالُوا أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ انصَرَفُوا طَلَعَ الْفَجْرُ تَفَرَّقُوا فَجَمَعَتْهُمُ الطَّرِيقُ حَتَّى إِذَا ذُكُنَا اللَّيْلَ ال
أَثَلَّةُ أَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُ مَجْلِسَهُ فَابْتُثُوا بِسَمْعِهِمْ لَه حَتَّى إِذَا ذُطِّلَ الْفَجْرُ قُفَّتْ أَقْلَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : ن
لَأَبْرَحَ حَتَّى نَتَّأْ عَهْدًا لَا نَعُودُ قَتَّأْ عَهْدُوا عَلَى لَذِكْ ثُمَّ تَفَرَّقُوا فَجَمَعَتْهُمُ الطَّرِيقُ تَفَرَّقُوا
أَمْ سَمِعْتُمْ عَنْ رَأْيِكُمْ فِي بَيْتِهِ فَ أَقْلَ أَخْبَرْنِي فَلَمَّا أَصْبَحَ الْأَخْنُسُ أَتَى أَبَافِيفَ أَيْنَ فِي مِنْ مُحَمَّدٍ أَقْلَ : وَاللَّهِ
سَمِعْتُ أَشْأَى عَرَفَهَا وَأَعْرِفُ أَمْ يُرَدُّبُهَا وَسَمِعْتُ أَشْأَى أَمْ عَرَفْتُ مَعَهَا وَ لَا خَلْفْتُ بِهَا مَا يُرَادُّ بِهَا أَقْلَ
الْأَخْنُسُ : وَأَنَا وَالَّذِي أَمْ سَمِعْتُ مِنْ مُحَمَّدٍ أَقْلَ أَمْ ذُتُّمْ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ حَتَّى أَتَى أَبْجَهْلَ فَ أَقْلَ : أَمْ رَأَيْتُمْ فِي
الشَّرَفِ أَطْعَمُوا فَطَعَمُوا فَحَمَلُوا فَحَمَلُوا وَأَعْطُوا فَعَاطَى أَنْ سَمِعْتُ ؟ تَأَنَزَّعَ أَنْ نَحْنُ وَبَنُو عِبْدِ مَ أَنْفِ فِي ه
الْوَحْيِ مِنَ السَّمَاءِ قَمَّتْ حَتَّى تَجَانِبَ أَنْ عَلَى الرَّكْبِ وَكُنَّا كَقَرَسَى الزَّهَانِ أَقْلُوا مِنَّا نَبِيٌّ يَأْتِي (تَذَرُكَ هَذِهِ ؟ لَا
وَاللَّهِ لَأَنْوَمِينَ بِه أَبَدًا وَ لَا نُصَدِّقُهُ فَ أَقْمَ عَنْهُ الْأَخْنُسُ وَتَرَكَه ” (١)

ابن اسحاق اور بیہقی نے زہری سے دلائل میں نقل کیا ہے کہ اس کا بیان ہے: ابو جہل، ابوسفیان اور اخنس ابن شریق ایک
شب حضرت رسول اکرم (ص) کے گھر آئے آنحضرت (ص) اپنے بیت الشرف میں نماز میں مشغول تھے اور یہ لوگ سن
رہے تھے ان میں سے ایک نے اپنی ایک جگہ کا انتخاب کیا اور اسی مقام سے سن رہے تھے اور ان میں سے کسی ایک
کو دوسرے کے مقام کی خبر نہ تھی پوری رات وہیں گزاری اور صبح طلوع فجر تک سنتے رہے پھر متفرق ہو گئے اور
راستے میں ایک دوسرے کا دیدار کیا پھر آپس میں ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہیں ، ان میں سے
بعض، بعض دوسرے سے کہہ رہے تھے: (کہیں پھر دوبارہ) واپس ہوجاؤ، اگر بعض احمق لوگ تمہیں دیکھیں گے تو یقیناً
ان کے دل میں (شک و شبہ پیدا کرو گے۔) پھر اپنے کام میں اگر مصروف ہوجاتے تھے پھر دوسری شب آتی تھی پھر ان
میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ آتے تھے اور صبح تک قیام پذیر ہو کر سنتے تھے صبح کے بعد متفرق ہو کر راستے میں
ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے بعض، دوسرے بعض افراد سے اپنی گزشتہ باتوں کی تکرار کرتے تھے اور پھر
اپنے کام میں مشغول ہوجاتے تھے یہاں تک کہ تیسری شب آئی ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر صبح طلوع فجر
تک سنتے تھے، صبح کے بعد متفرق ہو کر راستے

۱) (تفسیر المیزان، ج ۱۳، ص ۱۲۴)۔

میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے اور آپس میں جمع ہوتے تھے ان میں سے بعض نے کہا: یہاں سے حرکت نہیں
کریں گے جب تک کہ ایک دوسرے سے عہد و پیمان نہ کر لیں کہ اب واپس نہیں ہوں گے، اس بابہی عہد و پیمان کے بعد
متفرق ہو کر سب چلے گئے۔

صبح کے وقت اخنس ابو سفیان کے گھر آیا اور کہا: تم نے جو کچھ محمد (ص) سے سنا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے
ہے؟ کہا: خدا کی قسم! ایسی چیزیں میں نے سنیں جنہیں میں جانتا تھا اور جو کچھ اس سے ان کا مقصد و ارادہ تھا اسے بھی
جانتا تھا، اور دوسری چیزیں بھی میں نے سنیں جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں تھا ان کے مقصد و ارادے سے آگاہ تھا۔
اخنس نے کہا: میں بھی تمہاری ہی طرح ہوں۔

اس کے بعد میں اس کے گھر سے باہر آیا اور ابو جہل کے پاس گیا اور کہا: تم نے جو کچھ محمد (ص) سے سنا اس کے
متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا کون سی شے میں نے سنی ہے؟ آخر میں ہمارے اور اولاد عبد مناف کے درمیان شرف
میں بابہی نزاع تک بات پہنچ گئی ان لوگوں نے کھانا کھایا ہم لوگوں نے بھی کھایا۔ ان لوگوں نے حملہ کیا ہم لوگوں نے بھی
حملہ کیا ان لوگوں نے عطیے و تحفے دیے ہم نے بھی عطیے و تحفے دیے یہاں تک کہ اپنی سواری پر سوار ہو کر ایک
دوسرے سے دور ہو کر جیسے مقابلے میں دو گھوڑے چلتے ہیں چلنے لگے۔

اولاد عبد مناف نے کہا: ہمارے درمیان ایک پیغمبر ہے کہ اس کے پاس آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے لہذا اس فضیلت کا
کیسے تدارک اور تلافی ہوسکتی ہے۔ نہیں خدا کی قسم! ہم کبھی بھی اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی اس کی ہم
تصدیق کریں گے۔ اس کے بعد اخنس نے ان کے پاس سے اٹھ کر انہیں ترک کر دیا۔ مولف کہتے ہیں: انبیاء، اوصیاء اور
ائمہ ہدیٰ بالخصوص حضرت بقیۃ اللہ الاعظم - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا وجود جو صاحب الامر و الزمان ہیں ان پر

نَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا رَأَى الْمُؤْمِنُ ۶۴۸۔ "وفی الکافی بإسنادہ عن الأصبغ بن نباتة قال سمی ابل أقوام غيروا سنة رسول الله (ص) وعملوا عن وصیه لا يتخفون أن یُنزل بهم العذاب، ثم تلا هذه الآية (۱) ثُمَّ أَنْعَمَ اللَّهُ بِهَا عَلٰی عِبَادِهِ وَبِأَن يَفُورَ مَنْ أَفْرَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" (۲) اقل: نَحْنُ النَّعْمَةُ الَّتِي كَافَى فِيهَا بَطُورُ مُسْنَدِ اصْبَغِ بْنِ نَبَاتَةَ سَمِعَ مِنْهُ يَقُولُ بِأَنَّهُ كَهِضَتْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ - نَے فرمایا: اس قوم کا کیا حال ہوگا جنہوں نے رسول خدا (ص) کی سنت کو بدل دیا اور ان کے وصی سے روگردانی کی۔ وہ اس سے نہیں ڈرتے کہ ان پر خدا کا عذاب نازل ہو پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اَلَمْ تَرَى اِلٰی الَّذِيْنَ يَبْدُلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًاۙ

- الآية (١) أَقُلْ : أَتَدْرِي أَمْ لَاءَ اللَّهِ ؟ قُلْتُ لَا أَقُلْ هِيَ أَعْظَمُ نِعَمَ اللَّهِ عَلَيَّ خَلْقِي هِ) وَهِيَ وَى لَا تَنْ أَنْ ” (٢)

رَأْفًا: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِسْنَادِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَثِيرٍ ٦٥٠: "وَفِي عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (٣) أَقْلٌ: عَنْ

ن عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ أَهْلِ ٦٥١ - وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِسْكَ

۱. سورئہ اعراف، آیت ۶۹۔
۲. کافی، ج ۱، ص ۲۱۷۔
۳. سورئہ نساء، آیت ۲۹۔
۴. کافی، ج ۱، ص ۲۱۷۔

مَرَلَىٰ بِدَاوُدَ وَقَرَّ طَائِسٌ حَتَّىٰ أَتَيْتَهُ فَدَعَا بِهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَكْتُبُ فِى مَسْجِدِ الْخَيْمِ خُطْبَةً رَسُولُ اللَّهِ (ص) فِى بَيْتِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَوْعَا هَا وَبَلَّغَا هَا مَنْ لَمْ تَبْلُغْهُ غُيَّرَ أَيْ أَيُّهَا النَّاسُ لِيُبْلَغَ الشَّاهِدُ ” تَضَرَّعَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَا أَقَاتَنِي إِلَىٰ أَنْ غِيبَ قُرْبُ حَامِلٍ فَقَعِيَ إِلَىٰ مَنْ هُوَ أَقْرَبُ مِنْهُ “ ، ثَلَاثُ لَأَتِ لَا يَغْلُ عَلَيْهِ قَلْبُ أَمْرِي مُسْلِمٍ : أَخِ الْأَصْلَ عَمَلُ طَهْ مِنْ وَارْتَهُمْ ، نَ وَاللُّزُومُ لِحَاجَةٍ

مَا عَتَبَهُمْ فَإِنْ دَعَوْهُمْ مُحْيٍ حَتَّى لَا يَمُوتَ الْمُسْلِمُ لَمْ يَلَمْ يَلَمْ وَالنَّصِيحَةُ إِنْ أَخُو تَتَّ كَفَّادًا مِنْهُمْ وَهُمْ يَدُّ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدَانُهُمْ ” فَكَتَبَهُ أَلَمْ يُؤْمِنِي بَعْضُ سَفْ أَيْنَ تُمْ عَرَضَهُ عَلَيْهِ وَرَكِبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَنَّتْ أَنَا وَسَفْ أَيْنَ قَلَمًا كُنَّا فِي بَثِّ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ وَابَّ اللَّهُ الْزَمَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا الْحَدِيثَ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَنْظُرُ فِي : قِ أَقْلَ لِي الطَّرِيقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَقَبَتِكَ شَيْئًا لَا يَذْهَبُ مِنْ رَقَبَتِكَ أَبَدًا فَاقْل : وَأَيُّ شَيْءٍ لَذِكْ ؟ فَقُلْتُ لَهُ تَلَا ت لَا تَلَا ت لَا يَغْلُ نَ مَنْ حَتَّى الْإِمَامَةُ الْمُسْلِمِي عَلَيْهِ نَقْلْتُ أَمْرًا مُسْلِمًا : أَخِ لِأَصْلِ الْعَمَلِ بِاللهِ قَدْ عَرَفَ أَنَّهُ وَالنَّصِيحَةُ دُبْنٌ مِ أَعُوِيَّةُ سَفْ أَيْنَ وَيَزِي حَتُّهُمْ ؟ مِ أَعُوِيَّةُ ابْنِ أَبِي نَ وَجِبَ عَلَيَّ أَنْ نَصِي هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي وَمَرَّ أَوْ بَنَ الْحَكَمَ وَكُلُّ مَنْ لَا تَجُوزُ شَ هَادَتْهُ عِنْدَ أَنْ وَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَهُمْ ؟ وَقَوْلُهُ : وَاللَّزُومُ لِحَ مَا عَتَبَهُمْ فَأَيُّ الِ جُمَاعَةٍ ؟ مُرَجِّعٌ يَقُولُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ وَلَمْ يَصُمْ وَلَمْ نَعْتَ سِلَ مِنْ جِ انْبِيَّ وَهَدَمَ الْكَعْبَةَ ؟ أَوْ قَدَرِي يَقُولُ : لَا يَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَانِي لَمْ وَمِ أَمِنْ جَبْرٍ نَبِيٍّ وَنَكَحَ أُمَّهُ فَهَوَّ عَ لِي أَيُّ طَالِبٍ وَشَهِدَ عَلَيْهِ بِالْكَفَرِ ؟ أَوْ جَهَنَّمَ ؟ أَوْ حُرُورِي يَنْبَرَأُ مِنْ عَلِيٍّ بَنِي أَبِي وَيَكُونُ مَا شَاءَ إِنْ شَاءَ غَيْرُ هَا ؟ أَقْلَ وَحِيَّ كَ وَأَيُّ شَيْءٍ يَقُولُونَ ؟ تَقُولُ إِنَّ مَا هِيَ مَعْرِفَةُ اللَّهِ وَحْدَهُ لَيْسَ إِلَّا حَتُّهُ ، يَجِبُ عَلَيَّ أَنْ نَصِي طَالِبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللَّهُ الْإِمَامُ الَّذِي فَقُلْتُ تَقُولُونَ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي (وَلَزُومُ جِ مَا عَتَبَهُمْ أَبْلَ بَيْتِهِ ، أَقْلَ فَآخَذَ الْكَعْبَةَ فَخَرَقَهُ ثُمَّ أَقْلَ لَا تَخْبِرُ بِهَا أَحَدًا ”) ١

صاحب کافی بطور مسند حکم ابن مسکین سے نقل کرتے ہیں کہ مکہ کے ایک قریشی شخص نے سفیان ثوری سے کہا: مجھے جعفر ابن محمد کے پاس لے چلیے سفیان کہتا ہے: میں حضرت کے پاس لے گیا۔ حضرت اس وقت گھوڑے پر سوار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے ابو عبد اللہ! مجھ سے وہ حدیث بیان کیجیے جو رسول اللہ (ص) نے اپنے خطبہ میں مسجد خیف میں بیان فرمائی تھی حضرت نے فرمایا: اب تو میں ایک ضرورت کے لیے جا رہا ہوں۔ جب واپس آؤں گا تو تم سے بیان کر دوں گا۔ سفیان نے کہا: آپ کو قرابت رسول کا واسطہ آپ ابھی بیان فرما دیجیے۔ حضرت سواری سے اتر پڑے۔ سفیان نے کہا: ہمیں حکم دیں تاکہ کاغذ و دوات لے لیں اور لکھ لیا جائے۔ جب یہ چیزیں آگئیں تو فرمایا: لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم، مسجد خیف میں رسول اللہ (ص) نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اللہ فرحت و مسرت عطا کرے گا اپنے اس بندہ کو جو میری بات سنے، اسے یاد رکھے اور محفوظ رکھے اور ان لوگوں تک اسے پہنچا دے جن تک نہیں پہنچی، لوگو! جو تم میں اس وقت موجود ہے وہ ان کو پہنچا دے جو موجود نہیں آگاہ ہو کہ بہت سے عالم دین ایسے ہیں جو حقیقۃً عالم نہیں اور بہت سے علم والے ایسے ہیں جو اس شخص کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ان سے زیادہ عالم ہے تین باتیں ہیں جن سے مردِ مسلم کا دل بیگانگی اختیار نہیں کرتا۔

اول خدا کی عبادت میں اخلاص عمل، دوسرے ائمہ مسلمین سے خلوص، تیسرے ان کی

١) (الكافي، ج ١، ص ٤٠٣، حديث ٢، باب امر النبي (ص) بالنصيحة لائمة المسلمين.)

جماعت میں رہنا، اپنے اوپر لازم کرنا۔ کیونکہ اپنے مطیع رعایا کے لیے معاش مہیا کرنے کی اُن پر ذمہ داری ہے۔ مومنین آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں ان کے خون برابر ہیں وہ مخالفوں کے مقابل مددگار اور ذمہ دار ہیں اپنے سے پست درجہ والوں یعنی فقراء کے متعلق کوشش کرنے والوں کے لیے۔

سفیان نے لکھ کر حضرت کو دکھلا بھی دیا۔ اس کے بعد حضرت سوار ہو کر تشریف لے گئے راوی کہتا ہے: میں اور ابو سفیان جب راستہ میں تھے تو اس نے مجھ سے کہا: ذرا ٹھہرو تاکہ ہم اس حدیث پر غور کریں۔ میں نے کہا: واللہ! حضرت ابو عبد اللہ - نے تیری گردن پر ایسا بوجہ رکھ دیا ہے جس کو تو کبھی نہیں اتار سکتا اس نے کہا: وہ کیا؟ میں نے کہا: وہی تین باتیں۔ اللہ سے خلوص عمل، اسے تو خیر ہم جانتے ہیں، دوسرے ائمہ مسلمین سے خلوص، بتا یہ کون ہیں جن سے خالص عقیدت و محبت رکھنا ہم پر واجب ہے کیا ان سے مراد معاویہ ابن ابی سفیان یزید ابن معاویہ اور مروان ابن حکم ہیں؟ ان کی گواہی ہمارے نزدیک جائز نہیں۔ (کیونکہ یہ عادل نہیں) نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، تیسرے ان کی جماعت میں شامل رہنا، تو یہ کون سی جماعت ہے کیا یہ مرجئہ فرقہ کے لوگ ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ جو نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا اور غسل جنابت نہیں کرتا، اور کعبہ کو ڈھانے اور اپنی ماں سے نکاح کرے تو بھی وہ ایمان میں جبرئیل و میکائیل کے برابر ہوگا یا قدریہ جماعت والے مراد ہیں جو کہتے ہیں: جو اللہ چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا اور جو شیطان چاہتا ہے وہ ہوتا ہے یا حروری جماعت ہے جو علی ابن ابی طالب - پر تبرا کرتی ہے اور ان کے کفر کی گواہی دیتی ہے یا جہنمی جماعت سے ہے جو کہتی ہے کہ ایمان صرف اللہ کی معرفت کا نام ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس نے کہا: یہ تم نے عجیب بات کہی۔ اور یہ بتاؤ شیعہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب -

ایسے امام ہیں جن سے خالص محبت رکھنا واجب ہے اور ان کی جماعت میں جو اہل بیت ہیں شامل رہنا ضروری ہے یہ سن کر اس نے اس تحریر کو مجھ سے لے لیا اور چاک کر ڈالا اور مجھ سے کہنے لگا: اس کو کسی سے ذکر نہ کرنا۔ سفیان ثوری کا تشخص

سفیان ثوری اہل سنت کے فرقہ صوفیہ کے رئیس مذہب کہلاتے ہیں کہ جن کا عقیدہ یہ تھا کہ معاویہ، یزید، ہشام اور منصور جیسے افراد مسلمانوں کے پیشوا اور رہبر ہیں اور ان کا وبم و گمان یہ تھا کہ پیغمبر اکرم کی مسلمانوں کی خیر خواہی ائمہ المسلمین کی تاکید ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ حقیقت و واقعیت کو اس شخص سے سنا تو اس نے اپنی باطنی خباثت کا ردعمل پیغمبر اسلام کی حدیث کو پارہ پارہ کرنے کے ذریعہ ظاہر کیا نیز اپنی خیانت قلبی کو ان تین خصلتوں کو جسے پیغمبر اکرم (ص) نے بیان فرمایا تھا دور رکھتے ہوئے لوگوں کے سامنے اظہار کیا۔ لیکن جماعت مسلمین کے متعلق علامہ مجلسی رضوان اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں جو مندرجہ ذیل یوں ہیں:

۶۵۲۔ رسول خدا (ص) سے ان کی امت کی جماعت کے بارے میں لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا: میری امت کی جماعت اہل حق ہیں اگرچہ کم ہوں۔

۶۵۳۔ پیغمبر اکرم (ص) سے عرض کیا گیا کہ آپ کی امت میں کون افراد ہیں؟ فرمایا: جو افراد راہ حق پر ہوں اگرچہ دس لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

۶۵۴۔ ایک شخص نے حضرت امیر المومنین امام علی - کی خدمت میں عرض کیا: میرے لیے آپ سنت، بدعت، جماعت اور فرقت کی وضاحت فرمائیں؟ فرمایا: سنت وہ ایسی روش ہے کہ جسے پیغمبر اکرم نے انجام دیا اور بدعت وہ شے ہے کہ آنحضرت کے بعد جو چیزیں معرض وجود میں آئیں اور جماعت اہل حق ہیں اگرچہ وہ کم تر ہی کیوں نہ ہوں اور فرقت اہل باطل ہیں (اگر وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔) (۱)

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۴۰۳۔ خصال، ص ۱۴۹)۔

۶۵۵۔ “وفیہ باسناده عن برید بن معاویہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال حَۃً اَلَا اَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص) اَمَنْطَرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی وَلِیِّ لَہٗ یَجْہُۃُ نَفْسُہٗ بِال طَاعَۃِ الْاِمَمِہِ وَالنَّصِیِّ (ق الاعلیٰ) ” (۱ الرّفی مع ان فی کافی میں بطور مسند برید بن معاویہ سے انہوں نے امام محمد باقر - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: رسول خدا (ص) نے ارشاد فرمایا ہے: خدائے عزوجل اپنے ولی کی طرف کہ جس نے اپنی جان کو اپنے امام کی اطاعت اور خیر خواہی کے لیے زحمت میں ڈالا نظر نہیں کرے گامگر جب رفیق اعلیٰ کی صف میں ان کے ہمراہ ہو۔ رفیق اعلیٰ ایک ایسا گروہ ہے جس میں انبیاء، صدیقین، شہداء، نیکو کار افراد بہشت بریں میں ایک دوسرے کے نزدیکی ساتھی ہوں گے اور بہشت کے بالا ترین درجات کی منزلوں پر فائز ہوں گے۔

عَبْدُ اللّٰهِ عَلِیہِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ اَفَرَقَ ۶۵۶۔ “وفیہ باسناده عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِیِّ عَنْ اَبِی (نَ قَیْذَ شَبْرِ) فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہِ ” (۲ ج ماعۃ المسلمین) می اسی کتاب میں بطور مسند محمد حلبی سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: جو شخص جماعت مسلمین سے ایک بالشت دوری اختیار کرے (احکام اسلام کے معمولی حدود کو برکنار کرے) اس نے اسلام کے رشتہ کو اپنی گردن سے جدا کر دیا ہے۔ ۶۵۷۔ “وعنه علیہ السلام قال مَنْ فَارَقَ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَنَكَّتْ صَفْقَۃَ الْاِیَامِ جَاءَ اِلٰی اللّٰهِ (عَزَّوَجَلَّ) اَجْذَمٌ ” (۳)

نیز امام جعفر صادق - نے فرمایا: جس نے جماعت مسلمین سے دوری اختیار کی اور امام کی بیعت شکنی کی تو خدا کی طرف دست بریدہ جائے گا (کیوں کہ ہاتھ بیعت کا ذریعہ ہے اور بیعت شکنی کی سزا اسے قطع کرنا ہے)۔

۱۔ (کافی، ج ۱، ص ۴۰۴)۔

۲۔ (کافی، ج ۱، ص ۴۰۵، امالی صدوق ص ۴۱۳)۔

۳۔ (کافی، ج ۱، ص ۴۰۵۔ بحار الانوار، ج ۲، ص ۲۶۷)۔

مولف کہتے ہیں: مجموعی روایات اور گزشتہ مطالب سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنا حضرات ائمہ اطہار کی ولایت کبریٰ کی ریسمان سے وابستگی اور متمسک رہنے پر موقوف ہے نیز اہل بیت عصمت و طہارت کی بارگاہ اقدس سے دوری نہ کرنا ہے۔

۶۵۸۔ زیارت جامعہ کبیرہ میں ہم پڑھتے ہیں: قَالَرَأَيْتُمْ لَكُمْ لَاحِقٌ اِلَى قَوْلِهِ مَنْ اَتَى بِكُمْ نَجًى وَمَنْ لَمْ يَأْتِكُمْ هَلْكَ اِلَى اَنْ اَقْلَ سَعَدَ مَنْ اَوْلَاكُمْ وَخَابَ مَنْ جَحَدَكُمْ وَضَلَّ مَنْ اَفْرَقَكُمْ ” (۱ لہذا جو آپ سے کنارہ کش ہوا وہ دین سے خارج ہے اور جو آپ سے وابستہ ہو وہ حق سے وابستہ ہے آپ کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہلاک ہو گیا یہاں تک کہ فرمایا: آپ کا چاہنے والا نیک بخت ہے آپ کا منکر ناکام ہے اور آپ سے جدا ہونے والا گمراہ ہے۔

۶۵۹۔ حضرت امیر المومنین علی - نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں: ”قَائِنٌ تَذَهَّبُونَ وَأَنْتُمْ تُؤْفَكُونَ، وَالْأَعْلَامُ أَقِيمَةُ وَالْأَيْتُ أَوْضِحَةُ وَالْمَنَارُ مَنْصُوبَةٌ اِنَّكُمْ بَلَنْ، وَالسِّنُّ نُهُ الصَّدَقِ وَيَقُولُ كَيْفَ تَعْمَهُونَ وَبَيْنَكُمْ عِتْرَةٌ نَبِيَّكُمْ وَهُمْ أَرْمَةُ الْحَقِّ، وَأَعْلَامُ الدِّينِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَنْظُرُوا اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ قَالَرُؤُومَا سَمِعْتُمْهُمُ وَاتَّبِعُوا اَتَرَهُمْ فَلَنْ يُخْرَجُكُمْ مِنْ هَذِي وَلَنْ رَدِي ” (۲ دُوكُمْ فِي يُعِي حضرت امیر المومنین - دوست اور دشمن خدا کی علامات بیان کرنے کے بعد کہ وہ ایک نادان بندہ ہے جو خود کو عالم تصور کرے حالانکہ وہ جاہل و نادان ہے، نادانی کو نادانوں سے اور گمراہی کو گمراہوں سے حاصل کیا۔ لوگوں کے واسطے دھوکہ کے پھندے اور مکرو فریب کے جال بچھا دیے ہیں کتاب خدا

۱۔ (تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۹۷۔ مزار مشہدی، ص ۵۲۷۔)

۲۔ (نہج البلاغہ، خطبہ ۸۶۔)

کی تاویل اپنی رائے کے مطابق کی ہے اور حق کو اپنی خواہشات کی طرف موڑ دیا ہے لوگوں کو بڑے بڑے جرائم کی طرف سے محفوظ بناتا ہے اور ان کے لیے گناہان کبیرہ کو بھی حقیر و آسان بنا دیتا ہے۔ کہتا یہی ہے کہ میں شبہات کے مواقع پر توقف کرتا ہوں لیکن واقعاً انہیں میں گر پڑتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ: میں بدعتوں سے جدا رہتا ہوں حالانکہ انہیں کے درمیان اٹھتا بیٹھتا ہے اسلامی امور کے برخلاف چیزوں میں مرتکب ہوتا ہے، اس کی صورت انسانوں جیسی ہے لیکن دل جانوروں جیسا ہے۔ نہ ہدایت کے دروازہ کو پہچانتا ہے کہ اس کا اتباع کرے اور نہ گمراہوں کے راستہ کو جانتا ہے کہ اس سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ یہ درحقیقت ایک چلتی پھرتی میت ہے اور کچھ نہیں کیوں کہ تمام انسانیت کے خصوصیات اور بشریت کے فضائل و کمالات سے بے بہرہ ہے لہذا اب جب دوست اور دشمن خدا کو پہچان لیا اس طرح راہ کو چاہ (کنوین) سے جدا کر کے بتا دیا۔ تو آخر اب تم لوگ کدھر جا رہے ہو اور تمہیں کس سمت موڑا جا رہا ہے؟ وَالْأَعْلَامُ قَائِمَةٌ وَالْأَيَاتُ وَالْمَنَارُ مَنْصُوبَةٌ

جب کہ نشانات قائم ہیں اور آیات واضح ہیں منارہ ہدایت نصب کیے جا چکے ہیں ”قَائِنٌ اِنَّكُمْ بَلَنْ كَيْفَ تَعْمَهُونَ ” اور تمہیں بھٹکایا جا رہا ہے اور تم بھٹکے جا رہے ہو، ”وَبَيْنَكُمْ عِتْرَةٌ نَبِيَّكُمْ وَهُمْ أَرْمَةُ الْحَقِّ وَأَعْلَامُ الدِّينِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَنْظُرُوا اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ عِتْرَتِ نَبِيِّكُمْ وَهُمْ أَرْمَةُ الْحَقِّ وَأَعْلَامُ الدِّينِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَنْظُرُوا اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ اب تمہیں صراط مستقیم اور کامیابی کی راہ سے منحرف ہو کر سخت ہلاکتوں کے صحراؤں میں حیران و سرگردان رہنا ہے محل ہے۔

(افک) افک - کذب و افک عنہ صرفہ و قلبہ او قلب رأیہ افک کا معنی جھوٹ، انحراف اور اپنی رائے بدل دینا ہے المنار: اسم ہے یا اسم مکان ہے ای العلم المنسوب فی الطريق یهتدی بہ الضال والموضع المرتفع الذی یوقد فی اعلاء النار یعنی وہ علامت جو راستوں میں نصب کرتے ہیں تاکہ گم شدہ افراد اس کے ذریعے اپنی راہ تلاش کر لیں اور بلند جگہ کے معنی میں ہے کہ اس میں آگ روشن کرتے ہیں تاکہ وہ گم گشتہ راہ کی رہنمائی کرے۔ وتاه یتھاناً ای ضلَّ ویتحیر وتاه فی الارض ذهب متحیراً ؛ راستہ کو گم کر کے حیران و سرگردان جنگل وغیرہ میں پھرتا رہتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول (۱) روئے زمین پر حیران و سرگردان چکر لگاتے رہیں گے۔ یعنی اپنی طغیانوں میں حیران و سرگردان ہیں۔

مولائے کائنات حضرت امیر المومنین کے مبارک خطبہ کے جملات کا خلاصہ مخاطبین کی ملامت ہے ان کا بارگاہ اقدس امیر المومنین - سے عدول و انحراف کی وجہ سے: یعنی تم لوگ میری ولایت سے فرار کر کے کہاں جاؤ گے میری ولایت تو تقلین کا لازم و ملزوم ہے ان دونوں میں سے ایک ہے میں تقلین میں سے ایک ہوں کہ جس کے سلسلے میں رسول خدا (ص) نے بار بار تاکیداً نصیحت فرمائی: (انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی الحدیث) تم کس کی طرف اور کہاں واپس جاؤ گے۔

اور اسی جیسا حضرت کا یہ قول ہے جو بعد میں فرماتے ہیں: “بقولہ علیہ السلام” والاعلام قائمة والآیات واضحة والمنار منصوبة”۔

کیوں کہ ممکن ہے “اعلام” سے مراد توحید و قدرت الہی کی نشانیاں اور ستارہ یگانگی الہی اس کے وجود کی گسترہ کی دلیل اور آسمان کا شامیانہ اوپر کی طرف تاننا، شب و روز کی گردش، متلاطم دریاؤں میں کشتیوں کا رواں دواں ہونا اور بادلوں سے بارانِ رحمت کا نازل ہونا جو مردہ زمینوں میں زندگی کی

۱) (سورہ مائدہ، آیت ۲۶۔)

روح ڈالتی ہیں اور تمام حیوانات اور جنبندگان جو روئے زمین پر چلتے ہیں سب ہی توحید کی نشانیوں اور جمال و کمال الہی کا جلوہ ہوں۔

مگر یہ کہ: اظہر یہ ہے کہ “اعلام” سے مراد دین و آیات یقین ائمہ ہدی کی ذوات مقدسہ ستاروں کی طرح ہوں اور ایک حدیث میں ائمہ اطہار کی یوں توصیف کی گئی ہے۔ ”جَعَلْتُمْ اَعْلَاماً بَعْبَادِكُمْ وَمَنَاراً فِي بِلَادِكُمْ اِىْ هُدَاةً يَهْتَدِيْ بِهْمُ” یعنی آپ لوگوں کو ہندگاہ الہی کے لیے نشانیاں قرار دیا اور شہر کے لیے منارنہ ہدایت یعنی جس کے ذریعہ لوگ رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اس معنی کا یہ جملہ گواہ ہے، جیسا کہ روایات واردہ میں ان عظیم ہستیوں کے حق میں ہم مطالعہ کرتے ہیں کہ وہ خود آیات بینات الہی ہیں۔ ۶۶۰۔ “وَفِي الْبَحَارِ نَفَالاً عَنْ تَفْسِيرِ عَلِيٍّ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ مُسْنَدُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ : سَأَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلِيَّ السَّلَامِ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ : > وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمُّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ مَنْ يَشَأُ) اللَّهُ يُضِلُّ لِمَنْ يَّشَأُ يَجْعَلُ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ< (۱)

أَنَّهُمْ صُمُّ وَبُكْمٌ كَمَا قَالَ أَوْصَى نَ كَذَّبُوا فِي الَّذِي أَقْبَلَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَتْ فِي آءٍ وَ لَا يُؤْمِنُ بِهِمْ سَ فَإِنَّهُ لَا يُصَدِّقُ بِالْأَوْصَى الظُّلُمَاتِ مَنْ كَانُوا مِنْ وَلَدِ إِبْنِي اللَّهِ (عَزَّوَجَلَّ) فِي آءٍ وَهُمْ عَلَى نَ أَضَلَّهُمْ اللَّهُ وَمَنْ كَانُوا مِنْ وَلَدِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَنَ بِالْأَوْصَى أَبَدًا وَهُمْ الَّذِي يَأْ بَطْنِ الْقُرْآنِ أَنْ كَذَّبُوا بِالْأَوْصَى مَ ، أَقْبَلَ وَسَمِعْتُ هُ يَقُولُ: كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فِي صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ نَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ< أَقْبَلَ أُمِّي كُلُّهُمْ ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى :> وَالَّذِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا لِلَّهِ رَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَ عَ لِي أ ذَلِكَ قَوْلُ أُمِّي وَالْأَيْمَةُ صَ وَلَا تَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَ ، وَالَّذِي (۲) ” آيَةُ أَكْبَرُ مَنِي

۱) (سورہ انعام، آیت ۳۹۔)
۲) (بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۲۰۶۔)

بحار میں تفسیر علی ابن ابراہیم سے بطور مسند ابو حمزہ سے منقول ہے ان کا بیان ہے: میں نے امام محمد باقر - سے آیہ کریمہ (اور جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی وہ بہرے، گونگے تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور خدا جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم پر لگا دیتا ہے) کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جنہوں نے اپنے اوصیاء کی تکذیب کی جو گونگے اور بہرے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کفر و جہالت کی تاریکیوں میں ہیں جو ابلیس کی اولاد میں سے ہیں لہذا وہ اوصیاء کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کبھی بھی ان پر ایمان لاتا ہے اور یہ وہی افراد ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا ہے، اور جو لوگ آدم - کی اولاد میں سے ہیں اوصیاء پر ایمان لانے اور وہی صراطِ مستقیم پر گامزن اور کامیاب ہیں۔ راوی کہتا ہے: میں نے حضرت کو یہ کہتے ہوئے سنا: سب ہی بطنِ قرآن میں نہیں ہے کہ تمام اوصیاء اول سے آخر تک جھٹلایا اور اسی طرح فرمایا: وہ لوگ جو ہماری آیات سے غافل ہیں۔

حضرت امیر المومنین - نے فرمایا: آیات سے مراد ائمہ اطہار ہیں، اور اس معنی کی دلیل خود حضرت امیر المومنین - کا یہ قول ہے کہ فرمایا: خدائے تبارک و تعالیٰ کے لیے کوئی نشانی مجھ سے زیادہ بڑی نہیں ہے۔
أَقْبَلَ سَأَلْتُ أ أَبَ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ رِ الرَّقِيِّ ۶۶۱ - وَمِنْهُ بَاسْنَدَهُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ كَثِيٍّ (الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ >)
۱ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَا تُغْنِي) ” قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : الْآيَاتُ الْأُمَمَةُ وَالنُّذُرُ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ - ” (۲) اسی کتاب میں بطور مسند داود ابن کثیر رقی سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر الآیات وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ > (اور یاد رکھیے کہ جو صادق - سے آیہ کریمہ وَمَا تُغْنِي ایمان لانے

۱-) سورئہ یونس، آیت ۱۰۱۔)
۲-) بحار الانوار، ج ۲۳، ص ۲۰۶۔)

والے نہیں، میں ان کے حق میں نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام آنے والے نہیں ہیں) کا معنی دریافت کیا تو فرمایا: آیات ائمہ ہیں اور النذر انبیاء ہیں یعنی نشانیاں ائمہ ہیں اور ڈرانے والے انبیاء ہیں۔

۶۶۲۔ حضرت علی - کا یہ قول: (فَأَيْنَ يُّنَادُ بِكُمْ بَلْ كَيْفَ تَعْمَهُونَ) گزشتہ قول کی تاکید ہے (فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ وَأَنْتَى تُؤْفَكُونَ) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ جھوٹ اور انحراف و گمراہی اور ان کے دل کے اندھے پن کا باعث ہوا۔

حضرت کا یہ قول (وَبَيْنَكُمْ عِتْرَةٌ نَبِيَّكُمْ) دوسری تاکید اور اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ اعلام اور آیات سے مراد وہی عترت پیغمبر اکرم (ص) اور ائمہ اطہار ہیں۔ ۶۶۳۔ “وَفِي الْبَحَارِ مِنَ الْعَيُونِ وَمَعَانِي الْأَخْبَارِ عَنِ الْأَهْدَانِ رُ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سُئِلَ أَمِي عُمَيْرٌ عَنْ غَايَةِ بَنِي إِبْرَاهِيمَ إِبْنِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ الْأَنْبِيَاءِ كَاتِبِ اللَّهِ وَعِتْرَتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ مَعْنَى قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) إِنِّي مَخْلُفٌ فِي مِثْلِ تَرْتَرَةٍ؟ فَ أَقُلْ: أَنَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْأَيْمَةُ السَّعَّةُ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تَابِعُهُمْ مَهْدِيَّهُمْ وَقَاتِبُهُمْ لَا يُفَارِقُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَلَا يُفَارِقُهُمْ حَتَّى يَرِدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص))

مَوْضِعُهُ ” (۱)

بحار میں عیون اور معانی الاخبار سے بطور مسند غیاث ابن ابراہیم سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: حضرت امیر المومنین - سے رسول خدا (ص) کے اس قول ”میں تمہارے درمیان دو گراں قدر امانت چھوڑ رہا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت“ کا معنی دریافت کیا گیا کہ عترت کون ہیں؟ فرمایا: میں، حسن، حسین - اور اولاد حسین - میں سے نو امام ان میں کا نواں مہدی اور قائم ہے وہ کتاب خدا سے جدا نہیں ہوں گے اور نہ ہی کتاب خدا ان سے جدا ہوگی یہاں تک کہ رسول اللہ کے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔

١). عيون اخبار الرضا -، ج ٢، ص ٦٠. معانى الاخبار، ص ٩١. بحار الانوار، ج ٢٣، ص ١٤٧).

حضرت کا قول: (وَهُمْ أَرْمَئُهُ الْخَقَّ وَالسَّنَنَةُ الصَّدَقِ) وہ افراد یعنی ائمہ طہار - حق کے نامور اور وحی الہی کے ترجمان ہیں لوگوں کو حق کی طرف بڑھاتے ہیں جس طرح ناقہ کو لگام کے ذریعہ راستے میں آگے بڑھاتے ہیں۔ زیارت جامعہ کبیرہ میں ہم پڑھتے ہیں (وقادة الأمم) یعنی یہ ائمہ اطہار زیارت کے رہنما اور پیشوا ہیں جو لوگوں کو معرفت الہی اور دین خدا کی طرف دعوت، حکم اور لوگوں کو رغبت دلانے کا وسیلہ ہیں لہذا جس شخص نے لیبیک کہا ان کی دعوت قبول کی وہ اسے راہی بہشت کرتے ہیں اور جس نے ان کی دعوت سے انکار کیا اور دعوت قبول نہیں کی اسے آتش جہنم کی (طرف لے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت - نے فرمایا: (انا قسیم الجنة والنار) (۱)

میں جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا ہوں۔ جنت و جہنم کا اختیار اس عظیم ہستی کے پاس ہے جن کا وجود نیک افراد کے لیے نعمت الہی اور فجّار و بدکاروں کے لیے عذاب ہے۔

اور وحی الہی کے ترجمان ہیں جیسا کہ زبان نفس کی ترجمان ہے۔ زیارت جامعہ کبیرہ کے فقرات میں ہم پڑھتے ہیں:

”و ترجمۃ لوحیہ“ یعنی ائمہ ہدی کی ذوات مقدسہ وہ ہیں جو حق کو مخلوقات خدا تک پہنچاتی ہیں دوسری تعبیر میں وہ عظیم مخلوقات کے ائمہ و رہنما ہیں حق کی طرف اور مخلوق خدا پر حق کا وسیلہ ہیں۔ امام کے (وہ ائمۃ الحق) یعنی حق کی لگام ان کے ہاتھ میں ہے سے یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ حضرت علی - کے حق میں رسول خدا (ص) کے اس قول کی طرح ہو (الحق مع علی وهو مع الحق اینما دار) (۲) حق علی - کے ساتھ ہے اور وہ حق کے ساتھ ہیں جہاں جہاں بھی گردش

١. مصباح المتجهد، ص ٧٥٧. بصائر الدرجات، ص ٢١٩.)
٢. خصال، ص ٥٥٩. كفاية الاثر، ص ١٨١. احتجاج، ج ١، ص ١١٦.)

کریں۔ جیسا کہ خاصہ سے بطور متواتر حضرت نبی اکرم (ص) اور ائمہ اطہار سے یہ ذکر ہوا ہے ”الحق مع الائمة الاثنی عشر“ حق بارہ اماموں کے ساتھ ہے۔ او زیارت جامعہ کبیرہ کے فقرات میں ہم پڑھتے ہیں: ”الحق معکم وفیکم ومنکم

والیکم وانتم اہلہ ومعندہ ” حق آپ کے ساتھ ہے آپ کی ذات میں ہے اور آپ سے ہے اور آپ کی طرف ہے اور آپ ہی اہل حق اور معدن حق ہیں۔ اسی طرح حضرت کے اس قول (و السنة الصدق) سے مراد یہ ہے کہ وہ عظیم ہستیاں سوائے حق اور سچ بات کی گفتگو نہیں کرتیں۔ اور یہ حضرت ابراہیم - خلیل کے دعا کی (تصدیق ہے کہ انہوں نے خدا سے درخواست کی) > وَاجْعَلْ لِّی لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنَ < (۱)

اور میرے لیے آئندہ نسلوں میں سچی زبان اور ذکر خیر قرار دے۔ لہذا خداوند تبارک و تعالیٰ نے ان کی دعا مستجاب فرمائی اور ان کی ذریت سے حضرات محمد و آل محمد کو منتخب کیا اور انہیں حضرت کا لسان صدق قرار دیا۔ ۶۶۴۔ ” وَیَقُولُ الْإِمَامُ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ : نَحْنُ أَصْلُ كُلِّ خَیْرٍ ، وَمِنْ فُرُوعِ أَنْ كُلِّ بِرِّفَمَنِ الْبِرِّ ر ، وَتَعَهُدُ الِ جَارِ ، وَالْإِقَارُ رِی ، وَرَحْمَةُ الْفَقْرِ دُ وَالصَّائِمِ وَكُظْمُ الْغَیْظِ ، وَالْعَفْوُ عَنِ الْمُسْ - اللَّوْحِی ح وَ أَفْجِشَةُ فَمْنَهُ مُم الْكَذِبِ ، وَالْبُخْلِ ، بِالْفَضْلِ لِأَهْلِیْہِ وَعَدُوِّ أَنْ أَصْلَ كُلِّ شَرٍّ ، وَمِنْ فُرُوعِهِمْ كُلِّ قَبِی أَمْرُ الْخُدُودِ الَّتِی م بِغَیْرِ حَقِّہِ ، وَتَعْدَى عَنْهُ وَآكُلُ الرُّأْبِ ، وَآكُلُ الْمِلِّیَّتِیْ مَہُ ، وَالْقَطِی وَالْتَمِی ح ، اللہ ، وَرُكُوبِ الْفَقْرِ أَوْجَشُ أَمْ ظَهَرَ مِنْ هَا وَابْتِطَنَ وَالزَّانُ ، وَالسَّرْقَةُ ، وَكُلُّ أَمْ أَوْفَقَ لَذِكِّ مِنَ الْقَبِی) وَكَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ مَعَ أَنْ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِفُرُوعِ غَیْرِہِ أَنْ ” (۲)

حضرت صادق آل محمد فرماتے ہیں: ہم تمام خیر و خوبی کی اصل و اساس ہیں اور تمام نیکیاں

۱۔ (سورنہ شعراء، آیت ۸۴۔)

۲۔ (کافی، ج ۸، ص ۲۴۲۔ حدیث ۳۳۶۔ بحار الانوار، ج ۲۴، ص ۳۰۲۔)

ہماری ذات سے نکلتی ہیں۔ توحید و یکتا پرستی، روزہ، ماہ رمضان، غیظ و غضب کم ہونا برے افراد کی برائیوں سے درگزر کرنا، فقیروں سے مہربانی کے ساتھ پیش آنا، حق ہمسائیگی کی رعایت کرنا اور صاحبان فضل کی فضیلت کا اعتراف کرنا۔

اور اس کے مقابل میں : ہمارے دشمن تمام برائیوں کی اصل و اساس ہیں اور تمام برائیاں انہیں کی منحوس ذات سے نکلتی ہیں من جملہ جھوٹ، بخل، چغل خوری، قطع رحم، ربا خوری، اموال یتیم بغیر حق کے کھانا، اللہ تعالیٰ کے احکام اور حدود سے تجاوز کرنا اور ان تمام برے کاموں اور بے فائدہ امور کا مرتکب خواہ ظاہر میں ہو یا باطن میں، زناکاری، چوری، اور اس جیسے دوسرے اعمالِ قبیحہ کا ارتکاب کرنا۔

اور وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو گمان کرے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے یا ہم سے ہے حالانکہ وہ دوسرے کی فروع سے متعلق ہو۔

جعلنا اللہ وجميع المؤمنين من المتمسكين بولائيتهم ومودتهم وبعثرة الوثقى التى لا انفصام لها بحق محمد وآله الطيبين الطاهرين اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مومنین کو ان کی ولایت و مودت اور ان کی نہ ٹوٹنے والی محکم ریسمان سے متمسک رہنے والوں میں قرار دے محمد و آل محمد کے واسطہ سے۔

قرآن اور آخری حجت

مشترکات قرآن اور حجت زمان

۳۳۔ مہربان ناصح

۳۳۔ القرآن ناصح لایغش

وکذلک الحجة القائم علیہ السلام

قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو انسانوں کو مہربانی کے طور پر نصیحت کرتا ہے اور اس کی نصیحت پر عمل کرنا ندامت و شرمندگی کا باعث نہیں ہوتا۔ امام زمانہ - بھی جو اس کے ہم پلہ ہیں روؤف و مہربان کے عنوان سے نصیحت کرنے والے

ہیں کہ جن کے فرمودات پر عمل کرنا سعادت کا سبب ہے۔

آیات میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول : (۱)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو (خواہ خدا کی امانت ہو یا اس کے بندوں کی) اور جب کوئی فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو اللہ تمہیں بہترین نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سمیع بھی ہے بصیر بھی۔ اللہ تعالیٰ کا قول:

۱) (سورہ نساء، آیت ۵۸)۔

(الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ > (۱)

بے شک اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور بدکاری، ناشائستہ حرکات اور ظلم سے منع کرتا ہے کہ شاید تم اسی طرح نصیحت حاصل کرلو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

ایہا الناس! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی شفا کا سامان اور ہدایت اور صاحبان ایمان کے لیے رحمت، قرآن آچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: > أَلَمْ أَعِظْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ وَأَنْ اعْبُدُونِي يَذَّا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ < (۳)

اے اولاد آدم! کیا ہم نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ خبردار! شیطان کی عبادت نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور میری عبادت کرنا کہ یہی صراط مستقیم اور سیدھا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: > قُلْ إِنَّمَا أُعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مِثْلَ خِيَارِكُمْ ثُمَّ تَقَفَّكُوا < (۴)

پیغمبر آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہیں صرف اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لیے ایک ایک دو دو کر کے اٹھو اور پھر (محمد (ص) کے کاموں میں) یہ غور کرو کہ تمہارے ساتھی میں کسی طرح کا جنون نہیں ہے۔ وہ صرف آنے والے شدید عذاب کے پیش آنے سے پہلے تمہارا ڈرانے والا ہے۔

۱) (سورہ نحل، آیت ۹۰)۔

۲) (سورہ یونس، آیت ۵۷)۔

۳) (سورہ یس، آیت ۶۰)۔

۴) (سورہ سبا، آیت ۴۶)۔

مولف کہتے ہیں: یہ واضحات اور مسلمات بشر میں سے ہے کہ قرآن مجید کلام الہی ہے جو مصدر ربوبیت سے صادر ہوا ہے اس کے باوجود قرآن صامت ہے اور ترجمان کا محتاج ہے اور اس کے ترجمان تمام انبیائے کرام - بالخصوص پیغمبر (ص) عظیم الشان اور ان کے اوصیائے گرامی ہیں۔

مذکورہ آیات میں کبھی خدائے عزوجل اپنے بندوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہے جیسا کہ سورہ نساء کی آیت نمبر ۵۷، سورہ نحل کی آیت نمبر ۹۰، سورہ یونس کی آیت نمبر ۵۷، سورہ یس کی آیت نمبر ۶۱ اور سورہ سبا کی آیت نمبر ۴۶ میں خود اپنے پیغمبر (ص) گرامی کو حکم فرماتا ہے کہ کہہ دو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ آیت کے آخر تک قرآن مجید کی تمام آیتوں میں وعد و وعید و نصیحت موجود ہے اگر ہم ان سب کی طرف اشارہ کریں تو وہ ہماری اس کتاب کے دائرہ سے خارج ہے۔ لہذا اب چند آیات کے ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: > يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا < (۱)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تمہیں میں سے (ائمہ طاہرین) ہیں پھر اگر آپس میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے (کتاب) خدا اور رسول کی طرف پلٹادو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے ہو۔ یہی تمہارے حق میں خیر اور انجام کے اعتبار سے بہترین بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱) (سورہ نساء، آیت ۵۹۔)

عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحَتْ بَيْنَكُمْ بِنُحُمٍ وَإِنَّا وَكُنْتُ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ # وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ # وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ (بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ) (۱) اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔ اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہیے جو خیر کی دعوت دے، (دین اسلام کی) نیکیوں کا حکم دے، برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں اور خبردار! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا کہ ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲)

اے ایمان والو!، آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق طریقہ سے نہ کھا جایا کرو مگر یہ کہ باہمی

۱) (سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳۔ ۱۰۵۔)

۲) (سورہ نساء، آیت ۲۹۔ ۳۱۔)

رضامندی سے معاملہ ہو اور خبر دار اپنے نفس کو قتل نہ کرو اللہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے اور جو ایسا اقدام حدود سے تجاوز اور ظلم کے عنوان سے کرے گا ہم عنقریب اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور اللہ کے لیے یہ کام بہت آسان ہے اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے پرہیز کر لو گے تو ہم دوسرے گناہوں کی (تمہارے گناہانِ صغیرہ کو بخش دیں گے) پردہ پوشی کر دیں گے اور تمہیں باعزت منزل تک پہنچا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱)

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول (محمد (ص)) آچکا ہے جو ان میں سے بہت سی باتوں کی وضاحت کر رہا ہے جن کو تم کتابِ خدا (توریت و انجیل) میں سے چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتا ہے۔ تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے جس کے ذریعہ خدا اپنی خوشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر اپنے حکم سے نور کی طرف لے آتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

”الحجة القائم المنتظر - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف - هو الناصح المشفق لشيعته بل لكافة الخلق“

امام زمانہ - قائم منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف بھی اپنے شیعوں بلکہ تمام مخلوقات کے لیے مہربان

۱) (سورہ مائدہ، آیات ۱۵۔ ۱۶۔)

اور نصیحت کرنے والے ہیں۔

عُذِّبَ اللَّهُ بِمَا لَمْ يَرْجُ الْتَوَفَّى : ۶۶۵۔ “قال الصدوق قال عُبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْحَمِيرِيُّ فَصَلَ مِنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي التَّعْزِيَةِ بِأَبِي فِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَثْمَانَ الْعُمَرِيَّ أَبِي دَاوُدَ وَ أَمْتِ حَمِيٍّ بِمَا لَمْ يَرْجُ وَ رَضَاهُ بِقِصَّةِ عَائِشَةَ أَبِيكَ سَعَى الْكَاتِبُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ أَرْجِعُونَ نَسَلُ أَمْرِهِمْ سَاعِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَلَمْ يَزَلْ مُجْتَبًى هِدَا فِي فَرَجِهِ اللَّهُ وَالْحَقُّ بِأُولَى أَيْنِهِ وَمَ أُولَى أَم يُقَرَّبُهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِلَيْهِمْ ، نَصَرَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَأَقْلَعَ عَثْرَتَهُ فِي فَصْلِ آخِرٍ “ أَجْزَلَ اللَّهُ لَكَ الْتَوَابُ وَأَحْسَنَ لَكَ الْعَزَاءُ ، رَزَيْتَ وَرَزَيْتَ أَنْ وَأَوْحَشَكَ فَرَقُهُ وَفِي مُنْقَلَبِهِ ، وَكَأَنَّ مِنْ كَمَالِ سَأَلِ عَدَّتِهِ أَنْ رَزَقَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَدًا مِثْلَكَ يُخْلِفُهُ وَأَوْحَشَ أَنْ ، فَسَرَّهُ اللَّهُ فِي مِنْ بَعْدِهِ وَيَقُومُ مَ أَقَمَهُ بِأَمْرِهِ وَيَتَحَرَّمُ عَلَيْهِ ، وَأَقُولُ الْحَقُّ مَدُّهُ لِلَّهِ ، فَإِنْ

الْأَنْفُسَ طَيِّبَةً بِمِ أَمْنِكَ وَ أَمْ جَعَلَهُ كَ وَعِنْدَكَ ، أَعَانِكَ اللَّهُ وَقَوَاكَ وَ عَضُدَكَ وَوَقَفَكَ وَ أَمَّا كُنَّ اللَّهُ لَكَ وَلِيًّا وَ حَافِظًا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي) نَأ ” (١) وَ أَكْفِيًّا وَمَعِي

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ ابن جعفر حمیری کا بیان ہے: شیخ ابو جعفر محمد ابن عثمان عمری حضرت امام زمانہ - کے پہلے نائب خاص کے پاس ان کے والد بزرگوار کے انتقال کے موقع پر حضرت صاحب الزمان - کا ایک تعزیتی خط آیا جس کے ایک حصے میں یہ تحریر تھا: ”بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بلاشبہ ہم اسی طرف واپس جانے والے ہیں“ اس کے حکم کے سامنے راضی برضا ہو کر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ تمہارے والد نے اپنی زندگی باسعادت گزاری اور مرتے وقت تک قابل تعریف رہے پس اللہ ان پر رحم فرمائے اور انہیں ان کے اولیاء اور ائمہ سے ملحق فرمائے۔ یہ مسلسل

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۵۱۰ - غیبت طوسی، ص ۳۶۱ - احتجاج، ج ۲، ص ۳۰۱ - الخرائج والجرائح، (ج ۳، ص ۱۱۱۲ - بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۳۴۹ - معجم احادیث الامام المہدی -، ج ۴، ص ۲۸۹ -

اپنے ائمہ کے امور میں جدوجہد اور سعی وکوشش کرتے رہے تاکہ انہیں خدائے بزرگ و برتر اور ائمہ طاہرین کا تقرب حاصل ہو۔ اللہ ان کے چہرے کو بارونق اور شاداب رکھے نیز ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ خط کے دوسرے حصے میں یہ تحریر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اس مصیبت پر صبر کا بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے، ان کی موت پر تم بھی سوگوار ہو اور ہم بھی۔ ان کی جدائی کا جس قدر تم کو غم و الم ہے اسی قدر ہمیں بھی ہے۔ خیر وہ جہاں بھی ہیں وہاں اللہ تعالیٰ ان کو خوش حال رکھے ان کی انتہائی خوش قسمتی کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تم جیسا فرزند عطا فرمایا کہ ان کے بعد وہ ان کا جانشین اور قائم مقام ہوا جو ان کے لیے طلب رحمت کر رہا ہے۔ میں خدا کی حمد و ثناء کرتا ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے نفوس کو اپنے مقام پر قرار دیا ہے اور خدائے بزرگ و برتر نے اسے تمہارے نزدیک پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے اور وہ خوش حال ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت فرمائے اور تمہیں قوت عطا فرمائے تمہارے بازوؤں میں طاقت عطا فرمائے، تمہیں توفیق خیر عنایت فرمائے اور تمہارا ولی و سرپرست اور محافظ و نگہبان رہے۔

حضرت صاحب الزمان - عجل اللہ فرجہ الشریف کی جانب سے صادر شدہ من جملہ توقیعات میں سے ایک وہ توقیع بھی ہے جو محمد ابن علی ابن ہلالی کرخی کے جواب نامے میں غالبوں کی تردید میں ہے کہ جس کی عبارت یوں ہے۔

۶۶۶ - ”أَيُّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ تَعَالَى اللَّهُ وَجَلَّ عَمَّا يَصِفُونَ وَيَحْمَدُونَ، لَيْسَ نَحْنُ شَرٌّ أَكْبَرُ فِي قُدْرَتِهِ، بَلْ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبُ غَيْرُهُ كَمَا أَقْلَتْ أَبْرَكْتَ أَسْمَاؤُهُ > قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي عَمَلِهِ وَلَا فِي (السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ < (۱)

۱) (سورہ نمل، آیت ۶۵ -)

بَيْنَ مُوسَى وَغَيْرِهِمْ مِنَ النَّبِيِّ أَنْ أَمَّ وَنُوحٍ وَابِ أَرْبَى مِنَ الْأَوَّلَى غِ أَبَانِي وَأَنَا وَجَمِي طَالِبٍ وَغَيْرِ هُمْ مَمَّنْ مَضَى مِنْ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّ أَوْثَنْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي وَمِنْ الْأَخْرَى ذُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَيْ وَمُنْتَهَى عَصْرِي نَ ، إِلَى مَبْلَغِ أَيْمَى اللَّهِ عَلَيْهِمُ أَجْمَعِي > وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي (أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيَتْهَا كَمَا نَسِيَ الْيَوْمَ تَنْسَى) (۱) نَحْ أَنْخِ الْبَعْضَ أَرْجَحَ عَهْ وَحَمَّ أَفْنُهُمْ ، مَنْ دِي أَيْمَحَمَدُ بْنُ عَلِيٍّ ، قَدْ أَذَانُ جِهَ لَاءُ الشَّيْ دَا وَرَسُولُهُ مُحَمَّدًا (ص) وَمَ إِلَى لَإِكْتَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَكَفَى بِهِ شَهِي مِنْهُ ، فَأَشْهَدُ اللَّهُ الَّذِي بَرئَ إِلَيَّ هَذَا إِنِّي أَبْنُو عَلَيْهِمُ السَّلَامَ وَأَشْهَدُ ذَكَ وَأَشْهَدُ كُلُّ مَنْ سَمِعَ كِ أَنْبَى أَبْنُو وَ أَوَّلَ وَأَنْبَ مُلْكِهِ ، أَوْىُ جَلَّ أَنْ مُحَلَّا سَوَى الْمُحَلِّ اللَّهُ وَالِ إِلَى رَسُولِهِ مَمَّنْ يَقُولُ إِنَّا نَعْلَمُ الْغَيْبَ وَنَ شَارِكُهُ فِي صَدْرِ كِ أَنْبَى رَضِيَهُ اللَّهُ أَنْ وَخَلَقَ أَنْ لَهْ أَوْ يَتَعَدَّى بِ أَنْ عَمَّا فَسَّرْتُ هُ لَكَ وَبَيَّنَّنْتُ فِي الَّذِي وَأَشْهَدُ كُمْ أَنْ كُلُّ مَنْ نُبِرْ أَمْنُهُ قَالَ اللَّهُ يُبَرِّئُهُ مِنْهُ وَمَ إِلَى لَإِكْتَهُ وَرَسُولُهُ وَأَوَّلُ أَبْنُو وَجَعَلْتُ هَذَا عُنُقِكَ وَعَنْقُ مَنْ سَمِعَهُ لَا تَكْتَهُ مُمُّ لِأَحَدٍ مِنْ هَذَا الْكَلِّ أَنْتَبَ أَمْنُهُ فِي غِ الَّذِي التَّوَقَّى لَعَلَّ اللَّهُ يَتَلَفَّا ، عِ الْكُلِّ (كُلِّ) مِنْ الْمَوَالِي حَتَّى يُطَهَّرَ عَلَى هَذَا التَّوَقَّى عَنِّي أَوَّلَى وَشَى نِ اللَّهُ الْحَقُّ ، يَنْتَبَهُونَ عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ مُنْتَبَهُ إِلَى أَمْرِهِ وَلَا يَبْلُغُ مُنْتَبَهُ هَاهُ ، فَكُلُّ مَنْ هُمْ قَبْرِجْ عَوْنُ إِلَى دِي وَلَا يَرْجِعْ إِلَى مَا قَدْ أَمَرْتُ هُ وَنَهَيْتُ هُ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ الْعَنْهُ مِنَ اللَّهِ وَمَمَّنْ ذَكَرْتُ مِنْ عِ أَبْنُو فَهَمَّ كِ أَنْبَى) (۲)

۱) (سورہ طہ، آیات ۱۲۴ - ۱۲۶)۔
 ۲) (الاحتجاج، ج ۲، ص ۲۸۸ - بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۶۶ - المختار من کلمات الامام المجتبیٰ -، (ج ۱، ص ۴۹)۔

وہ بعض توقیعات جو حضرت صاحب الزمان - عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے صادر ہوئی ہیں من جملہ ان میں سے ایک غلّہ کی تردید میں محمد ابن علی ابن بلالی کرخی کے سوال کے جواب میں ہے اے محمد ابن علی! اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اعلیٰ و اعظم ہے کہ غلّہ اس کی جو توصیف کرتے ہیں اور الحمد للہ ہم خدائے سبحان کے شریک نہیں ہیں نہ اس کے عمل میں نہ اس کی قدرت میں بلکہ اس کے علاوہ کوئی غیب بھی نہیں جانتا جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب کو خطاب کر کے فرماتا ہے: ”اے محمد!“ کہہ دیجیے کہ آسمان و زمین میں غیب کا جاننے والا اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اور میں اور میرے تمام آباء و اجداد اولین سے آدم، نوح، ابراہیم اور موسیٰ وغیرہ گزشتہ انبیاء میں سے اور آخرین سے حضرت محمد (ص)، علی ابن ابی طالب - اور ان کے علاوہ دوسرے گزشتہ ائمہ یہاں تک کہ میرا زمانہ اور میری عمر ختم ہونے تک میں ندائے عزوجل کا بندہ ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس کے لیے زندگی کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا بھی محسوس کریں گے وہ کہے گا کہ پروردگار! یہ تو نے مجھے اندھا کیوں محسوس کیا ہے جب کہ میں دار دنیا میں صاحب بصارت تھا؟ خداوند سبحان فرمائیے گا کہ اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں اور تو نے انہیں بھلا دیا تو آج بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔“

مولف کہتے ہیں: شاید آیۃ اعراض سے استدلال کا طریقہ اس جہت سے ہو کہ علم غیب کا دعویٰ اور قدرت و ربوبیت کا ائمہ اطہار - کے ساتھ اشتراک خود ذکر خدا سے ایک واضح طور پر اعراض ہے۔ کیوں کہ ذکر کیسے محقق ہوگا جب کہ ذاکر ائمہ کی طرف ان چیزوں کو منسوب کر کے جس سے وہ بیزار ہیں اور وہ یہ کہ خود کو ائمہ اطہار خدائے سبحان کے علم و قدرت اور اس کی ربوبیت میں شریک جانیں۔

جابلوں کو کیا معلوم کہ ائمہ ہدیٰ خدا کے مکرم بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے جلال و کمال کے تحت اختیار کیا ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین - سے نقل ہوا ہے کہ حضرت فرماتے ہیں:

(۶۶۷ - ” لا تتجاوزوا بنا العبودیۃ ثم قولوا فینا ما شئتم ولا تغلوا “) (۱)

ہمارے ذریعہ عبودیت سے تجاوز نہ کرو پھر ہمارے بارے میں جو چاہو کہو مگر غلو نہ کرو۔ نُوْعَ وَحْمُ اَقْنَهُمْ مَن دِی بقیہ توفیق مبارک میں فرمایا: اَیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلٰی قَدْ اَذَانُ جَهْلَاءُ الشَّیْءُ اَنْخُ الْبِعُوضَةِ اَرْجَحُ مِنْهُ اے محمد ابن علی! کم عقل اور نادان شیعہ اور جن کی دین داری سے مضبوط مچھر کے بال و پر ہوتے ہیں ہم کو اذیت اور تکلیف پہنچاتے ہیں۔ لہذا میں گواہ بناتا ہوں اس خدا کو کہ جس کے علاوہ کوئی اللہ نہیں ہے اور شہادت کے لحاظ سے خدا کافی ہے اور اسی طرح رسول خدا (ص) حضرت محمد، ملائکہ، انبیاء اور اولیاء خدا کو بھی شہاد بناتا ہوں۔ اور اس شخص کو گواہ بناتا ہوں جو شخص میرے اس مکتوب (خط) کو سنے کہ میں بری اور بیزار ہوں اور ان لوگوں سے اللہ و رسول کی پناہ چاہتا ہوں جو کہتے ہیں کہ ہم علم غیب کے حامل ہیں اور اس کے ملک میں شریک ہیں، یا ہمیں ایسے موقع و محل پر قرار دے جو اللہ تعالیٰ کی رضایت کے برخلاف موقع و محل ہو اور ہمیں اسی نے خلق کیا ہے یا ہمارے اس قول سے تجاوز کرے جس کی جو کچھ ہم نے تفسیر بیان کی ہے اور اس کے ابتدائے خط میں ہم نے وضاحت دی۔

اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں جو شخص میرے خط کو سنے اگرچہ ہر اس شخص سے جس سے میں بیزاری اختیار کرتا ہوں ذات خدا بھی اس سے بیزاری اختیار کرتی ہے اور ملائکہ، رسل اور اولیائے الہی بھی، مزید اس توفیق کو جو اس مکتوب (خط) میں ہے تمہاری گردن میں امانت قرار دیتا ہوں اور ان کی گردن میں بھی جو اسے سننے سے اسے میرے کسی بھی شیعہ اور دوست سے مخفی نہ کرے یہاں تک کہ ہمارے چاہنے والوں میں سے ہر ایک اس تمام توفیق (کا علم) حاصل کر لے۔ شاید خداوند متعال ان کی تلافی کرے پھر انہیں دین الہی کی طرف پلٹا دے جو حق ہے۔ اور اس کی انتہا تک پہنچ جائیں کہ جس امر کی

۱) (تفسیر امام عسکری -، ص ۵۰ - بحار الانوار، ج ۴، ص ۳۰۳)۔

انتہا نہیں جانتے کہ اس کا اختتام کہاں ہوگا۔

لہذا جو شخص میرے مکتوب (خط) کو سمجھے اور اس بات کی طرف نہ پلٹے جس کا میں نے اسے حکم دیا ہے اور اس سے نبی کی ہے تو یقیناً اس پر میرے نیک بندوں کی طرف سے جن کا میں نے ذکر کیا ہے لعنت پڑے گی۔
مولف کہتے ہیں: ہمارے امام عزیز حضرت مہدی - کا قول واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ (ائمہ اطہار رب (خدا) نہیں ہیں۔) ۱

بلکہ وہ سب اس کے محترم بندے ہیں جو کسی بات پر اس پر سبقت نہیں کرتے ہیں اور اس کے احکام پر برابر عمل کرتے رہتے ہیں۔ حقیقت میں وہ شخص ہلاک ہوا جو ان کی حد سے تجاوز کیا۔

۶۶۸ - حضرت امیر المومنین -نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں: میرے بارے میں دو طرح (کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔)
۲

۱ (وہ دوست جو دوستی میں غلو سے کام لیتے ہیں ۲ (اور وہ دشمن جو دشمنی میں مبالغہ کرتے ہیں
”محب غال“ وہی غلاۃ ہیں جو ائمہ ہدی کی محبت میں افراط روی کرتے ہیں اور انہیں مقام ربوبیت تک پہنچا دیتے ہیں۔
”مبغض قال“ وہی ان کے تمام دشمن ہیں کہ جنہوں نے ان کی ہدایت اور راہ مستقیم کو ترک کر دیا ہے۔ اور مغرطین و
مقرصین میں بھی لوگوں کا دو گروہ پایا جاتا ہے: ۱ (جو لوگ حضرت علی ابن ابی طالب - کی فضیلت کے قائل نہیں ہیں۔
۲ (جو لوگ حضرت علی ابن ابی طالب - کی ربوبیت کے قائل اور معتقد ہیں اور وہ غلاۃ ہیں کہ ان

۱)۔ (سورنہ انبیاء، آیت ۲۷)۔

۲)۔ (نہج البلاغہ، حکمت ۱۱۷ - امالی صدوق، ص ۷۰۹ - خصائص الانمہ، ص ۱۲۴ - بحار الانوار، (ج ۲۵ ، ص ۲۸۵)۔

کے حق میں خدا اور ائمہ اطہار کی طرف سے شدید مذمت اور لعن و طعن وارد ہوئی ہے۔ عِبْدَ اللَّهِ بْنِ الصَّالِحِ أَقْلٌ: كُنْتُ خَرَجْتُ سَنَةً مِنْ ۶۶۹ - “ وفي الكافي باسناده عَنْ أَبِي نَ يَوْمًا فَقَدْ فَأَقَمْتُ إِثْنَيْنِ وَعِشْرِي ، الْخُرُوجَ فَلَمْ يُؤَدِّنْ لِي نَ بِنِغَ أ دَ فَاَسْتَأْذَنْتُ فِي السَّنَةِ أَخْرُجَ فِي لَ لِي يَوْمَ الْأَرْبَ أَعَاءَ وَقِي الْخُرُوجَ لِي فِي خَرَجْتُ أَلْ أَقْفَلَةُ إِلَى النَّهْرِ أُونِ ، فَأَذِنَ لِي مَهْ ، فَ مَا كُنْ إِلَّا أَنْ أَعْلَفْتُ فَخَرَجْتُ وَأَنَا آيسٌ مِنْ أَلْ أَقْفَلَةُ أَنْ الْخُرُوجَ هَا فَ أَوْفَيْتُ النَّهْرَ أُونِ وَالْ أَقْفَلَةُ مَقِي)
بِالسَّ لَأَمَةٍ فَلَمْ أَلْقَ سُوءَ وَالْخَرَجَ مَذُ اللَّهُ ” (۱ ج مآلي شيئا حَتَّى رَحَلْتُ أَلْ أَقْفَلَةُ فَرَحَلْتُ وَقَدْ دَ عَالِي

کافی میں بطور مسند ابو عبد الله صالح سے منقول ہے ان کا بیان ہے : ایک سال میں بغداد کی سمت نکلا اور حضرت صاحب الامر - سے سفر کی اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اجازت مرحمت نہیں فرمائی میں وہاں اٹھائیس روز ٹھہرا رہا اور قافلہ بھی نہروان (بغداد سے چار فرسخ پر ایک مقام ہے) کی طرف کوچ کر گیا۔ حضرت صاحب الامر - نے چہار شنبہ کو سفر کی اجازت دی۔ میں نے سفر اختیار کیا اور میں قافلہ سے ملحق ہونے میں مایوس تھا لیکن جب نہروان پہنچا تو قافلہ رکا ہوا تھا میں نے اپنے اونٹوں کو جتنی دیر کھلایا پلایا قافلہ رکا رہا پھر قافلے نے کوچ کیا تو میں نے بھی کوچ کیا چونکہ حضرت نے میری سلامتی کے لیے دعا فرمائی تھی لہذا اس سفر میں بحمد الله کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

أَقْلٌ كُنْتُ بِنِغَ أ دَ فَتَهَيَّاتُ أَقْفَلَةُ : ۶۷۰ - “ وفيه باسناده عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْيَمَانِي لِيْكَ فَخَرَجَ : أَلْ تَخْرُجُ مَعَهُمْ فَلَيْسَ نَ فَأَرَدْتُ الْخُرُوجَ مَعَ هَا ، فَكَتَبْتُ أَلْ تَمَسُ الْأَذْنَ فِي لِي مَابِتِي الْخُرُوجَ مَعَهُمْ خَيْرٌ فَاقَمَ بِالْكَوْفَةِ ، أَقْلٌ: فَأَقَمْتُ وَخَرَجْتُ أَلْ أَقْفَلَةُ فَخَرَجْتُ عَلَيْهِمْ حَنْظَلَةٌ لَكَ فِي رُكُوبٍ فَاجَ أَتَحْتَهُمْ وَكَتَبْتُ أَسْتُ أَذِنُ فِي

۱)۔ (الكافي، ج ۱، ص ۵۱۹ ، حديث ۱۰ - ارشاد، ج ۲، ص ۳۵۷ - بحار الانوار، ج ۱۱ ، ص ۲۹۷)۔

الْبَحْرَ فَ مَا مِنْ هَا تِلْكَ السَّنَةِ فِي خَرَجْتُ فِي فَسَأَلْتُ عَنْ الْمَرْكَبِ الَّتِي ، أَلْ مَاءَ فَلَمْ يُؤَدِّنْ لِي مَرْكَبٌ ، خَرَجَ عَلَي هَا قَوْمٌ مِنَ الْهَنْدِ أَيْ أَقْلٌ لَهُمُ الْبَبَ أَوْ رُحُ فَطَعُوا عَلَي هَا وَزَرْتُ الْعَسْكَرَ فَأَتَيْتُ الدَّرْبَ مَعَ مِنَ الزَّائِرَةِ إِذْ الْمَسْجِدِ بَدَتْ أَرْعَى فِي الْمَغِيبِ وَلَمْ أَكَلَمْ أَحَدًا وَلَمْ أَعْرِفْ إِلَّا أَيْ أَحَدًا وَأَنَا أَصَلَّى إِلَى الْمَنْزِلِ قُلْتُ وَمِنْ : قُمْتُ لَهُ :
إِنْ إِلَى أَيْنَ ؟ فَ أَقْلٌ لِي : فَ أَقْلٌ لِي بِ خَادِمٍ قَدْ جَاءَ نِي فَ أَقْلٌ : لَا أَمْ أَرْسَلْتُ إِلَّا إِلَيْكَ أَنْتَ عَلَي بِنُ
الْخُسَيْنِ رَسُولُ جَعْفَرِ بِنِ ، أَنَا لَعَلَّكَ أَرْسَلْتُ إِلَي غَيْرِي بِنِ الْخُسَيْنِ بِنِ أَحْمَدَ ثُمَّ سَارَةً ، فَلَمْ أَدِرْ أَمْ أَقْلٌ
لَهُ : فِي حَتَّى أَنْزَلَنِي ، فَمَرَّ بِي إِزْرَابِي الزَّيَارَةِ مِنْ أَدْخَلَ غَا مَ أَحَ أَتَجُّ إِلَيْهِ وَجَلَسْتُ عَنْهُ ثَلَاثَ أَيَّامٍ وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي

جَمَى حَتَّى أَتَانِي (فَزُرْتُ لَيْلًا ” (۱ فَأَذِنَ لِي

علی ابن الحسین الیمانی نے بیان کیا کہ: میں بغداد میں تھا میں نے یمن والوں کے قافلہ میں جانے کا ارادہ کیا میں نے صاحب الامر - کو لکھ کر اجازت چاہی حضرت نے جواب دیا کہ: ان کے ساتھ مت جاؤ اس میں تمہارے لیے بھلائی نہیں تم کو فہ میں ٹھہرے رہو۔ میں ٹھہر گیا قافلہ روانہ ہو گیا معلوم ہوا کہ ان پر بنی حنظلہ کے ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور ان کو ہلاک کر دیا پھر میں نے دریائی راستے کی اجازت چاہی حضرت نے اجازت نہ دی۔ میں نے ان کشتیوں کا حال معلوم کیا جو اس سال روانہ ہوئی تھیں پتہ چلا کہ ان میں سے ایک نہ بچی، ہندوستان کی ایک قوم نے جو دریائی ڈاکو کہلاتے ہیں ان پر حملہ کیا اور لوٹ لیا۔

راوی کہتا ہے کہ: جب میں وہاں سے عسکر (سامرہ) آیا اور مغرب کے وقت روضہ امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام میں گیا میں نے نہ تو وہاں کسی سے بات کی اور نہ کسی سے شناسائی پیدا کی

۱) (الکافی، ج ۱، ص ۵۲۰۔ حدیث ۱۲، مدینۃ المعاجز، ج ۸، ص ۸۲۔ معجم احادیث الامام المہدی، (ج ۴، ص ۲۸۲۔

میں نے مسجد میں نماز پڑھی، بعد ختم نماز زیارت بجا لایا۔ ناگاہ ایک خادم میرے پاس آیا اور کہا: اٹھ، میں نے کہا: کہاں چلوں اس نے کہا: گھر چل، میں نے کہا: تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ تو کسی اور کو بلانے کے لیے بھیجا گیا ہے اس نے کہا: تمہارے ہی لیے بھیجا گیا ہوں۔

تو علی ابن الحسین قاصد جعفر ابن ابراہیم ہے الغرض وہ مجھے لے کر چلا اور حسین ابن احمد کے مکان میں مجھے ٹھہرایا میں نہیں سمجھ سکا کہ اس سے کیا کہوں۔ تھوڑی دیر بعد وہ آیا اور ان تمام مسائل کا جواب لایا جن کے جواب کی مجھے ضرورت تھی میں نے اس کے پاس تین دن قیام کیا میں نے روضہ کے اندر جاکر زیارت کرنے کی اجازت چاہی، حضرت نے اجازت دی چنانچہ میں نے رات کو زیارت کی۔

مولف کہتے ہیں: حضرت بقیۃ اللہ الاعظم صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ جو حجۃ الہی ہیں روئے زمین پر تمام مخلوقات کے لیے ملجا و ماویٰ ہیں ان کی شفقت و محبت اور مہربانیاں صرف شیعوں، مخلص اور خاص محبین کے لیے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام مخلوقات یہاں تک کہ تمام کائنات ان کے مقدس وجود کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں مستفیض روایات بلکہ متواتر روایات موجود ہیں۔

عَبْدُ حَمَزَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ۶۷۱۔ ”وَمِنْهَا مَارُوهَ الْكَلْبِي فِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي (اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَبْتَقَى الْأَرْضَ بَغَيْرِ إِأْمٍ؟ أَقَلَّ؟ لَوْ يَقْبَتِ الْأَرْضَ بَغَيْرِ إِأْمٍ لَسَاخَتْ“ (۱) اسی سے کلینی علیہ الرحمہ نے کافی میں ابو حمزہ سے بطور مسند یہ حدیث نقل کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق - سے عرض کیا: کیا زمین بغیر امام کے باقی رہتی ہے؟ فرمایا: جب کبھی زمین امام کے وجود سے خالی ہوگی تو یقیناً زمین اس کے اہل کو اپنے اندر لے لے گی اور انہیں ہلاک کر دے گی اور اس کا نظم بھی خراب ہو جائے گا۔

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۷۹، حدیث ۰۱)

جَعْفَرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَقَلَ: لَوْ أَنَّ أُمَّ رُفَعَهُ أَرْسَةً عَنْ أَبِي ۶۷۲۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي (مِنْ الْأَرْضِ سَاعَةً لَمْ تَلَاَجَتْ بِأَهْلٍ هَاكَ مَا يَمُوجُ الْبَحْرُ بِأَهْلٍ“ (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند ابی ہر اسہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر - نے فرمایا: اگر ایک ساعت کے لیے بھی امام روئے زمین پر نہ ہو تو زمین اپنے اہل کے ساتھ اس طرح حرکت میں آئے گی جس طرح کشتی والوں کے لیے دریا میں تلموچ و تلاطم پیدا ہوتا ہے۔

الْحَسَنُ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: ۶۷۳۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضِيلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهَا عَنْ أَبِي قُلْتُ لَهُ: أَبْتَقَى الْأَرْضَ بَغَيْرِ إِأْمٍ؟ أَقَلَّ؟ قُلْتُ: فَإِنَّا نَرَوِي لَاتَبْقَى بَغَيْرِ إِأْمٍ إِلَّا أَنْ يَسْخَطَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ أَوْ عَلَى الْغَيْبِ، فَتَأْخُذَ لَا تَبْقَى إِذَا لَسَاخَتْ“ (۲)

اسی کتاب میں بطور مسند محمد ابن فضیل سے مروی ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام علی رضا - سے عرض کیا: کیا زمین بغیر امام کے باقی رہ سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: ہم امام جعفر صادق - سے روایت کرتے ہیں کہ

زمین بغیر امام کے باقی نہیں رہے گی مگر جب خدا اہل زمین یا اپنے بندوں سے ناخوش ہو، فرمایا: نہیں اس وقت باقی نہیں رہے گی وہ اضطراب میں آجائے گی۔

ہاں شیعوں محبین اور دیدار کے مشتاق لوگوں پر ان بزرگوار کی ایک خاص نظر عنایت میں اس قدر اثر ہے کہ زمین ان کے وجود کی برکت سے باقی ہے ایسے افراد کے لیے جو شب و روز ان کے انتظار اور تعجیل فرج کی دعا میں نالہ و زاری کرتے ہیں۔

۶۷۴ - حضرت امام زمانہ - روحی لہ الفداء سے شیخ مفید علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر عالم کے لیے جو توفیق مبارک صادر ہوئی ہم اس میں پڑھتے ہیں :

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۷۹، حدیث ۱۲)۔

۲) (کافی، ج ۱، ص ۱۷۹، حدیث ۱۱)۔

أَرَانَا نَ ، حُبُّ الَّذِي نَ الظَّالِمِي عَن مَّ سَاكِي نَ بِمَكَانِنَا النَّائِي ”وَتَحْنُ وَإِنْ كُنَّا ثَاوِي نَ ، لَذِكْ ، أَمْ أَدَمَتْ دَوْلَہُ الدُّنْيَا لِي لِّلْ أَفْسَقِي نَ فِي عَتِ انَّ الْمُوْمِنِي اللّٰهُ تَعَالٰی لَنَا مِنَ الصَّلَاحِ وَشَى طَ عِلْمًا بِأَبْ أَنْيَكُمْ وَلَا يَعْرِضُ بَعْ عَنَا شَيْءٌ مِّنْ آخِ أَبْرَكُمْ ، وَمَعْرِضٌ فَتَّ انَّ بِالذَّلِّ الَّذِي أَ صَابَكُمْ ، قَدْ جَنَحَ فَإِنَّا يُحْيِي رَّ مِنْكُمْ إِلَى مَا كَانَ السَّلَفُ الصَّالِحُ عَنْهُ شَاسِعًا ، وَتُبْدُوا الْعَهْدَ الْمَأْخُوذَ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ كُنَى لَا يَعْلَمُونَ
نَ لَذِكْرِكُمْ ، وَلَوْ لَا لَذِكْ لَنَزَلَ بِكُمْ اللّٰوَاءُ نَ لِمُرَاغَاتِكُمْ وَلَا نَاسِي إِنَّا غَيْرُ مُهِمِّ لِي وَاصْطَلَمَكُمْ الْأَعَادَةُ فَاتَّقُوا اللَّهَ جَلَّ جَ لَالُهُ ، وَظَاهِرُونَا عَلَى اتِي انَّ مِنْ فِتْنَةٍ قَدْ أَنْفَتَ عَلَيْكُمْ ، يُهْلِكُهَا مِنْ حَمِّ أَجَلُهُ وَيُحْيِي مَنَّا مِنْ أَدْرَكَ أَمَلُهُ ، وَهِيَ أَمْرَةٌ لَا زَوْفَ حَزَكْتَ انَّ وَمُ أَبْتَنِيَكُمْ بِأَمْرٍ (انَّ فِي) وَنَهْيٍ (انَّ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ” (۱)
قوله عليه السلام : نحن وان كنا ثاوين بمكاننا الخ

ہم ظالموں کی آبادی سے دور اپنے مقام پر مقیم اور قیام پذیر ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیش نظر اس میں ہماری اور ہمارے شیعوں کی بھلائی ہے کہ جب تک حکومت دنیا فاسقوں کے پاس ہے ہم ان کی قلمرو (دسترس) سے دور رہیں، مگر اس کے باوجود تم لوگوں کے حالات کا علم ہمیں ہوتا رہتا ہے اور تم لوگوں کی کوئی بات ہم سے چھپی نہیں رہتی ہے ہمیں تم لوگوں کی لغزشوں کا علم اُس وقت سے ہے جب سے تم میں سے اکثر اس طرف مائل ہو گئے جس سے اسلاف صالحین ہمیشہ دور رہے اور جو اُن سے عہد لیا گیا تھا انہوں نے اُس کو چھوڑ دیا اور ایسا پس پشت ڈال دیا جیسے ان کو اُس عہد کی خبر ہی نہیں۔ پھر بھی ہم نے تم لوگوں کو بھلایا نہیں ہے، تمہاری رعایت نہیں چھوڑی ہے اور اگر ایسا نہ کرتے تو دشمن تمہیں ختم ہی کر دیتے۔

۱) (احتجاج، ج ۲، ص ۳۲۳ - بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۷۵)۔

لہذا تم لوگ اللہ سے ڈرو اور ان فتنوں میں پڑنے سے بچو جو تم پر چھا جائے والا ہے اور جس میں وہ شخص جس کی اجل آگئی ہے وہ مرجائے گا، جو اپنی مراد کو پہنچنے والا ہے وہ بچ جائے گا۔ اور وہی ہمارے اقدام کی ابتداء کی نشانی ہوگی اور ہمارے امر و نہی کا اجرا کرنے والا ہوگا، اللہ اپنے نور کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر رہے گا چاہے مشرکوں کو ناگوار ہی گزرے۔ مولف کہتے ہیں: موجودہ کتاب کے عناوین میں سے ایک عنوان یہ ہے: قرآن اور امام زمانہ - کا موازنہ جس کلی بحث کا عنوان یہ (القرآن ناصح لا یغش وکذلک الحجة القائم علیہ السلام ناصح ولا یغش) ہے۔
طائف کے پہاڑوں پر ابراہیم ابن مہزیار کی امام زمانہ - سے ملاقات کے واقعے کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ امام زمانہ - کی ابراہیم ابن مہزیار پر شفقت و محبت اور مہربانی و نصیحت کا واضح ترین مصداق اور نمونہ ہے۔
ابراہیم ابن مہزیار ابتدا میں امام کے خو خال اور اپنے معشوق حقیقی کے مبارک چہرے کے حسن و جمال کی توصیف کے بعد کہتے ہیں:-

۶۷۵ - حضرت امام زمانہ - روحی لہ الفداء نے فرمایا: ”إِنَّا نَبَذَتْ لَكَ أُمَّمُ ارْتُ الظُّهُورِ وَالتَّمَكُّنُ (بَاخْ أُونِكَ عَنَا ” (۱) فَلَا تُتَبَطَّى

یعنی: جب علاماتِ ظہور نمایاں ہوں تو اس وقت پہنچنے میں ہرگز تاخیر اور سستی نہ کرنا فوراً پہنچنا۔

ابراہیم ابن مہزیار کا بیان ہے کہ: پھر کچھ دنوں میں نے وہاں قیام کیا اور کسب فیض کرتا رہا اور میں نے مختلف احکام و لطائف اور دوسرے موضوعات حاصل کیے اور اسے دوسرے برادران مومن کے لیے بیان کرتا تھا ان بزرگوار کے پاس میرا قیام طولانی ہو گیا پھر میں نے ابواز کی طرف واپسی کا قصد

۱۔ (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۵۱۔ مدینۃ المعاجز، ج ۸، ص ۱۹۹۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۶۔ معجم (احادیث الامام المہدی -، ج ۴، ص ۴۴۹۔

کیا چونکہ مجھے اس بات کا خوف تھا کہ کہیں وہ چیزیں جو میں وہاں چھوڑ آیا ہوں ضایع ہو جائے۔ لہذا حضرت سے ابواز واپسی کے لیے اجازت طلب کی میری جدائی سے عظیم وحشت کے باوجود حضرت روحی لہ فداء نے اجازت مرحمت فرمائی۔

جب میری واپسی کا وقت نزدیک ہوا تو میں خود کو آمادہ کر کے صبح کے وقت خدا حافظی اور تجدید عہد کے لیے حضرت کے پاس شرف یاب ہوا تو میرے پاس جو پچاس ہزار درہم مختصر طور پر تھے میں نے حضرت کے سامنے پیش کیے اور عاجزانہ طور پر گزارش کی کہ اسے شرف قبولیت بخشیں حضرت روحی و ارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ”یا ابا اسحاق!“ ای اَبَ اسْحَاقِ اسْتَعِنَ عَلٰی مُنْصَرِفِکَ“ یعنی: اے ابو اسحاق! تم اسے اپنے سفر میں خرچ کرنے کے لیے رکھ لو تمہیں طویل سفر طے کرنا ہے (ایران کے شہر ابواز جو شہر مہزیاری کے نام سے مشہور و معروف ہے حجاز میں طائف کے پہاڑوں سے وہاں تک کافی طولانی مسافت ہے کہ جسے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے (بالشفقة القاذفة) (طولانی مسافت) سے تعبیر فرمایا۔

بعد میں حضرت نے اس خیال سے کہ ابن مہزیار ہدیہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں فرمایا: تم میرے ہدیہ قبول نہ کرنے کی وجہ سے غمگین نہ ہو ہم نے اس کا شکر و سپاس انجام دیا اور اسے عام کیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت کی تمام مہربانی اور لطف و کرم صرف ابن مہزیار سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہزاروں لاکھوں مہزیار جیسے مومنین کو خود حضرت اور ان کے اجداد طاہرین - کی عنایات شامل حال قرار دیتی ہیں۔

۶۷۶۔ جامعہ کبیرہ کے فقرات میں ہم پڑھتے ہیں: ”وَ عَادَتْکُمُ الْاُحْسَانُ وَسَجَّيْتُکُمُ الْکَرَمَ وَ شَانَتْکُمُ الْحَقُّ“ (۱) الخ

۱۔ (تہذیب الاحکام، ج ۶، ص ۱۰۰۔ مزار ابن مشہدی، ص ۵۲۳۔ بحار الانوار، ج ۹۹، ص ۱۳۲۔)

اور آپ کی عادت احسان، آپ کی طبیعت کرم اور آپ کی شان حق و صداقت ہے۔ حقیقت میں قرآن ان تمام لطف و مہربانی کے باوجود جو ابن مہزیار کے حق میں حضرت کی طرف سے عنایت ہوئی اگر وہ نہ ہوتی اور صرف حضرت کی ایک مسکراہٹ تو اگر انسان تمام دنیا و مافیہا کو اس پر فدا کرے تو اس کا حق ادا نہیں ہوگا شکرو امتنان کی بات ہی جدا گانہ ہے۔ کلیبری مرحوم نے اپنے اشعار میں کیا خوب نظم کیا ہے:

وَأَنْتَ جَرْمُ الشَّمْسِ تَحْتَ الْغَمَامَةِ تَفْضُلُ بِالْحِظِّ الْغَنِيمَ عَيْنَ الْحَمَامَةِ تَمُوتُ أُنْتَابُ كَيْ هَالِیْ طَرَحَ سَائِلُیْ

نیچے ہو اور ان کی نظر کرم کے سائے اور ان کی حمایت کے ماتحت آجاؤ۔

قرآن اور آخری حجت
مشترکات قرآن اور حجت زمان

۳۴۔ دلوں کی روشنی
۳۴۔ اَلْقُرْآنُ جَلَاءُ الْقُلُوبِ “لِلْقُلُوبِ“
وَكَذَلِكَ الْحُجَّةُ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قرآن مجید دلوں کی روشنی ہے (دلوں کو جلا و روشنی بخشنے والا ہے) اسی طرح حضرت حجت قائم آل محمد اور ان کے آباء و اجداد کرام دلوں کو جلا اور روشنی بخشنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

ایہا الناس! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت (قرآن) اور دلوں کی شفا کا سامان اور ہدایت اور صاحبان ایمان کے لیے رحمت ”قرآن“ آچکا ہے۔ آیہ کریمہ کا مضمون چار اہم موضوع پر مشتمل ہے جو قابل بحث و تحقیق ہے: ۱۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے موعظہ ۲۔ اندرونی بیماریوں کے لیے شفا ۳۔ ہدایت ۴۔ رحمت پروردگار۔

۱۔ (سورنہ یونس، آیت ۵۷)۔

علامہ راغب مفردات میں کہتے ہیں: ”الوعظ زجر مقتدر بتخويف“ (۱) وعظ کا معنی خوف دلانے کے ساتھ روکنا اور منع کرنا ہے۔

علامہ خلیل کہتے ہیں: یہ وعظ وہی خیر و خوبی کی یاد آوری ہے کہ جس کے ذریعہ قلب میں رقت پیدا ہو۔ والوعظة والموعظة

وعظ، نصیحت کے معنی میں بھی آیا ہے: ”وعظة يعظة عظة وعظة اي نصيح له“ ۲۔ الصدر: من جمله اعضا و جوارح بدن میں سے ایک عضو بدن (سینہ) کے معنی میں ہے جس کی جمع صدور آتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۲) موسیٰ نے عرض کیا: پروردگار میرے سینے کو کشادہ کر دے۔

اللہ نے فرمایا: (۳) اس لیے کہ در حقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر پائے جاتے ہیں۔ (۴) اور دل کے رازوں کو ظاہر کر دیا جائے گا۔ بعد میں ہر شے کے مقدم ہونے پر اطلاق ہوتا ہے جیسے صدر مجلس، صدر نیزہ، صدر کلام وغیرہ۔ ۳۔ الہدیٰ: ہی الذلالة علی المطلوب بلطف کسی شخص کو نرمی اور محبت کے ساتھ اس کے مقصد کی طرف رہنمائی کرنا۔

۴۔ الرحمة: رقة تقتضي الاحسان المرحوم (۵) وتأثر خاص فی القلوب عن مشاهدة ضرر) أو نقص فی الغير یبعث الراحم الی جبر کسرہ و اتمام نقصہ۔ (۶)

۱۔ (مفردات راغب، ص ۵۲۷)۔ ۲۔ (سورنہ طہ، آیت ۲۵)۔

۳۔ (سورنہ حج، آیت ۴۶)۔ ۴۔ (سورنہ عادیات، آیت ۱۰)۔

۵۔ (مفردات راغب، ص ۱۹۱)۔ ۶۔ (المیزان، ج ۱۰، ص ۸۰)۔

وہ رقت قلب جو مرحوم (یعنی جس پر رحم کیا جائے) پر احسان کا تقاضا کرتی ہو۔ پھر کبھی اس کا استعمال صرف رقت قلب کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی صرف انسان کے معنی میں خواہ رقت کی وجہ سے نہ ہو۔

دونوں تعریف (رحمت) معنی و مفہوم کے لحاظ سے قریب المخرج ہیں۔ جب انسان کا ایک ایسے موقع سے سابقہ پڑتا ہے جو فقر و فاقہ اور بے چارگی میں مبتلا ہو یا کسی عضو میں کمی یا روزمرہ کی معیشت میں تنگی کا حامل ہو تو فطری طور پر اس کا قلب متاثر ہو جاتا ہے اور اسے اس کی تلافی اور شکستگی کو جوڑنے اور نواقص کی تکمیل پر برانگیختہ کرتا ہے۔

چاروں عناوین کی وضاحت تقریباً تیس مقام پر پروردگار متعال مختلف الفاظ کے ساتھ تمام مخلوقات کو موعظہ فرما رہا ہے۔

اب ہم ان میں سے تین چار مقام کو بطور اختصار پیش کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں: اللہ تعالیٰ کا قول: (۱) یہ عام انسانوں کے لیے ایک بیان حقائق ہے اور صاحبان تقویٰ کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔

آیہ کریمہ تاخیر کے اعتبار سے تقسیم کے مقام میں ہے یعنی یہ قرآن بعض کے لیے (بیان اور وضاحت ہے اور بعض دوسروں (متقین) کے لیے ہدایت اور موعظہ ہے (۲) ہذا: قرآن کریم کی طرف اشارہ ہے ”بیان للناس“ تمام لوگوں کے لیے رہنما اور حجت ہے اور ہدی، ہدایت بھی، ہدایت اور بیان کے درمیان فرق یہ ہے کہ ”بیان“ دوسروں کے لیے معنی کا اظہار

۱) (سورنہ آل عمران، آیت ۱۳۸)۔
۲) (المیزان، اسی آیہ کریمہ کے ذیل میں)۔

مقصود ہوتا ہے خواہ وہ جو شخص بھی ہو اور ”ہدایت“ ہدایت کا راستہ بتانا مقصود ہوتا ہے تاکہ اس راہ پر چلے نہ راہ ضلالت و گمراہی پر اور ”موعظہ للمتقین“ موعظہ متقین کے لیے مخصوص ہے اگرچہ بیان ہدایت اور موعظہ بھی تمام لوگوں کے لیے ہے یہ اس لیے ہے کہ متقین ہی وہ ہیں جنہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور اس سے بہرہ مند ہوتے رہتے ہیں اور اس ہدایت سے (ہدایت یافتہ ہوتے ہیں اور اس کے موعظے سے نصیحت حاصل کرتے ہیں)۔ (۱)
۲۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۲)

بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو اور جب کوئی فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو اللہ تمہیں بہترین نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سمیع بھی ہے اور بصیر بھی۔

شان نزول

۶۷۷۔ تفسیر مجمع البیان اور دوسری تفسیروں میں نقل ہوا ہے کہ یہ آیہ کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب پیغمبر اکرم (ص) مکمل کامیابی کے ساتھ شہر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے عثمان ابن طلحہ جو خانہ کعبہ کا کلید دار تھا اسے اپنے پاس بلوا کر اس سے کلید (کنجی) کو واپس لیا تاکہ خانہ کعبہ کو موجودہ بتوں سے پاک کریں۔
پیغمبر اکرم (ص) کے چچا عباس نے اس عمل کے انجام دینے کے بعد تقاضا کیا کہ پیغمبر (ص) خانہ کعبہ کی کلید ان کے سپرد کر دیں کیوں کہ بیت اللہ کی کلید داری کا منصب عرب قوم کے درمیان ایک برجستہ اور عالی مقام سمجھا جاتا تھا “گویا عباس کا رجحان یہ تھا کہ اپنے برادر زادہ کے اجتماعی و سیاسی نفوذ

۱) (مجمع البیان، ج ۲، ص ۵۰۸)۔
۲) (سورنہ نساء، آیت ۵۸)۔

سے ذاتی استفادہ کریں” لیکن پیغمبر اکرم (ص) نے اس تقاضے کے برخلاف خانہ کعبہ کو بتوں کی کثافت سے پاک کرنے کے بعد خانہ کعبہ کا دروازہ مسدود کر دیا اور کلید کو پھر عثمان ابن طلحہ کو واپس کر دیا اور اس وقت مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی (۱) (۲) بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو۔

امانت اور عدالت اسلام کی نظر میں

آیہ کریمہ اگرچہ خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن یہ بھی ظاہری بات ہے کہ اس سے ایک عمومی اور ہمہ گیر حکم کا استفادہ ہوتا ہے۔

صراحتاً فرماتا ہے: “اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو”۔ امانت ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے جو ہر قسم کے مادی اور معنوی سرمائے پر مشتمل ہے، ہر ایک مسلمان کا اس آیت کی صراحت کے مطابق فریضہ ہے کہ کسی قسم کی امانت میں خواہ وہ کسی بھی شخص کی ہو بغیر کسی استثناء کے خیانت نہ کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان، یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ در واقع اسلام میں حقوق بشر کے اعلان اور اطلاعیہ کے منشورات میں سے ایک منشور ہے کہ جس میں تمام انسان برابر کے شریک ہیں۔ قابل توجہ یہ ہے کہ بالا مذکورہ امانت کی شان نزول میں صرف ایک مادی امانت ہی تھی اس کے مقابل میں بھی ایک فرد مشترک تھا۔ یہ تو امانت کی طرف اجمالی اشارہ تھا۔ آیت کے دوسرے حصے میں دوسرے اہم دستور کی طرف اشارہ ہوا ہے اور وہ “حکومت میں عدالت” کا مسئلہ ہے۔ آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: خداوند متعال تمہیں بھی حکم دیتا ہے کہ جب

۱) (مجمع البیان، ج ۳، ص ۱۱۲)۔

۲) (سورہ نساء، آیت ۵۸)۔

تم لوگوں کے درمیان قضاوت اور حکومت کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ حکم کرو۔“ (۱ لہذا ان دو اہم حکم کی تاکید کے لیے فرما رہا ہے: ”اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین وعظ و نصیحت کرتا ہے“ پھر مزید تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”ہر حالت میں خداوند متعال تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے تمہاری باتوں کو بھی سنتا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی دیکھتا ہے۔“ یہ حکم بھی ایک عمومی اور کلی قانون ہے اور ہر قسم کی قضاوت و حکومت کو خواہ وہ عظیم امور میں ہوں یا حقیر امور میں ہوں ان سب پر مشتمل ہے یہاں تک اسلامی روایات میں ہم پڑھتے ہیں ایک دن دو ننھے بچوں نے ایک تحریر لکھی تھی اور ان میں بہترین تحریر کے انتخاب کے لیے امام حسن - کی خدمت میں پہنچے تو اس منظر کا حضرت امیر المومنین - مشاہدہ کر رہے تھے فوراً اپنے فرزند ارجمند سے فرمایا: ۶۷۸ - یا بُنَیْ اُنْظُرْ کَیْفَ تُحْکَمُ فَاِنَّ هٰذَا حُکْمٌ وَاللّٰهُ سَالِکٌ عَنْہُ یَوْمَ الْقِیَمَةِ - اے میرے بیٹے! خوب دقتِ نظر سے کام لو کہ کیسے قضاوت کرتے ہو کیوں کہ یہ خود ایک قسم کی قضاوت ہے اور خداوند متعال قیامت کے دن اس کے بارے میں تم سے سوال کرے گا (۲)۔

یہ دو اہم اسلامی قانون (امانت کی حفاظت اور حکومت میں عدالت) ایک صحیح و سالم انسانی سماج کی بنیاد ہے اور کوئی بھی معاشرہ خواہ مادی ہو یا الہی و دینی ان دونوں بنیادی قانون کے نفاذ کے بغیر سر و سامان نہیں پاسکتا۔ پہلا قانون کہتا ہے: اموال و ثروتیں، مناصب، ذمہ داریاں، انسانی سرمائے ثقافتیں اور تاریخی میراثیں سب ہی کچھ الہی امانات ہیں جو اجتماعی معاشرے میں مختلف افراد کے ہاتھوں سپرد کی جاتی

۱) (سورہ نساء، آیت ۵۸)۔
۲) (تفسیر مجمع البیان، ج ۳، ص ۶۴)۔

ہیں اور سب ہی کا فریضہ یہ ہے کہ ان امانات کی حفاظت میں اور انہیں ان کے صالح ترین اہلیت رکھنے والے افراد کو سپرد کرنے کی کوشش کریں اور کسی بھی صورت میں ان امانتوں میں خیانت واقع نہ ہونے پائے۔ دوسری طرف ہمیشہ اجتماعات میں، متضاد باتیں، متضاد قسم کی دوسری چیزیں جو انسان کے ذاتی منافع کی حامل ہوتی ہیں موجود ہوتی ہیں جسے عادلانہ حکومت کے ذریعہ حل و فصل ہونا چاہیے تاکہ ہر قسم کا نابجا امتیاز اور تفاوت نیز ظلم و ستم معاشرے سے رخت سفر باندھے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ امانت ان اموال میں منحصر نہیں ہے کہ جسے لوگ ایک دوسرے کو سپرد کرتے ہیں بلکہ دانشور افراد بھی معاشرہ میں ایسے امانت دار ہیں کہ جن کا فریضہ ہے کہ حقائق کو مخفی نہ کریں، یہانتک کہ انسان کی اولاد امانات ہیں کہ اگر ان کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی ہو تو امانت میں خیانت واقع ہوئی ہے، اس سے بھی بالاتر خود انسان کا وجود نیز ہستی اور تمام طاقتیں جو خدا نے اسے عطا فرمائی ہیں وہ بھی پروردگار کی امانت ہیں کہ انسان کا فریضہ یہ ہے کہ اس کی حفاظت میں کوشاں رہے، سلامت جسم و روح کی حفاظت میں اور جوانی کی سرشار طاقت و فکر کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے لہذا خود کو خودکش حملے سے یا اپنے نفس کو ضرر یا ہلاکت تک پہنچانے کے لیے دست درازی نہیں کرسکتا۔

۶۷۹ - یہاں تک کہ بعض اسلامی روایات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ وہ علوم و اسرار اور امانتِ امامت جو ہر ایک امام کو دوسرے امام کے سپرد کرنا ضروری ہوتا ہے مذکورہ آیت میں (شامل ہے۔) ۱ قابل توجہ یہ ہے کہ مورد بحث آیت میں امانت کی ادائیگی عدالت پر مقدم کرکے ذکر ہوئی ہے، اور یہ شاید اس لیے ہے کہ قضاوت میں مسئلہ عدالت ہمیشہ خیانت کا مد مقابل سے ملازمہ پایا جاتا ہے، کیوں کہ اصل و اساس یہ ہے کہ تمام لوگ امین ہوں۔ لیکن اگر ایک فرد یا بعض افراد اس مسلم اصل

۱) (نور الثقلین، ج ۱، ص ۴۹۶)۔

سے منحرف ہوجائیں تو نوبت اس عدالت تک پہنچتی ہے کہ خود انہیں ان کے فریضہ سے آشنا (کرتی ہے۔) ۱

اسلام میں امانت اور عدالت کی اہمیت

اسلامی منابع میں اس قدر اس موضوع کے بارے میں تاکید ہوئی ہے کہ اور دوسرے تمام احکام میں کم مشاہدہ میں آتی ہے اب ہم اس سلسلے میں چند حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں :

۶۸۰ - حضرت امام صادق - سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا :

”لَا تَنْظُرُوا إِلَى طُولِ رُكُوعِ الرَّجُلِ وَسُجُودِهِ ، فَإِنَّ ذَلِكَ شَىْءٌ اِعْتَادَهُ قَلَوُ تَرَكَهُ اسْتَوْحَشَ وَ (لَكِنْ اَنْظُرُوا إِلَى صِدْقِ حَدِيثِهِ وَادَاءِ اَمَانَتِهِ ” (۲)

صرف کسی شخص کے طویل رکوع و سجود کو نہ دیکھو کیونکہ ممکن ہے یہ اس کی عادت ہوگئی ہے اگر اس کو ترک کردے تو اسے وحشت ہوگی بلکہ اس کی بات کی سچائی اور ادائے امانت کو مدّ نظر قرار دو۔

۶۸۱ - امام جعفر صادق - سے ایک دوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: حضرت علی - کو وہ جو کچھ پیغمبر اکرم (ص) کے نزدیک اعلیٰ مقام حاصل تھا وہ قول (میں راست گوئی اور ادائے امانت کی وجہ سے تھا (۳)

۶۸۲ - نیز امام جعفر صادق - سے دوسری حدیث میں نقل ہوا ہے کہ اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی سے فرمایا:

- ۱) (تفسیر نمونہ، ج ۳، ص ۴۳۲)۔
 ۲) (اصول کافی، ج ۲، ص ۱۰۵ - بحار الانوار، ج ۶۸، ص ۸)۔
 ۳) (تفسیر نور الثقلین، ج ۱، ص ۴۹۶)۔

”إِنَّ ضَارِبَ عَلِيٍّ بِالسَّيْفِ وَقَاتِلَهُ لَوْ اِتَّمَنَى وَاسْتَنْصَحِي وَاسْتَشَارَنِي ثُمَّ قَبِلْتَ ذَلِكَ مِنْهُ لَأَدَيْتَ إِلَيْهِ الْأَمَانَةَ“

اگر حضرت علی - کا قاتل کوئی امانت میرے پاس رکھتا یا مجھ سے کوئی نصیحت کا خواستگار ہوتا یا مجھ سے کوئی مشورہ طلب کرتا تو میں ان امور کے اجرا کرنے کے لیے اپنی (آمادگی ظاہر کرتا اور یقینی طور پر حق امانت کو ادا کرتا۔

(۱)

۶۸۳ - وہ روایات جو شیعہ اور اہل سنت کے منابع میں پیغمبر اکرم (ص) سے نقل ہوئی ہیں ان میں یہ عظیم قول پیغمبر نمایاں اور روشن طور پر اپنی تابانی ظاہر کر رہا ہے: ”(آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اتَّيَمَنَ خَانَ“ منافق کی تین نشانی پائی جاتی ہے: جب وہ گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وہ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب وہ کسی کی امانت اپنے پاس رکھتا ہے تو اس (میں خیانت کرتا ہے۔ (۲)

پیغمبر اسلام (ص) نے حضرت علی - سے فرمایا: جب کبھی طرفین اپنے نزاع و اختلاف کو تمہارے پاس لے کر آئیں تو تم یہاں تک مساوات اور عدالت کی رعایت کرو کہ ان کے درمیان برابر برابر سے دیکھو اور برابر برابر گفتگو بھی کرو۔

”سَوِّ بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ فِي لِحْظِكَ وَلَفْظِكَ“

مولف کہتے ہیں: اکثر انبیاء بلکہ تمام انبیائے عظام ان دو اہم امر کو ابلاغ کرنے کے لیے مامور ہوئے ہیں۔

- ۱) (تفسیر نور الثقلین، ج ۱، ص ۴۹۶)۔
 ۲) (صحیح بخاری، ج ۳، ص ۱۶۳، ج ۷، ص ۹۵ - صحیح مسلم، ج ۱، ص ۵۶ - سنن ترمذی، ج ۴، ص (۱۳۰ - سنن نسائی، ج ۸، ص ۱۱۷، مکارم الاخلاق، ص ۴۲۸)۔

۶۸۴ - ”فِي الْكَافِي عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : “ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَبْعَثْ (نَبِيًّا إِلَّا بِصِدْقِ الْحَدِيثِ وَ اِدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَى الْبِرِّ وَالْفَاجِرِ ” (۱)

کافی میں امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت - نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی نبی کو نہیں بھیجتا مگر بات کی سچائی اور ہر نیک و بد کی امانت کو ادا کرنے کے ساتھ۔

۶۸۵ - ”فِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهَبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : (الْعَدْلُ أَحْلَى مِنَ الشَّهَدِ وَالْبَيِّنُ مِنَ الزَّيْدِ وَاطْيَبُ رِيحاً مِنَ الْمَسْكِ ” (۲)

کافی میں بطور مسند معاویہ ابن وہب سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: عدل شہد سے زیادہ شیریں مسک سے زیادہ نرم اور مشک سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ ۶۸۶ - ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ الْحَلْبِيِّ عَنْ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: الْعَدْلُ أَحْلَى مِنْ الْمَاءِ (يَصِيبُهُ الظُّمَأْنُ مَا أَوْسَعَ الْعَدْلُ إِذَا عَدِلَ فِيهِ وَإِنْ قَلَّ ” (۳)

اسی کتاب میں بطور مسند حلبی سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: عدل و انصاف اس پانی سے زیادہ شیریں

ہے جو ایک پیاسے کو ملے اور کیسا اچھا وسیع عدل ہے جب وہ ہمیشگی کے ساتھ ہو اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو۔
 ۶۸۷۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ رُوحِ بْنِ أَخْتِ الْمُعَلَّى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْبُدُوا فَإِنَّكُمْ تَعْبُدُونَ عَلَى قَوْمٍ لَا يَعْدِلُونَ“ (۴)

اسی کتاب میں بطور مسند روح ابن اخت المعلى سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اپنے گھر کے درمیان عدل و انصاف سے کام لو کیوں کہ تم ان لوگوں کی حکومت اور عمل

- ۱) (کافی، ج ۲، ص ۱۰۴)۔
- ۲) (کافی، ج ۲، ص ۱۴۷)۔
- ۳) (کافی، ج ۲، ص ۱۴۶)۔
- ۴) (کافی، ج ۲، ص ۱۴۷)۔

کو ناپسند کرتے ہو جو عدل و انصاف نہیں کرتے۔

(۶۸۸۔ ” قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) : ” بِالْعَدْلِ قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ “ (۱)
 عدل و انصاف کی بنیاد پر تمام آسمان اور زمین استوار و پائیدار ہیں۔ (۶۸۹۔ ” وَقَالَ (ص) : ” إِيَّاكُمْ وَالظَّلْمَ فَإِنَّ الظَّلْمَ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ الظُّلُمَاتِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ “ (۲)

رسول خدا (ص) نے فرمایا: ظلم و ستم سے پرہیز کرو کیوں کہ قیامت کے دن ہر ایک عمل ایک مناسب شکل میں مجسم ہوگا ظلم و تاریکی کی شکل میں مجسم ہوگا اور تاریکی کا ایک کا لاپروہہ ظالموں کے اطراف میں چاروں طرف سے ہوگا۔
 (۶۹۰۔ ” وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ” الْمُلْكُ يَبْقَى مَعَ الْكُفْرِ وَلَا يَبْقَى مَعَ الظُّلْمِ “ (۳)
 حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: ”سلطنتیں اور حکومتیں ممکن ہیں کافر ہونے کے باوجود بادوام ہوں لیکن اگر ظالم ہوں گی تو وہ دوام نہیں پاسکتیں“ کیوں کہ ظلم و ستم ایک ایسی شے ہے کہ اس کا اثر اسی زندگی میں ظاہر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین وعظ و نصیحت کرتا ہے
 مولف کہتے ہیں: قرآن مجید میں تمام کے تمام خطابات الہیہ وعظ و نصیحت ہیں۔ ہم چند مقام کو تبرکاً اختصار کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔

- ۱) (کافی، ج ۵، ص ۲۶۶)۔
- ۲) (خصال، ص ۱۷۶)۔
- ۳) (امالی مفید، ص ۳۱۰۔ بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۲۳۱۔ تفسیر صافی، ج ۲، ص ۴۷۷)۔

<يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ ۖ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا > (۱) اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تمہیں میں سے ہیں پھر اگر آپس میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے خدا اور رسول کی طرف پلٹا دو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے ہو۔ یہی تمہارے حق میں خیر اور انجام کے اعتبار سے بہترین بات ہے۔

خداوند تبارک و تعالیٰ آیہ کریمہ کی ابتدا میں اہل ایمان کو حکم دے رہا ہے کہ وہ خداوند متعال کی اطاعت کریں اور یہ واضح سی بات ہے کہ ایک با ایمان شخص کے لیے تمام اطاعتیں اطاعت پروردگار تک منتهی ہوتی ہیں۔
 بعد والے مرحلے میں پیغمبر اکرم (ص) کی پیروی کا حکم دیتا ہے وہ پیغمبر جو معصوم ہے لوگوں کے درمیان الہی نمائندہ ہے اور ہرگز ہوی و ہوس کی بنیاد پر گفتگو نہیں کرتا اس بنا پر خداوند متعال کی اطاعت خالقیت اور حاکمیت ذات الہی کے تقاضے کے مطابق ہے یعنی خدا واجب الاطاعت بالذات ہے لیکن پیغمبر اکرم (ص) کی اطاعت پروردگار کے حکم سے وجود میں آئی ہے۔ یعنی اطاعت بالغیر ہے۔ اور شاید آیت میں اطیعوا کی تکرار اسی دو اطاعت کے تفاوت کی طرف اشارہ ہو۔ اگر پیغمبر اکرم (ص) کی اطاعت بھی بالذات تھی تو پھر تکرار کی ضرورت نہیں تھی صرف اطیعوا اللہ و الرسول کہنا کافی تھا۔

تیسرے مرحلے میں اولی الامر کی اطاعت کا حکم دے رہا ہے جو اسلامی معاشرہ میں لوگوں کے دین و دنیا کا محافظ ہے۔
اولو الامر کون لوگ ہیں؟

۱۔ (سورنہ نساء، آیت ۵۹۔)

اولو الامر لغوی معنی کے لحاظ سے : راغب اصفہانی رقم طراز ہیں: امر یعنی شان اس کی جمع امور شئون اور وہ عام لفظ ہے جس میں تمام افعال و اقوال شامل ہوتے ہیں اور خداوند (تبارک و تعالیٰ) کا یہ کلام اسی معنی کی نشان دہی کر رہا ہے: (۱) اسی کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے۔ ”قل ان الامر کلمۃ اللہ“ کہہ دیجیے کہ امر کلمۃ الہی ہے۔ اگر اولو الامر سے لغوی معنی مراد ہوں تو تمام زمام داروں، حکام، صاحبان منصب اور علماء وغیرہ شامل ہوں گے یہاں تک کہ ایک خاندان اور گھر کا سرپرست اہل خاندان اور اہل خانہ کے افراد کی بہ نسبت صاحب شئون اور حکمران ہے۔ ہم اختصار اور اپنی کتاب کی عدم گنجائش کی بنا پر آپ قارئین کرام اور خواہش مند حضرات کو مزید معلومات کے لیے بڑی تفسیروں من جملہ ان میں سے تفسیر نمونہ (۲) کی طرف رجوع کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔
لیکن معادن وحی و تنزیل کی وارد شدہ روایات کے اعتبار سے، اولو الامر کون افراد ہیں کہ ان کی اطاعت خدا اور اس کے رسول (ص) کی اطاعت کی طرح واجب ہے؟ یہ کہ تمام مفسرین شیعہ یہاں تک کہ بعض علمائے اہل سنت کا بھی اتفاق یہ ہے کہ اولو الامر ائمہ اطہار ہیں اور سب ہی معصوم ہیں اور اسلامی معاشرے کی زندگی کے تمام حالات میں مادی اور معنوی رہبری اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو سپرد کی گئی ہے۔ ۶۹۱ - اسلامی مشہور مفسر ابو حیان اندلسی مغربی (متوفی ۷۵۶ء) خود اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ یہ

۱۔ (سورنہ بود، آیت ۱۲۳۔)
۲۔ (تفسیر نمونہ، ج ۳، ص ۴۳۵۔)

(آیت حضرت علی - اور ائمہ اہل بیت کے لیے نازل ہوئی ہے۔) ۱
۶۹۲ - اہل سنت کے مشہور و معروف علماء میں سے شیخ سلیمان حنفی قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں کتاب مناقب سے سلیم ابن قیس ہلالی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن ایک شخص امیر المومنین حضرت علی - کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا: وہ کون سے مختصر شے ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ مومنین میں شامل ہوجاتا ہے؟ اور وہ کون سی مختصر شے ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ کافروں یا گمراہوں میں شامل ہوجاتا ہے؟ تو امام علی - نے فرمایا: جب تم نے سوال کر ہی لیا ہے تو پھر جواب کو سنو اور سمجھو: ”وہ مختصر سی شے جس کی وجہ سے بندہ مومنین میں شامل ہوجاتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو اپنی معرفت عطا کرتا ہے پھر وہ اس کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے اور اپنے نبی کی اس کو معرفت عطا کرتا ہے پھر وہ اس کی طاعت کا اقرار کرتا ہے نیز اس کو اپنے امام کی معرفت عطا کرتا ہے جو روئے زمین پر اس کی حجت اور مخلوق پر گواہ ہے پھر وہ اس اطاعت کا اقرار کرتا ہے۔
میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! جو اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں اگر ان سب سے ناواقف ہو تو؟ فرمایا: ہاں! اگر اس کو حکم دیا جائے تو وہ اطاعت کرے اور جب اسے منع کیا جائے تو وہ اس سے باز آجائے اور وہ کم ترین شے جس کی وجہ سے بندہ کافروں میں شامل ہوجاتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان نے کسی چیز کے بارے میں محض یہ خیال کیا کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے جس کا اس نے حکم دیا ہے لہذا اسے اس نے اپنے لیے ایک دین کی شکل دے دی اور اس کی اطاعت اور ولایت کو اپنے لیے لازم بنالیا اور اس نے اپنے خیال میں یہ گمان کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کر رہا ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتا بلکہ شیطان کی عبادت کرتا ہے۔

۱۔ (تفسیر بحر المحيط، آیہ کریمہ کے ذیل میں۔)

لیکن وہ کم ترین شے جس کی وجہ سے بندہ گمراہوں میں شامل ہوجاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ شخص حجت خدا کی محبت اور

اس کے بندوں کے گواہ کی معرفت نہیں رکھتا کہ جس کی اطاعت اور ولایت کو (اپنے بندوں پر) فرض قرار دیا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنین! ان حضرات کی توصیف سے ہمیں آگاہ فرمائیے تو امام علی - نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے نبی کی ذات کے ساتھ ذکر کیا (۱) اور فرمایا (۱) اس شخص نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے ذرا مجھے وضاحت سے بیان فرمائیے، تو حضرت علی - نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا ذکر رسول خدا (ص) نے متعدد مقامات پر فرمایا ہے منجملہ ان میں سے اپنی عمر کے آخری خطبہ میں بھی جن کا ذکر کیا اور فرمایا ہے: ”اِنِّیْ تَرٰکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنَ لَنْ تَضِلَّوْا بَعْدَیْ اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهَمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَ عِزَّتِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ“ تم میں دو چیزیں بطور یادگار چھوڑے جارہا ہوں اگر ان کے دامن سے متمسک رہو گے تو میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا ہے اور دوسرے میری عترت جو میرے (۲) اہل بیت ہیں۔ (۲)

۶۹۳۔ ”وَفِیْ کَمَالِ الدِّیْنِ : اِبْنِ بَابُوہِ عَنْ جَابِرِ بْنِ یَزِیْدِ الْجَعْفِیِّ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ یَقُولُ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی نَبِیِّہِ مُحَمَّدٍ (ص)، (۳) قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَرَفْنَا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ فَمَنْ اَوَّلٰی الْاَمْرِ الَّذِیْنَ قَرَنَ اللّٰہُ طَاعَتَہُمْ بِطَاعَتِکَ

- ۱)۔ سورنہ نساء، آیت ۵۹۔
 ۲)۔ ینابیع المودۃ، ج ۱، ص ۱۹۰۔
 ۳)۔ سورنہ نساء، آیت ۵۹۔

فَقَالَ عَلِیْہِ السَّلَامُ ہُمْ خُلَفَاۤئِیْ یَا جَابِرُ وَ اَئِمَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَوَّلَہُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ عَلِیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ الْحَسَنُ ثُمَّ الْحُسَیْنُ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ثُمَّ مُحَمَّدٌ بْنُ عَلِیٍّ الْمَعْرُوفُ فِی التَّوْرَةِ بِالْبَاقِرِ ، سَتَدْرُکُہُ یَا جَابِرُ ، فَاِذَا لَقِیْتَہُ فَاَقْرَآہُ مِنْی السَّلَامِ ثُمَّ الصَّادِقَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ ثُمَّ مُوسٰی بْنَ جَعْفَرٍ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ مُوسٰی ثُمَّ مُحَمَّدٌ بْنُ عَلِیٍّ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ ثُمَّ کُنِیَّتِیْ حُجَّةُ اللّٰہِ فِی اَرْضِہِ وَ بَقِیَّتِہِ فِی عِبَادِہِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ ، ذَلِکَ الَّذِیْ یَفْتَحُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی یَدِیْہِ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبِہَا، ذَاکَ الَّذِیْ یَغِیْبُ عَنْ شِیْعَتِہِ وَ اَوَّلِیَائِہِ غِیْبَۃً لَا یَنْبُتُ فِیْہَا عَلٰی الْقَوْلِ بِاَمَامَتِہِ اِلَّا مَنْ اَمَّحَنَ اللّٰہُ قَلْبَہُ لِلْاِیْمَانِ : قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَہَلْ لَشِیْعَتِہِ الْاِنتِفَاعُ بِہِ فِی غِیْبَتِہِ ؟ قَالَ : اِیْ وَ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالنَّبِیَّۃِ اَنَّهُمْ یَسْتَضِیُّوْنَ بِنُورِہِ وَ یَنْتَفِعُوْنَ بِوَلَایَتِہِ فِی غِیْبَتِہِ کَاِنتِفَاعِ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَ اِنْ تَجَلَّاهَا سَحَابٌ ، ہَذَا مِنْ مَّکْنُونِ سِرِّ اللّٰہِ وَ مَخْزُونِ عِلْمِہِ فَاکْتُمُہُ اِلَّا عَنْ اَہْلِہِ (۱) ”

کمال الدین میں ابن بابویہ بطور مسند جابر ابن یزید جعفری سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے جابر ابن عبداللہ انصاری کو یہ کہتے سنا جب خداوند متعال نے اپنے پیغمبر حضرت محمد پر آیہ نازل فرمائی تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! خدا اور اس کے رسول کی معرفت حاصل کرلی، پس اولو الامر کون سے افراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت کو آپ کی اطاعت کے ساتھ قرار دیا ہے؟ تو آنحضرت نے فرمایا: ”اے جابر! وہ میرے خلفاء و اوصیاء اور مسلمانوں کے امام ہوں گے، ان میں سے اول علی ابن ابی طالب، پھر حسن، پھر حسین، پھر علی ابن الحسین، پھر محمد ابن علی کہ جن کا نام توریت میں باقر

- ۱)۔ کمال الدین ج ۱، ص ۲۵۳۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۹۳۔ معجم احادیث الامام المہدی، ج ۵، ص ۶۸۔

مشہور ہے، اے جابر! تم عنقریب ان کو پاؤ گے جب تم ان سے ملاقات کرنا تو ان کو میرا سلام کہنا، پھر جعفر ابن محمد الصادق، پھر موسیٰ ابن جعفر، پھر علی ابن موسیٰ، پھر محمد ابن علی، پھر علی ابن محمد، پھر حسن ابن علی ہوں گے، ان کے بعد میرے ہم نام (محمد) اور میری ہم کنیت حجت خدا، بقیۃ اللہ روئے زمین میں اللہ کے بندوں کے درمیان حسن ابن علی علیہم السلام کے فرزند ہوں گے۔

وہ ایسی فرد ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے دست مبارک سے زمین کے تمام مشرق و مغرب کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے گا۔

وہ وہی بزرگوار ہیں جو اپنے شیعوں اور چاہنے والوں کی نظروں سے ایک عرصہ تک غائب ہو جائیں گے آپ کی امت میں سے وہ لوگ اپنے عقیدۂ امامت پر ثابت قدم رہیں گے کہ جن کے قلب کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہوگا۔ جابر نے عرض کیا: اے رسول خدا! کیا حضرت کے شیعوں کو ان کی غیبت کے زمانہ میں کوئی فائدہ حاصل ہوگا؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: ہاں ”قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت (و رسالت) کے ساتھ مبعوث کیا وہ لوگ آپ کی

غیبت میں آپ کی ولایت کے نور کی وضو سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج بادل کو چھپالیتا ہے تو لوگ سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اے جابر! یہ بات اللہ تعالیٰ کے راز میں پوشیدہ ہے، علم الہی کے خزانہ میں مخفی ہے، لہذا (اس راز کو) اس کے اہل کے سوا غیروں سے پوشیدہ رکھو۔ ”اللہ تعالیٰ کا قول ہے: > يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ (شَتَائِ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اَعْدِلُوا بُؤْ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ < (۱)

۱۔ (سورنہ مائدہ، آیت ۸۔)

اے ایمان والو! خدا کے لیے قیام کرنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو خبردار! کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ انصاف کو ترک کر دو۔ انصاف کرو کہ یہی تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

اس آیہ کریمہ میں خداوند تبارک و تعالیٰ تاکیداً عدالت کی دعوت دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں بعض مطالب کو گزشتہ بحث میں سورنہ نساء کی آیت نمبر ۵۸ کے ذیل میں ہم نے بیان کیا ہے۔ مسلمانوں کو ہوشیار کر رہا ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ کینے اور قومی عداوتیں اور ذاتی حساب و کتاب کا معاملہ چکانا عدالت کے نفاذ سے مانع ہو اور دوسروں کے تضییع حقوق کا موجب ہو کیوں کہ عدالت ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے اور چونکہ عدالت اہم ترین تقویٰ و پرہیز گاری کا رکن ہے بہ عنوان حکم تاکید فرماتا ہے اور انذار فرماتا ہے کہ خدا کا تقویٰ اختیار کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱) بے شک اللہ عدل، احسان اور قربت داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور بدکاری، ناشائستہ حرکات اور ظلم سے منع کرتا ہے کہ شاید تم اس طرح نصیحت حاصل کرلو۔ خدائے تبارک و تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں ترتیب وار احکام کے تین حصے کہ انسانی معاشرہ کی صلاح و بہبود کا اسی پر دارو مدار ہے اشارہ فرماتا ہے: ۱۔ اجرائے عدالت یعنی میانہ روی کا تمام کام میں لازم ہونا اور تمام مراحل زندگی میں افراط و تفریط سے پرہیز کرنا۔

۱۔ (سورنہ نحل، آیت ۹۰۔)

۲۔ دوسروں کے ساتھ خیر و منفعت رسانی کے ذریعہ نیکی کرنا خواہ وہ خیر و احسان کے مقابل میں ہو اس سے بہتر (۱) اور جب تم لوگوں کو کوئی تحفہ (سلام) پیش کیا جائے تو اس سے بہتر یا کم سے کم ویسا ہی واپس کرو۔ ۳۔ اپنے قربت داروں اور رشتہ داروں کو مال عطا کرنا اور آیت کے ذیل میں اعمال کے تین حصوں سے اجتناب کا حکم دیتا ہے کہ جس سے انسانی معاشرے کی سلامتی اور صلاح و بہبود میں کافی اہم کردار پایا جاتا ہے، ان کاموں سے روکتا ہے، فحشاء و منکرات اور بعض ناشائستہ کاموں نیز ستم گری سے روکتا ہے نتیجے میں خداوند متعال تمہیں وعظ و نصیحت کرتا ہے کہ شاید تم نصیحت حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے: > وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْفُسُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ ثَوْكٍ بَدِيَا وَقَدْ جَعَلْتُكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ < (۲)

اس آیہ کریمہ میں خداوند متعال حکم دیتا ہے کہ: جب کوئی عہد کرو تو اللہ کے عہد کو پورا کرو اور اپنی قسموں کو ان کے استحکام کے بعد ہرگز مت توڑو جب کہ تم اللہ کو کفیل اور نگران بنا چکے ہو کہ یقیناً اللہ تمہارے ان افعال کو خوب جانتا ہے جو تم انجام دیتے ہو۔

دوسری وہ آیات جو تمام قرآن کریم میں وعظ و نصیحت سے پُر ہیں وہ انسان ساز اور اسلامی معاشرہ کی اصلاح کرنے والی ہیں بلکہ تمام انسانوں کی مصلح ہیں۔ مولف کہتے ہیں: اب عدل و احسان کے متعلق ہم چند روایت تبرکاً ذکر کر رہے ہیں۔ ”وفی المجمع: قال عبد الله بن مسعود هذه الآية اجمع آية في كتاب الله للخير والشر“ (۳)

۱۔ (سورنہ نساء، آیت ۸۶۔)

۲۔ (سورنہ نحل، آیت ۹۱۔)

۳)۔ تفسیر مجمع البیان، ج ۶، ص ۱۹۱۔)

مجمع البیان میں نقل ہوا ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود کا یہ قول ہے کہ: یہ آیہ کریمہ قرآن میں خیر و شر کے امور کے لیے جامع ترین آیت ہے۔
 ۶۹۴۔ ”وفیه : وجاءت الروایة ان عثمان بن مظعون قال: کُنت اَسْلَمْتُ اِسْتِحْيَاءَ مِنْ رَسولِ اللَّهِ (ص) لِکَثْرَةِ ما کان یَعْرِضُ عَلَیَّ الْاِسْلَامَ وَلَمْ یَقَرَّ الْاِسْلَامَ فِی قَلْبِی فَکُنْتُ ذَاتَ یَوْمٍ عِنْدَهُ حَالًا تَأْمِلُهُ فَشَخَّصَ بَصَرَهُ نَحْوَ السَّمَاءِ کَأَنَّهُ یَسْتَفْهِمُ شَیْئًا فَلَمَّا سَرَّی عَنْهُ سَأَلْتُهُ عَنْ حَالِهِ ، فَقَالَ نَعَمْ بَیْنَا اَنَا اَحَدُکَ إِذَا رَأَیْتَ جِبْرِائِیلَ فِی الْهَوَاءِ فَاتَانِی بِهَذِهِ الْآیَةِ فَقَرَأَهَا عَلَیَّ الِیْ اَخِرِهَا فَقَرَّ الْاِسْلَامَ فِی قَلْبِی
 وَأَتِیْتُ عَمَّ أَبَا طَالِبٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ یَا آلَ قُرَیْشِ اتَّبِعُوا مُحَمَّدًا مُرْشِدُوا فَإِنَّهُ لَا یَأْمُرُکُمُ الْاِبْکَارِمَ الْاِخْلَاقِ وَأَتِیْتُ الْوَلِیدَ بْنِ الْمُغِیرَةِ وَقَرَأْتُ عَلَیْهِ هَذِهِ الْآیَةَ (۱) فَقَالَ: اِنْ کَانَ مُحَمَّدٌ قَالَهُ فَنَعَمْ مَا قَالَ اِنْ قَالَهُ رَبِّهِ فَنَعَمْ مَا قَالَ قَالَ : فَانْزَلَ اللَّهُ (۲) ”
 ”مجمع البیان“ میں ایک روایت ذکر ہوئی ہے کہ عثمان ابن مظعون کا بیان ہے: میں نے رسول خدا سے شرم و حیاء کی وجہ سے اسلام قبول کیا کیوں کہ وہ اتنا زیادہ میرے سامنے اسلام پیش کرتے تھے لیکن

۱)۔ مجمع البیان، ج ۶، ص ۱۹۲۔)

۲)۔ سورنہ نجم، آیت ۴، ۳۵، ۰، یہ آیت اور بعد کی چہ آیات تک عثمان (ابن عفان کے حق میں نازل ہوئیں، عثمان صدقہ دیتا اور انفاق کیا کرتا تھا عبد اللہ ابن سعد ابن ابی سرح جو اس کا رضاعی بھائی تھا کہا: کیا کام کر رہے ہو قریب ہے کہ کوئی شے خود کے لیے باقی نہ رہے، عثمان نے کہا: میرا گناہ زیادہ ہے میں چاہتا ہوں کہ ان اعمال کے ذریعہ رضایت الہی حاصل کروں اور مجھے بخشش کی امید ہے، عبد اللہ نے کہا: تم اپنے نامہ اعمال کو مجھے دے دو تاکہ تمہارے گناہوں کی سزا کا میں متحمل ہوں لہذا اسے نامہ اعمال کو دیا اور گواہ بنایا اور انفاق سے خود کو روک دیا تو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ جس وقت عثمان نے احد کے دن مرکز کو ترک کردیا تو بہت کم شے کا انفاق کیا پھر قطع کردیا اور عثمان اپنی گزشتہ اور ابتدائی حالت کی طرف واپس آگیا (تفسیر صافی کی طرف رجوع کریں)۔

اسلام میرے قلب میں رسوخ نہیں کیا تھا۔ ایک دن آن حضرت (ص) کی خدمت میں تھا جب وہ تامل و تفکر کی حالت میں تھے اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف لگانے (متوجہ کیے) ہوئے تھے گویا کہ کسی شے کے متعلق سوال کر رہے ہیں جب اس سے روگرداں ہوئے تو میں نے ان کی احوال پرسی کی؟ فرمایا: ہاں! جب میں تم سے گفتگو کر رہا تھا ناگہاں میں نے آسمان (میں جبرئیل کے نمایاں ہونے کا مشاہدہ کیا اور اس مذکورہ آیت کو لے کر نازل ہوئے۔ (۱)
 پھر حضرت علی - نے اس آیت کو آخر تک قرائت فرمائی یہاں تک کہ پھر اسلام میرے قلب میں رسوخ پیدا کیا اور دل نشین ہوگیا۔

اور میں ان کے چچا ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس واقعہ کی خبر دی، فرمایا: اے آل قریش! محمد (ص) کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پا جاؤ کیوں کہ تمہیں حکم نہیں کرتا سوائے مکارم اخلاق کے اور میں ولید ابن مغیرہ کے پاس آیا اور آیت کی اس کے پاس تلاوت کی، کہا: اگر محمد (ص) نے یہ بات کہی ہے تو بہت اچھی بات کہی ہے اور اگر اس کے (خدا نے کہی ہے تو بہت اچھی بات ہے فرمایا: اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (۲)
 ۶۹۵۔ ”وفی المجمع البیان: عَنْ عِکْرَمَةَ قَالَ: إِنَّ النَّبِیَّ (ص) قَرَأَ هَذِهِ الْآیَةَ عَلَی الْوَلِیدِ بْنِ الْمُغِیرَةِ فَقَالَ: یَا بَنَ أَخِی اَعِدْ قَاعًا فَقَالَ: إِنَّ لَہِ لَخَلَاوَةً وَإِنْ لَہِ لَطَلَاوَةٌ وَإِنْ اَعْلَاهُ لَثُمُودٌ وَإِنْ اَسْفَلُہُ (لَمَعْدَقٌ وَمَا هُوَ قَوْلُ النَّبِیِّ ” (۳)
 مجمع البیان میں عکرمہ سے منقول ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے اس آیت (۴) (یقیناً اللہ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے) کی ولید ابن مغیرہ کے لیے

۱)۔ سورنہ نحل، آیت ۹۰۔)

۲۴، ۱)۔ سورنہ نجم، آیت ۲۳)

۲)۔ مجمع البیان، ج ۶، ص ۱۹۲۔)

۳)۔ سورنہ نحل، آیت ۹۰۔)

تلاوت فرمائی۔ تو کہا: اے برادر زادہ! دوبارہ پڑھو، آنحضرت (ص) نے دوبارہ تلاوت فرمائی تو کہا: یقیناً اس کی تلاوت

بہت زیادہ ہے یقیناً بہت پُر کشش ہے اس کا اعلیٰ و بالا مطلب ثمر بخش ہے اور اس کا نچلا مطلب پُر برکت اور پاکیزہ اور خوشبودار ہے اور یہ بشر کا قول نہیں ہے۔

۶۹۶ - ”وَفِي تَفْسِيرِ الْبُرْهَانِ عَنْ ابْنِ بَابُوَيْهٍ بِإِسْنَادِهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ قَالَ خَرَجَ عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى أَصْحَابِهِ وَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ الْمَرْوَةَ فَقَالَ ابْنُ أَنْتُمْ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ؟ قَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ؟ فَقَالَ فِي قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ، فَالْعَدْلُ وَالْإِنْصَافُ (وَالْإِحْسَانُ التَّفَضُّلُ)“ (۱)

تفسیر برہان میں ابن بابویہ سے بطور مسند منقول ہے کہ عمرو ابن عثمان کا بیان ہے: حضرت علی - باہر آئے اور اپنے اصحاب کے پاس آکر مروت کے بارے میں مذاکرے میں مشغول ہو گئے پھر فرمایا: کیا تم لوگ کتاب الہی سے غافل ہو؟ عرض کیا: یا امیر المومنین! آپ کا تذکرہ قرآن میں کس مقام پر ہے؟ حضرت - نے فرمایا: ”یقیناً خداوند متعال تمہیں عدل و احسان کا حکم دیتا ہے“ (۲) عدل وہی انصاف ہے اور احسان تفضل ہے (یعنی جو ان دو صفت کا حامل ہے صاحب مروت ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وَ شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ

قرآن مجید روحانی اور جسمانی امراض کے لیے شفا بخش ہے صدور جمع صدر بمعنی سینہ ہے، لوگوں نے جب یہ انکشاف کیا کہ دل سینہ کے قفس میں برقرار ہے اور جو کچھ انسان درک کرتا ہے وہ اس کا قلب ہے اور یہ سینے کا درک کرنا اور دوسرے تمام امور انہیں کے

۱) (تفسیر البرہان، ج ۲، ص ۲۶۷ - تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۶۷)۔

۲) (سورنہ نحل، آیت ۹۰)۔

ذریعہ غور و فکر کرتے ہیں دوستی اور دشمنی اکراہ و اشتیاق امید و آرزوئیں سب کی سب قلب کے ساتھ ہیں انہیں فضائل و رذائل سے مربوط جانتے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ فضائل میں قلب کی صحت و سلامتی اور استقامت ہے اور رذائل میں اس قلب کا مرض ہے۔

مولف کہتے ہیں: معمولاً جسمانی بیماریوں کو متضاد دواؤں کے ساتھ طبی اصطلاح میں کے ذریعے معالجہ کرتے ہیں، لیکن روحانی بیماریاں جو نفسانی اور (Ante Baitek) انٹی بائیوٹیک شیطانی رجحانات سے نشاۃ پائی ہیں دو قسم کے معالجے کے ضرورت مند ہیں، مثبت علاج اور منفی علاج۔

مثبت علاج ذکر خدا کی مدامت، آیات قرآنی کی تلاوت اور معادن وحی و تنزیل اہل بیت عصمت و طہارت کی روایات و احادیث سننے سے مربوط ہے۔ اور منفی علاج شیطانی وسوسوں کے احکام کی مخالفت سے علاج کیا جاسکتا ہے، اکثر اوقات بہت سے معاملات پر انسان شیطانی وسوسوں کے نتیجے میں معرض ہلاکت میں واقع ہوتا ہے۔

۶۹۷ - ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ: كُنْتُ نَصْرَانِيًّا فَاسْلَمْتُ وَحَجَّجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ: اِنِّي كُنْتُ عَلَى النَّصْرَانِيَّةِ وَاِنِّي اسْلَمْتُ، فَقَالَ: وَآيَ شَيْءٍ رَأَيْتَ فِي الْإِسْلَامِ قُلْتَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ:

<فَمَا كُنْتُ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلَنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ> (۱) فَقَالَ هَذَاكَ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِهِ ثَلَاثًا، سَلِّ عَمَّا شِئْتَ يَا بَنِي، فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي وَأُمِّي عَلَى النَّصْرَانِيَّةِ وَأَهْلَ بَيْتِي: وَأُمِّي مَكْفُوفَةُ الْبَصَرِ فَأَكُونُ مَعَهُمْ وَأَكُلُ فِي أَيْتِهِمْ؟ فَقَالَ يَأْكُلُونَ لَحْمَ الْخَنَزِيرِ فَقُلْتُ لَا وَلَا يَمْسُوْنَهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ، فَانْظُرْ

۱) (سورنہ شوریٰ، آیت ۵۲)۔

امک فیرھا ، فَاذَا مَاتَتْ فَلَا تَكْلِهْا اِلٰی غَيْرِکَ کُلُّ اَنْتَ الَّذِی تَقُوْمُ بِشَآئِہَا وَلَا تَخْبِرَنَّ اَحَدًا اَنْکَ اُتْبِیْتُنِیْ حَتّٰی تَاْتِبْنِیْ بِمَنْیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ ، قَالَ: فَاتَّبَعْتَهُ بِمَنْیْ وَالنَّاسَ حَوْلَهُ کَاَنَّهُ مُعَلِّمٌ صَبِیَّانَ ، هَذَا یَسْأَلُهُ وَهَذَا یَسْأَلُہٗ ، فَلَمَّا قَدِمَتْ الْکُوفَةُ الطُّفْتُ لَأُمِّی وَ کُنْتُ فَطَعْمُہَا وَأَقْلٰی ثُوْبِہَا وَرَأْسُہَا وَاحْدَمَہَا فَقَالَتْ لِیْ : یَا بُنِیْ مَا کُنْتُ تَصْنَعُ بِیْ هَذَا وَ اَنْتَ عَلٰی دِیْنِیْ فَمَا الَّذِیْ اَدٰی مِنْکَ مِنْذَ هَاجَرْتَ فَدَخَلْتَ فِی الْخِیْصِیَّةِ ؟ فَقُلْتُ رَجُلٌ مِّنْ وَلَدِ نَبِیْنَا اَمَرَنِیْ بِهَذَا فَقَالَتْ هَذَا الرَّجُلُ هُوَ نَبِیْ فَقُلْتُ لَا وَلَکِنَّہٗ اِبْنُ نَبِیْ ، فَقَالَتْ : یَا بُنِیْ اِنْ هَذَا نَبِیٌّ اِنْ هٰذِهِ وَصَایَا الْاَنْبِیَاءِ فَقُلْتُ یَا اُمَّہُ اِنَّہٗ لَیْسَ یَکُوْنُ بَعْدَ نَبِیْنَا نَبِیٌّ وَلَکِنَّہٗ اِبْنُہٗ ، فَقَالَتْ : یَا بُنِیْ دِیْنُکَ خَیْرٌ ذِیْنِ اَعْرَضَہُ عَلٰی فَعَرَضْتَهُ عَلَیْہَا فَدَخَلْتَ فِی الْاِسْلَامِ وَ عَلَّمْتَهَا فَصَلَّاتَ الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاِجْرَہُ ثُمَّ عَرَضَ لَہَا عَارِضٌ فِی اللَّیْلِ فَقَالَتْ یَا بُنِیْ اَعَدَّ عَلَیَّ

مَا عَلَّمْتَنِي فَاعَدْتَهُ عَلَيْهَا فَاقَرَّتْ بِهِ وَمَاتَتْ ، فَلَمَّا اصْبَحَتْ كَانَ (الْمُسْلِمُونَ الَّذِينَ غَلَسُوها وَكُنْتُ اَنَا الَّذِي صَلَّيْتُ عَلَيْهَا وَنَزَلَتْ فِي قَبْرِهَا ” (۱)

کافی میں بطور مسند زکریا ابن ابراہیم سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ: میں نصرانی تھا پھر میں نے اسلام قبول کیا اور میں نے حج کیا اسی زمانہ میں حضرت ابو عبد اللہ - کے پاس آیا اور کہا: میں پہلے نصرانی تھا اب مسلمان ہوں۔ فرمایا: تو نے اسلام میں کیا بات دیکھی میں نے کہا: اللہ کا یہ قول باعث ہدایت ہوا۔ (اے رسول! تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے لیکن ہم نے تو اس نبوت کو ایک نور قرار دیا اور اس سے جس کو ہم چاہتے ہیں) ہدایت کرتے ہیں۔ (۲) حضرت نے فرمایا: خدا نے تجھے ہدایت کی پھر تین مرتبہ فرمایا: خدایا! اسے ثابت قدم رکھ پھر فرمایا :

۱) (اصول کافی، ج ۲، ص ۱۶۰، باب البر بالوالدین، حدیث ۱۱ (از کتاب الایمان و الکفر)۔)
۲) (سورنہ شوری، آیت ۵۲)۔)

جو چاہتا ہے دریافت کر، میں نے کہا: میرے باپ اور ماں نصرانی ہیں اور میرے خاندان والے بھی ، اور ماں اندھی ہے کیا ان کے ساتھ رہوں اور ان کے برتنوں میں کھاؤں؟ فرمایا: کیا وہ سور کا گوشت کھاتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: تو کوئی مضائقہ نہیں، تم اپنی ماں کی نگہداشت (خدمت) کرو اور نیکی کے ساتھ پیش آؤ اور اگر وہ مر جائے تو اس کو کسی دوسرے کے سپرد نہ کرنا۔ تم خود تمام امور بجا لانا اور کسی کو خبر نہ کرنا کہ تم میرے پاس آئے ہو یہاں تک کہ تم منیٰ میں انشاء اللہ میرے پاس پہنچ جاؤ۔

راوی کہتا ہے کہ: جب میں حضرت کے پاس منیٰ میں آیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت کے گرد لوگ جمع ہیں گویا حضرت بچوں کے استاد ہیں کوئی کچھ پوچھتا ہے کوئی کچھ، جب میں کوفہ واپس آیا تو میں نے اپنی ماں سے مہربانی کا برتاؤ کیا میں اسے کھانا کھلاتا تھا اور اس کے کپڑوں اور سر سے جوئیں چنتا تھا اس کی خدمت کرتا تھا۔

میری ماں نے مجھ سے کہا: جب تو میرے دین پر تھا اس وقت تو تونے کبھی ایسا نہ کیا تھا جب سے تو نے ہمارا دین چھوڑا اور اسلام میں داخل ہوا میں نے ایسا عمل تجھ سے کبھی نہ دیکھا۔ میں نے کہا: ہمارے نبی (ص) کی اولاد میں ایک شخص ہیں جنہوں نے ایسا حکم دیا ہے اس نے کہا: کیا یہ شخص نبی ہے؟ اس نے کہا: نہیں ، وہ نبی (ص) کے فرزند ہیں اس نے کہا: یہ تو نبی (ص) ہی ہے ایسی نصیحتیں تو انبیاء ہی کرتے ہیں۔ میں نے کہا: ہمارے نبی (ص) کے بعد کوئی آنے والا نہیں۔ یہ ان کے فرزند ہیں ۔

میری ماں نے کہا: بیٹا تیرا دین بہترین دین ہے مجھے اس کے متعلق بتا میں نے سمجھایا تو وہ مسلمان ہوگئی میں نے اس کو احکام دین کی تعلیم دی اس نے ظہر و عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر وہ بیمار ہوئی اس نے مجھ سے کہا: جو تو نے مجھے تعلیم دی تھی اس کا اعادہ کر، میں نے اعادہ کیا اس نے اقرار کیا اور مرگئی۔ جب صبح ہوئی تو مسلمان جمع ہوئے اس کو غسل دیا میں نے نماز جنازہ پڑھی اور اسے قبر میں اتارا۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (۱)

وہ مرد جنہیں کاروبار یا دیگر خریدو فروخت ذکر خدا، قیام نماز اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کرسکتی یہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن کے ہول سے دل اور نگاہیں سب الٹ جائیں گی۔

مولف کہتے ہیں: حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - جب اس آیہ کریمہ کی تلاوت کرتے تھے تو فرماتے تھے:

۶۹۸ - ” اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی “ جَعَلَ الذِّكْرَ جَلَاءً لِّلْقُلُوْبِ ، تَسْمَعُ بِهِ بَعْدَ الْوَقْرَةِ ، وَتُبْصِرُ بِهِ (بَعْدَ الْعَشُوَّةِ وَتَنْقَاضُ بِهِ بَعْدَ الْمُعَانَدَةِ ”)

۲

پروردگار نے اپنے ذکر کو دلوں کے لیے صیقل قرار دیا ہے جس کی بنا پر وہ بہرے پن کے بعد سننے لگتے ہیں اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگتے ہیں اور عناد اور ضد کے بعد مطیع و فرمان بردار ہوجاتے ہیں اور نرمی و خوشی سے پیش آتے ہیں۔

۶۹۹ - ” وَالْكَافِي : عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ (ص) قَالَ: تَذَاكُرُوا وَتَلَقَّوْا وَتُحَدِّثُوا فَإِنَّ الْحَدِيثَ جَلَاءٌ (الْقُلُوْبُ إِنَّ الْقُلُوْبَ لَأُتْرَيْنَ كَمَا يَرَيْنَ السَّيْفَ جَلَانَهَا ” الحديث ” (۳)

کافی میں رسول خدا (ص) نے فرمایا: علم دین کے بارے میں آپس میں مذاکرہ اور گفتگو کرو اور ایک دوسرے سے ملاقات کرو احادیث کے متعلق بات چیت کرو کیوں کہ حدیث کا ذکر کرنا دلوں میں جلا بخشتا ہے، قلوب بھی اسی طرح چمکدار رہتے ہیں جس طرح دو تلوار کا زنگ دور کرنے سے تلوار، اور احادیث اہل بیت عصمت و طہارت - اس کو جلا بخشتی

ہے۔

- ۱۔ (سورہ نور، آیت ۳۷)۔
۲۔ (نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲۲ - بحار الانوار، ج ۶۶، ص ۳۲۵)۔
۳۔ (کافی، ج ۱، ص ۴۱ - بحار الانوار، ج ۱، ص ۲۰۳)۔

یہ بات ناگفتہ نہ رہ جائے کہ قرآن مجید کی آیات جو کلام الہی اور ذکر خدا ہے کا سننا اسی طرح ائمہ اطہار کی احادیث کی گفت و شنود کے بہت سے فوائد ہیں اور دلوں کی روشنی کا باعث ہیں من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے:

زکریا ابن ابراہیم نصرانی سورہ شوریٰ کی آیت نمبر ۵۲ میں مختصر ترین توجہ و تدبیر کی وجہ سے اسلام کے شرف سے مشرف ہوتے ہیں گویا زکریا نے آیہ کریمہ اور پیغمبر اسلام (ص) کی تاریخ سے اسی قسم کا استفادہ کیا تھا کہ جو شخص مدرسہ اور مکتب نہ گیا ہو اور کسی معلم کے سامنے زانوئے ادب نہ نہیں کیا ہے، دین کامل کے پیش نظر اور محکم قرآن اور اس کا لطیف پروگرام جو اپنے ہمراہ لے کر آیا ہے وہ سوائے عالم الغیب اور آسمانی وحی سے ارتباط کے بغیر صحیح نہیں ہوسکتا اس طریقے سے کدورتیں اور گزشتہ دوران کے تمام زنگ نور ہدایت الہی کی تابانی کی وجہ سے صیقل ہوکر خود کو جلا بخش اور اسلام قبول کرتے ہیں۔ ۷۰۰ - ”وفی البحار : وَرَوَى أَنَّ رَجُلًا تَعَلَّمَ مِنَ النَّبِيِّ (ص) الْقُرْآنَ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى قَالَ يَكْفِينِي هَذِهِ وَانصَرَفَ (ص) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) انصَرَفَ الرَّجُلُ وَهُوَ فَقِيهٌ ” (۱)

بحار میں مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول اکرم (ص) کی خدمت اقدس میں قرآن کی تعلیم حاصل کی جب اس آیہ کریمہ (یعنی جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ اسے دیکھے گا) پر پہنچا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! بس میرے لیے اتنا ہی کافی ہے وہ بزم پیغمبر (ص) سے اٹھ کر چلا گیا۔ تو رسول خدا (ص) نے فرمایا: یہ شخص یہاں سے فقیہ (دین شناس) بن کر گیا ہے۔ مولف کہتے ہیں: قرآن کی عظمت و واقعیت اسی طرح نفس قدسیہ پیغمبر اکرم (ص) ان کے تہ دل

- ۱۔ (بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۱۰۶)۔

میں ایسا اثر کیا کہ وہ سمجھ گئے کہ ثواب و عتاب بہشت و دوزخ صرف عمل کے دار و مدار پر ہے -

اسی طرح کا واقعہ دوسری تفسیروں میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ ۷۰۱ - من جملہ ان میں سے ابو عثمان مازنی نے ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ صعصعہ ابن ناجیہ جو فرزدق کے جد بزرگوار تھے رسول خدا (ص) کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ص)! جو کچھ آپ پر نازل ہوا میرے لیے پڑھیں۔ آنحضرت (ص) نے اس آیت کو ان کے لیے (پڑھا اور کہا:

”حَسْبِيَ مَا ابَالِي أَنْ أَسْمَعَ مِنَ الْقُرْآنِ غَيْرِ هَذَا“ (۱)

یعنی میرے لیے بس اتنا ہی قرآن سے سننا کافی ہے، دوسری آیت سننے کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔

حضرت حجت صاحب العصر و الزمان - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کا مقدس وجود اور ان کی آبائے کرام دلوں کو جلا دینے والے ہیں اور روشنی بخشنے والے ہیں۔ اب ہم چند مور دکو تبرکاً آپ کے گوش گزار کر رہے ہیں۔

۷۰۲ - ”وَفِي اثْبَاتِ الْهُدَاةِ نَقْلًا عَنِ الْكَافِي عَنِ الْكَلْبِيِّ النَّسَابَةِ فِي حَدِيثٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَعْرِفُ هَذَا الْأَمْرَ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ ؟ فَقِيلَ لَهُ : إِبْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهُوَ أَعْلَمُ أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ ، قَالَ فَمَضَيْتُ حَتَّى صِرْتُ إِلَى مَقَرِّ لَهُ فَقَرَعْتُ الْبَابَ فَخَرَجَ غُلَامٌ فَقَالَ ادْخُلْ يَا أَخَا كَلْبٍ ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ أَدَهَشَنِي فَدَخَلْتُ وَأَنَا مُضْطَرَبٌّ فَنَظَرْتُ فَإِذَا شَيْخٌ عَ لِي مُصَنَّى بِلَا مَرَفَقَةٍ وَلَا بَرْدَعَةٍ ، فَأَبْتَدَأَنِي بَعْدَ أَنْ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ لِي : مَنْ أَنْتَ ؟ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي : سُبْحَانَ اللَّهِ غُلَامُهُ يَقُولُ ادْخُلْ يَا أَخَا كَلْبٍ وَيَسْأَلُنِي الْمَوْلَى مَنْ أَنْتَ فَقُلْتُ لَهُ أَنَا الْكَلْبِيُّ النَّسَابَةُ فَضَرْبَ بَيْدِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ: كَذِبَ الْعَادِلُونَ بِاللَّهِ إِلَى أَنْ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ

- ۱۔ (امالی سید مرتضیٰ، ج ۴، ص ۱۹۲)۔

يَقُولُ : وَعَادًا وَثُمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَفَرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا أَفْتَنَسِبُهَا أَنْتَ ؟ فَقُلْتُ لَا جَعَلْتُ قَدَاكُ ، فَقَالَ لِي : أَفْتَنَسِبُ نَفْسَكَ ؟ قُلْتُ نَعَمْ ؟ أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ حَتَّى ارْتَفَعَتْ فَقَالَ لِي : قِفْ لَيْسَ حَيْثُ تَذْهَبُ ، وَيَحْكُ أَتَدْرِي مَنْ فُلَانُ بْنُ

فَلَانٍ؟ فَلَقْتُ نَعْمَ فَلَانَ بْنِ فَلَانَ، فَقَالَ إِنَّ فَلَانَ بْنِ فَلَانَ الرَّاعِي الْكُرْدِي انَّمَا كَانَ فَلَانُ الْكُرْدِي عَلَى جَبَلٍ آلِ فَلَانٍ فَنَزَلَ إِلَى فَلَانَةَ امْرَأَةِ فَلَانٍ مِنْ جَبَلِهِ الَّذِي كَانَ يَرَعِي غَنَمَهُ عَلَيْهِ، فَأَطْعَمَهُمَا شَيْئاً فَغَشِيَهَا فَوَلَدَتْ فَلَاناً وَفُلَاناً مِنْ فَلَانٍ مِنْ فَلَانَةَ وَفُلَانَ بْنِ فَلَانَ، ثُمَّ قَالَ: أَتَعْرِفُ هَذِهِ الْأَسَامِي؟ قُلْتُ لَا وَاللَّهِ جَلَعْتُ فِدَاكَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَكْتَفَ عَنْ هَذَا فَعَلْتُ فَقَالَ انَّمَا قُلْتُ فَقُلْتُ أَنِّي لَا أَعْدُو فَقَالَ لَا نَعُودُ إِذَا، وَسَلَّ عَمَّا جَنَّتْ لَهُ ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ مَسَائِلَ كَثِيرَةٍ، فَأُجَابَهُ بِأَحْسَنِ جَوَابٍ إِلَى أَنْ قَالَ نَهْمُ نَهَضٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَمْتُ وَخَرَجْتُ وَإِنَّا أَقُولُ (أَنْ كَانَ شَيْءٌ فَهَذَا فَلَمْ نَزَلِ الْكَلْبِي يَدِينُ اللَّهُ يَحِبُّ أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ حَتَّى مَاتَ) (١)

شیخ جلیل القدر محمد ابن یعقوب کلینی کتاب کافی میں کلبی نسبہ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ وہ امر امامت اور مذهب حقہ کی شناخت نہیں رکھتا تھا مدینے میں آیا دریافت کیا کہ اس خاندان (اہل بیت) کا علم کون ہے؟ جواب دیا گیا: تم جعفر ابن محمد - کی خدمت میں جاؤ وہ اہل بیت میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔ اس کا بیان ہے: میں ان کے بیت الشرف گیا دروازے پر دستک دی ایک غلام باہر آیا اور کہا: اے مرد کلبی! گھر میں داخل ہوجاؤ، خدا کی قسم! اس واقعے نے مجھے وحشت میں ڈال دیا کہ اس نے مجھے کہاں سے پہچانا۔ میں مضطرب حالت میں گھر میں داخل ہوا، میں نے اندر ایک بزرگ ضعیف العمر کو دیکھا کہ وہ ایک مصلے پر بیٹھے ہیں جس کا نہ کوئی فرش ہے اور نہ ہی تکیہ، میں نے

۱) (کافی، ج ۱، ص ۳۴۹۔ اثبات الہدایۃ، ج ۵، ص ۳۳۱، حدیث ۲۔ باب معجزات امام صادق --)

سلام کیا، فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: سبحان الله! نوکر نے دروازے پر یا ابا الکلک (اے برادر کلبی!) کہہ کر مجھے خطاب کیا اور آقا دریافت کرتا ہے تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں کلبی نسب شناس ہوں۔ حضرت نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا: عادلوں نے جھوٹ بولا یہاں تک کہ فرمایا: الله فرماتا ہے: "اے عاد و ثمود اور اصحاب رس اور ان کے درمیان بہت سے نسلوں اور قوموں کو بھی تباہ کر دیا ہے" (۱) کیا تم ان کے نسب کو بھی جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں میں آپ پر قربان جاؤ، فرمایا: کیا اپنے نسب سے واقف ہو؟ میں نے جواب دیا: ہاں، فلاں ابن فلاں ہوں اور بعض اپنے آباء و اجداد کو شمار کیا، فرمایا: ٹھہرجاؤ! ایسا نہیں جیسا تو بیان کر رہا ہے تجھ پر افسوس، کیا تو جانتا ہے فلاں ابن فلاں کو؟ میں نے کہا: ہاں فلاں کا بیٹا ہے، فرمایا: نہیں اس کا بیٹا ہے بلکہ فلاں کردی چرواہے کا بیٹا ہے یہ اپنی بکریاں فلاں قبیلے کے پہاڑ پر چرایا کرتا تھا وہ اس قبیلے کی عورت کے پاس آیا جو فلاں کی زوجہ تھی اسے کچھ کھانا کھلایا اور اس سے ہم بستری کی اور فلاں شخص اس سے پیدا ہوا، فلاں شخص فلاں ابن فلاں عورت ابن فلاں مرد سے پیدا ہوا، پھر فرمایا: ان ناموں کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں آپ پر قربان جاؤں، اگر آپ صلاح جانیں تو مجھے اس مسئلے میں معاف کریں، فرمایا: تمہیں نے کہا تھا: میں نسب شناس ہوں لہذا میں نے بھی کہا (تو تم ان لوگ کا تعارف کراؤ) میں نے کہا: اب میں ایسا دعویٰ نہیں کروں گا فرمایا: ہم بھی دوبارہ ایسا کوئی سوال نہیں کریں گے اب جس مقصد کے تحت آئے ہو دریافت کرو۔

پھر بہت سے سوالات دریافت کیے اور بہترین جوابات حاصل کیے یہاں تک کہ کہا: پھر وہ جناب اٹھے اور میں بھی اٹھ کر باہر آیا اور میں یہ کہہ رہا تھا: اگر کوئی شے ہے تو یہ ہے اور اس کے بعد سے کلبی دائمی طور پر محب اہل بیت ہو گیا اور شیعہ ہو کر دنیا سے رخصت ہوا۔

۱) (سورنہ فرقان، آیت ۳۸۔)

مولف کہتے ہیں: کلبی نسب شناس جو مذهب حق کی شناخت نہیں رکھتا تھا اس کے لیے یہ کہنا آسان ہے کہ اپنے نسب کی بھی معرفت نہیں رکھتا تھا مدینہ آیا امام برحق ناطق حضرت امام جعفر صادق - کے بیت الشرف کی تلاش میں جاتا ہے تو امامت کی بعض علامات کا مشاہدہ کر کے مدبوش ہوجاتا ہے اور آخر میں امام - کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے سلام کے بعد خود کا تعارف کراتا ہے کہ میں کلبی نسب شناس ہوں، تو حضرت فرماتے ہیں: کیا تم اپنے نسب کی بھی معرفت رکھتے ہو؟ وہ کہتا ہے ہاں فلاں فلاں سے میرا نسب ملتا ہے۔ امام فرماتے ہیں: ذرا ٹھہرو ایسا نہیں ہے جیسا تم نے گمان کیا ہے تم پر افسوس، جب حضرت نے واقعہ کی حقیقت کو بیان فرمایا تو کلبی کو اصل کام کا پتہ چلا اور امام - سے درخواست کی کہ اب مزید واقعہ کو نہ بیان کریں بعد میں امام جعفر صادق - فرماتے ہیں: جس چیز کے لیے آئے ہو اس کے متعلق دریافت

کرو۔ کلبی نے بہت زیادہ سوالات بیان کیے اور کافی و وافی جوابات بھی دریافت کیے۔ کلبی کا بیان ہے: پھر حضرت بلند ہوئے اور میں بھی اٹھ کر باہر آیا۔ مولف کہتے ہیں: امام کے شرف حضور نے کلبی کے جسم و روح کو ایسا صیقل کیا اور جلا بخشی کہ وہ دین حق کا ایک متدین فرد ہوا اور اہل بیت عصمت و طہارت کے دوست داروں میں سے ہو کر دنیا سے انتقال کیا۔

۷۰۳۔ ”وفی اثبات الہدایۃ: بإسناده عن رفید مولى یزید بن عمر بن هبيرة قال: سخط على ابن هبيرة وحلف على ليقنلنى فهربت منه و عذت بأبى عبد الله عليه السلام فأعلمته خبرى، فقال لى: انصرف إليه وقرأه السلام وقل له: انى آجرت عليك مولاك رفيداً فلا تهجه بسوء، فقلت له جعلت فداك شامى خبيث الراى، فقال اذهب اليه كما أقول لك، فأقبلت، فلما كنت فى بعض البوادر استقبلنى أع أبى، فقال: إلى أين تذهب؟ إنى أرى وجه مقتول، فقال لى: أخرج يذك ففعلت فقال يذ مقتول ثم قال لى أبرز رجلك فأبرزت رجل لى فقال رجل مقتول، ثم قال أبرز جسداً، فقال جسد مقتول ثم قال لى أخرج لسانك ففعلت فقال لى: مض فلا بأس عليك فإن فى لسانك رسالة لو أتيت بها الجبال الرواسى لأعادت لك“ الحديث“ وفيه ان ابن هبيرة أراد قتله وكفنه وأحضر النطح والسيف فلما أدّى الرسالة أطلقه وتاوله خاتمته وقال أمور فى يذك فدبر فيها أم شئت۔

شیخ جلیل القدر حر عاملی بطور مسند رفید یزید ابن عمر، ابن ہبیرہ کے غلام سے نقل کرتے ہیں کہ اس کا بیان ہے کہ: اس پر ابن ہبیرہ غضب ناک ہوا اور اس نے میرے قتل کرنے کی قسم کھائی میں نے راہ فرار اختیار کر کے امام جعفر صادق کی پناہ حاصل کی اور اپنا حال بیان کیا، فرمایا: واپس جاؤ اور میرا سلام کہہ کر اس سے یہ بھی کہنا کہ میں نے تیرے غلام رفید کو پناہ دی ہے لہذا اب اس کے ساتھ برا سلوک نہ کرنا۔ میں نے کہا: وہ مرد شامی برا آدمی ہے، فرمایا: تو جا اور جو کچھ میں نے کہا ہے اسے بیان کر، میں وہاں سے چلا اور ایک صحرا سے گزر رہا تھا کہ ایک صحرائی عرب مجھے ملا اور دریافت کیا: کہاں جاتا ہے؟ میں تیرا چہرہ مقتولوں جیسا دیکھ رہا ہوں، پھر کہا: اپنا ہاتھ دکھا چنانچہ میں نے دکھایا تو اس نے کہا: یہ تو مقتولوں جیسا ہاتھ ہے، پھر کہا: پیر دکھا میں نے وہ بھی دکھایا تو اس نے کہا: یہ مقتولوں جیسا پیر ہے پھر جسم کے لیے بھی یہی کہا، پھر کہا: زبان دکھا میں نے وہ بھی دکھائی تو اس نے کہا: جا اب تیرے لیے خوف نہیں کیوں کہ اس پر ایک پیغام ہے کہ اگر تو مضبوط پہاڑوں کو (پہنچا دے تو وہ بھی تیرے فرماں بردار ہوجائیں گے۔ (حدیث کے آخر تک) (۱)

مولف کہتے ہیں: رفید ہبیرہ کے غلام کو تہدید کی (دھمکی دی) گئی اور اس کا مولا ابن ہبیرہ کا قتل

۱۔ اثبات الہدایۃ، ج ۵، ص ۳۳۷، حدیث ۰۸۔)

واقعہ ہونے والا تھا تو وہ حضرت امام جعفر صادق - کے پاس پناہ گزیں ہوتا ہے حضرت اپنے ایک زبانی پیغام کے ذریعے ابن ہبیرہ کے غیظ و غضب کی آگ خاموش کرنے کے علاوہ دل کی کنورت بھی صاف کردیتے ہیں جس کے نتیجے میں رفید کو غلامی سے آزاد کر کے اپنی زندگی کے امور کی تدبیر اسے بیان کرتے ہیں۔

۷۰۴۔ ”وفی الکافی عن یونس بن یعقوب فی حدیث الشافی عن ابی عبد الله عليه السلام قال: یونس کنت عند أبی عبد الله عليه السلام فورد علیہ رجل من أهل الشام فقال اتی رجل صاحب کلام و فقه و فرائض و قد جئت لمنظره أصحابک، فقال ابو عبد الله عليه السلام کلامک من کلام رسول الله (ص) او من عندک قال من کلام رسول الله (ص) و من عندی، فقال عليه السلام: اذاً شریک رسول الله (ص) قال لا قال فسمعت الوحی عن الله عزوجل یخبرک؟ قال لا، قال فتجب طاعتک کما تجب طاعة رسول الله (ص)؟ قال لا قالت أبو عبد الله عليه السلام إلی فقال یا یونس من یعقوب هذا قد خصم نفسه قبل أن یتکلم

فمن الحجة علی الناس الیوم؟ قال هذا القاعد الذی تشد الیه الرجال و یخبرنا بأخبار السماء والأرض ورائه عن أب عن جد، قال الشامی فکیف لى أن أعلم ذلک؟ قال بشائ سلہ عما بدالك، قال الشامی قطع عذری فعلى السؤال فقال أبو عبد الله عليه السلام یا شامی أجب رکت کیف کان سفرك و کیف کان طریقک کان کذا و کذا، فأقبل الشامی یقول صدقت أسلمت الله الساعة، فقال ابو عبد الله عليه السلام بل أمنت بالله الساعة ان الإسلام قبل الايمان و علیہ یثوار ثون و یتناحون و الايمان علیہ یثابون، فقال الشامی صدقت فأنا الساعة أشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله وانک وصی الأوصیاء (الحدیث بتمامہ) (۱)

کافی میں یونس ابن یعقوب سے حدیث شامی سے مروی ہے کہ: ایک دن میں امام جعفر صادق - کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شامی آیا اور کہنے لگا: میں شام کا رہنے والا ہوں اور علم کلام، فقہ اور فرائض کا عالم ہوں اور اس لیے یہاں آیا ہوں کہ اصحاب کے ساتھ مناظرہ کروں۔ امام جعفر صادق - نے فرمایا: تیرا کلام رسول اللہ (ص) کے کلام سے ہوگا یا تیری طرف سے؟ اس نے کہا:

کچھ رسول (ص) کا کلام ہوگا اور کچھ میری طرف سے ہوگا۔ امام - نے فرمایا: تو تم اس صورت میں پیغمبر (ص) کے شریک بن گئے، اس نے کہا: نہیں، فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کی وحی سنی ہے جس نے تجھے خبر دی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: تو کیا تیری اطاعت رسول (ص) کی اطاعت کی طرح واجب ہے؟ کہا: نہیں، حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے یونس ابن یعقوب! دیکھو اس نے مکالمہ سے پہلے ہی خود کو ملزم بنالیا کیوں کہ اپنے قول کو بغیر دلیل کے حجت جانا۔

پھر مرد شامی نے بعض اصحاب سے مناظرہ کیا یہاں تک کہ ہشام آگئے مناظرہ حضرت کے حکم مبارک سے ہشام کے سپرد کیا گیا۔

یہاں تک کہ مرد شامی نے ہشام سے کہا: تو پھر آج لوگوں کے لیے حجت خدا کون ہے؟ ہشام نے کہا: وہ یہی شخص ہے جو مسند نشین ہے (امام جعفر صادق - کی طرف اشارہ کیا) لوگ دنیا کے گوشے گوشے سے آکر انہیں سے زمین و آسمان کی خبریں معلوم کرتے ہیں یہ اپنے باپ دادا کے علوم کے وارث ہیں جو ہمینساری باتیں بتاتے ہیں۔ شامی نے کہا: مجھے یہ کیسے معلوم ہو؟ ہشام نے کہا: جو تیرا دل چاہے ان سے سوال کر لے شامی نے

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۷۱، حدیث ۰۴)

کہا: تم نے مجھے قائل و قانع کر دیا اب میرے لیے سوال کرنا ضروری ہے۔ امام جعفر صادق - نے فرمایا: اے شامی! کیا میں تجھے تیرے سفر اور راستے کے حالات بتا دوں؟ سن یہ یہ واقعات تجھے راستے میں درپیش ہوئے۔ شامی خوش حال ہو کر کہتا تھا: آپ نے سچ فرمایا: اب میں اللہ پر اسلام لے آیا امام نے فرمایا: نہیں بلکہ اب تم خدا پر ایمان لائے کیوں کہ اسلام ایمان سے پہلے ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد باہمی میراث ملتی ہے اور باہمی نکاح کرنا صحیح ہوتا ہے لیکن ایمان کے ذریعے ثواب ملتا ہے، تم پہلے اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے تھے مسلمان تھے کہ عبادت کے ثواب سے محروم تھے اور اب میری امامت کی معرفت حاصل کر لی ہے تو خدا عبادات پر ثواب بھی عطا کرے گا، شامی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ وصی الاوصیاء ہیں۔

۷۰۵ - "و فی البحار نقلًا عن أمالي بن الشيخ الطوسي قدس بآسانده عن محمد بن سليمان عن أبيه قال كان رجلاً من أهل الشام يختلف إلى أبي جعفر عليه السلام وكان مركزاً بالمدينة يختلف إلى مجلس أبي جعفر يقول له يا محمد لا تری انی انما اغشی مجلسک جناً لی منك ولا أقول ان أهدأ فی الأرض ابغض الی منکم أهل البیت ، وأعلم ان طاعة الله وطاعة رسوله وطاعة امیر المؤمنین فی بغضیکم ، ولكن أراک رجلاً نصيحاً لك ادباً وحسن لفظ، فأنما اختلافي الیک لحسن أدبک ، وكان ابو جعفر عليه السلام يقول له خيراً ويقول لن تخفی علی الله خافية ، فلم يلبث الشامي الا قليلاً حتى مرض واشتد وجعه ، فلما ثقل دعا ولیه وقال له اذا أنت مددت علی الثوب فأت محمد بن علی عليه السلام وسله ان یصلی علی وأعلمه انی أنا الذی أمرتُک بِذَٰلِک ، قال:

فلما ان كان فی نصف اللیل ظنوا انه قد برد وسجوه فلما ان اصبح الناس خرجوا إلى المسجد فلما ان صلی محمد بن علی وتورک وكان اذا صلی عقیب فی مجلسه قال له يا أبو جعفر عليه السلام كلا ان بلاد الشام بلاد برد والجوار بلاد حر وأهلبها شديد فانطلق فلا تعجلن علی صاحبک حتی آتیکم ثم قام علیه السلام من مجلسه فأخذ وضوءاً ثم عاد فصلی رکعتین ثم مذيذه تلقاء وجهه ما شاء الله ثم خر ساجداً حتی طلعت الشمس ثم نهض علیه السلام فانتهی الی منزل الشامي فدخل علیه السلام علیه فدعا فاجابه ثم اجلسه واسنده ودعاه بسويق فسقاها وقال لاهله املو جوفه وبردوا صدره بالطعام البارد ثم انصرف علیه السلام فلم يلبث الا قليلاً حتى عوفي الشامي فأتی أبا جعفر عليه السلام فقال اخلي فأخلاه فقال أشهد أنك حجة الله علی خلقه وبابه الذی یوتی منه فمن أتى من غیرک خاب وخسر وذللاً بعيداً ، قال له ابا جعفر ومابذلک قال اشهد انی عهدت بروحی و عانيت بعینی فلم يتفاجانی الا ومناد ینادی اسمع باذنی یناد وما انا بالنائم ردوا علیه روحه فقد سألنا ذلک محمد بن علی عليه السلام فقال له ابو جعفر علیه السلام اما علمت ان الله یحب العبد ویبغض عمله ویبغض العبد ویجب) عمله قال فصار بعد ذلک من اصحاب أبي جعفر علیه السلام ” (۱)

کتاب ابن شیخ طوسی میں محمد ابن سلیمان نے بطور مسند اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شامی جس کی رہائش مدینہ (منورہ) میں تھی جناب ابو جعفر امام محمد باقر - کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور آپ کی صحبت میں بھی بیٹھا کرتا تھا ایک دن آپ سے کہنے لگا کہ: اے محمد! مجھے آپ کی مجلس میں شرم آتی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے زیادہ آپ اہل بیت سے دشمنی رکھنے والا روئے زمین پر کوئی اور

دوسرا ہو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی دشمنی میں خدا اور رسول (ص) اور امیر المومنین - کی اطاعت ہے۔ لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ صاحب فصاحت و بلاغت ہیں اور ادب و حسن کلام میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں اور میرا یہ آنا جانا اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ ”حضرت امام محمد باقر - نے اس کے لیے اچھے الفاظ استعمال کیے اور فرمایا کہ: خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں - کچھ دنوں کے بعد وہ شامی بیمار ہو گیا جب بیماری کی تکلیف بڑھ گئی تو اُس نے اپنے ایک قریبی عزیز سے (جو اس کے امور کی دیکھ بھال کرتا تھا) کہا کہ: جب تم مجھ پر کپڑا ڈال دو تو امام محمد باقر - کر بلانا اور ان سے درخواست کرنا کہ وہ میرے جنازے کی نماز پڑھیں اور انہیں یہ بھی بتا دینا کہ میں نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے، جب آدھی رات ہوئی تو عزیزوں کو یقین ہو گیا کہ یہ ٹھنڈا ہے اور مر چکا ہے۔ جب صبح ہو گئی تو اُس کا وارث مسجد میں آیا اور حضرت امام محمد باقر - نماز سے فارغ ہو چکے تو اس نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شامی نے انتقال کیا اور اس کی آپ سے یہ درخواست تھی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔

تو امام نے فرمایا: برگز نہیں شام کا علاقہ تو سرد اور ٹھنڈا ہے اور حجاز میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ لہذا تم جاؤ اور دیکھو دفن میں جلدی نہ کرنا پھر حضرت امام محمد باقر - اپنی جگہ سے اٹھے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں چلے گئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور اُس شامی کے مکان پر تشریف لائے اسے آواز دی تو اُس نے جواب دیا: حضرت امام محمد باقر - اُس کے پاس بیٹھے، اسے سہارا دے کر بٹھایا اور ستو منگا کر اسے پلایا اس کے اہل خانہ سے فرمایا کہ اسے شکم سیر کرو اور ٹھنڈی غذا سے اس کے سینہ کو ٹھنڈک پہنچاؤ اس کے بعد امام واپس تشریف لے آئے ابھی کچھ وقت بھی نہ گزرا تھا کہ وہ شامی تندرست ہو گیا اور خدمت امام میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ: میں تنہائی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حضرت نے اس کا موقع دیا۔

تو شامی کہنے لگا کہ: میں گواہی دیتا ہوں آپ خدا کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اور اس کا وہ دروازہ ہیں جو آنے کا صحیح راستہ ہے جو شخص آپ کے سوا کسی دوسرے دروازے سے آیا وہ نامراد اور گھٹائے میں رہا اور گمراہ ہو گیا۔ حضرت امام - نے اس سے پوچھا کہ: تجھ پر کیا گزری؟ تو کہنے لگا کہ: میں گواہی دیتا ہوں میری روح اس سے باخبر ہے اور میں نے آنکھوں سے بھی دیکھا اور انہوں نے مجھے حیرت میں نہیں ڈالا کہ ایک آواز دینے والے کو میں نے اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ میں نیند کے عالم میں بھی نہ تھا کہ اس کی روح کو لوٹا دو کہ اس لیے کہ ہم سے جناب امام محمد ابن علی - نے اس سلسلے میں سوال کیا ہے اس پر حضرت امام - نے فرمایا کہ: کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کے عمل سے بغض رکھتا ہے؟ اور بندہ سے بغض رکھتا ہے اور اس کے عمل کو دوست رکھتا ہے؟ محمد ابن سلیمان کہتے ہیں کہ: پھر وہ مرد شامی حضرت امام محمد باقر - کے اصحاب میں داخل ہو گیا۔ مولا امام زمانہ - کے مقدس وجود کی برکت سے ازدی کا ہدایت یافتہ ہونا مولف کہتے ہیں: مولا امام زمانہ - اور ازدی کے واقعہ کی تفصیل منابع اسلامی میں (مندرج ہے) ۱

اب ہم اس واقعہ کا خلاصہ جو ہماری کتاب کے عنوان سے مربوط ہے کہ امام زمانہ - قرآن مجید کی طرح دلوں کے اندھے پن اور زنگ آلود قلوب کو جلا بخشتے ہیں ذکر کرتے ہیں - ۷۰۶ - ازدی کی نظر خانہ کعبہ کے طواف کے درمیان ایک اچھے، خوب صورت اور بیبت و وقار سے

بھرے ہوئے جوان پر پڑتی ہے تو وہ بعض لوگوں سے معلوم کرتے ہیں یہ کون ہے؟ کہتے ہیں کہ یہ فرزند رسول (ص) ہے پر سال ایک دن ظاہر ہوتا ہے اور اپنے مخصوص اصحاب سے حدیث بیان فرماتا ہے ازدی کا بیان ہے: میں نے عرض کیا:

”سیدی مُسْتَرشِداً اَتَيْتُكَ فَارْشَدْنِي هَذَاكَ اللهُ“

(یعنی میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں تاکہ مجھے رہنمائی فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کی ہدایت فرمائے) حضرت کچھ سنگریزے اسے عطا فرماتے ہیں جب غور سے مشاہدہ کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ وہ خالص سونا ہے، پھر جب وہ چلنے

لگتا ہے تو متوجہ ہوتا ہے حضرت بھی ان لوگوں کے ساتھ ملحق ہو گئے ہیں فرماتے ہیں: ”تَبَّتْ عَلَيْكَ الْحُجَّةُ وَظَهَرَ لَكَ الْحَقُّ“

(یعنی حجت تمہارے لیے ثابت ہوئی، حق تمہارے لیے نمایاں ہو گیا اور تمہارے دل کا اندھا پن ختم ہو گیا مجھے پہچانتے ہو؟ میں مہدی دوراں اور قائم زمانہ ہوں کہ زمین کو عدل و انصاف سے ظلم و ستم سے پُر ہونے کے بعد بھر دوں گا۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۳۵ - احتجاج

۳۵ - ”القرآن حبیجٌ و خصیم“

قرآن قیامت کے دن لوگوں کے ساتھ احتجاج کرے گا۔ ۷۰۷ - ”قال مولانا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام: “کفی بالکتاب حبیجاً وخصیماً“

مولائے متقیان امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب - فرماتے ہیں: کتاب الہی احتجاج و حضومت کے لحاظ سے قیامت کے دن لوگوں کے معاملے میں کفایت کرے گی اور وہ مقدس کتاب (قرآن مجید) ہے ”اِشَارَةُ اِلٰی وُجُوْبِ تَعْلِيْمِ الْقُرْآنِ وَتَعْلَمُهُ وَاِكْرَامِهِ وَحُرْمَةِ اِضَاعَتِهِ وَاَهَانَتِهِ“

حضرت کا یہ قول اس بات کی نشان دہی کر رہا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم اور تعلم اس کا اکرام و احترام واجب ہے اور اس کا ضائع کرنا اور اہانت کرنا حرام ہے۔ ”وَكَذَلِكَ الْحُجَّةُ الْقَائِمَةُ الْمُنْتَظَرُ عَلَيْهِ وَعَلَى آبَائِهِ الطَّاهِرِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ“ اسی طرح امام زمانہ - حجت قائم منتظر - بھی قرآن کی طرح قیامت کے دن احتجاج فرمائیں گے۔ آیات میں جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۱)

اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے سابق کی (عیسیٰ اور محمد (ص) کی طرح) کتابوں کی تصدیق کرنے والا تو اہل کتاب کی ایک جماعت نے کتاب خدا (قرآن یا توریت) کو پس پشت ڈال دیا جیسے وہ اسے جانتے ہی نہ ہوں، گویا علمائے یہود جو عہد شکن افراد ہیں نہیں جانتے کہ وہ کلام الہی ہے اور محمد (ص) اللہ کے رسول ہیں۔ ۷۰۸ - صاحب تفسیر صافی نے آیہ کریمہ کے ذیل میں امام جعفر صادق - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: جب یہود اور ان کی پیروی کرنے والے نواصب میں سے خدا کی جانب سے وہ کتاب (قرآن) جو محمد و علی علیہما السلام کے اوصاف اور ان کی ولایت کے واجب ہونے اور ان کے اولیاء کی بھی ولایت کے وجوب نیز ان کے دشمنوں سے عداوت پر مشتمل دیکھی تو ان میں سے بعض گروہ کتاب خدا کو جو توریت اور تمام انبیاء کی کتابیں تھیں پس پشت ڈال دیا، یعنی اس کے حقائق پر عمل نہیں کیا اور نبوت محمدیہ (ص) سے حسد کی وجہ سے اور وصایت علی - کی خلش سے ان کے فضائل و مناقب کا انکار کر دیا کہ جس کا انہیں علم تھا (۲) اور رسول کی تفسیر کتاب سے ملازمہ کے باب سے ہے۔ اسی میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: (۳)

۱.) سورنہ بقرہ، آیت ۱۰۱۔)

۲.) تفسیر صافی، ج ۱، ص ۱۷۰۔)

۳.) سورنہ آل عمران، آیت ۱۸۷۔)

اس موقع کو یاد کرو جب خدا نے جن کو کتاب دی ان سے عہد لیا کہ اسے لوگوں کے لیے بیان کریں گے اور اسے نہیں چھپائیں گے لیکن انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر بیچ دیا تو یہ بہت برا سودا کیا ہے۔ آیہ کریمہ اہل کتاب کے برے اعمال کو بیان کر رہی ہے اور اس سے مراد حقائق کا مخفی کرنا اور اس کی عدم تفسیر اور وضاحت نہ کرنا ہے۔ جملہ تبیین جو لام قسم اور نون تاکید ثقیلہ کے ساتھ ذکر ہوا ہے اس کی انتہائی تاکید کو بیان کرتا ہے یعنی خداوند متعال کا گزشتہ انبیاء کے ذریعے بہت زیادہ تاکید کے ساتھ حقائق بیان کرنے کا عہد و پیمان لینے کے بعد بھی

ان کی خیانت اس شدید تاکید کے باوجود سامنے آئی اور انہوں نے آسمانی کتابوں کے حقائق کو مخفی رکھا لہذا خداوند متعال فرماتا ہے: یعنی انہوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا اس کے علاوہ یہ کہ خود انہوں نے عمل نہیں کیا اسے فراموشی کی نذر کر دیا۔ اور اس کام کے ساتھ انہوں نے مختصر ناچیز قیمت حاصل کی تو یہ کیا برا معاملہ کیا ہے۔ وہ لوگ اس عظیم خیانت (کتمان حقائق) کے ساتھ نہ صرف یہ کہ بہت بڑی دولت نہ حاصل کر سکے تاکہ یہ کہا جاسکے کہ مال و دولت کی عظمت نے ان کے کان اور آنکھ کو اندھا کر دیا بلکہ ان سب نے بہت کم قیمت پر اسے فروخت کر دیا۔ آیہ کریمہ اگرچہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی مگر علمی اصطلاح میں (مورد مخصص) نہیں ہوگا یعنی ایک ہی مقام سے مخصوص نہیں ہوگا بلکہ تمام مذہبی علماء اور دانشوروں پر مشتمل ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دینی حقائق اور الہی معارف و احکام کو واضح طور پر بیان کرنے میں کوتاہی کریں۔

علم کا ان کے اہل سے مخفی رکھنے کی سزا
 ۷۰۹ - "قال ابو محمد العسكري عليه السلام قال قال امير المؤمنين عليه السلام : سمعت رسول الله (ص) يقول من سئل عن علم فكتمه حيث يجب اظهاره وتزول عنه النقية جاء يوم القيمة ملجماً بلجام من النار
 وقال امير المؤمنين عليه السلام : اذا كتم العالم العلم اهل وزهى الجاهل في تعلم ما (لا بد منه وبخل الغنى بمعروفه وباع الفقير دينه بدينه غير حل البلاء وعظم العقاب " (۱)

امام حسن عسکری - نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین - نے فرمایا: میں نے رسول خدا (ص) کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: جس شخص سے کسی علم کی معلومات حاصل کی جائے اور وہ اسے مخفی کرے کہ جہاں اس کا اظہار کرنا واجب ہے اور نقیہ کا بھی کوئی محل نہ ہو تو اسے قیامت کے دن محشر میں یوں لایا جائے گا کہ اس کے دہن میں آگ کی لگام ہوگی۔ مزید حضرت امیر المومنین - نے فرمایا: جب عالم اپنے علم کو مخفی کرے اور جاہل اس کی تعلیم حاصل کرنے میں تکبر سے کام لے کہ جس کا وہ ضرورت مند ہے اور غنی و دولت مند بخل سے کام لے نیز نیکیاں انجام دینے سے اور فقیر اپنے دین کو دوسرے کی دنیا آباد کرنے کے لیے فروخت کر دے تو بلا نازل ہوگی اور عظیم ترین عذاب ہوگا۔
 ۷۱۰ - حضرت پیغمبر اکرم (ص) سے منقول ہے کہ فرمایا:

("من كتم علماً عن اهل الجم يوم القيمة بلجام من النار" (۲))

- ۱) (بصائر الدرجات، ص ۳۰ - بحار الانوار، ج ۲، ص ۷۲)۔
 ۲) (المصابیح، ج ۱، ص ۲۲ - شرح اصول کافی، ج ۱، ص ۱۸۹)۔

جس شخص نے علم و دانش کو اس کے اہل سے مخفی کیا خداوند متعال قیامت کے دن اس کے دہن میں آگ کی لگام ڈال دے گا۔

۷۱۱ - حسن ابن عمار کا بیان ہے: ایک دن میں "زہری" کے پاس جب اس نے لوگوں کے لیے حدیث بیان کرنا ترک کر دیا تھا حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: وہ حدیثیں جو سنی ہیں میرے لیے بھی بیان کرو۔ تو مجھ سے کہا: لیکن کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے میں اب دوسروں کے لیے حدیث نہیں نقل کرتا۔ میں نے عرض کیا: بہر حال یا آپ میرے لیے حدیث بیان کریں یا میں آپ کے لیے حدیث نقل کروں گا۔ کہا: تمہیں حدیث بیان کرو۔ میں نے کہا: حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - سے نقل ہوا کہ آپ فرمایا کرتے تھے: ("أَمْ أَخَذَ اللَّهُ عَلَى أَهْلِ أَنْ يَتَعَلَّمُوا حَتَّى أَخَذَ عَلَى أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُعَلِّمُوا" (۱))
 اللہ تعالیٰ نے جاہلوں سے علم حاصل کرنے کا عہد لینے سے پہلے علماء سے تعلیم دینے کا عہد و پیمان لیا ہے۔ جب میں نے یہ دل ہلا دینے والی حدیث ان کے لیے پڑھی تو انہوں نے اپنی مہر سکوت توڑ کر کہا: اب سنو تاکہ تمہارے لیے بیان کروں اور اسی نشست میں میرے لیے چالیس حدیث بیان کی۔
 اسی میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول: (۲)

جس طرح کہ ہم نے ان لوگوں پر عذاب نازل کیا ہے جو کتاب خدا کا حصہ بانٹنے والے تھے جن لوگوں نے قرآن کو پارہ پارہ کر دیا (اور کہا یہ جادو، کابن پن، شعرو افسانہ ہے)۔ "فِي الْمَجْمَعِ : عَضِينَ جَمْعُ عِظَةٍ وَاصِلُهُ عِظَةٌ وَلَا مَهْ مَحْذُوقَةٌ وَلِذَلِكَ

۱) (نہج البلاغہ، ص ۴۶۷، حضرت علی - کے کلمات قصار سے)۔

(جَمَعْتَ بِالنَّوْنِ وَ عَضُونَ عَلَى غَيْرِ قِيَاسِ الْعِظْمَةِ: الْقَطْعَةُ مِنَ الشَّيْءِ وَالْجُزْءُ مِنْهُ ” (۱)
مجمع میں ذکر ہوا ہے: عضین، عظة کی جمع ہے اور اس کی اصل عضوة ہے اور اس کا لام حذف ہو گیا ہے لہذا نون کے ساتھ ہو گیا اور عضون غیر قیاس کی بنیاد پر ہے۔ العظة یعنی کسی شے کو پارہ پارہ کرنا اور ایک دوسرے سے جدا کر کے پراکندہ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول جن لوگوں نے قرآن کو پارہ پارہ کر کے پراکندہ کیا۔ جیسا کہ روایات میں ذکر ہوا ہے کہ وہ لوگ کفار قریش ہیں کہ جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے پراکندہ کر دیا اور کہا کہ یہ جادو، کاہن پن، اساطیر الاولین یعنی گزشتہ لوگوں کے افسانے اور شعر وغیرہ ہیں، ایام حج میں پراکندہ ہوئے مکہ کی راہوں گلیوں اور شاہراہوں پر آنے والوں کے لیے رسول خدا (ص) کے دیدار سے مانع ہوئے تھے اور مزاحمت ایجاد کرتے تھے، جیسا کہ روایات میں مذکور ہے۔

کہا گیا ہے: اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں کہ جنہوں نے قرآن کی تبعیض کی اور کہا: ”نؤمن ببعض ونکفر ببعض“ ہم بعض قرآن پر ایمان لائیں گے اور بعض کے متعلق کفر اختیار کریں گے۔ اس قول کی علامہ طباطبائی نے تردید کی ہے یہ سورہ مکی ہے اور اوائل بعثت میں نازل ہوا اسلام اس وقت یہود و نصاریٰ کی بلاؤں میں مبتلا نہیں تھا۔ (۲)
۷۱۲۔ ”وَفِي الدَّرِ الْمُنْتَوْرِ : اَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ ارَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ ”كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ“ قَالَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ

۱۔ (مجمع البيان، ج ۶، ص ۱۲۸۔)

۲۔ (تفسير الميزان، ج ۱۲، ص ۹۵۔)

الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ؛ قَالَ أَمَنُوا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا) بِبَعْضٍ ” (۱)
تفسير الدر المنثور میں منقول ہے کہ طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے نقل کیا ہے (۹۱) کہ ان کا بیان ہے: ایک شخص نے رسول خدا (ص) سے مذکورہ آیت (سورہ حجر، آیت ۹۰ کا معنی و مقصود دریافت کیا کیا ہے؟ فرمایا: یہود و نصاریٰ مراد ہیں کیوں کہ وہ بعض قرآنی آیات پر ایمان لائے اور بعض دوسری آیات قرآن کا انکار کیا (یہ ہے تقسیم کا معنی) کہ قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا بعض کو قبول کیا ایمان لائے اور بعض کا انکار کیا اور کافر ہو گئے۔
۷۱۳۔ ”وَفِي التَّفْسِيرِ الْعِيَاشِيِّ عَنْ زُرَّارَةَ وَحُمَرَانَ وَمُحَمَّدَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي (عبد الله عليه السلام عن قوله تعالى > الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ؟ قَالَا هُمْ قَرِيشٌ“ (۲)

تفسير عیاشی میں بطور مسند محمد ابن مسلم سے منقول ہے کہ حضرت باقرین و صادقین علیہما السلام نے مذکورہ آیت کے متعلق فرمایا: قرآن کو پارہ پارہ کرنے والے قریش تھے۔

۷۱۴۔ ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ ابْنِ فَضَالٍ عَنْ زَيْنِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ثَلَاثَةٌ يَشْكُونَ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ مَسْجِدَ خَرَابٍ لَا يُصَلِّي فِيهِ أَهْلُهُ وَعَالَمٌ بَيْنَ جِهَالٍ وَمُصْحَفٌ مُعَلَّقٌ قَدْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْغَبَارُ لَا يُقْرَأُ فِيهِ“ (۳)

کافی میں بطور مسند ابن فضال سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: تین چیزیں خدائے عزوجل کی بارگاہ میں شکایت کریں گی ایک یہ کہ غیر آباد مسجد جس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا، دوسرے وہ عالم جو جاہلوں کے درمیان ہو اور کوئی اس سے کوئی مسئلہ دریافت نہ کرے تیسرے وہ

۱۔ (تفسير الدر المنثور، ج ۴، ص ۱۰۶۔)

۲۔ (تفسير عیاشی، ج ۲، ص ۲۵۱۔)

۳۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۱۳۔)

قرآن جو گرد و غبار سے آلودہ ہو اور کوئی اس کو نہ پڑھے۔ (۷۱۵۔ وَفِي الْوَسَائِلِ : ”ثَلَاثَةٌ يَشْكُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصْحَفُ وَالْمَسْجِدَ وَالْعِتْرَةَ“ (۱) وسائل الشیعة میں منقول ہے کہ تین چیزیں قیامت کے دن (خدا سے) شکایت کریں گی:

۱۔ قرآن مجید ۲۔ مسجد ۳۔ عترت و اہل بیت پیغمبر اکرم (ص)۔

۷۱۶۔ ”وَعَنْ سَعْدِ الْخَفَافِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ يَا سَعْدُ تَعْلَمُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّ الْقُرْآنَ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا الْخَلْقُ إِلَى أَنْ قَالَ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى رَبِّ الْعِزَّةِ فَيُنَادِيهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا حُجَّتِي فِي الْأَرْضِ وَكَلَامِي الصَّادِقِ النَّاطِقِ أَرْفَعُ رَأْسَكَ وَسَلِّ تَعَطُّ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ كَيْفَ رَأَيْتَ عِبَادِي يَقُولُ يَا رَبِّ مِنْهُمْ مَنْ صَانَنِي وَحَافِظَ عَلَيَّ وَمِنْهُمْ مَنْ ضَيَّعَنِي وَاسْتَخَفَّ بِي وَكَذَّبَ بِي وَأَنَا حُجَّتُكَ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَارْتِفَاعُ مَكَانِي لَا تُبَيِّنُ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الثَّوَابِ وَلَا عَاقِبَتَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ أَلَيْمَ الْعِقَابِ” (۲)

کافی میں بطور مسند سعد خفاف سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: حضرت امام محمد باقر - نے فرمایا: اے سعد! قرآن کے معانی و مطالب حاصل کرو کیوں کہ قیامت کے دن قرآن نہایت خوب صورت شکل میں آئے گا لوگ اسے دیکھیں گے لوگوں کی ایک لاکھ بیس ہزار صفیں ہوں گے جن میں اسی ہزار صفیں تو امت محمد کی ہوں گی اور چالیس ہزار تمام امتوں کی۔ وہ مسلمانوں، شہدائے بر و بحر، انبیاء و مرسلین اور ملائکہ کی صفوں سے گزرتا ہوا اللہ تبارک کی بارگاہ میں پہنچے گا۔ پھر عرش کے نیچے (یہاں تک کہ فرمایا) سجدہ میں جائے گا خدا فرمائے گا: اے روئے زمین پر میری حجت! اے میرے کلام صادق و

۱) (وسائل الشیعة، ج ۳، ص ۴۸۴)۔

۲) (کافی، ج ۲، ص ۵۹۷)۔

باطق اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا سفارش کرو قبول ہوگی۔ وہ اپنا سر اٹھائے گا خدا دریافت کرے گا: تو نے میرے بندوں کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: پروردگار کچھ تو ان میں ایسے تھے جنہوں نے میری حفاظت کی اور مجھے حفظ کیا اور کوئی شے ضائع نہیں ہونے دی اور کچھ ایسے ہیں جنہوں نے مجھے ضائع کیا اور میرے حق کو سبک سمجھا مجھے جھٹلایا حالانکہ میں تمام مخلوق پر تیری حجت تھا تو خدائے تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے عزت و جلال اور بلندی مکان کی قسم کھا کر کہتا ہوں: آج تیری حفاظت کرنے والوں کو بہت زیادہ دوس گنا اور نہ ماننے والوں اور ناقدری کرنے والوں کو سخت سزا دوں گا۔

۷۱۷۔ ”وفی رواية : بَعْدَ مَا يَنْتَهِي إِلَى رَبِّ الْعِزَّةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَطَاعَتِ هَؤُلَاءِ جَرَهُ وَأَسْهَرَتْ لَيْلَهُ فِي دَارِ الدُّنْيَا ، وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ لَمْ اِظْمَأْ هَؤُلَاءِ وَلَمْ اَسْهَرْ لَيْلَهُ ، فَيَقُولُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ عَلَى مَنْزِلِهِمْ فَيَقُومُ فَيَتَبَعُونَهُ فَيَقُولُ لِلْمُؤْمِنِ اِقْرَأْ وَارْقُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (فَيَقْرَأُ وَيَرْقُ حَتَّى يَبْلُغَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَنْزِلَتَهُ الَّتِي هِيَ لَهُ فَيَنْزِلُهَا ” (۱)

دوسری روایت میں یہ ہے کہ پھر وہ خدا کے سامنے آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! فلاں ابن فلاں کو میں نے دنیا میں دوپہر کی گرمی میں پیاسا رکھا اور رات کو بیدار کیا ہے اور فلاں ابن فلاں نہ تو گرمی میں میرے احکام بجالانے کے لیے نہ ہی پیاسا رہا اور نہ ہی بیدار رہا (دنوں میں عیش کرتا اور راتوں میں محو خواب ہوتا) پھر خدائے تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: انہیں ان کے درجات کے مطابق جنت میں داخل کروں گا وہ کھڑے ہوں گے اور اس کے پیچھے چلیں گے وہ مومن سے کہے گا کہ قرآن کی آیت پڑھو اور اوپر چلے جاؤ، امام - نے فرمایا: چنانچہ وہ پڑھے گا اور بلند ہوگا یہاں تک کہ ہر شخص اپنی

۱) (گزشتہ حوالہ)۔

منزلت پر فائز ہوجائے گا اور وہاں قیام پذیر ہوگا۔ خداوندا! ہمیں بھی محمد و آل محمد کے صدقے میں وہ درجات عطا فرما۔ مولف کہتے ہیں: مصحف (قرآن مجید) کی شکایت یہ ہے کہ وہ کہے گا: مجھے طاقچوں اور گھروں کی صندوقوں میں قید کیا میں گردو غبار سے رو برو ہوا، یہاں تک کہ تیری بعض مسجدوں کی صندوقوں میں مقفل اور بند رہا نہ پڑھا جاتا تھا نہ ہی اس کے دستورات پر عمل کیا جاتا تھا۔

لیکن مساجد: بہت سی مسجد میں تعمیر اور بلڈنگ کے لحاظ سے بہت خوبصورت اور آبرو مندانہ ہیں لیکن افسوس کہ نماز گزار بہت کم اور ان احادیث کی مصداق ہیں جو علامات آخری زمانے میں وقوع پذیر ہوں گی۔

۷۱۸۔ (عالية من البناء خالية من الهدى) (۱) اس حدیث کا مصداق ہوں گی کہ تعمیری لحاظ سے عالی شان ہیں مگر ہدایت سے خالی ہیں مگر بہت کم ایسی مسجدیں ہیں جو تعمیر اور نمازی کے اعتبار سے امید بخش ہیں۔

لیکن عترت بہت واضح اور روشن ہے کیوں کہ عترت بھی قرآن کریم کی طرح دونوں ہی امانت اور پیغمبر اسلام (ص) کی شدید تاکید کا محل واقع ہوئے ہیں کہ فرمایا:

۷۱۹۔ ”انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی وأهل بیتی“ الحدیث

یقیناً میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔

لیکن امت اسلامی نے آنحضرت (ص) کی رحلت کے بعد دونوں گراں قدر امانتوں کے ساتھ خیانت کی پیغمبر اکرم (ص) کا قول فراموشی کی نذر کر دیا، قرآن کو جیسا کہ پہلے اشارہ کیا پس پشت

۱۔ (عیون الحکم و المواعظ، ص ۵۵۴۔)

ڈال دیا اور عترت آل اطہار پر کیا کیا ظلم و ستم روا نہیں رکھا خلافت و حکومت جو ان کا الہی حق تھا غضب کیا ان کے اموال کو غارت کیا اور خلاف شریعت اور غیر اسلامی اعمال میں ملوث ہوئے یہاں تک کہ ان کی ذات مقدسہ کو بھی شہید کر دیا۔

۷۲۰۔ ”وفیہ باسنادہ عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال : قال رسول اللہ (ص) اقروا القرآن بالحن العرب و اصواتہا و ایاکم و لحون اهل الفسق و اهل الکبائر فانہ سيجیء من بعدی اقوام یرجعون القرآن ترجیع الغناء و النوح و الرهبانۃ لا یجوز ثراقیہم قلوبہم (مقلوبہ و قلوب من یعجبہ شأنہم ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند عبد اللہ ابن سنان سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا کہ رسول خدا (ص) نے ارشاد فرمایا: قرآن کو عرب کے لہجے اور ان کی آواز میں پڑھو اور اپنے کو بدکاروں اور گنہگاروں کے لہجے سے محفوظ رکھو یعنی گویوں، غزل سراؤں وغیرہ کے لہجوں سے، کیوں کہ میرے بعد کچھ افراد ایسے آئیں گے کہ قرآن کو راگ کی طرح آواز کے الٹ پھیر کے ساتھ پڑھیں گے (یعنی مقبول درگاہ خداوند متعال واقع نہیں ہوگا) یا نوحہ خوانوں کی طرح یا ترک دنیا والوں کے غمگین لہجے میں پڑھیں گے اور ان کا یہ پڑھنا بارگاہ الہی میں مقبول نہیں، ان کے دل الٹ چکے ہیں اور ان کے دل بھی جن کو ان کی یہ ممنوع قرأت پسند ہے۔

۷۲۱۔ ”وفی الکافی باسنادہ عن اسحاق بن غالب قال: قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اذا جمع اللہ عزوجل الاولین والآخرین اذا هم بشخص قد اقبل لم یقط احسن صورۃ منہ فاذا نظر الیہ المؤمنون و هو القرآن قالوا هذا منا، هذا احسن شیء رأینا فاذا انتہی الیہم جازہم، ثم ینظر الیہ الشہداء حتی اذا انتہی الی

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۱۴، حدیث ۳۔)

اخرہم جازہم فیقولون : هذا القرآن ، فیجوزہم کلہم حتی اذا انتہی الی المرسلین فیقولون : هذا القرآن فیجوزہم حتی ینتہی الی الملائکہ فیقولون : هذا القرآن فیجوزہم ثم ینتہی حتی یقف عن یمین العرش فیقول الجبار : وعزتی وجلالی و ارتفاع مکانی لأکرم الیوم من اکرمک (ولاہینن من اہانک ” (۱)

کافی میں بطور مسند اسحاق ابن غالب سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: قیامت کے روز جب اولین و آخرین جمع ہوں گے تو ایک نہایت خوبصورت شخص نظر آئے ایسا حسین و جمیل کہ اس سے بہتر دیکھا ہی نہیں گیا جب مومن اس شخص کو جو درحقیقت قرآن ہوگا دیکھیں گے تو کہیں گے: یہ ہم میں سے ہے۔

جب ان سے آگے بڑھے گا تو شہدا اس کو دیکھیں گے جب وہ ان کے آخر میں پہنچے گا تو وہ کہیں گے: یہ قرآن ہے وہ ان سب سے گزرتا ہوا مرسلین تک پہنچے گا وہ کہیں گے: یہ قرآن ہے۔ پھر وہ ان سے گزرتا ہوا ملائکہ کی طرف آئے گا وہ کہیں گے: یہ قرآن ہے یہاں سے چل کر وہ عرش کے داہنی طرف کھڑا ہوگا خدا فرمائے گا : قسم ہے مجھے اپنی عزت اور جلالت کی اور ارتفاع مکان کی! میں آج اس کی عزت کروں گا جس نے تیری عزت کی اور اس کی توہین کروں گا جس نے تیری توہین کی ہے۔

مولف کہتے ہیں: مذکورہ مطالب قرآن کا روز قیامت امت محمدیہ سے احتجاج کا ایک نمونہ ہیں۔

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۲، حدیث ۰۱۴)

پیغمبر اکرم (ص) اور ائمہ ہدیٰ بالخصوص فاطمہ = اور منتقم حقیقی امام زمانہ - کا احتجاج ۷۲۲ - “ فی الکافی بإسناده عن ابی الجارود قال: قال ابو جعفر علیہ السلام قال رسول اللہ (ص): اَنَا أَوَّلُ وَافِدٍ عَلَى الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكِتَابُهُ وَأَهْلُ بَيْتِي ثُمَّ أُمْتِي ثُمَّ أَسْأَلُهُمْ مَا (فَعَلْتُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَبِأَهْلِ بَيْتِي ” (۱)

کافی میں بطور مسند ابو جارود سے مروی ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: روز قیامت سب سے پہلے میں خدائے عزیز و جبار کے سامنے حاضر ہوں گا اور خدا کی کتاب آنے گی اور میرے اہل بیت پھر میری امت، میں ان سے دریافت کروں گا کہ کتاب خدا اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا کیا۔

۷۲۳ - “ وَعَنْ السَّجَادِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا جَمَعَ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِي وَلِكَ قَوْمًا فَأَلْقِيَا مَنْ (أَبْغَضْتُمَا وَكَذَّبْتُمَا فِي النَّارِ ” (۲)

حضرت امام سجاد زین العابدین - اپنے پدر بزرگوار سے وہ اپنے جد امجد امیر المومنین - سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم (ص) نے فرمایا: خدائے تبارک و تعالیٰ جب تمام لوگوں کو قیامت کے دن صحرائے محشر میں جمع کرے گا تو ہم اور تم اس دن عرش کے داہنی طرف ہوں گے پھر خدائے تبارک و تعالیٰ مجھے اور تمہیں حکم دے گا : اٹھو اور ہر اس شخص کو جہنم میں ڈال دو جس نے تم دونوں سے عداوت رکھی اور تمہاری تکذیب کی۔

(اور جنت میں اس شخص کو بھی داخل کرو جو تم دونوں سے محبت رکھتا ہو) کے فقرہ کی اضافت کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۰، حدیث ۰۴)

۲) (مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۸. بحار الانوار، ج ۷، ص ۳۳۸ - یہ حدیث اہل سنت سے ” ()

۷۲۴ - “ وَفِي تَفْسِيرِ الثُّمَى بِإِسْنَادِهِ عَنْ ابْنِ سَنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) يَقُولُ : إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسْأَلُوهُ الْوَسِيلَةَ، فَسَأَلْنَا النَّبِيَّ (ص) عَنِ الْوَسِيلَةِ ،

فَقَالَ هِيَ دَرَجَتِي فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ أَلْفُ مِرْقَاةٍ جَوْهَرَةٍ إِلَى مِرْقَاةٍ زَبَرَجَدٍ إِلَى مِرْقَاةٍ لَوْلُؤٍ إِلَى مِرْقَاةٍ ذَهَبٍ إِلَى مِرْقَاةٍ فِضَّةٍ ، فَيُوتَى بِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى تَنْصَبَ مَعَ دَرَجَةِ النَّبِيِّينَ كَالْقَمَرِ بَيْنَ الْكَوَاكِبِ ، فَلَا يَبْقَى يَوْمَئِذٍ نَبِيٌّ وَلَا شَهِيدٌ وَلَا صِدِّيقٌ وَالشَّهَدَاءُ وَالْمُؤْمِنُونَ هَذِهِ دَرَجَةُ مُحَمَّدٍ (ص) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَأَقْبِلْ يَوْمَئِذٍ مَتَزَرًّا بِرَبْطَةٍ مِنْ نُورٍ عَلَى رَأْسِي تَأْجُ الْمَلِكُ ، مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى وَلِيِّ اللَّهِ الْمَفْلُحُونَ هُمُ الْفَائِزُونَ بِاللَّهِ، وَ إِذَا مَرَرْنَا بِالنَّبِيِّينَ قَالُوا: هَٰذَا مَلَكٌ مَقْرَبَانٍ وَإِذَا مَرَرْنَا بِالْمَلَائِكَةِ قَالُوا هَٰذَا مَلَكٌ لَمْ نَعْرِفْهُمَا وَلَمْ نَرَهُمَا أَوْ قَالَ هَٰذَا نَبِيَّانِ مُرْسَلَانِ حَتَّى أَعْلُو الدَّرَجَةَ وَعَلَى يَتْبَعُنِي ، حَتَّى إِذَا صِرْتُ فِي أَعْلَى الدَّرَجَةِ مِنْهَا وَعَلَى أَسْفَلِ مَنْى وَبَيْدِهِ لَوَائِي فَلَا يَبْقَى يَوْمَئِذٍ نَبِيٌّ وَلَا مُؤْمِنٌ إِلَّا رَفَعُوا رُؤُسَهُمْ إِلَى يَقُولُونَ ، طُوبَى لِهَٰذِهِنَّ الْعَبْدِينَ مَا أَكْرَمَهُمَا عَلَى اللَّهِ فِينَادِي الْمُنَادِي يَسْمَعُ النَّبِيِّينَ وَجَمِيعَ الْخَلَائِقِ هَٰذَا حَبِيبِي مُحَمَّدٌ وَهَٰذَا وَلِيٌّ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ طُوبَى لِمَنْ أَحَبَّهُ وَوَيْلٌ لِمَنْ أَبْغَضَهُ وَكَذَبَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) : يَا عَلِيُّ فَلَا يَبْقَى يَوْمَئِذٍ فِي مَشْهَدِ الْقِيَامَةِ أَحَدٌ يُحِبُّكَ إِلَّا اسْتَرْوَحَ لِي هَٰذَا الْمَكَانَ وَابْيَضَ وَجْهُهُ وَفَرِحَ قَلْبُهُ وَلَا يَبْقَى أَحَدٌ مِمَّنْ عَادَاكَ وَنَصَبَ لَكَ حَرْبًا أَوْ جَدَّ لَكَ حَقًّا إِلَّا أَسْوَدَ وَجْهُهُ وَاضْطَرَبَتْ قَدَمَاهُ ، فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذَا بِمَلَكَيْنِ قَدْ أَقْبَلَا إِلَيَّ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَرِضْوَانُ خَازِنِ الْجَنَّةِ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَمَلِكُ خَازِنِ النَّارِ فَيَدْنُو إِلَيَّ رِضْوَانٌ وَيُسَلِّمُ عَلَيَّ وَيَقُولُ :

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ : فَارَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَقُولُ أَيُّهَا الْمَلِكُ الطَّيِّبُ الرِّيحُ الْحَسَنُ الْوَجْهُ الْكَرِيمُ عَلَى رَبِّهِ مَنْ أَنْتَ ؟ فَيَقُولُ : أَنَا رِضْوَانُ خَازِنِ الْجَنَّةِ أَمْرَنِي رَبِّي أَنْ أَتِيكَ بِمِفَاتِيحِ الْجَنَّةِ فَخُذْهَا يَا مُحَمَّدُ (ص) فَأَقُولُ قَدْ قَبِلْتُ ذَلِكَ مِنْ رَبِّي فَلَهُ الْحَمْدُ عَلَى مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيَّ ، أَدْفَعُهَا إِلَى أَخِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَدْفَعُهَا إِلَيَّ عَلِيٌّ وَيَرْجِعُ رِضْوَانٌ

ثُمَّ يَدْنُو مَلِكُ خَازِنِ النَّارِ فَنَسَلَّمَ عَلَيَّ وَيَقُولُ : السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبُ اللَّهِ أَنَا أَقُولُ لَكَ : عَلَيْكَ السَّلَامُ أَيُّهَا الْمَلِكُ مَا أَنْكَرُ رُؤْيَاكَ وَأَقْبَحَ وَجْهَكَ مَنْ أَنْتَ ؟ فَيَقُولُ : أَنَا مَلِكُ خَازِنِ النَّارِ أَمْرَنِي رَبِّي أَنْ أَتِيكَ بِمِفَاتِيحِ النَّارِ ، فَأَقُولُ : قَدْ قَبِلْتُ لَكَ مِنْ رَبِّي فَلَهُ الْحَمْدُ عَلَى مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيَّ وَفَضَّلَنِي بِهِ أَدْفَعُهَا إِلَى أَخِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، فَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ ، ثُمَّ يَرْجِعُ مَلِكُ فَيَقْبَلُ عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَعَهُ مِفَاتِيحُ الْجَنَّةِ وَمَقَالِيدُ النَّارِ حَتَّى يَقْعُدَ عَلَى شَقِيرِ جَهَنَّمَ وَيَأْخُذَ زِمَامَهَا بِيَدِهِ وَقَدْ عَلَا زَفِيرُهَا وَاشْتَدَّ حَرُّهَا وَكَثُرَ شَرُّهَا ، فَتَنَادَى جَهَنَّمَ يَا عَلِيُّ حُزْنِي قَدْ أَطْفَأَ نُورَكَ لَهْبِي ، فَيَقُولُ لَهَا عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ذَرِي هَٰذَا وَلِيٍّ وَخُذِي هَٰذَا عَذْوِي ، فَلَجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ أَشَدَّ مُطَاوَعَةً لِعَلِيٍّ مِنْ غِلَامٍ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ ، فَإِنْ شَاءَ يَذْهَبُ بِهِ يَمْنَةً وَإِنْ شَاءَ يَذْهَبُ بِهِ يُسْرَةً ، وَلَجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ أَشَدَّ مُطَاوَعَةً لِعَلِيٍّ

فِي مَا يَأْمُرُهَا بِهِ مِنْ جَمِيعِ الْخَلَائِقِ ، وَذَلِكَ أَنَّ عَلِيًّا يَوْمَئِذٍ قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ” (١)
تفسیر قمی میں بطور مسند ابن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے: رسول
اللہ (ص) کہا کرتے تھے خدا سے جب کسی شے کا سوال کرو تو اس سے

١) (تفسیر قمی، ج ٢، ص ٣٢٥ ، اس روایت کو کلینی، ابن بابویہ اور تمام محدثین رضوان اللہ (علیہم نے صحیح اور معتبر اسناد کے
ساتھ حضرت امام جعفر صادق - سے روایت کی ہے۔

وسیلہ طلب کرو۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (ص)! وسیلہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ جنت میں میرے لیے ایک
درجہ ہے اور اس کے ایک ہزار زینے ہیں اور ہر زینے کا دوسرے زینے کے درمیان کا فاصلہ ایک ماہ تیز رفتار گھوڑے
کے دوڑنے کے برابر ہے اور اس کے زینے گوہر، زبرجد، یاقوت، سونے اور چاندی کے ہیں۔ اس وسیلے کو انبیاء کے
درجات کے قریب نصب کیا جائے گا۔ میرا یہ درجہ انبیاء کے درجات میں اس طرح چمکے گا جس طرح ستاروں کے
درمیان چاند چمکتا ہے، پھر کوئی نبی، صدیق اور شہید ایسا نہیں ہوگا مگر یہ کہہ رہا ہوگا: طوبیٰ او خوش نصیبی ہے اس
شخص کے لیے جس کے لیے یہ درجہ ہے۔ پھر منادی کی طرف سے آواز آئے گی: جس کو تمام انبیاء اور تمام مخلوقات
خدا سننے لگی کہ یہ درجہ محمد (ص) کا ہے، اور میں اس دن اس حالت میں آؤں گا کہ میرے اوپر ایک نور کی قبا ہوگی اور
میرے اوپر بادشاہوں والا تاج ہوگا۔ اور علی ابن ابی طالب کے سر پر کرامت و بزرگی کا تاج ہوگا اور وہ میرے آگے آگے
ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں پرچم ہوگا جو کہ پرچم حمد ہوگا، اس پرچم پر یہ تحریر ہوگی: (لا اله الا الله محمد رسول الله
المفلحون هم الفائزون بالله) اور اللہ کے ذریعے فلاح ان لوگوں کے لیے ہے جو خدا تک پہنچ چکے ہیں۔ جب ہم دونوں انبیاء
کے قریب سے گزریں گے تو تمام انبیاء آواز دیں گے: یہ دو خدا کے مقرب فرشتے ہیں جن کو ہم نہیں پہچانتے اور ان کو
پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ جب ہم فرشتوں کے قریب سے گزریں گے تو وہ آواز دیں گے: یہ خدا کے دو مقرب نبی و
مرسل ہیں۔ حتیٰ کہ میں اس درجہ کے اوپر جاؤں گا اور علی - میرے پیچھے پیچھے ہوں گے۔ یہاں تک میں سب سے اوپر
والے زینے پر چلا جاؤں اور علی - ایک زینہ نیچے رہ جائیں گے اور اس دن کوئی نبی و صدیق اور شہید باقی نہیں رہے
گا مگر یہ کہہ رہا ہوگا طوبیٰ و خوش نصیبی ہے ان دونوں بندوں کے لیے کہ وہ خدا کے نزدیک کتنے زیادہ مکرم و محترم
ہیں۔

اس کے بعد خداوند متعال کی طرف سے آواز آئے گی: جس کو تمام انبیاء ، صدیق اور شہید سنیں گے یہ میرا محبوب محمد
(ص) ہے اور یہ میرا ولی علی (علیہ السلام) ہے ۔
طوبیٰ اور خوش بختی ہے اس شخص کے لیے جس نے اس سے محبت کی اور بدبختی ہے اس کے لیے جس نے اس سے
دشمنی رکھی، اور اس کی تکذیب کی۔ پھر اس کے بعد رسول خدا (ص) نے فرمایا: اے علی - ! جس نے تیرے ساتھ محبت
کی ہوگی وہ اس آواز سے راحت و خوشی محسوس کرے گا اور اس کا چہرہ سفید اور دلشاد ہوجائے گا، اور کوئی نہیں
بچے گا جس نے تیرے ساتھ عداوت و دشمنی کی ہوگی، یا تیرے ساتھ جنگ کی ہوگی یا تیرے حق کو غصب کیا ہوگا مگر
یہ کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوجائے گا ، اور اس کے قدم ٹگمگانے لگیں گے۔ اس دوران خدا کے دو فرشتے آئیں گے: ان میں
سے ایک جنت کا رضوان اور خازن (یعنی کلید بردار) اور دوسرا جہنم کا کلید بردار ہوگا۔ جنت کا رضوان قریب آئے گا
اور کہے گا: السلام علیک یا احمد (ص)! پس میں جواب میں کہوں گا: السلام علیک یا ملک تو کون ہے اور تیرا چہرہ کتنا
خوبصورت ہے اور تیری خوشبو کتنی اچھی اور بہتر ہے۔ پس وہ فرشتہ آواز دے گا: میں رضوان جنت اور جنت کا کلید
بردار ہوں اور یہ جنت کی چابیاں ہیں۔ اے احمد (ص)! ان کو وصول فرمائیں۔ میں کہوں گا: میں نے ان کو اپنے رب کی
طرف سے قبول کرلیا ہے اور اس کی اس فضل و نعمت پر میں حمد کرتا ہوں۔ میں یہ چابیاں اپنے بھائی علی ابن ابی طالب
کے حوالے کردوں گا اس کے بعد وہ رضوان جنت واپس چلا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا فرشتہ قریب آئے گا، اور کہے
گا: السلام علیک یا احمد ! تو میں جواب میں کہوں گا: علیک السلام یا ملک۔ تو کون ہے؟ اور تیرا چہرہ کتنا خوف ناک ہے
اور تجھ سے کتنی سخت قسم کی بدبو آرہی ہے۔ وہ جواب دے گا: میں جہنم کا مالک اور خازن ہوں اور یہ جہنم کی چابیاں ہیں
جو آپ کی طرف آپ کے رب عزیز نے بھیجی ہے۔ اے احمد (ص)! ان کو قبول فرمائیں میں کہوں گا کہ: میں نے ان کو
اپنے رب کی طرف سے قبول کرلیا ہے اور اس نے جو مجھے فضیلت دی ہے اس پر اس کی حمد و ثنا ادا کرتا ہوں۔ تم ان
چابیوں کو میرے بھائی علی ابن ابی طالب کے حوالے کردو، پس اس کے بعد وہ فرشتہ بھی چلا جائے گا۔
اس کے بعد علی - آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ وہ جہنم کے دروازے پر کھڑے ہوجائیں گے کہ جہنم کے شعلے بلند ہو

رہے ہوں گے، اور آواز پیدا کر رہے ہوں گے اور ان کی گرمی زیادہ سے زیادہ ہورہی ہوگی، علی - جہنم کی مہار کو اپنے ہاتھوں میں لیں گے، جہنم عرض کرے گی: اے علی - ! مجھے چھوڑ دو، آپ کے نور نے میرے شعلوں کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ علی - فرمائیں گے: آرام کر اور اس کو لے لے اور اس کو چھوڑ دے، اے جہنم! اس کو لے لے یہ میرا دشمن ہے اور اس کو چھوڑ دے یہ میرا دوست ہے۔ اس دن جہنم علی - کی سب سے زیادہ مطیع و فرمان بردار ہوگی، جس طرح تمہارے غلام تمہاری اطاعت کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ سخت مطیع ہوگی اور اس دن اگر علی چاہیں گے تو جہنم کو دائیں بائیں کھینچ لیں گے، اور علی - جو اس کو حکم دیں گے وہ تمام مخلوقات میں سے زیادہ اس حکم میں علی - کی اطاعت کرے گی۔

حضرت امیر المومنین علی - کا اپنی غصب شدہ امامت و خلافت کے متعلق شکایت کرنا مولف کہتے ہیں: مشہور و معروف خطبہ شقیہ حضرت کی مظلومیت پر پہلی دلیل اور غاصبوں سے احتجاج ہے۔

۷۲۵۔ ”قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ، وَأَنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ مَحَلَّيْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَى يَنْخَبِرُ عَنِ السَّيْلِ ، وَلَا يَرْقَى إِلَى الطَّيْرِ ، فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا ، وَطَوَيْتُ عَنْهَا كُشْحًا ، وَطَفَّقْتُ ارْتَايَ بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بَيْدَ جَذَاءٍ ، أَوْ أَصِيرُ عَلَى طَخِيَةِ عَمِيَاءٍ ، يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ ، وَيَشْيِبُ فِيهَا الصَّغِيرُ ، وَيَكْدُخُ فِيهَا مُؤَمَّنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ ، فَرَأَيْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَاطَا أَحَجُّ ، فَصَبَرْتُ (وَفِي الْعَيْنِ قَذَى ، وَفِي الْخَلْقِ شَجَا ، أَرَى ثَرَاثِي نَهَبَ الْخُطْبَةَ ” (۱)

مولف کہتے ہیں: حضرت امیر المومنین عی ابن ابی طالب - کی مظلومیت کے بارے میں ابن ابی الحدید اور ان کے علاوہ بعض دوسرے شارحین نہج البلاغہ نے اس خطبہ کو شقیہ اور بعض دوسروں نے متقمصہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ پہلے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب ابن عباس نے خطبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا تقاضا کیا اور مزید مطالب سننے کی درخواست کی تو فرمایا: ہيہات یابن عباس تلک شقیة وهدرت آہ ؛ افسوس ابن عباس یہ تو ایک شقیہ تھا جو ابھر کر دب گیا۔

دوسرے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت - نے خلافت کو قمیص اور پیراہن سے شبابت دی ہے اور فرمایا: ”وَلَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ“ ابن ابی قحافہ نے قمیص خلافت کو کھینچ تان کر پہن لیا ہے اب اس مبارک خطبہ کا ترجمہ مختصر وضاحت کے ساتھ مندرجہ ذیل ہے: آگاہ ہوجاؤ! کہ خدا کی قسم! ابن ابی قحافہ نے قمیص خلافت کو کھینچ تان کر پہن لیا ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ خلافت کی چکی کے لیے میری حیثیت مرکزی کیل کی ہے۔ علوم و معارف کا سیلاب میری ذات سے گزر کر نیچے جاتا ہے اور میری بلندی تک کسی کا طائر فکر بھی پرواز نہیں کر سکتا ہے۔ پھر بھی میں نے خلافت کے آگے پردہ ڈال دیا اور اس سے پہلو تہی کر لی اور یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کٹے ہوئے ہاتھوں سے (اصحاب کے بغیر) حملہ کروں (اور اپنے مسلم حق کا مطالبہ کروں) یا اسی بھیانک اندھیرے پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف ہوجائے اور بچہ بوڑھا ہوجائے اور مومن محنت کرتے کرتے خدا کی بارگاہ تک پہنچ جائے، تو میں نے دیکھا کہ ان حالات میں صبر ہی قرین عقل ہے تو میں نے اس عالم میں صبر کر لیا کہ آنکھوں میں مصائب کی کھٹک تھی اور گلے میں رنج و غم کے پھندے

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۰۳)

تھے۔ میں اپنی میراث کو لٹٹے دیکھ رہا تھا یہاں تک کے پہلے خلیفہ نے اپنا راستہ لیا اور خلافت کو اپنے بعد خطاب کے بیٹے کے حوالے کر دیا۔

ابن ابی الحدید معتزلی نے اسے نہج البلاغہ میں مختصر طور پر بعض مطالب کو ذکر کیا ہے کہ ہم عین عبارات کو (بعنوان احتجاج) ذکر کر رہے ہیں :

قَالَ وَاعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ تَوَاتَرَ مِنَ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِنَحْوِ هَذَا الْقَوْلِ : اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَعْدِيكَ عَلَى قُرَيْشٍ وَمَنْ أَعَانَهُمْ ، فَإِنَّهُ قَطَعُوا رَحْمِي وَصَغَرُوا عَظِيمَ مَنْزِلَتِي ، وَاجْتَمَعُوا عَلَى مُنَازَعَتِي أَمْرًا هُولَى ، ثُمَّ قَالُوا أَلَا إِنَّ فِي الْحَقِّ أَنْ نَأْخُذَهُ ، وَفِي الْحَقِّ أَنْ نَنْتَرِكَ ، وَنَحْوِ قَوْلِهِ : مَا زِلْتُ مَظْلُومًا مُنْذُ قَبِضَ اللَّهُ نَبِيَّهِ إِلَيَّ يَوْمَ النَّاسِ هَذَا ، وَقَوْلِهِ : اللَّهُمَّ أَنْ قُرَيْشًا مَنَعْتَنِي حَقِّي وَعَصْتَنِي أَمْرِي وَقَوْلِهِ فَجَزْتُ قُرَيْشًا عَنِّي الْجَوَارِي فَإِنَّهُمْ ظَلَمُونِي حَقِّي وَغَصَبُونِي سُلْطَانُ ابْنِ أُمِّي ، وَقَوْلِهِ مَا زِلْتُ مَظْلُومًا ، وَقَوْلِهِ أَرَى ثَرَاثِي نَهَبَ وَقَوْلِهِ : أَنْ لَنَا حَقًّا أَنْ نُعْطَهُ نَأْخُذَهُ وَإِنْ نَمْنَعُهُ نَرْكَبُ اعْجَازَ الْإِبْكَ وَإِنْ طَالَ السَّرَى وَقَوْلِهِ مَا زِلْتُ مُسْتَأْثَرًا عَلَى ، مَدْفُوعًا عَمَّا اسْتَحَقَّهُ اسْتَوْجِبُوهُ وَقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقَدْ ظَلَمْتُ عَدَدًا (لَحَجَرٍ وَالْمَدْرَةِ - (۱)

ابن ابی الحدید کہتے ہیں: جان لو کہ اس قسم کے اقوال حضرت امیر المومنین علی - سے بطور تواتر نقل ہوئے ہیں، جیسے ان کا یہ قول: خدایا! میں قریش اور ان کے انصار کے مقابلہ میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری

قربت کا رشتہ توڑ دیا اور میری عظیم منزلت کو حقیر بنا دیا مجھ سے اس امر کے لیے جھگڑا کرنے پر تیار ہو گئے جس کا میں واقعاً حق دار تھا اور پھر یہ کہنے لگے کہ آپ اسے لے لیں تو

۱) (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۹، ص ۳۰۷)۔

بھی صحیح ہے اور اس سے دست بردار ہو جائیں تو بھی برحق ہے۔ (یعنی خلافت کو اگر ہم لے لیں تو برحق طور پر لیا ہے اور اگر تمہارے سپرد کردیں تو برحق طور پر سپرد کیا ہے)۔
مزید یہ بھی کہتے ہیں: جس زمانے میں پیغمبر (ص) کی رحلت ہوئی اس وقت سے آج تک لوگوں کے درمیان میں ہمیشہ مظلوم رہا ہوں اور فرماتے ہیں: خدایا! قریش نے میرا حق چھین لیا، میرے حکم کی مخالفت کی لہذا قریش کی مصیبتوں اور سختیوں کی جزا دے (یعنی اللہ مصائب کو ان لوگوں کی جزا قرار دے) کہ میرا حق ظلم و ستم کے ساتھ لے لیا اور میری ماں کے بیٹے کی حکومت (یعنی حضرت رسول اکرم (ص) کی حکومت کو کیوں کہ دونوں کا نسب فاطمہ بنت عمرو ابن عمران، عبد اللہ اور ابو طالب کی ماں تک پہنچتا ہے) ہم سے غصب کر لیا اور فرمایا: میں ہمیشہ مظلوم رہا ہوں مزید یہ بھی فرمایا: یقیناً اس (ابوبکر) کو معلوم ہے کہ خلافت کی چکی کے لیے میری حیثیت مرکزی کیل کی ہے جو میرے اطراف میں طواف کرتی ہے اور فرمایا: میں اپنی میراث کو لٹنے دیکھ رہا ہوں۔

نیز فرماتے ہیں: یقیناً ہمارے لیے ایک حق ہے کہ اگر ہمیں دیں گے تو ہم اسے لے لیں گے اور اگر واپس نہ دیں تو ہم اس کے طلب کرنے میں ہر قسم کی سختیوں اور دشواریوں کو تحمل کریں گے اگرچہ ایک طولانی مدت ہی کیوں نہ گزر جائے۔ مزید فرماتے ہیں: ان لوگوں نے ہمیشہ دوسروں کو ہم پر مقدم کیا اور مجھے اس چیز سے منع کیا جس کا میں مستحق تھا اور مجھ پر پتھر اور سنگریزوں کی تعداد کے برابر (یعنی بے شمار) ظلم کیا ہے۔
مولف کہتے ہیں: تمام ائمہ اطہار کے احتجاجات کو کلام کے طولانی ہونے کے خوف سے آپ قارئین کرام کو مفصل و مدوّن کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی درخواست کرتے ہیں ہم صرف آخری حجّت الہی حضرت بقیۃ اللہ الاعظم جو اپنے تمام آباء و اجداد طاہرین و مظلومین کے حقیقی منتقم ہیں ان کے احتجاجات کی طرف آپ کو متوجہ کر رہے ہیں۔ ۷۲۶۔
“وَفِي دَلَالِ الْأَمَامَةِ لِأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ جَرِيرٍ الطَّبْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ثَابِتِ بْنِ دِينَارٍ الثَّمَالِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الْبَاقِرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقُلْتُ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ لَمْ سَمِيَ عَلِيٌّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ اسْمٌ لَمْ يُسَمَّ بِهِ أَحَدٌ قَبْلَهُ وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ، فَقَالَ لَأَنَّهُ مِيرَةُ الْعِلْمِ يُمْتَارُ مِنْهُ وَلَا يُمْتَارُ مِنْ أَحَدٍ سِوَاهُ، قُلْتُ فَلَمْ سَمِيَ سَيِّفُهُ ذَا الْفَقَارِ؟ قَالَ لَأَنَّهُ مَاضِرٌ بِهٖ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَّا أَفْقَرَهُ بِهِ أَهْلُهُ وَوَلَدَهُ وَافْقَرَهُ فِي الْآخِرَةِ الْجَنَّةُ فَقُلْتُ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ أَلَسْتُ كَلُّكُمْ قَائِمِينَ بِالْحَقِّ؟ قَالَ لَمَّا قُتِلَ جَدِّي الْحُسَيْنُ ضَجَّتِ الْمَلَائِكَةُ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيبِ وَقَالُوا الْهَئِنَا اتَّصَفَحَ عَمَّنْ قَتَلَ صَفَوْتَكَ وَابْنَ صَفَوْتَكَ وَخَيْرَتَكَ مِنْ خَلْقِكَ فَأَوْحَى إِلَهُ إِلَيْهِمْ قَرُّوا مَلَائِكَتِي فَعَزَّتِي وَجَلَالِي لِأَنِّي قَائِمٌ مِنْهُمْ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ ثُمَّ كَشَفَ لَهُمْ عَنْ الْأَنْمَةِ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ (فَسَرَتْ الْمَلَائِكَةُ بِذَلِكَ وَرَأَوْا أَحَدَهُمْ قَائِمًا يُصَلِّي فَقَالَ سُبْحَانَهُ بِهَذَا الْقَائِمِ انْتَقَمُ مِنْهُمْ) ” (۱)

دلایل الامامہ میں ابو جعفر محمد ابن جریر طبری بطور مسند ابو حمزہ ثابت ابن دینار ثمالی سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے: میں نے حضرت امام محمد باقر - سے دریافت کیا کہ اے فرزند رسول (ص)! حضرت علی - کا نام امیر المومنین کیوں پڑ گیا یہ نام تو نہ پہلے کسی کا تھا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لیے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ وہ میرۃ العلم (علم کا ذخیرہ اور دریائے موج) ہیں۔ انہی سے علم حاصل کیا جاتا ہے اور وہ نشر ہوتا ہے آپ کے علاوہ کسی دوسرے سے نہیں۔

میں نے عرض کیا: فرزند رسول! ان کی تلوار کو ذوالفقار کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: اس لیے کہ آپ جس کو بھی مخلوق میں اس تلوار سے مارتے تھے اس کو دنیا میں اس کے اہل و عیال سے اور آخرت میں جنت سے بھی جدا کر دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول (ص)! کیا آپ تمام حضرات قائم

۱) (دلایل الامامہ، طبری، ص ۴۵۳۔ علل الشرائع، ج ۱، ص ۱۶۰)۔

بالحق نہیں ہیں؟ فرمایا: ہاں ہاں، میں نے عرض کیا: پھر امام قائم - کو قائم کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب ہمارے امام

حسین - شہید کر دیے گئے تو ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روتے ہوئے فریاد کی: اے میرے اللہ اور ہمارے مالک! جس نے تیرے منتخب بندے کو قتل کیا ،

کیا تو اس کا مواخذہ نہیں کرے گا؟ تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے میرے ملائکہ! بے قرار نہ ہو مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم! میں ضرور ان سے انتقام لوں گا خواہ عرصہ بعد ہی کیوں نہ لوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے امام حسین کی اولاد میں جتنے ائمہ تھے ان سے ملائکہ کے لیے حجاب کو ہٹایا اور انہیں دیکھ کر ملائکہ بے حد مسرور ہوئے اور ان ہی ائمہ میں سے ایک امام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اسی قائم (قیام کرنے والے) کے ذریعے ان قاتلوں سے انتقام لوں گا۔

۷۲۷ - ”وَفِيهِ بَاسْنَادُهُ عَنْ أَبِي الْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُهُ مَتَى تَقُومُ قَائِمُكُمْ : قَالَ يَا أَبَا الْجَارُودِ لَا تَدْرِكُونَ فَقُلْتُ أَهْلَ زَمَانِهِ فَقَالَ وَلَنْ تَدْرِكَ أَهْلَ زَمَانِهِ ، يَقُومُ قَائِمُنَا بِالْحَقِّ بَعْدَ أَيَّاسٍ مِنَ الشَّيْعَةِ يَدْعُو النَّاسَ ثَلَاثًا فَلَا يُجِيبُهُ أَحَدٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الرَّابِعِ تَعْلَقُ بِاسْتَارِ الْكَعْبَةِ ، فَقَالَ يَارَبِّ انصُرْنِي وَ دَعْوَتُهُ لَا تَسْقُطُ فَيَقُولُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لِلْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ نَصَرُوا رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَوْمَ يَدْرٍ وَلَمْ يَحْطُوا سُرُوحَهُمْ وَلَمْ يُطِيعُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَيُيَايِعُونَهُ ثُمَّ يُبَايِعُهُ مِنَ النَّاسِ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا يَسِيرُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَسِيرُ النَّاسُ حَتَّى يَرْضَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ، فَيَقْتُلُ الْفَ وَ خَمْسَمِائَةَ فَرَسِيًّا لَيْسَ فِيهِمْ إِلَّا فَرَسٌ زَيْنَةُ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَنْتَقِصُ الْحَائِطَ حَتَّى يَضَعَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ الْأَزْرَقَ وَ زُرَيْقَ لَعْنَهُمَا اللَّهُ غَضَبَيْنِ طَرْتَيْنِ يُكَلِّمُهُمَا فَيُجِيبَانِهِ فَتَرْتَابُ عِنْدَ ذَلِكَ الْمُبْطِلُونَ ، فَيَقُولُونَ يُكَلِّمُ الْمَوْتَى فَيَقْتُلُ مِنْهُمْ خَمْسَمِائَةَ مَرْتَابٍ فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَحْرِقُهَا بِالْحَطْبِ الَّذِي جَمَّ أَعْلَاهُ لِيَحْرِقَ بِهِ عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ ذَلِكَ الْحَطْبُ عِنْدُنَا نَوَارِثُهُ وَ يَهْدِمُ قَصْرَ الْمَدِينَةِ وَ يَسِيرُ إِلَى الْكُوفَةِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا سِتَّةَ عَشَرَ أَلْفًا مِنَ الْبَيْتَرِيَّةِ شَاكِينَ فِي السَّلَاحِ قُرَاءَ الْقُرْآنِ فُقَهَاءَ فِي الدِّينِ قَدِ قَرَّحُوا جِبَاهَهُمْ وَ سَمَرُوا رِسَامَاتِهِمْ وَ عَمَّهِمُ النِّفَاقَ وَ كُلَّهُمْ يَقُولُونَ يَا بِنَ فَاطِمَةَ ارْجِعْ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيكَ فَيَضَعُ السِّيفَ فِيهِمْ عَلَى ظَهْرِ النِّجْفِ عَشِيَّةَ الْاِثْنَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْعِشَاءِ فَيَقْتُلُهُمْ أَسْرَعَ مِنْ جَزْرِ جَزُورٍ فَلَا يَفُوتُ مِنْهُمْ رَجُلٌ وَلَا يَصَابُ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدٌ دِمَائُهُمْ قُرْبَانَ إِلَى اللَّهِ ، ثُمَّ يَدْخُلُ الْكُوفَةَ فَيَقْتُلُ مَقَاتِلِيهَا مَتَى يَرْضَى اللَّهُ ، قَالَ فَلَمْ اعْقِلْ الْمَعْنَى فَمَكَثْتُ قَلِيلًا ثُمَّ قُلْتُ وَ مَا يَدْرِيهِ جَعَلْتُ فِدَاكَ مَتَى يَرْضَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ يَا أَبَا الْجَارُودِ إِنَّ اللَّهَ وَحَى إِلَى مُوسَى وَ بُو خَيْرٍ مِنْ أَمِ مُوسَى وَ وَحَى إِلَى اللَّهِ إِلَى النَّحْلِ وَ هُوَ خَيْرٌ مِنَ النَّحْلِ فَقُلْتُ الْمَذْهَبُ فَقَالَ لِي أَعْقَلْتُ الْمَذْهَبُ ؟ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ الْقَائِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيَمْلِكُ ثَلَاثَمِائَةَ وَ تِسْعَ سِنِينَ كَمَا لَبِثَ أَصْحَابُ الْكَهْفِ فِي كَهْفِهِمْ يَمَلَأُ الْأَرْضَ غَدَلًا وَ قَسْطًا كَمَا مَلَأْتُ ظُلْمًا وَ جَوْرًا وَ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ شَرْقَ الْأَرْضِ وَ غَرْبَهَا يَقْتُلُ النَّاسَ حَتَّى لَا يَرَى الْأَرْضَ إِلَّا دِيْنُ مُحَمَّدٍ (ص) يَسِيرُ بِسِيْرَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ يَدْعُو الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ فَيُجِيبَانِهِ وَ يَطْوِي لَهُ الْأَرْضَ فَيُوحِي اللَّهُ إِلَيْهِ فَعَمِلَ بِأَمْرِ اللَّهِ ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند ابو الجارود سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام محمد باقر - سے دریافت کیا کہ حضرت قائم - کا قیام کب ہوگا؟ فرمایا: اے ابو الجارود! تم وہ زمانہ درک نہیں کرو گے، پھر میں نے عرض کیا: کیا ان کے زمانے والوں کا زمانہ مجھے نصیب ہوگا؟ فرمایا: ان کے زمانے والوں کو بھی ہر گز درک نہیں کرو گے، ہمارے قائم حق کے ساتھ شیعوں کے نا امید ہونے کے بعد قیام کریں

۱۔ (دلائل الامامہ طبری، ص ۴۵۵ - معجم احادیث الامام المہدی -، ج ۳، ص ۳۰۶)

گئے ، تین دن تک لوگوں کو دعوت دیں گے کوئی شخص بھی ان کی دعوت پر لبیک نہیں کہے گا جب چوتھا دن ہوگا تو خانہ کعبہ کے پردے سے آویزاں ہوکر عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! میری مدد فرما اور ان کی دعا رد نہیں ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو جو روزِ بدر رسول خدا (ص) کے ہم رکاب ہوکر جنگ میں مشغول تھے اور انہوں نے اپنے گھوڑے کی زین کو اس سے نہیں اٹھایا ہوگا نیز اپنے اسلحوں کو بھی دور نہیں رکھا ہوگا حکم دے گا کہ حضرت کی بیعت کریں پھر ان میں سے ۳۱۳ افراد ان کی بیعت کریں گے پھر مدینہ منورہ کی طرف جائیں گے اور لوگ بھی حرکت کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا پھر قریش کے ۱۵۰۰ سو افراد کو قتل کریں گے ان میں سے ہر ایک زنا کاروں کی اولاد ہوگا (یعنی سب ولد الزنا ہوں گے) پھر مسجد میں داخل ہوکر دیوار کو خراب کرکے اسے زمین کے برابر کردیں گے اس کے بعد ارزق و زریق لعنہما اللہ کو قبر سے خارج کریں گے اور وہ تر و تازہ مردے کی حالت میں ہوں گے پھر ان کے ساتھ گفتگو کریں گے وہ لوگ بھی جواب دیں گے، پھر اس وقت اہل باطل شک کریں گے تو وہ کہیں گے مردوں سے بات کریں پھر مسجد کے درمیان ۱۵۰۰ افراد جو شک و شبہ والے ہوں گے قتل کریں گے۔

پھر ان دونوں کو ان کی اس لکڑی سے جلائیں گے جو انہوں نے حضرت علی -، فاطمہ -، حسن - اور حسین - کو جلانے کے لیے جمع کی ہوگی اور وہ لکڑی ہمارے پاس بطور میراث پہنچی ہے اور قصر مدینہ کو خراب کریں گے پھر کوفہ کی

طرف حرکت کریں گے اور بتریہ فرقے کے سولہ ہزار جو اسلحوں سے لیس ہوں گے قاری قرآن اور فقیہ ہوں گے اہل دین ہوں گے۔ (کثرت عبادت کی وجہ سے) ان کی پیشانی زخمی ہوگی لیکن سب نفاق میں ڈوبے ہوئے ہوں گے سب یہ کہیں گے: اے فرزند فاطمہ! آپ واپس چلے جائیں ہمیں آپ کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر نجف کی پشت والی سرزمین پر ان لوگوں

زبتریہ فرقے کا تعلق مغیرہ ابن سعد سے ہوگا کہ جس کو ابتر کے نام سے پکارا جاتا ہے، یہ فرقہ زیدیہ فرقوں میں سے ایک ہے۔
(مترجم)

کے درمیان اپنی شمشیر چلائیں گے اور دوشنبہ کی رات میں عصر سے عشاء کے وقت تک سب کو قتل کریں گے اور ان کو اونٹ قتل کرنے سے بھی زیادہ جلدی قتل کریں گے یہاں تک کہ ایک شخص بھی باقی نہیں رہے گا اور ان کے اصحاب میں سے کسی ایک کو بھی کوئی گزند و نقصان نہیں پہنچے گا () (ان کا خون تقرب الہی کا ذریعہ ہوگا) پھر کوفے میں داخل ہوں گے اور جنگجو افراد کو قتل کریں گے یہاں تک کہ خدا راضی ہو جائے۔ راوی کا بیان ہے: میں اس کا معنی نہیں سمجھ پایا تھوڑی دیر ٹھہر کر میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، ان کو کیسے معلوم ہوگا کہ کب خدا راضی ہوگا؟ فرمایا: اے ابو الجارود! اللہ تعالیٰ نے مادرِ موسیٰ کی طرف وحی نازل فرمائی اور وہ تو مادرِ موسیٰ سے بہتر ہیں اور شہد کی مکہ کی طرف وحی نازل کی اور وہ تو شہد کی مکہ سے بہتر ہیں، پھر میں اس راستے کو سمجھ گیا پھر فرمایا: تم نے راستہ کو سمجھ لیا، میں نے عرض کیا: ہاں، پھر فرمایا: ہمارے قائم - تین سو نو سال تک حکومت کریں گے جس طرح اصحاب کھف اپنے غار میں رہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو سرزمین مشرق و مغرب پر فتح و کامرانی عطا فرمائے گا اور وہ (مخالف خدا اور رسول (ص) کے افراد کو اتنا قتل کریں گے کہ سوائے دین محمد کے اور کوئی دین باقی نہیں رہے گا آپ، حضرت سلیمان ابن داؤد - کی سیرت پر عمل کریں گے، آپ سورج اور چاند کو آواز دیں گے اور وہ دونوں آپ کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ آپ کے لیے زمین سمٹ جائے گی پھر آپ کی طرف اللہ کی طرف سے وحی آنے لگی اور آپ بحکم خدا وحی پر عمل کریں گے۔

۷۲۸ - ”وَفِيهِ بَاسْنَادُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَاصِرِ قَالَ : قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ : اِمَّا لَوْ قَامَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقَدْ رَدَّتْ اِلَيْهِ الْخُمَيْرَاءُ حَتَّى يُجْلِدَهَا الْحَدَّ وَ يَنْتَقِمَ لَامِهِ فَاطِمَةَ مِنْهَا ، قُلْتُ جَعَلْتَ فِدَاكَ وَلَمْ يُجْلِدْهَا الْحَدَّ قَالَ لِفَرِيئَتِهَا عَلِيٌّ اَمِ اِبْرَاهِيمَ ، قُلْتُ فَكَيْفَ اَخْرَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِأَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ (وَ تَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّدًا رَحْمَةً وَيَبْعَثُ الْقَائِمَ نَقْمَةً ” (۱)

اسی کتاب میں بطور مسند عبد الرحمن قصیر سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر - نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! اگر قائم - قیام کریں گے تو یقیناً حمیرا (عائشہ) کو واپس بلائیں گے تاکہ اس پر حد جاری کریں اور اپنی ماں حضرت فاطمہ = کے لیے اس سے انتقام لیں گے، میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیوں اس پر حد جاری کریں گے۔ فرمایا: کیوں کہ ابراہیم کی ماں پر تہمت لگائی تھی، میں نے عرض کیا: کیسے اللہ تعالیٰ نے اس پر حد جاری کرنے میں قائم - کے ذریعے تاخیر فرمائی؟ فرمایا: کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ص) کو رحمت بنا کر بھیجا تھا اور قائم - کو نعمت و عذاب بنا کر مبعوث فرمائے گا۔

۱) (دلائل الامامہ، طبری، ص ۴۸۵ - مختصر بصائر الدرجات، ص ۲۱۳ - مستدرک الوسائل، ج ۱۸، ص ۹۳) بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۲۴۲۔

قرآن اور آخری حجت
مشرکات قرآن اور حجت زمان

قرآن کریم ایسا ہدایت کرنے والا ہے کہ جو شخص ہدایت کا طالب ہے اسے گمراہ نہیں کرسکتا۔

اسی طرح امام زمانہ - ہیں جو شخص طالب ہدایت ہے اسے ہدایت فرمائیں گے۔

۷۲۹ - ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ : عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : قَالَ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ فِيهِ مَ أَنْزَلَ الْهُدَى وَ مَصَابِيحُ الدُّجَى فَلْيَجْلُ جَالِي بَصَرَهُ وَيَفْتَحْ لِلضِّيَاءِ نَظْرَهُ فَإِنَّ التَّفَكُّرَ حَيَاةٌ (قَلْبُ الْبَصِيرِ كَمَا يَمْشِي الْمُسْتَنِيرُ فِي الظُّلُمَاتِ بِالنُّورِ ” (۱)

مزید اسی کتاب میں طلحہ ابن زید نے امام جعفر صادق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت - نے فرمایا: یقیناً اس قرآن میں ہدایت و سعادت کے روشن منارے ہیں تاریکی اور اسے ختم کرنے کے لیے چراغ ہیں۔ (بہت بجا اور مناسب ہے) جو افراد اس جادہ مستقیم اور پُر نور راہ میں کہ جس میں ہدایت و سعادت

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۸ - بحار الانوار، ج ۷۴، ص ۱۳۵)۔

کی علامات پائی جاتی ہیں وہ بصیرت اور چشم دل کو کھول کر تمام غورو فکر کے ساتھ اس راستہ کو طے کریں، جس طرح تاریک شب میں چلنے والے روشنی سے استفادہ کر کے خود کو ظلمت کے حوادث اور نشیب و فراز سے محفوظ رکھتے ہیں عمیق غور و فکر سے قرآن مجید کی رہنمائیوں سے صاحب بصیرت افراد کے دلوں کو تازہ روح ملتی ہے اور اس کے گراں قدر مطالب سے استفادہ کرتے ہیں۔

<إِنَّ بِذَا الْقُرْآنِ هَدًى لِلَّذِي هُوَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا> (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ان صاحبان ایمان کو بشارت دیتا ہے جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول (۲) یعنی اس دیانت اور ملت کی طرف ہدایت کرتا ہے کہ جس کا راستہ زیادہ استوار اور با استقامت ہے اور کہا گیا ہے کہ ایسے کلمہ کی طرف ہدایت کرتا ہے جو سب سے زیادہ صحیح اور مناسب کلمات میں سے ہے اور اس سے مراد کلمہ توحید ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ہدایت کرتا ہے ایسی حالت کی طرف جو مناسب ترین حالات ہیں اور وہ وحدانیت خدا، انبیاء، رسول اور اطاعتِ الہی پر اعتقاد رکھنا ہے۔

۷۳۰ - ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ سَيَّابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي (قَوْلِهِ تَعَالَى قَالَ يَهْدِي إِلَى الْإِمَامِ ” (۳)

کافی میں کلینی اپنی سند کے ساتھ علاء ابن سیابہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق - فرماتے ہیں :

۱) (سورنہ اسراء، آیت ۹۰)۔

۲) (سورنہ اسراء، آیت ۹۸، ای ”ای للملة التي هي اقوم الملل والطريقة التي هي اقوم الطرق (واول في الخبر بالامام لانه الهادي الى تلك الملة والمبين لتلك الطريقة والداعي اليها ” حاشية کافی، ج ۱، ص ۲۱۶)۔

۳) (کافی، ج ۱، ص ۲۱۶)۔

یہ قرآن اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ اس سے مراد امام معصوم - ہے جو تمام ملتوں اور فرقوں کو قرآن کی طرف ہدایت کرنے والا ہے اس کے احکام و قوانین اور مطالب کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے نیز اس کی معرفت اور عمل کرنے کی دعوت دینے والا ہے۔

(۷۳۱ - ”وَعَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَهْدِي إِلَى الْوَلَايَةِ” (۱)

امام محمد باقر - نے فرمایا: یعنی (قرآن) ولایت کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ ۷۳۲ - ”وَفِي الْمَعَانِي عَنْ الصَّادِقِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ السَّجَّادِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (قَالَ) أَلَا أَمُّ مِمَّا لَا يَكُونُ إِلَّا مَعْصُومًا وَلَيْسَتْ الْعِصْمَةُ فِي ظَاهِرِ الْخَلْقَةِ فَيُعْرِضُ بِهَا وَلِذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا مَنصُوصًا قَلِيلٌ مَا مَعْنَى الْمَعْصُومِ قَالَ هُوَ الْمُعْتَصِمُ بِحَبْلِ اللَّهِ وَحَبْلُ اللَّهِ هُوَ الْقُرْآنُ وَالْقُرْآنُ يَهْدِي الْإِمَامَ (وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِي هُوَ أَقْوَمُ ” (۲)

لوگوں کا امام اور سرپرست ہم میں سے نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ معصوم ہوگا اور عصمت ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا وجود خارجی پایا جاتا ہے اور وہ خلقت انسانی کے ظاہر سے نمایاں اور پہچانی جائے۔ لہذا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

معین اور منصوب ہونا چاہیے۔“

کہا گیا: اے رسول خدا (ص)! معصوم کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور ریسمان الہی وہی قرآن ہے اور قرآن بھی امام کی طرف ہدایت کرتا ہے اور آیہ کریمہ کا معنی یہی ہے: “یقیناً یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔“

۷۳۳۔ “وفی الکافی: احمد بن مہران عن عبد العظیم بن عبد اللہ الحسنی عن موسیٰ بن محمد عن مونس بن یعقوب عن ذکرہ عن ابی جعفر علیہ السلام فی

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۱۶)۔
۲) (تفسیر صافی، ج ۳، ص ۱۸۰)۔

قول تعالیٰ، قال یعنی لو استقاموا علی ولایۃ علی بن ابی طالب امیر المؤمنین والاصیاء من ولیدہ علیہم السلام وقبلوا طاعتہم فی امرہم ونہیہم لا سفیناھم ماء غدفاً یقول لا شربنا قلوبہم الايمان والطريقة هی الايمان بولایۃ (علی والاصیاء علیہم السلام) (۱)

کافی میں احمد ابن مہران، عبد العظیم ابن عبد اللہ الحسنی، موسیٰ ابن محمد، مونس ابن یعقوب وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر - نے آیہ کریمہ (اگر وہ گروہ والے طریقہ حق پر قائم رہیں گے تو ہم ان کو بہت زیادہ پانی سے سیراب کریں گے) کے متعلق فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ ولایت علی - اور ان کے اوصیاء کے راستہ پر قائم رہیں گے اور ان کی امر و نہی میں اطاعت قبول کریں گے تو البتہ ہم ان کو (روز قیامت) بہت زیادہ پانی سے سیراب کریں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے دلوں کو ایمان سے بھر دیں گے اور طریقہ سے مراد ولایت امیر المؤمنین - اور ان کے اوصیاء پر ایمان لانا ہے۔

۷۳۴۔ “وفیہ باسنادہ عن جابر الجعفی عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال رسول اللہ (ص) من سرّہ ان یحییٰ حیاتی ویموت میّتی ویدخل الجنة الّتی وعد فیہا ولی یتمسک بقضیب عرسہ ربّی بیّده فلیتولّ علی بن ابی طالب علیہ السلام وأوصیائہ من بعده فانہم لا یدخلونکم فی باب ضلال ولا یرجونکم من باب ہدی فلا تلعنواھم فانہم اعلم منکم وائی سألت ربّی ألا یفرق بینہم وبنین الکتاب حتی یردا علی الحوض ہکذا وضّم بین اصبعیہ وعرضہ مابین صنعاء الی (ایلہ فیہ قد حان فضاہ وذهب عدد النجوم) (۲)

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۲۰، ص ۴۱۹۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۴۴۳۔ بحار الانوار، ج ۲۴، ص ۱۰۱)۔
۲) (کافی، ج ۱، ص ۲۰۹)۔

اسی کتاب میں بطور مسند جابر جعفی نے امام محمد باقر - سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: جو اس بات کا طالب ہے کہ میری جیسی زندگی بسر کرے اور میری جیسی موت واقع ہو اور اس جنت میں داخل ہو جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا ہے اور اس شاخ سے تمسک اختیار کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے لگایا ہے تو اس کو چاہیے کہ علی (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے اوصیاء سے محبت کرے وہ تم کو ضلالت کے دروازہ سے داخل نہیں کریں گے اور کسی بھی دروازہ ہدایت سے خارج نہ ہونے دیں گے تم ان کو تعلیم نہ دینا وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں اور میں نے اپنے رب سے درخواست کی ہے کہ ان کے اور قرآن کے درمیان جدائی نہ ڈالے یہاں تک کہ وہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے اس کے بعد آپ نے دونوں انگلیوں کو متصل کیا کہ اس طرح باہم آئیں گے اور فرمایا کہ حوض کوثر کی وسعت اور مسافت صنعاء سے ایلہ تک ہے اور اس پر بقدر عدد نجوم سونے اور چاندی کے پیالے ہوں گے۔

۷۳۵۔ “وفیہ باسنادہ عن محمد بن مسلم قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن قول اللہ عزّوجلّ الی آخرہ فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام استقاموا علی الائمۃ واحد بعد واحد تنزل علیہم الملائکۃ الا تحافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ الّتی کنتم (۱) ثودون“ (۱) اسی کتاب میں بطور مسند محمد ابن مسلم سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول (جن لوگوں نے کہا: ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے) کے متعلق تو امام - نے فرمایا: اس سے مراد ائمہ کی امامت پر یکے بعد دیگرے ایمان لانا اور ثابت قدم رہنا ہے، ملائکہ ان پر نازل ہوتے ہیں

۱) (کافی، ج ۱، ص ۲۲۰، حدیث ۰۲)

اور کہتے ہیں: نہ آئندہ کا خوف کرو نہ گزشتہ باتوں کا غم تم کو ہو، اس جنت کی تمہیں بشارت دی جاتی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

ائمہ لوگوں کے ہادی ہیں۔

۷۳۶ - “و فی الکافی باسناده عن برید العجلی عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل (، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) الْمُنْذِرُ وَلِكُلِّ زَمَانٍ مِّنْهُ هَادٍ يَهْدِيهِمْ اِلَى مَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّ اللَّهِ (ص) ثُمَّ الْهُدَاةُ مِنْ بَعْدِهِ عَلَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ الْاَوْصِيَاءُ وَاحِدٌ بَعْدَ (وَاحِدٌ ” (۱)
کافی میں بطور مسند برید عجل سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے امام محمد باقر - سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (آپ) یقیناً ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے) کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: رسول خدا (ص) ڈرانے والے ہیں اور ہر زمانے میں ہم اہل بیت میں سے ایک ہادی ہے جو لوگوں کو ان چیزوں کی طرف ہدایت کرتا ہے جسے نبی خدا لے کر آئے ہیں حضرت رسول خدا (ص) کے بعد ہادی خلق حضرت علی - ہیں اور ان کے بعد اوصیاء میں سے ایک کے بعد دوسرا ہے۔

۷۳۷ - “و فیہ باسناده عن الفضل قال سئل ابا عبد الله عليه السلام عن قول الله عزوجل (وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ؟ فَقَالَ كُلُّ اِمَامٍ هَادٍ لِلْقَرْنِ الَّذِي هُوَ فِيهِمْ ” (۲)

فضل کا بیان ہے: امام جعفر صادق - سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: “ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے” کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: ہر امام اپنے زمانے والوں کے لیے ہادی ہوتا ہے یعنی اپنے زمانے والوں کا رہبر ہے۔

۱) (کافی، ج ۱، ص ۱۹۱)

۲) (گزشتہ حوالہ، ص ۱۹۱)

۷۳۸ - “و فیہ باسناده عن ابي بصير قال قلت لا بی عبد الله عليه السلام انما انت مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) الْمُنْذِرُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْهَادِي يَا ابا محمد هل من هادٍ اليوم ؟ قُلْتُ بلى جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا زالَ مِنْكُمْ هَادٍ حَتَّى دُفِعْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا ابا محمد لو كانت اذا نَزَلَتْ آيَةٌ عَلَى رَجُلٍ ثُمَّ مَاتَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مَاتَتِ الْاِيَةُ مَاتَ الْكِتَابُ وَلَكِنَّهُ حَيٌّ يَجْرِي فِيهِمْ بَقِيٌّ كَمَا جَرَى فِيهِمْ مَضَى ” (۱)

ابو بصیر کا بیان ہے: میں نے امام جعفر صادق - سے آئیہ کریمہ (یقیناً آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے) کے متعلق دریافت کیا فرمایا: رسول اللہ (ص) ڈرانے والے ہیں اور علی - ہادی و رہبر ہیں اے ابو محمد! بتاؤ اس زمانہ میں بھی کوئی ہادی ہے؟ میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہوں آپ کے گھرانے میں سے ہر زمانے میں ایک کے بعد دوسرا ہادی رہا ہے۔ فرمایا: اے ابو محمد: اللہ تم پر رحمت نازل کرے اگر آیت کسی منزل پر نازل ہوئی پھر یہ شخص مرجائے (اور اس کے بعد کوئی ہادی نہ ہو) تو یہ آیت (منتسابہ) بھی مرجائے گی اور وہ کتاب بھی (کیونکہ آیات متشابہات کی تاویل کرنے والا کوئی نہ ہوگا) لیکن وہ زندہ رہتا ہے اور وہ قرآن ہمیشہ گزشتہ لوگوں کی طرح آئندہ زندہ رہنے والوں پر منطبق ہوگا۔
۷۳۹ - “و فیہ باسناده عن عبد الرحيم القصير عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول الله تبارک و تعالیٰ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) الْمُنْذِرُ وَ عَلَى الْهَادِي أَمَّا (وَاللَّهُ مَا ذَهَبَتْ مِنَّا وَمَا زَالَتْ فِينَا إِلَى السَّاعَةِ ” (۲)

عبد الرحیم قصیر کا بیان ہے: میں نے آئیہ کریمہ (یقیناً آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے

۱) (گزشتہ حوالہ، ص ۱۹۲)

۲) (گزشتہ حوالہ، ص ۱۹۲)

ایک ہادی ہے) کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: رسول خدا (ص) ڈرانے والے ہیں اور علی - رہبر ہیں جان لو کہ خدا کی قسم! ہمارے خاندان سے ہر ہدایت کبھی بھی کہیں اور صبح قیامت تک جانے والا نہیں ہے۔
انّ الائمة علیہم السلام نور اللہ عزوجل یقیناً ائمہ خداوند متعال کے نور ہیں۔

۷۴۰۔ ”فی الکافی باسناده عن ابی خالد الکابلی قال سألت أبا جعفر عليه السلام عن قول الله عز وجل فآمنوا بالله ورسوله والنور الذي أنزلنا“ فقال يا أبا خالد: النور والله الأئمة من آل محمد عليه السلام إلى يوم القيمة وهم والله نور الله الذي أنزل و هم والله نور الله في السموات وفي الارض والله يا أبا خالد النور الامام في قلوب المؤمنين أنور من الشمس المضيئة بالنهار وهم والله ينورون قلوبهم المؤمنين، ويحبب الله عز وجل نورهم عن نساء قتلهم قلوبهم والله يا أبا خالد لا يحبنا عبد ولا يتولانا حتى يظهر الله قلبه ولا يظهر الله قلب عبد حتى يسلم لنا ولا يكون سلماً لنا فإذا كان مسلماً لنا سلم الله من شديد الحساب وأمنه من فر ع يوم القيامة (الاکبر ” ۱)

اصول کافی میں کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو خالد کابلی سے انہوں نے امام محمد باقر - سے نقل کیا ہے کہ حضرت - نے فرمایا: اے ابو خالد! خدا کی قسم! نور امام قلوب مومنین میں ہے وہ نصف النہار کے سورج سے زیادہ روشن ہوتا ہے اور وہ (ائمہ) قلوب مومنین کو منور کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے نور کو جس سے چاہتا ہے چھپاتا ہے تو ان کے قلوب تاریک ہوجاتے ہیں خدا کی قسم! اے ابو خالد! ہم سے کوئی بندہ محبت نہیں کرتا اور نہ ہی ہم کو دوست رکھتا ہے مگر یہ کہ اللہ اس کے

۱)۔ (گزشتہ حوالہ، ج ۱، ص ۱۹۴۔)

قلب کو پاک و پاکیزہ کرتا ہے اور کسی بندہ کا دل پاک نہیں کرتا جب تک وہ ہم کو تسلیم نہ کرے اور ہم سے صلح و مصالحت سے پیش نہ آئے لہذا جب وہ ہم سے صلح و مصالحت سے پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سخت حساب اور عظیم خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

۷۴۱۔ ”وفیه باسناده عن محمد بن الفضلی عن ابی الحسن علیہ السلام: قال سئل عن قول الله تبارک و تعالی قال یریدون لیطفوا ولایة امیر المؤمنین علیہ السلام بأفواہم، قلت قوله تعالی قال یقول واللہ متم الامامة والامامة هی النور وذلك قوله عزوجل: آمنوا بالله ورسوله والنور الذي أنزلنا > قال النور هو (الامام ” ۱)

محمد ابن فضیل کا بیان ہے: میں نے ابو الحسن امام رضا - سے آیہ کریمہ (وہ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں) کے متعلق دریافت کیا فرمایا: یعنی وہ چاہتے ہیں کہ ولایت امیر المومنین - کو اپنی پھونکوں سے خاموش کر دیں۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ اس آیت (خدا اپنے نور کو تمام کرنے والا ہے) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: وہ کہتا ہے کہ اللہ امامت کا تمام نور تمام اور مکمل کرنے والا ہے امامت نور ہے اور ایسا ہی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے“ فرمایا: یہاں نور سے مراد امام ہے۔

۷۴۲۔ ”عن صالح بن سہل الہمدانی قال: قال ابو عبد الله علیہ السلام فی قول الله تعالی فاطمة علیہا السلام الحسن“ المصباح فی رُجاجة“ الحسین فاطمة کو کب دُری بین نساء اهل الدنيا

۱)۔ (گزشتہ حوالہ، ج ۱، ص ۱۹۶۔)

مُبارکة> ابراہیم علیہ السلام لا یهودیة ولا نصرانیة یکاد العلم یتفجر بہا امامٌ منها بعد امام یتهدى الأئمة من نساء قلت أو کظلمات قال: الاول وصاحبہ ویغشاہ موج الثالث من فوقہ موج ظلماتُ الثانی بعضها فوق بعض: معاویة لعنه الله وفتن بنی امیة اذا خرج یدہ المؤمن فی ظلمة فتننہم لم یکد یراہا ومن لم یجعل الله له نوراً اماماً من ولد فاطمة فمالہ من نور امام یوم القيامة، وقال فی قوله یسعی نورہم بین ابیدیہم وبایمانہم ائمة المؤمنین یوم القيمة تسعی بین یدی المؤمنین وبایمانہم حتی ینزلوہم منازل اهل الجنة (۱)

صالح ابن سہل ہمدانی کا بیان ہے: حضرت امام جعفر صادق - نے سورہ مبارکہ نور کی آیت نمبر ۳۵ جو آیہ نور سے مشہور ہے اس کی تاویل میں یوں فرمایا: اللہ زمین اور آسمان کا نور ہے (ان کا چراغ دان ہے) اس کے نور کی مثال ایک فانوس کی ہے اور وہ فانوس فاطمہ = ہیں کہ اس فانوس میں ایک چراغ اور وہ چراغ امام حسن - ہیں اور چراغ شیشے میں ہے اور وہ شیشہ امام حسین - ہیں اور شیشے کا چراغ ایک درخشاں ستارے کی طرح ہے اور وہ تمام کائنات کی عورتوں کے درمیان درخشاں ستارہ فاطمہ ہیں، اور وہ چراغ روشن ہے شجر مبارکہ ابراہیم سے۔ تیل اس چراغ کا زیتون ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی (نہ مشرقی ہے نہ مغربی) نہ یہودی ہے نہ نصرانی اس کا روغن روشن ہے یعنی قریب ہے کہ علم اس

سے پھوٹ پڑے اور اگرچہ آگ مس نہ کرے تب بھی نور علی نور ہے یعنی امام کے بعد امام، خدا جس کی چاہتا ہے اس نور سے ہدایت کرتا ہے۔ یعنی ائمہ کے ذریعے، اور اللہ ایسی ہی مثالیں بیان کرتا ہے۔

۱۔ (تفسیر نور الثقلین، ج ۳، ص ۶۰۲)۔

ہمدانی کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: (ان کلمات کی تاویل بیان فرمائیں) (یا تاریکیوں جیسے سے کیا مراد ہے؟) فرمایا: اول اس کا صاحب ہے کہ جس کو موج نے ڈھانپ لیا ثالث نے، تاریک موجیں ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی ہیں اور وہ معاویہ لعنة اللہ علیہ اور بنی امیہ کے فتنے ہیں کیوں کہ جب کوئی مومن اپن ہاتھ کو اس فتنے کی تاریکی میں باہر نکالتا ہے تو اسے نہیں دیکھتا (بنی امیہ کے جرائم اور فتنے مومنین کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں اور انہیں حیران و سرگردان بنادیا ہے) اور جس کے لیے اللہ نے کوئی نور مقرر نہیں فرمایا سے مراد یہ ہے کہ جس کو اولاد فاطمہ زہرا = کے نور سے ہدایت نہ ہو اس کے لیے روز قیامت کوئی نور نہ ہوگا اور ان کا کوئی امام نہ ہوگا۔ اور خداوند متعال کے قول کے متعلق کہ ان کا نور ان کے سامنے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا (۱) فرمایا: ائمہ مومنین ہیں جن کا نور مومنین کے سامنے اور داہنی طرف دوڑے گا اور وہ ان کو جنت کی منازل کی طرف لے جائے گا۔ مولف کہتے ہیں کہ: قرآن کریم مختلف علوم و فنون پر مشتمل ہے محکم و متشابہ، عام و خاص اور مجمل و مبین وغیرہ من جملہ تنزیل و تاویل ہے۔ تنزیل یا تفسیر سے مراد قرآن کا ظاہری معنی ہے جو بہت سادہ اور روشن ہے یعنی ہر وہ شخص جو قرآنی عربی لغات سے آشنائی رکھتا اور اسے سمجھتا ہے وہ ترجمہ یا تفسیر کرسکتا ہے یعنی اس کے سادے اور روشن معنی میں غور و فکر کرے تدبر کرے استنباط کرے اسے تحریر کرے یعنی ایک ظاہری معنی سے زیادہ احتمال نہیں دیا جاسکتا ہے۔

لیکن تاویل قرآن اس کا باطنی اور مخفی معنی ہے کہ آیہ کریمہ (۲) (کہ اس کی تاویل کا علم سوائے اللہ اور راسخون فی العلم کے کوئی بھی نہیں جانتا) کی صراحت کی بنا پر ائمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین ہیں کہ قرآن ان کے گھر میں نازل

۱۔ (سورہ یوسف، آیت ۷۵)۔

۲۔ (سورہ آل عمران، آیت ۳)۔

ہوا اور ”اھل البیت ادری ما فی البیت“ گھر والے گھر کی بات دوسروں سے بہتر جانتے ہیں۔ لہذا اس کے متعدد بطون کا سمجھنا پیغمبر اکرم (ص) اور ان کے اوصیائے کرام کے مقدس وجود میں منحصر ہے کہ انہیں وحی و الہام کے ذریعے ان کی تاویلات کی ہدایت کی گئی ہے۔ لہذا ان عظیم ہستیوں سے جو کچھ تاویل و تنزیل قرآن کے متعلق صادر ہو بغیر کسی شک و شبہ کے حق، مقبول اور لازم الاتباع ہے۔ متعدد کتابیں تاویلات القرآن کے نام سے مدون و مرتب ہوئی ہیں جو لوگوں کی دست رس میں ہیں اور حضرت امام جعفر صادق کے آیہ کریمہ نور کے متعلق اقوال بیان ہوئے ہیں کہ قرآن کی نمایاں آیات میں سے ایک آیت وہ بھی ہے جو قرآن کی ابتکاری و تخلیقی تعبیر میں سے ہے اور تاویل قرآن سے مربوط ہے۔ مولف کہتے ہیں: موجودہ کتاب میں عنوان، القرآن حی لایموت، (قرآن ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے) کے متعلق اجمالی طور پر ہم نے ذکر کیا کہ قرآن ہمیشہ تر و تازہ اور قیامت تک جاوداں ہے اور تمام مخلوقات اور ہر زمانے کے لیے ہے کسی مخصوص زمانے یا ایک خاص شخص سے مخصوص نہیں ہے ہمیشہ زندہ و پائندہ اور باقی ہے اور باقی رہنے والوں پر منطبق ہوتا ہے جس طرح گزشتہ لوگوں پر منطبق ہوتا تھا۔

قرآن مجید نور ہے اور نور وہی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کی ولایت ہے تمام دشمن افراد چاہتے ہیں کہ نور ہدایت کو خاموش کریں مگر خداوند تبارک و تعالیٰ باوجودیکہ وہ لوگ نور خدا کہ جس سے ائمہ اطہار مراد ہیں صبح قیامت تک کے لیے تمام اور مکمل کرنے والا ہے۔

گزشتہ مطالب کا ماحصل خواہ آیات ہوں یا روایات یہ ہے کہ قرآن کریم حضرت ولی عصر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ اور ان کے آباء و اجداد طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین قرآن کے شریک اور ایک دوسرے کے لازم و ملزوم تھے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوں اور حضرت پیغمبر اکرم (ص) کے سامنے حاضر ہوں۔ حشرنا اللہ معہم انشاء اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ خدا ہمیں ان کے ساتھ محشور فرمائے۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۳۷۔ سچ بولنے والا

۳۷۔ القرآن هو المحدث الذي لا يكذب۔

قرآن مجید ایسا قوت گویائی رکھنے والا ہے کہ جھوٹ نہیں بولتا اپنے قصوں، احادیث و روایات میں جو اس کے تمام اقوال ہیں کسی مقولے میں ہوں وحی الہی پر اختتام پذیر ہوتے ہیں اور مصدر ربوبیت سے ماخوذ ہیں۔ اسی طرح امام زمانہ - جو خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں ان کے بھی تمام کلمات نور اور سچ ہیں۔

”وَكَذَلِكَ الْحُجَّةُ الْقَائِمُ الْمُنْتَظَرُ - عَجَلُ اللَّهِ تَعَالَى فَرَجَهُ الشَّرِيفُ وَصَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آبَائِهِ“

<وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا (وَعَذَرَ اللَّهُ حَقًّا) وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا > (۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ہم عنقریب انہیں ان جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ خدا کا برحق وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ راست گو کون ہو سکتا ہے۔

۱۔ (سورنہ نساء، آیت ۱۲۲)۔

و قوله تعالى: (۱)

اللہ جل جلالہ وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تم سب کو روز قیامت جمع کرے گا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ سے زیادہ سچی بات کون کرنے والا ہے۔ مولف کہتے ہیں: دونوں آیتوں کے آخر میں خداوند عظیم الشان فرماتا ہے: یہ اسے ابلاغ کرنے میں تاکید ہے۔ و قوله تعالى: (۲)

یقیناً ان کے واقعات میں صاحبان عقل کے لیے سامانِ عبرت ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے گڑھ لیا جائے یہ قرآن پہلے کی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے اور اس (میں ہر شے کی تفصیل ہے اور یہ صاحب ایمان قوم کے لیے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔ (۳)

و قوله تعالى: (۴)

۱۔ (سورنہ نساء، آیت ۸۷)۔

۲۔ (سورنہ یوسف، آیت ۱۱۱)۔

۳۔ (مولف کہتے ہیں: انبیاء کے واقعات اور ان کی امتوں میں صاحبان عقل کاملہ کے لیے عبرت (و نصیحت ہے۔ اور قرآن کریم ایسا کلام نہیں ہے جو انسان کی دست رسی میں ہوجائے اور وہ اسے بیان کرے بلکہ وہ تو الہی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو قرآن سے پہلے انبیائے عظام لے کر آئے جیسے توریت، انجیل، زبور وغیرہ اور ان تمام چیزوں کی بھی اس میں تفصیلات موجود ہیں جو دین کے دائرے میں انسانوں کو ضرورت درپیش ہوسکتی ہے۔ فیض کاشانی کی تفسیر صافی سے اقتباس۔ ۱۵، ۴۔ (سورنہ عنکبوت، آیت ۱۴))

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ ان کے درمیان پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے پھر قوم کو طوفان نے اپنی گرفت میں لے لیا کہ وہ لوگ ظالم تھے۔ پھر ہم نے نوح کو اور ان کے ساتھ کشتی والوں کو نجات دی اور اسے عالمین کے لیے ایک نشانی اور قرار دے دیا۔

ان آیات کی وضاحت یہ ہے کہ قوم نوح والے ایک دراز مدت تک بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور انہیں خبر و شر کی توجہ مبذول کرنے کا وسیلہ بھی جانتے تھے اور جہالت و ہوائے نفس کی پیروی میں انہیں ”وَدَّ“، ”سَوَاع“، ”یَغُوْثُ“ اور

”نسر“ جیسے مختلف ناموں سے پکارتے تھے۔ خداوند متعال نے حضرت نوح جو تمام جہات سے فصاحت بیان ، سرشار عقل، مجادلے اور گفتگو میں بہت زیادہ تحمل کرنے والے اور مکمل بصیرت کے حامل تھے ان لوگوں کی طرف بھیجا۔ حضرت نوح - اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے لیکن وہ اپنا رخ موڑ لیتے تھے عذاب الہی سے انہیں ڈراتے دھمکاتے تھے تو وہ اپنی آنکھ، کان اور سر کو بند کر لیتے تھے۔ لیکن حضرت نوح - امید واری کے ساتھ نیک کردار کے ذریعے اور نرمی گفتار کے ساتھ ان کو خدا کی طرف دعوت دینے کے لیے مختلف فنون کو بروئے کار لاتے تھے اور تبلیغ رسالت میں کوشاں رہتے تھے آشکار مزید مخفی طور پر اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے اور کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ جو کچھ ان کے ادراک و فہم کے مطابق ہوا کرتا تھا بیان کرتے تھے انہیں پروردگار کے جلال و قدرت کو یاد دلاتے تھے۔

حضرت نوح - کے مسلسل مبارزہ، حجت اور دلیل و برہان قائم کرنے کے بعد ان کی قوم کے انگشت شمار افراد نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان کی رسالت کی تصدیق کی بقیہ افراد قوم اپنی گمراہی اور شقاوت پر باقی رہے۔ حضرت نوح - جو اولو العزم پیغمبروں میں سے ایک ہیں نو سو پچاس سال اپنی قوم کے درمیان باقی رہے ان کے آزار و اذیت پر صبر کرتے رہے ان کے مسخرے پن کو نظر انداز کرتے رہے کہ شاید اس طویل مدت کے دوران اپنی سرکش و دشمنی سے دست بردار ہو جائیں لیکن آخر کار حضرت نوح - کی امید واری میں کمی واقعی ہوئی اور ان کی وسعت نظر پر ظلمت چھا گئی خدا سے شکایت کی اور اس سے استعانت و مدد طلب کی ہے۔ لہذا حضرت نوح - پر وحی نازل ہوئی کہ ان چند افراد قوم کے علاوہ جو ایمان لائے ہیں اب کوئی دوسرا ایمان نہیں لائے گا لہذا ان کے فعل کی وجہ سے غم زدہ نہ ہو اور رنج و الم کا شکار نہ ہو۔

حضرت نوح - نے اپنی قوم کے افراد کی نفرین و ملامت کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کے درمیان کشتی بنانے کا حکم ہوا اور کشتی حکم پروردگار کے مطابق بنائی گئی۔ خدا نے حضرت نوح کو وحی کی کہ جب میرا حکم ہو اور عذاب کی علامت آشکار ہو تو کشتی میں چلے جاؤ اور اپنے اہل و عیال اور وہ افراد جو تم پر ایمان لائے انہیں بھی اپنے ہمراہ کشتی میں لے جاؤ اور ہر جانور میں سے ایک جوڑا بھی تاکہ فرمان الہی جاری ہو۔ آسمان سے بارش کا سیلاب رواں دواں ہوا اور زمین کے تمام چشمے شدت سے ابلنے لگے اور سیلاب نے ٹیلوں چٹانوں کو اپنے حصار میں لے لیا حضرت نوح - ، ان کے اصحاب اور ان کے رشتہ داروں نے اللہ کا نام زبان پر جاری کیا وہ لوگ کشتی پر سوار ہو گئے۔ نوح نے کشتی کے اوپر سے دریا پر نظر ڈالی تو اپنے فرزند کنعان کو بدبختی کفر میں گرفتار دیکھا وہ اپنے پدر گرامی کے دامن کو چھوڑ کر موت اور موج کے گریبان میں گرفتار ہوا اب کافی باتہ پیر مارتا ہے تاکہ خود کو کسی چٹان یا بلند پہاڑ کے دامن میں پناہ لینے کے لیے پہنچائے لیکن موت پہاڑ ، ٹیلے اور چٹان سے زیادہ نزدیک تھی۔

حضرت نوح - اپنے فطری حکم کے مطابق اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر فریاد بلند کی: اے میرے پیارے بیٹے! کہاں جا رہے ہو؟ تم جہاں کہیں بھی جاؤ گے موت اور ارادہ پروردگار کے احاطے میں ہو۔ لہذا خدا پر ایمان لاکر کشتی میں سوار ہو جاؤ تاکہ خود کو موت سے نجات دو لیکن وہ اتنا زیادہ غرور و تکبر کبر و نخوت میں مبتلا تھا کہ نوح کے جواب میں کہا: مجھے آپ کے کشتی کی ضرورت نہیں ہے میں عنقریب پہاڑ کے دامن میں پناہ گزریں ہو جاؤں گا تاکہ مجھے غرق ہونے سے بچالے حضرت نوح نے آواز دی کہ آج حکم پروردگار اور عذاب الہی کے مقابل میں کوئی بھی حافظ و نگہبان نہیں ہے مگر یہ کہ جس کی ذات کے لیے پروردگار کا (رحم و کرم شامل حال ہو جائے۔) (۱)

مولف کہتے ہیں: مذکورہ آیات جو مختصر طور پر بطور نمونہ ذکر کی گئیں سورہ نساء ۱۲۲ جو من جملہ الہی وعدوں کو بیان کرنے والی ہیں وہ مومنین کے حق میں ہے ، کی آیات ۸۷ اور دوسری روز قیامت کے محکمہ میں ڈرانے دھمکانے کی نشان دہی کرتی ہے۔ مذکورہ آیات کے ذیل میں یہ تاکید کرنا کہ خدا سے زیادہ سچا کون ہے مکمل عقیدہ اور کامل یقین و اطمینان قلب کے ساتھ تصدیق کر کے وہ مذکورہ عنوان کہ جسے پہلی فصل میں بیان کیا کہ قرآن ایسا بولنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا بہت مناسب عنوان ہے۔

سورہ یوسف کی آیت نمبر ۱۱۱ میں جو حضرت یوسف - کے واقعات کی حکایت کرتی ہے کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کے ایجاد کردہ تمام مصائب کے مقابل میں تحمل سے کام لیا جس کے نتیجے میں عزیز مصر ہو گئے کہ جس کا ذکر خود سورہ میں تفصیلاً موجود ہے اور ۱۵ میں مذکور ہے کہ وہ اپنی ، اسی طرح حضرت نوح - کا واقعہ سورہ عنکبوت کی آیات ۱۴ قوم کے درمیان نو سو پچاس سال رہ کر ان لوگوں کو خداوند متعال کی طرف دعوت دی تھی مگر ان کی قوم والوں نے ان کی دعوت قبول نہیں کی پھر طوفان اور کشتی کا واقعہ رونما ہوا کہ جس میں ان کے بیٹے کنعان کے غرق ہونے کا مسئلہ اس قدر نمایاں اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ جس میں ہمیشہ کے لیے کبھی بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اس بنا پر قرآن مجید نے ہر قسم کی خبریں جو گزشتہ صدیوں کے حالات اور انبیاء نیز ان کی امتوں کے متعلق ہیں یا وہ آئندہ کے

لوگوں کے حالات کے متعلق ہمارے لیے بیان کرتا ہے یقیناً وہ گزشتہ افراد کے متعلق محقق ہو چکا ہے۔ اور آئندہ کے متعلق محقق ہوگا۔

لیکن اس سلسلے میں روایات بہت زیادہ ہیں اب ہم معادن وحی و تنزیل سے صادر ہونے والی چند

۱۔ (قصص القرآن، صدر بلاغی سے بطور مختصر اقتباس۔)

روایات آپ کے گوش گزار کرتے ہیں۔

۷۴۳۔ ”وَفِي الْكَافِي بِإِسْنَادِهِ عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْعَزِيزَ الْجَبَّارَ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ كِتَابَهُ وَهُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ فِيهِ خَبْرُكُمْ وَخَبْرُ مَنْ قَبْلَكُمْ وَخَبْرُ مَنْ بَعْدَكُمْ وَخَبْرُ (السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَوْ أَنَّكُمْ مَن يُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ لَتَعَجَبْتُمْ) ” (۱)

کافی میں بطور مسند سماعہ ابن مہران سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق - نے فرمایا: خدائے عزیز و جبار نے تم پر اپنی کتاب نازل کی اور وہ سچا اور خیر پسند ہے نیز اس میں تمہارے متعلق بھی خبر دی گئی ہے اور تم سے پہلے گزشتہ افراد کے متعلق بھی اور تم سے بعد والوں کے متعلق بھی، اس میں آسمان و زمین کی بھی خبر موجود ہے۔ اگر کوئی تمہارے پاس یہ خبریں بیان کرتا تو کیا تم تعجب نہ کرتے۔

۷۴۴۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ الْمِنْقَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (يَقُولُ مَنْ اسْتَكْفَى بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ مِنَ الشَّرِّ إِلَى الْغَرْبِ كُفِّيَ (إِذَا كَانَ بِبَقِيَّةٍ) ” (۲)

کافی میں بطور مسند احمد منقری سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ: میں نے حضرت موسیٰ ابن جعفر - کو کہتے ہوئے سنا: جو شخص قرآن کی ایک آیت کے ذریعے یقیناً او صدق نیت کے ساتھ کفایت طلب کرے تو قرآن اس کے لیے مشرق و مغرب تک تمام مہمات میں کفایت کرے گا۔

۷۴۵۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ (نَزَلَ الْقُرْآنُ أَثَلَاثًا ثَلَاثًا فِينَا وَفِي عَدُونَا وَثَلَاثُ سُنَنٍ وَامْتَالٌ وَثَلَاثُ فَرَائِضٍ وَاحْكَامٌ ” (۳)

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۵۹۹۔)

۲۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۲۳، حدیث ۱۸۔)

۳۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۲۷۔)

اسی کتاب میں اصبغ ابن نباتہ سے منقول ہے کہ ان کا بیان ہے: میں نے حضرت امیر المومنین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: قرآن تین حصوں میں نازل ہوا ہے، اس کا ایک حصہ ہمارے اور دشمنوں کے متعلق ہے اور ایک تہائی حصہ سنن و امثال کے بارے میں ہے اور بقیہ تہائی حصہ فرائض و احکام کے متعلق ہے۔

۷۴۶۔ ”وَفِيهِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) تَعْلَمُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَاحِبَهُ فِي صُورَةِ شَابٍ جَمِيلٍ شَاحِبِ اللَّوْنِ فَيَقُولُ لَهُ الْقُرْآنُ أَمَّا الَّذِي كُنْتَ أَسْهَرْتَ لَيْلِكَ وَأَطْمَأَنْتَ هُوَ أَجْرَكَ وَاجْتَفَقْتَ رَيْفَكَ وَاسْتَلْتَ دَمْعَتَكَ أَدُولَ مَعَكَ حَيْثُمَا أَلْتَ وَكُلَّ بَاخِرٍ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَتِهِ وَأَنَا الْيَوْمَ لَكَ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَةِ كُلِّ تَاجِرٍ وَسَيَأْتِيكَ كِرَامَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَابْشِرْ فَيُوتِيكَ بَأْتِجٍ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ وَيُعْطَى الْأَمَانُ بِبَيْمِينِهِ وَالْخُلْدُ فِي الْجَنَانِ بَيْسَارِهِ وَيُكْسَى حُلَّتَيْنِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ اقْرَأْ وَارْقُ فَكَلَّمَا قَرَأَ آيَةً صَعِدَ دَرَجَةً وَيُكْسَى أَبُوَاهُ حُلَّتَيْنِ إِنْ كَانَا مُؤْمِنِينَ ثُمَّ يُقَالُ لَهُمَا (هَذَا لِمَا عِلْمَتُمَا الْقُرْآنَ - (۱)

حضرت امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ حضرت رسول اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: قرآن حاصل کرو کہ وہ روز قیامت اپنے پڑھنے والوں کے پاس ایک خوب صورت جوان کی شکل و صورت میں آئے گا اور اس سے کہے گا: میں وہی قرآن ہوں جس نے تجھے راتوں رات جگایا اور بیدار رکھا تھا گرم دن کی دوپہر میں تجھے پیاسا رکھا تھا اور تیرا لعاب دہن خشک ہو گیا تھا تیرے آنسو بہ رہے تھے جہاں تو جائے میں تیرے ساتھ جاؤں گا ہر تاجر تجارت میں اپنے نفع میں لگا ہوا ہے اور میں ہر تاجر سے زیادہ تیرے نفع کے خیال میں ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت تیرے شامل حال ہوگی لہذا تجھے خوش

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۰۳۔)

خبری ہو پھر ایک تاج تیرے سر پر لاکر رکھا جائے گا اور امن و امان کا پروانہ دابنے ہاتھ میں ہوگا اور ہمیشہ بہشت میں رہنے کا حکم بائیں ہاتھ میں ہوگا اور دو جنت کے حلے بائیں ہاتھ میں ہوں گے اور اس سے کہا جائے گا: قرآن پڑھو اور اوپر کے درجہ میں جاؤ۔ جب آیت پڑھے گا تو اس کی روح بلند ہوگی اور اس کے والدین بھی دو حلے پہنے ہوں گے اگر مومن ہوں گے تو یہ کہا جائے گا کہ یہ اس کا نتیجہ ہے جو تم نے اپنے بیٹے کو قرآن پڑھایا تھا۔

۷۴۷۔ ”وَفِيهِ بَأْسَنَادُهُ عَنْ مَنْهَالِ الْقَصَابِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَهُوَ شَابٌّ مُؤْمِنٌ اخْتَلَطَ الْقُرْآنُ بِلَحْمِهِ وَدَمِهِ وَجَعَلَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَكَانَ الْقُرْآنُ حَبِيزاً عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ يَا رَبِّ أَنْ كُلَّ عَامِلٍ قَدْ أَصَابَ أَجْرَ عَمَلِهِ غَيْرِ عَامِلِي فَلْيُغْزِمْ عَطَايَاكَ، قَالَ فَيَكْسُوهُ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ حُلَّتَيْنِ مِنْ خُلَلِ الْجَنَّةِ وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْكِرَامَةِ ثُمَّ يَقَالُ لَهُ: هَلْ أَرْضَيْتُكَ فِيهِ؟ فَيَقُولُ الْقُرْآنُ يَا رَبِّ قَدْ كُنْتُ أَرْغَبُ لَكَ فِيمَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيُعْطَى الْأَمْنُ بَيْنَهُ وَالْخُلْدُ بَيْنَسَارِهِ ثُمَّ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ أَفْرَأَ وَأَصْعَدَ دَرَجَةً ثُمَّ يَقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْنَا بِهِ وَأَرْضَيْتُكَ فَيَقُولُ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَرَأَهُ كَثِيراً وَتَعَاهَدَهُ بِمَشَقَّةٍ مِنْ شِدَّةٍ حَفِظَهُ أَعْطَاهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ (أَجْرَ هَذَا مَرَّتَيْنِ) ” (۱)

نیز اسی کتاب میں منہال قصاب سے حضرت امام جعفر صادق - سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو مومن جوانی کی حالت میں قرآن پڑھے گا قرآن اس کے گوشت و خون میں داخل ہو جائے اور خدا اس کو اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے ساتھ رکھے گا اور قرآن اس کو روز قیامت (آتش جہنم کے) عذاب سے روکنے والا بن جائے گا اور کہے گا: اے میرے پروردگار! ہر عمل کرنے والا اجر

۱۔ (کافی، ج ۲، ص ۶۰۳۔ ثواب الاعمال، ص ۱۰۰)۔

تک پہنچ گیا سوائے مجھ ہر عمل کرنے والے کے لہذا اس کو بہترین بخشش عطا کر امام - نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دو حلے پہنائے گا اور اس کے سر پر تاج کرامت رکھے گا کیا ہم نے تجھے راضی کر دیا، قرآن جواب دے گا: اے میرے پروردگار! میں تو اس کے لیے اس سے زیادہ چاہتا ہوں، لہذا خدا اس کو اس کے دابنے ہاتھ میں دے گا اور خلد کو بائیں ہاتھ میں پھر وہ جنت میں داخل ہوگا اس سے کہا جائے گا: قرآن پڑھو اور بلند درجہ حاصل کرو۔ پھر (قرآن سے) کہا جائے گا: ہم نے تجھ پر عمل کرنے والوں کا حق پورا کر دیا اور تجھے راضی کر دیا؟ قرآن کہے گا: اے میرے پروردگار! مجھے ان سے اس سے زیادہ بہتر امیدیں وابستہ تھیں، راوی کا بیان ہے کہ: امام - نے فرمایا: امان نامہ کو دابنے ہاتھ میں اور بہشت کا دائمی پروانہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پھر وہ بہشت میں داخل ہوگا اور اس سے کہا جائے گا کہ ایک آیت پڑھو اور ایک درجہ اوپر جاؤ پھر قرآن کو خطاب کیا جائے گا: اس کی جزا ہم نے عطا کر دی ہے اور تمہیں راضی کر دیا ہے۔ وہ عرض کرے گا: ہاں میرے پروردگار۔

امام - نے فرمایا: جو قرآن کو زیادہ پڑھے گا اور اس کو یاد کرنے میں زیادہ زحمت و مشقت اٹھائے گا تو خداوند متعال اس کو دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

۷۴۸۔ ”وَفِيهِ بَأْسَنَادُهُ عَنْ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جُعِلَتْ فِدَاكَ إِنِّي كُنْتُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فَقُلْتُ مَنِي فَأَذْعُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُعْلَمَنِيهِ قَالَ: فَكَانَ فَرَعٌ لِنَزْلِكَ فَقَالَ عَلَّمَكَ اللَّهُ هُوَ وَإِنَّمَا جَمِيعاً قَالَ وَنَحْنُ نَحْوُ مِنْ عَشْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ السُّورَةُ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ قَدْ قَرَأَهَا ثُمَّ تَرْكُهَا فَتَأْتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ وَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُولُ أَنَا مُنُورَةٌ كَذَا وَكَذَا فَلَوْ أَنَّكَ تَمَسَّكْتَ بِي وَاخْتَذْتَ بِي لَا تَزِلُّكَ هَذِهِ الدَّرَجَةُ فَعَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ لِيَقَالَ: فَلَنْ قَارِئٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ لِيُطْلَبَ بِهِ الدُّنْيَا وَلَا خَيْرَ فِي ذَلِكَ وَمِنْهُمْ (مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ لِيَنْتَفِعَ بِهِ فِي صَلَاتِهِ وَلَيْلِهِ وَنَهَارِهِ) ” (۱)

يعقوب احمر کا بیان ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق - سے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، میں نے قرآن پڑھا تھا مگر اب میں اسے بھول گیا ہوں وہ میرے ذہن سے نکل گیا ہے لہذا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ راوی کا بیان ہے: حضرت میرے اس بیان سے جو میں نے ان کے سامنے ذکر کیا ناراض ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے بھی توفیق دے اور ہم سب کو بھی، راوی کا بیان ہے: ہم لوگ اس وقت گھر کے اندر تقریباً دس آدمی تھے، پھر فرمایا: ہر سورت قرآن اس کے ساتھ ہوگی جس نے اس کو پڑھا اور ترک کر دیا وہ روز قیامت اس کے پاس نہایت اچھی صورت میں آئے گی اور سلام کرے گی اور کہے گی: تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا: میں فلاں سورت ہوں وہ کہے گا: اگر تو مجھ کو پڑھتا رہتا اور مجھ سے تعلق رکھتا تو اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا۔ پھر امام نے فرمایا: قرآن کو اپنے لیے لازم قرار دو جو بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ قاری قرآن کہلاتے ہیں اور ان میں سے بعض افراد تو دنیا طلب کرنے کے لیے قرآن پڑھتے ہیں ان کے لیے اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے اور ان میں سے بعض ایسے افراد ہیں جو قرآن

پڑھتے ہیں تاکہ اپنی نماز میں اور شب و روز اس سے فائدہ اٹھائیں۔
 ۷۴۹ - ”وَفِيهِ بَاسِنَادُهُ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ نَسِيَ سُورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ مُثِّلَتْ لَهُ فِي صُورَةٍ حَسَنَةٍ وَدَرَجَةٍ رَفِيعَةٍ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا رَأَاهَا قَالَ مَا أَنْتَ مَا أَحْسَنْكَ لَيْتَكَ (لِي ؟ فَيَقُولُ أَلَا أَمْ نَعْرِفُنِي ؟) أَنَا سُورَةٌ كَذَا وَكَذَا وَلَوْ لَمْ تَنْسِنِي رَفَعْتُكَ الْإِلَهَ أَذْ ” (۲) ابو بصير سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق - نے فرمایا: جس شخص نے قرآن کی ایک

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۷)۔
 ۲) (گزشتہ حوالہ)۔

سورت بھی فراموش کر دی تو وہ سورت ایک حسین اور خوب صورت شکل میں جنت کے دروازے کے اندر اس کے پاس آئے گی جب وہ اسے دیکھے گا وہ کہے گا: تو کون ہے؟ تو کتنی حسین و جمیل ہے، کاش تو میرے لیے ہوتا تو وہ کہے گی: تو نے مجھے نہیں پہچانا میں فلاں سورت ہوں اگر تو مجھے ترک نہ کرتا تو میں تجھے بلند درجے پر فائز کرتا۔
 ۷۵۰ - ”وَفِيهِ بَاسِنَادُهُ عَنْ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ عَلَى دِينَا كَثِيرًا وَقَدْ دَخَلْنِي مَا كَانَ الْقُرْآنُ يَنْقُلْتُ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ الْقُرْآنُ إِنَّ الْآيَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَالسُّورَةَ لَتَجِبِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى تَصْعَدَ أَلْفَ دَرَجَةٍ يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ فَتَقُولُ لَوْ حَفَظْتَنِي (لَبَلَّغْتُ بِكَ هَاهُنَا ” (۱)

يعقوب احمر سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق - سے عرض کیا: میرے اوپر قرضہ بہت زیادہ ہے اور میں اپنے دل میں اتنے شدید غم و اندوہ میں مبتلا ہوں کہ قرآن میرے ذہن سے نکل گیا ہے میں اسے فراموش کر چکا ہوں؟ حضرت امام صادق - نے فرمایا: قرآن کو ترک نہ کرو قرآن کو ترک نہ کرو، یقیناً اس کی ہر آیت اور اس کی ہر سورت قیامت کے دن آئے گی (اور جنت میں) ہزار درجہ بلند ہوگی۔ پھر کہے گی: اگر تم نے میری حفاظت کی ہوتی تو میں تجھے اس مقام و بلندی پر پہنچا دیتا۔

مولف کہتے ہیں: اس فصل میں مذکورہ آیات و روایات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید تمام قصوں، احادیث، گزشتہ اور آئندہ کے لوگوں کے متعلق جو خبریں بیان کی ہیں وہ عین واقعات پر مبنی ہیں اور وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتا
 ”القرآن هو المحدث الذي لا يكذب“۔ حضرت رسول اکرم (ص) کا ہر دل عزیز مقدس وجو دقرآن مجید کی صراحت

۱) (کافی، ج ۲، ص ۶۰۸)۔

(۱) پیغمبر اکرم کبھی بھی اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتے ان کا کلام وہی وحی الہی ہے جو جبرئیل کے ذریعے آنحضرت (ص) پر نازل ہوا ہے -
 یہاں تک کہ ایک کلمہ بھی اپنی طرف سے اپنی مکمل حیات طیبہ میں کلام نہیں کیا مگر اس آیہ کریمہ کے منطوق کے مطابق: (۲)

تو اب مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والوں کو دو ہم عنقریب انہیں اس طرح گرفتار کریں گے کہ انہیں اندازہ بھی نہ ہوگا اور ہم تو اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ ہماری تدبیر مضبوط ہے۔ خداوند متعال نے تمام اشیاء اور علوم کو اپنے پیغمبر گرامی (ص) کو عطا فرمایا جیسا کہ خطبہ غدیر خم میں ہم اس کی طرف اشارہ کریں گے۔ غدیر خم کہاں ہے؟
 سرزمین سعودی عربیہ دو عظیم شہر مکہ و مدینے کے درمیان دومیل کے فاصلے پر مقام جحفہ جو اہل شام کا میقات ہے ایک مشہور ”خم“ نامی تالاب موجود ہے اور ایسے خشک پہاڑی اور صحرائی علاقے میں پانی موجود ہونے کی اہمیت کی وجہ سے اس کا نام غدیر پڑ گیا، اسی وجہ سے ”غدیر خم“ کو مورخین نے وہ وادی تحریر کی ہے کہ مکہ و مدینہ کے درمیان جحفہ کے نزدیک پیغمبر اکرم نے وہاں خطبہ پڑھا تھا۔
 ”غدیر خم چند ایک جنگلی درخت کی وجہ سے اور وہ پانی جو ایک تالاب کے درمیان ہے قافلے والوں اور رہ گزر افراد کے لیے مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مناسب جگہ ہے۔

۱) (سورنہ نجم، آیت ۰۳)۔

سرزمین ”غدير خم“ ایک خاص جغرافیائی موقعیت کی بھی حامل ہے اس معنی میں کہ مکہ سے واپسی کے وقت اہل مدینہ، اہل مصر اور اہل عراق وہاں ایک دوسرے سے جدا ہوجاتے ہیں اور اس وجہ سے ایک عمومی تقریر کے لیے ایک بہترین اور مناسب جگہ ہے تاکہ تمام لوگوں تک وہ مطالب پہنچ جائیں۔ برسوں سے تمام جغرافیہ دانوں اور مورخین نے ”غدير خم“ کے واقعے کو ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم (ص) نے اس مقام پر ایک خطبے کے ذیل میں حضرت علی ابن ابی طالب - کے فضائل کی وضاحت فرمائی اور ان کی اولویت اور امامت کا ذکر کیا ہے۔ دوسری تعبیر میں ”غدير خم“ کی آفاقی شہرت و اہمیت اسلامی کتابوں میں اس واضح و روشن خطبے کے ذریعے عیاں اور نمایاں ہے جسے پیغمبر اکرم (ص) نے بیان فرمایا ہے نہ یہ کہ خود اس سرزمین کی اپنی خاص اہمیت ہے۔

اسلام میں وہ آئین جس کی ایمان اور عمل صالح پر بنیاد رکھی گئی ہے دو عظیم اور مشہور عید، عید الفطر، عید قربان، عبادی اعمال، تزکیہ نفس اور معرفت الہی حاصل کرنے کے بعد انجام پذیر ہوتی ہے۔ یعنی مسرت اور شکر گزاری ایک وہ توفیق ہے جو بندہ روزہ اور حج جیسے وظیفے کی ادائیگی کے لیے پیدا کرتا ہے۔

بعض دوسری عیدیں اہم تاریخی مناسبت کے واقع ہونے کی بنا پر ہیں جو انسانوں کی ہدایت و کامیابی کا سرچشمہ واقع ہوئی ہیں جیسے عید مبعث اور عید غدير۔ اگر آیام کی اہمیت کو ان کے نمایاں آثار کو جانیں کہ حکم بھی یہی ہے تو بغیر کسی شک و شبہ کے بعثت رسول اکرم (ص) کے بعد روزِ غدير اہم اور عزیز ترین دنوں میں سے ہے نیز عید منانے اور خوشیوں کی یاد تازہ کرنے کے لیے شائستہ ہے کہ در واقع یہ دن بعثت الہی کا استمرار ہے اور اس کا انگیزہ و علت ثقافتی اور معاشرتی ہے اور اس کی تکمیل اور اختتام کا دن عید غدير ہے کیوں کہ عید غدير ایک ایسا دن ہے جو عدالت پھیلانے والے حاکم و رہبر کے لیے شائستہ ترین معین دن ہے اور احکام قرآن کے نفاذ کے لیے بھی۔ عید غدير ایسا دن ہے کہ امت اسلام کی زمام، عدالت محض کے حامل ہاتھوں، آشکار حق اور خالص توحید کے پرچم دار کو سپرد کی جاتی ہے۔

عید غدير ایسا دن ہے کہ جس میں سیاسی اسلام کا فلسفہ محقق ہوتا ہے اور اعلیٰ اسلامی حاکم جسے طول تاریخ میں آئیڈیل اور اسوئہ حسنہ ہونا چاہیے اس کا تعارف ہوتا ہے۔

عید غدير ایسا دن ہے کہ خالق دو جہاں کی طرف سے امارت و امامت علی ابن ابی طالب - پیغمبر اسلام (ص) کی زبان سے پہنچائی گئی اور مسلمانوں سے اس کی معرفت کے سائے میں عہد و پیمان لیا گیا، عظیم اصحاب نے اس منصب کی بنا پر ان کو تبریک و تہنیت پیش کی اور حسان ابن ثابت نے اپنے بہترین اشعار میں اس واقعہ کو نظم کیا۔ معادن وحی و تنزیل سے من جملہ صادق آل محمد حضرت امام جعفر ابن محمد علیہما السلام سے متعدد حدیث روز غدير کے عید ہونے کے متعلق صادر ہوئی ہے اور اس دن روزہ رکھنا سنت ہے نیز مومنین اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنے کے سلسلے میں بھی نقل ہوئی ہے ہم ان میں سے صرف ایک حدیث ذکر کرنے پر اکتفاء کر رہے ہیں۔ ۷۵۱ - سہل ابن زیاد عید الرحمن ابن سالم سے اور وہ اپنے پدر گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق - سے دریافت کیا : کیا جمعہ، عید فطر اور عید قربان کے علاوہ مسلمانوں کے لیے کوئی اور بھی عید ہے؟ فرمایا: ایک دن، حرمت و احترام کے لحاظ سے ان سے زیادہ ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں وہ کون سے عید ہے؟ فرمایا: اس دن جب رسول خدا (ص) نے حضرت علی - کو اپنا خلیفہ بنایا اور فرمایا: ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَى مَوْلَاهُ“ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی - بھی مولا ہیں۔ میں نے عرض کیا: وہ کون سا دن ہے؟ فرمایا: تمہیں اس دن سے کیا کام ہے اور دن تو بدلتا رہتا ہے لیکن اس کی تاریخ اٹھارہ ذی الحجۃ الحرام ہے۔

جب میں نے اس دن کی معرفت حاصل کرلی تو عرض کیا: ہم کو اس دن کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا: اللہ کا ذکر کرو، روزہ رکھو، محمد و آل محمد کا ذکر کرو۔ یقیناً رسول خدا (ص) کہ ان پر اور ان کی آل پر خدا کا درود و سلام ہو انہوں نے امیر المومنین سے تاکید کی کہ اس دن کو عید قرار دیں وہ اپنے اوصیاء کو اس دن عید منانے کی وصیت کرتے تھے چنانچہ (دوسرے انبیاء بھی ایسا ہی کرتے تھے۔) ۱

مولف کہتے ہیں: پیغمبر اکرم (ص) ذی الحجۃ الحرام ۱۰ھ ع ق کے اٹھارہویں دن حجۃ الوداع سے واپس ہو رہے تھے مقام جحفہ کے وسیع صحرا میں جو ایک لاکھ حاجیوں سے زائد افراد کی تعداد سے مملو تھا اپنے بہت ہی بہترین اور جامع بیانات کے ساتھ مشہور و معروف خطبہ غدير کو بیان فرمایا۔ غدير خم کے منظم خطبے کی نورانیت و درخشندگی قرآن مجید کی بہت سی آیات جو اس کے مضامین میں مندرج ہیں تمام اسلامی کتابوں میں ایک خاص امتیاز کی حامل ہے۔ چونکہ ہماری کتاب کی وسعت اس کے تمام جملوں کی وضاحت سے قاصر ہے لہذا ہم اپنی ضرورت کے مطابق حضرت ختمی

مرتبت پیغمبر اکرم (ص)، حضرت امیر المومنین اور اُن حضرت کی اولاد طاہرین بالخصوص مولانا صاحب الزمان - کے مقدس اور ہر دل عزیز وجود جو خاتم الاوصیاء اور روئے زمین پر حجت الہی ہیں ان کے علوم و کمالات کے ذکر پر اکتفا کر کے اس فصل کو ختم کرتے ہیں۔ خطبہ غدیر خم کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے کہ یقیناً ہمارے پیغمبر اکرم کی ملکوتی صدا اور ان کے کلام کا ہر فقرہ ایک چراغ ہے جو تمام اسلامی معاشرے کے لیے راہ کو روشن کرنے والا ہے اور اس کی ہر عبارت ایک ایسی حکایت ہے جو رسالت کے ابلاغ میں صداقت کی حامل ہے اور آئندہ بشریت کے لیے مہربان بھی۔ خالص توحید، کمال عبودیت، پیغمبر (ص) کا تسلیم ہونا، پیغمبری کے وظیفے کو ادا کرنا، امت کے منحرف ہونے کا خوف، اس سے خوف دلانا، مومنین و منافقین کا تعارف کرنا، بعض آیات قرآن سے دلیل و شاہد پیش کرنا، بشارت و انذار، حضرت علی - کی امامت کا بارہا نمایاں طور پر تعارف کرنا نیز ان

۲۸۶، ۱، (الغدیر، ج ۱، ص ۲۸۵)

کی اطاعت کی وصیت کرنا، ان کی نسل سے ائمہ کا ذکر کرنا بالخصوص امام زمانہ مہدی موعود قائم بالحق عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کا ذکر کرنا بالآخر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب - کو بہ عنوان علم نبوی کا مخزن ہونے سے متعارف کرانا ان کا مفسر قرآن اور حق و باطل کی میزان بیان کرنا اور ان کے لیے لوگوں سے بیعت لینا ان مطالب کی فہرست کہ جو مسلمانوں کی حالت کے نگراں رہبر کی طرف سے چند گھنٹے کے خطبے کے ضمن میں بیان ہوئی ہے اور اسے آئندہ لوگوں تک پہنچانے کی بھی وصیت کی ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے تمام اسماء اور اشیاء کے علوم پیغمبر اکرم (ص) کو عطا فرمایا ہے“ ۷۵۲۔ ”قال علیہ السلام معاشر الناس ما من علم الا وقد احصاه الله في وكل علم علمته فقد احصيته في امام المؤمنين، وما من علم الا وقد علمته علياً وهو الامام المبین“ (۱)

۱) (تفسیر قمی، ج ۲، ص ۲۱۲، آیہ کریمہ کے ذیل میں) یوں ایک روایت نقل کی ہے: ”تفسیر صافی، ج ۴، ص ۲۴۷۔

امیر المومنین - سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا: خدا کی قسم! میں امام مبین ہوں جو حق و باطل کو واضح کر کے بیان کرتا ہوں اور اس کا علم مجھے رسول خدا (ص) اور اوصیاء سے ورثہ میں ملا ہے۔ ”وعن امیر المؤمنین“ ع ”انہ قال انا والله الامام المبین ابین الحق من الباطل ورثته من رسول الله و اوصیاء“ ”و فی الصافی عن الباقر عن ابیہ عن جدہ“ ع ”قال لما نزلت هذه الآية على رسول الله“ ص ”قام ابو بكر و عمر و من مجلسهما وقالوا يا رسول الله“ ص ”هو التوراة قال لا قالاهو الانجيل قال لا قالاهو القرآن قال لا قال فاقبل الامير المؤمنين“ ع ”فقال رسول الله“ ع ”هو هذا انه الامام الذي احصى الله فيه علم كل شئ، تفسیر صافی، ج ۴، ص ۲۴۷

تفسیر صافی میں امام محمد باقر - نے اپنے آباء و اجداد سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت رسول خدا (ص) پر نازل ہوئی تو ابوبکر اور عمر اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ص)! کیا امام مبین سے مراد توریت ہے؟ فرمایا: نہیں، عرض کیا: کیا انجیل مراد ہے؟ فرمایا: نہیں، پھر دریافت کیا: کیا قرآن مراد ہے؟ فرمایا: نہیں، اسی اثنا میں امیر المومنین علی - تشریف لائے تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا: وہ امام یہ ہیں ان کی ذات میں اللہ نے ہر شے کے علم کو جمع کر دیا ہے۔ اے لوگو! کوئی علم و دانش ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا اور میں نے اپنے ان تمام علم و دانش کو امام المتقین کی ذات میں جمع کر دیا ہے اور کوئی ایسا علم و دانش ایسا نہیں ہے کہ جسے میں نے علی کو تعلیم نہ دیا ہو اور وہ ایسا امام ہے جو انہیں بیان کرنے والا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں: اس بنا پر حضرت امیر المومنین -، وہ تمام علوم کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اکرم (ص) کو عطا فرمایا اس کے حامل اور وارث ہیں اور اسی طرح اُن حضرت کے بیٹے (ائمہ معصومین) یکے بعد دیگرے آنحضرت (ص) کے تمام علوم کے وارث ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ امام حسن عسکری تک پہنچتا ہے۔ اور ان بزرگوار کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا صاحب العصر و الزمان حضرت مہدی قائم آل محمد - اور ان کے آباء و اجداد تمام انبیاء و اوصیاء اور ان کے اجداد کرام کے علوم کے وارث ہیں اور جو حکم ان سے صادر ہو صادق و مصدق اور وحی الہی پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر پیغمبر رحمت (ص) نے اپنے عظیم الشان خطبے میں ارشاد فرمایا: ۷۵۳۔ ”معاشر الناس تدبروا

الْقُرْآنَ وَافْهَمُوا آيَاتِهِ وَانظُرُوا إِلَى مُحْكَمَاتِهِ وَلَا تَتَّبِعُوا مُتَشَابِهَهُ فَوَاللَّهِ لَنْ يُبَيِّنَ لَكُمْ زَوَاجِرَهُ وَلَا يُوضَحَ لَكُمْ تَفْسِيرَهُ إِلَّا الَّذِي أَنَا اخَذَ بِيَدِهِ وَمُصَدِّعُهُ إِلَى وَشَائِلٍ بَعْضُهُ وَمُعَلِّمُكُمْ: إِنَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلَى مَوْلَاهُ وَهُوَ عَلَى بَنِي أَبِي طَالِبٍ أَخِي وَوَصِيِّ وَمُؤَالَاتِهِ مِنْ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْزَلَهَا عَلَى مَعَاشِرِ النَّاسِ أَنْ عَلِيًّا وَالطَّيِّبِينَ مِنْ وَلَدِي هُمِ الثَّقَلُ الْأَصْغَرُ وَالْقُرْآنُ الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ وَكُلُّ وَاحِدٍ مَنِيئُ عَن صَاحِبِهِ وَمَوَافِقٌ لَهُ لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرْدَا عَلَى الْحَوْضِ هُمْ أَمْنَاءُ اللَّهِ فِي خَلْقِهِ وَحُكْمَانِهِ (فِي أَرْضِهِ ” (١)

۱) (امالی صدوق، ص ۸۲ - کفایۃ الاثر، ص ۱۳۱ - روضۃ الواعظین، ص ۹۴ - احتجاج، ج ۱، ص ۷۴)۔

اے لوگو! قرآن میں غور و فکر کرو اور اس کی آیات کو سمجھو اور اسے درک کرو (یہ نہیں فرمایا: اس کی آیات کو پڑھو)

یعنی صرف پڑھنے پر اکتفا نہ کرو قرآن کے محکمات پر ہمیشہ دقت کرو، اور اس کے متشابہات کی پیروی نہ کرو (یعنی تمہارے لیے جن آیات کے معنی صریح اور واضح مفہوم نہ ہوں)۔ خدا کی قسم! ہرگز کبھی بھی تمہارے لیے قرآن کے محرمات اور منہیات کو روشن نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کی آیات کو تمہارے لیے نمایاں کرے گا سوائے اس شخص کے کہ جس کا میں نے ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھایا ہے اور اب اس کے بازو کو بلند کر کے تمہارے لیے اعلان کرتا ہوں جس جس کا میں مولا و سرپرست اور صاحب اختیار ہوں یہ علی بھی اس کا مولا و سرپرست اور صاحب اختیار ہے۔ وہ علی ابن ابی طالب میرا بھائی اور میرا وصی ہے، وہ ایسا شخص ہے کہ اس سے دوستی اور اس کی نصرت کرنے کے لیے خدائے بزرگ و برتر نے مجھے بتایا ہے۔ اے لوگو! علی اور ان کی اولاد طاہرہ ثقل اصغر ہیں اور قرآن کریم ثقل اکبر ہے ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے موافق ہوں گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا بھی نہ ہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچ جائیں۔

یہ لوگ لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کے امین اور صاحبان حکمت ہیں۔

مِنْ كَلَامٍ لَهُ رُوحِي لَهُ الْفِدَاءُ - وَ عَجَلُ اللَّهِ تَعَالَى فَرَجَهُ الشَّرِيفُ - اَنَا بَقِيَّةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ ٧٥٤ - “قَالَ الصَّدُوقُ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَرَّاقُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ تَخَلَّتْ عَلِيٌّ ابْنِي مُحَمَّدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ الْخَلْفِ مِنْ بَعْدِهِ ، فَقَالَ لِي مُبْتَدَأًا : يَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَا إِلَيَّ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ مِنْ حُجَّةِ اللَّهِ عَلَيَّ لَمْ يَخُلْ الْأَرْضَ مِنْذُ خَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا يُخْلِي خَلْقَهُ ، بَلْ يَدْفَعُ الْبَلَاءَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ ، وَبِهِ يُنْزَلُ الْغَيْثُ وَبِهِ يُخْرَجُ بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالَ قُلْتُ لَهُ : يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ ، فَمَنْ الْأَمَامُ وَالْخَلِيفَةُ بَعْدَكَ ؟ فَتَهَضُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُسْرِعًا فَدْخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ وَ عَلَى عَاتِقِهِ غُلَامٌ كَانَ وَجْهُهُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مِنْ أَبْنَاءِ الثَّلَاثِ سِنِينَ فَقَالَ يَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، لَوْ لَا كَرَامَتُكَ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَ عَلَى حُجَّتِهِ مَا عَرَضْتُ عَلَيْكَ ابْنِي هَذَا أَنَّهُ سَمَى رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَكُنِيَ الَّذِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا كَمَا مَلَأْتَ جُورًا وَ ظَلَمَ يَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ مَثَلُهُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مَثَلُ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَثَلُهُ مَثَلُ ذِي الْقَرْنَيْنِ وَاللَّهُ لَنُبَيِّنَ غَيْبَهُ لَا يَتَحَوَّ فِيهَا مِنَ الْهَلَكَةِ إِلَّا مَنْ ثَبَّتَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى الْقَوْلِ بِأَمَانَتِهِ وَ وَفَّقَهُ فِيهَا لِلدَّعَا بِتَعْجِيلِ فَرَجِهِ فَقَالَ : أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ فَقُلْتُ لَهُ يَا مَوْلَايَ فَهَلْ مِنْ غَلَامَةٍ يَطْمَنُّ إِلَيْهَا قَلْبِي ؟

فَنَطَقَ الْغُلَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ فَصِيحٍ ، فَقَالَ : أَنَا بَقِيَّةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ وَالْمُنْتَقَمُ مِنْ أَعْدَائِهِ فَلَا تَطْلُبْ أَثَرًا بَعْدَ حِينٍ يَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ فَخَرَجْتُ مَسْرُورًا فَرِحًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ عُدْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ يَا بَنَ

رَسُولِ اللَّهِ لَقَدْ عَظُمَ سُورُورِي بِمَا مَنَنْتَ بِهِ عَلَيَّ ، فَمَا السَّنَةُ الْجَارِيَةُ فِيهِ مِنَ الْخَضِرِ وَذِي الْقَرْنَيْنِ ؟ فَقَالَ طُولُ الْغَيْبَةِ يَا أَحْمَدُ ، قُلْتُ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ وَإِنْ غَيَّبْتَهُ لَنَطُولُ ؛ قَالَ أَيْ وَرَبِّي ، حَتَّى يَرْجِعَ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ أَكْثَرَ الْقَائِلِينَ بِهِ وَلَا يَبْقَى إِلَّا مَنْ أَخَذَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَهْدَهُ لَوْلَا بَيْنَا وَكُنْتُ فِي قَلْبِهِ الْأَيْمَانَ وَأَيَّدَهُ بِرُوحٍ مِنْهُ يَا أَحْمَدُ إِسْحَاقَ هَذَا أَمْرٌ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَسِرٌّ مِنْ سِرِّ اللَّهِ وَغَيْبٌ مِنْ غَيْبِ اللَّهِ فَخَذَ مَا أَتَيْتُكَ (وَ اكْتَمَهُ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ تَكُنْ مَعَنَا غَدًا فِي عَلَيْنِ ” (١)

حضرت روحی لہ الفداء عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے کلام میں سے ہے: میں زمین پر بقیۃ اللہ ہوں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ علی ابن عبد اللہ وراق نے روایت کی ہے کہ مجھ سے سعد ابن عبد اللہ نے احمد ابن اسحاق ابن سعد اشعری سے بیان کیا ہے کہ: ایک مرتبہ میں حضرت امام حسن عسکری - کی خدمت میں اس ارادے سے حاضر ہوا کہ دریافت کروں کہ آپ نے اپنا جانشین کس کو مقرر فرمایا ہے: مگر میرے سوال کرنے سے قبل ہی آپ نے فرمایا: اے احمد ابن اسحاق! اللہ تعالیٰ نے خلقتِ آدم - سے یوم قیامت تک زمین کو اپنی حجت سے کبھی خالی نہ چھوڑا تاکہ اس کی وجہ سے اہل زمین کی بلائیں دور کرتا رہے، اس کی وجہ سے پانی برساتا رہے، اس کی وجہ سے زمین سے

برکتیں ظاہر فرماتا رہے۔ راوی کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ! پھر آپ کے بعد امام و خلیفہ کون ہوگا؟ یہ سن کر آپ اٹھے، گھر میں داخل ہوئے اور جب واپس آئے تو آپ کے دوش مبارک پر تقریباً ایک تین سالہ بچہ تھا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منور تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے احمد ابن اسحاق! اگر اللہ اور اللہ کی حجت کی نظر میں تمہاری کوئی وقعت نہ ہوتی تو میں اپنے اس بچے کو تمہارے سامنے نہ لاتا۔ یہ بچہ وہ ہے جس کا نام اور جس کی کنیت خود (ہمارے جد امجد) رسول اللہ تجویز فرما گئے تھے۔ یہی زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۳۲۷۔ معجم احادیث الامام المہدی، ج ۴، ص ۲۶۸۔)

اے احمد ابن اسحاق! اسے بچے کی مثال اس اُمت میں خضر - کی طرح اس کی مثال ذوالقرنین کی مثال ہے۔ خدا کی قسم، اس کی یقیناً ایسی غیبت ہوگی کہ جس میں ہلاکت سے نجات وہی پائے گا جس کو اللہ تعالیٰ اس کی امامت پر ثابت قدم رکھے گا اور اس امر کی توفیق دے گا کہ وہ اس کی غیب کے زمانے میں تعجیل ظہور کے لیے دعا کرتا رہے گا۔ احمد ابن اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: مولا و آقا! کیا کوئی ایسی علامت بھی ہے جس سے میرا قلب مطمئن ہو جائے؟

یہ سن کر اُس بچے نے فصیح عربی زبان میں فرمایا: سنو! میں اللہ کی زمین پر اللہ کی طرف سے باقی رہنے والا ہوں، میں اللہ کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں۔ اور اے احمد ابن اسحاق! اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کرو۔ احمد ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پھر میں وہاں سے خوش خوش نکلا۔ اور دوسرے دن پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: فرزند رسول (ص)! آپ نے (اپنے جانشین کی زیارت کرا کے) مجھ پر احسان فرمایا ہے اس سے مجھے بے حد خوشی ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ ان میں حضرت خضر - اور حضرت ذوالقرنین کی کیا صفات ہونگی؟ آپ نے فرمایا: طویل غیبت۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول (ص)! کیا ان کی غیبت بہت طویل ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! اتنی طولانی غیبت ہوگی کہ اکثر لوگ جو ان کی امامت کے قائل ہوں گے وہ بھی اپنے قول سے پھر جائیں گے، صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کا اقرار لے لیا ہوگا، جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو نقش کر دیا ہوگا، اور جن کی مدد روح القدس کے ذریعے فرمائی ہوگی۔

اے احمد ابن اسحاق! یہ قدرت کے کرشموں میں سے ایک کرشمہ، اللہ کے اسرار میں سے ایک راز اور اللہ کے غیوب میں سے ایک غیبت ہے۔ میں نے جو کچھ بتایا ہے اُسے یاد رکھنا، دل میں پوشیدہ رکھنا، خدا کا شکر ادا کرتے رہنا، تم کل کے دن علیین کے درجے میں ہو گے۔ ۷۵۵۔ ”وَفِي كَمَالٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : اُولَ مَا يَنْطِقُ بِهِ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ يَخْرُجُ هَذِهِ الْآيَةِ فَلَا يُسَلِّمُ (عَلَيْهِ مُسَلِّمٌ اَلَا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللَّهِ فِي اَرْضِهِ ” (۱)

کمال الدین صدوق علیہ الرحمہ میں روایت نقل ہوئی ہے کہ : سب سے پہلا کلام جو حضرت ظہور فرمانے کے بعد کریں گے اسی آیت (اللہ کی طرف کا ذخیرہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تم صاحب ایمان ہو) کی تلاوت فرمائیں گے۔ پھر اپنا تعارف کرائیں گے کہ میں بقیۃ اللہ، اللہ کی حجت، اور اس کا تمہارے لیے خلیفہ و جانشین ہوں پھر چاروں طرف سے لوگ انہیں آکر ان الفاظ کے ساتھ سلام کریں گے۔

ومن کلام له رُوحی و روح العالمین فداہ اَنَا الْقَائِمُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ (ص) ۷۵۶۔ ”قَالَ شَيْخُنَا الْأَجَلُ الصَّدُوقُ قَدَسَ سِرُهُ وَ سَمِعْنَا شَيْخًا مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ يُقَالُ لَهُ أَحْمَدُ بْنُ فَارِسِ الْأَدِيبِ يَقُولُ سَمِعْتُ يَهْمَدَانَ حِكَايَةً حَكَيْتُهَا كَمَا سَمِعْتُهَا لِبَعْضِ إِخْوَانِي فَسَأَلَنِي أَنْ أَتَبَيَّنَهَا لَهُ بِخَطِّي وَلَمْ أَجِدْ أَلَى مُخَالَفَتِهِ سَبِيلًا وَقَدْ كَتَبْتُهَا وَعَهَّدْتُهَا عَلَى مَنْ حَكَاهُ

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۳۳۱۔ معجم احادیث الامام المہدی، ج ۳، ص ۴۹۳، ج ۵، ص ۱۷۵۔)

وَذَلِكَ أَنَّ يَهْمَدَانَ نَاسًا يَعْرِفُونَ بَنِي رَاشِدٍ وَهُمْ كُلُّهُمْ يَتَشَبَّهُونَ وَمَذْهَبَهُمْ مَذْهَبُ أَهْلِ الْأِمَامَةِ فَسَأَلَتْ عَنْ تَشْبِيعِهِمْ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ هَمْدَانَ ؟ فَقَالَ لِي شَيْخٌ مِنْهُمْ رَأَيْتُ فِيهِ صَلَاحًا وَ سَمْعًا : أَنَّ مَسَبِّبَ ذَلِكَ أَنَّ جَدَّنَا الَّذِي نَنْتَسِبُ إِلَيْهِ خَرَجَ حَاجًّا ، فَقَالَ أَنَّهُ لَمَّا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ وَ سَارُوا مَنَازِلَ فِي آلِ أَبِيهِ قَالَ فَتَشَطَّتْ فِي النَّزُولِ وَالْمَشْيِ ، فَمَشَيْتُ طَوِيلًا حَتَّى أَعْيَيْتُ وَ نَعَسْتُ ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي إِنَّمَا نَوْمَةٌ تَرِيحُنِي ، فَذَا جَاءَ أَوَاخِرُ الْقَائِلَةِ قُمْتُ ، قَالَ : فَمَا انْتَبَهْتَ إِلَّا بِحَرِّ الشَّمْسِ وَلَمْ أَرِ أَحَدًا فَتَوَحَّشْتُ وَلَمْ أَرِ طَرِيقًا وَلَا أَثَرًا

فَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَقُلْتُ أَسِيرُ حَيْثُ وَجَّهَنِي وَمَشَيْتُ غَيْرَ طَوِيلٍ فَوَقَعْتُ فِي أَرْضِ خَضِرَاءٍ نَظَرَاءٍ كَانَتْهَا قَرْيَةٌ عَهْدٌ مِنْ غَيْثٍ وَإِذَا تَرَبَّتْهَا أَطْيَبُ ثُرْبَةٍ ، وَنَظَرْتُ فِي سَوَاءِ تِلْكَ الْأَرْضِ أَى وَسْطِهَا إِلَى قَصْرِ يُلُوحُ كَأَنَّهُ سَيْفٌ ، فَقُلْتُ لَيْتَ شِعْرِي مَا هَذَا الْقَصْرِ الَّذِي لَمْ أَعْهَدْهُ وَلَمْ أَسْمَعْ بِهِ فَقَصْدُهُ فَلَمَّا بَلَغْتُ أَلِ أَبِی رَأَيْتُ خَادِمِينَ أَبْيَضِينَ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمَا فَرَدَّا رَدًّا جَمِيلًا ، وَقَالَ إِيَّاهُ فَقَدْ أَرَادَ اللَّهُ بِكَ خَيْرًا ، فَقَامَ أَحَدُهُمَا وَدَخَلَ وَاحْتَسَبَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ فَمُ فَاذْخُلْ فَدَخَلْتُ قَصْرًا لَمْ أَرْتَأْ أَحْسَنَ مِنْ بَنَانِهِ وَلَا أَضْوَأَ مِنْهُ ، فَتَقَدَّمَ الْخَادِمُ إِلَى سِتْرِ عَلَى بَيْتٍ فَرَفَعَهُ ، ثُمَّ قَالَ لِي ادْخُلْ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ ، فَإِذَا فَتًى جَالِسٌ فِي وَسْطِ الْبَيْتِ وَقَدْ عُلِقَ فَوْقَ رَأْسِهِ سَيْفٌ طَوِيلٌ تَكَادَ ظِلُّهُ تَمَسُّ رَأْسَهُ أَى طَرَفُهُ ، وَالْفَتَى كَأَنَّهُ بَدْرٌ يُلُوحُ فِي ظُلَامٍ ، فَسَلَّمْتُ فَرَدَ السَّلَامَ بِالطَّفِ كَلَامٍ وَأَحْسَنَةً ، ثُمَّ قَالَ لِي أَتَدْرِي مَنْ أَنَا ؟ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ ، فَقَالَ أَنَا الْقَائِمُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ (ص) ، أَنَا الَّذِي أَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِهَذَا السَّيْفِ وَأُشَارُ إِلَيْهِ فَأَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئْتُ جَوْرًا وَظُلْمًا فَسَقَطْتُ عَلَى وَجْهِی وَتَغَفَّرْتُ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ إِرْفَعْ رَأْسَكَ أَنْتَ فَلَا مِنْ مَدِينَةٍ بِالْجَبَلِ يُقَالُ لَهَا هَمْدَانُ فَقُلْتُ صَدَقْتَ يَا سَيِّدِي وَمَوْلَايَ ، قَالَ: فَتَحَبَّ أَنْ تُؤَوِّبَ إِلَى أَهْلِكَ؟

فَقُلْتُ نَعَمْ يَا سَيِّدِي وَأُبَشِّرُكُمْ بِمَا آتَاخُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لِي فَأَوَّمَا إِلَيَّ الْخَادِمُ فَأَخَذَ بِيَدِي وَتَوَلَّيْتُ صِرَّةً وَخَرَجَ وَمَشَى مَعِيَ خُطَوَاتِ فَنَظَرْتُ إِلَى طِلَالٍ وَأَشْجَارٍ وَمِنَارَةٍ مَسْجِدٍ ، فَقَالَ ، أَتَعْرِفُ هَذَا الْبَلَدَ ؟ فَقُلْتُ إِنَّ بَقَرَبَ بَلَدِنَا بَلَدَةٌ تُعْرَفُ بِاسْمِ أَبَادٍ وَهِيَ تَشْبَهُهَا قَالَ فَقَالَ هَذِهِ اسْتَدَّ أَبَادُ امْضِ رَاشِدًا فَالْتَفَتْتُ فَلَمْ أَرَهُ وَإِذَا فِي الْمَصْرَةِ أَرْبَعُونَ أَوْ خَمْسُونَ دِينَارًا فَوَرَدَتْ هَمْدَانُ وَجَمَعَتْ أَهْلِي وَ (بَشَّرْتُهُمْ بِمَا يَسِّرُهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لِي وَلَمْ تَزَلْ بِخَيْرٍ مَا بَقِيَ مَعَنَا مِنْ تِلْكَ الذَّنَائِيرِ ” (۱)

امام زمانہ - روحی ارواح العالمین لہ الفداء کا یہ قول بھی ہے میں قائم آل محمد (ص) ہوں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ ناقل ہیں کہ میں نے اپنے استاد بزرگوار جو اہل حدیث میں سے ہیں جنہیں لوگ احمد ابن فارس ادیب کے نام سے جانتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے بعض اصحاب حدیث سے یہ روایت سنی ہے کہ ہمدان میں کچھ لوگ تھے جو بنی راشد کے نام سے پہچانے جاتے تھے جو سب کے سب شیعہ تھے میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ ہمدان کی آبادی میں تم لوگ شیعہ کیسے ہو؟

اُن میں سے ایک نے کہا: ”جو بظاہر مرد صالح بزرگ معلوم ہوتے تھے“ کہ ہم لوگوں کے شیعہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہمارے جدِ اعلیٰ جن کی طرف ہم لوگ منسوب ہیں، ایک مرتبہ حج کے لیے گئے۔ جب حج کر کے واپس ہوئے اور ان کا قافلہ صحرا کی منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھا تو (اُن کا بیان ہے کہ) چونکہ میں پا پیادہ بہت سفر کر چکا تھا اور کافی تھک چکا تھا اس لیے سوچا کہ میں قافلے کے

۱) (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۵۳ - معجم احادیث الامام المہدی -، ج ۴، ص ۴۲۷)۔

اگلے حصے میں رہوں تاکہ کچھ آرام کر لوں اور آنکہ جھپکالوں تو پھر قافلے کے آخری حصے میں ساتھ ہوجاؤں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور سو گیا۔ جب آنکہ کھلی تو آفتاب سر پر تھا اور قافلہ آگے جا چکا تھا۔ قریب و نزدیک کوئی نظر نہ آیا تو مجھے بڑی وحشت ہوئی مگر میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور دل میں کہا، میں تنہا ہی چلتا ہوں جدھر اللہ چاہے لے جائے۔ تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ مجھے ایک سرسبز و شاداب خطہ نظر آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ابھی کچھ دنوں پہلے یہاں بارش ہوئی ہے جس کی وجہ سے موسم بھی خوش گوار ہے اور خطہ بھی سرسبز و شاداب نظر آ رہا ہے۔ پھر میں نے نظر دوڑائی تو دیکھا کہ اس خطے میں ایک قصر ہے جو تلوار کی طرح چمک رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ کاش معلوم ہوتا کہ یہ قصر کیسا (اور کس کا) ہے، میں نے تو اس خطے میں نہ کبھی کوئی قصر دیکھا ، نہ کسی سے سنا۔ چنانچہ میں قصر کی طرف چل دیا، جب اس کے دروازے پر پہنچا تو وہاں دو گورے رنگ کے خادم موجود تھے ، میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب سلام دیا اور کہا: اللہ تمہارا بھلا کرے، بیٹھ جاؤ۔ اُن میں سے ایک اندر گیا، تھوڑی دیر میں واپس آکر کہنے لگا: اُٹھو اور اندر آجاؤ۔

میں اندر گیا تو دیکھا کہ عجیب و غریب خوش نما عمارت ہے کہ آج تک ایسی عمارت دیکھنے میں نہیں آئی۔

اتنے میں ایک خادم نے آگے بڑھ کر ایک کمرے کا پردہ اُٹھایا اور کہا: اندر چلیے۔ میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک جوان کمرے کے وسط میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک لمبی سی تلوار لٹک رہی ہے جو اُس جوان کے سر سے مس ہوا چابٹی ہے اور اُس کا چہرہ اندھیرے میں چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے اُسے سلام کیا، اس نے جواب سلام بھی بہت شفقت و محبت سے دیا۔

پھر کہا: تم جانتے ہو، میں کون ہوں؟

میں نے کہا: خدا کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا: میں قائم آل محمد (ص) ہوں۔ میں وہ ہوں جو آخری زمانہ میں اس تلوار

کے ساتھ ظہور کروں گا۔ (یہ کہہ کر اُس تلوار کی طرف اشارہ کیا) اور زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دوں گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ یہ سن کر میں قدم چومنے کے لیے منہ کے بل گر پڑا۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، اپنا سر اٹھاؤ، (پھر فرمایا:) تمہارا نام یہ ہے اور تم پہاڑی علاقے کے اس شہر کے رہنے والے ہو جس کو ہمدان کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں، میرے مولا و آقا! آپ نے سچ فرمایا۔

پھر فرمایا: کیا تم اپنے اہل و عیال میں جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، میرے مولا، میں اُن سب کو بتاؤں گا کہ اللہ کے فضل سے مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔

یہ سن کر آپ نے خادم کو اشارہ کیا، اُس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک تھیلی دی۔ ابھی وہ میرے ساتھ چند ہی قدم چلا تھا کہ مجھے درخت اور مسجدوں کے مینار نظر آئے۔ خادم نے پوچھا: تم اس شہر کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: یہ تو ایسا ہی شہر ہے جیسا ہمارے شہر کے قریب ایک مشہور شہر ”اسد آباد“ ہے۔

اُس نے کہا: ہاں یہ وہی اسد آباد ہے۔ اب تم جاؤ اور راستہ نہ بھولو گے۔ اب جو میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ خادم غائب تھا۔ پھر میں شہر اسد آباد میں داخل ہوا اور وہ تھیلی کھولی تو اس میں پچاس یا چالیس سرخ دینار تھے۔ وہاں سے میں ہمدان چلا آیا اور اپنے پورے کنبے کو جمع کیا اور ان سب کو بتایا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کیا عنایت فرمائی ہے۔ پھر جب تک وہ دینار ہمارے پاس رہے بہت ہی خوشحالی میں زندگی بسر ہوتی رہی۔

و من کلام لہ روحی الفداء تتفصل عن قریب الی قریة اهلها جميعا من الشيعة ٧٥٧۔ ”من کلام مولانا الحجة المنتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجه لرجل صاحبہ المولیٰ علی الرشتی من تلامذہ المرحوم السيد الميرزا الشيرازي الکبير قدہ فی حکایہ لہ وھی السابعة و الأربعون من حکایات جنۃ المأویٰ للشيخ الاجل النوري رحمہ اللہ قال: قال الشيخ الرشتی رجعت مرة من زیارة ابي عبد اللہ الحسين عليه السلام عازماً للنجف الاشرف من طریق الفرات، فلما ركبنا فی بعض السفن الصغار التي كانت بین کربلا و طويرج، رأيت أهلها من أهل الحلة، و من طويرج تفرق طریق الحلة و النجف، و اشتغل الجماعة باللهو و اللعب و لا لمزاح و رأيت واحداً منهم لا يدخل فی عملهم، عليه آثار السكينة و الوفاء، و لا يمزاح و لا يضاحك و كانوا يعيرون علی مذهبه و يقدحون فيه، و مع ذلك كان شريكاً فی أكلهم و شربهم فتعجبت منه الی أن وصلنا الی محل كان الماء قليلاً فأخرجنا صاحب السفينة فکنا نمشي علی شاطئ النهر

فاتفق اجتماعي مع هذا الرجل فی الطريق؟ فسألته عن سبب مجانبتہ عن اصحابه و ذمهم إياه و قدجهم فيه؟ فقال هؤلاء من أقربائی من أهل السنة، و ابی منهم و أمی من أهل الأيمان و كنت أيضاً منهم، ولكن الله من علی بالتشيع ببركة الحجة صاحب الزمان عليه السلام، فسألت كيفية إيمانه، فقال اسمی یاقوت و أنا أبيع الذهن عند جسر الحلة، فخرجت فی بعض السنين لطلب الذهن من أهل البراری خارج الحلة، فبعدت عنها بمرآجل الی أن قضیت و طری من شراء ما كنت اريدہ و حملته علی جماری، و رجعت مع جماعة من أهل الحلة، و نزلنا فی بعض المنازل و نمنا و انتهیت فما رأیت أحداً منهم و قد ذهبوا جميعاً و كان طریقنا فی بزية ففردت سباع كثيرة، لیس فی أطرافها معمورة الا بعد فراسخ كثيرة، ففقت و جعلت الحمل علی الجمار و مشیت خلفهم فضل عنی الطريق و بقيت متحيراً خائفاً من السباع و العطش فی یومه، فأخذت استغيث بالخلفاء و المشايخ و أسألهم الا عانة و جعلتهم شفعانی عند الله تعالی و تضرعت كثيراً فلم یظهر منهم شیء، فقلت فی نفسی: انی سمعت من امی أنها كانت تقول: ان لنا إماماً حياً یکنی أبا صالح، یُرشد الضال و یغیث الملهوف و یعین الضعیف فعاهدت الله تعالی ان استغثت به فانما اتنی ان أدخل فی دین امی فنادیته و استغیث به، فاذا شخص فی جنبي و هو یمشي معی و علیه عما مة خضراء قال رحمه الله وأشار الی نبات خافة النهر، و قال كانت خضرتها ای العمامة مثل خضرة هذا النبات ثم دلنی علی الطريق و أمرنی بالدخول فی دین امی، و ذکر کلمات نسیتها، و قال ستصل عن قریب الی قریة أهلها جميعاً من الشيعة قال فقلت یا سیدی أنت لاتحیی معی الی هذه القرية؟ فقال ما معناه: لا، لانه استغاث بی ألف نفس فی أطراف البلاد اريد أن اغیثهم، ثم غاب عني، فما مشیت الا قليلاً حتى وصلت الی القرية و كانت فی مسافة بعيدة، و وصل الجماعة الیها لها بعدی بیوم فلما دخلت الحلة ذهبت الی سيد الفقهاء السيد مهدي القزويني طاب ثراه و ذكرت له القصة فعلمنی معالم دینی، فسألت منه عملاً أتوصل به الی لقائه عليه السلام مرة أخرى فقال، زر أبا عبد الله عليه السلام أربعين ليلة الجمعة، قال فكنن أزوره من الحلة فی لیالی الجمعة الی أن بقی واحدة، فذهبت من الحلة فی یوم الخميس، فلما وصلت الی باب البلد فاذا جماعة من أعوان الظلمة یطالبون الواردين التذكرة و ماكان عندی تذكرة و لا قیمتها فقیفت متحيراً و الناس متزاحمون علی الباب فأردت مراراً ان اتخفی و اجور عنهم فما تيسر لی و اذا بصاحبی صاحب الامر عليه السلام فی زی لباس طلبة الأعاجم علیه عمامة بیضاء فی داخل البلد فلما رأیته استغثت به فخرج و اخذنی معه و ادخلني من الباب فما رأني احداً، فلما دخلت البلد أنقذت من بین الناس و بقيت متحيراً علی (قراة عليه السلام ” ١)

ہمارے آقا و مولا حجت منتظر - کے اقوال میں سے یہ ہے، ایک شخص جناب مولا علی رشتی علیہ الرحمہ جو سید بزرگوار آقا مرزا محمد حسن شیرازی کے من جملہ شاگردوں میں سے تھے جو مرزا بزرگ کے نام سے مشہور تھے اور

وہ ان کے دوست تھے ایک حکایت میں جسے شیخ مرزا حسین نوری نے حکایت نمبر ۴۵ کے ذیل میں جنت الماویٰ میں نقل کیا ہے ان کا بیان ہے: مولا علی رشتی کہتے ہیں: ایک دن میں زیارت حضرت ابا عبد اللہ الحسین کی زیارت سے فارغ ہو کر فرات کے راستے سے نجف اشرف کی طرف واپس ہو رہا تھا (ان کی زیارت سے مشرف ہونے والوں پر ہزاروں درود و سلام ہو) اس وقت ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار ہو گیا کہ جس میں سب لوگ حلّہ کے رہنے والے تھے اور طویرج سے نجف و حلّہ کا راستہ جدا ہوجاتا تھا، میں نے دیکھا کہ وہ ساری جماعت لہو و لعب میں مشغول ہے سوائے ایک شخص کے جو اس ہنسی مذاق سے بالکل علیحدہ اور پُرسکون ہے یہاں تک کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اس

۱۔ (بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۲۹۳۔ الزام الناصب، ج ۲، ص ۷۰۔)

کے یہاں وقار و سکون کے آثار نمایاں ہیں وہ ان کے اعمال میں شریک نہیں ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہم آہنگ بھی نہیں ہوتا ہے نہ ہی وہ مذاق کرتا ہے نہ ہی ہنستا ہے اور وہ لوگ اس کے مذہب کی نسبت سے اس پر اعتراض اور تنقید کرتے ہیں، اس کے باوجود اس کے ساتھ آپس میں کھانے پینے میں شریک ہیں، میں بہت تعجب میں تھا، یہاں تک کہ ہم لوگ ایک ایسی جگہ پہنچے کہ وہاں نہر کا پانی کم تھا لہذا کشتی حرکت نہیں کر رہی تھی (ناچار) صاحب کشتی نے ہم سب کو کشتی سے اتار دیا اور ہم لوگ نہر کے کنارے پا پیادہ چلنے لگے۔

اتفاق سے میں اس شخص کے کنارے قرار پایا، ہم لوگ ہمراہ ہوئے اور میں نے اس سے اپنے دوستوں سے کنارہ گیری کی وجہ دریافت کی اور اس بات کا سبب بھی معلوم کیا کہ کیوں وہ لوگ اعتراض اور ملامت کر رہے تھے؟ جواب دیا: یہ لوگ میری قوم کے رشتہ داروں میں سے ہیں اور اہل سنت و الجماعت ہیں اور میرا باپ بھی انہی لوگوں میں سے ہے لیکن میری ماں اہل ایمان اور شیعہ ہے میں خود بھی سنی اور انہیں کے مذہب پر تھا مگر خدائے عزوجل نے میرے اوپر احسان فرمایا اور حضرت حجت - (صلوات اللہ علیہ) کی برکت سے شیعہ ہو گیا (اس وجہ سے یہ لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں) یہ سن کر میں نے اس کے ایمان قبول کرنے کی کیفیت دریافت کی تو اس نے بیان کیا: میرا نام یاقوت ہے اور مشغلہ گھر کی تجارت ہے۔ ایک سال مال کی خریداری کے لیے میں حلّے سے باہر دیہات میں گیا ہوا تھا واپسی میں حلّے کے رہنے والوں کے ساتھ ایک جگہ آرام کرنے کے لیے ہم سب اترے اور سو گئے جب میں اٹھا تو دیکھا کہ سب چلے گئے ہیں کسی کا پتہ نہیں جلدی میں میں نے اپنا سامان اپنی سواری پر رکھا اور ساتھیوں کا پیچھا کیا مگر غلط راستہ پر پڑ گیا کہ کیا کروں پیاس کی شدت، درندوں کا خوف اس حالت میں تضرع و زاری کے ساتھ میں نے خلفاء و مشائخ (استاذہ) سے فریاد کرنا شروع کی مگر کچھ نہ ہوا اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں نے اپنی والدہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے امام زندہ ہیں ان کی کنیت ”ابو صالح“ ہے وہ گم گشتہ راہ کو راستہ بتا دیتے ہیں، بے کس و بے بس کی فریاد کو پہنچتے ہیں ضعیفوں کی مدد کرتے ہیں لہذا میں نے خدا سے یہ عہد کیا کہ ان سے استغاثہ کرتا ہوں اگر انہوں نے مجھ کو نجات دے دی تو اپنی ماں کے مذہب میں داخل ہوجاؤں گا اس کے بعد میں نے ان کو پکارا اور فریاد کی یکایک دیکھا کہ ایک صاحب میرے ہمراہ چل رہے ہیں جن کے سر پر سبز عمامہ ہے (راوی کا بیان ہے: وہ سبزہ زار جو نہر کے کنارے اُگے ہوئے تھے اشارہ کیا کہ ان کا عمامہ انہیں سبزہ زار کی طرح سبز تھا) انہوں نے مجھ کو راستہ بتایا اور ماں کا مذہب اختیار کرنے کا حکم دیا اور بعض کلمات بھی ارشاد فرمائے کہ جنہیں میں فراموش کر چکا ہوں۔

اور فرمایا: تم بہت جلد ایک ایسی بستی میں پہنچ جاؤ گے کہ جہاں کے رہنے والے سب شیعہ ہیں اس وقت میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! کیا آپ میرے ہمراہ اس آبادی تک نہیں چلیں گے؟ ایک بات کہی جس کا مطلب یہ تھا، نہیں، کیوں کہ بہت سے شہروں کے اطراف میں ہزاروں انسان مجھ سے استغاثہ و فریاد کر رہے ہیں جن کی فریاد رسی کے لیے مجھ کو پہنچنا ضروری و لازمی ہے یہ فرما کر وہ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ لیکن ابھی میں نے مختصر سا راستہ طے کیا تھا کہ آبادی میں پہنچ گیا حالانکہ مسافت بہت طولانی تھی اور میرے ساتھ والے افراد ایک دن بعد وہاں پہنچے۔ پس جب ہم حلّہ آگئے تو میں سید الفقہاء سید مہدی قزوینی طاب ثراہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مکمل واقعہ بیان کیا انہوں نے مجھے معالم دین اور تمام احکام تعلیم فرمائے، اس کے بعد میں نے ایسا عمل بھی ان سے دریافت کیا جو میرے لیے دوبارہ حضرت کی زیارت کی توفیق کا وسیلہ ہوجائے؟ جواب دیا: چالیس شب جمعہ امام حسین - کی زیارت کرو چنانچہ میں نے یہ عمل شروع کر دیا کہ زیارت شب جمعہ کے لیے حلّے سے کربلا جاتا تھا جب ایک روز باقی رہ گیا تو میں جمعرات کے دن کربلا کی طرف روانہ ہوا شہر کے دروازہ پر پہنچ کر میں نے دیکھا کہ سرکاری جانچ کرنے والے آنے والوں سے داخل ہونے کے لیے اجازت کے کاغذات کا مطالبہ کر رہے ہیں جو میرے پاس نہ تھے میں متحیر ہوا کہ کیا کیا جائے

دروازہ پر ہجوم تھا اندر جانے والے لوگ ایک دوسرے کے مزاحم ہو رہے تھے چند مرتبہ میں نے چاہا کہ چھپ کر نکل جاؤں مگر موقع نہ مل سکا اسی حالت میں، میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب الامر - اندر تشریف فرما ہیں دیکھتے ہی میرے دل نے فریاد کی حضرت بابر تشریف لے آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اس طرح داخل کر دیا کہ کسی نے مجھ کو نہ دیکھا اس کے بعد جو میں نے نظر کی تو حضرت کو نہ پایا اور ان کی جدائی کی حسرت میں متحیر رہ گیا۔

مولف کہتے ہیں: حضرت سے استغاثہ و فریاد کرنا اور انہیں یا ابا صالح کہہ کر پکارنا بہت زیادہ مجرب ہے لیکن یہ عمل صرف صحرا میں گم ہونے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہم سب ہر حالت میں گمراہی میں ہیں اور دین میں گمراہی کا پایا جانا راستے کی گمراہی سے بدتر ہے کیوں کہ دین میں گمراہی کا ہونا دائمی ہے برخلاف راستے میں گمراہی کے کہ اس کا زمانہ مختصر ہے ممکن ہے کہ وہاں چند لمحات کے بعد راستہ مل جائے۔

۷۵۸ - ”وفی کمال الذین للصدوق علیہ الرحمة: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حِصَامِ الْكَلِينِي قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكَلِينِي عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعُمَرِيَّ أَنْ يُوصِلَ لِي كِتَابًا قَدْ سَأَلْتُ فِيهِ عَنْ مَسَائِلَ اشْكَلْتُ عَلَى قَوْرَدَتٍ فِي التَّوْقِيعِ بِحُطِّ مَوْلَانَا صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَا سَأَلْتُ عَنْهُ أَرْشَدَكَ اللَّهُ وَتُبَّتْكَ مِنْ أَمْرِ الْمُنْكَرِينَ لِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِنَا وَبَنِي عَمَّنَا فَلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَبَيْنَ أَحَدٍ قَرَابَةٌ، وَمَنْ أَنْكَرَنِي فَلَيْسَ مِنِّي وَسَبِيلُهُ سَبِيلُ ابْنِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَا سَبِيلُ عَمِّي جَعْفَرٍ وَوَلَدِهِ فَسَبِيلُ أَحْوَةَ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَا الْفَقَاحُ فَشَرُّهُ حَرَامٌ، وَلَا بَاءَ بِالشَّلَامِ (۱) وَأَمَا أَمْوَالُكُمْ فَلَا تَقْبَلُهَا إِلَّا

۱) (شلماب: ایک شربت جو شلیم (شلغم) سے بنتا ہے کہ وہی زوان ہے جو گندم میں ہوتا ہے۔)

لِظَهْرِهِ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَقْطَعْ فَمَا أَنَا إِلَهُ خَيْرَ مِمَّا أَتَاكُمْ وَأَمَا ظُهُورُ الْفَرَجِ فَإِنَّهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَكَذِبَ الْوَقَاتُونُ وَأَمَا قَوْلُ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ تُقْتَلْ فَكُفُّوا وَتَكْذِيبَ وَضَلَالٍ وَأَمَا الْحَوَاثِلُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا إِلَى رِوَاةِ حَدِيثِنَا فَإِنَّهُمْ حُجَّتِي عَلَيْكُمْ وَأَنَا حُجَّةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَأَمَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُمَرِيَّ وَعَنْ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِ فَإِنَّهُ يَقْنِي وَكِتَابُهُ كِتَابِي وَأَمَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَهْزَارِ الْأَهْوَازِيِّ فَسَيُصْلِحُ اللَّهُ لَهُ قَلْبَهُ وَيَزِيلَ عَنْهُ شُكَّهُ وَأَمَا أُمِّ وَصَلَتْ أَنْ يَهْ فَلَا يَقْبَلُ عِنْدَنَا إِلَّا لِمَا طَابَ وَظَهَرَ ، وَثُمَّ الْمُغْنِيَةِ حَ أَرْمَ وَأَمَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ بْنِ نَعِيمٍ فَهُوَ رَجُلٌ مِنْ شَيْعَتِنَا أَهْلُ الْبَيْتِ وَأَمَا أَبُو الْخَطَّابِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي زَيْنَبٍ الْأَجْدَعُ فَمَلْعُونٌ وَأَصْحَابُهُ مَلْعُونُونَ فَلَا تُجَالِسْ أَهْلَ مَقَالَتِهِمْ فَإِنَّ مِنْهُمْ بَرِّئٌ وَأَبَائِي عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْهُمْ بُرَاءٌ وَأَمَا الْمُتَلَبِّسُونَ بِأَمْوَالِنَا فَمَنْ اسْتَحْلَ مِنْهَا شَيْئًا فَآكَلَهُ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ النَّيِّرَانَ وَأَمَا الْخُمْسُ فَقَدْ أُبِيحَ لِشَيْعَتِنَا وَجَلَعُوا مِنْهُ فِي حِلِّ إِلَيَّ وَقَدْ ظَهَرَ أَمْرُنَا لِتَطْيِيبٍ وَلَا دَنَّتْهُمُ وَلَا تَخَبْتُ وَأَمَا نِدَامَةُ قَوْمٍ قَدْ شَكُوا فِي دِينِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَيَّ مَا وَصَلُونَا بِهِ فَقَدْ أَقْلَنَّا مِنْ اسْتِقَالٍ وَلَا حَاجَةَ فِي صَلَةِ الشَّاكِينَ وَأَمَا عِلَّةُ مَا رَفَعَ مِنَ الْغَيْبَةِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبْدِلَكُمْ تَسْأَلُكُمْ ، إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَاحِدٍ مِنْ أَبَائِي عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِلَّا وَقَدْ وَقَعَتْ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةُ لِبَاغِيَةِ زَمَانِهِ وَإِنِّي أَخْرَجُ حِينَ أَخْرَجُ وَلَا بَيْعَةَ لَاحِدٍ مِنَ الطَّوَاعِثِ فِي عُنُقِي وَأَمَا وَجْهُ الْإِنْتِفَاعِ بِي فِي غَيْبَتِنِي فَكَالْإِنْتِفَاعِ بِالشَّمْسِ إِذَا غَيْبَتْهَا عَنْ الْأَبْصَارِ السَّحَابُ وَإِنِّي الْأَمَانُ لِأَهْلِ الْأَرْضِ كَمَا أَنَّ النَّجْمَ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ ، فَاعْلَمُوا بِأَنَّ السُّؤَالَ عَمَّا لَا يُعْنِيكُمْ وَلَا تَتَكَلَّفُوا عِلْمَ مَا قَدْ كَفَيْتُمْ وَاکْثَرُوا الدَّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ فَإِنَّ ذَلِكَ فَرَجُكُمْ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا إِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ وَعَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى ” (۱)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ اسحاق ابن یعقوب سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے: میں نے محمد ابن عثمان عمری امام زمانہ - کے دوسرے نائب خاص سے درخواست کی کہ وہ میرا ایک خط جس میں بہت سے مشکل مسائل درج ہیں میرے مولا تک پہنچا دیں تو حضرت صاحب الزمان - عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے دست مبارک کی لکھی ہوئی یہ تحریری توفیق میرے پاس آئی۔

اللہ تمہیں ہدایت پر قائم رکھے تم نے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا ہے جو ہمارے اہل خاندان میں سے ہیں اور میرے بنی اعمام (چچیرے بھائی) ہیں۔ تو واضح ہو کہ: اللہ تعالیٰ کی کسی شخص سے کوئی قربت نہیں ہے۔ جو بھی ہم سے انکار کرے وہ ہم سے نہیں ہے اور اُس کا حشر بھی وہی ہوگا جو پسر نوح کا ہوا تھا۔ اب رہ گیا میرے چچا جعفر اور اُن کی اولاد کا معاملہ تو اُن کا معاملہ بالکل ایسا ہی ہے، جیسے بردران یوسف - کا معاملہ۔ جو کی شراب حرام ہے۔ آپ شلغم میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم تم لوگوں کے بھیجے ہوئے اموال صرف اِس لیے قبول کر لیتے ہیں تاکہ تم لوگ پاک و طاہر ہو جاؤ۔ اب جس کا دل چاہے بھیجے اور جس کا دل چاہے نہ بھیجے۔ جو کچھ بھی تم لوگ بھیجتے ہو اُس سے کہیں بہتر و زائد وہ ہے جو اللہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اور رہا ظہور فرج کا سوال تو یہ اللہ کے اختیار میں ہے اس کا وقت معین کرنے والے جھوٹے ہیں۔

اور کسی شخص کا یہ کہنا کہ امام حسین - قتل نہیں ہوئے۔ یہ کفر و تکذیب اور گمراہی ہے۔ اور حوادث

واقعات (احکام وغیرہ میں مختلف جدید مسائل) کے بارے میں یہ ہے کہ ہماری احادیث کے راویوں سے رجوع کیا کرو وہ لوگ تم پر ہماری طرف سے حجت ہیں اور ہم ان لوگوں پر (راویوں پر) حجت ہیں اور محمد ابن عثمان عمری رضی اللہ عنہ اور ان سے پہلے ان کے والد ہمارے ثقہ (با بھروسہ) ہیں اور ان کی تحریر ہماری تحریر ہے۔ (یعنی جو کچہ کہیں یا لکھیں میری تائید شامل ہے) اور محمد ابن علی بن مہزیار ابوازی، تو اللہ تعالیٰ عنقریب اُس کے قلب کی اصلاح کر دے گا۔ اور اس کا شک بھی دور ہو جائے گا۔ اور جو چیز مال دنیا میں سے ہمارے پاس بھیجی گئی ہے تو ہمارے یہاں وہی چیز قبول ہے جو طیب و طاہر ہو۔ اور گانا گانے والی کی اُجرت حرام ہے۔ یعنی گانا گانے والی کنیزیں اگر فروخت کی جائیں ان کی جو بھی قیمت دستیاب ہوگی وہ حرام ہے۔ اور محمد ابن شاذان ابن نعیم بہ ہم اہل بیت کے شیعوں کی ایک فرد ہے۔ اور ابو الخطاب محمد ابن زینب اجدع، تو وہ ملعون اور اس کے اصحاب بھی ملعونوں میں سے ہیں ان لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو ہم بھی ان لوگوں سے برأت و بیزاری کرتے ہیں اور ہمارے آبائے کرام بھی ان لوگوں سے برأت کرتے تھے۔ اور جو لوگ ہمارے اموال سے متعلق ہیں تو جو شخص اس میں سے ذرا سی چیز بھی اپنے لیے حلال کر لے، اور اسے کھائے تو سمجھ لو کہ آگ کھاتا ہے۔ اور ہا خمس، تو یہ میں اپنے شیعوں کے لیے مباح کرتا ہوں اور ہمارے ظہور امر تک ان کے لیے حلال ہے تاکہ ان کی ولادت پاک و پاکیزہ رہے اور گندی نہ ہو۔ اور وہ گروہ جسے دین خدا میں شک ہے اور وہ اپنے بھجے ہوئے مال پر نادم ہیں تو جو واپس لینا چاہے واپس لے لے ہمیں شک کرنے والے گروہ کے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ سوال کہ غیبت کیوں واقع ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اے اہل ایمان! ایسی باتیں نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ تمہیں بتادی جائیں تو تم کو برا معلوم ہو۔“ (مانندہ، آیت ۱۰۱) سنو! بے شک ہمارے آبائے کرام میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس پر ان کے زمانے کے ظالم کی بادشاہت نہ رہی ہو۔ لہذا یہ غیبت اس لیے ہے کہ جب میں ظہور کروں گا تو مجھ پر کسی طاغوت و ظالم کی بادشاہت باقی نہ رہے۔ اور یہ سوال کہ زمانہ غیبت میں مجھ سے انتفاع (نفع و فائدہ حاصل کرنے) کی صورت کیا ہے تو یہ انتفاع و نفع ویسا ہی ہے جیسے آفتاب بادلوں میں چھپا ہوتا ہے اور لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ میں اہل زمین کے لیے اسی طرح امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ لہذا ایسے سوالات کے دروازے بند کرو جس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں۔ اور وہ بات معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو جس کی تمہیں ضرورت نہیں۔ اور تعجیل فرج کے لیے زیادہ سے زیادہ دعا کرو کیونکہ اس میں تمہاری کشادگی ہے۔ اے اسحاق ابن یعقوب! تم پر سلام اور ان لوگوں پر بھی سلام ہو جو راہ ہدایت پر گامزن ہیں۔ اللہم عجل فرجہ الشریف وجعلنا من اعوانہ وانشارہ وشیعۃ المستشہدین بین یدیه آمین خدایا! ان کے مبارک ظہور میں تعجیل فرما اور ہمیں ان کے اعوان و انصار اور شیعوں میں قرار دے نیز ان کے سامنے شہادت پانے والوں میں قرار دے۔ آمین۔

قرآن اور آخری حجت مشترکات قرآن اور حجت زمان

۳۸ - برکت

۳۸ - القرآن مبارک کذلک الحجة القائم آل محمد علیہم السلام

قرآن کریم اور امام زمانہ - خداوند متعال کی جانب سے انسانوں کے لیے مبارک اور بابرکت قرار دے کر بھیجے گئے ہیں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے بارے میں فرماتا ہے: (۱)

یہ ایک مبارک کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور

صاحبانِ عقل نصیحت حاصل کریں۔

یعنی: اس کی تعلیمات، دستورات، تمام لائحہ عمل، جاودانی، عمیق اور حیات بخش ہیں جو آفرینش و خلقت کے ہدف کے مطابق ہیں۔ امام زمانہ - بھی مبارک اور بابرکت ہیں یعنی ان کے تمام کلمات، دستورات اور لائحہ عمل فطرت اور خلقت کے مطابق ہیں۔ پیغمبر مکرم اسلام (ص) خاندانِ عصمت و طہارت کی آخری فرد کے عالمی قیام کی توصیف میں ارشاد فرماتے ہیں:

۱) (سورہ ص، آیت ۲۹)۔

۷۵۹۔ ”إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِّنْ أَطْيَابِ عِثْرَتِي وَأَبِ أُرْثُوتِي، عَدْلًا مُّبْرَكًا زَكِيًّا“، (أَلِئَا غَدِرُ مِثْ أَقْلِ ذَرَّةٍ) (۱)
اس وقت اللہ تعالیٰ ایک شخص کو میرے بہترین فرزندوں اور میری پاک ترین عثرت میں سے مبعوث فرمائے گا جس کا مکمل وجود عدل و عدالت مبارک و بابرکت اور پاک و پاکیزہ ہے وہ کسی شخص کے معمولی اور عام حق سے چشم پوشی نہیں کرے گا۔

کیوں قرآن اور امام زمانہ - مبارک ہیں؟ کیوں کہ خداوند متعال کی طرف سے آئے ہیں کہ خود وہ بھی پُر برکت اور زوال ناپذیر ہے۔ سورہ رحمن میں ہم پڑھتے ہیں: (۲) بڑا بابرکت ہے آپ کے پروردگار کا نام جو صاحب جلال بھی ہے اور صاحب اکرام بھی۔

”مبارک“ اور ”تبارک“ لفظ ”برکت“ سے (بروزن درک) مشتق ہے جس کے معنی اونٹ کا سینہ ہے، اور چونکہ جب اونٹ کسی جگہ سوتے ہیں تو ثابت رہتے ہیں اپنے سینے کو زمین سے متصل کرتے ہیں۔ یہ لفظ بھی ثابت اور پائیدار اور بادوام رہنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور جہاں بادوام سرمایہ اور زوال ناپذیر ہو تو وہ بہت زیادہ فوائد کا حامل ہوتا ہے اور پُر فائدہ موجود کو ”مبارک“ کہا جاتا ہے، اور جس کے لیے یہ عنوان زیادہ شائستہ اور سزاوار ہے وہ (ذات پاک خداوند متعال ہے جو تمام خیرات و برکات کا سرچشمہ ہوا کرتی ہے۔ (۳) اس بنا پر امام زمانہ - اور قرآن کریم کے لیے مبارک کی تعبیر اسی معنی میں ہے کہ وہ دونوں ہمیشہ اور دائمی طور پر خیر و برکت کے حامل تھے اور ہیں چنانچہ اگر کوئی شخص ان سے اپنا رشتہ برقرار رکھے تو اس کا مکمل وجود برکت و رحمت ہو جائے گا۔ اور جو شخص برکت کا متمنی اور طالب ہے، اس کے لیے قرآن

۱) (معجم احادیث الامام المہدی - ج ۱، ص ۱۷۴ - روزگار ربائی، ج ۲، ص ۹۵۰)۔

۲) (سورہ رحمن، آیت ۷۸)۔

۳) (تفسیر نمونہ، ج ۲۳، ص ۱۸۶)۔

اور امام زمانہ - سے ارتباط کے علاوہ کوئی اور راستہ موجود نہیں ہے۔ قرآن اور امام زمانہ - سے ارتباط رکھنا دنیا و آخرت کو مبارک بنا دیتا ہے۔

۳۹ - عزت

۳۹ - القرآن کتاب عزیز و كذلك الحجة القائم من آل محمد (ص)

قرآن اور امام زمانہ - عزیز اور عزت بخش ہیں۔

(خداوند متعال ”عزیز“ ہے، (۱) (۲)

یاد رکھو کہ خدا سب پر غالب ہے اور صاحب حکمت ہے، یقیناً سب کی سب عزت صرف اللہ کے لیے ہے۔ لہذا قرآن کریم کے اوصاف میں سے ایک یہی عزت ہے۔ (۳) اور یہ ایک شکست ناپذیر کتاب ہے۔ ”عزیز“ وہ شخص ہے جو دوسروں پر غالب ہوتا ہے، لیکن دوسروں پر مغلوب نہیں ہوتا:

(الَّذِي يُفْهَرُ وَلَا يُفْهَرُ) اور اس کے مقابل میں ”ذلیل“ ہے۔ (۴)

دوسری تعبیر میں: ”عزیز“ قدرت مندی کے معنی میں ہے جو شکست ناپذیر ہے، جس کے اندر عظیم

- ۱) (سورنہ بقرہ، آیت ۲۰۹، اس کلمہ کی قرآن کریم میں بیس مرتبہ سے زیادہ تکرار ہوئی ہے۔)
- ۲) (سورنہ یونس، آیت ۶۵۔)
- ۳) (سورنہ فصلت، آیت ۴۱۔)
- ۴) (المیزان، ج ۱۷، ص ۲۲۔)

نشانیوں کے دکھانے کی قدرت بھی ہوتی ہے اور جھٹلانے والوں کو مارنے کی بھی، لیکن اس حالت کے باوجود ”رحیم“ ہے اور اس کی رحمتِ واسعہ تمام مقامات کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہے (۱) اور اس کی طرف واپس ہونے کے لیے ایک مختصر لمحہ کافی ہے کہ اس کی تمام نظرِ لطف و کرم انسان کی طرف متوجہ ہو جائے۔

قرآن صامت اور قرآن ناطق عزیز و رحیم ہیں۔ جو شخص بھی ان کی طرف عام توجہ رکھتا ہو تو اسے دنیا و آخرت کی بھلائی اور خیر و برکت نصیب ہوگی۔ اور وہ ہمیشہ ”عزیز“ ہر دل عزیز ہے۔ امام مہدی - بھی عزیز اور عزت بخش ہیں۔ جیسا کہ روایات میں، دعاؤں اور زیارات میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔

(۷۶۰ - ”يُعِزُّ بِهٖ الدِّينَ وَالْقُرْآنَ وَالْأَسْلَمَ وَأَهْلَهُ“ (۲) خداوند متعال (مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے ذریعے دین، قرآن، اسلام اور اس کے اہل کو عزت بخشے گا۔

۷۶۱ - اس کی محترم حکومت میں اسلام اور مسلمین عزیز ہوں گے اور کفر و نفاق اور اس کے اہل ذلیل و خوار ہوں گے: ”اللَّهُمَّ اِنَّا نَرْغِبُ الْيُكُوفَ فِي دَوْلَةِ كَرِيْمَةِ تَغْرِبُهَا الْاِسْلَامُ وَاهْلُهُ“ (۳) و تَذُلُّ النِّفَاقُ وَاهْلُهُ (۳) خدایا! میں تیری طرف رغبت رکھتا ہوں ایسی محترم حکومت کی جس کے ذریعے اسلام اور اسلام والے عزت پائیں اور نفاق اور اہل نفاق ذلیل ہو جائیں۔

۷۶۲ - ہاں حضرت مہدی - مومنین اور موحدین کو عزت و سرفرازی عطا کریں گے اور کافروں کو

- ۱) (امام زمانہ - خداوند متعال کی رحمت واسعہ ہیں۔ بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۳۔)
- ۲) (معجم احادیث امام مہدی -، ج ۱، ص ۱۷۴۔ روزگار ہائی، ج ۲، ص ۹۵۰۔)
- ۳) (مفاتیح الجنان، دعائے افتتاح۔)

نَ ، اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا نَ الْمُسْتَضْعَفِیْ ذَلِیْل و رسوا کریں گے : ”اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ يَا مُعْزَّالْمُ وَمِنْ نَ“ (۱) سلام ہو آپ پر اے ان مومنوں کو عزت دینے والے! جو مستضعف ہیں سلام مُذَلُّ الْكَافِرِ ی ہو آپ پر اے ان کافروں کو ذلیل کرنے والے!۔

نَ ” (۲) (اور آپ موحدین اور خدا پرستوں کی عزت ہیں)۔ ”وَ اَنْتَ عِزُّ الْمُوَحِّدِی“ ۷۶۳ - در حقیقت خداوند عزیز نے انہیں دین کی نصرت اور اہل دین کی عزت کے لیے نَ ” (۳) اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذخیرہ ن وَاِعْزَّزِ الْمُوَحِّدِیْنَ ذَخِیْرَہ فرمایا ہے: ”تَخَرَّكَ اللّٰهُ لِئَنْصُرَ الَّذِیْ بَنَیَا بِہِ دِیْنَ کی مدد کے لیے اور مومنوں کے غلبہ و عزت کے لیے۔

۷۶۴ - وہ ایسی عزت و آبرو کے حامل ہیں کہ جس کا کوئی شریک اور ہم پلہ نہیں ہے: دِ عِزِّ لَا یُسَامِیْ ” (۴) میری جان قربان تجھ عزت کے پاسبان پر جس کی برابری ”اَنْتَ مِنْ عَقِیْ نہیں ہوسکتی۔ ۷۶۵ - لہذا حضرت کے عاشقین ہر صبح جمعہ میں فریاد و فغاں کرتے ہیں: ”اَیْنَ مُعِزُّ الْاَوْلِیَاءِ وَمُذَلُّ الْاَعْدَاءِ“ (۵) کہاں ہے دوستوں کو عزت دینے والا اور دشمنوں کو ذلیل کرنے والا۔

- ۱) (مفاتیح الجنان، دعائے استغاثہ حضرت مہدی -۔)
- ۲) (مفاتیح الجنان، زیارت حضرت صاحب الامر -۔)
- ۳) (مفاتیح الجنان، زیارت حضرت صاحب الامر -۔)
- ۵) (مفاتیح الجنان، دعائے ندبہ۔ (، ۴)

القرآن والحجة مانا عذب ومعين وحياة

قرآن اور امام زمانہ - آب حیات اور گوارا پانی ہیں۔ یعنی زندگی ان کے بغیر تلخی اور ناکامیابی کے ہمراہ ہے۔ جو شخص ان کے بغیر زندگی بسر کرے وہ صاحبِ حیات نہیں ہے۔ اور ان کے بغیر حیات طیبہ کا امکان نہیں پایا جاتا۔
(۷۶۶ - امام علی - قرآن کی توصیف میں فرماتے ہیں: ”جَعَلَ اللَّهُ رِيًّا لِعَطَشِ الْعُلُمَاءِ“ (۱) خداوند متعال نے قرآن کو علماء کی تشنگی کو دور کرنے کے لیے چشمہ قرار دیا ہے۔ ۷۶۷ - امام سجاد - بھی قرآن کی توصیف میں یوں فرماتے ہیں: ”وَأَرْوِيهِ فِي مَوْقِفِ الْعَرْضِ عَلَيْكَ ظَمَاءَهُ أَوْ جِرْ أَنْ“ (۲) پروردگار! قرآن کے ذریعے قیامت کے دن ہماری تشنگی کو بجھا دے اور اس وقت کی طاقت کم کرنے والی گرمی میں ہمیں سیراب فرما۔
۷۶۸ - امام زمانہ - بھی آب شیریں اور گوارا ہیں۔ امام علی رضا - فرماتے ہیں: ”أَلَا مُمُّ الْمَاءِ الْعَذْبُ عَلَى الظَّمَاءِ“ امام، تشنگی کے وقت آب شیریں ہے۔ (۳) امام زمانہ - بھی آب حیات

۱۔ (نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۸)۔

۲۔ (صحیفہ سجادیہ، دعا ۴۲)۔

۳۔ (کافی، ج ۱، ص ۲۰۰۔ عیون اخبار الرضا، ج ۲، ص ۱۹۷)۔

اور گوارا ہیں۔ قرآن کریم میں ہم پڑھتے ہیں: <قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ> (۱) کہہ دیجئے کہ تمہارا خیال ہے اگر تمہارا سارا پانی زمین کے اندر جذب ہو جائے تو تمہارے لیے چشمہ کا پانی کہا کر کون لائے گا؟

۷۶۹ - امام محمد باقر - اس آیت کریمہ کی تاویل میں فرماتے ہیں: ”هَذِهِ نَزَلَتْ فِي الْإِلَهِ أُمِّكُمْ بِإِلْمِ الْقَائِمِ (عليه السلام) يَقُولُ إِنْ أَصْبَحَ إِيَّاكُمْ غَائِبًا عَنْكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيْنَ هُوَ؟ فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِأَخْبَارِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَحَلَالِ اللَّهِ وَحَرَامِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا جَاءَ تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ وَلَا ظَاهِرٌ يَأْتِي (بُذْنُ أَنْ يَجِيءَ تَأْوِيلُهَا“ (۲)

یہ آیت امام قائم - کی شان میں نازل ہوئی ہے خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: جب تمہارا امام تمہارے درمیان سے غائب ہو جائے گا اور تمہیں معلوم نہ ہوگا کہ وہ کہاں ہے تو پھر کون ہے جو تمہارے لیے امام کو ظاہر کرے گا تاکہ تمہیں آسمان و زمین کی خبریں بتائے اور خداوند متعال کے حلال و حرام کی خبر دے؟ پھر آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! ابھی اس آیت کی تاویل نہیں آئی ہے، مگر اس کی تاویل کا آنا حتمی و یقینی ہے۔

۷۷۰ - حضرت امام موسیٰ ابن جعفر - سے اس آیت کریمہ کی تاویل کے متعلق دریافت کیا گیا تو امام - نے فرمایا: ”إِنْ فَقَدْتُمْ إِيَّاكُمْ فَلَمْ تَرَوْهُ فَ مَا أَذْ تَصْنَعُونَ؟ (أَقْل: إِنْ أَذْ فَقَدْتُمْ إِيَّاكُمْ كَمْ بِيَاءِ جَدِيدٍ)“ (۳) جب تمہارا امام غائب ہو جائے گا اور وہ تمہیں نظر نہ آئے گا تو فَمَنْ يَأْتِيكُمْ اس وقت تم لوگ کیا کرو گے؟ (فرمایا: اگر اپنے امام کو نہ پاؤ گے تو پھر کون ہے جو تمہارے لیے جدید امام لائے گا؟)

۱۔ (سورنہ ملک، آیت ۳۰)۔

۲۔ (غیبت طوسی، ص ۱۰۱ - تفسیر صافی، ج ۵، ص ۲۰۶ - معجم احادیث الامام المہدی، ج ۵، ص ۴۵۳)۔

۳۔ (غیبت نعمانی، ص ۹۲ - الحجة فی ما نزل فی القائم الحجة، ص ۳۸۷)۔

اس بنا پر آب گوارا اور زندگی اس کائنات میں موجود ہے، لیکن بعض انسان تشنگی کا احساس نہیں کرتے۔ انسان اگر پیاس کا احساس کرے تو پانی کی تلاش میں جائے گا اور خود کو سیراب کرے گا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ: قرآن اور امام زمانہ - جاری آب حیات ہیں۔ یعنی وہ ہدایت و معارف کے پیاسوں کی تلاش میں ہیں تاکہ انہیں سیراب کریں۔ ہم اس بات کے امید وار ہیں کہ کائنات کے تمام انسان اس فیضانِ الہی کے چشمے سے ایک پیالہ پئیں تاکہ ہدایت کی حلاوت کو چکھ لیں اور سب ہی منجی عالم بشریت کے خواہاں ہیں۔

خاتمہ

تمام انسان، کائنات کے امام مہدی - اور فیضان کے وسیلے کی بہ نسبت کچھ فرائض کے حامل ہیں (۱) ان فرائض میں سے ایک فریضہ اس کتاب میں بیان ہوا ہے: ”تلاوت قرآن کر کے حضرت بقیۃ اللہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو ہدیہ کرنا

ہے۔“

صاحب مکيال المكارم پينتالييسويں فريضے ميں تحرير كرتے هيں: ”الامر الخامس والاربعون : اهداء قراءة القرآن اليه عليه السلام“، پينتالييسواں فريضہ (حضرت كو تلاوت قرآن ہديہ كرنا ہے۔ (۲)
۷۷۱ - انہوں نے اس فريضے كے استدلال كے ليے ايک روايت ثقة الاسلام كليني سے نقل كى ہے كہ امام موسىٰ كاظم - نے على ابن مغيرة سے جو اپنے ختم كيے ہوئے قرآن ائمہ كو ہديہ كرتے تھے فرمايا: ”تمہارى جزا يہ ہے كہ تم قيامت كے دن ان لوگوں كے ساتھ ہوگے۔ وہ عرض كرتے هيں: اللہ اكبر! ميرے ليے ايسى (عظيم) جزا ہے؟
(امام - نے تين مرتبہ فرمايا: ہاں۔“ (۳)
امام زمانہ - قرآن كريم كے ہم پلہ هيں۔ يقيناً وہ ہمارى تلاوت اور قرائت كے محتاج نہيں هيں۔

- ۱) . آيت اللہ سيد محمد تقى موسوى اصفہانى عليه الرحمہ نے كتاب مكيال المكارم ج ۲، ص (۵۶۸ - ۱۸۰ ميں ۸۰ فرائض امام عصر - كى بہ نسبت بيان كيا ہے۔
۲) . مكيال المكارم، ج ۲، ص ۳۰۶ .
۳) . كافى، ج ۲، ص ۶۱۸ . وسائل الشيعہ، ج ۴، ص ۸۶۴ ، حديث ۱ .

در حقيقت ہم ان كى عنايات و الطاف كے ضرورت مند هيں۔
جيستے: نماز پڑھنا ، يقيناً خداوند متعال ہمارى نماز كا محتاج نہيں ہے۔ پھر كيوں ہم لوگوں كا فريضہ نماز پڑھنا ہے؟ ہم نماز كيوں پڑھتے هيں؟
نماز پڑھنا پروردگار متعال كى شكر گزارى كے مرتبے ميں ہے۔ اور جو شخص شكر الہى انجام دے گا اس كے ليے خصوصى طور پر الطاف الہى شامل حال ہوں گى، (۱)
اگر تم ہمارا شكر يہ ادا كرو گے تو ہم تمہارى نعمتوں ميں اضافہ كرديں گے۔ اور جو شخص، كوئى ہديہ يا احسان ہمارے مہربان آقا و مولا كى خدمت ميں انجام ديے ہوگا وہ بھى احسان فرمائے گے: (۲) كيا احسان كا بدلہ احسان كے علاوہ كچھ اور ہو سكتا ہے؟
خداوند متعال قرآن كريم ميں ارشاد فرماتا ہے: (۳) اور جب تم لوگوں كو تحفہ (سلام) پيش كيا جائے تو اس سے بہتر يا كم سے كم ويسا ہى واپس كرو۔
اس بنا پر اگر ہم كوئى ہديہ حضرت كى مقدس اور نورانى بارگاہ ميں پيش كرتے هيں تو وہ صرف اس ليے ہے كہ ہم ان كى توجہات اور عنايات كے ضرورت مند هيں۔

تمت بالخير
الحمد لله اولاً و آخرأ بحسن التوفيق
۲۷ / محرم الحرام، ۱۴۳۰ ھ

- ۱) . سورنہ ابراہيم، آيت ۷ .
۲) . سورنہ رحمن، آيت ۶۰ .
۳) . سورنہ نساء، آيت ۸۶ .